هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق
تهذیب المتین فی
تاریخ امیر المومنین
بمطبع یوسفی واقع دهلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ارسل الینا من میز لنا الحقیقۃ من البطلان بالحجۃ والبرہان والشکر لہ علی ما انزل علیہ القرآن الذی عجز عن الاتیان بمثلہ فصحاء
قحطان وعدنان فاوضح طرق المنجیۃ من المہلکۃ باوضح تبیان لیہلک من ہلک ویحییٰ من حیّ عن بینۃ وبیان فسبحان الذی خلق الانسان
وعلمہ البیان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان الغالیۃ الاثمان المزریان بالیاقوت والمرجان علی سید
الانس والجان والہ امناء الرحمن المنعوتین بافصح لسان الممدوحین فی القرآن سیما وصیہ وابن عمہ الذی بذل مہجتہ فی
قلع مادۃ الغوایۃ والطغیان فقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من اہل الشنان وارباب الغاوۃ والعدوان المستاثرین الکفر بعد الایمان فی وقعۃ الجمل والصفین والنہروان

اما بعد بندہ عاصی اقل الخلق عملاً واکثرہم خطاءً وزللاً مظہر حسن بن سید صادق حسن بن سید شہامت علی الموسوی الاثنا عشری السہارنفوری عفا اللہ عنہم اجمعین و
جعل منازلہم فی اعلےٰ علیین بمحمد وآلہ الطاہرین خدمات عالیہ برادران ایمانی میں عرض کرتا ہے کہ افضل علوم وعمدہ فنون کہ باعث آگاہی اخبار عالم ووقوف باحوال
بنی آدم ہو سکے علم تاریخ وسیر ہے علی الخصوص حالات خاصان خدا وبرگزیدگان بارگاہ کبریا اعنی حضرات انبیاء کرام واوصیاء ذوی الاحترام علیہم التحیۃ والسلام کہ
بطرق معتبرہ صحیحہ مروی ہوں بلاشبہ شائع وذائع ہونا انکا باعث مزید برکات وترتب مفید ثمرات وموجب تکمیل دین مبین وترویج حق والیقین۔ وازدیاد اخلاص
عام بنسبت انحضرات طیبین طاہرین کے ہے بنا برین بندہ اقل خلائق ایک مدت دراز سے متمنی تھا کہ واقعات تاریخی جناب ولایت مآب حلال مشکلات کشاف
معضلات امام برحق ووصی مطلق سید الاشجعین یعسوب المسلمین امیر المومنین تاج الفقہاء وکہف الفقراء ابو الائمۃ النجباء نفس رسول زوج بتول پیشواء ارباب قبول
مظہر العجائب مفرق الکتائب امام المشارق والمغارب اسد اللہ واسد رسولہ الغالب مولانا ومولی الثقلین علی بن ابیطالب صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ خصوصاً سوانح
خلافت ظاہری آنحضرت کے یعنی وقائع جنگ جمل وصفین ونہروان زبان اردو عام فہم میں لکھے جائیں کہ برادران مومن جو فہم لغت عربی وفارسی سے عاری ہیں

لہٰذا نسب نامہ بندہ یہ ہے شہامت علی بن صفدر علی بن حکیم سید علی بن عبد الرحمن بن سعد اکبر بن محمد سعید بن عبد القادر بن سید یعقوب بن ابراہیم بن عبد الرحیم بن محمد باقر المعروف بعارف باللہ بن
جعفر بن سید شرف الدین بن سید طاہر مخاطب بخطاب اشرف العلماء کہ بموجب طلب ہمایوں بادشاہ دہلی میں رونق افروز ہوئے اور چند دیہات جاگیر میں پا کر قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کو
اپنے سکونت کے لئے اختیار کیا بن نصیر الدین بن ابو المنصور بن ابو المظفر بن ابو القاسم بن سید حسین بن محمد رضا بن عبد اللہ معروف بن سید عبد الباری معروف بشاہ چراغ کہ
شہر کاشان مملکت ایران سے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ منصب مستوفی گری و سرگروہی لشکر پر مامور ہو کر ہندوستان میں تشریف لائے اور مقام رہتاس گڈھ واقعہ ملک پنجاب
پسند کر کے اور وہاں سے تا بہ راولپنڈی ملک اپنی قبض و تصرف میں لا کر قیام پذیر ہوئے چنانچہ قبۂ منورہ انکا ابتک سنا ہی میں معروف و مشہور ہے بن سید ابراہیم بن علی شاہ بن سید بن محمد اسمعیل
بن حضرت عبد اللہ فرزند دلبند امام ہمام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہداء امام حسین بن امیر المومنین علی المرتضیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین

اُس سے منتفع و مستفید ہوں چنانچہ بعض مقامات جنگ جمل اور کسیقدر نہروان کے جلد محسن فیض بحار الانوار وغیرہ سے ترجمہ و تالیف بھی کر لئے تھے من بعد کچھ بباعث قلت فرصت کہ مشاغل کسب معیشت سے مُہلت کم ہوتی تھی - اور کسیقدر کمی اسباب یعنی کتب تاریخ وحدیث اور زیادہ تر بخوف نقصان استعداد کہ آپکو مرد اس میدان کا نہ جانتا تھا اُسکی تکمیل و تتمیم معرض التوا میں پڑگئی اور وہ اجزاء پریشان ایک عرصہ تک طاق نسیان پر رکھے رہے تا آنکہ بعض احباب اخوان اہل ایمان جو اس حال سے واقف تھے اور اجزاء مذکور اُنکے ملاحظہ میں آچکے تھے باِبرام تمام باعث ہوئے کہ یہ کام حسب مراد انجام کو پہنچے اور ہرگز اُدھورا و ناقص نہ چھوڑا جائے اور اسقدر مبالغہ والحاح اس خصوص میں کیا کہ احقر کو بجز تعمیل ارشاد اُن حضرات کے چارہ نہ رہا لاجرم توکل بخدا کر ہمت کو چُست باندھا اور اسکو از سر نو ابتداء بیعت امیر المومنین علیہ السلام سے لکھنا شروع کیا اور اجزاء سابقہ مذکورہ کو نظر ثانی خاص اصلاح کرکے لباس جدید پہنایا اور تا شہادت آنحضرت کے جملہ حالات کو بہ ترتیب خوش اسلوب مرغوب مرتب و مہذب گردانا حتی کہ یہ تاریخ زمانہ خلافت ظاہری تمام ہوئی وَالحمدُ للہِ علیٰ ذٰلِکَ اور چونکہ بڑا منصب اس کمترین کا اس کتاب میں اخبار و آثار متفرقہ کو لغت عربی فارسی سے ترجمہ کرکے ترتیب و تہذیب دینا ہے اسلئے اسکا نام اَلتَّہذِیبُ المَتِینُ فِی تَارِیخِ اَمِیرِ المُؤمِنِینَ رکھا - مخفی نہ رہے کہ اس کتاب میں سوا بحار الانوار حق الیقین - جلاء العیون وغیرہ تصانیف جناب آخوند مُلا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے کہ اصل منبع و ماخذ ہیں اور بہت سی کتب شیعہ مثل نہج البلاغہ ارشاد شیخ مفید - احتجاج طبرسی کامل بہائی - مجالس المومنین ناسخ التواریخ وغیرہ و کتب اہلسنت مثل روضۃ الاحباب روضۃ الصفا تاریخ ابوالفداء تاریخ ابن اعثم کوفی وغیرہ و شروح و تراجم نہج البلاغہ سُنی و شیعہ و شرح دیوان جناب امیر علیہ السلام و اکثر کتب مناظرہ فریقین امداد و اعانت لی گئی ہے اور اکثر مقامات میں شروع روایت پر کتاب منقول عنہا کا حوالہ لکھا گیا اور سخت کلامی سے عمداً حتی المقدور اعراض و انحراف ملحوظ رہا کہ کسیکے لئے ناگوار طبع نہو آئندہ انشاء اللہ تعالے ارادہ ہے کہ باقی حالات حضرت امیر المومنین ابتداء ولادت سے قبل خلافت ظاہری تک کے اسی نہج سے بصورت ایک مجلد دیگر ترتیب و تلفیق پائیں کہ یہ دونوں جلدیں ایک مستقل کتاب تاریخ جناب ولایت مآب مولائے مومنین علی بن ابیطالب درست ہو جائے حضرت واہب العطیات سے دعا ہے کہ بتصدق اپنے حبیب محمد مصطفیٰ اور اُنکی عترت باصفا کے اس ناچیز کو اُسکے اتمام کی توفیق عطا فرمائے اور مومنین موالیان ائمہ معصومین کو اس مجموعہ محمودہ سے فائدہ و نفع بخشے وَجَعَلَہَا خَالِصَۃً لِوَجہِہِ الکَرِیمِ وَتَقَبَّلَہَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیعُ العَلِیمُ اور چونکہ یہ تالیف محض بنظر ثواب و تحصیل رضاء رب الارباب وقوع میں آئی ہے اسلئے حضرات ناظرین سے اُمید ہے کہ اس عاصی کو بدعاء خیر یاد کریں اور جس مقام پر غلطی و خطا دیکھیں درست فرما دیں ورنہ اغماض و چشم پوشی کو کام میں لائیں فَاِنَّ العُذرَ عِندَ کِرَامِ النَّاسِ مَقبُولٌ وَالعَفوُ وَالصَّفحُ مِن شِیَمِہِم مَشرُوعٌ وَمَنقُولٌ

مقدمہ در بعضے از فضائل و مناقب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں مطابق و موافق روایت حافظ ابونعیم کے حلیۃ الاولیاء میں ابو حازم مولا ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا یا علی تم میں سات فضیلتیں ہیں کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہیں اور تم اُنکے وجہ سے سب پر فائق ہو اوّل تمہارا سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانا دوم تمہارا جہاد راہ خدا میں سب سے زیادہ عظیم و بزرگ ہے سوم تم ازروئے احکام خدا و قضاء بیان خلق کے سب سے زیادہ دانا ہو چہارم تم خدا کا عہد سب سے زیادہ وفا کرنے والے ہو پنجم رعایا پر سب ایک سے زیادہ مہربان ہو ششم سب سے زیادہ برابر و بعدالت تقسیم کرنے والے ہو ہفتم جملہ خلائق سے خدا کے نزدیک تمہارا مرتبہ جلیل و قدر رفیع ہے اور جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا علیٌّ افضل البشر

ابی فقد کفر کہ علیؑ بعد حضرت رسولخدا کے نوع انسان سے بہتر و افضل ہیں جو شخص اس سے انکار کرے وہ کافر ہے اور امالی شیخ صدوق علیہ الرحمہ میں
امام بحق ناطق جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا اے علیؑ تو مجھ سے بمنزلہ اسحاقؑ کے ہے ابراہیمؑ سے اور ہارون کے ہے موسیٰ سے اور
بمنزلہ شمعونؑ کے ہے عیسیٰؑ سے الا یہ کہ پیغمبری میرے بعد نہیں اے علی تو وصی و خلیفہ میرا ہے جو اس سے انکار کرے مجھ سے نہیں اور میں بروز قیامت
اُس کا دشمن ہونگا اے علیؑ تجھکو میری تمام اُمت پر فضیلت ہے اسواسطے کہ تو سب سے پہلے خدا اور رسول پر ایمان لایا اور علم و عقل تیرا سب سے زیادہ ہے اور
شجاعت و بہادری ہیں تو سب پر غالب ہے اے علیؑ تو امام اور امیر سب کا ہے اور وصی و جانشین میرا ہے بعد میرے تیرا کوئی نظیر و مثل نہیں اے علیؑ تو
قسمت کرنیوالا بہشت و دوزخ کا ہے اور بسبب تیری دوستی کے پہچانے جاتے ہیں نیکوکار اور تیری دشمنی سے تمیز کئے جاتے ہیں بدکردار اور علیحدہ ہوتے
ہیں اچھے بروں سے اور مومن کافروں سے - اور احمد بن حنبل نے کہ چار اماموں اہلسنت سے ایک ہے کتاب مسند اور کتاب فضائل ہیں اور صاحب فردوس
الاخبار نے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ حقتعالی کے سامنے ایک نور تھے چودہ ہزار سال پیشتر خلق آدمؑ سے جب کہ
حقتعالی نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اُس نور کے دو حصے کئے ایک حصہ سے میں پیدا ہوا دوسرے سے اے علیؑ تو اور فردوس میں اس قدر اور زیادہ کیا ہے کہ پس
ہم پشت بہ پشت منتقل ہوتے رہے حتّےٰ کہ پشت عبدالمطلب میں پہنچے پس میرے لئے نبوت ہوئی اور تیرے لئے اے علیؑ وصیت اور خطیب خوارزمی نے
روایت کی ہے کہ جب رات کو حضرت رسولؐ معراج کو تشریف لیگئے خداوند جلیل نے ارشاد کیا کہ کسکو خلیفہ گردانا تو نے اے محمد اپنی اُمت پر اپنے بعد عرض کی
بہترین اُمت علی بن ابیطالب کو ارشاد ہوا خوب کیا تو نے اے محمد تحقیق کہ میں نے نظر کی طرف زمین کے پس چن لیا اُنسے تجھکو اور اپنے اسماء سے ایک نام
تیرے لئے مشتق کیا جسجگہ میں مذکور ہونگا تیرا بھی ذکر آئیگا پس میں محمود ہوں اور تو محمد ہے پھر دوبارہ نظر کی اہل زمین کیطرف اور چن لیا اُنسے علیؑ کو اور اپنے
ناموں میں سے ایک نام اُس کے لئے منتخب کیا میں علی ہوں اور وہ علی اے محمد میں نے تجھکو اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اور ائمہ کو اولاد حسینؑ سے
اپنے نور سے پیدا کیا اور ولایت تمہاری اہل آسمان و زمین کے سامنے پیش کی جسنے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ہے جسنے انکار کیا وہ کافر اور ارشاد
میں موافق روایت احمد حنبل مذکور کے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت فاطمہ زہرا رسولخدا کے پاس روتی ہوئی آئیں اور عرض کی یا
رسول اللہ مجھکو زنان قریش طعن کرتی ہیں کہ تیرا نکاح مرد فقیر علی بن ابیطالب سے ہوا آنحضرت نے فرمایا اے فاطمہ بیٹی تجھکو تزویج کیا ہے اُس
شخص سے کہ از روئے اسلام کے سب پر مقدم ہے اور علم اسکا تمام سے زیادہ ہے اے فاطمہ حقتعالی نے نظر کی طرف اہل زمین کی اور اختیار کیا اُنسے تیرے
باپ کو اور اسکو نبوت دی پھر نظر کی اُنکی طرف اور برگزیدہ کیا اُنسے تیرے شوہر علی بن ابیطالب کو اور اسکو میرا وصی و جانشین مقرر فرمایا اور
وحی کی میری طرف کہ اُسکا نکاح تیرے ساتھ کروں اے فاطمہ کیا نہیں جانتی تو کہ یہ کرامت خدا ہے تیرے لئے کہ تجھکو ایسے شخص سے تزویج فرمایا کہ
اُسکا علم و حلم سب سے زیادہ ہے اور اسلام میں تمام سے سابق ہے پس حضرت فاطمہ شاد و خنداں ہوئیں پھر حضرت رسولخدا نے فرمایا اے فاطمہ علیؑ
کے لئے آٹھ فضیلتیں ہیں جو دوسرے کے لئے نہیں (۱) یہ کہ وہ میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں اور کسیکو یہ بات حاصل نہیں (۲) تو اے فاطمہ کہ سیدہ
نساء اہل جنت ہے اسکی زوجہ ہے (۳) دو سبط رحمت یعنے میرے نواسے حسنینؑ اسکے بیٹے ہیں (۴) اسکا بھائی جعفر جنت میں فرشتوں کے ساتھ
پرواز کرتا ہے حقتعالی نے اسکو دو جناح زمرد سبز کے عطا کئے ہیں (۵) اسکے پاس علم اولین و آخرین ہے (۶) وہ سب سے اول مجھ پر ایمان لایا ہے (۷)

آخر العہد ہے مجھ سے تمام عالم کے لئے (۸) وہ میرا وصی و خلیفہ ہے اور وارث ہے اوصیاء سابقین کا اور نیز روایت کی احمد بیہقی نے فضائل الصحابہ میں اور فخر الدین
رازی نے اربعین میں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو چاہے کہ نظر کرے طرف آدمؑ کے اُسکے علم میں اور طرف نوحؑ کی اُسکے تقوے و پرہیزگاری میں اور طرف ابراہیمؑ کی
اُسکی خُلت میں اور طرف موسیٰؑ کے اُسکے ہیبت و وقار میں اور طرف عیسیٰؑ کے اُسکے زہد و عبادت میں اُسکو چاہئے کہ دیکھے اور نظر کرے طرف علی بن ابیطالبؑ
کے اور ابوالموید خوارزمی نے[۱] کتاب مناقب میں روایت کی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا اے علیؑ اگر کوئی بندہ عبادت کرے خدائے بزرگ و برتر کی اتنی مدت
کہ نوحؑ نے اپنی قوم میں قیام کیا اور اُسکے پاس سونا کوہِ اُحد کی برابر ہو اور اُسکو راہِ خدا میں صرف کرے اور دراز ہو عمر اُسکی حتّے کہ ہزار حج پیادہ پا بجا
لاوے اور بعد ازاں درمیانِ صفا و مروہ ظلم سے قتل ہوا اور اے علیؑ تیرے ساتھ محبت نہ رکھتا ہو تو نہ سونگھے گا وہ بوئے بہشت کو اور نہ داخل ہوگا اُس میں
؎ در خانۂ کعبہ گر بود منزل تو ۔ ور زمزم اگر سرشتہ باشد گل تو ۔ گر مہر علی نباشد اندر دل تو ۔ مسکین بود سیاہ بیحاصل تو ۔ اور نیز انس بن مالک سے روایت
کی ہے کہ حقتعالیٰ نے نورِ روئے علی بن ابیطالبؑ سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے کہ وہ طلب مغفرت کرتے ہیں اُنکے اور اُنکے شیعوں کے لئے تا بروزِ قیامت اور
بروایتِ مسند احمد بن حنبل فرمایا آنحضرتؐ نے کہ نظر کرنا روئے علیؑ پر عبادت ہے اور وہ سید و سردار ہیں دنیا و آخرت میں جسنے اُنکو دوست رکھا اُسنے مجھکو
دوست رکھا اور جسنے مجھکو دوست رکھا اُس نے خدا کو دوست رکھا اور دشمنِ علیؑ میرا دشمن ہے اور میرا دشمن لاریب دشمنِ خدا ہے وائے ہو اُس پر
جو علیؑ کو دشمن رکھے مؤلّف کہتا ہے کہ یہ ہیں چند احادیث فضیلت امیر المومنین جو تبرکاً و تیمناً اس مقام پر نقل ہوئیں لیکن احصار فضائل اُس جناب کا بس نہ
امکانِ بشر ہے اور نہ یہاں پر مقصود تھا اگر ہزار کتابیں بھی ایسی ایسی محض فضائل و کمالات آنحضرتؐ میں لکھی جائیں تب بھی احاطہ و احصار اُنکا ممکن نہیں اور کیونکر
ہو سکے جبکہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ سے منقول ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ لِاَخِیْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ فَضَائِلَ
لَا یُحْصٰی عَدَدُهَا غَیْرُهٗ[۲] کہ حقتعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابیطالبؑ کو اسقدر فضیلتیں عطا کی ہیں کہ اُنکا حصر و شمار سوا اُس جلّ شانہ کے کوئی نہیں جانتا اور نیز
ہے کہ اگر تمام اشجار اقلام بنیں اور بحور دنیا مداد کا کام دیں اور جن و انس صفحات زمین و آسمان پر لکھنے لگیں تب بھی علی علیہ السلام کے فضیلت کو نہیں لکھ سکتے ؎ کتاب
فضل ترا آب بحر کافی نیست ۔ کہ تر کنم سر انگشت و صفحہ بشمارم ۔ صاحب روضۃ الاحباب نے یہ اشعار شاعر عرب کے نقل کئے ہیں قِیْلَ لِیْ قُلْ لِعَلِیٍّ مِدْحَۃً ذِکْرُہٗ
یُخْمِدُ نَارًا مُوْصَدَۃً ۔ قُلْتُ لَا اُقْدِمُ فِیْ مَدْحِ امْرِءٍ ضَلَّ ذُو اللُّبِّ اِلٰی اَنْ عُبِدَہٗ ۔ وَالنَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی قَالَ لَنَا
لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ لَمَّا صَعِدَہٗ ۔ وَضَعَ اللّٰهُ بِظَهْرِیْ یَدَہٗ فَاَحَسَّ الْقَلْبُ اَنْ قَدْ بَرَدَہٗ ۔ وَعَلِیٌّ وَاضِعٌ اَقْدَامَہٗ فِیْ مَحَلٍّ وَضَعَ اللّٰهُ یَدَہٗ ۔ ترجمہ ان اشعار کا
فارسی کے ہر ایک شعر کا ایک شعر میں اس طرح پر کیا ہے ؎ گفتی مرا کہ مدحِ علیؑ گو مگی اسے نہ ہو ۔ کز آں ہمیر و آتش ہر دل کہ بے ضیا است ۔ اقدام چوں کنم بمدیح کسے
کز وے دگر ہی فتادہ خلائق کہ او خدا است ۔ بر کتف مصطفیٰ ید قدرت نہادہ حق ۔ شام وصال دین سخن از قول مصطفیٰ است ۔ جائیکہ حق برآں ید قدرت نہادہ بود
از روئے احترام برآں پائے مرتضیٰ است ۔ گفتم حدیث راست ولے میر وازدہ ہر خارجی کہ بشنود از من حدیث راست ۔ عبد الحمید بن ابی الحدید[۳] معتزلی سنّی شرح نہج البلاغہ

---

[۱] اس حدیث کو ابوالموید خوارزمی معروف باخطب خطباء نے اپنی کتاب مناقب میں اور شیخ ابوجعفر طوسی رحمۃ اللہ نے جامع الاخبار میں روایت کیا ہے بقیہ حدیث یہ ہے پس جو ذکر کرے ایک فضیلت کو فضائل
علیؑ سے در آنحالیکہ اقرار رکھنے والا ہو اُسکا تو حق تعالیٰ اُسکے گزشتہ و آئندہ گناہ بخشتا ہے اگرچہ وہ قیامت کو گناہ بقدر جن و انس کے ساتھ آوے اور جو ایک فضیلت کو فضائل علیؑ سے لکھے
ملائکہ ہمیشہ اُس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں جبتک کہ اُس کتاب کا نشان باقی رہے اور جو ایک فضیلت کو فضائل علیؑ سے سنے حق تعالیٰ اُسکے وہ گناہ بخشتا ہے جو کانوں سے کئے ہیں
اور جو نظر کرے طرف کتابت فضائل علیؑ کے تو حق تعالیٰ اُسکے وہ گناہ بخشتا ہے جو نظر سے کئے ہیں ۱۲ [۲] خطیب خوارزمی نے مناقب میں اور میر سید علی ہمدانی نے کتاب مودۃ القربیٰ میں اسکو روایت کیا ہے ۱۲

یہیں مقام شرح فضائل امیر المومنین پر کہتا ہے کہ کیا کہوں میں اُس شخص کے مقدمہ میں کہ اُسکے دشمنوں نے اُسکی فضائل کا اعتراف کیا اور اعدا اُسکے مناقب و مفاخر کو پوشیدہ نہ کر سکے پر کوئی جانتا ہے کہ بنی امیہ سلطنت اسلام پر مشرق سے مغرب تک متولی تھی۔ اور بہر حیلہ اُنکے نور کے اطفانے میں سعی رکھتے تھے احادیث اُنکے معائب میں وضع کراتے اور ممبروں پر اُس جناب کو سب و شتم کرتے اور انکے دوستوں اور مداحوں کو دھمکاتے اور حبس و قتل تک سے دریغ نہ کرتے تھے کہ ممانعت کی تھی کہ کوئی نام مبارک آنحضرت کا زبان سے نہ نکالے مگر جسقدر وہ کوشش کرتے تھے اُس سے زیادہ اُنکا نام بلند اور مرتبہ رفیع ہوتا تھا مثل مشک کے کہ ہرچند اسکو مخفی کریں اُسکی خوشبو نہیں چھپتی اور مثل آفتاب کے کہ کف دست اسکو مستور نہیں کر سکتی اور مثل روز روشن کے کہ ایک آنکھ اُسکو نہ دیکھے تو صدہا ہزارہا آنکھیں اُسکا مشاہدہ کرینگی اور کیا کہوں اُس شخص کی نسبت کہ تمام فضیلتیں اُس سے منسوب اور سلسلہ جمیع کمالات انسانی کا اُس تک منتہی ہوتا ہے اور راس و رئیس ہے تمام مناقب و مفاخر کا اور سرچشمہ ہے تمام مکارم کا اور معدن ہے جملہ فضائل کا اور گوئی سبقت اس میدان سے لیگیا ہے چنانچہ جسنے کسی فضیلت سے حصہ لیا ہے اُسیکی وجہ سے لیا اور جو کسی کمال سے بہرہ ور ہوا اُسیکی سبب سے ہوا۔ ظاہر ہے کہ اشرف علوم علم معرفت الٰہی و خداشناسی ہے پس جسنے خدا کو پہچانا اُسیکی بدولت پہچانا اصول معرفت حق سبحانہ تعالیٰ کا انکے کلام سے استنباط و اقتباس کیا راہیں خداشناسی کی اُنکی بیان سے روشن ہوئیں اور انوار معرفت اُنہیں کی تعلیم سے دلوں پر پرتو افگن ہوئے معتزلہ کہ اہل توحید و عدل ارباب نظر و عقل ہیں اور اس فن میں استاد و مرشد عالم گنے جاتے ہیں انکے شاگرد ہیں کسلیے کہ واصل بن عطا کہ انکا مقدم و پیشوا ہے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد حنفیہ کا شاگرد تھا اور وہ تلمذ اپنے باپ محمد حنفیہ کا اور وہ اپنے پدر بزرگوار علی عالیمقدار سے تلمذ رکھتے تھے یہی حال ہے اشاعرہ کا کیونکہ انکی انتہا ابو الحسن اشعری پر ہے جو تلمیذ ہے ابو علی جبائی کا جو ایک شیخ ہے مشائخ معتزلہ سے پس سلسلہ اشاعرہ کا تمام معتزلہ پر ختم ہوتا ہے اور انکے معلم و مرشد حضرت علی بن ابیطالب ہیں لیکن امامیہ و زیدیہ پس انکا منسوب ہونا آنحضرت سے ظاہر و باہر ہے جملہ علوم سے علم فقہ ہے وہ حضرت اُسکی اصل و بنیاد ہیں تمام فقہاء اسلام اُنکی عیال اور خوشہ چین انکی خرمن عطا و نوال کے ہیں اسلیے کہ علم فقہ اصحاب ابو حنیفہ یعنی ابو یوسف و محمد وغیرہ نے ابو حنیفہ سے اخذ کیا اور شافعی نے محمد بن الحسن سے اور انہوں نے ابو حنیفہ سے اور احمد حنبل نے شافعی سے اور انجام اُسکا بھی ابو حنیفہ پر ہوتا ہے اور ابو حنیفہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اُنہوں نے اپنی آبا کرام سے اور یہ سلسلہ علی تک منتہی ہوتا ہے اور علی ہذا سلسلہ امام مالک کا حاصل کیا بواسطہ عکرمہ مولاے عبد اللہ بن عباس پر ختم ہوتا ہے اور ابن عباس ملازم خدمت امیر المومنین اور تلمیذ با تمیز اُس جناب کے ہیں یہی حال ہے چار فقہاء اہلسنت کا اور فقہ شیعہ کی رجوع آنحضرت کیطرف بلا ثبوت بیان ظاہر و عیاں ہے۔ اور نیز فقہاء صحابہ عمر بن الخطاب و عبد اللہ بن عباس تھے حالانکہ دونوں نے اس علم کو آنحضرت سے حاصل کیا ابن عباس کا حال پہلے معلوم ہوا۔ عمر کی کیفیت بھی سب پر روشن ہے کہ ہمیشہ مسائل مشکلہ میں آنحضرت کی طرف رجوع کرتا تھا اور قول عمر کو لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوتا وَلَا بَقِيتُ لِمُعْضِلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُو الْحَسَنِ نہ باقی رہوں میں کسی مشکل میں جسمیں کہ ابو الحسن اُسکے حل کرنیکو موجود نہوں اور نیز قول اُسکا لَا يُفْتِيَنَّ أَحَدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلِيٌّ حَاضِرٌ کوئی مسجد رسول میں فتوے نہ دے جبکہ علی علیہ السلام موجود ہوں۔ مشہور و معروف ہے۔ پس تمام فقہ کی انتہا اُن حضرت پر ہوئی ہے اور خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اَقْضَاكُمْ عَلِيٌّ اور علم قضا وہی علم فقہ ہے پس موافق اس حدیث کے بھی وہ جناب افقہ اُمت ہیں اور تمام نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جناب مفتی سید محمد قلی علیہ الرحمہ نے کتاب تشیید المطاعن میں فوات الوفیات شیخ صلاح الدین محمد بن شاکر بن احمد خازن سے نقل کیا ہے۔ عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید ملقب بہ عز الدین مدائنی معتزلی فقیہ شاعر بھائی ہے موفق الدین کا ۵۸۶ ہجری میں پیدا ہوا اور ۶۵۵ ہجری میں وفات پائی اور وہ عمائد و اعیان شعرا میں معدود ہے اور اس کا دیوان مشہور و معروف ہے دمیاطی نے اُس سے روایت کی ہے اور اُسکی تصانیف سے ہے فلک الدائر علی مثل السائر جسکو تیرہ روز کے عرصہ میں تصنیف کیا اور نظم فصیح جسکو ایک شبانہ روز میں لکھا اور شرح نہج البلاغہ بیس جلدوں میں اور اُسکے حواشی ہیں کتاب محصل و محصول امام فخر الدین رازی پر ۱۲

علیؑ کو قضا یمن کے لئے بھیجا تو فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ بار الٰہا تو اُس کے دل کو ہدایت کر اور زبان کو ثبات بخش علیؑ کہتے ہیں کہ اسکے بعد مینے کبھی دو شخصوں کے درمیان حکم کرنے میں شک نہیں کیا مؤلف کہتا ہے کہ بعض قضایا کہ امیر المومنین نے قوت حدس اور رائے صائب سے فیصل فرمائے آخر کتاب میں انشاءاللہ تعالیٰ آتے ہیں۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ جملہ علوم سے علم تفسیر قرآن ہے کہ آنحضرت سے متفرع ہوا اور اُنسے لیا گیا اسدعوے کی صحت جو کتب تفسیر کیطرف رجوع کرے اسکو معلوم ہو سکتی ہے اسواسطے کہ بہتر علم تفسیر آنسے اور اُنکے شاگرد عبداللہ بن عباس سے ماخوذ ہے عبداللہ مذکور سے پوچھا گیا کہ تیرے علم کو تیرے ابن عم علیؑ کے علم سے کیا نسبت ہے کہا جو قطرہ باران کو بحر محیط سے اور منجملہ علوم سے علم طریقت حقیقت و احوال التصوف ہے سب جانتے ہیں کہ فرقہ صوفیہ تمام بلاد اسلام میں آپکو آنحضرت سے نسبت کرتا ہے اور شبلی و جنید البغدادی و ابو یزید بسطامی و معروف کرخی وغیرہ نے اسکا اقرار کیا ہے اور اس پر فخر کرتے ہیں اور خرقہ کو کہ انکا شعار ہے باسناد متصل آنحضرت تک پہنچاتے ہیں اور جملہ علوم سے علم صرف و نحو ہے سب قائل ہیں کہ یہ علم آنحضرت نے اختراع و ایجاد کیا اور ابوالاسود دؤلی کو کہ اصحاب آنحضرت سے تھا امر کیا کہ اُسکو تدوین کرے اور اصول قواعد تلقین فرمائے۔ از انجملہ فرمایا کہ کلام تین اشیاء میں منحصر ہے اسم فعل حرف۔ اسم دو قسم نکرہ معرفہ پر منقسم ہے۔ اور اعراب اقسام ثلثہ رفع نصب جر میں محصور ہے اور یہ کہ ہر فاعل مرفوع ہے اور ہر مفعول منصوب اور مضاف الیہ مجرور۔ اور یہ قوانین قریب باعجاز پہنچے ہیں کیونکہ قوت بشریہ ایسے حصر و احاطہ سے عاجز ہے اگر فضائل نفسانی و خصائل انسانی اُس جناب کے ملاحظہ ہوں تو ظاہر ہو کہ جلالت قدر و منزلت و رفعت شان و علو مکان انکے کہاں پہنچی تھی۔ انکی شجاعت نے اگلوں کی شجاعت کو لوگوں سے بھلا دیا اور پچھلوں کے نام کو مٹا ڈالا۔ انکے مقامات حروب میں مشہور ہیں اور یہ حروب قیامت تک معروف و مذکور رہینگے ہرگز میدان جنگ سے فرار نہیں کیا اور کبھی کسی لشکر سے خوف نہ کھایا کوئی دشمن مقابلہ میں آیا کہ زندہ پھرا ہو اور ایک ضرب سے زیادہ نہیں لگائی کہ حاجت دوسری کی ہوئی ہو جو بہادر آپکے ہاتھ سے مقتول ہوا اُسکی قوم مباہات کرتی تھی کہ علیؑ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ عمرو بن عبدود قتل ہوا تو اُسکی بہن نے اُسکے مرثیے میں چند اشعار کہے اور اظہار کیا کہ اُسکا قاتل شجاع یگانہ و دلیر بےمثل پسر بادشاہ مکہ ہے اُسکی کشتگی کے لئے عیب و عار نہیں اگر کسی اور کے ہاتھ سے مارا جاتا تو عمر بھر اُسکو روتی اور صبر نہ آتا جو شجاع کہ ایک لحظہ آپکے سامنے کھڑا ہو لیا عمر بھر اُسپر فخر و ناز کرتا رہا۔ نقل ہے کہ معاویہ ایک روز تخت سلطنت پہ سوتا تھا عبداللہ زبیر اُسکے پیروں کے پاس کھڑا تھا بیدار ہوا تو عبداللہ نے از روئے مزاح کہا کہ اے امیر اگر اسوقت میں تجھکو قتل کروں تو کیا ہو۔ معاویہ نے کہا یا ابن زبیر دعوائے شجاعت کرتا ہے کہا تو میری شجاعت سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ میں صف جنگ میں علیؑ کے مقابل ہوا ہوں۔ معاویہ نے کہا اگر ایسا ہوتا تو تجھکو اور تیرے باپ کو ایک دست چپ سے قتل کرکے دست راست کو کسی اور کو قتل کے لئے طلب کرتا۔ مجملاً شجاعان شرق و غرب آنحضرت کو مانتے ہیں اور آپکا نام مثل لاتے ہیں قوت طاقت اسدرجہ کی حقتعالی نے عطا کی تھی کہ تنہا در خیبر کو اکھاڑ دیا حالانکہ چند آدمی ملکر اسکو ہلا نہ سکتے تھے۔ اور ایک سنگ بزرگ کو سرچشمہ سے ہٹایا کہ تمام لشکر اسکی تحریک سے عاجز آیا تھا لیکن جود و سخا آنحضرت کا اس سے زیادہ مشہور ہے کہ بیان میں آسکے دنوں کو روزہ رکھتے اور راتوں کو گرسنہ رہتے اور اپنا قوت فقراء و مساکین پر خیرات کرتے حتیٰ کہ سورہ ہل اتیٰ انکی مدح میں نازل ہوئی اور آیہ شریفہ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً نے حضرت کے شان میں نزول پایا۔ مفسرین نے کہا ہے کہ چار درہم امیر المومنین کے پاس تھے ایک رات کو ایک دن کو ایک پوشیدہ ایک علانیہ راہ خدا میں دیا تو یہ آیہ نازل ہوئی منقول ہے کہ نخلستان یہود میں اپنے ہاتھ سے پانی دیتے تھے حتیٰ کہ کثرت آب کشی سے دست حق پرست مجروح ہو گئے تھے انکی اُجرت کو تصدق کرتے اور خود پتھر شکم پر باندھتے کہتے ہیں کہ وہ حضرت سخی ترین خلائق تھے اور جود و بخشش انکی حد اعتدال پر تھی کہ پسندیدہ خدا اور رسول تھے کبھی سائل کو نہیں نہ کہا تا اینکہ ایک منافق

حضرت سے روگرداں ہو کر معاویہ کے پاس گیا اور براہ خوشامد کہا کہ بخیل ترین ناس کے پاس سے آتا ہوں معاویہ نے باوجود اُس دشمنی و عیب جوئی کے جو اُسکو ملحوظ و منظور
تھی کہا وائی ہو تجھ پر علی کو بخیل کہتا ہے حالانکہ اگر ایک گھر پر از طلا اور ایک پر از گیاہ اُسکے پاس ہو تو پہلے خانہ طلا کو خیرات کرے پھر گیاہ کو۔ اور وہ ہیں جو بیت المال کو
جاروب کر کے اسمیں نماز پڑھتے تھے اور اموال دنیا کو خطاب کر کے کہتے تھے یَا صَفْرَاءُ وَیَا بَیْضَاءُ غُرِّی غَیْرِی اے طلا و سیم کسی اور کو فریب دو کہ میں تمہارے دام میں نہ
آؤنگا باوجودیکہ اکثر دنیا حضرت کے قبضہ قدرت میں تھی وفات پائی تو کوئی میراث آپ سے باقی نہ رہی اور عفو و حلم اُس جناب کا تمام عالم سے زیادہ ہے جو بدی کرتا بخشدیتے
تھے اور مجرم کا قصور بحل فرماتے مروان حکم کہ اعداء عدو و منجملہ جنگ جمل میں گرفتار آیا تو اُسکو آزاد کیا اور اصلاً متعرض نہ ہوئے عبداللہ بن زبیر بر ملا دشنام دیتا اور
بلفظ احمق و لئیم اُس جناب کو یاد کرتا جب اسیر ہو کر سامنے آیا تو رہا کیا صرف اس قدر کہا کہ پھر تجھے نہ دیکھوں عائشہ سے جو آپکے ساتھ کیا محتاج بیان نہیں اُسپر
فتح پائی تو کمال شفقت و مہربانی فرمائی۔ اہل بصرہ آپ کو ناسزا کہتے بلکہ لعن کرتے تھے اور جنگ میں تلوار لیکر آنحضرت کے سامنے کھڑے ہوئے مظفر ہوئے تو اُنکو
امان دی اور کوئی نقصان جان و مال نہ پہنچایا حالانکہ جو چاہتے کر سکتے تھے معاویہ نے صفین میں پہلے پہنچکر دریا پر قبضہ کر لیا اور پانی کو آنحضرت اور اُنکے لشکر
سے منع کیا جب آپ نے جنگ کر کے دریا پر قبضہ پایا اور اُنکو میدان بے آب میں نکالا تو صحابہ نے کہا ہم بھی اُنکو پانی نہ لینے دینگے جیسا اُنہوں نے ہمکو نہ لینے دیا تھا
تا آنکہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوں اور ہمکو ضرورت جنگ کی نہ رہے فرمایا کَلَّا وَاللّٰہِ اُنہوں نے بد کیا تو میں ایسا نہ کرونگا اور امر کیا کہ ایک گوشہ گھاٹ کا
اُنکے لئے کھولدیں۔ لیکن جہاد در راہ خدا پس دوست و دشمن جانتا ہے کہ وہ جناب سید مجاہدین ہیں بلکہ جہاد مخصوص ذات بابرکات اُنکے ہے کوئی دوسرا
اسمیں شریک نہیں جو آثار کہ جنگ بدر و احد و خندق وغیرہ میں شمشیر صاعقہ بار حیدر کرار سے ظاہر ہوئے کتب تاریخ واقدی و بلاذری وغیرہ اُنسے مشحون ہیں
بالجملہ اس مقدمہ میں طول فضول ہے کیونکہ مجاہدات علی علیہ السلام معلومات ضروریہ سے ہے جیسا خود بغداد و مکہ کا علم ضروری ہے لیکن فصاحت و بلاغت
پس وہ حضرت امام فصحا و رئیس بلغا ہیں اُنکے کلام کی مدح میں کہا گیا کہ تحت کلام خالق و فوق کلام مخلوق ہے فن کتابت و خطابت خلقت نے اُنسے سیکھا معاویہ
کے پاس ایک شخص گیا اور بہتان بیجائی اُس سے کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو عاجز ترین خلق ہے از روی کلام کے معاویہ نے کہا وائی ہو تجھ پر علی
کی نسبت ایسا کہتا ہے حالانکہ راہ بلاغت کو قریش پر بجز اُسکے کسی نے نہیں کھولا اور قانون سخنوری صرف اُنکی زبان و بیان سے ممہد ہوا۔ یہی کتاب نہج البلاغۃ
جسکی ہم شرح کر رہے ہیں کافی شہادت ہے کہ فن بلاغت میں کوئی آپکا ہمسر و عدیل نہیں ہوا جسقدر علی کا کلام جمع و تدوین ہوا صحابہ سے اُسکا دسواں بیسواں
حصہ بھی کسیکا نہیں ہوا۔ لیکن بشاشت و شگفتہ روئی و خوش خلقی پس وہ حضرت ان امور میں ضرب المثل ہیں بحدیکہ دشمنوں نے اس پر عیب لگایا عمرو عاص
سے مروی ہے کہ اہل شام سے کہتا تھا کہ علی میں مزاح و خوش طبعی شدید ہے یہ کلام اُسکا ماخوذ و مستنبط ہے کلام عمر خطاب سے کہ اُسنے عذر خلافت میں کہا تھا کہ اُنکی عادت میں
ہزل و دل لگی ہے صعصعہ بن صوحان وغیرہ شیعیان و موالیان علی کہتے تھے کہ وہ حضرت ہمارے درمیان ہم سے ایک کی مانند معاشرت کرتے تھے جسطرف ہم بلاتے چلے
آتے جو کہنا چاہتے سن لیتے جہاں کہتے بیٹھ جاتے تھے باوجود اسکے اتنا خوف و رعب آنحضرت کا ہم پر تھا جیسے اسیر دست بستہ کے سر پر جلاد شمشیر برہنہ لئے کھڑا چاہتا ہو
کہ اُسکی گردن مارے ایک روز معاویہ نے قیس بن سعد سے کہا خدا رحمت کرے ابو الحسن پر بہت خندان رو شگفتہ خو اور خوش طبع تھے قیس نے کہا واقعی وہ حضرت
ایسے ہی تھے اور حضرت رسولخدا بھی صحابہ کے ساتھ خندان و شگفتہ رہتے تھے اے معاویہ تو نے بظاہر اسکی مدح کی مگر ارادہ مذمت و منقصت کا رکھتا تھا قسم بخدا
کہ باوجود اس بشاشت و کشادہ پیشانی ہونیکی ہیبت آپکی سب سے زیادہ تھی اور باعث اُسکا تقوی و پرہیزگاری تھی جسمیں وہ منفرد و ممتاز تھے ایسی ہیبت نہیں تھی کہ اراذل

شام تجھسے رکھتے ہیں اور یہ مزاح وخوش طبعی انکی شیعوں اور دوستوں میں نسلاً بعد نسل متواتر چلی آئی جیسی عبوست و درشت خوئی اُنکے معاندوں اور مخالفوں کے تو باقی
ہی اور یہہ بات جسکو عادات و اخلاق ناسخ اونسے واقفیت ہی اُسپر پوشیدہ نہیں لیکن زہد و پرہیزگاری پس شبہ نہیں کہ وہ حضرت سردار زاہدان و ولی اولیا تھے
کبھی طعام شکم سیر ہوکر نہ کھایا اور خوراک و پوشاک آپ کی کمال خشن و درشت ہوتی تھی ریزہ ہائے خشک نان جو کے تناول فرماتے اور سر انبان کو بند کرکے اُسپر مہر
لگاتے کہ مبادا کوئی اولاد و صحابہ سے روغن یا زیت اُسمیں داخل کرے کپڑوں میں چمڑے اور پوست درخت خرما کے پیوند لگا لیتے اور نعلین بھی لیف خرما کی ہوتی تھیں
پیراہن نہایت موٹے کرباس (گاڑھے) کا ہوتا آستینیں دراز ہوتیں تو مقدار زائد کو پھاڑ ڈالتے پھر چونکہ اُنمیں دوخت نہوتی تار تار جدا ہوکر ہاتھوں پر گرتے رہتے
تھے اور نان خالی بلا نان خورش کا معمول تھا الا گاہے کہ سرکہ یا نمک تناول فرماتے اور جو اس پر ترقی کرتے تو کچھ سبزی اس سے کبھی تجاوز ہوتا تو قدرے شیر شتر گوشت
کیطرف بہت کم میل فرماتے اور کہتے تھے کہ شکم کو مقبرۂ حیوانات نہ بناؤ باوجود اسکے قوت و طاقت سب سے زیادہ تھی اور جوع و فاقہ سے ہمیں کچھ کمی نہ آئی تھی سوائے
ملک شام کے معاویہ کے قبضہ میں تھا تمام ممالک اسلام سے زر و مال آتا سب برابر تقسیم کر دیتے تھے اور عبادت اُس جناب کی تمام خلقت سے زیادہ اور صوم و صلوٰۃ انکا
سب پر فائق تھا۔ بلکہ اقامت نوافل و نماز تہجد و درود و وظائف کو مسلمانوں نے آپ کی تعلیم سے سیکھا اور شمع یقین راہ دین انکی مشعل ہدایت سے روشن ہوئی اُس سے
زیادہ کیا پابندی نماز کی ہوگی کہ لیلۃ الہریر میں تیر راست و چپ سے گزرتے وہ حضرت مصلے پر مصروف نماز تھے اور جب تک تمام اوراد و اذکار سے فارغ نہوئے وہاں سے نہ
اُٹھے پیشانی نورانی کثرت سجود سے مثال زانوی شتر نظر آتے تھے دعائیں اور مناجاتیں کہ آنحضرت سے منقول ہیں اگر غور و تامل کیساتھ انکو دیکھئے تو معلوم ہو کہ کس درجہ عظمت و جلال
جناب الٰہی مد نظر تھا اور کس قدر اخلاص و انکسار و تواضع و تذلل اُس بارگاہ عالیجاہ میں رکھتے تھے۔ کس دل سے یہ مضامین نکلے اور کس زبان سے جاری ہوئے علی بن
الحسین جو کہ کثرت عبادت سے مشہور بہ سجاد و زین العابدین ہیں کسینے اُنسے پوچھا کہ آپ کی عبادت آپکے جد بزرگوار علی ابن ابیطالب سے کس درجہ پر ہے فرمایا میری
عبادت میری جد کی عبادت کے سامنے ایسی ہے جیسی میری جد کی عبادت رسولخدا کی عبادت کے سامنے لیکن **قرأت** قرآن پڑھا میں وہ حضرت مرجع ارباب عالم ہیں
سب متفق ہیں کہ زمانہ رسولخدا میں قرآن حفظ کرتے تھے جبکہ کوئی اور حفظ نہ کرتا تھا بعد ازاں قرآن کو اول انہوں نے جمع کیا اور لکھا چنانچہ اہل حدیث کے نزدیک بیعت
ابوبکر میں تاخیر کرنیکا سبب یہی شغل جمع قرآن ہے نہ وہ کہ جو شیعہ کہتے ہیں کہ تاخیر از روی ملالت و مخالفت سے تھی پس معلوم ہوا کہ قرآن کو سب سے پہلے علی نے جمع کیا انکو
اگر زمانہ رسولخدا میں جمع ہوتا تو اب دوبارہ جمع کرنیکی حاجت نہ تھی پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اگر تو کتب قرأت کی طرف رجوع کرے تو تجھپر واضح ہو جائے کہ
اُستادان فن قرأت سب اُن حضرت کے شاگرد ہیں اور تمام کے علوم آپ کی طرف منتہی ہوتے ہیں لیکن **رائے و تدبیر** پس سب سے رائے صواب اور نزدیک تر انکی
تھی جنسے امرا و خلفا دشوار کاموں میں مشورہ لیتے تھے عمر کو ہلاکت سے آپنے بچایا عثمان کو راہ صواب آپنے دکھایا اگر عثمان اُنکی رائے پر چلتا تو ضرور مہلکہ سے نجات
پاتا اور دشمن جو کہتے ہیں کہ صاحب تدبیر نہ تھے اسکا سبب یہ تھا کہ ہر کام میں شرع کی موافقت کرتے تھے اور حکم دین کے خلاف عمل جائز نہ رکھتے تھے چنانچہ خود فرماتے
تھے کہ اگر رعایت دین و پاس شریعت نہ ہوتا تو سب سے زیادہ زیرک و دانا میں تھا دیگر خلفا جس کام میں اپنا فائدہ دیکھتے تھے عمل میں لاتے تھے موافقت و عدم
موافقت شرع کا کچھ خیال نہ تھا پس ظاہر ہے کہ جو شخص ہر امر میں شرع کا پابند ہوگا اُسکے کاروبار اپنے نظم پر مربوط نہ ہونگے جیسے اُس شخص کے کہ جو مصالح ملکی کو مد نظر
رکھے اور شرع کی پروا نہ کرے اور حلم یا سخاوت آپ کی حد سے زیادہ تھی اور دین میں عزیزوں و رشتہ داروں کی رعایت نہ کرتے تھے عزیزوں کا تو کیا ذکر ہے
عبداللہ بن عباس کیساتھ جو آپکے ابن عم تھے کہ معاملہ میں کیا سلوک کیا اور اپنے حقیقی بھائی عقیل سے زیادہ وظیفہ کی طلب پر کس طرح پیش آئے آیا ہوا قرص کو آگ میں جلوا دیا

بعض کا گھر کھدوا دیا بہتوں کے ہاتھ کاٹے دوسروں کو قصاص میں مار ڈالا۔ پس جو کچھ ہمنے اس مقام پر بیان کیا وہ اوصاف و خصائص بشری ہیں جنمیں
وہ تمام عالم پر مقدم اور امام تھے کیا کہا جاوے وصف میں اُس شخص کے کہ کفار و مشرکین باوجود تکذیب نبوت و عناد ملت اُسکو دوست رکھتے تھے اور شاہان کفر
اُنکی صورت کو گھروں اور عبادت خانوں میں نقش کرتے بعض ملوک ترک و آل بویہ نے آنحضرت کی تصویر کو یمن و برکت کے لئے تلواروں پر کھنچوایا تھا۔ اور کیا کہوں اُسکی
شان میں کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ آپ کو اُس سے منسوب کرے جسقدر شجاع و بہادر ہو گزرے بفخر اُنکو اپنا بزرگ و پیشوا مانتے ہیں حتّٰی کہ بروز اُحد رسول اللہ کی حضور میں
سبنے سُنا کہ ملاء اعلےٰ و ملائکہ سمٰوات نے کہا کوئی جوان مرد نہیں مگر علیؑ اور کوئی تلوار نہیں اِلّا ذوالفقار۔ اور کیا کہوں اُسکی حقیقی جسکا باپ ابوطالب سردار بطحا و شیخ قریش و رئیس
مکہ تھا۔ افلاس و پریشانی میں کمتر کوئی رئیس بزرگ قوم ہوا ہے اِلّا ابوطالب کہ باوجود کمال فقر و مسکنت کے سید و سردار قریش تھے ابوطالبؑ ہیں جو حفظ و تربیت آنحضرت
کے کفیل و ذمہ دار رہے اور کفار و مشرکین سے آپکی نگہبانی و حمایت کرتے تھے بچپن سے بڑے ہوتے تک آپکی غور و پرداخت اُنسے متعلق تھی اُنکی حیات میں حضرت رسول خدا
کو احتیاج ترک وطن و مسافرت کی نہوئی اُنہوں نے رحلت کی تو حقتعالی نے وحی بھیجی کہ مکہ سے باہر جا کہ اب یہاں تیرا ناصر و مددگار نہ رہا پس علیؑ کے باپ ایسے تھے
اور اُنکے پسر عم سید اولین و آخرین خاتم المرسلین اور بھائی جعفر طیار با ملائکہ اخیار اور زوجہ بہترین زنان جہاں اور بیٹے سید و سردار شباب اہل الجنان اُنکے آباء پدران و مسلم
و مادران بہترین خلق اللہ اور اُنکا گوشت و خون رسول اللہ کا گوشت و خون اور اُنکا نور و روح آنحضرت کے نور و روح سے مقرون و مشحون آدمؑ سے پہلے دونو
اکٹھے تھے پشت عبد المطلب تک باہم رہے صُلب عبد اللہ و ابوطالب دو برادر حقیقی میں جُدا ہوئے دوسرا دو نور سے بہم پہنچے ایک اوّل ایک ثانی پیغمبر
وہ ہادی اور کیا لکھوں میں اُس کے بارے میں جسنے کہ سبسے پیشتر قبول ہدایت کیا خدا و رسول پر ایمان لائے توحید خدا میں بجز رسول خدا سب پر سابق ہیں کیونکہ اکثر
اہل حدیث کا ماسوا قدر قلیل کے یہی مذہب ہے کہ وہ حضرت اوّل ہیں اسلام میں چنانچہ خود فرماتے ہیں ترجمہ٭ اَنَا الصِّدِّيقُ الْاَكْبَرُ اَنَا الْفَارُوْقُ الْاَوَّلُ
اَسْلَمْتُ قَبْلَ اَنْ اَسْلَمَ النَّاسُ وَ صَلَّيْتُ قَبْلَ صَلٰوتِهِمْ یہی قول ہے جسکو اختیار کیا ہے واقدی و ابن جریر طبری نے اور نصرت کی ہے
اُسکی اور ترجیح دی ہے ابن عبد البر صاحب کتاب استیعاب نے۔ یہہ ہیں چند فضیلتیں اوس جناب کی جو ہمنے اس مقام پر وارد کیں اگر شرح و تفصیل اُنکی لکھی جائے تو ایک
اور کتاب اس شرح نہج البلاغہ سے بھی ضخیم تیار ہو جائے تمام ہوا ترجمہ کلام ابن ابی الحدید معتزلی کا جو کسیقدر اجمال و اختصار سے کیا گیا ہر چند علماء شیعہ نے اُس سے
بدرجہا زیادہ مدح و منقبت امیر المومنینؑ کی اپنی کتابوں میں لکھی ہے مگر ہمنے اُسیکا کلام نقل کیا تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ علماء اہلسنت کہانتک اس مضمون کو
لکھ گئے ہیں کمال تعجب ہے اس مرد فاضل سے کہ یہہ کچھ اہتمام ذکر فضائل امیر المومنینؑ میں کرتا ہے اور احادیث کثیرہ یہاں اور جا بجا اس کتاب میں متضمن بر فضائل اُس
جناب کے نقل کر کے اُنکی تصحیح کرتا ہے اور قائل ہے کہ جملہ اوصاف بشری میں کوئی اُنکا نظیر و عدیل نہیں اور آپکے فضائل و مناقب کا دسواں بیسواں حصہ بھی کسیکے حق میں
وارد نہیں ہوا پھر ترتیب خلافت کو مثل عامہ اہل سنت قبول و منظور رکھتا ہے اور خلفاء ثلثہ کو آنحضرت پر مقدم جانتا اور پچیس سال تک آپکو اُنکی رعایا خیال کرتا ہے
حالانکہ اپنے فرقہ معتزلہ کو ارباب عقل و نظر سے تصور کرتا ہے اور تفضیل مفضول و ترجیح مرجوح کو نازیبا و ناروا بتلاتا ہے اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۵
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ تمّت در تسمیہ آنحضرتؐ بامیر المومنین۔ واضح رہے کہ لقب امیر المومنین بموجب روایات سنّی و شیعہ حسب اشارہ و ارشاد خدا و
رسول مخصوص ہے جناب وصایت مآب ولایت انتساب علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ کے دوسرے کو امیر المومنین کہنا روا نہیں۔ کتاب مناقب خوارزمی میں

ترجمہ٭ میں ہوں صدیق اکبر اور میں ہوں فاروق اوّل اسلام لایا ہوں قبل اس کے کہ اور لوگ اسلام لائے اور نماز پڑھی ہے پہلے اس سے کہ اور نماز بجا لائے ۱۲

روایت ہے کہ جبرئیل بروز غدیر جانب خداوند جلیل سے آئے اور علی علیہ السلام کو بلقب امیر المومنین اختصاص بخشا پس حضرت رسالت پناہ نے اپنے اصحاب سے کہا سَلِّمُوْا عَلٰی عَلِیٍّ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ علیؑ کو امیر المومنین کے نام سے سلام کرو پس جسنے اول اس لقب سے آنحضرت کو سلام کیا عمر بن الخطاب تھا کہا بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا عَلِیُّ اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ کہ مبارک ہو گوارا ہو تمکو اے علیؑ کہ تم میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولی ہو گئے - اور مناقب ابن مردویہ میں بریدہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ہمکو رسولخدا نے امر کیا کہ علی علیہ السلام پر اس نہج سے سلام کریں کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ارشاد شیخ مفید میں اس قدر اور زیادہ کیا ہے کہ بریدہ نے کہا کہ ہم اسوقت سات شخص تھے اور ابوبکر و عمر و طلحہ و زبیر ہمارے درمیان تھے اور نیز ارشاد میں بسند معتبرہ انس بن مالک خادم رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ ایک مرتبہ آنحضرت کے وضو کے لیے پانی لیگیا - آپ ام حبیبہؓ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے فرمایا اے انس اسوقت اس دروازے سے امیر المومنین و خیر الوصیین تجھ پر داخل ہوگا جو سابق ہے سب سے از روئے اسلام کے اور راجح ترین ہے حلم میں انس کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ بار الٰہا اس شخص کو میری قوم سے کر پس تھوڑی دیر گزری تھی کہ علی بن ابیطالب داخل ہوئے حضرت رسولخدا اسوقت بیٹھے ہوئے وضو کرتے تھے - آپنے پانی روئے علیؑ پر ڈالا حتّٰی کہ آنکھیں انکی پانی سے بھر گئیں - علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ آیا میرے بارے میں کوئی حدث یعنی امر جدید واقع ہوا ہے فرمایا بجز خیر و خوبی کوئی امر تیرے بارے میں واقع نہیں ہوا - یا علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے اور تو میرا دین ادا کریگا اور میرے عہدوں کو وفا کریگا اور مجھکو غسل دیگا اور قبر میں دفن کریگا اور لوگوں کو میری طرف سے میری شریعت پہنچائیگا اور میرے بعد اسکی توضیح و تشریح کریگا - پس علیؑ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپنے تبلیغ رسالت نہیں کی فرمایا کی ہے مگر تو وہ ہے کہ جن امور میں وہ میرے بعد اختلاف کریں گے تو انکو روشن کریگا - اور یہی ارشاد میں ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب ام سلمہؓ سے کہا اے ام سلمہ سن اور گواہ رہ اس امر پر کہ علیؑ امیر المومنین و سید الوصیین ہے اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ علیؑ کا نام امیر المومنین کب سے مقرر ہوا ہے تو کبھی انکی فضیلت کا انکار نہ کرتے بتحقیق کہ علی اس نام سے مسمی ہوئے حالانکہ آدم ہنوز درمیان روح و جسد ہی کے تھے پھر فرمایا حِیْنَ اَخَذَ اللّٰہُ مِنْ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا رَبُّکُمْ وَمُحَمَّدٌ نَبِیُّکُمْ وَعَلِیٌّ اَمِیْرُکُمْ وَقَالَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَلٰی یعنی جبکہ عہد لیا حقتعالی نے بنی آدم اور انکی پشتوں اور ذریتوں سے اور گواہ کیا انکو انکی نفسوں پر اور کہا کیا میں تمہارا رب پروردگار نہیں ہوں تو انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا رب پروردگار ہے پس کہا حقتعالی نے کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمدؐ تمہارا نبی ہے اور علیؑ تمہارا امیر ہے پس ملائکہ نے کہا البتہ ایسا ہی ہے مولف کہتا ہے کہ بعض علماء شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اس لقب کا اطلاق سوائے حضرت علیؑ کے کسی پر جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے ائمہ معصومین کے کسیکے لیے جائز نہیں اور کتاب کافی میں محمد بن یعقوب کلینی نے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام درمیان ائمہ معصومین کے لفظ امیر المومنین سے مخصوص ہیں اور اسکا اطلاق سائر ائمہ علیہم السلام پر جائز نہیں حتّٰی کہ عمر بن زرارہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ان حضرت سے پوچھا کہ قائم آل محمد علیہ السلام کو بلفظ امیر المومنین سلام کر سکتے ہیں فرمایا نہیں یہ وہ نام ہے کہ حق تعالی نے امیر المومنین علیؑ کو اس سے خصوصیت بخشی ہے اور کسیکو آنحضرت سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں کیا نہ کوئی بعد آنحضرت کے اس سے موسوم ہوگا الّا کافر پس پوچھا کہ کس طریق پر آنحضرت کو سلام کرنا چاہیے فرمایا اس طرح پر کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّۃَ اللّٰہِ بعد ازاں اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

۵ یا علیؑ ہو دستخط خوں بر زبان نام خدا - ہر کسے غیر از تو اطلاق امیر المومنین -

وقوع بیعت بامام مطلق و وصی برحق نفس رسول و زوج بتول اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ

سنی و شیعہ نے بروایات متعددہ

معتبرہ روایت کی ہے کہ جب عثمان نے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور داغ حسرت و افسوس اپنے ہواخواہوں کے دل پر چھوڑا تو صحابہ کبار و مہاجرین و انصار مسجد رسول
مختار میں جمع ہوئے تاکہ امر خلافت میں بحث و فحص کریں اور جسمیں اس مرتبہ جلیل اور منصب نبیل کی اہلیت پائیں اور اسکے ساتھ بیعت کرکے خلعت امارت و حکومت اسکے
زیب تن کریں **ابن ابی الحدید** معتزلی نے شرح نہج البلاغۃ میں روایت کی ہے کہ اسوقت ابو الہیثم بن تیہان و رفاعہ بن رافع و مالک بن عجلان و ابو ایوب
انصاری و عمار یاسر رضی اللہ عنہم نے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فضائل و مناقب اس جناب کے حاضرین کے روبرو بیان کئے اور سابقہ اسلام و کثرت جہاد
و قرابت قریبہ رسولخدا کے ساتھ تقریر کی سب نے بالاتفاق ان باتوں کو تسلیم کیا۔ پھر ان لوگوں نے فردا فردا کھڑے ہو کر خطبے کہے اور دیگر مناقب و فضائل حضرت
مظہر العجائب و الغرائب معرض بیان میں لائے۔ بعض نے کہا آپ اسوقت تمام مسلمانوں پر ہر امر میں ترجیح ہے اور بعضوں نے مطلقاً مسلمین سابقین و لاحقین پر
آپ کی فضیلت کو ثابت کیا۔ پھر یہ تمام مجمع جنمیں طلحہ و زبیر بھی شامل تھے باب مدینۂ علم نبوی کے در دولت پر حاضر ہوا اور عرض کی کہ عثمان کے وجود سے
زمانہ خالی ہوا خلقت کے لئے ایک امام و خلیفہ ضرور ہے جو تمام کاروبار میں انکا مدار و معتمد علیہ ہو اور کوئی شک نہیں کہ آپ سے زیادہ کسی شخص میں اس منصب عالی کی
لیاقت نہیں ؏ مرتضیٰ اندر میاں وکس چراغ خواہد امیر * آفتاب اندر سما وکس چراغ جوید تہا۔ حضرت نے فرمایا مجھکو تمہاری امارت و حکومت کی حاجت
نہیں کسی اور کو اس کام کے لئے اختیار کرو اور جسکو تم پسند کرو گے میں تمہارا ہمراہ ہوں سب نے کہا ہم آپکے سوا کسیکو پسند نہیں کرتے ہیں یہ لوگ بار بار مجتمع ہوتے تھے اور جناب
حلال المشکلات کی خدمت میں حاضر ہو کر قبول خلافت کے لئے اصرار و مبالغہ کرتے تھے منقول ہے کہ آخر گفت و شنید میں آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ سے درگذرو اور کسی
اور سے اس امر کی درخواست کرو کیونکہ ہم اہلبیت معدن علم و منبع کمال ہیں وہ امور پیش آتے ہیں کہ قلوب انکے برداشت نہیں کر سکتے اور عقلیں انمیں حیران
رہ جاتی ہیں تحقیق کہ دنیا تیرہ و تاریک ہو گئی اور رسم و راہ بدل گئی اگر میں تمہاری درخواست قبول کی تو تمہیں حق کے موافق چلاؤنگا اور کسی منکر کا انکار اور کسی معاتب کا
عتاب مسموع و مقبول نہو گا اور جو تم اس امر سے مجھکو معاف رکھو تو میں تمہارے مثل اور تمہارا ساتھی ہوں بلکہ عجب نہیں کہ جسکو تم اس امر کے لئے انتخاب کرو میں تمہاری
نسبت اسکا زیادہ مطیع ہوں۔ آگاہ رہو کہ میری وزارت تمہارے لئے خلافت و امارت سے بہتر ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ جو انکار و امتناع کہ اخذ بیعت میں اس وقت
حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے صادر ہوا بر فرض تسلیم مبنی بر مصلحت تھا نہ یہ کہ فی الواقع آپ امامت مسلمین کو جو خدا و رسول کی طرف سے آنحضرت پر فرض تھی کنارہ
کرتے تھے اور لوگوں کو اپنے ساتھ بیعت کرنے سے جو ان پر واجب تھی رد کرتے تھے حاشا و عن ذلک بلکہ چونکہ حضرت رسالتپناہ کے انتقال کو ایک عرصہ دراز گزر گیا
تھا۔ اور پچیس برس کے فصل میں خلفائے ثلثہ مسلمانوں میں بادشاہی کر چکے تھے اور لوگ سنت حضرت ختمی مآب کو بھول گئے تھے اور ان حضرات کے طرز و طریق کے جو
اپنی سلطنت کی تقویت کے لئے بہا امور شرع و غیر مشروع کا ارتکاب کر لیتے تھے عادی ہو گئے تھے رسم و راہ بالکل بدل گئی تھیں۔ اور تاریکی جہالت عالم پر چھا گئی
تھی حضرت کو خوب معلوم تھا کہ جب بیعت مجھ سے ہوگی اور زمام اختیار میرے قبضۂ اقتدار میں آئیگی تو چونکہ میں بالکل سنت رسولخدا پر عمل کرونگا اور وہی راہ پر امت کو چلاؤنگا
قلوب انکے متحمل نہونگے اور عقلیں اسے انکار کرینگی اور فسادات اس پر مترتب ہونگے لہذا اسی پہلے ہی سے حجت کو اتمام کرتے تھے کہ ثانی الحال کسیکو گنجائش انحراف باقی نہ رہے
اور جو کچھ وہ کریں وہ لوگ چار و ناچار اسکو قبول کریں اور نیز یہ کہ سب کو معلوم ہے کہ اس بیعت میں کسی طرح کا اکراہ و اجبار نہیں ہوا بلکہ لوگ نہایت رغبت و بہت مبالغہ و اصرار
کے ساتھ واقع ہوئی ہے کہ طلحہ و زبیر جیسے غداروں کے لئے جنکا نکث بیعت اور عہد شکنی کرنا پہلے ہی معلوم تھا دستاویز ہو اور آئندہ انکے لئے حجت مسکت اور جواب دندان
شکن ہو۔ اور علاوہ ان جملہ امور کے انسان کی فطری بات ہے کہ جس چیز سے اسے روکا جاتا ہے اور اسکی طلب میں زحمت اٹھاتا ہے اسپر زیادہ حرص کرتا ہے اور اسکی منزلت

بہت مسرت پاتا ہے بخلاف سہل الوصول امر کے کہ طبیعت جلد اُس سے نفرت کرجاتی ہے الاِنسانُ حَرِیصٌ اِلٰی مَا مُنِعَ قول مشہور ہے۔ الحاصل
جب اشتیاق و اصرار طالبان بیعت حیدر کرار کا حد سے گزر گیا۔ اور بجز التماس ملتمسین عذر حضرت کا قبول نہ ہوا تو زبان گوہر فشاں سے ارشاد ہوا کہ سب لوگ مسجد
رسول اللہ میں جمع ہوں کیونکہ مناسب نہیں کہ یہ بیعت پوشیدہ طور سے گوشۂ مکان میں واقع ہو۔ یہ سنتے ہی جوق جوق مردم مسجد نبوی کی طرف متوجہ ہوئے اور
دم کے دم میں کثرت خلائق سے مسجد میں جگہ باقی نہ رہی۔ اُسوقت آپ دولت سرائے خاص میں تشریف فرما تھے اور بقول اعاظم بنی عمر بن منذر میں اور پائجامہ اور کرتہ
زیب بدن تھا اور عمامہ سر مبارک پر بندھا ہوا تھا مسجد میں تشریف لائے تو کمان کو زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوگئے لوگوں نے چاروں طرف سے مثل ستاروں کے اُس ماہ تاباں کو
گھیر لیا اور دست بیعت ہر طرف سے دراز ہونے لگے فرط سرور کا اُسوقت یہ عالم تھا کہ دنیا پھولی نہ سماتی تھی گویا بیعت رضوان کو اُسکی کیفیت مسرت بھولی جاتی
تھی ایک موقعہ پر اُسوقت کی کیفیت کو خود حضرت امیر المومنین اس طرح پر بیان فرماتے ہیں نہج البلاغۃ بَسَطْتُمْ یَدِی فَکَفَفْتُهَا وَمَدَدْتُمُوهَا
فَقَبَضْتُهَا ثُمَّ تَدَاکَکْتُمْ عَلَیَّ تَدَاکَّ الْاِبِلِ الْهِیمِ عَلٰی حِیَاضِهَا یَوْمَ وِرْدِهَا حَتّٰی انْقَطَعَتِ النَّعْلُ وَسَقَطَتِ الرِّدَاءُ وَوُطِئَ الضَّعِیفُ وَبَلَغَ مِنْ سُرُورِ النَّاسِ بِبَیْعَتِهِمْ
اِیَّایَ اَنِ ابْتَهَجَ بِهَا الصَّغِیرُ وَهَدَجَ اِلَیْهَا الْکَبِیرُ وَتَحَامَلَ نَحْوَهَا الْعَلِیلُ وَحَسَرَتْ اِلَیْهَا الْکِعَابُ یعنی میری بیعت مثل خلفاء سابق کے طوعاً و کرہاً واقع نہیں ہوئی بلکہ اُس کے
لئے تم لوگوں کے ذوق شوق کی یہ نوبت پہنچی تھی۔ کہ تم میری ہاتھ کھولتے تھے میں بند کرتا تھا تم انہیں دراز کرنا چاہتے تھے میں سمیٹتا تھا جسطرح پیاسے اونٹ منزل کو
پہنچکر پانی کے حوضوں پر جمع ہو جاتے ہیں تم مجھ پر ہجوم کئے ہوئے تھے حتی کہ اس انبوہ میں میری نعلین ٹوٹ گئے۔ اور ضعیف پیروں میں کچلے گئے اور اس بیعت سے
لوگوں کی خوشی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ بچے تک اس میں مسرور تھے اور کبیر السن بوڑھے لڑکھڑاتے وہاں حاضر ہوئے اور بیماروں نے جوں توں کرکے آپ کو وہاں
پہنچایا۔ جوان عورتوں نے اسکے دیکھنے کی لئے چہروں سے نقاب اُلٹ لئے۔ عمار یاسر اور ابو الہیثم بن تیہان امیر المومنین کی طرف سے بیعت لیتے تھے اور کہتے جاتے
تھے کہ ہم تم سے اطاعت خدا و سنت رسول پر بیعت لیتے ہیں اگر یہ اقرار پورا ہو تو تم پر ہماری اطاعت لازم نہیں اور ہماری بیعت تمہاری گردنوں پر نہیں قرآن و سنت
ہمارے تمہارے درمیان ہے ٹھیک ٹھیک اُسکے موافق عمل ہوگا منقول ہے کہ اُسوقت خزیمہ بن ثابت انصاری ملقب بہ ذی الشہادتین نے یہ چند اشعار آبدار جو اُسکے
حسن اعتقاد پر شاہد ہیں حضرت کے روبرو کھڑے ہوکر پڑھے اِذَا نَحْنُ بَایَعْنَا عَلِیًّا فَحَسْبُنَا اَبُو حَسَنٍ مِمَّا نَخَافُ مِنَ الْفِتَنْ ٭ وَجَدْنَاهُ اَوْلَی النَّاسِ بِالنَّاسِ اِنَّهُ اَطَبُّ قُرَیْشٍ
بِالْکِتَابِ وَبِالسُّنَنْ ٭ وَاِنَّ قُرَیْشًا لَا تَشُقُّ غُبَارَهُ اِذَا مَا جَرٰی یَوْمًا عَلَی الضُّمَّرِ الْبُدُنْ ٭ فَفِیهِ الَّذِی فِیهِمْ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهِ ٭ وَمَا فِیهِمُ بَعْضُ الَّذِی فِیهِ مِنَ الْحَسَنْ ٭ وَصِیُّ رَسُولِ اللّٰهِ مِنْ دُوْنِ اَهْلِهِ
وَفَارِسُهُ قَدْ کَانَ فِی سَالِفِ الزَّمَنْ ٭ وَاَوَّلُ مَنْ صَلّٰی مِنَ النَّاسِ کُلِّهِمْ سِوٰی خِیْرَةِ النِّسْوَانِ وَاللّٰهُ ذُو الْمِنَنْ ٭ وَصَاحِبُ کَبْشِ الْقَوْمِ فِی کُلِّ وَقْعَةٍ یَکُوْنُ لَهَا نَفْسُ الشُّجَاعِ
لَدَی الذَّقَنْ ٭ فَذَاکَ الَّذِی تُثْنٰی الْخَنَاصِرُ بِاِسْمِهِ اِمَامُهُمْ حَتّٰی اُغَیَّبَ فِی الْکَفَنْ ٭ یعنی جب ہم نے ابو الحسن علی ابن ابیطالب سے بیعت کرلی تو ہمکو تمام فتنوں سے جن باتوں کا خوف تھا کفایت ہوگئی ہمنے
اُنکو خلقت کے لئے تمام آدمیوں سے بہتر پایا۔ بتحقیق کہ وہ کتاب خدا و سنت رسول خدا کے تمام قریش سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ بیشک قریش اُنکے غبار کو نہ پہنچ سکے
اگر کسی روز وہ ناقہ لاغر پر بھی سوار ہو کر چلیں۔ قریش میں جتنی خوبیاں ہیں وہ سب اُن میں موجود ہیں اور جو اوصاف خاص وہ رکھتے ہیں قریش اُن سے بے بہرہ ہیں
سوائے اسکے وہ رسول خدا کے وصی ہیں اور قدیم سے آنحضرت کے ایک بہادر شہسوار ہیں قسم ہے خدائے ذو المنن کی کہ انہوں نے سوا حضرت خدیجۃ
الکبریٰ کے تمام زنان سے پہلے نماز پڑھی ہے کبش قوم یعنی پیش جنگ کے ساتھ ایک مرد کیسے جہاں کہ بڑی بہادروں کی جانیں (مارے خوف کے) کٹوریوں پر آگئی
ہیں یعنی نکلنے کے قریب پہنچ گئی ہیں۔ یہی وہ شخص ہیں کہ جنکے (انکا نام کی طرح) اُنکی نام کی طرح شمار کرتے ہیں یا مفتاح الحق ہیں تا دم مرگ نقل ہے کہ سقیفہ میں بیعت

لی ہاتھ دراز کیا وہ طلحہ بن عبید اللہ تھا چونکہ جنگ اُحد میں اُس کے ہاتھ کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ اسلئے وہ شل رہ گیا تھا ایک اعرابی نے یہہ دیکھ کر کہا یدٌ شلّاءُ
بیعۃٌ لا تتمّ یعنی ہاتھ شل سے بیعت ہوئی ہے اتمام کو نہ پہنچے گی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حبیب بن ابی ذویب نے یہہ کہا اور بعض کتب میں دیکھا گیا کہ خود
امیر المومنین کے دل میں آیا کہ یہہ ہاتھ زیادہ شر اور نکث بیعت ہوا اور دل میں فرمایا یدٌ شلّاءُ وَ امرٌ لا یتمّ طلحہ کے بعد زبیر نے بیعت کی بعد ازاں باقی مہاجرین
بیعت سے مشرف ہوئے۔ الّا سعد بن ابی وقاص عمر سعد قاتل امام حسین کا باپ کہ جب لوگ اُسے حضرت کے سامنے لائے اور بیعت کرنے کے لئے کہا تو اُسنے کہا کہ میں بیعت
نہ کرونگا جبتک تمام مسلمان آپ پر اتفاق نہ کرلیں۔ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں اسے چھوڑ دو پھر عبد اللہ بن عمر خطاب آیا اور اُسنے بھی یہی عذر پیش کیا جو سعد بیسعادت نے
کیا تھا۔ فرمایا کسیکو اپنا ضامن دے کہ اس عرصہ میں کوئی مفسدہ تجھ سے سرزد نہو عرض کی میرا کوئی ضامن نہیں مالک اشتر نے کہا امیر المومنین حکم دیں تو میں اس خبیث کی
کردوں۔ فرمایا اسے چھوڑ دو کہ اسکا میں ضامن ہوں مؤلف کہتا ہے کہ حضرت خلیفہ زادہ نے بیعت امیر مومنان سے تو انکار کیا لیکن یزید پلید کے ساتھ شوق سے بیعت
کی کہ کمال استقلال سے اس پر ثابت قدم تھے حتی کہ جب اہل مدینہ نے اس مردود کو امامت سے خلع کیا تو آپنے انکا ساتھ نہ دیا بلکہ آپنے خدم و فرزندان کو بھی اس سے منع کیا
اہا یہہ نکتہ عجیب ہے جیسا کہ کتب معتبرہ اہلسنت میں مصرح ہے اور عبد الملک بن مروان کی بیعت میں تو آنحضرت کو اسقدر اہتمام تھا کہ رات کے وقت حجاج بن
یوسف کے پاس گئے کہ اُسکے ہاتھ پہ بنیابت عبد الملک بیعت کریں اور حدیث مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ کو وجہ تعجیل بیعت میں بیان فرمایا۔ مگر حجاج نے باوجود
نفاق کے اُن کے اس تقوے و تقدس کی کچھ قدر نہ کی اور اُلٹا خفا ہوا کہ تو نے کل علی بن ابیطالب کے ساتھ بیعت نہ کی آج آیا ہے کہ عبد الملک بن مروان سے بیعت کرے
میرا ہاتھ اسوقت خالی نہیں پیر بڑھایا کہ اس سے بیعت کر الغرض جب مہاجرین کا قضیہ ختم ہوا تو انصار کا نمبر آیا۔ کل انصار اس شرف سے مشرف ہوئے الّا چند نفر اُن سے
حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک۔ سلمان بن مخلد۔ ابو سعید خدری۔ محمد بن مسلمہ۔ نعمان بن بشیر۔ زید بن رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ یہ لوگ
سب عثمانی تھے۔ مگر ابو سعید خدری کی نسبت قاضی نور اللہ شوشتری نے کتاب مجالس المومنین میں رجال ابن داؤد سے نقل کیا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے
تھا حضرت امیر المومنین کی طرف بازگشت و رجوع کی اور مستقیم الاعتقاد ہوگئے۔ اور نعمان بن بشیر نے اس نالائق حرکت پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ نائلہ زوجہ عثمان کی انگلیاں
جو بحمایت شوہر میں کٹ گئی تھیں اور اسکا پیراہن خون آلودہ جس میں کہ قتل ہوا تھا ساتھ لیکر شام کو گیا۔ معاویہ اُس کرتہ کو مع انگشتہائے بریدہ کے لوگوں کے سامنے لٹکا کر
اور اہل شام کے آتش غیظ و غضب کے اُنسے مشتعل کرتا تھا علاوہ وہ بہر ابن بشتر بنی امیہ اس نعمت عظمی سے بے نصیب رہے اکثروں نے تو مدینہ سے فرار کیا کچھ مکہ میں داخل ہوئے
کچھ شام میں معاویہ کے پاس پہنچے باقی مدینہ میں پوشیدہ ہوگئے۔ پھر فرصت پاکر وقتاً فوقتاً کہیں جاکر ظلّ حمایت عائشہ میں داخل ہوئے یہہ مشہور ہے کہ یہہ بیعت
در حجہ جبکہ آفتاب برج حمل میں تحویل ہوا واقع ہوئی اور آخوند مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں نقل کرتے ہیں کہ اٹھارہویں ذی الحجہ سنہ پینتیس ہجری کو عثمان بن عفان مقتول
ہوا اُسی روز اہل مدینہ نے امیر المومنین کے ساتھ بیعت کی۔ اور کل اہل حل و عقد نے برضا و رغبت اس جناب کی امامت پر اتفاق کیا۔ اور امر خلافت نے ظاہراً و باطناً
اس جناب کی جانب مراجعت کی موسیٰ بن عمران نے اسی روز ساحروں پر فتح پائی اور حق تعالی نے فرعون کو اُسکے لشکر سمیت ذلیل و خوار کیا اور اسی روز اُس جناب نے
یوشع بن نون کو اپنا وصی و جانشین مقرر کیا اور بنی اسرائیل کے سامنے انکے فضائل و مناقب علی الاعلان ظاہر کئے اور اسی دن حضرت عیسیٰ نے شمعون بن صفا کو اپنا وصی
مقرر فرمایا۔ اور اسی روز حضرت سلیمان بن داؤد نے آصف بن برخیا کی وصایت کو اُمت کے سامنے بیان کیا اور اسی روز حضرت محمد مصطفیٰ نے امیر المومنین کو غدیر خم
میں اپنا وصی و خلیفہ تعیین کیا اور مناقب مفاخر حضرت مرتضوی کو کتاب خدا سے ثابت کیا۔ پس یہ روز متبرک ہے مؤلف کہتا ہے کہ جو چاہے کہ فضائل و اعمال اُس

روز مبارک کے مفصلاً دریافت کرے وہ زاد المعاد وغیرہ کتب اعمال کا مطالعہ کرے۔ پھر ابن ابی الحدید ابو جعفر اسکافی سے نقل کرتا ہے کہ امیر المومنین بیعت سے دوسرے
دن بروز شنبہ ۱۹۔ ذی الحجہ کو برآمد ہوئے اور منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ بلیغ ادا کیا روضۃ الاحباب وغیرہ میں ہے کہ شروع اس خطبہ شریفہ کا اس عبارت سے یہ تھا
الحمد للہ علی احسانہ لقد رجع الحق الی مکانہ یعنی خدا کا شکر و احسان ہے کہ حق نے اپنے مرکز و مکان کی طرف رجوع کیا جس سے صریح معلوم
ہوتا ہے کہ آنحضرت کے نزدیک پہلے حق یعنی خلافت اپنے مرکز و مقام پر نہ تھا۔ اور سنی و شیعہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے عثمان کے قتل ہونے اور تخت خلافت
بیٹھنے کے بعد خطبہ کہا جس میں یہ فقرات بھی تھے فقد طلع طالع ولمع لامع ولاح لائح واعتدل مائل واستبدل اللہ بقوم قوما و بیوم یوما وانتظرنا
الغیر انتظار المجدب المطر یعنی آفتاب خلافت افق ولایت سے طالع ہوا اور قمر امامت برج حق سے ساطع ہوا اور کوکب امارت فلک ہدایت پر چمکا اور جو امور کہ
باطل کیطرف مائل ہو گئے تھے راست ہوئے حقتعالی نے ایک قوم کو دوسری قوم سے تبدیل کیا اور روز حق بجائے روز باطل کے دکھایا۔ اور ہم دولت باطل کے بدلنے کا
اسطرح سے انتظار کر رہے تھے جیسے خشک سالی میں بارش کا انتظار کرتے ہیں۔ بالجملہ اول حمد و ثنائے الہی پھر مدح حضرت رسالت پناہی کر کے درود و صلوات اس جناب
پہ بھیجے۔ پھر نعمات باری تعالی کا جو علی الخصوص اسلام و مسلمانان پر مصروف مبذول ہوئیں ذکر کیا اور دنیا و اسباب و اموال دنیا کو ذکر کر کے اس سے نفرت دلائی اور نعمات
آخرت کیطرف حث و ترغیب فرمائی۔ پھر فرمایا ایہا الناس تحقیق کہ میں تمکو تمہارے نبی کی راہ پر چلاؤنگا اگر تمنے حق اطاعت ادا کیا تو ٹھیک ٹھیک احکام خدا و سنت رسول کو
تمہارے درمیان جاری کرونگا آگاہ رہو کہ میرا مرتبہ و محل حضرت رسولخدا سے انکی وفات کے بعد وہی ہے جو آنحضرت کی حیات میں تھا جس امر کا تمکو حکم دوں اس پر کاربند ہو
اور جس سے منع کروں البتہ باز رہو۔ جبتک شرح و بیان امور ہم سے نہ سن لو اپنی رائے کو دخل نہ دو کیونکہ ہمارے پاس جملہ امور کی نسبت جنمیں تمہاری عقلیں قاصر ہیں عذر
واضح موجود ہے اور حقتعالی بالائے عرش اس کا شاہد ہے کہ بلا تمہارے اتفاق کے میں تمہاری امارت و حکومت سے کراہت رکھتا تھا کیونکہ میں نے حضرت رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ سے سنا ہے کہ میرے بعد جو میری امت پر فرمانروا ہو گا وہ پل صراط پر کھڑا کیا جائیگا اور فرشتے اسکے نامہ عمل کو کھولکر پڑھیں گے پس اگر عدل و انصاف کیا
ہے تو نجات پائیگا والا جو ظلم و ستم اس سے سرزد ہوا ہے تو صراط اسکو اس طرح جنبش دیگی کہ تمام جوڑ و بند بدن کے کھل جائیں گے اور پھر وہ اسکا صدہا کوس کے فاصلہ پر جا
پڑیگا اس وقت اول جس عضو کو آگ جلائیگی وہ اسکی ناک ہو گی پھر باقی چہرہ پھر بدن مگر جب تم نے اتفاق کیا تو میں تمکو نہ چھوڑ سکا اور بناچار تمہاری درخواست قبول
کی مولف کہتا ہے کہ قبول خلافت سے انکار و امتناع کی وہی مصلحتیں ہیں جو سابقاً مذکور ہوئیں یہ روایت شیخ اسکافی معتزلی کی نقل کی ہوئی اصول مذہب حقہ امامیہ کے
خلاف ہے کیونکہ منصب معصوم اس سے اعلی و ارفع ہے کہ اس سے بجز عدل و انصاف سرزد ہو یا وہ قبول خلافت میں اس خوف سے تامل کرے کہ ظلم اس سے سرزد ہو گا۔ بالجملہ حضرت
امیر المومنین داہنے بائیں طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کہ تم میں جو لوگ دنیا میں غرق ہیں اور قصرہائے نفیس میں بود و باش رکھتے ہیں نہریں اپنی آسائش کے لئے جاری کر لی
ہیں اسپان تیز رفتار پر سوار ہوتے ہیں اور خوبرو لونڈی غلام خدمت کے لئے موجود ہیں حالانکہ یہ جملہ امور انکے لئے باعث ننگ و عار ہیں کل جس وقت وہ ان باتوں سے
روکے جائیں اور حقوق واجبہ کے مطالبہ میں آئیں تو بقدم انکار پیش نہ آئیں اور معترض ہوں کہ پسر ابو طالب ہمکو ہمارے حقوق سے محروم کرتا ہے۔ اور ہماری فضل و سابقہ
پر کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا ایہا الناس مہاجرین و انصار میں سے جسکو یہ خیال ہو کہ ہم بوجہ صحبت رسولخدا اوروں سے اشرف و افضل ہیں سو اسمیں شبہ نہیں کہ انکے
لئے فردائے قیامت حضرت ایزد تعالی کے سامنے شرف و فضیلت ظاہر ہے اور اس جل شانہ پر ہے کہ بعطائے اجر کامل و ثواب کافی انکو راضی و خوشنود کرے۔ لیکن اہل دنیا
میں جس نے دعوت خدا و رسول کو قبول کیا اور ملت اسلام کی تصدیق فرمائی اور کلمہ شہادتین پڑھکر رو بقبلہ ہوا تو وہ اسلام کے جملہ حقوق و حدود کا مستحق ہے بیت المال کا

ہے اور تم بندگان خدا ہو۔ تمہارے درمیان بالسویہ منقسم ہوگا۔ اسکی رو سے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں ہاں پرہیزگاروں کے لئے فردا قیامت افضل ثواب اکمل جزا ہے
اس عزوجل نے دنیا ناپائدار کو انکا محل عوض و جزا قرار نہیں دیا۔ جو کچھ انکے لئے وہاں ذخیرہ ہے وہ بہتر ہے دنیا و مافیہا سے پس کل صبح ہمارے پاس آؤ تاکہ جو مال موجود ہے
تم پر بالانصاف تقسیم کیا جاوے کوئی مسلمان آزاد عجمی ہو یا عربی پہلے سے اسکو حصہ ملتا ہو یا نہ اس سے محروم نہ رہیگا میں یہ کہتا ہوں اور تمہارے اور اپنے لئے مغفرت کا خواستگار
ہوں یہ کہکر منبر سے اترے۔ اسکافی کہتا ہے کہ یہ اول کلام تھا جس سے لوگوں نے آنحضرت پر انکار کیا دلوں میں عداوت پیدا ہوئی اور برابر تقسیم کرنا و بالسویہ حصہ لگانا
انکو ناگوار ہوا۔ القصہ جب اگلی صبح آئی تو لوگ حسب الحکم حاضر ہوئے حضرت نے وہ مال طلب کیا اور عبید اللہ بن ابو رافع اپنے کاتب سے فرمایا اسکو تقسیم کر اول مہاجرین
سے شروع کر اور ہر ایک کو تین تین دینار دے پھر انصار کو اسیطرح دے پھر جو سرخ و سیاہ نیرے سامنے آئے انکو اسیقدر دیتا کر۔ نقل ہے کہ سہل بن حنیف انصاری نے
اسی روز ایک غلام آزاد کیا تھا وہ بھی اس موقعہ پر حاضر تھا سہل نے عرض کی یا امیر المومنین یہ کل میرا غلام تھا آج میں نے آزاد کر دیا آپ مجھے اسکے برابر دیتے ہیں فرمایا
بیشک تم دونوں ہمیں مساوی ہو۔ یہہ کہکر تین تین دینار دونوں کو دلوائے اور کچھ امتیاز نہ کیا اور بروایت دیگر حضرت نے تمام مال کو دیکھ کر فرمایا کہ تین تین دینار
فی کس تقسیم ہوں۔ اور اسیقدر میرے لئے بھی علحدہ کر رکھو۔ یہہ کہکر آپ مسجد قبا کو نماز کے لئے تشریف لیگئے صحابہ سہو لبخدا نسے اموال کو شمار کیا تو تین لاکھ دینار تھے اہل
استحقاق سے کل ایک لاکھ آدمی مدینہ میں موجود تھے۔ تمام مال بے کم و کاست تقسیم ہوگیا الحاصل طلحہ زبیر عبد اللہ بن عمر سعید بن عاص مروان بن حکم وغیرہ
نے قریش غیر قریش سے اسی روز اس تقسیم سے مخالفت کی عبید اللہ بن ابو رافع کاتب کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر کو دیکھا کہ اپنے باپ اور اسکے اصحاب سے کہتا ہے
کہ کل ہم بالکل نہ سمجھے کہ ان باتوں سے انکا یہ ارادہ تھا۔ سعید نے زید بن ثابت کیطرف خطاب کر کے کہا کہ یہ سب ہمکو سنایا جاتا تھا۔ عبید اللہ کہتا ہے کہ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا
یعنی سعید اور ابن زبیر سے کہا کہ حقتعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُوْنَ کہ حق الامر سے بہت لوگ کارہ ہیں پھر یہ سارا ماجرا بے کم و کاست
حضرت سے بیان کیا۔ آپنے فرمایا کہ اگر میں زندہ و سلامت رہا تو انکو راہ روشن اور طریق واضح پر لاؤنگا خدا تعالی ہلاک کرے اولاد عاص کو کہ وہ میری نگاہ سے کل ہی
پا گیا تھا کہ میرا مقصود اس کلام سے وہ اور اسکے اصحاب ہیں جنہوں نے دین کو دنیا کی عوض بیچا ہے راوی کہتا ہے کہ اگلے روز نماز صبح کے بعد ابھی لوگ مسجد ہی میں تھے
کہ طلحہ و زبیر نکلے اور علی سے علحدہ ایک جانب گوشہ مسجد میں بیٹھ گئے پھر سعید و ابن زبیر و مروان بھی آکر انمیں شامل ہوگئے پھر اور چند آدمی شریک جلسہ ہوئے انکے
درمیان تھوڑی دیر آہستہ آہستہ باتیں ہوتی رہیں ابعدہ ولید بن عقبہ اٹھا اور امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور کہا یا ابا الحسن ہم سب تمہارے ہاتھ سے صدمہ یافتہ
ہیں میرا باپ تمہارے ہاتھ سے جنگ بدر میں مارا گیا ہمارا بھائی عثمان کل ہی گھر میں محصور ہو کر قتل ہوا تم نے مطلق مدد نہ کی سعید کے باپ عاص کو روز بدر تمنے قتل
کیا جو باعتبار قوت و جسامت گاؤ قریش کہلاتا تھا مروان کے ساتھ تمنے یہ سلوک کیا کہ عثمان نے جب اسکے باپ حکم کو مدینہ میں بلوایا تو تمنے اسکے سامنے بہت سے عیب
انکے نکالے ہم تمہارے بھائی برادر ہیں کسی امر میں آپکو تم سے کمتر نہیں جانتے اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ عثمان کے زمانے میں جو مال ہمارے تصرف میں آیا اس کا
مطالبہ نہ ہو اور عثمان کے قاتلوں سے اسکے خون کا آپ قصاص لیں ورنہ ہماری طرف اگر تمہاری نیت کچھ اور ہو تو ہمکو چھوڑ دو کہ ہم شام چلے جائیں حضرت نے فرمایا
یہ جو تونے کہا کہ ہم سب تم سے صدمہ یافتہ ہیں سو جو ابد انکو میرے ہاتھ سے پہنچی ہے وہ حقتعالی کیطرف سے تھی کسلئے نہ ہو جب حکم اس جل شانہ کے جہاد کیا۔ اور یہ بات کہ
جو تم سے مطالبہ نہ ہو ہمکو معاف کروں پس میں مجاز نہیں کہ مال خدا کو تمہارے یا کسی اور کے پاس چھوڑ دوں رہا قتل عثمان سو قصاص لینا سو اگر آج اس بات کو لازم جانتا
تو کل ہی اس سے فرصت پالیتا۔ لیکن اگر تم مجھ سے خائف ہوگے تو تمکو مطمئن کرونگا اور جو خائف ہو کر کہیں جانا چاہو گے تو مانع نہ آؤنگا ولید یہہ جواب سنکر

اپنے یاروں کے پاس گیا اور سب کو ان باتوں سے مطلع کیا پس یہہ لوگ یہ دریافت کرکے متفرق ہوگئے اور علانیہ آپ کی عداوت و خلاف کا اظہار کرتے تھے جب یہ اخبار گوش زد
ہوا خواہانِ امام ابرار ہوئی تو عمار یاسر نے سہل بن حنیف و ابوالہیثم و ابوایوب وغیرہ سے کہا کہ اُٹھو کہ ان اپنے دینی بھائیوں کے پاس چلیں سُنتا ہوں کہ امام برحق حضرت علی ابن
ابیطالب کے بارے میں ان کو کچھ شبہہ ہوئے ہیں اور آنحضرتؑ کی مخالفت کے لئے آمادہ چند نفر ہیں جو انمیں داخل ہوکر انکو مع زبیر اور راس اعسر عاق یعنی طلحہ کو طریق مستقیم سے منحرف کیا چاہتے
ہیں پس عمارؓ ایک مجمع صحابہ رسول اللہ کو ہمراہ لیکر انکے پاس آئے۔ ابوالہیثم نے طلحہ و زبیر سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمہارے لئے اسلام میں سابقہ و تقدم ہے مگر امیرالمومنینؑ سے قرابت قریبہ
رکھتے ہو ہمنے سنا ہے کہ تم اس جناب سے آزردہ خاطر ہو اور انکے بارہ میں تمکو کچھ اعتراض ہے پس اگر وہ اعتراض کسی خاص امر میں ہے کہ صرف تمہاری ذات سے متعلق ہے تو تمہیں مناسب ہے
کہ اپنے امام اور ابن عم سے بلا توسط غیر کے گفتگو کرکے اسکا تصفیہ کرلو اور جو کسی مصلحت عامہ پر مبنی ہے تو ہمکو بھی اُس سے آگاہ کرو کہ ہم بھی تمہارے معین و مددگار ہیں۔ یہہ تمکو بخوبی
معلوم ہے کہ بنی امیہ سے اخلاص و خیرخواہی کی کسی طرح اُمید نہیں اور تمہارے ساتھ جو مخصوص عداوت اُنہیں ہے وہ بھی محتاج بیان نہیں کیونکہ تم عثمان کے خون میں شریک تھے
زبیر تو یہ سنکر خاموش رہا مگر طلحہ بولا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہم سے ہر ایک گفتگو کا ارادہ رکھتے ہو تو پہلے جو کچھ تمکو کہنا ہو کہلو پھر ہم جواب دینگے پس عمارؓ اُٹھے اور بعد حمد و صلوٰۃ
کہا کہ تم دونو رسولخدا کے مصاحب ہو اور اپنے امام امیرالمومنینؑ کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ کتاب خدا و سنت رسولخدا کے موافق عمل کریں اطاعت و فرمانبرداری و اخلاص و
خیرخواہی کا اقرار کرچکے ہو پس یہہ غیظ و غضب کس بات پر ہے اس پر عبداللہ بن زبیر نے کچھ ناہموار جواب دیا جو ناگوار طبع عمار یاسر ہوا کہا تجھے کیا منصب ہے کہ ان امور میں دخل دے
اور حکم دیا کہ اسکو نکالدیں اس وقت زبیر نے کھڑے ہوکر کہا اے ابوالیقظان تم نے اپنے برادر زادہ یعنی عبداللہ کے بارے میں بہت عجلت کو کام فرمایا عمارؓ نے کہا اے ابوعبداللہ
میں تجھکو قسم دیتا ہوں خدائے عزوجل کی کہ ہرگز ان مفسدوں کی بات کو نہ ماننا اور کبھی انکے کلام کو گوش قبول سے نہ سننا تحقیق کہ ہم گروہ مہاجرین سے کوئی تباہ نہیں ہوا مگر جبکہ اُس نے
مؤلفۃ القلوب کو اپنے کاموں میں شریک کیا۔ زبیر نے کہا پناہ بخدا اگر ہم ایسا کریں عمارؓ نے کہا اے ابوعبداللہ اگر تمام دنیا علی سے پھر جائے تو میرا یہی اعتقاد ہے کہ تب بھی اُس جناب کو
نہ چھوڑوں اور اپنا ہاتھ اُنہیں کے ہاتھ میں رکھوں کس لئے کہ جب سے خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا ہے تب سے علی برابر حق کے طرفدار رہے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ
کوئی مجاز نہیں کہ اُس جناب پر کسیکو فضیلت دے یہہ کہکر اُٹھے اور حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں واپس آئے اور جو رنگ اپنی آنکھوں سے وہاں دیکھ آئے تھے عرض کیا اور کہا حضرت
اب سوچ سمجھ کر کام کریں ان غداروں نے جو عہد کیا تھا توڑ ڈالا اسلئے امید وفا نہیں بالتسویہ تقسیم پر برملا انکار کرتے ہیں اور دشمنان دین کے ساتھ مشورت کرتے ہیں
جماعت سے جدا ہونے اور بندگان خدا کے گمراہ کرنے کے لئے طلب خون عثمان کا حیلہ گھڑا ہے حضرتؑ یہ سنکر مسجد میں تشریف لائے اور تلوار لگائے کمان ٹیک کر منبر پر کھڑے ہوئے
اور خطبہ بلیغ ادا کیا پھر فرمایا ایہا الناس اس مال میں کسیکو کسی پر فضیلت و زیادتی نہیں کلام خدا تمہارے سامنے موجود ہے اور عہد رسولخدا اور انکی سیرت حمیدہ کسی جاہل و نادان ہی
کو بھولی ہوگی وہ جل شانہ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ
یعنی لوگو ہم نے تمکو مرد و عورت سے پیدا کیا اور شعبے اور قبیلے علیحدہ علیحدہ قرار دئے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو ورنہ خدا کے نزدیک زیادہ عزت اسکی ہے
جو پرہیزگاری میں زیادہ ہو۔ پھر آواز بلند فرمایا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ط یعنی خدا و رسول
کی اطاعت کرو جو اس سے روگردانی کروگے تو بیشک اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ اے گروہ مہاجرین و انصار تم اپنے اسلام سے حقتعالیٰ پر منت رکھتے ہو یہ تمہاری
کجفہمی و کوتاہ اندیشی ہے اگر غور سے دیکھو تو تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہہ اُسی کریم کا احسان ہے کہ تمہیں ایمان و اسلام کی طرف ہدایت کی پھر فرمایا کہ میں ہوں ابوالحسن اور
مشہور تر خطبوں میں اس کلمہ کو فرمایا کرتے تھے اس مال میں کسی کے لئے زیادتی نہیں حقتعالیٰ نے خود اُسے تقسیم کر دیا ہے یہہ مال مال خدا ہے اور تم اُسکے فرمانبردار بندے ہو قرآن

تمہارے سامنے ہے اور سنت رسول خدا تمہارے درمیان موجود۔ جو ان دونوں پر راضی نہو اُسے اختیار ہے جہاں چاہے چلا جائے احکام خدا کے موافق چلنے والے اور اُسکی اطاعت
نہ والے کو کچھ اندیشہ نہیں یہہ کہا اور منبر سے اترے اور دو رکعت نماز بجا لائے بعد ازاں طلحہ و زبیر کو اپنے پاس بلوایا وہ ایک گوشۂ مسجد میں بیٹھے تھے سامنے آئے تو فرمایا تمکو قسم ہے خدائے
عزوجل کی کہو کہ تم میرے پاس بطوع و رغبت نہیں آئے اور بلا جبر و اکراہ میری ساتھ بیعت نہیں کی اور میری امتثال و فرمان برداری کا اقرار نہیں کیا اُنھوں نے کہا یہہ سب
درست ہے فرمایا پھر اس خلاف ورزی اور بغاوت کا کیا سبب ہے کہا ہمنے جو بیعت کی تھی تو اس خیال سے کی تھی کہ تمام امور میں تمہارے شریک رہیں گے اور تم کوئی کام
بغیر ہماری صلاح و مشورہ کے نہ کروگے اس کا کوئی اثر نہیں دیکھتے ہمکو جو فوقیت اوروں پر ہے آپ کو معلوم ہے۔ آپ مال تقسیم کرتے ہیں قضایا فیصل کرتے ہیں احکام نافذ
کرتے ہیں ہمکو خبر تک بھی نہیں کرتے شیخ ابو جعفر کہتا ہے کہ روایت ہے کہ انہوں نے بیعت کے وقت بھی کہا تھا کہ ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ امر خلافت میں تمہارے
شریک رہیں آپنے اُسوقت بھی یہی فرمایا تھا کہ یہہ نہیں ہو سکتا ہاں حقوق مالیہ میں تم میرے شریک و مماثل ہو اس مال سے میں خود جسقدر لونگا اتنا تمکو دونگا۔ بلکہ میرے اور میرے دو
بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کو جائز نہیں کہ ایک غلام حبشی پر بھی آپ کو فوقیت دیں اور جو شراکت ہی پر اصرار ہے تو عجز و تنگی میں تم میرے مددگار ہو نہ طاقت و استواری میں ابو جعفر
کہتا ہے کہ یہہ دونو وہ شرط کرنا چاہتے تھے جو حق خلافت و امامت میں ناروا ہے حضرت نے وہ اقرار کیا جو دین و شریعت میں واجب لازم ہے القصہ امیر المومنین نے اب بھی
یہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا فرمایا یہہ جو تم کہتے ہو کہ ہمکو شریک مہمات نہ کیا سو قسم بخدا کہ میں تمہاری ولایت و حکومت کا خواہاں نہ تھا تمنے با صرار تمام مجھے اس امر کی دعوت
دی مجھے خوف اختلاف کلمہ و وقوع فتنہ چار و ناچار اسکو قبول کیا جب یہہ کام میرے حوالے ہوا تو میں نے کتاب خدا و سنت رسول خدا میں نظر کی جو مقدمہ پیش آیا اُس میں ان دونو کی
موافق کاربند ہوا اور تمہاری اور کسیکی رائے کا محتاج نہوا البتہ اگر کوئی ایسا مقدمہ پیش آتا کہ یہہ دونو چیزیں اُس کے بیان حکم سے عاری ہوتیں تو میں تم سے مشورہ کرتا پس اب
لازم ہے کہ اس خیال خام سے باز آؤ اور حقتعالی سے استغفار کرو آیا میں نے کوئی تمہارا حق روک لیا ہے اور تمہیں نہیں دیا کہ اس وجہ سے ظالم ٹھیروں کہا معاذ اللہ جو ایسا ہو فرمایا
اس مال سے میں نے خاص اپنے لئے کچھ علیحدہ کر لیا ہے کہ تمکو نہیں دیا کہا پناہ بخدا اگر آپ کی طرف یہہ نسبت کریں فرمایا آیا کوئی قضیہ قضایا و مشکلہ سے ایسا پیش آیا کہ میں اُس کے حکم سے
عاجز رہا اور فیصلہ نہ کر سکا کہا معاذ اللہ فرمایا پھر کیا بات ہے جس سے تمنے کراہت کی اور میرے مخالفت کے درپے ہو دونو نے کہا تمنے تقسیم اموال میں عمر بن الخطاب کی
خلاف عمل کیا کہ ہمارا حصہ ہم سے کمتر لوگوں کی برابر قرار دیا حالانکہ یہہ مال ہمنے بزور نیزہ و شمشیر حاصل کیا ہے فرمایا اسکی ابتدا مجھ سے نہیں ہوئی بلکہ میں نے اور تمنے حضرت
رسول خدا کو اسیطرح برابر تقسیم کرتے ہوئے دیکھا ہے قرآن مجید و فرقان حمید اسپر ناطق ہے آگے یہی لوگ نیزہ و شمشیر کام میں لاتے تھے اور اعانت اسلام میں گھوڑے دوڑاتے
تھے حضرت رسول نے تقسیم کے وقت کبھی انکو اوروں پر فضیلت نہیں دی۔ البتہ مجاہدین کے لئے روز قیامت ثواب عظیم ہے مگر یہاں تقسیم اموال کے لحاظ سے کوئی امتیاز
کسیکو نہیں حقتعالی ہمارے اور تمہارے قلوب کو امر حق کیطرف ہدایت کرے اور صبر عطا فرمادے۔ پھر فرمایا خدا رحم کرے اُس مرد کو جو حق دیکھے اور اُسکا مددگار ہو اور
باطل کو معائنہ کرے اور اس سے انکار کرے اور بمقابلہ باطل اہل حق کا معین ہو بعد ازاں ابو جعفر کہتا ہے کہ زبیر نے ایک بار مجمع عام میں کہا کہ ہم علی کیجانب سے اسی
عوض کے سزاوار تھے جو ہمکو ملا عثمان کے مقابلہ میں ہم ہمیشہ اُنکے مددگار رہے تا اینکہ وہ قتل ہوا اب ہماری اعانت ہی سے اپنی مراد کو پہنچے تو ہم سے کم رتبہ لوگوں کو ہم پر
ترجیح دیتے ہیں طلحہ نے کہا ہمکو اس مقدمہ میں اپنے آپ ہی کو ملامت کرنا چاہئے۔ اہل شوریٰ سے ہم تین شخص اُنکے شارک اور مساوی تھے ایک نے ہم سے یعنی سعد بن
ابی وقاص نے اُنکی خلافت کو قبول نہ کیا ہمنے بیعت کر لی جو بات ہمکو حاصل تھی اُنکو دیدی جو اُنکے اختیار میں ہے ہمکو اُس سے روکتے ہیں جس امر کی ایک مدت دراز سے
متمنی تھے اپنے ہاتھوں اُسکو کھو بیٹھے ابن ابی الحدید ان روایات کے نقل کے بعد کہتا ہے کہ اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ ابوبکر بھی اپنے عہد خلافت

میں اسیطرح بالسویہ تقسیم کرتا رہا مگر اُس کی تقسیم پر کبھی کسی نے اعتراض یا انکار نہیں کیا جیسا کہ امیر المومنینؑ کے سامنے بقدم انکار پیش آئے تو اُس کا جواب یہہ ہی کہ ابوبکر کی تقسیم
رسولخدا کی تقسیم کے بعد اور اُس سے متصل تھی جب عمر بن الخطاب خلیفہ ہوا تو اُس نے اس طریق کو بدل دیا اور جو مومنین کی بیشی قرار دی پس اکابر صحابہ نے کثرت عطا و
حُبِ مال کا جام نوش کیا۔ اور پھر جوں جوں اس پر زمانہ گزرتا گیا یہ لوگ اسی نئی قسم کی تقسیم کے عادی ہوتے گئے یہانتک کہ پہلی تقسیم کو بھول گئے اور جن پر کمی واقع ہوئی اُن
بیچاروں نے جبراً قہراً اُسی حالت پر صبر و سکون اختیار کیا۔ عثمان خلیفہ ہوا تو اُس نے بھی اِسی طرز جدید کی پیروی کی سب کو پورا بھروسہ ہو گیا اور کسیکے خیال میں بھی یہ
بات نہ آتی تھی کہ اس صورت میں کبھی تغیر آئیگا۔ جب امیر المومنینؑ اس منصب جلیل پر فائز ہوئے تو اُنہوں نے موافق زمانہ حضرت رسولخدا و زمانہ ابوبکر کے عمل کرنا
چاہا چونکہ لوگ اس نئی رسم کے خوگر ہو رہے تھے اور پہلی باتیں دلوں سے محو و نسیاً منسیاً ہو چکی تھیں ۲۲ برس کا عرصہ درمیان میں حائل ہو گیا تھا تو یہہ تغیر طبیعتوں پر
دشوار معلوم ہوا اور نکث بیعت اور ترک طاعت و بغاوت وغیرہ ثمرات فاسد اس پر مترتب ہوئے **مؤلف** کہتا ہے کہ درحقیقت یہ ثمرہ اُسی شجرہ شوم کا
ہی جو حضرت خلیفہ ثانی نے بکمال عقل و فطانت اپنے عہد خلافت میں غرس فرمایا نہ وہ اُسوقت سُنت حضرت رسولخدا و سُنت خلیفہ اول کے برخلاف اس علی قدر مراتب
قسمت کی بنیاد ڈالتے نہ آج یہ فتنے برپا ہوتے۔ اس قاعدے کے اجرا سے صرف یہہ ہی نہیں کہ سردست حضرت خلیفہ صاحب کی خلافت کو کمال استحکام ہو گیا
ثانی الحال کے لئے یہہ بڑا فائدہ مدنظر تھا کہ اگر کبھی امر خلافت حضرت امیر المومنینؑ کی طرف عود کرے تو چونکہ وہ حضرت بخلاف سُنت رسول ہرگز عمل نہ کرینگے
پس فتنے و فساد برپا ہو جائینگے۔ جیسا کہ اسوقت اُسکا ظہور ہوا **القصہ** جب خاطر خطیر مہم خلافت و اخذ بیعت سے فارغ ہوئی عزل و نصب حکام میں متوجہ
ہوئے عاملان عثمان جنہوں نے تمام ملک میں دست تعدی و ستم دراز کر رکھا تھا یکقلم موقوف ہو کر بجائے اُنکے اہل دین و دیانت مقرر ہوئے چنانچہ عثمان بن
حنیف انصاری بجائے عبداللہ بن عامر پسر خالہ عثمان کے حکومت بصرہ پر ممتاز ہوا اور عمارہ بن حسان و بقولے عمارہ بن شہاب کو کہ مہاجرین سے تھا امارت کوفہ
پر مقرر کیا۔ اور یمن کی حکومت کا فرمان عبداللہ بن عباس بن ربیعہ کے نام لکھا گیا اور یعلی بن اُمیہ وہاں سے معزول ہوا اور قیس بن سعد عبادہ انصاری کو
ولایت مصر عطا ہوئی یہہ لوگ اپنے اپنے مقررہ مقامات پر پہنچ گئے الا عمارہ بن حسان کہ بے نیل مرام واپس آیا اور حکومت کوفہ ابوموسیٰ اشعری ہی پر مقرر
رہی۔ اور سہل بن حنیف انصاری بجائے معاویہ بن ابوسفیان کے حاکم شام مقرر ہو کر اُس طرف گیا مگر بوجہ تسلط و تغلب معاویہ وہاں سے لوٹ آیا اور کیفیت شام
معروض خدمت کی کہتے ہیں کہ جب یعلی بن اُمیہ کو اپنی برطرفی سے اطلاع ہوئی۔ تو بہت سا اسباب و نقد و جنس بیت المال سے لیکر وہاں سے فرار ہوا اور مکہ میں عائشہ
سے آملا **نقل** ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کہ اُس زمانہ میں عقل و تدبیر و ذہانت و تیزی میں شہرۂ آفاق تھا حاضر درگاہ حضرت ولایتمآب ہوا۔ اور عرض کی اگر اجازت ہو
تو چند کلمے جو محض اخلاص و ہوا خواہی پر مشتمل ہیں گزارش کروں اجازت ہوئی تو عرض کی۔ کہ چونکہ بناء خلافت ہنوز کما ینبغی مستحکم و استوار نہیں مناسب ہے کہ عاملان عثمان
کے عزل میں حضرت ابھی تعجیل نہ کریں خصوصاً معاویہ کے بارے میں چونکہ وہ ایک مدت دراز سے شام میں حکومت کرتا ہے ہرگز عجلت کو کام نہ فرماویں بالفعل
وہاں کی حکومت اُسی پر مسلم رکھیں اور عمرو عاص کو چونکہ مرد تیز فہم چالاک صاحب حیلہ و تدبیر ہے بہتر ہے کہ بوعدۂ حکومت مصر رضامند کرکے اپنی اطاعت

سے

روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب ابن عامر کو بیعت امیر المومنینؑ کی اطلاع ہوئی چونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ حضرت اسکو بالقطع معزول فرمائیں گے اُس نے چاہا کہ اہل بصرہ کا اعتقاد اپنی نسبت دریافت کرے پس منبر پر گیا اور کہا اے اہل
عثمان مظلوم شہید ہوا اور علی بن ابیطالب سے لوگوں نے بیعت کی ہے کہ عثمان کی بیعت ہنوز تمہاری گردنوں میں باقی ہے اور اس کی نصرت اسیطرح تم پر لازم ہے جیسا کہ اسکی حالت حیات میں لازم تھی ہم طالب
خون عثمان کریں گے لڑائی کے لئے تیار رہو جاریہ بن قدامہ سعدی کہ اشراف بصرہ سے تھا اُٹھا اور کہا اے ابن عامر [illegible]
[illegible]
اموال کے ساتھ نکلا اور مکہ کی راہ اختیار کی ۱۲

میں لائیں کہ احکامِ معصیت و ضلالت میں ان امور کے ارتکاب سے چارہ نہیں مگر یہاں بہرحال طاعتِ ایزد متعال منظور تھی ان باتوں کی کب شنوائی ہوتی تھی جواب میں ارشاد ہوا کلا واللہ
ہرگز نہ ہوگا کہ ان بدکاروں کو دم بھر مسلمانوں کی گردنوں پر سوار رکھوں میں عثمان پر ہمیشہ باعث ان امور کے انکار کرتا رہتا تھا کیسے ہو سکتا ہے کہ خود ان کا ارتکاب کروں مجھے
ان فساق کی یاری کی حاجت نہیں وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا میں گمراہوں کو اپنا مددگار بنانیوالا نہیں مغیرہ یہ سنکر خاموش چلا گیا دوسرے
روز پھر آیا اور کہا یا امیر المومنین میں نے خوب فکر کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کی رائے بہت درست ہے بڑا فائدہ اس عزل و نصب میں یہ ہوگا کہ مخالف موافق سے اور عاصی مطیع سے
ممتاز ہو جائیگا یہ کہکر نفس شوم میں ارادۂ شام مصمم کرکے باہر نکلا۔ دروازہ پر عبداللہ بن عباسؓ سے جو اسوقت مکہ معظمہ سے واپس آکر متوجہ خدمت امیر المومنین تھے ملاقات
ہوئی۔ ابن عباسؓ اندر آکر بعد تقدیم مراسم تحیہ و تسلیم استفسار کیا کہ مغیرہ یہاں کس لئے آیا تھا حضرت نے اسکی دونوں تقریریں اوّل اور دوسرے دن کی بیان فرمائی ابن عباسؓ
نے کہا لَقَدْ صَدَقَكَ بِالْأَوَّلِ وَكَذَبَكَ بِالثَّانِي پہلا کلام خیرخواہی و نصیحت پر مبنی تھا اور دوسرا عذر و خیانت پر امیر المومنین نے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے کہ
مصلحت دنیوی یہی ہے جو تم کہتے ہو مگر مجھکو منظور دین ہے نہ دنیا دون ؎ دین و دنیا ہست ضد یکدگر دولت دین خواہی از دنیا گذر

نکث ناکثان ناکسان بیعت امیر مومنان را بسبیل اعلان و اجتماع ایشان با مادر نامہربان عائشہ در مکہ مشرفہ و برخے از کوائف ہنگامِ قیام این فرقہ ہالکہ در آں بلدہ مبارکہ تا رسیدن بصرہ

ابن ابی الحدید معتزلی نے روایت کی ہے کہ
بعد اتمام امر بیعت و استقرار خلافت امیر المومنینؑ نے معاویہ کو لکھا اما بعد لوگوں نے عثمان کو بلا میری مشورہ و رضامندی کے قتل کیا بعد ازاں سب نے
بالاتفاق صلاح و مشورت کرکے مجھ سے بیعت کی جب یہ خط تیرے پاس پہنچے چاہئے کہ اہل شام سے میرے لئے بیعت لے اور رؤسا و اشراف شام کو اس طرف روانہ
کر جب قاصد یہ خط لیکر شام میں پہنچا تو معاویہ نے ایک خط زبیر ابن عوام کے نام لکھکر ایک شخص کے ہاتھ جو بنی عبس سے مدینہ بھیجا۔ اُس میں لکھا یہ خط بندۂ خدا امیر
المومنین زبیر بن عوام کے نام ہے معاویہ بن ابوسفیان کی طرف سے اما بعد میں نے تیرے لئے اہل شام سے بیعت لی ہے سب نے تمہاری خلافت بعہد و پیمان استوار قبول
کرلی ہے اب تجھکو چاہئے کہ کوفہ و بصرہ کی خبر لے ایسا نہ ہو کہ علی بن ابیطالب اُس طرف سبقت کرے اگر یہ دونوں شہر بھی ہاتھ آگئے تو پھر کچھ باقی نہیں اور تیرے بعد طلحہ کے
لئے بیعت کی ہے پس تم دونو کو چاہئے کہ طلب خون عثمان کے حیلے سے اپنی طرف دعوت کرو اور کمر ہمت چست باندھ کر اس مہم کے لئے آمادہ و تیار ہو جاؤ۔ جب یہ مکتوب
مکیدت اسلوب اللعین نے مطالعہ کیا تو انکو نصیحت و خیرخواہی معاویہ محتال میں شبہ نہ رہا اور مخالفت علی علیہ السلام کا اُس وقت سے پختہ ارادہ کرلیا۔ راوی
کہتا ہے کہ بیعت کے چند روز بعد دونو نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں آکر عرض کی۔ کہ عثمان کے زمانہ میں جو آزار و ایذا و جور و جفا ہم نے برداشت کی آپ پر بخوبی
روشن ہیں اور آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ وہ ہمہ تن بنی امیہ کے لئے تھا۔ اب بفضل خدا عنان حکومت آپکے ہاتھ میں ہے توقع یہ ہے کہ ہمکو کوئی منصب جلیل عطا کریں
کہ تلافی مافات ہو۔ بقولے ایک نے کوفہ اور دوسرے نے بصرہ کی حکومت طلب کی۔ امیر المومنینؑ نے ارشاد کیا کہ میں اس مقدمہ میں فکر کرونگا تم ابھی چندے صبر کرو۔ اور جو
کچھ حقتعالیٰ نے تمہارے درمیان بحق تقسیم کیا ہے اُس پر قناعت کرو۔ اور آگاہ رہو کہ یہ امر میرے پاس امانت خدا ہے اسمیں اسکو شریک کرونگا جسکی دین و دیانت کو
اچھی طرح جانچ لونگا دونو یہ سنکر مایوس ہوکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا یا امیر المومنینؑ آپکو ہماری عیال کی کثرت اور مدینہ کی اخراجات کا حال
بخوبی معلوم ہے جو ہمکو ملتا ہے کافی نہیں حضرت نے فرمایا تو مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ کہا اس حال میں ہمارے عیال کے لئے خرچ عطا کریں فرمایا تمام مسلمانوں سے جو میں
شریک ہیں درخواست کرو۔ اگر سب راضی ہوں تو مضائقہ نہیں انہوں نے کہا تم سے یہ ہوگا کہ سب کے آگے ہاتھ پساریں فرمایا تو مجھ سے بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ

اور انکا حق چھین کر تمکو دیدوں۔ اور مزید برآں یہ ہوا کہ ایک بار وہ رات کیوقت آئے امیر المومنین اُسوقت بیت المال کا کچھ حساب لکھ رہے تھے جب اُنہوں نے گفتگو شروع کی تو آپنے قنبر سے فرمایا کہ یہ چراغ اُٹھا لے دوسرا لے آ اُنہوں نے کہا یا امیر المومنین یہ تحریر کیسی تھی اور چراغ اُٹھوانے کے کیا معنی۔ فرمایا یہ حساب بیت المال کا تھا اور چراغ بھی اسی مال کا ہی تھا۔ اب تمہارے ساتھ باتیں کرتا ہوں تو چراغ اُٹھوا دیا کہ مال مسلمانان ناحق ضائع نہو۔ دیگر حاضرین تو یہ دیانت و امانت دیکھکر آبدیدہ ہوئے مگر طلحہ بن چونکہ ہمہ تن غرق دنیائے دوں تھے حواس باختہ ہو گئے دلمیں کہتے تھے کہ جس طرح یہ بال کی کھال نکالتے ہیں ممکن نہیں کہ ہمکو یہاں سے کچھ ہاتھ لگے **الغرض** جب نکث بیعت کا ارادہ ان غداروں کے دلوں میں مصمم ہو گیا تو بحیلۂ ادائے عمرہ حضرت امیر المومنین سے مکہ کی اجازت چاہی آپنے فرمایا واقع میں تمہارا ارادہ یہ نہیں بلکہ اُمت محمد میں فساد برپا کرنا چاہتے ہو۔ اُنہوں نے حلف سے کہا۔ کہ ہماری غرض عمرہ کے سوا دوسری نہیں۔ حاشا کہ بیعت شکنی کرنا اور آپسے خلاف ہونا ہمارے خیال میں ہو۔ فرمایا میرے ساتھ از سر نو بیعت کرو اُنہوں نے دوبارہ بیعت کی اور بہت سے عہد و پیمان سے اُسکو مؤکد گردانا۔ تا اینکہ آپنے اجازت دی۔ وہاں سے نکلے تو امیر المومنین نے دفعتًا سے فرمایا کہ اب تم اُنکو انہیں لوگوں کے ساتھ پاؤگے جن کے درمیان یہ قتل ہونگے سب نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ ایسا جانتے ہیں تو حکم دیجئے کہ جانے نہ پائیں۔ فرمایا لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا جانے دو کہ حقتعالی اُس امر کو جاری کرے جو مقرر ہو چکا ہے اُم راشد کنیز اُم ہانی خواہر امیر المومنین کہتی ہیں کہ جب حضرت کے پاس سے اجازت مکہ حاصل کر کے باہر آئے تو میں نے سُنا کہ کہتے ہیں قسم بخدا کہ ہمنے انکی ساتھ دل سے بیعت نہیں کی ہاتھوں سے کی ہے یعنی اُنکا یہ مقولہ امیر المومنین سے نقل کیا آپنے فرمایا
إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
یعنی حقتعالی فرماتا ہے اے محمد جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ صرف خدا کے ساتھ بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں کے اوپر ہے پس جس نے عہد شکنی کی اُسکا ضرر اُسکے نفس کے لئے ہے اور جو عہد خدا کو پورا کریگا حقتعالی عنقریب اُسکو ثواب عظیم عطا کریگا۔ پس مکہ کی طرف روانہ ہوئے راہ میں جس سے ملتے تھے کہتے تھے کہ علی کی بیعت ہمارے گردنوں میں نہیں ہمنے مجبورًا اُن سے بیعت کی تھی۔ رضا و رغبت سے نہیں کی۔ ادھر تو طلحہ و زبیر اس طرح مکہ پہنچے اُدھر بادِ زیاد مہربان حضرت عائشہ کہ زمانہ محاصرہ عثمان سے مکہ کو گئی ہوئی تھیں ہمیشہ جویائے اخبار مدینہ رہتی تھی۔ جب قتل عثمان کی خبر ملی تو چونکہ یقین رکھتی تھی۔ کہ اُسکے بعد طلحہ والئے اُمت ہوگا بہت شاد ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ خدا نے اُس نعثل کو دفع کیا۔ کیا طلحہ کے ساتھ ابھی بیعت نہیں ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ طلحہ بھی عثمان کے مرنے سے پہلے بامید خلافت بیت المال کی کنجیاں اپنے قبضہ میں کر لی تھیں جب مہاجرین و انصار نے امیر المومنین پر اتفاق کیا تو مایوس ہو کر مجبورًا کنجیاں حضرت کے حوالے کیں۔ خلاصہ یہ کہ عائشہ قتل عثمان کی خبر سنکر مکہ سے بارادہ مدینہ باہر گئی دور نہ گئی تھی کہ عبید بن سلمہ لیثی سے کہ برادران قریبی عائشہ سے تھا۔ اور مدینہ سے آتا تھا ملاقات ہوئی مدینہ کا حال اُس سے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ عثمان مقتول ہوا۔ عائشہ نے کہا پھر کیا ہوا اُس نے کہا اُس کے بعد حق نے اپنی مرکز کی طرف مراجعت کی اور خلافت اپنی مستقر و مقام میں آ گئی یعنی لوگوں نے علی کی ساتھ بیعت کی عائشہ نے یہ سُنکر ایک آہ کھینچی اور کہا لَيْتَ هٰذِهِ انْطَبَقَتْ عَلٰى هٰذِهِ کاش آسمان زمین پر گر جاتا اور میں یہ خبر نہ سُنتی دیکھ تو غلط تو نہیں بیان کرتا۔ اُس نے کہا اسمیں سرمو غلطی نہیں کہا قسم بخدا کہ عثمان بظلم شہید ہوا میرے نزدیک اُسکی حیات کا ایک دن علی کی تمام زندگی سے بہتر تھا۔ عُبید نے متعجب ہو کر کہا کہ یا ام المومنین تو تو علی کی مدح و ثنا کیا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اُنسے بڑھ کر کوئی کریم زمین پر نہیں اب کیا ہوا جو اُنکی خلافت پر راضی نہیں ہوتی اور عثمان کے قتل پر لوگوں کو ترغیب و تحریص کرتی تھی۔ اور کہتی تھی اس نعثل اعنی ریش دراز کو قتل کرو خدا اُسکو قتل کرے یہ مرتد ہو گیا ہے۔ اب اُسکو مظلوم بتلاتی ہو عائشہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور بروایتے کہا یہ صحیح ہے۔ مگر لوگوں نے اُس سے توبہ کرائی۔ جیسا تائب

ہو کر پاک ہوا تو اسے قتل کیا۔ اس لئے میری پہلی رائے بدل گئی یہہ کہکر ہمراہیوں سے کہا مجھکو مکہ کو پھیر لے چلو کہ مدینہ میری رہنے کی جگہ نہیں رہا۔ ابن سلمہ نے کچھ اشعار اُسوقت پڑھے
دو اُنمیں سے یہہ ہیں ؎ فَمِنْكِ الْبَدَاءُ وَمِنْكِ الْغِيَرُ + وَمِنْكِ الرِّيَاحُ وَمِنْكِ الْمَطَرُ + وَأَنْتِ أَمَرْتِ بِقَتْلِ الْإِمَامِ + وَقُلْتِ لَنَا إِنَّهُ قَدْ كَفَرَ تجھی سی
ابتدا ہے اور تجھی سے فراد تیری ہی طرف سے ہوائیں ہیں اور تجھہ ہی سے بارش۔ تونے ہی امام یعنے عثمان کے قتل کا فتویٰ دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ کافر ہو گیا ؎ اے دردمرا
از تو و درمان از تو۔ دشوار مرا از تو و آسمان از تو۔ القصہ عائشہ مکہ پہنچی تو حجر اسمٰعیل[۱] پر آئی لوگ اکٹھے ہو گئے کہا ایُّہا النّاس اہل مصر و عراق مع اہل مدینہ کے اس مرد پر جمع ہوئے اور
بے جرم و تقصیر و بلا حجت و دلیل اُسکو گھر میں گھونٹ کر مار ڈالا اور ماہ حرام اور شہر محترم کی اُسکے بارے میں کچھ رعایت نہ کی قسم بخدا کہ ایک اُنگلی عثمان کی روئے زمین سے بہتر ہے جبکہ ایسے
مفسدہ پردازوں سے پر ہوا گر واقعی وہ اس جرم میں جو اُسکے ذمہ لگاتے ہیں مجرم تھا تو چونکہ یہہ لوگ اُسکو کپڑے کی مثل نچوڑ چکے تھے وہ طلا و احمر کیطرح کثافات عیوب سے پاک صاف
ہو گیا تھا۔ اور جامہ شوئیدہ کی مانند چرک معصیت اُس پر باقی نہ رہا تھا۔ سب سے پہلے جسنے دعوت ضلالت کو قبول کیا وہ عبداللہ بن عامر حضرمی تھا جو عثمان کیطرف سے عامل مکہ تھا اُسنے
کہا میں سب سے پہلے عثمان کے خون کا خواہاں ہوا سپر بعض بنی اُمیہ نے جو مدینہ سے فرار کر کے وہاں پہنچ گئے تھے گردنیں بلند کیں اور سعید بن عاص و ولید بن عقبہ و باقی بنی اُمیہ
اُنکے معاون ہو گئے اور اُنکے عبداللہ بن عامر بصرہ سے اور یعلی بن اُمیہ یمن سے اُنہیں ایام میں بہت سا مال لیکر وہاں پہنچے مروی ہے کہ صرف یعلی بن اُمیہ کے ساتھ سوائے دیگر اسباب
اثاثہ کے چھہ سو شتر اور چھہ ہزار دینار زر سرخ تھے اس اموال و اسباب سے لشکر عائشہ کی خوب امداد کی۔ اسی اثنا میں طلحہ زبیر بھی مدینہ سے آکر شریک فساد ہو گئے اول سب نے مشورہ کیا کہ ملک
شام کو چلیں اور معاویہ سے مدد لیکر علی کے ساتھ جنگ کریں مگر عبداللہ بن عامر نے جو بصرہ میں حکومت کر چکا تھا عراق کی صلاح دی چونکہ طلحہ سے بھی اکثر اُمراء البصرہ حسن عقیدت رکھتے
تھے اُسنے بھی اس بات کو پسند کیا۔ اور یہی رائے قرار پائی ازواج رسول خدا سے جو عورات کہ بارادہ مدینہ عائشہ کے ساتھ تھیں جب اُنہوں نے اُسکو بصرہ کا عازم پایا علیحدہ ہو گئیں صرف حفصہ
بنت عمر نے اُسکی دعوت کو قبول کیا اور بصرہ جانے کو آمادہ ہوئی۔ مگر عبداللہ بن عمر اُسکے بھائی نے اُسکو اس ارادہ سے باز رکھا **کتاب احتجاج** میں شعبی سے مروی ہے کہ عائشہ
ایک بار ام سلمہ کے پاس آئی اور کہا طلحہ زبیر مدینہ سے آئے اور دریافت ہوا کہ امیر المومنین عثمان بظلم و ستم شہید ہوا ام سلمہ نے یہہ کلام عائشہ کا سنکر چلائی کہ ای عائشہ تو کل اُسے کافر کہتی
تھی آج وہ امیر المومنین ہے اور مظلوم شہید ہوا ہے اس سے تیرا مقصد کیا ہے عائشہ نے کہا ہم چاہتی ہیں کہ اُسکے قاتلوں سے اُسکے خون کا بدلا لیں اگر تو بھی ہماری ساتھ ہو تو اُمید قوی ہے کہ حقتعالےٰ
اُمت محمدیہ میں ہماری وجہہ اصلاح و درستی کرے ام سلمہ نے کہا۔ ای عائشہ میں تجھکو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ تجھکو یاد ہے کہ ایک روز تیری باری تھی۔ اور حضرت رسول تیری گھر میں تشریف رکھتے تھے
میں آنحضرت کے لئے کچھ حریرہ پکا کر لائی حضرت نے فرمایا عنقریب میری ازواج سے ایک عورت عراق کے راستہ میں چشمہ حواب سے گذریگی اور کتے وہاں کے اُسپر فریاد کریں گے اُس وقت وہ
گروہ باغیہ میں داخل ہو گی۔ مجھکو یہہ سنکر یہاں تک اضطراب ہوا کہ بے اختیار وہ برتن جسمیں حریرہ تھا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔ حضرت نے میری طرف دیکھکر فرمایا
کیا ہوا تجھکو اے ام سلمہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہہ بات سنکر جسقدر اضطراب ہو کم ہے مجھکو کسطرح اطمینان ہو کہ یہ عورت میں نہ ہونگی تو تو اُسوقت ہنسنے لگی۔ حضرت نے فرمایا
اے حمیرا تو کیا ہنستی ہے میرا گمان یہی ہے کہ تجھی سے یہہ حرکت صادر ہو گی۔ اور اے عائشہ تجھکو یاد ہے کہ ہم باہم ایک سفر میں جاتے تھے حضرت رسول خدا کی سواری میرے اور علی کے درمیان
تھی اور حضرت ہم سے کچھ باتیں کرتے تھے کہ تونے اپنی سواری کا اونٹ اُن دونوں کے درمیان داخل کیا اور حائل ہو گئی۔ آپنے فرمایا قسم بخدا کہ علی کو تجھسے بہت ایذائیں پہنچینگیں مگر
آگاہ رہ ای عائشہ کہ علی کو دشمن نہیں رکھتا مگر منافق کذاب۔ اور اے عائشہ تجھے یاد ہے کہ رسول خدا ایک ایام مرض میں ایک روز تیرا باپ اور عمر اُنکی عیادت کو آئے مزاج پرسی کے

[۱] حجر بالکسر وہ کہ منبع اور ایک دیوار گول بشکل نصف دائرہ جانب غربی خانہ کعبہ کے زمین سے بقدر ایک گز بلند۔ طواف میں شامل خانہ کعبہ نہیں سمجھا جاتا۔ طواف اسکے باہر واقع ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اسمٰعیل بن ابراہیم پیغمبر نے اپنی ماں ہاجرہ کو اسی جگہ دفن کر کے اسکے گرد یہ دیوار بنائی تھی کہ قبر پر لوگوں کے پاؤں نہ آئیں اور حدیث میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ حجر میں قریب رکن ثالث خانہ کعبہ کے دختران اسمٰعیل مدفون ہیں اور حجر خانہ اسمٰعیل تھا اور وہاں ہی قبر اسمٰعیل و ہاجرہ کی ہے ۱۲

بعد یہ عرض کی کہ آپ نے اپنے بعد وصی و جانشین کس کو مقرر کیا فرمایا میرا جانشین وہ ہے جو اسوقت میری نعلین سیتا ہے شیخین جب علیؑ کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ نعلین مبارک کے سینے میں مصروف ہیں اے عائشہ جب تجھے یہ ساری باتیں معلوم ہیں اور ان پر شہادت دیتی ہے تو تو ہی بتلا کہ میں ایسے شخص پر کسطرح خروج کروں جسکے بارے میں حضرت رسولخدا سے یہہ سب کچھ سن چکی ہوں۔ عائشہ یہہ سنکر اٹھی اور طلحہ زبیر کو کہلا بھیجا کہ مجھے قطع امید کرو میں اب تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی۔ راوی کہتا ہے دیکھو یہہ گفتگو تھی اور ابھی آدھی رات نہ گزری تھی کہ ہمنے انکی سواری کے اونٹ کی آواز سنی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بصرہ کو کوچ کر گئی **روضۃ الصفا** میں بعد نقل روایت مذکورہ یہہ جو سبب تدارک گناہ سفر عائشہ کے لئے یہہ لکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر خواہرزادہ عائشہ نے جب سنا کہ وہ جانے سے کراہت رکھتی ہے تو کہا اگر اس سفر میں ہمارے ساتھ نہ چلیگی تو میں پا برہنہ جنگل کو نکلجاؤنگا اور آپ کو ہلاک کردونگا۔ پھر حیلہ گروں نے انسے ظاہر کیا کہ ابن زبیر نے تو شتر سواری بصرہ کو چلا گیا اگر ام المومنین انکی خبر نہ لیں گی تو گمان غالب ہے کہ وہ جیتا نہ بچے گا چونکہ عائشہ کو عبداللہ کے ساتھ محبت مفرط تھی ناچار امام زمان کے مخالفوں سے موافقت کرکے بصرہ کو روانہ ہوئی اور **احمد بن اعثم کوفی** نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا اے بنت ابوبکر تو وہی ہے جو لوگوں کو عثمان کے قتل پر برانگیختہ کیا کرتی تھی اور کہتی تھی اُقْتُلُوْا نَعْثَلًا فَقَدْ كَفَرَ قتل کرو اس نعثل کو وہ کافر ہو گیا علاوہ بریں تجھکو اسکے خون سے کیا علاقہ وہ بنی امیہ سے تھا تو ایک عورت قبیلہ تیم بن مرہ سے ہے اور تمہارے درمیان کوئی قرابت نہیں آج عائشہ علی بن ابیطالب پر خروج کرتی ہے حالانکہ انکی خلافت و امامت پر مہاجرین و انصار نے اتفاق کرلیا ہے پھر جوش میں لائے جناب مرتضوی میں کچھ فضائل و مناقب اس حضرت کے تقریر کیئے عبداللہ بن زبیر دروازہ پر کھڑا یہہ باتیں سن رہا تھا۔ پکار کہا ای ام سلمہ تمہارا آل زبیر سے دشمنی رکھنا معلوم ہوا تم سے کبھی انکی محبت و خیرخواہی ظاہر نہیں ہوئی اور شدنی ام سلمہ نے کہا تو چاہتا ہے کہ وصی رسولخدا پر چڑھائی کرے حالانکہ مہاجر و انصار جانتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنے بعد علی کو والی امت مقرر فرمایا ہے ابن زبیر نے کہا ہمنے رسولخدا سے یہہ نہیں سنا ام سلمہؓ نے کہا اگر تو نے نہیں سنا تو تیری خالہ عائشہ نے تو سنا ہے اس سے دریافت کرلے تحقیق کہ میں نے آنحضرت کو یہہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علی ابن ابیطالب میری حیات میں اور وفات کے بعد میرا خلیفہ و جانشین ہے جس نے اسکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ہے ایسا ہے یا نہیں عائشہ نے کہا ہاں اسیطرح میں نے آنحضرت سے سنا ہے اور اسپر گواہی دیتی ہوں ام سلمہ نے کہا تو اے عائشہ خدا سے ڈر اور رسولخدا کی حدیث اپنے اوپر راست لا طلحہ و زبیر تجھے گمراہ کرتے ہیں یہہ خدا کے سامنے اسکے قہر سے تجھکو نہیں بچا سکتے عائشہ یہہ سنکر غضبناک وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی **مولف** کہتا ہے کہ روایت مذکورہ بہت سی کتب معتبرہ اہلسنت میں مثل روضۃ الاحباب وغیرہ کے مسطور ہے منقول ہے کہ اس قیل و قال کے بعد ام سلمہؓ نے امیرالمومنین کی خدمت میں مدینہ کو عریضہ لکھا اما بعد طلحہ و زبیر اور انکے اصحاب جو اصحاب ضلالت ہیں چاہتے ہیں کہ عائشہ کو بہکا کر بصرہ لیجائیں عبداللہ بن عامر بن کریز بھی انکے ساتھ ہے اور ظاہر یہہ کرتے ہیں کہ عثمان مظلوم قتل ہوا ہم اسکے خون کا عوض لینگے حقتعالی اپنے حول و قوت سے ان شریروں کے شر سے آپکو کفایت کرے یا امیرالمومنین اگر عورتوں کو جہاد سے ممانعت نہوتی اور گھر میں بیٹھنے پر مامور نہوتیں تو میں آپکی معیت کو باعث افتخار و سعادت دارین جانکر ضرور آپکی ہمرکاب ہوتی اب اپنے فرزند دلبند عمر بن ابی سلمہ کو جسے اپنی نفس کے برابر دوست رکھتی ہوں روانہ کرتی ہوں اسکو اپنی معیت کریں اور خدمت میں رکھیں راوی کہتا ہے کہ جب عمر حضرت کی خدمت میں آیا تو آپنے اسکو بہت عزت و حرمت سے رکھا وہ ہر معرکہ میں حضرت کے ساتھ رہتا تھا اور امیرالمومنین نے اسکو امارت بحرین عطا فرمائی روایت ہے کہ مالک اشتر نے عائشہ کو مدینہ سے لکھا کہ اما بعد تو زوجہ رسولخدا ہے تیرے لئے آنحضرت کا یہہ حکم ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھی رہے اگر اسپر عمل کریگی تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر فتنہ پردازی کا ارادہ رکھتی ہے اور پردہ الٹ کر اپنے موے سر لوگوں کو دکھانا چاہتی ہے تو ہم تیرے ساتھ جنگ کریں گے حتی کہ تجھے اس گھر میں واپس لیجائیں جس میں خدا اور رسولخدا تجھسے راضی ہوں۔ عائشہ نے اسکے جواب میں لکھا کہ عرب میں تو نے پہلے فتنہ کو قوت دی اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کا مرتکب ہوا امم سابقین کا مخالف رہا اور خلیفہ وقت کے قتل میں ساعی ہوا تجھکو معلوم ہے کہ حقتعالی عاجز نہیں کہ اس مظلوم کا عوض تجھ سے نہ لے ہم عنقریب تجھے اور جو اس ضلالت و گمراہی میں تیرا شریک ہے اسکو کفایت کرتے ہیں **القصہ** جب اس گروہ بیداد کی نیت فساد پر مصمم ہو گئی تو انکے منادی نے کوچہ و بازار مکہ میں ندا دی کہ ام المومنین عائشہ

وطلحہ وزبیر بصرہ کو جاتے ہیں جسے اعزاز اسلام مد نظر ہو وجو قاتلان عثمان سے لڑنا اور اس مظلوم ستمدیدہ کا بدلا لینا چاہے اُنکے ساتھ چلے سواری نرکھتا ہو تو سواری اُسکو دیجائیگی اور عبداللہ بن عمر کو امامت کے لئے مستکلف ہوئے مگر عبداللہ چونکہ تیغ سطوت حیدر کراری سے بہت ڈرتا تھا اسکو قبول نہ کیا اور کہا تم چاہتے ہو کہ مجھکو علی بن ابیطالب کے پنجوں میں ڈالکر ہلاک کرو تمام مجمع اہل مکہ و مدینہ کا نوسو کس کا تھا اور اطراف و جوانب سے اعراب بادیہ نشین اُنمیں شامل ہوتے گئے حتٰے کہ تین ہزار کی جمعیت ہو گئی **روضۃ الاحباب** میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ اُن لوگوں مکہ میں تھا طلحہ وزبیر نے اُسکو بھی ساتھ لیا اول منزل پر پہنچکر اُسنے طلحہ سے خلوت میں پوچھا کہ اگر یہ مہم فتح ہوئی تو خلیفہ کون ہوگا طلحہ نے کہا میں یا زبیر جسکو مسلمان اختیار کریں مغیرہ نے کہا یہ رائے صواب نہیں عثمان کے دو بیٹے ابان و ولید تمہارے لشکر میں ہیں سزاوار یہ ہے کہ انہیں سے ایک کو خلیفہ بناؤ نہیں تو لوگ کہینگے کہ یہ تمام سعی تلاش منصب حکومت کے لئے تھی پس یہ کام تمکو لائق نہیں۔ اور کتاب مستقصی سے نقل کیا ہے کہ سعید بن عاص بن ابی حنیحہ کہ بزرگان مکہ و مہاجرین اولین سے تھا اپنے شتر پر سوار ہوا اور لشکر عائشہ کے درمیان آکر جہاں کہ سب اُسکو دیکھ سکیں اس سے اترا اور کمان پر تکیہ دیا چلا تا اینکہ عائشہ کے قریب پہنچا اور کہا اے اُم المومنین کہاں کا عزم ہے عائشہ نے کہا البصرہ کا سعید نے پوچھا وہاں کیا کریگی عائشہ نے کہا میں اسلئے جاتی ہوں کہ مسلمانوں میں باہم صلح کر دوں اور قاتلان عثمان سے قصاص لوں سعید نے کہا یہ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں انہوں ہی نے تو عثمان کو قتل کیا ہے اور طلحہ و زبیر اُسکے قتل کے باعث اور اسکی مرگ کے ساعی تھے اور اپنے لئے حکومت و امارت کے طالب۔ جب اُسکے قتل ہو چکنے کے بعد انکا مدعا حاصل نہوا تو اس طرح سے داغ عیب و عار اپنے ماتھے سے مٹاتے ہیں۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے لشکر کے درمیان کھڑے ہو کر کہا ایہا الناس تم میں سے جو اپنی ماں کے ساتھ اپنے منزل و مقام سے نکلکر یہاں آیا ہے اور اُسکی متابعت سے اس راہ میں قدم رکہا ہے واپس پھر جاؤ کہ تمہارے اور اُسکے دونوں کے لئے بہتر ہے اور جو تم کشندگان عثمان سے بدلا لینے چلے ہو پس آگاہ رہو کہ قاتلان عثمان صرف تمہارے امام اور پیشوا ہیں اور جو تم علی بن ابیطالب کی خلافت سے کراہت رکھتے ہو تو بیان کرو کہ اس کراہت کا کیا باعث ہے میں تمکو قسم دیتا ہوں خداے عزوجل کی کہ ایک سال میں دو فتنے برپا نہ کرو پس سعید و مغیرہ دونوں پھر گئے اور طائف کو چلے گئے اور جنگ جمل و صفین میں کسی میں شریک نہوئے **حکایت جمل عسکر** خاص عائشہ کی سواری کے لئے ایک شتر قوی ہیکل زیبا منظر لائے جسکا نام عسکر تھا یہ شتر یعلی بن اُمیہ نے دوسو دینار کو خرید کیا تھا عائشہ نے اُسکو دیکھکر بہت پسند کیا۔ اور سوار ہوئی۔ مگر راہ میں جب شتربان کو اُسکا نام لیکر پکارتے سنا تو چلائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰ میں ہلاک ہوئی دور کرو اس شتر کو کہ مجھکو اسکی حاجت نہیں حضرت رسولخدا نے مجھے اس شتر کی سواری سے منع فرمایا ہے کوئی اور اونٹ میرے لئے لاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ ہر چند تلاش کیا مگر اُس صورت و شکوہ کا کوئی اور اونٹ دستیاب نہوا لاجرم اُسیکا ساز و سامان بدلکر اُسکے سامنے لائے اور کہا اُس سے بہتر و قوی تر اونٹ ہاتھ آگیا ہے عائشہ اُسے دیکھکر خوش ہو گئی اور در قول حضرت مخبر صادق راست آیا رجال کشی میں منقول ہے کہ سلمان فارسی جب کسی اونٹ عسکر نام کو دیکھتے تو بیدھڑک اُسکو مارنے لگتے جب اُنسے کہتے کہ اے عبداللہ اس حیوان بے زبان نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم اُسکو مارتے ہو تو کہتے کہ یہ بے زبان حیوان نہیں بلکہ عسکر بن کنعان جنی ہے اے اعرابی مالک شتر یہاں تجھکو کچھ فائدہ نہوگا اسکو چشمہ حواب[سلہ] پر لیجا کہ خاطر خواہ دام ملینگے۔ اور حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک شتر عسکر نام سات سو درہم کو خرید کیا واقع میں شتر نہ تھا بلکہ ایک شیطان تھا شیاطین سے **سُنّی و شیعہ** نے بروایات معتبرہ متعددہ روایت کی ہے کہ جب گذر اس لشکر بغاوت اثر کا چشمہ حواب پر ہوا تو کتوں نے وہاں کے شور و غل مچانا اور فریاد کرنا شروع کیا حتٰے کہ بڑے بڑے قوی اونٹ لشکر کے اُنکے مہیب آواز سے بھاگ نکلے کسی نے کہا دیکھو حواب پر کتوں کا کیسا ہجوم ہے اور کیسا شور مچاتے ہیں برداشتہ خود عائشہ نے کتوں کی فریاد کو سنکر دلیل راہبر سے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ اسکو آب حواب کہتے ہیں بہر کیف جب عائشہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ چشمہ چشمہ حواب ہے اور کتے جو بھونکتے ہیں وہ اس کے ہیں تو آواز

[سلہ] حواب بفتح اول و سکون ثانی بروزن جعفر نام ہے ایک چشمہ عاب کا جسکو کبھی نہر کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور گاہے چشمہ جیسے اور درمیان راہ مکہ و بصرہ کے قریب بصرہ واقع ہے اور یا منسوب ہے طرف ایک عورت کے جسکا نام حواب بنت کلیب بن وبرہ تھا اُس زمانہ میں یہ چشمہ قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کما فی البحار الانوار ۱۲ منہ عفی عنہ

بلند پکاری إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ازواج رسولخدا سے وہ عورت میں ہی ہوں جسکی نسبت آنحضرتؐ نے خبر دی ہے کہ حوأب کے کتے اُس پر فریاد کریں گے یہ کہکر اونٹ کو بٹھلایا اور کہا مجھکو پھیر لیچلو اُسوقت عبداللہ بن زبیر آیا اور کہا دلیل نے غلط بیان کیا یہ چشمہ حوأب نہیں مگر عائشہ سکو نہ مانتی تھی حتیٰ کہ اُسنے پچاس یا پچپن سالخوردوں کو وہاں کے باشندوں سے کچھ مال و لباس رشوت میں دیکر بدروغ گواہی دلوائی کہ یہ آب حوأب نہیں اور ایک رات دن یہاں اسی غرض سے لشکر نے توقف کیا **منقول** ہے کہ یہ پہلی گواہی تھی جو اسلام میں بدروغ دی گئی پس اُس راہ بر کو بجرم اسکی راست گوئی کے مار کر نکال دیا چنانچہ وہ مجبور حجاز کو واپس ہوا اور راہ میں حضرت امیر المومنینؑ سے جو مدینہ سے مع لشکر تشریف لاتے تھے ملاقات ہوئی حضرت نے اُس سے لشکرِ عائشہ کا حال دریافت کیا اُس نے تمام قصہ کتوں کے بھونکنے اور عائشہ کے متنبہ ہو کر مراجعت کرنیکا قصد اور اہل بادیہ کے جھوٹی گواہی دینے کا مفصل حال بیان کیا امیر المومنینؑ کو یہ خیال تھا کہ مبادا یہ مفسد کوفہ کو جائیں اور اہل کوفہ کو اغوا کر کے آنحضرتؐ کی اعانت سے باز رکھیں انکا البصرہ کا ارادہ سنکر مسرور ہوئے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس مقام پر بعض آیات و احادیث جو فریقین نے روایت کی ہیں اور عائشہ کو انکی شرکت جنگ جمل سے بتصریح ممانعت فرمائی ہے بیان ہوتی ہیں جنکو دیکھ کر ناظرین دریافت کرلیں گے کہ عائشہ کو اس لڑائی کی کیفیت پہلے سے اچھی طرح معلوم تھی۔ اب جو کچھ اس سے صادر ہوا دیدہ و دانستہ ہوا **قَوْلُهُ تَعَالٰى** وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى یعنی حق سبحانہ تعالیٰ ازواج نبیؐ کے خطاب میں فرماتا ہے کہ تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور نہ نمودار کرو اپنے کو مثل نمودار کرنے جاہلیت اول کے۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ یہی آیہ ہے عائشہ کو شکست جنگ جمل کی۔ کتاب اکمال الدین میں عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ اُس نے رسولخدا سے پوچھا کہ آپ کو غسل میت کون دیگا۔ فرمایا ہر ایک نبی کو اسکا وصی غسل دیتا ہے عرض کی آپکا وصی کون ہے فرمایا علی بن ابیطالب کہا وہ آپکے بعد کتنے دنوں تک زندہ رہینگے۔ فرمایا تیس سال جسقدر کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ بن عمران انکے بعد زندہ رہے اور جسطرح صفرا بنت شعیب زوجہ موسیٰ نے یوشع انکے وصی پر خروج کیا اور کہا کہ میں خلافت موسیٰ کے لئے تجھ سے اولےٰ ہوں اور یوشع نے اُس سے جنگ کر کے اُسکے لشکر کو قتل کیا اور اُسے پکڑ کر بعزت و حرمت اپنے پاس رکھا اسیطرح عائشہ بنت ابی بکر اسقدر لشکر میری اُمت سے لیکر بعد میرے علی بن ابیطالب پر خروج کریگی اور علی اسکے لشکر کو قتل کر کے اُسے اسیر کریگا پھر احترام کے ساتھ اُسکے گھر میں اُسکو پہنچا دیگا اُسکے مقدمہ میں حقتعالیٰ فرماتا ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى۔ جاہلیت اولیٰ سے مراد صفرا بنت شعیب زوجہ موسیٰ کا خروج ہے اِس قسم کے خروج سے نہی فرمائی۔ اور صحیح بخاری میں منقول ہے کہ ایکروز حضرت رسولخدا خطبہ فرما رہے تھے اثنائے خطبہ میں تین مرتبہ عائشہ کے گھر کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں ہے جہاں سے قرن شیطان ظاہر ہوگا **مجلسی** علیہ الرحمہ نے شعبہ شعبی اعثم بن مردویہ خطیب خوارزمی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود حذیفہ قتادہ قیس بن ابی حازم۔ ام سلمہ میمونہ سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا اپنی ازواج کی ایک عورت کی خروج کا ذکر کرتے تھے عائشہ اُسوقت ہنسی حضرت نے فرمایا دیکھ اے عائشہ کہ وہ عورت تو ہی نہ ہو پھر امیر المومنینؑ سے فرمایا یا ابا الحسن اگر تم سے اسکا کوئی معاملہ متعلق ہو تو رفق و مدارا کام میں لانا۔ اور نافع خادم عائشہ سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا میں کم سنی کا زمانہ تھا عائشہ کے پاس رہتا تھا اور اُسکی اور حضرت رسولخدا کی خدمت کرتا تھا۔ ایک روز آپ دولتسرا میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے باہر نکلکر دیکھا تو ایک کنیز ایک ظرف سربستہ لئے کھڑی ہے میں نے اندر آکر عائشہ کو اسکی خبر دی اُس نے کہا اسکو اندر طلب کرو وہ اندر آئی اور وہ ظرف عائشہ کو دیا عائشہ اُسے حضرت کے پاس لائی آپنے ایک لقمہ اُس سے تناول کر کے فرمایا کاش اسوقت امیر المومنینؑ و سید الوصیین یہاں ہوتے میرے ساتھ شریک ہوتا عائشہ نے کہا امیر المومنینؑ کون ہے آپ خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ دوبارہ پھر یہی کلمہ کہا پھر عائشہ نے استفسار کیا۔ پھر خاموش ہو گئے اتنے میں پھر دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز ہمارے کان میں آئی میں باہر آکر جو دیکھا تو علی بن ابیطالبؑ تھے حضرت رسولخدا کو خبر دی آپنے فرمایا انکو اندر بلا جب اندر داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے انہیں پاس بلایا اور مرحبا کہا اور فرمایا میری اسوقت یہی آرزو تھی اور علی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیا کھانا کھاتے

تجھے اور فرمایا تجھے خدا تعالیٰ ہلاک کرے اُسے جو کہ تجھ سے لڑے یا تیرے ساتھ عداوت رکھے عائشہ نے کہا کون ہے جو ان سے عداوت رکھتا ہے اور کون انکے ساتھ لڑیگا دو مرتبہ حضرت نے
فرمایا تو اور تیرے اصحاب ۔ اور احتجاج طبرسی میں ہے کہ حضرت امیرؑ دو مرتبہ دروازہ پر تشریف لائے عائشہ نے کچھ حیلے حوالے کرکے حضرت کو واپس کیا تیسری مرتبہ جب اندر تشریف لائے
تو حضرت رسولخدا نے فرمایا اے علی میری اسوقت دلی آرزو تھی کہ تو اس کھانے میں میرا شریک ہو امیر المومنین نے دو مرتبہ آنے اور واپس چلے جانیکی کیفیت معروض کی آپ نے
فرمایا اے حمیرا کیا باعث ہوا جو علی کا اندر آنا تجھکو ناگوار ہوا کہا یا رسول اللہ میں چاہتی تھی کہ اسوقت میرا باپ ابوبکر آتا اور اس کھانے میں آپکا شریک ہوتا فرمایا علی کے ساتھ یہ
تیری پہلی عداوت نہیں جو دشمنی انکی طرف سے تیرے دل میں ہے مجھ سے مخفی نہیں بتحقیق کہ تو انکے ساتھ جنگ کریگی عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کہیں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ لڑتی ہیں
فرمایا بے شک تو انکے ساتھ لڑیگی اور تیرے ساتھ میرے اصحاب و انکی آل سے کچھ لوگ ہونگے جو تجھکو اس پر برانگیختہ کریں گے اور تمہارے درمیان وہ جنگ ہوگا جسکا اولین و آخرین میں
تذکرہ باقی رہیگا اور علامت اسکی یہہ ہے کہ تو ایک شتر پر سوار ہوگی کہ واقع میں وہ شیطان ہوگا اور سگان چشمہ حواب تجھ پر فریاد کرینگے اسوقت تو مراجعت چاہیگی تو چالیس مرد
تیرے سامنے جھوٹی گواہی دیں گے کہ یہہ چشمہ حواب نہیں ہے پس تو وہاں سے چلکر ایسے مقام پر پہنچیگی کہ نشیب میں بحر محیط کے نزدیک اور آسمان سے بعید ہوگا وہاں کے باشندے تیری اعانت کرینگے
الا اپنی مراد کو نہ پہنچیگی اور خائب و خاسر وہاں سے واپس آئیگی عائشہ نے یہہ باتیں سُنکر کہا کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور وہ حالت نہ دیکھتی حضرت نے فرمایا ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ قسم ہے اس
خدائے عزوجل کی کہ میری جان اُسکے قبضۂ قدرت میں ہے کہ یہ سانحہ اسیطرح واقع ہوگا مجھے اسکا ایسا یقین ہے کہ گویا اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں بالجملہ اسمیں شک نہیں کہ عائشہ کو فتنۂ جمل کی پہلے
سے خبر دی گئی اور خدا و رسول نے اس سے بچنے اور باز رہنے کی تاکید فرمائی اور جناب ام سلمہؓ نے عین موقعہ پر اسمعاملہ میں حق نصیحت کامل طور سے ادا کیا اُسکو فضائل امیر المومنین بھی یاد
دلائے اور حدیث کلاب حواب بھی چنانچہ کتب معتبرہ اہلسنت حبیب السیر و روضۃ الاحباب وغیرہ میں مصرح موجود ہے پس اسکو یقین ہوگیا تھا کہ یہہ وہی مہلکہ ہے جسکی مجھکو تخویف کیا ہے
اور چشمہ حواب پر پہنچکر تو یہہ یقین عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ کو پہنچگیا تھا مگر وہ بسبب بغض و عداوت امیر المومنین نفس رسول رب العالمین کے اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اور
سگان حواب کی آواز سنکر اسکا اضطراب کرنا اور شہادت زور سے تسکین پانا صرف دکھلا دے اور ظاہر داری کے لئے تھا کیونکہ جو علم کہ اخبار سابق و لاحق سے اُسکو حاصل ہوا تھا وہ ایسا
نہ تھا کہ ان جھوٹی گواہیوں سے دُور ہوجاتا ۔ اگر عائشہ اسوقت بھی اس مفسدہ سے علیحدہ ہوجاتی تب بھی طلحتین کی امکان سے خارج تھا کہ اس مہم کو سرانجام کرلیتے اور اگر جنگ جمل واقع نہوتا
تو معاویہ کا مقدور نہ تھا کہ امیر المومنین کے مقابلہ میں فوجکشی کرتا پس جنگ جمل جنگ صفین کی بنا ہے اور معرکہ صفین فساد خوارج کی فرع ہے بنابرین تمام فتنہ و فساد جو خلافت امیر المومنینؑ
میں حادث ہوئے سب کی اصل و بنیاد بی بی عائشہ سے قائم ہوئی الغرض ابو مخنف لوط بن یحییٰ کہتا ہے کہ جب لشکر عائشہ بصرہ کے قریب پہنچا تو عثمان بن حنیف انصاری نے کہ امیر المومنینؑ
کیطرف سے والئ بصرہ تھا ابو الاسود دؤلی کو انکی طرف روانہ کیا کہ دریافت حال کرے ابو الاسود مقام حفر ابوموسیٰ میں جہاں لشکر پڑا ہوا تھا عائشہ کے پاس آیا اور کہا یا
ام المومنین تمہارے اس طرف آنیکا کیا سبب ہے کس لئے اپنا وطن یا دفن کا مکان چھوڑا جسمیں رسول اللہ نے تم سے مفارقت کی اور تمہیں قرار و سکونت کرنیکا حکم دیا چھوڑا عائشہ نے
کہا کچھ لوگوں نے اہل فتنہ و فساد سے جمع ہوکر عثمان کو بیجرم و عصیان قتل کیا میں چاہتی ہوں کہ اُس کے قاتلوں سے اس مظلوم کا قصاص لوں ابو الاسود نے کہا قاتلان
عثمان سے بصرہ میں کوئی نہیں عائشہ نے کہا یہہ درست ہے وہ سب مدینہ میں علی کے سایہ حمایت میں جمع ہیں لیکن اس طرف آنے سے یہہ مقصود ہے کہ اہل بصرہ سے اسکام میں مدد لیجائے
اے ابو الاسود انصاف سے بعید ہے کہ عثمان کے دُرّہ پر تو جس سے تمکو ایذا پہنچا ہے غضبناک ہوں اور تمہاری تلواروں پر جنھیں اس مظلوم کو قتل کیا مجھے غصہ نہ آئے ابو الاسود نے
کہا تجھے دُرّہ سے کیا نسبت اور تلوار سے کون مناسبت تو زوجۂ رسول خدا ہے آنحضرت کا تیرے لئے یہہ حکم ہے کہ گھر میں بیٹھکر تلاوت قرآن مجید کرے عورتوں پر جہاد نہیں طلب
خون اُن پر فرض ہے علاوہ بریں علی تیری بنسبت عثمان سے زیادہ قرابت رکھتے ہیں وہ دونو اولاد عبد مناف سے ہیں تو قبیلہ تیم بن مرہ کی ہے تجھے منصب نہیں کہ انکے باوجود موجودگی

قرابت دار ونکی طلبگار خون عثمان ہو عائشہ نے لاجواب ہو کر کہا میں بغیر اپنا ارادہ پورا کئے نہ پھرونگی ای ابوالاسود کیا کوئی مسلمان مجھ سے لڑنے پر مستعدی کریگا۔ ابوالاسود نے
کہا قسم بخدا ای مادر مومنین ہم تیرے ساتھ بہت سخت پیکار کرینگے پھر ابوالاسود زبیر کے پاس آیا اور اس سے کہا ای ابوعبداللہ ابوبکر کی بیعت کے وقت تمہارا بڑی سرگرمی سے علیؑ کی
حمایت کرنا لوگوں کو بھولا نہیں کہ ننگی تلوار تمہارے ہاتھ میں تھی اور کہتے تھے کہ علی بن ابیطالب کے سوا کوئی اس امر کا مستحق نہیں اب کیا ہوا جو اسکے خلاف تم سے ظاہر ہوتا ہے زبیر نے کہا
مقصود قصاص عثمان ہے جو بظلم شہید ہوا ابوالاسود نے کہا جہانتک ہمنے سنا ہے یہہ ہے کہ تم دونوں نے اسکو قتل کیا۔ پھر طلحہ کے پاس آیا اسکو فتنہ وفساد پر زیادہ مُصر پایا پس عثمان
بن حنیف کے پاس آکر ماجرئی بیان کیا۔ عائشہ طلحہ زبیر بھی اُس کے عقب میں روانہ ہوئے اور بصرہ پہنچکر بمقام مربد بیرون شہر صفوف آراستہ کیں عثمان نے یہہ کیفیت دیکھی تو
مجبور جسقدر سپاہ بصرہ سے اُسکے پاس موجود تھی اسکو ساتھ لیکر اُنکے مقابل میں آیا روایت ہے کہ جب دونوں فوجیں مقابل یکدگر کھڑی تھیں تو ایک شخص نے اہل بصرہ سے پکار کر کہا
ایہا الناس یہ قوم جو تمہارے ملک میں آئی ہے اگر کسیکے خوف سے آئی ہے تو یہہ درست نہیں کیونکہ ایسے مقام سے آئے ہیں کہ جہاں وحوش وطیور بلکہ درندوں تک کے لئے امان ہے اور جو طلب
خون عثمان میں آئے ہیں تو ہم میں کوئی قاتل عثمان نہیں جس سے اُسکا مطالبہ کریں پس میرے قول پر عمل کرو اور جہاں سے آئے ہیں اُنکو اُسطرف واپس کرو ورنہ خطرۂ عظیم میں پڑجاؤگے اور
وہ آفت تمکو پیش آئیگی کہ جس میں تباہ وبرباد ہوجاؤگے مگر اس ناصح مشفق کا کلام کسی نے نہ سنا عائشہ کہ اپنے اونٹ پر سوار ہوکر قلب لشکر میں اور طلحہ زبیر اُسکے یمین ویسار کھڑے تھے تینوں نے پیہم تین
خطبے کہے اور فضائل ومناقب عثمان جہانتک زبان وبیان نے یاری دی بیان کئے اور لوگوں کو اُسکے عوض خون لینے پر ترغیب کی اہل بصرہ یہہ گفتگو سنکر دو فریق ہوگئے کچھ اُنکی دعوت
قبول کرکے اُنکے معین ومددگار ہوئے اور باقی یہہ خیال کرکے کہ اصل مطلب ان باتوں سے مخالفت اور دشمنی علی بن ابیطالب ہے طلب خون صرف ایک حیلہ بنا رکھا ہے ولائے جناب مرتضوی پر
ثابت قدم ہوے اُسوقت حارثہ بن قدامہ نے کہ رؤسائے بنی تمیم اور موالیان اہلبیت طاہرین سے تھا عثمان کے لشکر سے نکلکر بآواز بلند کہا ای ام المومنین قسم بخدا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
عثمان کا قتل ہونا آسان تر ہے اس حالت سے جو تونے اختیار کی ہے کہ شتر پر سوار ہوکر درمیان اس انبوہ کثیر کے کھڑی ہوئی ہے اگر برضا ورغبت یہاں آئی ہے تو ہم پر لازم ہے کہ تیری ساتھ جنگ
کریں کہ حکم خدا ورسول سے تونے انحراف کیا اور جو فریب دیکر یہہ لوگ تجھکو لائے ہیں تو بیان کر کہ ہم تیری امداد کریں اور جسطرح ہوسکے تجھے مدینہ پہنچادیں ای طلحہ وزبیر بمقتضائے مسلمانی
یہی ہے کہ تمنے اپنی ازواج کو مکانوں میں پردہ حرمت کے ساتھ چھوڑا ہے اور زوجہ رسولخدا کو صدہا کوس دور لاکر اس مجمع عام میں کھڑا کیا ہے کسی نے اُسکے کلام کا جواب نہ دیا پس حکیم بن جبلہ نے کہ
کہ رؤسا لشکر عثمان سے تھا اور اُسکے سواروں پر امیر مقرر تھا لشکر اعدا پر حملہ آور ہوا اور دونوں طرف سے ہنگامہ پیکار گرم ہوکر شام تک لڑائی ہوتی رہی آفتاب غروب ہوا تو فریقین اپنی اپنی
منزل ومکان کو پھرے اگلے روز علی الصباح پھر میدان میں آئے اور قتال وجدال شروع کی چنانچہ دوپہر تک بشدت لڑائی ہوتی رہی قریب تھا کہ لشکر عثمان مظفر ومنصور ہو
کچھ لوگ عائشہ کے لشکر کے چلائے کہ ام المومنین کہتی ہیں کہ ہم اس ملک میں دفع شر وفساد کو آئے ہیں خونریزی مسلمانوں کی ہمارا مقصود نہیں مناسب ہے کہ فریقین باہم صلح کرلیں عثمان نے
کہا جبتک عائشہ طلحہ زبیر کو اپنے پاس [illegible] صلح نہ کرونگا کہ انہوں نے بیعت خلیفہ برحق کو بغدر وبیوفائی توڑا ہے اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرنا چاہتے ہیں۔ آخر کچھ لوگ
دونوں طرف سے درمیان آئے اور اس پر صلح کرادی کہ حراست منبر اور دارالامارہ وبیت المال عثمان بن حنیف سے متعلق رہے طلحہ زبیر عائشہ جس مقام پر بصرہ میں چاہیں نزول کریں لیکن دونوں لشکر [illegible]
امیر المومنین فریقین حسب مقتضائے وقت عمل کریں یہہ معاہدہ ہوکر دونوں لشکر جدا ہوئے عثمان دارالامارہ کو چلا گیا اور لشکر کو حکم کیا کہ اپنے گھروں کو واپس ہوا اور طلحہ زبیر نے اپنے اصحاب
سمیت ایک مقام پر قیام کیا لیکن خفیہ خفیہ رؤساء قبائل اور اشراف قرب وجوار سے رسل ورسائل کرکے طلب خون عثمان پر بیعت لیتے تھے بنی ازد وبنی ضبہ وقیس [illegible]
بنی عامر وغیرہ نے اُنکی اطاعت اختیار کی اور جب سب کام درست ہوگیا تو ایک روز مکر وغدر کا لباس زیب بدن کرکے زرہیں اُس کے نیچے پہنیں اور مختصر سلاح باندھ کر مسجد میں گئے
عثمان بن حنیف کہ مطلق اس دغا سے آگاہ نہ تھا مشغول نماز تھا ان غداروں نے عین نماز میں اُسکو گرفتار کیا اور اُسکے ہمراہ [illegible] بہتوں کو تیغ ظلم سے ہلاک کیا اور [illegible]

روایت ہے کہ ان غداروں نے عثمان پر شب خون مارا اور چالیس آدمیوں کو اُسکے اصحاب سے قتل کیا اُسے بھی قتل کیا چاہتے تھے مگر جب اُس نے کہا کہ میرا بھائی سہل ابن حنیف مدینہ میں ہے
مجھے قتل کروگے تو تمہارے عزیز و اقربا سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا۔ اس کے خون سے درگزرے مگر قید رکھا منقول ہے کہ جب حکیم بن جبلہ نے یہ حرکت اُس قوم مُزوّر کی مشاہدہ کی تو تین سو
آدمی اپنے قبیلہ سے لیکر اُن پر حملہ آور ہوا اور کہا بدوستی خدا و رسول و محبت امیر المومنین کہ زیر آسمان کوئی اُنسے بہتر نہیں تمسے لڑونگا یہ کہا اور حملہ کیا اور مصروف جنگ تھا حتے کہ ایک
حرامزادہ نے بنی ازد سے اسکے پیر پر تلوار ماری کہ جس سے ساق کٹ گئی مگر جرأت سے حکیم نے بکمال دلاوری اُسکو کاٹ کر پھینکدیا اور مصروف جہاد ہوا تا اینکہ دوسری ضربت اُسکے سر پر لگی
اُسکی صدمہ سے گر کر شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ ابومخنف نے روایت کی ہے کہ جب ازدی حکیم کے سر پر وار کرکے چلا تو اُس جری نے اُس پائے بریدہ کو لیکر اُس زور سے اُسکے مارا کہ ازدی
گر گیا حکیم کشاں کشاں اُس کے پاس پہنچا اور اُسپر وار کیا اور اپنے نیچے دبوچ کر اس قدر زور کیا کہ فی النار ہوا تھوڑی دیر میں حکیم کا بھی دم واپسین قریب پہنچا اُسوقت ایک مرد نے
جو وہاں سے گزرتا تھا کہا اے حکیم تمہارے تلے کیا ہے کہا میرا تکیہ ہے دیکھا تو ازدی کی لاش تھی۔ القصہ سہل بن حنیف انصاری نے جو امیر المومنین کی طرف سے فرمانروائے مدینہ تھا اپنے
بھائی عثمان کی گرفتاری کا حال معلوم کرکے ایک خط مشتمل بر تہدید و تخویف شدید عائشہ کو لکھا جب وہ خط بصرہ میں پہنچا تو بانیان جور نے عثمان کو قید سے رہا کیا مگر ریش و
سبلت و ابرو و مژہ اُسکی نوچ لیں اور سر منڈوا دیا عثمان موت کے پنجے سے رہائی پاکر بحال پریشان مدینہ کو روانہ ہوا اور بمنزل ذی قار امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا بالوں کے نوچے جانے
سے ہیئت ظاہری بالکل بدل گئی تھی حضرت نے مطلق نہ پہچانا۔ عرض کی میں عثمان بن حنیف والی بصرہ ہوں امیر المومنین یہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ زمانے کا گزرنا
آدمی کو جوان سے پیر بناتا ہے تجھے پیری سے طفلی کو پہنچایا۔ عثمان نے مفصل حال اہل بغاوت کا معروض کیا مورخین نے لکھا ہے کہ عثمان کے اسیر ہونیکے بعد طلحہ زبیر کے درمیان
امامت نماز پر نزاع ہوئی ہر ایک چاہتا تھا کہ نماز میں پڑھاؤں اور دوسرے کی امامت کو قبول نہ کرتا تھا کہ مبادا آئی الحال ہر بات میں اُسکا تقدم ماننا پڑے عائشہ نے بنظر رفع فساد
حکم دیا کہ جبتک خلیفہ معین نہو تب تک مسلمان عبداللہ زبیر کے پیچھے نماز پڑھیں یا ایک روز اُسکی اور ایک روز محمد بن طلحہ کے پیچھے روایت ہے کہ جب طلحہ زبیر حکومت بصرہ پر مستقل
ہوگئے تو عبداللہ زبیر کو کچھ سپاہی دیکر بیت المال پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا وہاں جنگ ہوئی ابو سالمہ زطی مع اپنے ۵۰ صحابے مقتول ہوا عبداللہ نے فتح پائی اور بیت المال اُسکے
قبضہ میں آگیا جب امیر المومنین نے جنگ جمل فتح کیا تو وہ کل مال کہ انہوں نے اپنے درمیان قسمت کرلیا تھا واپس لیا اور مستحقین پر تقسیم فرمایا ان ستمگاروں نے بصرہ میں اور بہت سے
شیعیان امیر المومنین کو بجرم اس کے کہ محاصرۂ عثمان میں شریک تھے قتل کیا باقی بہت سے آدمی قبیلہ عبد القیس و بکر بن وائل کے بصرہ سے بھاگ کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے کہتے ہیں کہ
۳ ہزار آدمی اُنکی ہواخواہی پر آمادہ ہوگئے روضۃ الصفا میں ہے کہ جب طلحہ زبیر بصرہ میں علانیہ کہتے تھے کہ عثمان کو علی نے قتل کرایا عبداللہ بن حکیم تمیمی کہ اشراف بصرہ سے تھا ایک خط لایا
جو طلحہ نے رؤسائے بصرہ کو لکھکر قتل عثمان پر اغوا کیا تھا اور اُسکو دکھلا کر کہا کہ تیرے افعال و اعمال میں صریح تناقض ہے ہمکو معلوم ہے کہ قتل عثمان کے بعد علی نے تم دونوں سے کہا کہ تم میں سے
جو چاہے میں اُس کے ساتھ بیعت کروں مجھکو وزارت تمہاری امارت سے بہتر ہے تم نے کہا ہم میں سے کوئی انکار کا سزاوار نہیں اور بالطوع و رغبت اُنکی ساتھ بیعت کی اب نقض
عہد کرکے بحیلہ طلب خون عثمان خلقت کو گمراہ کرتے ہو انہوں نے کہا جو حرکات ناشائستہ اُس زمانہ میں ہم سے صادر ہوئیں اُنسے توبہ کرتے ہیں اور اُنکا تدارک و تلافی منحصر اُسکے خون کے
بدلا لینے میں جانتے ہیں ابومخنف نے روایت کی ہے کہ عائشہ نے زید بن صوحان عبدی کو جو کوفہ میں تھا لکھا اما بعد یہ خط عائشہ بنت ابی بکر صدیق زوجہ رسول خدا کیطرف سے ہے اپنے
خالص فرزند زید بن صوحان کے نام تجھے چاہئے کہ اپنے گھر میں خانہ نشین ہو رہے اور نصرت علی کو روا نہ رکھے اور کوئی بات جو میرے خلاف طبع ہو تجھ سے سننے میں نہ آوے والسلام
زید نے جواب میں لکھا اما بعد حقتعالیٰ نے تجھے گھر میں قرار پکڑنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں لڑنے مرنے اور جہاد کرنے کا تیرا خط پہنچا تو اسمیں مجھکو اس کار کا حکم کرتی ہے جسکی خود تجھکو ممانعت ہے اور
وہ کام آپ اختیار کیا ہے جو ہمارے لئے مقرر تھا پس تیرا حکم مجھکو قبول و منظور نہیں۔ صاحب کتاب استیعاب نے نقل کیا ہے کہ عائشہ نے احنف بن قیس تمیمی سعدی کو طلب کیا نہ آیا تو دوبارہ

بُلوایا حاضر ہوا تو کہا اے احنف قاتلانِ عثمان پر جہاد نکرنے کا بروز قیامت خدا کو کیا جواب دیگا آیا قلتِ عدد کا عذر کریگا یا یہہ کہ تو اپنی قوم میں مطاع نہیں احنف نے کہا اے ام المومنین بہت عرصہ نہیں گزرا ایک ہی سال کی بات ہی کہ تو عثمان پر طعن کرتی تھی اُسکو دشنام دیتی تھی کہا اے احنف اُسکو مثل ظرف نجس کے پہلے شست و شو کرکے پاک کیا پھر مارا کہا اے ام المومنین مجھے تیرا رضا و سکون کا حکم ماننا اب سخط و غصہ کا نہیں سنتا

خبر پانا جناب امیر المومنین علیؑ مرتضیٰ شیر میدان وغا کا غدر کرنے اور بیعت توڑنے ان روباہ پیشوں کی نسبت اور پھیرنا عنانِ عزیمت کا بصرہ کیطرف بغرض سرکوبی فرقہ طاغیہ

جب طلحہ زبیر مکہ کو چلے گئے تو چونکہ مخالفت معاویہ پیشتر معروض بائے امیر المومنینؑ ہو چکی تھی تو حضرت کا ارادہ تھا کہ ایک لشکر جرار ساتھ لیکر ملک شام کو اسکے ہاتھ سے مستخلص کریں اسی بنا پر تیاری سفر شام کا اپنے صحاب انجاب کو حکم دیا تھا کہ اس اثنا میں یہہ اخبار موصول ہوئی کہ عائشہ و طلحہ و زبیر و عبداللہ بن عامر و یعلی بن اُمیّہ و عبد الرحمان بن عتاب بن اسید و عبداللہ خضرمی نے اور باغیوں کے ساتھ بصرہ کیطرف کوچ کیا تو ناچار عزم شام ملتوی کرکے اول ان مفسدوں کی اصلاح کا عزم کیا **روضۃ الاحباب** میں ہی کہ اُمّ الفضل بنت حارث خواہر میمونہ زوجہ رسولخدا کہ زوجہ عباسؓ بن عبدالمطلب عم آنحضرت تھی اُس نے مکہ سے امیر المومنینؑ کو خط لکھا اما بعد طلحہ زبیر عائشہ نے راہ فتنہ و فساد کو مسلمانوں پر کھولا اور لوگوں کو تمہارے محاربے و مقابلے پر تحریص کی اب یہہ جماعت مکہ سے بارادہ تسخیر بصرہ روانہ ہوئی ہی بہت سے ارباب حرص و طمع جنکا مطلوب تحصیل دنیا ہی انکے ساتھ ہیں لیکن حقتعالیٰ کا دست قدرت انکے ہاتھ سے بالاتر ہے یا امیر المومنینؑ والسلام یہہ خط ایک مرد خوش گفتار نیکو منظر ظفر نام کو قبیلہ جہینہ سے دیا تا کہ بہت جلد مدینہ کو لیجائے اگر شدتِ سُرعت سے تیرا شتر ہلاک ہو گیا تو قیمت اُسکی میرے ذمہ ہی اور ایک سو دینار زر سرخ اُجرت میں اُسکے حوالے کی مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب کافیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہی کہ اُمّ الفضل بنت حارث کا خط امیر المومنینؑ کے پاس پہنچا تو منبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا کہ جب حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے رحلت کی تو چونکہ ہم آنحضرتؐ کے اہل بیت اور وارث تھے گمان کرتے تھے کہ آنحضرتؐ کی حکومت و سلطنت میں کوئی ہم سے نزاع نہ کریگا اور کسی طامع کو ہمیں طمع کرنیکی مجال نہو گی مگر منافقانِ اُمت نے اتفاق کرکے ہمارے حقوق کو ہم سے غصب کرکے مسلوب کیا اور خلافت جناب ختمی مآب کو ہم سے مانع ہوئے اور غیروں کو اسکام کیلئے اختیار کیا پس ہماری قلوب اس سبب سے دردمند ہوئے اور آنکھیں گریاں اور نفسوں نے جزع و فزع اختیار کیا بخدا سوگند کہ اگر مسلمانوں میں تفرقہ پڑجانے اور اُنکی مرتد ہوجانے کا اندیشہ نہوتا تو ہم خاموش نہ بیٹھتے اور جہاں تک ہوسکتا اُسکے ابطال حقوق میں سعی وافر عمل میں لاتے پھر فرمایا ایہا الناس تم نے برضا و رغبت میرے ساتھ بیعت کی او طلحہ زبیر تمہارے شریک بلکہ اس مقدمہ میں تم سے سابق تھے اب مجھے معلوم ہوا ہی کہ وہ عائشہ کو ساتھ لیکر بصرہ کیطرف گئے ہیں تا کہ تمہاری جماعت میں تفرقہ انداز ہوں اور آتش فتنہ کو تمہارے درمیان مشتعل کریں پروردگارا تو اس اُمت کی ساتھ انکی غش و غل اور عامہ مسلمانوں کی نسبت خبث نیت اور بد معاملگی پر انہیں مواخذہ کر پھر فرمایا بندگانِ خدا تم پر خدا رحم کرے ان بغاۃ و پیشہ غدّاروں کی طلب کیلئے آمادہ ہو پیشتر اسکے کہ اسکا تدارک تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور کتاب ارشاد میں روایت کی ہی کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ طلحہ زبیر دونو آپکو مستحق خلافت جانتے ہیں طلحہ تو اس وجہہ کہ عائشہ کے چچا کا بیٹا ہی اسکا دعویدار ہی اور زبیر اُسکے باپ ابوبکر کی دامادی پر اُس کا مستحق بنا ہی قسم بخدا کہ اگر یہہ دونو اپنی مراد کو پہنچے تو بطمع ملک و حکومت ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے او قسم بخدا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ راکبۃ الجمل یعنی عائشہ کوئی عقدہ نہیں کھولتی اور کسی عقبہ سے نہیں گزرتی اور کسی منزل پر نہیں پہنچتی الّا یہہ کہ معصیت خدا میں داخل ہوتی ہی اور اسی حالت میں رہیگی تا اینکہ آپکو اور اپنے صحاب کو اُس مقام پر پہنچا دے جہاں ایک ثلث اُنمیں مقتول ہوں اور ثلث فرار کریں باقی حق کیطرف راجع ہوں اور بخدا قسم کہ طلحہ زبیر کو معلوم ہی کہ ہم خطا پر ہیں اور وہ اس سے جاہل نہیں اور عائشہ بد گمان ہی آپ ضرور فرمایا کہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں مطابق روایت آمالی شیخ کے روایت کی ہی کہ سبب تھا جدال امیر المومنینؑ کہ مکہ سے واپس آئے اور طلحتین و عائشہ کا ارادہ جنگ بیان کیا تو حضرت عمیر

تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس میں نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا اور نکث بیعت اور بغاوت کے انجام بد سے خوف دلایا مگر انہوں نے کچھ نہ سنا اور اپنے ارادہ فاسد سے باز نہ آئے
اب مجھ سے خواستگار جنگ و پیکار ہیں زبان ماتم کنندہ انکے ماتم میں بیٹھیں ہیں لڑائی کا کب ڈر تھا جو مجھ کو ڈراتے ہیں وہ ہمیشہ سے مجھکو اور میرے معرکوں کو پہچانتے ہیں میں وہی
ابو الحسن ہوں جس نے مشرکوں کی حدود میں شکست ڈالی اور انکی جمع کو متفرق کیا اب بھی اسی قلب شجاع کے ساتھ دشمنوں سے ملاقات کرونگا حال آنکہ وعدہ ایزدی پر جو
نصرت و تائید کا مجھ سے کیا گیا ہے یقین واثق رکھتا ہوں ایہا الناس گھر میں بیٹھ رہنا آدمی کو موت سے نہیں بچا سکتا اور موت سے بھاگنا اسکو عاجز نہیں کرتا کسی ذی حیات کو
مرنے سے چارہ نہیں جو مقتول نہ ہوگا ویسے مریگا بہترین موت مرنے کے لئے وہی ہے کہ معرکہ میں قتل ہو قسم ہے اس خدا عز و جل کی کہ علی کی جان اسکے قبضہ قدرت میں ہے کہ تلوار کی ہزار
ضربت مجھ پر آسان ہے بستر پر پڑ کر ایکبار مرنے سے بار الہا طلحہ نے میری بیعت کو توڑا اور قتل عثمان سے باوجود اسکے کہ خود اس کا مرتکب ہوا مجھے متہم کرتا ہے خدایا تو اسکو مہلت نہ
دے پروردگارا زبیر نے اقربا سے ہو کر بجائے صلہ رحم کے اس نے قطع رحم کیا اور میری بیعت کو توڑ ڈالا اور میرے دشمن یعنی طلحہ کا معاون و مددگار ہوا تو اسکے شر کو مجھ سے کفا
یت کر یہ کہکر لوگوں کو اذن خروج دیا اور روانہ ہوئے اس وقت ابو مسعود عقبہ بن عمرو اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین جو ثواب کہ مسجد رسول خدا میں نماز پڑھنے اور شہر مدینہ
کے درمیان چلنے پھرنے سے آپ کو ہوگا وہ شام و عراق کی فتح سے زیادہ ہے اور جو اہل عناد و بغاوت پر ہیں جو فساد کی سرکوبی ہی مد نظر ہے تو کسی کو حکم کیجئے کہ اس مہم کو
آپکی کفایت کرے عمر کو بھی یہ مہم درپیش آئی تھی سعد وقاص نے اسکو انجام دیا جنگ نہاوند کو حذیفہ بن یمان نے سر کیا شمشیر کو ابن موسی نے فتح کیا شام کا جھگڑا ابو عبیدہ
بن ولید نے چکایا اور جو اب آپ بنفس نفیس تشریف لیجاتے ہیں تو ہمیں بار بار اسی کا اندیشہ ہے کہ یہاں چھوڑیں کہ سیاہ کو آپکے ہمارے درمیان رہنے اور لشکر روانہ ہوتے ہیں آپکی یاد
تازہ ہوتی رہے پس قیس بن سعد بن عبادہ انصاری اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین آپ ہمارے درمیان بمنزلہ ماہ منیر و مہر شمشیر کے ہیں آپ کی بدولت ہم ہدایت پاتے
ہیں اور سختیوں میں تمہاری طرف پناہ لیجاتے ہیں اگر اس ملک سے آپ قدم باہر نکالیں گے تو ہمیں شک نہیں کہ یہ نواح تیرہ و تار ہو جائیگا مگر ہمیں ابھی کلام نہیں کہ اگر معاویہ
آپ اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو وہ آرام سے نہ بیٹھے گا یمن و مصر میں فساد برپا کرے گا اور عراق تک دست طمع پھیلائیگا اس کے ساتھ اہل یمن ہیں وہ لوگ ہیں جو
عثمان کے خون کے طالبگار ہیں اور علم واقعین کے مقام پر انہوں نے کمان شک پر اگر چلا کر رکھا ہے اور صلاح و سداد کی عوض شر و فساد کو اپنا شعار بنایا ہے مصلحت وقت
یہی ہے کہ اول عراق کا تنقیہ پاک کر کے آپ شام کا قصد فرماویں اور معاویہ کو اس طرح دبائیں کہ راہ آمد و شد نفس اسپر بند ہو حضرت نے فرمایا اے قیس تو نے مختصر کلام کیا اور
خوب کیا چونکہ امیر المومنین کو اندیشہ تھا کہ مبادا فتنہ پرداز کوفہ کے اہل کوفہ کو اغوا کریں اور میری اعانت سے باز آئیں نہ چاہیں جلد تو مرد اہل مدینہ سے جنہوں نے
آپکی نصرت پر کمر باندھ رکھی تھی ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور قصد کیا کہ انکو راستہ میں روکیں اور منزل مقصود تک نہ پہنچنے دیں احمد بن اعثم کوفی کہتا ہے کہ کل چھ ہزار شخص اہل مدینہ
آپکے ہمراہ ہوئے بعد کوچ سہل بن حنیف انصاری کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور قثم بن عباس کو امارت مکہ پر سرفراز فرمایا اور خود متوجہ عراق ہوئے عبداللہ بن عمر و سعد وقاص و اسامہ
بن زید و محمد بن مسلمہ و عبداللہ بن عمر وغیرہ نے اس شرکت سے انکار کیا محمد نے کہا کہ جب تک کافروں کا قتل تھا میں اپنی تلوار کو میان کئے رہونگا اسامہ نے کہا میں کلمہ
گو کے ساتھ نہیں لڑ سکتا اس کے سوا اگر آپ اژدہا کے منہ میں بھی جائیں تو میں ساتھ ہوں لیکن مسلمانوں سے حضرت رسول خدا نے مجھکو تلوار عطا کی اور فرمایا جب مسلمانوں میں
نزاع ہو تو اپنے گھر میں بیٹھ رہنا عمار یاسر نے کہا امیر المومنین انہیں دور کریں عبداللہ تو بزدل و ضعیف ہے مرد میدان نہیں اور سعد کا حسد ہونا آپ پر ظاہر ہے
کہ مغرور کیا سعد کا بیٹا آپ کا ہاتھ سے مارا گیا اور کہا ہم ان لوگوں سے لڑنا نہیں جانتے جو اول ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ
ہوئے ہیں قسم بخدا کہ میں تو علی کے ساتھ ہوں وہ جہاں جائیں امیر المومنین نے فرمایا اگر ابو بکر ہوتے تو کچھ بھی تکلیف نہ دیتے اس سے کہاں فرمایا

ساتھ ان لوگوں سے لڑنے میں کس لئے پس و پیش کرتے ہو کہا ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ خطا پر ہیں یا آپ کو انکے ساتھ جنگ کرنا روا نہیں لیکن ہمکو اہل قبلہ کے ساتھ لڑنے میں شک ہے
اُسوقت مالک اشتر کو غیظ آیا اور کہا امیر المومنین مجھے حکم دیں کہ ان نابکاروں کو ابھی قتل کروں حضرت نے انہیں خاموش کیا تو مالک گونہ آزردہ دل ہوکر وہاں سے اٹھ گئے مگر
قیس ابن سعد نے انہیں سمجھایا کہ اے مالک جو باتیں تم کہتے ہو کسیکے دل میں نہیں یا وہ کوئی نہیں کہہ سکتا لیکن ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد - تم جو کچھ تمہارے دل میں آتا ہے اسی
ضبط نہیں کرتے اور زبان پر لے آتے ہو مقتضائے تسلیم یہی ہے کہ بہر حال اپنے پیشوا و امام کے مطیع اور ہر صورت میں اُنکی مرضی پر راضی ہو مصرع ع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست
ہمیشہ حکم کا امیدوار رہے اور اپنی طرف سے مداخلت کو جائز نسمجھے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس میں روایت کی ہے کہ جب لشکر نصرت اثر مدینہ سے باہر جارہا تھا تو مغیرہ
بن شعبہ ایک مقام پر کھڑا تھا - عمار یاسر نے اُسے دیکھ کر کہا اے مغیرہ اس وقت ہدایت میں داخل ہو کہ شرف سابقین حاصل کرے اور لاحقین تیری پیروی کریں کہا اے
ابوالیقظان میں تمہیں اس سے بہتر بات بتلاتا ہوں عمار نے کہا وہ کیا ہے کہا وہ یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے گھروں میں بیٹھیں اور جبتک یہ جھگڑے قضیئے ختم ہوکر مدعا بالکل
صاف نہو دروازے بند رکھیں جب ظلمت جہل دور ہو جائے تو مستبصر و بینا ہوکر نکلیں عمار نے کہا یہ بات یہ علم کے بعد جہالت اور بصارت کے بعد کوری - اتنے میں امیر المومنین
وہاں تشریف لائے اور عمار و مغیرہ میں گفتگو سنکر فرمایا اے عمار یہ اعور تم سے کیا کہتا تھا بخدا قسم کہ اس نے حق و باطل میں کبھی امتیاز نہیں کی اور دین سے اسیقدر حصہ لیا
ہے جو دنیا میں اُسکے کارآمد ہو اے مغیرہ تجھ پر افسوس آتا ہے کہ تو ہمارے شریک نہیں حالانکہ اس مشارکت میں بے شبہ جنت ہے مغیرہ نے کہا امیر المومنین درست فرمایا
مگر لیکن میں اگر آپکے ہمراہ نہیں تو آپکے دشمنوں کی بھی مدد نکرونگا الغرض امیر المومنین نے مدینہ سے نہضت فرمائی مقدمہ لشکر پر ابولیلی ابن عمر بن الجراح مقرر ہوا اور
میمنہ پر عبداللہ بن عباس اور میسرہ عمر بن ابی سلمہ کے سپرد کیا اور دشمنوں کے طلب میں بہت جلد جلد راہ طے کرتے تھے - جب ربذہ میں پہنچکر منزل کی ربذہ سے لشکر نے کوچ کیا تو
عبداللہ بن خلیفہ طائی حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اُنہیں اپنے پاس بلایا عبداللہ نے عرض کی کہ خدا کا شکر ہے کہ امر خلافت نے اپنے
محل و مقام کی جانب مراجعت کی اور حق حقدار تک پہنچا - حالانکہ اس سے ناراض ہیں وہ لوگ قسم بخدا کہ لوگ ہمیشہ نبی و آل محمد کے دشمن رہے ہیں اور انسے محاربہ و مقاتلہ کیا ہے
حق تعالی انسے انکی نصرت کو دفع کیا قسم بخدا کہ ہم حق رسولخدا کی حفاظت کریں گے اور آپکی رفاقت آپکے دشمنوں سے لڑیں گے حضرت نے مرحبا کہکر اُنہیں اپنے پہلو میں جگہ دی - اور
چونکہ عبداللہ حضرت کے دوستوں اور بہی خواہوں میں تھا آپ مشورہ کرنے اور ہر ایک دوست و دشمن کا حال پوچھنے لگے حتی کہ ابوموسی اشعری کا ذکر درمیان آیا عبداللہ نے کہا مجھکو اسکی
ذات سے اطمینان نہیں ہے یقین ہے کہ اگر مددگار ملے تو آپکی مخالفت کرے حضرت نے فرمایا میں بھی اسپر اعتماد نہیں رکھتا تھا وہ اُن لوگوں کا معتقد ہے جنہوں نے مجھ پر پیش قدمی
کی اور اسکو غرور و تکبر بہت ہے میں شاہ برآں ہی چاہتا تھا کہ امارت کوفہ سے اسکو معزول کروں مگر اشتر نے درخواست کی کہ رہنے دو میں نے اسکی بات قبول کیا یہی گفتگو تھی کہ ایک سیاہی
قبیلہ طے کے کوہستان کی طرف سے نمودار ہوئی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بنی طے کے لوگ کچھ اسپ شتر و بکریاں آپکے لئے لائے ہیں اور کچھ دیگر تحائف نذر کو لائے ہیں اور بعض
و بعد ادائے سلام ہوکر خود بھی حضرت کی اعانت و امداد کے لئے حاضر ہوئے ہیں حضرت نے فرمایا حق تعالی اُنکو جزائے خیر دے راوی کہتا ہے پھر عبداللہ نے کہا کہ جب وہ لوگ
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجھکو انکی ہیئت و وضع بہت پسند آئی اور اُنکا کلام کرنا خوب معلوم ہوا عدی ابن حاتم نے کہ رئیس قبیلہ تھا کہا میں حضرت رسولخدا کے زمانہ
میں مشرف باسلام ہوا اور زکوۃ دی اور آنحضرت کی وفات کے بعد اہل ارتداد پر قربۃ الی اللہ جہاد کیا میں نے سنا ہے کہ اہل مکہ سے کچھ لوگ آپکی بیعت توڑکر ارادہ مخالفت کا
رکھتے ہیں اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ انکے مقابلہ میں حضرت کی اعانت و امداد بجا لائیں اب جو کچھ ارشاد ہو اُسکی تعمیل کو موجود ہیں حضرت امیر المومنین نے فرمایا خدا انکو جزائے خیر دے تم
ایمان و رغبت اسلام لائے اور مرتدوں سے جہاد کیا اور اب اولیائے خدا کی نصرت کا ارادہ رکھتے ہو پھر سعید بن عبید بحتری اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین بعض آدمی اپنے دل کی بات زبان سے

ادا کرنے پر قادر نہیں اور بعضے بہت قدرت نہیں رکھتے اور بتکلف بیان کرنا چاہتے ہیں تو مبتلائے صعوبت و دشواری ہوتی ہیں خاموش رہتی ہیں تو غم جان گسل آرام نہیں لینے دیتا از آنجملہ ایک میں ہوں ۵ مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؛ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؛ جس قدر آپ کی محبت اور ہوا خواہی میرے دل میں ہے زبان اسکے بیان سے قاصر ہے پس اس بارہ میں سعی کرتا ہوں آپ جانتے ہیں ظاہر و باطن میں آپکا ولی خیرخواہ اور آپکے ساتھ دشمنان دین سے ہر موقع پر جنگ کرنیکو آمادہ ہوں میرا اعتقاد یہ ہے کہ جو فضیلت اور رتبہ عالی حضور کو بباعث سابقہ اسلام وکثرت جہاد و قرابت رسولخدا حاصل ہے نہ سابقین سے کسیکو حاصل تھا نہ اب ہی میں کبھی آپ سے جدا نہونگا جبتک کہ دشمنان دین پر آپ فتح پاویں تا میں اپنی جان گرامی کو ان قدموں پر نثار کروں حضرت نے فرمایا رحمک اللہ تیری زبان نے تیرا ما فی الضمیر اچھی طرح ادا کیا حقتعالی تجھے دنیا میں صحیح و سالم رکھے اور آخرت میں درجات عالیات بہشت عطا کرے عبداللہ کہتا ہے کہ اور لوگوں نے بھی گفتگوئیں کیں مگر مجھکو ان دو عزیزوں کے سوا کسیکا کلام یاد نہیں رہا پس اس منزل سے حضرت نے کوچ کیا اور بزرگان و بہادران بنی طے سے چھ سو مرد آپکے ہمراہ ہوئے منزل ذی قار[1] پر پہنچے تو وہاں قیام کیا عثمان بن حنیف والئے بصرہ نے بصرہ سے آکر یہیں مقام پر شرف دست بوسی حاصل کیا اور بقولے یہاں سے ایک آدمی مدینہ کو روانہ کیا کہ کل اسباب سامان آپکا لشکرگاہ میں لے آوے اور ارادہ کیا کہ پھر یثرب کو مراجعت نہ کریں کیونکہ خاطر اشرف اس ملک سے ازبس آزردہ ہوگئی تھی

جناب امیر المومنینؑ کا کوفہ سے لشکر طلب فرمانا اور ابوموسیٰ اشعری کا مانع آنا و نیز دیگر واقعات اسوقت تک کہ جبتک جنگ جمل شروع ہوئی

جب لشکر منصور ربذہ میں مقیم تھا تو امیر المومنینؑ نے محمد بن جعفر طیار و محمد بن ابوبکر کو ایک خط بایں مضمون دیکر روانہ کوفہ کیا کہ امابعد میں تمکو قتل عثمان سے اس طرح آگاہ کرتا ہوں گویا تمنے اپنی آنکھ سے اسکا مشاہدہ کیا لوگوں نے اسپر طعن و تشنیع شروع کی میں مہاجرین سے ایک مرد تھا سب سے زیادہ شکوہ نہ نصیحت کرتا اور سب سے کم اسپر غضبناک ہوتا طلحہ و زبیر کا آہستہ چلنا بھی اس راستہ میں تیز دوڑنے سے کم نہ تھا اور انکی نرم آواز بھی زور سے چیخنے پر فوقیت رکھتی تھی۔ عائشہ اس پر سب سے زیادہ غضبناک تھیں حتے کہ لوگوں نے جمع ہو کر اسے مقتول کیا پھر محض برضا و رغبت بلا اجبار و اکراہ مجھسے بیعت کی سب سے پیشتر طلحتین نے اس غرض کیلئے ہاتھ دراز کیے لیکن بعد چند روز کے حیلۂ عمرہ سے مجھسے رخصت لیکر مکہ کو گئے اور عہد شکنی و نکث بیعت کرکے عائشہ کو ساتھ لیکر بصرہ پر چڑھائی کی پس تمکو چاہیئے کہ اپنے امیر و امام کے پاس حاضر ہو کر دشمنان دین پر جہاد کریں جب یہ دونو محمد نامہ لیکر کوفہ پہنچے اور کوفیوں نے مضمون خط پر اطلاع پائی تو ابوموسیٰ اشعری والئے کوفہ کے پاس مشورہ کیلئے جمع ہوئے ابوموسیٰ یہہ سنکر بہت غیظ میں آیا اور منبر پر جاکر بکمال بے حیائی گویا ہوا کہ علی و طلحہ زبیر طالبان حکومت و ریاست ہیں جو طالب دنیا ہو اُن کے ساتھ ہو اور جسے آخرت مطلوب ہے چاہیئے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور گوشۂ عافیت کو غنیمت جانے کسلئے کہ رسولخدا نے مجھے اس فتنہ کی خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ اسوقت مسلمانوں کو چاہیئے کہ تلواریں لکڑی کی بنالیں اور ہرگز جنگ و جدل کے پاس نہ جائیں پیامبروں کو یہہ باتیں بہت شاق گذریں اور محمد بن جعفر نے ابوموسیٰ سے سخت و درشت کلام کئے مگر اہل کوفہ کو کہ اس گمراہ کے اغوا سے متوقف ہوگئے تھے کچھ اثر نہ کیا مجبور دونو نے مراجعت کرکے منزل ذی قار پر حضرت کیخدمت میں ماجرے بیان کیا ابومخنف نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے ربذہ میں نزول کیا تو ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو ابوموسیٰ کے پاس کہ امیر کوفہ تھا روانہ کیا کہ افواج کوفہ کو حضرت کیخدمت میں حاضر کرے اور مکتوب لکھا کہ میں تیرے پاس ہاشم بن عتبہ کو بھیجتا ہوں جسوقت وہاں پہنچے مسلمانان کوفہ کو ہمراہ لیکر اس طرف متوجہ ہو تاکہ ہم اُن لوگوں کیطرف روانہ ہوں جنھوں نے میری بیعت کو توڑا اور میرے شیعوں کو قتل کیا اور اسلام میں فتنۂ عظیم برپا کیا ہاشم نے کوفہ پہنچکر ابوموسیٰ کو خط دیا اور زبانی پیغام بیان کیا مگر اُس بے سعادت نے تعمیل ارشاد اُس جناب سے انکار کیا بلکہ ہاشم کو قید و اسیری کی دھمکی دی ہاشم نے یہ حال حضرت امیر المومنینؑ کیخدمت میں لکھا اسکا خط بھی

سالم

[1] ذی قار بصرہ کی قریب ایک موضع ہے جہاں اسلام سے پہلے عرب اور اہل فارس میں لڑائی ہوئی اور عرب غالب آئے تھے ۱۲ سراج ابن ہاشم بحرانی۔

منزل ذی قار میں موصول درگاہ ہوا حضرت ابوموسیٰ کے اس تمرد و نافرمانی سے متعجب تھے اُسوقت لشکر امیر المومنینؑ میں بموجب روایت معتبر کل تیرہ سو آدمی تھی اور لشکر مخالف بصرہ
میں اُس سے بدرجہا زیادہ تھا جب کوفہ سے یہہ اخبار موصول ہوئی تو اصحاب دل شکستہ ہوگئے مجالس شیخ مفیدؒ میں ایک مرد بنی تمیم سے روایت ہی کہ اُس نے کہا ہم ذی قار کے مقام پر
علی بن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ تھے اور اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت سے خیال کرتے تھے کہ انکا ایک لقمہ ہیں پس اُسوقت حضرت امیر المومنینؑ کو سنا کہ کہتے تھے کہ ہم اس فرقہ پر
البتہ فتح پائینگے اور یہہ دو مرد یعنے طلحہ زبیر اور انکا لشکر مقتول و مخذول ہونگے میں یہہ سنکر عبد اللہ بن عباس کے پاس آیا اور کہا دیکھتے ہو کہ تمہارے ابن عم کیا کہتے ہیں اُنھوں نے کہا انجام
خود معلوم ہو جائیگا جلدی کیا ہی پس جبکہ جنگ جمل کا قضیہ طی ہوا اور امیر المومنینؑ نے فتح پائی میں پھر ابن عباس سے ملا اور کہا علیؑ درست فرماتے تھے اُنھوں نے کہا اے شخص حضرت
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے انکی عہد لئے کئی ہیں جو کسی صحابی سے نہیں کئی بعید نہیں کہ یہہ پیشین گوئی بھی انہیں عہدوں سے ہو اور بعض مجالس میں منقول ہی کہ انہیں ایام میں راحت جان مصطفےٰ
مرتضیٰ امام حسن مجتبیٰؑ نے مضطرب الحال پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ گذارش کلمات مصلحت و خیر خواہی چند بار مکلّف خدمت ہوا ہوں مگر قبول نہیں ہوا اوّل جب عثمان محصور تھا
اور لوگ اُسکی قتل کے درپے تھی تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ اس مجمع سے علیحدہ ہو جائیں اور جبتک معاملہ یکسو ہو مکّہ میں قیام رکھیں دوسرے جب طلحہ زبیر نے مخالفت کی تو میری یہہ رائے ہوئی
کہ انکا تعاقب نہ کیا جائے اگر اُمت نے آپ پر اتفاق کیا تو بہتر ورنہ بہرحال رضائی خدا تعالیٰ پر راضی رہئے اسی طرح اب کہتا ہوں کہ اس لشکر قلیل کے ساتھ عراق کا قصد کرنا قرین مصلحت
نہیں حضرت نے بعد کلمات تسلی و دلاسا اپنے نور دیدہ سے فرمایا کہ جب میں عثمان کے قتل اور اُس کے محاصرے میں شریک نہ تھا تو مجھے اس سے کیا اندیشہ ہی اور مکّہ میں قیام کرنا سو
میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے حرمت خانہ کعبہ میں خلل آوے اور قصد عراق اسلئے ترک نہیں ہو سکتا کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ مخالف مجھکو بے دست و پا دیکھکر گھر میں گھیر لیں بلکہ جبتک
ناصر و مددگار ملینگے ضرور دشمنان دین پر جہاد کرونگا اے فرزند جبسے تمہارے نانا رسولخدا نے رحلت کی ہی یہہ ستم رسیدہ برابر مبتلاء بلا و آفات رہا ہی اور ہمیشہ ہمارا حق غیروں کے ہاتھ میں
مغصوب رہا راوی حدیث طارق بن شہاب جب اسکو بیان کرتا رونے لگتا تھا ابومخنف لکھتا ہی کہ علی علیہ السلام ذیقار میں فروکش تھے تو عائشہ نے حفصہ کو مدینہ لکھا کہ علیؑ
خائف و ترساں ذیقار میں پڑے ہیں ہمارے لشکر کی کثرت سے یارا نہیں کہ آگے قدم بڑھائیں یا پیچھے کو لوٹ جائیں مثل اسپ اشقر کے کہ آگے بڑھتا ہی تو نحر کیا جاتا ہی پیچھے ہٹتا ہی تو پے
ہوتا ہے حفصہ نے مضمون خط کو مقفّیٰ کرکے اپنی لونڈیوں کو دیا دف بجاتیں اور ان بیہودگیوں کو اسپر گاتی تھیں دختران طلقاء اس سرود کے سُننے کو جمع ہو گئیں اُمّ کلثومؑ
دختر امیر المومنینؑ نے یہہ سُنا تو کپڑے بدل اپنا سر اور منہ ڈھانپ کر اُس مجمع میں داخل ہوئیں اور بیچ میں جاکر پردہ اُٹھایا حفصہ بہت شرمندہ اور پشیمان ہوئی اُمّ کلثومؑ نے کہا تم
یہہ امور بعید نہیں اگر آج امیر المومنینؑ سے اس طرح پیش آئیں تو کیا تعجب ہی کل اُنکے بھائی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ تمہارے ایسے ہی سلوک تھے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے
تمہارے مقدمہ میں آیات قرآنی نازل کیں حفصہ نے اُس خط کو پھاڑ ڈالا اور استغفار کی سہل بن حنیف نے مدینہ کے اسباب میں یہہ اشعار کہے ؎ عَذَرْنَا الرِّجَالَ
بِحَرْبِ الرِّجَالِ + فَمَا لِلنِّسَاءِ وَمَا لِلسِّبَابِ + أَمَا حَسْبُنَا مَا أَتَيْنَا بِهِ :: لَكِ الْخَيْرُ مِنْ هَتْكِ ذَاتِ الْحِجَابِ + وَمَخْرَجُهَا الْيَوْمَ مِنْ بَيْتِهَا +
يُعَرِّفُهَا الذَّنْبَ نَبْحُ الْكِلَابِ + إِلَى أَنْ أَتَانَا كِتَابٌ لَهَا + مَشُومٌ فَيَا قُبْحَ ذَاكَ الْكِتَابِ + یعنی ہم نے مردوں کو مردوں کی لڑائی میں
معذور سمجھا عورتوں کو کیسی بدی کہنے سے کیا کام سلے حفصہ یہہ کافی نہیں کہ ہمنے تجھکو خبر دی کہ اُس پردہ والی یعنی عائشہ نے اپنا پردہ ہتک کیا اور اُسکی گھر سے نکلنے کی خبر کتوں کا
بھونکنا اُسکو اُسکے گناہ کو بتلاتا تھا پس یہہ تمام امور تجھکو کافی نہ ہوئے حتیٰ کہ اُسکا ایک منحوس خط آیا پس کیا ہی بُرا ہی وہ خط ۔ القصہ جب قاصدان امیر المومنینؑ بوجہ شرارت
ابوموسیٰ کوفہ سے بے نیل مرام واپس آئے تو حضرت نے اپنی فرزند دلبند امام حسنؑ کو مع عمار یاسرؓ و قیس بن سعد عبادہؒ اس طرف کو روانہ کیا اور ابوموسیٰ کو لکھا کہ مجھکو اس شہر
کی حکومت اسلئے دی تھی کہ اپنا نفاق پوشیدہ عیاں کرکے لوگوں کو میری اعانت سے باز رکھے بلحاظ سخن یہہ کہ مجرد دیکھنے اس مکتوب کے آپکو اسکا سے علیحدہ جانو اور کوفیوں کو لکھا اما بعد

میں ہوا اپنے گھر سے نکلا ہوں دو حال سے خالی نہیں یا ظالم ہوں یا مظلوم یا خود باغی ہوں یا مجھ پر بغاوت کی گئی ہے جسکو یہہ میرا خط پہنچے چاہئے کہ میرے پاس حاضر ہو اگر مظلوم پائے
تو بشرط اطاعت امداد بجا لائے ورنہ مجھکو عتاب کرے اور نا مشروع کار سے مانع آئے حضرت امام حسنؑ مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوئے اہل کوفہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو بقصد
استقبال شہر سے نکلکر موضع قادسیہ میں شرف دست بوس سردار جوانان بہشت حاصل کیا شہر میں داخل ہوئے تو تمام شہر کا صغیر و کبیر برنا و پیر بشوق زیارت فرزند بشیر و نذیر مسجد میں جمع
ہوگیا ابو موسیٰ بھی حاضر ہوا عمار یاسرؓ و قیس بن سعد نے مکتوب امیر المومنین کو سب کے سامنے قرات کیا پھر امام علیہ السلام بقصد خطبہ استادہ ہوئے تمیم بن حذلم ناجی کہتا ہے کہ میں
اُس ہنگامہ میں موجود تھا امام حسنؑ کا عنفوان شباب اور اس انبوہ کثیر میں اُنکا خطبہ کا پڑھنا مجھکو کمال اندیشہ تھا اور تمام مجمع کی آنکھیں آنحضرت کیطرف لگی ہوئی تھیں اور
کہتے تھے خداوندا ہمارے نبی کے نواسے کی زبان کو گویا کر الغرض آپ کھڑے ہوئے اور چونکہ طبیعت مبارک اُن ایام میں علیل تھی دونو ہاتھوں سے عصا پر تکیہ کرکے حمد و
ثناء الٰہی اور درود حضرت رسالت پناہی کو بڑی فصاحت و بلاغت سے ادا کیا پھر فرمایا ایہا الناس جو کچھ میں کہونگا تمکو آگے سے معلوم ہے امیر المومنین علی بن ابیطالب اَرْشَدَنَا اللّٰهُ
اَمْرَهٗ وَاَعَزَّ نَصْرَهٗ نے مجھکو بھیجا ہے کہ میں تمہیں راہ راست و طریق مستقیم کیطرف دعوت کروں اور راہ خدا میں جہاد کرنیکی طرف رغبت دلاؤں اسکا نتیجہ ہر چند تمہیں بنظر بدبنا
دوں مکروہ و مذموم معلوم ہوگا مگر فردائے قیامت انشاء اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے مسرور و محظوظ ہوگے تم جانتے ہو کہ علیؑ وہ شخص ہیں جنہوں نے سالہا سال رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
کے ساتھ تنہا نماز پڑھی اور دس سال کے سن میں آنحضرت کی تصدیق کی تمام غزوات میں ملازم رکاب جناب رسالتمآب رہے اور رضائے خدا و اطاعت رسول خدا میں جو سعی و کوشش
انہوں نے کی ہے اسلام میں ہر ادنے و اعلیٰ اُنسے واقف ہے رسول خدا اخیر تک اُنسے راضی و خوشنود رہے حتّٰی کہ اُنکے ہاتھوں میں رحلت فرمائی پھر جنہوں نے تنہا اُس جناب کو غسل دیا اور فرشتے
مدد کرتے اور فضل بن عباس پانی لاتے تھے وہ امیر المومنین ہی ہیں جنہوں نے آنحضرت پر نماز پڑھی انہوں ہی نے انکو قبر میں اتارا انہوں نے انکے قرضوں کو ادا اور وعدوں کو وفا کیا اسکے
سوا اور فضائل و مناقب جناب مرتضوی مشہور نزدیک و دور ہیں باوجود اس تمام کے وہ خود خواستگار خلافت نہیں ہوئے لوگ اُس جناب پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے تشنہ لبان
چشمہ آب پر اور بطوع و رغبت بیعت کی اب چند کس نے بلا کسی حدث کے کہ آپ سے سرزد ہوا ہو محض از راہ حسد و عداوت اس عہد کو توڑ ڈالا اور درپئے فساد ہیں اے بندگان
خدا تمکو لازم ہے کہ تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار کرو اور صبر و استقلال کے ساتھ خدا متعال سے طلبگار اعانت ہو اور جو کچھ امیر المومنین تم سے چاہتے ہیں اُسکے لئے آمادہ و تیار ہو جاؤ
حق تعالیٰ دشمنان دین کے ساتھ جہاد کرنے میں ہماری اور تمہاری اعانت کریگا میں یہہ کہتا ہوں اور تمہارے اور اپنے لئے اُس جل شانہ سے طلبگار مغفرت ہوں راوی حدیث تمیم بن حذلم ناجی
کہتا ہے کہ جو کچھ خطبہ میں سے مجھکو یاد رہا وہ اسقدر ہے باقی جو کچھ تھا بھول گیا پس عمار یاسرؓ اٹھے اور کہا اے اہل کوفہ ہر چند ہمارے اجسام تم سے غائب تھے مگر ہمارے اخبار تمکو برابر پہنچتے رہے کہ طلحہ و زبیر
سب سے پہلے عثمان پر طعن و تشنیع کرتے تھے اور تمام سے پیشتر علیؑ کی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا جب انہی کو دنیا حاصل نہوئی جو انکا مطلوب و مقصود تھا تو بلا کسی عذر شرعی کے بیعت کو
توڑ دیا۔ فرزند رسول خدا جماعت مہاجرین و انصار تمکو اپنی نصرت کے لئے طلب کرتے ہیں انکی مدد کرو کہ خدا تمہاری مدد کرے پھر قیس بن سعد اٹھے اور کہا ایہا الناس اگر امر خلافت
شوریٰ میں بھی قرار پاتا تب بھی علی علیہ السلام بباعث اپنی سابقہ و علم و ہجرت کے سب سے اولیٰ و احق تھے اور انکی مخالفت و جہاد کرنا حلال تھا چہ جائیکہ طلحہ زبیر پر حجت تمام ہو چکی
انہوں نے امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرلی اب حسد کی راہ سے چاہتے ہیں کہ عہد شکنی کریں جب نوبت کلام اس مقام تک پہنچی تو خطباے کوفہ شریح بن ہانی وغیرہ اٹھے اور کہا قسم بخدا کہ
ہم عثمان کے قتل کیوجہ سے مدینہ کا ارادہ رکھتے تھے احسان الٰہی ہے کہ ہمیں یہ سارا حال معلوم ہوگیا ہمکو امیر المومنین کی اطاعت بدل و جان منظور ہے انکی دعوت کو بسر و چشم
قبول کرتے ہیں اگر وہ ہم سے طالب نصرت نہوتے تب بھی لازم تھا کہ اپنی سعادت جانکر ہمرکاب انجناب کے ہوتے روضۃ الصفا میں ہے کہ ابو موسیٰ چونکہ اہل فتنہ و بغاوت
کے ساتھ سازش رکھتا تھا یہہ صورت دیکھ کر گھبرایا اور جانا کہ محنت و کوشش رائگان جاتی ہے پس منبر پر گیا اور کہا ایہا الناس ایک گروہ اصحاب رسول اللہ سے مثل عبداللہ

بن عمر و سعد بن ابی وقاص و محمد بن مسلمہ و اسامہ بن زید وغیرہ اس فتنہ میں ملتزم ہو رہے ہیں کہ گھر سے باہر قدم نہ نکالیں اور نہ فریقین میں سے ایک کی اعانت و امداد نہ کریں یہ لوگ جو بصرہ میں جمع
ہیں تمہارے مسلمان بھائی ہیں انکے خون و مال کو خدا تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے تمہیں چاہئے کہ ہتھیار رکھ دو اور ہرگز برادران مسلم سے جنگ کا ارادہ نہ کرو قعقاع بن عمرو نے کہا خلافت کو بدون ایک
حاکم ضابطہ کے چارہ نہیں کہ اسکے حسن انتظام سے امور جمہور منتظم ہوں اور اسکے ظل حمایت میں انکی حاجات روا ہوویں اس زمانہ میں مستحق اس منصب جلیل کا سوائے علی بن ابیطالب کے کوئی دوسرا
نہیں ہے ○ مرتضیٰ اندر میان و کس نہ جوید امیر ○ آفتاب اندر سما و کس نجوید جوید سُہا۔ وہ تمکو راہ راست کی طرف دعوت کرتے ہیں کہ تمہاری امداد سے تمام مسلمانوں کے امور میں اصلاح
پذیر ہوں مصلحت یہ ہے کہ ہرگز سستی نہ کرو اور اس بزرگوار امام ابرار کی مدد کرو عبید بن حجر نے کہا اے ابوموسیٰ طلحہ و زبیر نے علی کے ہاتھ پر بیعت کی یا نہیں کہا کی۔ عبید نے کہا پھر علی
علیہ السلام سے کوئی امر ایسا سرزد ہوا ہے جس سے انکے ساتھ نقض بیعت کرنا مباح ہو کہا یہ مجھے معلوم نہیں عبید نے کہا تو ہمیں چاہئے کہ تجھ سے مفارقت کریں جب تک تجھے اسکا علم ہو امام حسن نے
فرمایا اے ابوموسیٰ جبکہ تو علی کی بیعت سے نکل گیا اور انکے خلاف لوگوں کو ترغیب کرتا ہے تو تجھے ہم سے کیا نسبت اب خلعت خلافت انکے زیب بدن ہے اور ہمہ امامت انکے
وجود ذیجود سے مزین ہے تو اس مقام رفیع سے نیچے اتر **مثنوی** ندانی کہ برتر مقام تو نیست ○ فروتر نشین یا برو یا بایست ○ بجائے بزرگان دلیری مکن ○ چو سر پنجہ ات
نیست شیری مکن ○ ابوموسیٰ خجل و شرمندہ ہو کر نیچے اتر آیا اسوقت عمار یاسر و صعصعہ بن صوحان نے بہم فضائل و مناقب حضرت مظہر العجائب و الغرائب بیان کئے زید بن صوحان نے تمام
خطوط جو عائشہ نے رؤسا کوفہ کے نام لکھے تھے دکھلا کر کہا کہ عورتوں کو جنگ سے کیا نسبت انکو حکم ہے کہ گھر میں بیٹھیں چرخہ گردانی میں مصروف ہوں علی الخصوص ازواج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ کو بمفاد آیہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ زیادہ تر خانہ نشینی و پردہ گزینی کی تاکید کی گئی ہے لشکر کشی و دشمن کشی و دفع اہل فتنہ و فساد و ادائے مراسم جہاد مردوں پر
فرض ہے تعجب ہے کہ عائشہ ہمکو وہ حکم کرتی ہے جو اسکو نہیں کیا گیا اور آپ ہمارا کام اختیار کر رکھا ہے حجر بن عدی نے انکی تائید کی پس کوفیوں سے آوازیں بلند ہوئیں لبیک قرۃ العین
رسول لبیک امتثال امرک ہمارا حکم قبول ہے اور اعانت امیرالمومنین کے لئے ہماری جان و مال حاضر و موجود ہیں نیز روضۃ الصفا میں ہے کہ جب امام حسن مع عمار و قیس کے کوفہ کو روانہ ہوئے
تو مالک اشتر نے عرض کی اے امیر مرتضوی جب تک کہ ابوموسیٰ بزجر و قہر امارت کوفہ سے معزول ہوگا اور اہل کوفہ کے سامنے اسکی اہانت و تذلیل کما ینبغی نہ کی جائے گی تب تک
وہ اپنی حرکات ناشایستہ سے باز نہ آئیگا اور ممکن نہیں کہ کوفہ سے اسوقت تک خاطر خواہ مطلب برآری ہو امیرالمومنین نے مالک کو اجازت دی کہ کوفہ کو جائے اور حتی الامکان ابوموسیٰ
کی کسر حیلہ جوئی میں سعی کرے مالک اشتر حسب الارشاد روانہ ہوئے شہر کوفہ میں پہنچے تو سنا کہ امام حسن مع عمار و ابوموسیٰ و اکثر اشراف شہر کے مسجد اعظم میں جمع ہیں اور رشتہ کلام
امام حسن سے دراز ہو کر ابوموسیٰ مجمع عام میں رسوا و خوار ہو رہا ہے۔ مالک اس خبر کے سننے سے خوش ہو کر دار الامارہ میں آئے جہاں ابوموسیٰ بمنصب امارت قیام پذیر تھا مالک نے
اسکے غلاموں کو خوب مار کوٹ کیا اور وہاں سے نکال دیا وہ روتے چلاتے باسر و روئے خون آلودہ مسجد میں گئے اور ابوموسیٰ سے ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص اس شکل و صورت کا
مثل بلائے بے درمان ہم پر نازل ہوا اور ضرب شلاق سے ہمکو اس حال کو پہنچایا اگر جلد خبر لیجیگا تو جملہ اسباب و سامان مکان کا نشان نہ ملیگا ابوموسیٰ یہ سنتے ہی باحال پریشان
افتان و خیزان اپنے قیام گاہ کو گیا اور اہل کوفہ کو جو قدر و مقام اشتر کی معلوم ہوئی باشتیاق تمام اسکی ملاقات کو دوڑے جب ابوموسیٰ مالک اشتر کے سامنے آیا تو بہت خشمناک
ہو کر اس سے کہا کہ تو یہاں کیا کرتا ہے یہ مکان سلطان زمان امیر مومنان علیہ السلام سے متعلق ہے چونکہ تو اس جناب کی اطاعت سے کنارہ کش ہے چاہئے کہ اسیوقت یہاں سے نکل جائے اس نے
کہا ایک سہ روز کی اجازت دو کہ اور مکان تلاش کر کے چلا جاؤں مالک اشتر نے کہا لا واللہ یہ ہرگز نہ ہوگا تجھے ایک دم کی مہلت نہیں یہ کہہ کر حکم دیا کہ تمام اسباب اس کا باہر نکال کر
پھینک دیں اس حکم کی فی الفور تعمیل ہوئی اور سب اثاث البیت پھینک دیا گیا چنانچہ چند چیزیں ان سے تلف بھی ہو گئیں پس بشفاعت بعض احباب ایک روز کی اجازت دی اگلے
دن ابوموسیٰ ایک مکان لیکر اسمیں چلا گیا اور دروازہ بند کر کے گھر میں منزوی ہو گیا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ○ مجلسی نے نقل کیا ہے کہ

دوسرے روز زید بن صوحان کوچہ ہائے کوفہ میں گردش کرکے لوگوں کو خروج کی ترغیب دیتا تھا اور باواز بلند کہتا پھرتا تھا ایہا الناس سیروا الیٰ امیر المؤمنین وانفروا
الیہ اجمعین تصیبوا الحق راشدین اے اہل کوفہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو اور تمام اس سعادت میں شراکت کرو کہ بے اندیشہ حق کو پہنچو گے تیسرے روز نو ہزار آدمی لبیر
کر دی قعقاع بن عمرو و ہند بن عمرو و ہیثم بن شہاب و زید بن صوحان و مسیب بن نجبہ و یزید بن قیس و حجر بن عدی و ابن مخدوج و مالک اشتر کوفہ سے نکلکر بہمرکاب حضرت امام حسن متوجہ لشکر گاہ
امیر المومنین ہوئے اور بموافق ایک روایت کے اس روز صرف سات ہزار آدمی ہمراہ امام ابرار برآمد ہوئے مگر اس سے تیسرے روز مالک اشتر بارہ ہزار کوفیوں کی ساتھ حاضر درگاہ ولایت
پناہ ہوئے اور تین ہزار مرد اہل بصرہ قبیلہ ربیعہ سے طلحہ و زبیر کے ہاتھ سے خلاص ہو کر شامل لشکر ظفر پیکر ہوئے امیر المومنین نے خیمہ گاہ سے نکل کر لشکر کوفہ کا استقبال کیا اور انکی ملاقات
سے اظہار مسرت و شادمانی فرمائی پھر کھڑے ہوئے اور ایک خطبۂ طولانی ادا کیا حاصل جسکا یہ ہے کہ ایہا الناس ہم اہلبیت عصمت و طہارت ہیں سلطان رسالت و معدن کرامت
یعنی جناب ختمی مآب سے جو امت کے لئے مایۂ فخر و مباہات ہیں سب سے زیادہ قرابت قریبہ رکھتے ہیں آپ کی رحلت کے بعد مدت ہائے دراز تک مورد مصائب و آلام رہے کر برای
رضائے حق سبحانہ تعالیٰ بخوف تفرقۂ امت صبر و سکون کے ساتھ انکی برداشت کرتے رہے اب ایک مدت دراز کے بعد حق تعالیٰ نے ہمارے حقوق کو ہماری طرف رد کیا تو طلحہ
زبیر کی حسد کی آنکھ اسکو نہ دیکھ سکی ایک سال بلکہ ایک ماہ بھی وہ صبر نہ کر سکے اور سابقین کی طرح ہمارے حقوق غصب کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اختلاف امت سے خوف
نہ کیا بصرہ پر چڑھ گئے اور فساد عظیم برپا کیا بیت المال کو لوٹ لیا اور میرے عامل عثمان بن حنیف کو مکر و غدر گرفتار کرکے اہانت و ایذا پہنچائی اور صد ہا مسلمانان با ایمان
بے جرم و عصیان تہ تیغ کیا زیادہ تر انکی گمراہی کے باعث معاویہ کے خطوط ہوئے جو اس نے فریب دہی کے لئے شام سے لکھے تعجب ہے کہ طلحہ و زبیر ابو بکر و عمر کے ساتھ با طاعت
پیش آتے رہے اور میرے ساتھ کہ انسے کسیطرح کم نہیں اس قدر جلد بغاوت پر آمادہ ہو گئے عوام کے سامنے طلب خون عثمان کا حیلہ کرتے ہیں حالانکہ اسکے قاتل وہ خود ہیں چاہئے
کہ اپنی ذات سے اسکا خون طلب کریں **مولف** کہتا ہے کہ روایات سابقہ کے ملاحظہ سے ناظرین پر روشن ہوا ہو گا کہ طلحتین خاصکر طلحہ راس و رئیس قاتلان عثمان
اور اس واقعہ کے قالب میں بمنزلہ روح اور جان کے تھا اور چونکہ اسکو یقین تھا کہ ابن عفان کے بعد خلافت مجھکو ملیگی اس لئے حتی المقدور اس مقدمہ میں کوتاہی نہیں
کرتا تھا لوگوں کو اسپر ترغیب و تحریص کرتا اور خود بھی بجان و دل اس امر میں شریک رہتا تھا مزید توضیح و تسکین کے لئے اس مقام پر اور چند روایتیں کتب اہل سنت سے
نقل ہوتی ہیں کہ انکو دیکھکر گنجائش شک اس مقدمے میں باقی نہ رہے واضح ہو کہ ثقفی نے اپنی تاریخ میں سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اسنے کہا کہ میں اپنے باپ کے
جو نابینا ہو گیا تھا مسجد میں لئے جاتا تھا وہاں پہنچے تو صدائے شور و غوغا ہمارے کان میں آئی میرے باپ نے پوچھا یہ شور کیا ہے میں نے کہا لوگوں نے عثمان کے گھر کا محاصرہ
کر رکھا ہے یہ انکی آواز ہے اس نے پوچھا اس مجمع میں قریش سے بھی کوئی ہے میں نے کہا ہاں طلحہ بن عبید اللہ ہے کہا مجھکو اسکے پاس لے چل جب وہاں آئے تو اس نے
طلحہ سے کہا اے ابو محمد تم لوگوں کو اس مرد (عثمان) کے قتل سے مانع نہیں آتے کہا اے ابو سعید تم اپنے گھر میں جاکر بیٹھو نعثل اس روز سے خوف نہیں کرتا تھا اور واقدی
مورخ معتبر اہل سنت نے عبد اللہ بن مالک سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہ جب لوگوں نے عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا تو سب سے زیادہ سخت اس امر
میں طلحہ بن عبید اللہ تھا اس نے تین زرہیں اور پانچ تلواریں مجھ سے مول لیں قتل عثمان کے قتل سے ایک یا دو روز پیشتر وہ زرہیں اور تلواریں اسکے اصحاب خاص کو پہنے دیکھا
جو کہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے تھے نیز واقدی کہتا ہے کہ صحابۂ رسول خدا سے عثمان پر عبد الرحمن بن عوف سے زیادہ کوئی شدید نہ تھا حتیٰ کہ اس نے انتقال کیا اور سعد بن
ابی وقاص سے زیادہ کوئی اس بارے میں شدت نہ رکھتا تھا حتیٰ کہ عثمان نے رحلت کی اور ان سب سے بڑھکر اس معاملہ میں طلحہ بن عبید اللہ تھا کیونکہ وہ اہل مصر وغیرہ کا
ماویٰ و ملجا تھا رات کے وقت یہ لوگ اس کے گھر میں جمع ہوتے اور مشورے کرتے تھے کہ سب نے اتفاق کرکے اسپر جہاد کیا اور امیر جنگ طلحہ تھا بیت المال کو اس نے

قفل لگا دیا تھا اور نمازِ جماعت خود پڑھاتا تھا اُس نے اور اُس کے ہمراہیوں نے عثمان پر پانی بند کیا اور علی علیہ السلام کی شفاعت کو اُس تک پانی پہنچا نہیں مانا اور کہا
قسم بخدا کہ جب تک بنی اُمیہ اس حق کو اپنے سے علیحدہ نہ کریں گے یعنی خلافت سے دست بردار نہ ہونگے اُسوقت تک اُنکو دانہ پانی نہ ملیگا اسکے سوا اور بہت سی روایات کتب تاریخ
وحدیث ایسی ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اسپر کہ بانی مبانی قتل عثمانی یہی طلحہ ہے اور زبیر چونکہ طلحہ سے غایت درجہ پر اتحاد و اتصال رکھتا تھا اور تعدد و سایہ کیطرح باہمدگر لازم و ملزوم تھے
اسیطرح قتل عثمان سے بری نہیں ہوسکتا ہرچند کہ طلحہ کو تمنائی خلافت بیشتر اور اُسکی امیدیں قوی تر تھیں زیادہ تر ساعی و سرگرم اسکار میں ہی تھا ۔ اسلئے اکثر روایات میں
اُس کا نام مذکور ہے تاہم زبیر کے ذکر سے بھی اخبار بالمرہ خالی نہیں جیسا کہ متتبع کتب تاریخ وحدیث پر مخفی نہوگا اور نیز تاریخ واقدی سے منقول ہے کہ جب محاصرہ میں پانی عثمان پر
بند ہوا اور شدت تشنگی سے جان لبوں پر آئی تو عثمان نے سعید بن عاص کو زبیر کے پاس بطلب امداد بھیجا زبیر اُسوقت اپنے اصحاب کی ساتھ بمقام احجار زیت مقیم تھا جب سعید نے پیغام
پہنچایا تو زبیر نے اس آیت کو تلاوت فرمایا وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ اس آیہ میں حقتعالی کافروں کے
حال کی حکایت کرتا ہے کہ اُنکی اور اُنکی خواہشوں کے درمیان روک واقع ہوئی جس طرح کہ اس سے پہلے اُنکے شیعوں اور پیرووں کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا تھا تحقیق کہ وہ لوگ
بڑے شک میں گرفتار تھے اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زبیر حضرت عثمان کو خلیفہ تو کیا مسلمان بھی نہ جانتا تھا اور بے پردہ اُسکی اس نازک حالت کو کفار کے حال سے
مشابہ بتلاتا تھا ۔ اور احجار زیت پر جو ایک مقام بیرون مدینہ ہے اُسکا مع اصحاب موجود ہونا ظاہرا اسیواسطے ہوگا کہ اگر احیاناً کوئی عثمان کی مدد کو آبھی جاوے تو بذریعہ ملاقات
لسانی یا طاقت جسمانی اُسکو اعانت عثمانی سے باز رکھے ورنہ شرکت خون کے خوف سے وہاں گیا بھی ہوتا جیسا کہ حضرات اہلسنت کا گمان ہے تو ہرگز بجائے ترحم اور امداد کے اسطرح شماتت
نہ کرتا اور آیۂ مذکورہ کی تلاوت نہ کرتا مثنوی للمولف ہیچ جانتا وہ جسے کیا ہوئی کی ہے یہ عثمان کے قاتل اصل میں تھے طلحہ و زبیر رکھتے تھے اُسکی بعد جو امید سروری ہو دونوں کو اُسکے قتل
کی بھی لو لگی ہوئی + دنیا سے جب گیا وہ بصد رنج و اضطراب + القصہ پہ یہ ہوئے سکٹ نیا نہ کامیاب + بیعت ہوئی علی ولی خدا کے ساتھ + عالم کا ہاتھ اس ہوا دست خدا
کے ساتھ + جب اس طرح سے دل کا برآیا نہ مدعا + آمادہ فساد ہوئے باندھے ہتھا + دل میں تو عثمان کی تھی عداوت امام کی + عثمان کے خون کے بنگئے ظاہر میں مدعی + آخر کو کارزشت کا
انجام بد ہوا + دار البوار اُنکا مقر تا ابد ہوا + القصہ بعد ادائے خطبہ امیر المومنین نے حکم دیا کہ روسائے کوفہ محل مناسب میں قیام پذیر ہوں در تاریخ ابن اعثم کوفی میں ہے کہ امیر المومنین
نے بعض محاسن اوصاف اہل کوفہ کے بیان کرکے فرمایا کہ اے اہل کوفہ اسوقت مجھکو ایک مہم پیش آئی ہے یعنی برادران مسلم سے کچھ لوگ جنکی طرف ایسا گمان نہ تھا قدم جادہ طاعت سے
باہر رکھکر بصرہ میں بارادہ فاسد جمع ہوئے ہیں پس میں نے تمکو طلب کیا ہے کہ باتفاق تمہارے وہاں چلکر اول اُنکو پند و نصیحت کروں اگر قبول کی تو فبہا ورنہ آتش فتنہ کو ناچار آب شمشیر سے
منطفی کریں گے امرا و سرداران لشکر نے بسر و چشم اس ارشاد کو قبول کیا ۔ اور حضرت نے مقام ذی قار میں شمار لشکر کیا تو چھ ہزار مرد مدینہ و مصر و نواحی حجاز کے تھے اور نو ہزار اہل کوفہ سے
پس ہر طرف سے آدمی آتے تھے اور سپاہ ظفر پناہ میں شامل ہوتے تھے تا اُنیس ہزار تک نوبت پہنچی روضۃ الاحباب میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب امیر المومنین مع جمیع
ذی قار میں قرار گزیں تھے اور مردم کوفہ و نواحی خدمت جناب ولایت پناہی میں آرہے تھے آپنے فرمایا آج یہیں کئے ہمارے لشکر میں شامل ہونگے کہ ہر ایک بارہ ہزار مرد کا ہوگا ابن عباس کہتے
ہیں کہ مجھکو یہ کلام بعید معلوم ہوا امیر المومنین نے برا فراست اُنکی تعداد کو مجھے بتلا دیا میں نے دریافت کرنے کا حکم دیا کہ دو شہر سے میدان میں نصب کریں اور کچھ آدمی معین کئے کہ بہت احتیاط
سے شمار آنیوالوں کا اس میں مشغول ہوں دن تمام ہوا اور آفتاب قریب الغروب پہنچا تو جسقدر امیر المومنین نے فرمایا تھا اُس سے ایک آدمی کم تھا یہ خبر معروض خدمت ہوئی فرمایا
کہ ضرور ہے کہ ایک مرد آئیگا اور تعداد معین کو پورا کریگا یہی ذکر تھا کہ دور سے دیکھا کہ ایک شخص بغایت نحیف و نزار زاد راہ پشت سے باندھے اور دوالہ پا گردن میں لٹکائے
چلا آرہا ہے وہ جب پہنچا تو حضرت پر سلام کیا آپنے جواب سلام دیا اور نام و نشان پوچھا اسلام جواب اویس قرنی ہے عرض کی یا امیر المومنین ہاتھ دراز کیجئے کہ بیعت کروں فرمایا

کس اقرار بیعت کرتا ہے عرض کی کہ جان گرامی آپ پر نثار کروں اور یہ سر قدمہائے مبارک پر گیند کے مانند ڈال دوں ۔ چوں سر از دست اجل بے سر و پا خواہد بود ۔ نہ ہماں
کہ فدائے سر پائے تو بود ۔ کشف الغمہ میں ہے کہ امیر المومنین نے ذی قار سے طلحہ و زبیر کو خط لکھا اما بعد تم دونو کو معلوم ہے کہ جبتک تم لوگوں نے میری خواہش نہیں کی میں تمہاری حکومت
نہیں چاہی اور تاوقتیکہ مجھکو مجبور نہیں کیا میں نے تمہاری بیعت کو قبول و منظور نہیں کیا تم دونو نے بغیر کسی قہر و غلبہ کے کہ میری طرف سے ہو میرے ساتھ بیعت کی پس اگر بطوع و رغبت
کی تو چاہئے کہ اس حرکت پر تائب ہو اور بجبر و اکراہ کی ہے تو یہہ تمہارا قصور ہے تم نے معصیت کا اخفا اور طاعت کا اظہار کیا اور اپنے نفسوں کی طرف اپنے ہاتھوں سبیل ضرر نکالی اے
زبیر تو فارس قریش اور اے طلحہ تو شیخ المہاجرین ہے اگر اس امر میں داخل ہونے سے پہلی اس سے انکار کرتے تو گنجائش تھی نہ کہ اب کہ خود اس میں داخل ہو گئے اور تمہارا یہہ کہنا کہ عثمان کو میں نے قتل
کیا ہے سو اسکے لئے میرے اور تمہارے درمیان مدینہ کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے فریقین سے تخلف کیا اور کسی ایک کے ساتھ نہیں ہوئے اور اگر تمہارے نزدیک عثمان مظلوم قتل ہوا تو اسکی اولاد
موجود ہے وہ اسکے خون کا دعوی کریگی تمہیں اس سے کچھ علاقہ نہیں تم نے میری بیعت کو شکست کیا اور عائشہ کو جسکو خانہ نشینی کا حکم ہے نکالکر بصرہ لائے حقتعالی تمہاری شرارت
کے دفع کرنے کیلئے کافی ہے اور عائشہ کو لکھا تو خدا و رسول کی نافرمانی کر کے گھر سے نکلی اور اس کام کے درپے ہوئی جس سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی پھر کہتی ہے کہ میں امت میں اصلاح کرتی ہوں
تو ہی بتلا کہ عورات کو لشکر کشی سے کیا نسبت اور یہہ جو کہتی ہے کہ عثمان کا خون طلب کرتی ہوں تجھے اس سے کیا واسطہ عثمان بنی امیہ سے تھا تو قبیلہ تیم بن مرہ سے ہے میرے نزدیک
جنھوں نے تجھے اس بلا میں مبتلا کیا اور اس معصیت میں پھنسایا انکا جرم قاتلان عثمان کے جرم سے زیادہ ہے جبتک تو نے مجھے غضبناک نہیں کیا میں غضبناک نہیں ہوا پس
اے عائشہ خدا سے ڈر اور اپنے گھر کو مراجعت کر اور پردہ میں بیٹھ ان دونو خطوط کا جواب انہوں نے یہہ بھیجا یَا ابْنَ اَبِیْطَالِبٍ جَلَّ الْاَمْرُ عَنِ الْعِتَابِ وَلَنْ نَّدْخُلَ فِیْ
طَاعَتِكَ اَبَدًا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ وَالسَّلَامُ اے پسر ابو طالب یہہ امر اس سے بڑھ گیا کہ تمہارا عتاب و خطاب اسمیں موثر ہو ہم تمہاری طاعت میں کبھی داخل نہونگے تم جو چاہو
کرو اور مناقب ابن شہر آشوب میں نقل کیا ہے کہ عائشہ نے کہا میرے لئے ایک ایسا شخص تلاش کرو جو اس مرد یعنے امیر المومنین سے سخت عداوت رکھتا ہو ایک آدمی کو اس کے سامنے
لائے اس سے دریافت کیا کہ تیری عداوت علی کے ساتھ کس حد کو پہنچی ہے اس نے کہا میں اکثر اوقات متمنی رہتا ہوں کہ وہ اور انکے اصحاب میرے پیٹ میں ہوں اور ایسی
تلوار مجھ پر لگائی جائے کہ خون اسکے لگنے سے بیشتر جاری ہو جائے عائشہ نے کہا تو اس کام کے لائق ہے اس خط کو وہاں لے جا اور سفر و حضر جس حالت میں وہ ہوں انہیں دے لیکن
آگاہ رہ کہ اگر سفر میں ہونگے تو رسول اللہ کے اشتر پر سوار دوش پر کمان اور ترکش قربوس زین سے لٹکائے ہوئے ہونگے اور اصحاب مثل طائران ریش دار انکے پیچھے ہونگے
تو یہہ خط انکو دیدیجیو اور کھانے کی طرف دعوت کریں تو ہرگز نہ کھائیو بتحقیق کہ اسمیں سحر ہے قاصد مذکور کہ راوی روایت ہے کہتا ہے کہ میں خط عائشہ لیکر پہنچا تو حضرت سے
بحالت سواری ملاقی ہوا علامات مذکورہ سے جو مجھ کو بتلائی تھیں شناخت کر کے خط کو آپ کے ہاتھ میں دیا حضرت نے خط کو پڑھا اور مجھکو فرمایا کہ ہمارے ساتھ ہماری قیامگاہ تک آ
اور وہاں آپ طعام سے فارغ ہو پھر ہم اسکا جواب تجھکو لکھدیں میں نے کہا کہ واللہ یہہ نہوگا کہ میں آپکا کھانا کھاؤں پس حضرت آزردہ ہوئے اور اصحاب گرد اگرد حلقہ زن
تھے پھر فرمایا میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں بتلائیگا میں نے کہا ہاں آپ نے کل قصہ عائشہ کا مجھکو طلب کرنے اور نشان شناخت بتلانے کا بیان کر کے فرمایا کہ اسیطرح واقع ہوا ہے
میں نے عرض کی ہاں ایسا ہی ہوا ہے پھر فرمایا تجھکو قسم ہے خدائے عزوجل کی راست راست کہنا کہ تجھکو عائشہ نے نہیں کہا کہ اگر کھانے کی طرف دعوت کریں تو قبول نہ کرنا کیونکہ اسمیں سحر ہے
میں نے کہا بیشک یہہ کہا تھا اور یا امیر المومنین جب میں یہاں آیا تھا تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسیکو دشمن نہ رکھتا تھا۔ اور اب آپ سے زیادہ کوئی میرا دوست نہیں جو چاہیں
مجھکو امر کریں کہ تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں فرمایا اس خط کا جواب انکو پاس لیجا اور کہہ تو نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی انکا حکم تھا کہ گھر میں بیٹھی رہنا تو انکے برخلاف لشکر لیکر
میں شہر بشہر پھرتی ہے اور ان دونو یعنی طلحہ و زبیر سے کہہ تم نے خدا و رسول کے ساتھ انصاف نہ کیا کہ اپنی ازواج کو گھر میں بٹھایا اور زوجہ رسول خدا کو باہر نکال لائے وہ شخص

کیا اور خط عائشہ کو دیا اور زبانی پیغام پہنچائے اور حضرت کی خدمت میں مراجعت کی عائشہ نے کہا ہم جس کسیکو اُس طرف بھیجتے ہیں پھر ہمارے کام کا نہیں رہتا اور یہہ مرد ملازم رکاب رہا حتے کہ جنگ صفین میں جان نثار ہوا ۔ اور شیخ محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب کافی میں روایت کی ہے کہ طلحہ زبیر نے ایک مرد خداش نام کو جو قبیلہ عبد القیس سے تھا امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا اور اُس سے کہا کہ ہم تجھکو ایسے شخص کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ اور اُسکا خاندان ہمارے درمیان مدت دراز سے سحر و کہانت میں معروف ہیں تیرے اوپر ہمکو وثوق و اعتماد ہے اُسکے دعوے ہائے دور و دراز سے ہرگز اندیشہ کو دل میں جگہہ نہ دینا آگاہ رہ کہ بڑے ابواب مکر و خدیعت کے آب نان و روغن و شہد ہیں اُنکی تواضع کرتا ہے اور خلوت میں لیجاکر کمال ملاطفت سے پیش آتا ہے حتی کہ آدمی اُسکو دام فریب میں پھنس جاتا ہے پس تو اُسکے پاس سے کوئی چیز نہ کھانا اور اُسکے ساتھ خلوت نہ کرنا سامنے جائے تو آیہ سخرہ کو[۱] تلاوت کرنا اور اُس کے اور شیطان کے کید سے خدا تعالیٰ کی طرف پناہ لیجانا اور اُسکے نزدیک نہ جانا اور اُس پاس پر ہونے سے پرہیز کیجیو اور کچھہ پیغام دئے کہ پہنچائے خداش اس تعلیم و تلقین کے بعد روانہ ہوا اور امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور آہستہ آہستہ آیہ سخرہ کو تلاوت کرتا تھا حضرت نے اُسے دیکھا تو متبسم ہوئے آگے بلایا اور اپنے پاس ایک مقام پر بیٹھنے کو اشارہ فرمایا عرض کی جگہہ یہاں بھی وسیع ہے میں صرف ایک پیغام پہنچانے پر مامور ہوں وہ سن لیجئے حضرت نے فرمایا پہلے زحمت سفر سے آسودہ ہو زحمت سفر اُتار غسل کر اور تدہین بدن کر پھر کھانے سے فارغ ہو کر آرام لے پیغام پہنچائیو اور قنبر کو حکم دیا کہ مہمان کے لئے ما یحتاج حاضر کرے خداش نے کہا مجھکو ان چیزوں میں سے کسی کی حاجت نہیں حضرت نے فرمایا تو اسقدر صبر کر کہ خلوت ہو اور میں تیرا پیغام سنوں پس پر خداش کو اور بھی خدشہ ہوا ۔ عرض کی خلوت کی ضرورت نہیں جو کچھہ کہنا ہے سبکے سامنے کہونگا ۔ فرمایا تو پہلے تجھکو قسم دیتا ہوں خدائے عز و جل کی جو ہر آشکار و پنہان پر واقف ہے سچ بیان کرنا کہ یہہ جابہ امور میں جو تجھکو یہاں پیش آئی اور تو نے اُنسے انکار کیا آیا طلحہ زبیر نے تجھے اُنسے آگاہ نہیں کیا خداش سے انکار ہو نہ سکا سب باتوں کا اقرار کیا پھر فرمایا اور آیہ سخرہ کی تلاوت کے لئے بھی کہا تھا جو تو آہستہ آہستہ اسوقت پڑھ رہا ہے عرض کی یہ بھی درست و بجا ہے حضرت نے کہا پھر اسکو پڑھ پس وہ پڑھتا تھا اور حضرت جس مقام پر صحیح نہ پڑھ سکتا اُسکو بتلاتے اور فرماتے پھر پڑھ یہانتک کہ ستر مرتبہ آیہ شریفہ کو اُس سے پڑھوایا پس فرمایا کہ اب تیری تسکین ہوئی پیغام بیان کر خداش نے کل باتیں جو طلحہ زبیر نے اُس سے کہیں تھیں عرض کیں حضرت نے بدلیل روشن و حجت واضح ہر امر کا جواب شافی ارشاد کیا خداش یہہ فصاحت بیان اور وہ معجزۂ ظاہر و عیاں دیکھ کر حیران رہ گیا اور عرض کی یا امیر المومنین اب میں دشمنان سے بیزار ہوں اور اُنکے پاس جانا نہیں چاہتا فرمایا ایک مرتبہ جواب پیغام اُنکو پہنچانے ضرور ہیں ناچار خداش کو وہاں جانا پڑا اگرچہ خدشہ دل سے لوٹ آیا اور جنگ جمل میں زمرۂ جان نثاران حضرت مرتضوی شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ روضۃ الصفا میں ہے کہ اشراف و اعیان بصرہ نے کچھہ لوگ لشکر گاہ امیر المومنین میں اس غرض سے بھیجے تھے کہ اہل کوفے سے جو اُنکے عزیز و اقربا شامل لشکر ہیں اصلی نیت اُنکا دریافت کریں کہ عازم جنگ ہیں یا قاصد صلح جب قاصدوں نے اپنے مقصد پر پہنچکر اشخاص مشار الیہم سے اس امر کا استفسار کیا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم بہرحال تابع رضائے امیر المومنین ہیں جسطرح سے حکم اشرف نافذ ہوگا بجان و دل بجا لائیں گے پس یہہ لوگ حاضر درگاہ ولایت پناہ ہو کر جویائے حال ہوئے امیر المومنین نے مفصل حال عثمان کے قتل ہونے اور طلحتین کا مع اکابر مہاجرین و انصار برضا و رغبت اپنے ساتھ بیعت کرکے عہد شکنی کرنے اور مفسدہ پردازی کا بیان کیا اور فرمایا کہ اب میری غرض یہاں آنے سے یہہ ہے کہ اُمت محمدیہ میں اصلاح کروں کہ رنجش باہمی دور ہو اور آتش فتنہ و فساد کو آب وعظ و نصیحت سے منطفی کرنا چاہتا ہوں اگر اپنی حرکات ناشائستہ پر نادم ہو کر تائب ہوئے تو بہتر ورنہ رفق و مدارا کو اُن کے ساتھ انتہا کو پہنچا دونگا اور آسان آسان جنگ پر کمر باندھونگا الغرض یہہ کلام مرحمت انجام سنا تو متفق اللفظ کہا یہہ ٹھیک ہے کسو اس سے بہتر سخن نیست ۔ امیر المومنین نے فرمایا کیا تم نے میرے قول کی تصدیق کی اور میری حقیت کا یقین کر لیتے ہو تو لازم ہے کہ میرے ساتھ بیعت کرو

[۱] آیہ سخرہ یہہ ہے اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اُنکے سرداروں نے تدبیر سے تامل کیا اور آخرکار یہہ مجمع کہ ایک سو مرد کا تھا شرفِ دست بوسیِ جناب مرتضوی سے مشرف ہو کر بصرہ کو واپس ہوا اور اہلِ وطن سے بیان کیا کہ ہم امیر المومنین
علی بن ابیطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اُنسے پیغمبروں کا سا کلام سنا لاجرم اُنکی حقیت کے قائل ہیں۔ نہج البلاغہ میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مقام
ذی قار میں حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں داخل ہوا آپ اُسوقت نعلین مبارک سی رہے تھے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے عبداللہ تیرے نزدیک اس جوتے کی کیا قیمت ہوگی۔ عرض کی
کچھ بھی نہیں فرمایا یہہ پاپوش مجھکو تمہاری امارت و حکومت سے محبوب تر ہے اِلّا یہہ کہ میں اقامت حق و دفع باطل عمل میں لاؤں پس باہر تشریف لائے اور اصحاب میں کھڑے ہو کر
خطبہ فرمایا خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ بتحقیق کہ حقتعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ کو مبعوث برسالت کیا حالانکہ ظلمت جہل ملک عرب میں چھائی ہوئی تھی کوئی نبی صاحب کتاب اُنمیں
نہ تھا پس آنحضرتؐ نے خلقت کو حق کیطرف ہدایت کیا اور راہ نجاح و فلاح اُن پر کھولی تھے کہ نشان اسلام قائم ہوا اور تزلزل و اضطراب میں سکون آیا۔ قسم بخدا کہ میں دین اسلام
کی حفاظت و حمایت کرونگا اور خلائق کا بالمرہ اس سے میل انحراف کرنا مجھکو عاجز و جبان نہ بنائیگا آگاہ ہو کہ اس سفر سے بھی میری یہی غرض و غایت ہے مجھکو قریش سے عجب سابقہ
پڑا ہے پیشتر حالتِ کفر میں اُنکے ساتھ لڑتا رہا اب فتنہ و فساد میں جنگ کرونگا بتحقیق کہ میں آج انکا وہی صاحب ہوں جو کل تھا۔ منقول ہے کہ بعد مراجعت قاصدان بصرہ امیر المومنینؑ
نے اس مقام سے کوچ کیا اور قریب بصرہ ایک مقام پر پہنچکر فروکش ہوئے اُدھر سے طلحہ زبیر عائشہ ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ شہر سے نکلکر مقابل لشکر ظفر پیکر خیمہ زن ہوئے روضۃ الصفا میں
ہے کہ جب طلحہ زبیر اہل بصرہ سے بیعت لے رہے تھے تو احنف بن قیس کہ رؤسائے عرب سے تھا چھ ہزار اہل بصرہ کے ساتھ کہ اُسکے مطیع و منقاد تھے شہر سے نکلکر وادی السباع کو
چلا گیا اور کہا کہ میں ابن عم رسول اللہ کے ساتھ جنگ نہیں کرسکتا اور قبل شروع جنگ امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حکم ہو تو مع چند نفر جو ہر حال میرے شریک و شامل
ہیں شریک لشکر منصور ہو جاؤں ورنہ فریقین سے علیحدہ رہ کر اٹھارہ ہزار مرد تیغ زن کو حضرت کی ایذا رسانی سے باز رکھوں آپنے شق دوم کو اختیار کیا احنف کے اہتمام سے بنی سعد
اور بنی تمیم کے بہت لوگ طلحہ زبیر سے جدا ہو کر وادی السباع میں اُسکے پاس چلے آئے۔ اور اُسی کتاب میں ہے کہ اُن دنوں کعب بن سور قاضی بصرہ نے اپنے گھر میں بیٹھ کر مصمم ارادہ کیا کہ طرفین
سے کسیکے ساتھ نہو عائشہ نے اُس کے پاس پیغام بھیجا کہ تیری ماں تجھکو بلاتی ہے کعب نے کہا کاش میں ماں سے پیدا نہوتا قسم بخدا کہ عائشہ میری ماں نہیں مجھے ایسی ماں نہیں چاہئے جو
جہنم کو لے جائے اور قاصد سے کہا کہ عائشہ سے کہدینا کہ جبتک مسلمانوں میں مصالحت ہو تجھکو چاہئے کہ گھر میں بیٹھکر قرآن کی تلاوت کرے۔ عائشہ یہہ جواب سنکر خود کعب کے گھر
گئی اور کہا اول تیرے پاس قاصد بھیجا اب تیری جلالت قدر کی وجہ سے آپ گھر پر آئی ہوں کعب گریاں ہوا اور کہا کہ کاش تو نہ آتی اُس نے کہا کہ غرض اس آنے سے یہہ ہے کہ مظلوم
خلیفہ کی خونخواہی میں تو ہمارا معین و مددگار ہو۔ کعب نے کہا اے ام المومنین شاید تو بھول گئی کہ خود ہی تو تو لوگوں کو اُسکے قتل پر تحریص و ترغیب دیتی تھی۔ عائشہ نے کہا اُسی
خطا کا یہہ تدارک ہے اور اس قدر لسانی اور چرب زبانی کو کام میں لائی کہ وہ اصیل گرفتہ تلوار کمر سے لٹکا کر ساتھ ہو لیا اور شتر عائشہ کی مہار پکڑ کر کہتا تھا کہ اب جبتک بدن میں
جان ہے یہہ مہار ہاتھ سے نچھوٹے گی اُسکے قبیلہ والوں نے یہہ سنا تو سامان جنگ سے مسلح ہو کر عائشہ کے لشکر میں داخل ہوگئے **صحیح بخاری** میں ابوبکرہ صحابی سے منقول ہے
کہ مجھکو ایام جنگ جمل میں جبکہ قریب تھا کہ اہل جمل کو حق پر جان کر اُنکی ہمراہی میں جنگ کروں حقتعالیٰ نے ایک کلمہ سے نفع بخشا جو میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
سے سنا تھا وہ کلمہ یہہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سنا کہ اہل فارس نے دختر کسریٰ کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً یعنی یہہ کہ وہ قوم کبھی
فلاح نہ پائیگی جنہوں نے عورت کو صاحب اختیار بنایا اور ایک اور روایت میں ہے کہ ابوبکرہ نے کہا کہ جب طلحہ زبیر بصرہ میں آئے تو میں اپنی تلوار کو حمائل کرکے بارادہ اُنکی نصرت و مددگاری
کے باہر نکلا لشکر میں پہنچا تو دیکھا کہ امر و نہی عائشہ کا ہے اور حکم اُسکا روان ہے مجھکو وہ حدیث یاد آئی جو اوپر مذکور ہوئی میں لوٹ آیا اور گھر میں منزوی ہوا ابن ابی الحدید کہتا
ہے کہ یہہ حدیث اسطرح پر بھی روایت ہوئی ہے کہ میرے بعد ایک قوم خروج کریگی جسکی رئیس ایک عورت ہوگی پس وہ کبھی فلاح نہ پائیگی وَلَنْ يُّفْلِحُوا اَبَدًا ۵ مشکوٰۃ سے [illegible]

کہ بانگِ عروس آید آوازکیاں

جنگ جمل کا وقوع میں آنا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ظفر پانا

قبل اسکے کہ مقصود اصلی شروع ہو مناسب ہے کہ بعض وہ آیات و احادیث کتب خاصہ و عامہ سے نقل ہوں کہ بموجب اُنکے حضرت امیر المومنینؑ قتل فرقہ ہائے ثلثہ ناکثین و قاسطین و مارقین پر خدا و رسول کیطرف سے مامور و مقرر تھے۔ مخفی نہ رہے کہ ناکث کے معنے لغت میں عہد شکنی کرنیکے ہیں اور ناکثین سے مراد اس مقام پر طلحہ زبیر وغیرہ ہیں جنھوں نے بیعت حق کو بظلم و ستم توڑ کر امام واجب الاطاعت کے سامنے تلوار کھینچی اور اس معرکہ کو جنگ جمل سے تعبیر کرتے ہیں اور لفظ قاسطین قسط سے مشتق ہے جسکے معنے ظلم و ستم کے ہیں باب افعال میں باعتبار سلب ماخذ یہ لفظ عدل و انصاف کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے یا یوں کہو کہ یہ مادہ معنیین متضادین میں بولا جاتا ہے مجرد میں بولتے ہیں تو ظلم و ستم کے معنے میں باب افعال میں اس کے برخلاف عدل و انصاف کے اور مراد قاسطین سے احادیث میں معاویہ عمرو عاص وغیرہ اہلِ شام ہیں جنھوں نے امام برحق کی مخالفت میں اپنے نفسوں یا مسلمانوں پر ظلم کیا اور مصداق آیہ شریفہ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ کے ہوئے یعنی قاسطین جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور مارقین عبارت ہے اُن لوگوں سے جو دین سے نکل گئے جس طرح کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے اہل عرب کہتے ہیں مَرَقَ السَّهْمُ مُرُوقًا گزر گیا تیر نشانہ سے اور نہ پہنچا اس میں اور وہ فرقہ خارجیوں کے نام سے ملقب ہے ان تینوں گروہوں کے ساتھ جو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ کیا انمیں سے پہلے کو جنگ جمل دوسرے کو جنگ صفین تیسرے کو جنگ نہروان علی الترتیب کہتے ہیں یہ واقعات ثلثہ اس کتاب میں مفصل مذکور ہوتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ۝ یعنی حقتعالیٰ سورہ زخرف میں فرماتا ہے اے محمد بعد اسکے کہ تو وفات پائے ہم تیرے اُمت سے انکے افعال ناشایستہ کا انتقام لینگے یا جو کچھ ہمنے اُنکے مقدمہ میں وعدہ کیا ہے تیری حیات میں تجھکو دکھلائیں گے تحقیق کہ ہم اُنسے انتقام لینے پر قادر ہیں چاہیں تیری حیات میں لیں چاہیں بعد وفات کے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حقتعالیٰ نے کمالِ فضل و کرم سے اپنے نبی کو اس سے محفوظ رکھا کہ وہ اپنی اُمت کی مصیبتوں کو آپ معائنہ کریں حضرت نے اپنی حیات میں بری باتیں مشاہدہ کیں جو باعث انکی خنکی چشم کی تھیں بعد آنحضرت کے بڑی آفتیں اس اُمت پر نازل ہوئیں مروی ہے کہ جب سے اُمت کے ان حالات کی آپکو خبر دی گئی ہمیشہ مغموم و محزون رہتے تھے کبھی کھل کر نہ ہنسے جبتک کہ حقتعالیٰ سے ملاقات کی جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں بمقام منا حضرت کے خدمت میں حاضر تھا فرمایا دیکھتا ہوں کہ میری امت میرے بعد مرتد ہو جائیگی اور ایک دوسری کو قتل کریگی بخدا قسم کہ اگر ایسا کروگے تو مجھکو ایسے گروہ میں پاؤگے جو تمکو قتل کریگا پھر پیچھے دیکھکر فرمایا یا بجائے میرے علی کو اُس گروہ میں پاؤگے اُسوقت آثار وحی روئے مبارک پر ظاہر ہوئے اور یہ آیہ نازل ہوئی فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ کہ بعد اسکے کہ تو قید زندگی سے چھوٹے ہم علی بن ابیطالب کے ذریعہ سے اُنسے انتقام لیں گے۔ مخالفین میں سے سمعانی نے کتاب فضائل الصحابہ میں بمقام تعداد فضائل جناب امیرؑ میں اس روایت کو جابر بن عبداللہ انصاری سے اسی طرح پر نقل کیا ہے اور سنی و شیعہ نے بطرق متعددہ حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یا علی تو ناکثین و قاسطین و مارقین کے ساتھ جنگ کریگا۔ حاکم نے مستدرک اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں زر سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا ہمنے علی بن ابیطالب سے سنا کہ میں ہوں فتنہ کی آنکھ کا پھوڑنے والا اگر میں نہوتا تو اہل جمل و اصحاب نہروان کے ساتھ جنگ واقع نہوتا ایہا الناس جو درجات عالیات کہ حقتعالیٰ نے تمہارے واسطے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے میں مقرر کئے ہیں اور حضرت رسولخدا نے اُنکے خبر دی ہے میں تمہارے سامنے بیان نہیں کرتا کہ تم اور اعمال صالحہ کو ترک نہ کردو اور ربعی بن خراش سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا ہمنے مدائن میں علی علیہ السلام کو خطبہ کہتے ہوئے سنا ارشاد فرمایا کہ سہیل بن عمر حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی چند نفر ہمارے اولاد عبید قید سے چھوٹ کر بھاگے ہیں اور حمایت اسلام میں داخل ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُنکو مسترد کریں حضرت نے برہم ہوکر فرمایا اے معشر قریش تم باز نہ رہوگے جبتک کہ

تمہاری طرف متقدم جیسا ایسے شخص کو نہ بھیجے کہ اُس کے قلب کو ایمان سے امتحان کیا ہو اور وہ تمکو قتل کرے - اور جزو ثانی کتاب الشریعۃ تصنیف شیخ محمد بن حسین تلمیذ ابوبکر
ابن داؤد سجستانی بن علقمہ بن قیس و اسود بن یزید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم ابو ایوب انصاری کے پاس آئے اور کہا خدا تعالیٰ نے تمکو ایک شرف خاص سے مشرف
کیا ہے کہ جب رسولخدا ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے تو شتر انکی سواری کا تمہارے دروازہ پر بیٹھا اور آنحضرت کی مہمانداری کی عزت تمکو حاصل ہوئی پس ہم کو خبر دو کہ علیؑ
بن ابیطالب کے ساتھ خروج کرنے اور جنگ مسلمانان میں تمہارے ملوث ہونیکی کیا وجہ ہے ابو ایوب نے کہا مرحبا ہو تم پر خوب سوال کیا تم نے اب میں جو کچھ اس کے جواب
میں تم سے کہونگا بحلف کہونگا تم سنو ایک روز حضرت رسولخدا اس مکان میں تشریف رکھتے تھے اور علیؑ انکے برابر بیٹھے تھے میں آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا کہ اتنے میں دروازہ کو حرکت
ہوئی آپنے فرمایا اے انس دیکھ دروازے پر کون ہے انس دروازے پر گیا اور دیکھ کر کہا کہ عمارؓ یاسر ہیں حضرت رسولخدا نے فرمایا اے انس عمارؓ یاسر پاک و پاکیزہ کے لئے دروازہ
وا کر انس نے دروازہ کھولا عمارؓ اندر آئے اور سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور مرحبا کہا پھر فرمایا اے عمارؓ میری اُمت میں میرے بعد عنقریب تفرقہ و اختلاف پیدا ہوگا
اُنکے درمیان باہم تلوار چلے گی اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے - اے عمارؓ تم اُسوقت علیؑ کے ساتھ رہنا اگر تمام زمانہ ایک طرف ہو جائے اور علیؑ ایک طرف تو تم اُنکا
ساتھ نہ چھوڑنا اور علیؑ کی پیروی اختیار کرنا تحقیق کہ وہ تجھکو راہ رست ہدایت پر رکھینگے اے عمارؓ علیؑ کی اطاعت بعینہ میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا کی
اطاعت **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ حقتعالی عمارؓ یاسر کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے وصیت حضرت رسولخدا پر پورا پورا عمل کیا اور تا دم واپسین متابعت امیر المومنینؑ پر ثابت
قدم رہے **کراجکی** نے قاضی اسد بن ابراہیم سلمی سنی متعصب سے اور اُس نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوذر غفاری خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے کہتے تھے کہ جو مجھے پہچانتا ہے
وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر غفاری ہوں میں نے سال گزشتہ میں حضرت رسولخدا کو یہی زنجیر پکڑے ہوئے دیکھا اور فرماتے تھے ایہا الناس
اگر تم اس کثرت سے روزے رکھو کہ مثل زہ ہائے کمان کے باریک و لاغر ہو جاؤ اور اس قدر نمازیں پڑھو کہ پڑھتے پڑھتے تمہاری پشتیں مانند چوبہائے کمان کے کج و خمیدہ ہو جائیں
اور دعائیں مانگتے مانگتے اپنے جسم کو ریزہ ریزہ کر ڈالو باایں ہمہ اگر علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھو گے تو حقتعالی تمہارے اُن سب اعمال پر کچھ بھی نظر نہ کریگا اور بروز قیامت تم کو
سر کے بل جہنم میں ڈالیگا یا ابا الحسن کھڑا ہو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے تحقیق کہ تو اور میں ایک شجرہ سے ہیں میں اُسکی اصل ہوں اور تو اُسکی فرع ہے پس جو شخص فرع کو قطع کرے
اُسکا مقر و ماویٰ بیشک آتش جہنم ہے آگاہ رہو کہ علیؑ سید الوصیین و امام المتقین ہے وہ ناکثین و مارقین و جاحدین کو قتل کریگا علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے کہ جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے
تھی الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں - **ابن ابی الحدید** نے شرح نہج البلاغہ میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ہم رسولخدا کی خدمت میں حاضر تھے حضرت کی نعل مبارک کا
تسمہ ٹوٹ گیا تھا آپنے حضرت علیؑ کو دیا تا کہ درست کر دیں پھر فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص تاویل قرآن پر جنگ کریگا جسطرح کہ میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے ابوبکر نے
کہا یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں بلکہ وہ خاصف النعل ہے یعنی سینے والا جوتے کا اور علیؑ اُسوقت اس کام میں مشغول تھے راوی کہتا ہے کہ میں علیؑ کے پاس
آیا اور یہ مژدہ انہیں سنایا تو وہ کچھ اس طرف ملتفت نہ ہوئے گویا کہ پہلے ہی سے اس حدیث کو سن چکے ہیں مؤلف کہتا ہے کہ حدیث خاصف النعل ابوسعید خدری سے
کتب اہل سنت میں بہت مشہور ہے اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور بغوی نے شرح السنۃ میں اور اوروں نے اور کتابوں میں اسکو روایت کیا ہے اور بعض کتب میں ہے کہ یہ
روایت ابوسعید مذکور سے سات طریقوں سے روایت کی گئی ہے اور اُسکے طرق سے ایک طریق میں اس طرح پر ہے کہ بعد ابوبکر کے عمر نے پوچھا یا رسول اللہ میں وہ شخص ہوں فرمایا
نہیں بلکہ وہ خاصف النعل یعنی علیؑ ہے اور نیز ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اکثر محدثین نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا یا علیؑ حقتعالی نے
تجھ پر اہل فتنہ کے ساتھ جہاد کرنا فرض کیا جیسا کہ مجھ پر مشرکوں اور کافروں سے لڑنا فرض کیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ اہل فتنہ کون لوگ ہیں - فرمایا وہ ایک قوم ہوگی

جو وحدانیت خدا اور میری رسالت کی گواہی دیگی۔ مگر میری سنت کے برخلاف ہوگی میں نے عرض کی پھر میں کس دلیل و حجت سے انکے ساتھ جنگ کرونگا حالانکہ وہ مثل میرے کلمہ گو ہونگی فرمایا دین خدا میں بدعات کرنے اور احکام خدا کی مخالفت سے عرض کی یارسول اللہ آپنے میرے لیے شہادت کا وعدہ فرمایا ہے دعا کیجئے کہ میں آپکے سامنے شہید ہو جاؤں اور یہ مفسدے نہ دیکھوں فرمایا اگر ایسا ہو تو ناکثین و قاسطین و مارقین کے ساتھ کون جنگ کرے گا اور شہادت کا جو وعدہ ہے سو تو اسپر ضرور فائز ہوگا اور تیری ڈاڑھی تیرے خون سر سے خضاب ہوگی پس یا علیؑ تو اسوقت کسطرح صبر کریگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ صبر کا مقام نہیں شکر کی جگہ ہوگی کہ جس امر کی مجھکو آرزو ہے وہ حاصل ہوگا۔ فرمایا ہاں درست ہے پس خصومت کے لئے آمادہ رہو کہ میرے بعد تجھ سے دشمنی کریں گے میں نے عرض کی اس کیفیت کو کسی قدر اور وضاحت کے ساتھ بیان کیجئے۔ فرمایا میری اُمت میں میرے بعد فتنہ و فساد برپا ہونگے قرآن کو اپنی اغراض فاسدہ کی موافق تاویل کریں گے شرع میں رائے کو دخل دیں گے شراب کو نبیذ رشوت کو ہدیہ سُود کو بیع کے نام سے حلال کریں گے کتاب خدا کی تحریف ہوگی اور گمراہی و ضلالت غلبہ پائیگی پس یا علیؑ تو اسوقت خانہ نشینی و گوشہ گزینی اختیار کرنا جبتک کہ امر خلافت تیری طرف رجوع کرے جب ایسا ہوگا تو کینہائے دیرینہ سینوں میں جوش زن ہونگے اور انواع و اقسام کے حیلے عمل میں لائیں گے پس اسوقت تو تاویل قرآن پر جہاد کرنا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جہاد کیا ہے تحقیق کہ انکا انجام انکے آغاز سے بہتر نہ ہوگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں ان فتنہ پردازوں کو کس مرتبہ پر رکھوں فتنہ و فساد کے یا کفر و ارتداد کے۔ فرمایا وہ اہل فتنہ ہیں جس میں نابینا رہیں گے جبتک کہ ہمارا عدل انکو ادراک کرے ہم سے ہی اسکی ابتدا ہوئی ہے اور ہمیں پر خاتمہ ہوگا۔ اور تالیف قلوب ہماری طرف سے عمل میں آئیگی میں نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمکو یہ فضیلتیں کرامت کیں بغوی نے شرح السنۃ میں عبداللہ مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا اُمّ سلمہ کے گھر میں تشریف لائے اور علیؑ اسوقت وہاں موجود تھے فرمایا اے اُمّ سلمہ قسم بخدا کہ یہ یعنی علیؑ ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ کریگا **شیخ مفید** علیہ الرحمہ نے کتاب کافیہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے جو چاہے تم سے کہ پیروان دجال کے ساتھ جنگ کرے وہ صحاب جمل و صفین و نہروان سے لڑے اور حذیفہ مذکور قبل خلافت امیر المومنین یا ابتدائے خلافت میں قبل جنگ جمل کوفہ میں فوت ہوئے اور کتاب **خصال** میں امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک شہر ہے جس کا نام حصینہ ہے وہ ان ناکثین کے واسطے ہے جنہوں نے بیعت کر کے تلوار کھینچی **رجال نجاشی** میں ابو رافع صحابی رسول خدا سے منقول ہے کہ اس نے کہا میں ایک روز حضرت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ آرام میں ہیں یا کیفیت نزول وحی آپ پر طاری ہے ناگہاں ایک سانپ پر جو گوشہ خانہ میں بیٹھا تھا میری نظر پڑی میں نے اسکا قتل کرنا مناسب نہ جانا کہ مبادا اسکی آواز سے حضرت کی خواب راحت میں خلل آئے لیکن حضرت رسولخدا اور سانپ کے درمیان میں لیٹ گیا کہ اگر اس سے کوئی ضرر پہنچے تو مجھکو پہنچے سرور کائنات اس سے محفوظ رہیں تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ اُٹھے اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت کرتے تھے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ یعنی تمہارا ولی امور صرف خدا ہے اور اسکا رسول اور وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور نماز کو برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جبکہ رکوع میں ہوں پس فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنی نعمت و احسان کو علیؑ پر تمام کیا مبارک اور گوارا ہو علیؑ کو کہ حقتعالی نے اسے اوروں پر فضیلت بخشی پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تیرے یہاں لیٹنے کا کیا باعث ہے میں نے سانپ کا قصہ بیان کیا فرمایا اٹھ اور اسے قتل کر میں نے اٹھکر سانپ کو قتل کیا پس رسولخدا نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے ابو رافع تیرا کیا حال ہوگا اسوقت جبکہ قوم علیؑ علیہ السلام کے ساتھ جنگ و جدال کریگی اور علیؑ حق پر ہونگے اور وہ باطل پر پس حق خدا و رسول اسوقت یہ ہے کہ تو ان پر جہاد کرے اگر ہاتھ میں طاقت نہ ہو تو دل میں بیزار ہو میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے لئے دعا کیجئے کہ اگر اس زمانے تک زندہ رہوں تو حقتعالی مجھکو انکے ساتھ جہاد کرنیکی طاقت بخشے اور اسمیں میری اعانت فرمائے آنحضرت نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ اَدْرَکَھُمْ فَقَوِّہٖ وَاَعِنْہُ پروردگار

اگر ابو رافع اُسوقت تک زندہ ہو تو اُسے طاقت بخش اور اسکی اعانت کر پھر باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا اَیُّہَا النَّاس جو شخص کہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور میری جان کے امین اور نگہبان کو دیکھنا چاہے وہ دیکھ لے کہ یہہ ابو رافع ہے ابو رافع کا پوتا عون بن عبید اللہ بن ابی رافع کہتا ہے کہ جب علیؑ کی ساتھ بیعت ہوئی اور معاویہ نے شام میں علم مخالفت بپا کیا۔ اور طلحہ زبیر بصرہ کو فساد کے لئے گئے تو ابو رافع نے کہا یہہ وہی زمانہ ہے جسکی رسول خدا نے مجھے خبر دی تہی کہ ایک قوم علیؑ سے لڑیگی اُس قوم سے راہ خدا میں جہاد کرنا صحیح و درست ہوگا اُسوقت ابو رافع کا سن پچاسی سال کا تہا اور بوجہ کہن سالی قویٰ اُسکے سُست و ضعیف ہوگئے تھے خیبر میں جو جائداد و مکان رکہتے تہے اُسکو بیچ ڈالا اور ہمراہی رکاب جناب ولایت مآب کو مایہ سعادت جانکر ساتھ ہوگئے سبحان اللہ کیا اعتقاد تہا کہتے تہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ خوش نصیبی میں کوئی دوسرا میرے مقابل نہیں دو بیعت یعنی بیعت عقبہ و بیعت رضوان تحت الشجرہ میں شامل تہا اور دو قبلے بیت المقدس اور کعبہ کیطرف نماز پڑھنے کا شرف مجھکو حاصل ہے تین مرتبہ قربۃً الی اللہ ہجرت کر چکا ہوں راوی کہتا ہے میں نے پوچھا کہ تین ہجرتیں کونسی ہیں کہا اوّل ہجرت جعفر بن ابوطالب کی ساتھ ملک حبشہ کی دوسری حضرت رسول خدا کے ساتھ مدینہ کی تیسری یہہ ہجرت ہے کہ علی بن ابیطالب کے ساتھ کوفہ آیا ہوں پس ابو رافع امیر المومنینؑ کی خدمت میں کوفہ میں ساتھ تھے تا آنکہ آنحضرت نے شہادت پائی اور امام حسنؑ مدینہ کو واپس تشریف لائے تو یہہ بھی اُنکے ساتھ تھے چونکہ مدینہ میں اُنکی بود و باش کے لئے کوئی مکان اُنکا نہ رہا تہا امام حسنؑ نے خاص مکان سکونت امیر المومنینؑ سے نصف اُنکو عطا کیا اور کچھ زمین بھی مدد معاش کے لئے اُنکو عطا فرمائی جسکو عبید اللہ بن ابو رافع نے معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ ستر ہزار درہم میں فروخت کیا۔

ذکر شروع قصۂ جمل

راویانِ اخبار و ناقلانِ آثار نے بیان کیا ہے کہ یہہ جنگ بروز جمعہ دسویں جمادی الآخر سنہ ۳۶ ہجری کو بمقام خریبہ بیرونِ بصرہ واقع ہوا حضرت عائشہ کی سواری اُس روز طرفہ ہیچ در ہیچ سے نکلی تھی جمل عسکر پر جسکا کسیقدر حال پیشتر ذکر ہوچکا ہے محمل تشریف رکھا ہوا تہا جسمیں صفائح آہنی لگے تھے اور پار چہ لپیٹ کر چیتے کی کھالیں اُس پر سے لگائی تھیں اور مزید استحکام کے لئے آہنی زرہیں اُسکے اوپر اُڑہائی گئیں تھیں دہنی بائیں جانب طلحہ زبیر خلعت و زرہ پہنے ہوئے گھوڑوں پر سوار عقب میں لشکر بصرہ قطار در قطار یہی جمل نشان لشکر تہا اسکے سوا کوئی علم لشکر جداگانہ نہ تہا۔ کیا خوب کہا ہے جناب مولانا مفتی میر عباس طاب ثراہ نے اس مقام پر ۵ حُمیرا جنگ جو با حیدر آمد ✦ کہ جنگش جنگ با پیغمبر آمد ✦ پدر ابو بکر تر سوک جہان بود ✦ نگہ کن دختر ش جنگے بر آمد لطیفہ عالمگیر بادشاہ نے ایک مرتبہ دربار عام میں کہا کہ عائشہ کو فاطمہ پر فوقیت ہے اور احادیث نبویہ اس پر دلالت رکھتی ہیں لیکن قرآن شریف میں کوئی ایسی آیہ نہیں جس سے یہہ فضیلت و فوقیت پایۂ ثبوت کو پہنچے نعمت خان عالی شیعی موجود تھے اُس نے دست بستہ عرض کی جہاں پناہ کلام اللہ سے تو حضرت عائشہ کی فضیلت صاف عیاں ہے پوچھا کسطرح کہا حقتعالیٰ فرماتا ہے فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً یعنی حقتعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر فضیلت بخشی ہے عائشہ نے بصرہ میں علیؑ پر جہاد کیا وہ مجاہدین سے ہیں فاطمہ زہرا نے کبھی گھر سے قدم بھی باہر نہیں نکالا پھر عائشہ اُنسے کیونکر افضل نہوں القصہ لشکر منصور علی مرتضیٰ میں میمنہ پر مالک اشتر علیہ الرحمہ و دلاور و سعید بن قیس اور میسرہ پر حضرت عمار یاسر و شریح بن ہانی قلب میں محمد بن ابی بکر و عدی بن حاتم اور جناح[۱] پر زیاد بن کعب و حجر بن عدی کمین گاہ پر عمرو بن حمق و جندب بن زہیر سعادت منار تھے اور پیادوں پر ابو قتادہ انصاری صحابی رسول خدا اور علم نصرت شیم فرزند دلبند حضرت اسد اللہ الغالب محمد بن حنفیہ کے ہاتھ میں تہا اور شعار[۲] اس فوج ظفر موج کا حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ تہا

[۱] جناح کسحاب آن گروہ کہ در دو سو لشکر باشد براے استظہار منتہی الارب [۲] شعار اکثر لوگ اپنا نشان و علامت اہل جنگ کسی شعر جس سے ایک دوسرے کو پہچانیں اور نیز وہ اصطلاحی فقرہ جسے جنگ میں پڑہکر اپنے ساتھی کو اپنے اعداء سے تمیز کریں

اور شعار لشکر بصرہ کا بالذات عثمان تھا دستورات حمیدہ و عادات پسندیدہ حضرت امیر المومنین سے تھا کہ جنگ اعدا میں کبھی اپنی طرف سے پیش قدمی نہ فرماتے بلکہ ابتدا میں
جہاں تک ممکن ہوتا غنیم کو وعظ و پند کرتے اور اشتعال آتش جنگ و جدال کو اس آب زلال سے منطفی کرنا چاہتے اس موقع پر بھی ہر چند کہ ابتدائے خروج مدینہ منورہ سے طلحتین کو زبانی بذریعہ
نامہ و پیام کے بارہا فہمائش کر چکے تھے مگر خاص بروز جنگ بتقاضائے اپنی عادت شریف و جبلت منیف کے بہت سمجھایا اور در شہوار مواعظ سے انکے گوش ہوش کو گراں بار فرمایا عائشہ سے
کہا کہ خدا سے ڈرو اور یہاں سے مراجعت کرو تمہارے لئے خانہ نشینی اور عزلت گزینی کا حکم ہے نہ کوچہ گردی و صحرا نوردی کا۔ طلحہ زبیر سے فرمایا کہ حیا کرو اور اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر
دیکھو کہ کیسی بیجا حرکت تم سے سرزد ہوئی ہے کہ اپنی بیبیوں کو مکانات میں پردۂ عصمت کے اندر محفوظ رکھا ہے اور حرم رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس مجمع عام میں لائے ہو یہی
گفت و شنید میں صبح سے دوپہر ہوگئی مگر انہیں کی سمجھ میں خاک نہ آیا وہی مرغی کی ایک ٹانگ بتلایا کئے اور خون عثمان کا ڈھکوسلا انکے زبان تھا جسکی نسبت بارہا جواب شافی
بدلیل و برہان مسکت پاچکے تھے تاریخ طبری میں منقول ہے کہ امیر المومنین نے عبد اللہ ابن عباس و زید بن صوحان کو عائشہ کے پاس بھیجا انہوں نے اسکو سمجھایا اور عذاب آخرت
سے خوف دلایا عائشہ نے کہا کہ مجھکو علی کی حجتوں کی طاقت نہیں ابن عباس نے کہا تو مخلوق خدا کے حجتوں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی تو فردائے قیامت تجھ خدا کے مقابلہ میں
کیا کریگی۔ سنی شیعہ نے بروایات متواترہ معتبرہ نقل کیا ہے کہ امیر المومنین اس روز دونو صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور بآواز بلند فرمایا کہاں ہیں طلحہ زبیر باہر آئیں کہ
انکے بالمشافہ گفتگو کی جائے۔ راوی کہتا ہے کہ اسوقت ہتیار و سلاح سے جسم مبارک بالکل عاری تھا۔ صرف پیرہن زیب بدن تھا۔ اور عمامہ سیاہ سر مبارک پر بندھا تھا اور
استر سفید رسولخدا پر سوار تھے۔ صحابہ نے عرض کی یا امیر المومنین آپ اس حالت میں انکو طلب فرماتے ہیں حالانکہ وہ کثرت اسلحہ سے غرق دریائے آہن ہیں فرمایا مجھے اس سے خوف
کچھ نہیں میری موت شقی ترین امت کے ہاتھ سے ہوگی نظیر پے کنندۂ ناقۂ صالح ہے پھر دوبارہ آواز دی۔ تو زبیر یا طلحہ و زبیر دونو نکلے آپنے فرمایا اے ابو عبد اللہ تو قدیم سے میرے
دوستوں اور ہواخواہوں میں تھا اب کیا ہوا جو یکایک دشمنی پر کمر باندھی اور میرے خون کے درپے ہوا اس نے کہا مجھ پر اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ تمکو خلافت سے خلع
کریں کس لئے کہ تمنے فتنہ انگیزی کر کے خلیفہ وقت کو مظلوم قتل کرایا۔ آپنے فرمایا تم مجھے یہ کہتے ہو حالانکہ خون عثمان تمہاری تلواروں سے ٹپکتا ہے **روضۃ الصفا** میں ہے
کہ آپنے فرمایا بہتر یہ ہے کہ ہم اس معاملہ میں مباہلہ کریں یعنی ہم سے جو انکے قتل پر راضی ہوا ہو اور جس نے اس بارہ میں سعی کی ہو طرفین سے دعا کریں کہ وہ فی الفور غضب الٰہی میں
گرفتار ہو جائے طلحتین نے انکار کیا۔ آپنے فرمایا اے طلحہ اور اے زبیر تمہیں جوش ایمان مانع نہ آیا کہ اپنی ازواج کو گھر میں چھپا آئے اور شریک حرمت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو
دلال جانا عائشہ کو اس انبوہ کثیر و جم غفیر میں لا کھڑا کر دیا قسم بخدائے عزوجل کہ تمہاری خیر و خوبی اسی میں ہے کہ یہاں سے پھر جاؤ ہر چند کہ یہ امر بالفعل تمہارے لئے باعث عار ہے
بتحقیق کہ ثانی الحال اس کے ترک میں عار و نار دونو ہیں۔ اور تاریخ طبری وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت میں ہے کہ آپنے فرمایا اے زبیر تجھے یاد ہے کہ ایک روز تو مدینہ میں میرے
ساتھ باتیں کرتا تھا حضرت رسولخدا تشریف لائے اور تجھے میری جانب خندان دیکھکر فرمایا اے زبیر تو علی کو دوست رکھتا ہے تو نے کہا یا رسول اللہ کون چیز مانع ہے مجھکو محبت
علی سے حالانکہ جو قرابت قریبہ و محبت ایمانیہ میرے اور انکے درمیان ہے وہ کسی کے ساتھ نہیں آنحضرت نے فرمایا اے زبیر ایک روز وہ ہوگا کہ تو علی سے جنگ کریگا حالانکہ ظلم
معرکہ میں تیری طرف سے ہوگا۔ تو نے کہا پناہ لیجاتا ہوں طرف خداتعالیٰ کے اس روز سے۔ زبیر نے یہ سنکر کہا یا ابو الحسن تمنے مجھکو اسوقت وہ بات یاد دلائی کہ اگر پہلے ہی
یاد ہوتی تو میں ہرگز جنگ کا قصد نہ کرتا۔ آپنے فرمایا اور اسکو پھر تو بتا کہ تو نے برضا و رغبت میرے ساتھ بیعت نہیں کی زبیر نے کہا کہ کی فرمایا پھر کس وجہ سے مجھ سے مفارقت
کرتا ہے زبیر خاموش ہوگیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر بولا یا علی قسم بخدا کہ میں تم سے اب جنگ نہ کرونگا اور اس کلام کے بعد اپنے لشکرگاہ کو لوٹا اور یہ اشعار پڑھتا تھا ؎
اَخْتَرْتُ عَاراً عَلٰی نَارٍ مُؤَجَّجَةٍ ٭ اَنّٰی یَقُوْمُ لَهَا خَلْقٌ مِّنَ الطِّیْنِ ٭ نَادٰی عَلِیٌّ بِاَمْرٍ لَسْتُ اَجْهَلُهٗ ٭ عَارٌ لَعَمْرُكَ فِی الدُّنْیَا وَفِی الدِّیْنِ ٭ فَقُلْتُ حَسْبُكَ مِنْ لَوْمٍ

اَبَا حَسَنٍ ✤ فَجَعَلَ الَّذِیْ قَدْ قُلْتُہٗ بِکَفِیْنِیْ یعنی اختیار کیا ہے ننگ عار کو آتش افروختہ پر جسم خاکی کو کہاں طاقت ہے کہ اُسکے سامنے قیام کرے - علیؑ نے مجھسے وہ امر بیان کیا جس سے میں ناواقف نہ تھا - تیری عمر کی قسم کہ وہ دین و دنیا میں باعث عیب و عار ہے بیٹے نے کہا اے ابو الحسن بس اب ملامت کو کوتاہ کرو کس لئے کہ جو تمنے کہا مجھے تھوڑا سا اس سے کافی ہے - پس زبیر لشکر میں واپس گیا اور عائشہ نے اُس سے دریافت حال کیا تو اُس نے کہا کہ ابتدائے سن شعور سے آجتک ہر معرکہ میں میرا شریک ہونا کسی مصلحت و دوراندیشی پر مبنی ہوتا تھا - الا آج اس جنگ میں علیؑ بن ابیطالبؑ اسوقت مجھکو وہ بات یاد دلائی کہ اگر پہلے سے یاد ہوتی تو ہرگز اس طرف کا رُخ نہ کرتا - اور اب عازم جازم ہوں کہ یہاں سے نکلجاؤں اور گوشہ عافیت میں منزوی ہوں ؎ حالیا مصلحت وقت در آں مے بینم ✤ کہ کشم رخت بیک گوشہ و خوش بنشینم ✤ طلحہ نے کہا اے زبیر تجھکو علیؑ نے سحر کیا اُس نے کہا سحر نہیں بلکہ حجت کو مجھ پر تمام کیا اور جو بات میں بھول گیا تھا یاد دلائی عبداللہ بن زبیر نے جو دیکھا کہ محنت کی کرائی برباد ہوتی ہے بہت گھبرایا اور اُسکے اکسانے اور غیرت دلانے کو بیہودہ اپنا شروع کیا - کہ تو نے نشانہائے علی بن ابیطالب کو جنہیں جوانان شجاع و دلیر اُٹھائے ہوئے ہیں دیکھا اور موت سرخ کو اُنکے نیچے سے معائنہ کیا پس خوف و ہراس تجھ پر چھا گیا تعجب ہے کہ ان لشکر ہائے گران کو تو نے جمع کیا اب جو وقت کہ طرفین آمادہ پیکار رہیں چاہتا ہے کہ انہیں انکے حال پر چھوڑ کر چلا جائے - مدینہ میں قریش کو کیا مونہہ دکھائیگا ای پدر خدا سے ڈر دشمنوں کو ہم پر شماتت کا موقعہ نہ دے اور فرار کو قرار پر اختیار نہ کر المختصر اس قدر لسانی و چرب زبانی کام میں لایا کہ زبیر نے کہا پھر اب کیا ہو سکتا ہے حالانکہ میں قسم کھائی ہے کہ علیؑ کی ساتھ جنگ نہ کرونگا - عبداللہ بن شوم نے کہا کہ چارہ قسم کفارہ قسم ہے وہ ادا کر کہ قتال تجھ پر حلال ہو جائے زبیر نے مکحول نام اپنے غلام کو اس قسم کے کفارہ میں آزاد کیا اور صف جنگ میں آکر بدستور کھڑا ہو گیا - شعرائے اس واقعہ میں اشعار لکھے ہیں از انجملہ ہمام ثقفی کے شعر جنکو صاحب نزہتہ الابصار نے ابن مہدی سے نقل کیا ہے یہ ہیں ؎

اَیُعْتِقُ مَکْحُوْلًا وَیَعْصِیْ نَبِیَّہٗ ✤ لَقَدْ تَاہَ عَنْ قَصْدِ الْہُدٰی ثُمَّ عَوَّقَ ✤ اَیَنْوِیْ بِہٰذَا الصِّدْقَ وَالْبِرَّ وَالتُّقٰی ✤ سَیَعْلَمُ یَوْمًا مَنْ یَّبَرُّ وَیَصْدُقُ ✤ لَشَتَّانَ مَا بَیْنَ الضَّلَالَۃِ وَالْہُدٰی ✤ وَشَتَّانَ مَنْ یَّعْصِی النَّبِیَّ وَیُعْتِقُ ✤

ترجمہ

یعنی مکحول غلام کو آزاد کرتا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کی نافرمانی کرتا ہے - ہر آئنہ طریق ہدایت میں خود حیران ہے اور دنکو اُس سے باز رکھتا ہے - (وہ زبیر) اس فعل سے صدقہ اور نیکی اور پرہیز گاری کا ارادہ کرتا ہے - عنقریب ایک روز اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ کون نیکی کرتا ہے اور کون صدقہ دیتا ہے البتہ ضلالت و ہدایت میں بڑا فرق ہے اور نبی کی نافرمانی کرنیوالے اور غلام آزاد کرنیوالے میں فاصلہ بعید واقع ہے - مجلسی علیہ الرحمہ نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ طلحہ زبیر امیر المومنینؑ کے سامنے آئے تو آپنے فرمایا قسم بخدا کہ تم دونو جانتے ہو اور صاحبان علم اہلبیت رسولخدا سے کہ علم رکھتے ہیں اور خود عائشہ اس سے ناواقف نہیں کہ اصحاب جمل و نہروان بزبان فیض ترجمان رسول آخر الزمان ملعون و مطرود ہو چکے ہیں وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی زبیر نے کہا ہم ملعون کیسے ہو سکتے ہیں حالانکہ اہل جنت سے ہیں آپنے فرمایا اگر میں تمکو جنتی جانتا تو تمہارے ساتھ کا ہے کو لڑتا اور اس جنگ کو کیونکر حلال جانتا زبیر نے کہا تمنے سعید بن نفیل کی حدیث نہیں سُنی کہ اُس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے روایت کی ہے کہ قریش سے دس آدمی جنتی ہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا میں نے عثمان کے زمانے میں اُسے یہ کہتے ہوئے سُنا تھا زبیر نے کہا تو اُس نے تمہارے نزدیک پیغمبر خدا پر بہتان اُٹھایا آپنے فرمایا میں اس بارے میں کچھ نہ کہونگا جبتک کہ تو نہ بتلائے کہ وہ دس شخص کون ہیں زبیر نے کہا فلاں فلاں اور فلاں تھے کہ نو مرد شمار کئے منجملہ اُنکے عبدالرحمن بن عوف ابو عبیدہ جراح و سعید بن عمر بن زید بن نفیل کا نام لیا امیر المومنینؑ نے فرمایا تو نے نو آدمی شمار کئے دسواں کون ہے کہا یا علیؑ دسویں تم ہو آپنے فرمایا تمکو میری جنتی ہونیکا اقرار ہے حالانکہ میں تمہاری اس دعوے سے انکار کرتا ہوں اور اسکو قبول نہیں کرتا قسم بخدا کہ بعض انہیں سے جنکا تو نے ذکر کیا طبقہ زیرین جہنم میں درمیان چاہ آتشین کے ہیں جسکی مونہہ پر سنگ عظیم رکھا ہوا ہے جب حقتعالیٰ آتش جہنم کو زیادہ روشن کرنا چاہتا ہے تو اس پتھر کو سر چاہ سے اُٹھا دیتا ہے اور اُسکی حرارت سے تمام جہنم کو مشتعل فرماتا ہے میں نے حضرت رسولخدا سے یہ

سُنا ہے دروغ کہتا ہوں تو حق تعالیٰ مجھکو تجھہ پر مظفر و منصور کرے ورنہ میں تیرے اور تیرے اصحاب پر فتح پاؤں زبیر یہہ سنکر گریاں واپس ہوا پھر حضرت علی طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ تم اپنی ازواج کو ساتھ لائے ہو کہا نہیں فرمایا تو تم نے زوجہ رسول خدا کو جنکو بحکم قرآن مامور بہ خانہ نشینی تھی باہر نکالا اور اپنی بیویوں کو پردوں اور خیموں کے اندر محفوظ
رکھا تم نے رسول خدا کے ساتھ انصاف نہ کیا کہ اُنسے بات کرنے کا وراء حجاب کے حکم تھا۔ اور تم نے جو ابن زبیر کے پیچھے نماز پڑھی اسکا کیا سبب ہے کیا ایک دوسرے کی امامت پر رضامند
نہوئے اور کس لئے میرے اوپر فوج لائے طلحہ نے کہا ہم چند شخص شوری میں داخل تھے ایک مرگیا ایک مقتول ہوا چار باقی ہیں کوئی ہم سے تمہاری خلافت پر راضی نہیں آپنے فرمایا بوقت شوری
امر خلافت دوسرے کی ہاتھ میں تھا اب میرے قبضہ میں ہے اس حالت کا اُسپر قیاس نہیں ہوسکتا آیا اگر میں بیعت عثمان کے بعد شوری کا خواہاں ہوتا تو میرے نزدیک
جائز تھا کہا نہیں کس لئے کہ تم نے عثمان سے برضا و رغبت بیعت کی تھی فرمایا برضا و رغبت کہاں تھی حالانکہ اُسکے اعوان و انصار شمشیر ہائے برہنہ میرے سر پر کھڑے ہوئے کہتے تھے
کہ بیعت کرو ورنہ تمکو قتل کریں گے۔ میری بیعت کے وقت کوئی تمکو اس طرح نہ کہتا تھا اور تم نے میرے ساتھ برضا و رغبت بیعت کی نہ کہ میں نے عثمان کے ساتھ پس میری حجت
اکراہ بیعت میں تمہاری حجت سے واضح تر ہے منقول ہے کہ اس اثنا میں چند لشکریان عائشہ حملہ آور ہوکر خواہان کارزار ہوا مگر امیر المومنین موافق اپنے شیوہ کریمہ کے جنگ میں توقف
کرتے تھے اور اصحاب کو اس سے مانع آتے تھے اور درمیان دو صفوں کے لسان شیر دلاور گشت کرتے تھے عائشہ نے یہہ دیکھکر کہا کہ قسم بخدا کہ پسر ابوطالب جو بیکار ہیں سو توقف میں منتظر
زوال آفتاب ہے جسطرح پر کہ سرور کائنات جنگ بدر میں اسکی منتظر تھے حضرت نے فرمایا ای عائشہ تو عنقریب اپنے کردار ناہنجار پر پشیمان ہوگی پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ میں نے
اس گروہ کے ساتھ معذرت کی اور اُنکو عاقبت بد فتنہ و فساد سے خوف دلایا اور جو مجھہ پر فرض تھا اُسکو بجالایا پروردگار تو اس امر کا شاہد رہیو شیخ سدید مفید علیہ الرحمہ نے
بسند معتبر ابوعبداللہ عنزی سے روایت کی ہے کہ ہم بروز جمل علی ابن ابیطالب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ کچھہ لوگ آپکے اصحاب سے چیختے ہوئے آئے کہ یا امیر المومنین ہم پر تیر لشکر مخالف سے آتے ہیں
حضرت نے کچھہ جواب نہ دیا ایک ساعت کے بعد ایک اور گروہ نے شکایت لایا اور بیان کیا تیرہائے اعدا نے ہمکو مجروح کردیا آپنے فرمایا اے قوم ابھی ملائکہ آسمان سے نازل
نہیں ہوئے میں کیونکر جنگ کی طرف مبادرت کروں راوی کہتا ہے کہ ہم ابھی اپنے مقام سے نہ اُٹھے تھے اور ہوا اُسوقت مطلق نہ تھی کہ یکایک ایک نسیم خوشگوار ہمارے پیچھے کی
طرف سے چلی اور قسم بخدا کہ وہ ایسی سرد تھی کہ دو شانوں کے درمیان کپڑوں اور زرہوں کے اندر اُسکی سردی محسوس ہوتی تھی امیر المومنین یہہ کہکر اُٹھے اور زرہ پہنی بخدا اسکو گمان
کہ میں کوئی لڑائی اپنی عمر میں اسقدر جلد فتح ہوتی نہیں دیکھی۔ اور نیز مروی ہے کہ امیر المومنین نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جلدی نہ کرو کہ میں اس قوم پر اتمام حجت کرلوں تاکہ فردائے قیامت
سامنے حق جل وعلا کے معذور ہوں یہہ کہکر قریب لشکر بصرہ کے تشریف لائے اور فرمایا ای اہل بصرہ میری عہد حکومت میں کوئی ظلم تم پر ہوا ہے کہا نہیں فرمایا تقسیم مال میں
میں نے کسیکی حق تلفی کی ہے کہا نہیں فرمایا مال دنیا سے اپنے یا اپنے اہلبیت کے لئے میں نے کچھہ جدا کرلیا ہے کہ تمہیں اُسمیں شریک نہ کیا ہو اور یہہ امر تمہاری ناراضگی و نقض بیعت کا باعث
ہوا ہو کہا نہیں فرمایا پھر کیا باعث ہے کہ میری بیعت کو توڑتے ہو حالانکہ خلفائے سابقین کے ساتھ تم نے ایسا نہیں کیا اسکا کچھ جواب نہ دیا تو باواز بلند فرمایا ایہا الناس
میں نے اس قوم کے ساتھ حد سے زیادہ آشتی و مدارا کیا اُنکی نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ نامرعی نہ چھوڑا تاکہ وہ اپنی افعال زبون سے باز آئیں اور حرکات نکوہیدہ و ناپسندیدہ پر
نادم و منفعل ہوں مگر انہوں نے میرے کلام کو بسمع قبول استماع نہ کیا اور ناعاقبت اندیشی و جہل سے اُسیطرح بغاوت پر مصر ہیں اور بیان کا نہ مجھسے استدعائے جنگ کرتے ہیں
تعجب کا مقام ہے مجھکو کب اُنہوں نے دیکھا کہ میں نے تیغ زنی و تیر افگنی سے کبھی فرار کیا ہو یا محاربہ دشمن میں خوف و ہراس نے مجھہ پر غلبہ پایا ہو میں وہی ابوالحسن ہوں کہ جس نے
دشمنوں کی صفوں کو متحکم ہی شکست ڈالی اور انکی جماعات کو متفرق و پراگندہ کیا آج بھی اسی دلیری و دلاوری سے انکا مقابلہ کرونگا حالانکہ وعدہ ایزدی جنکی فتح و نصرت کا مجھسے
اقرار کیا گیا ہے میں یقین کامل و اعتقاد واثق رکھتا ہوں لیس طلحہ کی عجب حالت ہے اول تو قتل عثمان پر خود لوگوں کو تحریص و ترغیب کرتا تھا جب وہ مارا گیا تو اسکا طالب خون ہو کر آ

بنا ہے قسم بخدا کہ اُسکی حالات میں صریح تناقض ہے اور وہ مصلحت و عاقبت اندیشی سے بمراحل دور افتادہ ہے اگر عثمان درحقیقت ظالم تھا جیسا کہ اُسکا دلی اعتقاد ہے تو اُسکے قاتلوں کا ممنونِ احسان ہونا چاہیے تھا نہ کہ دشمنِ جان اور جو اُسکے نزدیک مظلوم شہید ہوا تو اُسکی زندگی میں اُسکی اعانت و امداد اُسپر فرض تھی اور جو بہر حال تابع رضا خدا اور راضی بقضا تھا تو کسی کی مرگ کے درپے ہوتا۔ اور گھر میں بیٹھ رہتا۔ میں ان باتوں میں سے کوئی بات اُس سے مشاہدہ نہیں کی صرف یہہ دیکھا کہ اوّل تو نہایت استحکام سے میری بیعت کی جب اُدہر سے حسبِ مراد دنیا حاصل نہوئی تو بلا عذر معقول اُس عہد کو توڑ ڈالا۔ اور اُمتِ محمدیہ میں فسادِ عظیم برپا کیا ای بندگانِ خدا اس قوم کے ساتھ کرنے میں سوئے خلافت کا ذرا خوف نہ کرو کیونکہ اُنہوں نے عہد شکنی کی اور عثمان بن حنیف والی بصرہ کو بغیر سبب گرفتار کرکے طرح طرح سے ایذا و اہانت پہنچائی بیت المال مسلمین پر بظلم متصرف ہوئے بہت سے مسلمانِ امت کو مثل حکیم بن جبلہ عبدی اور اُسکے اصحاب کے قتل کیا۔ مکہ میں جو کچھ مسلمانوں نے اُنکی پنجہ عقوبت سے نکلنا چاہا اُنہوں نے پکڑ کر مار ڈالا ایہا الناس آگاہ ہو کہ موت وہ طالب ہے کہ مقیم اُسکی ہاتھ سے نجات نہیں پاتا اور بھاگنے والا اُسکو عاجز نہیں کرسکتا۔ ہر ذی حیات کے لئے مرگ ضروری و لابدی ہے جو مقتول نہو گا وہ موت سے مریگا۔ بہترین موت جوان مرد کے لئے یہہ ہے کہ معرکہ کارزار میں مقتول ہو قسم ہے اُس خدا کے بزرگ و برتر کی کہ پسر ابو طالب کی جان اُسکے قبضہ قدرت میں ہے کہ ہزار بار تلوار کی ضربت مجھے سہل و آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ بستر پر مرکر جان دوں۔ حضرت اسد اللہ الغالب کی یہہ عادت تھی کہ بوقت جنگ ان کلمات شریفہ کا تکرار کرتے تھے اور روایاتِ کثیرہ معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ بروز جمل آپ اس آیہ شریفہ کو بہت تلاوت فرماتے تھے وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۔ یعنے اگر وہ اپنے قسموں کو بعد عہد کرنے کے توڑیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو تم پیشوایانِ کفر کے ساتھ جنگ کرو بتحقیق کوئی ایمان اُنکے لئے نہیں شاید کہ وہ باز رہیں اور نیز فرماتے تھے کہ قسم بخدا کہ اس آیہ کے مصداق اصحاب جمل ہیں اور اب تک اسکی بموجب عمل ہوا تھا آج اس ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ حبیب السیر وغیرہ کتب تاریخ میں منقول ہے کہ جسوقت رائے زرین امیر المومنینؑ پر منکشف ہوا کہ لشکر عائشہ اپنی کثرت و شوکت پر مغرور ہے اور طریق صلح و آشتی سے نہایت دور تو اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ جو اس فرقہ جفا کار کیطرف جائے اور اُنکو کتاب اللہ کیطرف دعوت کرے اور یہہ آیہ شریفہ اُنکے سامنے تلاوت کرے وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ترجمہ اگر دو گروہ مومنوں کے باہم جنگ کریں صلح کراؤ اُنکے درمیان پس اگر بغاوت کرے ایک اُنمیں سے دوسرے گروہ پر پس قتال کرو اُس بغاوت کرنیوالے سے یہانتک کہ وہ امر خدا کیطرف بازگشت کرے پس اگر رجوع کرے تو صلح کراؤ ان دو فریقوں میں بعدل اور انصاف تحقیق کہ حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے صاحبانِ انصاف کو۔ ایک شخص مسلم مجاشعی نام پر سے نکلا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ قرآن مجید کو دیجئے ان کے پاس لیجاؤں فرمایا تیرے ہاتھ قطع کریں گے اور تجھے قتل کریں گے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ اسکا کچھ خیال نہ کریں میں راہ خدا میں جان دینا زندگی جاوید جانتا ہوں حضرت نے کلام مجید اُسکے حوالے کیا وہ سعادت مند قرآن لیکے صف اعدا کی برابر آیا۔ اور حسب الارشاد اُنکو بطریق مستقیم طاعت خدا و رسول کیطرف دعوت کی اُن بے رحموں نے جو طریق پر حضرت امیر المومنینؑ نے خبر دی تھی اُسکے دونوں ہاتھ کاٹ کر شہید کیا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اُسکی ماں نے یہہ اشعار پڑھے ؎

یَا رَبِّ اِنَّ مُسْلِمًا اَتَاهُمْ ۞ بِمُحْكَمِ التَّنْزِيْلِ اِذْ دَعَاهُمْ ۞ يَتْلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ لَا يَخْشَاهُمْ ۞ فَرَمَّلُوْهُ رُمِّلَتْ لِحَاهُمْ ۞

یعنی ای رب میرے مسلم اُنکے پاس آیات محکمہ قرآن لیکر دعوت کے لئے گیا کتاب اللہ کو اُنکے سامنے بیخوف و ہراس تلاوت کرتا تھا۔ اُنہوں نے اُسکو خون میں رنگین کیا خدا اُنکی ڈاڑھی کو خون میں رنگین کرے پس اصحاب امیر المومنینؑ لاشہ مسلم کو میدان سے اُٹھا لائے حضرت نے اُسپر نماز پڑھی اور ایک مشت خاک اُٹھا کر دشمنوں کیطرف پھینکی اور منتقم حقیقی سے اس قوم مردود کی

کی ہلاکت کی استدعا کی **مؤلف** کہتا ہے کہ حضرات اہلسنت نے یہاں پر بموجب اپنی عادتِ مقررہ کے ملمع کاری کو کام فرمایا ہے اور حضرت حمیرا اور انکے دونوں وزیروں
کے کاروبار پر پردہ ڈالکر انکی عیب پوشی میں قصور نہیں کیا اور بزعم خود اس معرکۂ عظیم و مقاتلۂ شدید کا جسمیں ہزارہا بندگانِ خدا کشتۂ تیغ و سنان ہوئے بلا قصد طرفین
واقع ہونا صحیح و ثابت جانتے ہیں چنانچہ اس مطلب کے لئے ایک عذر بارد جو برودت میں برف سے بڑھا ہے اور وہن و سستی میں تارِ عنکبوت سے کم تر نہیں یہہ تراشا ہے کہ
جن ایام میں لشکرِ ظفر پیکر مقابل افواجِ بصرہ خیمہ زن تھا تو کچھ لوگوں نے اہل صلاح سے درمیان آکر یہہ قرار دیا کہ قاتلانِ عثمان لشکر امیر المومنین سے باہر چلے جائیں تو پھر مصالحہ
فیصل ہو بنا برآں مالک اشتر و عدی بن حاتم قریب پانچسو مرد کہ اکثر انمیں سے رؤسائے عرب سے شمار ہوتے تھے علیحدہ کردئے گئے اور ابواب رسل و رسائل و نامہ و پیام مفتوح
ہوئے مگر ان لوگوں نے جو دیکھا کہ ہم ازاں سو رانده و ازیں سو مانده رہگئے باہم مشورہ کرکے جس روز صبح کو ظن غالب تھا کہ صلح قرار پائے قبل طلوع آفتاب اندھیرے
منہہ لشکرِ عائشہ پر حملہ کیا اور شہرت دی کہ علی بن ابیطالب مع لشکر آپہنچا عائشہ نے یہہ کہکر کہ پسر ابوطالب سے کسی سوا اور کیا توقع تھی جنگ کی اجازت دی بعد ازاں
یہہ حیلہ جو دوسری طرف پھرے اور لشکرِ عائشہ کے رنگ میں ظاہر ہوکر عسکرِ منصور پر آئے پس یہہ فریب انکا کارگر پڑا اور تیر تدبیر نشانہ پر بیٹھا بہادرانِ طرفین مسلح
ہوکر مصروفِ وغا ہوگئے امیر المومنینؑ متعجب کناں سوار ہوئے تو دیکھا ہنگامۂ کارزار گرم ہے اور آتشِ پیکار شعلہ زن ناچار لڑائی میں شریک ہوئے یہہ تقریر اس عذر
کی جسکو رنگا رنگ کی تقریروں سے آراستہ و پیراستہ کرکے مجالسِ مناظرہ میں اہل ایمان کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ میں
کیا ہے لیکن لَنْ يُصْلِحَ الْعَطَّارُ مَا أَفْسَدَ الدَّهْرُ جب زمانہ ہی کی آب و ہوا فاسد ہوجائے تو بیچارہ عطار کی ہاردی کیا کام آسکتی ہے اور اسکی عطر بیزی
کہانتک سمیتِ ہوا کو دور کرسکتی ہے! الحاصل ناظرین اوراق کو معروایات فریقین معلوم ہوا کہ امیر المومنینؑ ابتدائے امر سے مواعظ و نصائح کرکے وقتاً فوقتاً اس قوم پر
اتمام حجت کرتے رہے اور جب نامہ و پیام سے کام نہ نکلا تو عین معرکہ میں طلحہ زبیر کو روبرو طلب کرکے بکمال شد و مد حق نصیحت ادا کیا اور زبیر کو حدیث پیغمبر یاد دلاکر
اسکے ظالم ہونیکا اسکی زبان سے اقرار کرالیا یہہ روایت کثرت نقل سے کتب سنیہ میں قریب بتواتر ات پہنچی ہے محدثوں نے اسکو روایت کیا مورخوں نے نقل کیا
شاعروں نے نظم کیا ہے پس اگر یہہ لڑائی بلا ارادۂ طرفین صرف قاتلانِ عثمان کی حیلہ پردازی سے واقع ہوتی تو ضرور تھا کہ اس گفتگو کے وقت انکا فریب منکشف
اور ابہام ہوجاتا انہوں نے کیوں نہ کہا یا علی تم ہم کو یہہ کہتے ہو حالانکہ العیاذ باللہ غدر کے بانی تم ہو تمنے رات کو شب خون مارا ہم تو آج صلح پر آمادہ تھے مگر پہل تمہاری
طرف سے ہوئی اب ہم مجبور ہیں اور جور و جبر و کہنے میں رعب جناب مرتضوی مانع تھا ہرچند یہہ فرض بہت بعید ہے تو مسلم بیچارہ تو ایک مرد عامی تھا اور وہ یہہ کہنے کے
لشکر میں گیا تھا اسکے سامنے بھی یہہ عقدہ حل نہوا اس سے کہنا تھا کہ تو قرآن بغل میں لئے ہمکو کیا نصیحت کرنے آیا ہے اپنے بھیجنے والے کو سمجھا کہ لڑائی پہلے انہوں نے
شروع کی یا ہمنے - اگر یہہ جواب شافی اصحاب جمل کے پاس ہوتا یا انکا صلح کیطرف کچھ بھی میلانِ خاطر ہوتا تو اس غریب کا کیوں ناحق خون بہتا شاہ صاحب کے معتقدین
کتبِ تاریخ و سیر کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے کہ یہہ بلا عزم طرفین جنگ ہوجانے کے ملمع کاری کہانتک درست ہے عربی کتابیں متعسر ہوں تو روضۃ الاحباب و روضۃ الشہداء
روضۃ الصفا حبیب السیر وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیں دریافت ہوجائیگا کہ امیر المومنینؑ نے قتل مسلم مجاشعی مذکور سے پہلے لڑائی شروع کی یا بعد میں اور خود شاہ صاحب اپنی
کتاب تحفہ میں اس سے پہلے اس جنگ کو امیر المومنینؑ اور طلحہ زبیر وغیرہ اصحاب جمل کیطرف منسوب کر آئے ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ یہہ لوگ حضرت کی خلافت کی برہمزنی کا ارادہ
رکھتے تھے لہذا آپنے انکو قتل کیا یہاں آکر اس تصریح و تحریر سابق کو فراموش فرمایا یا دیدہ و دانستہ اس سے تغافل کرکے اس جنگ عظیم کا بلا قصد طرفین واقع ہونا افادہ
فرماتے ہیں - چنانچہ طعن دوم میں مطاعن عمرؓ کے لکھتے ہیں و نیز این فعل عمر ازیں باب است کہ تر است از فعل جناب امیر کہ چون بعد از شہادت عثمانؓ خلافت برآں جناب

قرار گرفت کسانے را کہ داعیہ بہم زدن ایں منصب عظیم بخاطر آوردہ از مدینہ برآمدہ بمکہ شتافتند و در پناہ سایہ حرم محترم رسول عربی ام المومنین عائشہ صدیقہ در آمدہ دعوئے قصاص از قتلہ او نمودہ آمادہ جنگ و پیکار گشتند تقتل رسانید انتہی اور خود امیر المومنین سے جو بعد ختم جنگ اہل کوفہ کو خط لکھا اور واقدی مورخ معتبر اہلسنت نے اسکو بسند خود روایت کیا ہے اسمیں تحریر ہے فَسِرْتُ اِلَیْهِمْ حَتّٰی نَزَلْتُ ظَهْرَ الْبَصْرَةِ فَاَعْذَرْتُ بِالدُّعَاءِ وَقَدَّمْتُ الْحُجَّةَ وَاَقَلْتُ الْعَثْرَةَ وَالزَّلَّةَ وَاسْتَتَبْتُهُمْ مِنْ نَكْثِهِمْ بَيْعَتِي وَعَهْدَ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَاَبَوْا اِلَّا قِتَالِي وَقِتَالَ مَنْ مَعِيَ وَالتَّمَادِيَ فِي الْغَيِّ فَنَاهَضْتُهُمْ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَتَلَ مَنْ قُتِلَ مِنْهُمْ نَاكِثًا وَوَلَّى مَنْ وَلَّى اِلَى مِصْرِهِمْ یہہ خط بتمامہ کتاب شافی سید مرتضی علم الہدی میں بعد ازاں تشئید المطاعن میں منقول ہے یہاں بقدر حاجت اسمیں سے لیا گیا ہے آیندہ عنقریب تمام نقل کیا جائیگا خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ میں مع اپنے لشکر کے بیرون بصرہ نزول کیا اور دعوت بمعذرت کی اور اپنی حجتوں کو پیش کیا اور اُنکی لغزش و خطا سے چشم پوشی کر کے بیعت کے توڑنے اور عہد خدا کی مخالفت کرنے پر توبہ کا خواستگار ہوا مگر اُنہوں نے میری اور میرے صحاب کے ساتھ جنگ کرنے اور غوایت و گمراہی میں ایام گزارنے پر اصرار کیا پس میں نے راہ خدا میں اُن پر جہاد کیا جو قتل ہوا نکث بیعت میں قتل ہوا اور جو بھاگا اپنے شہر کو بھاگ گیا۔ اس خط سے بھی بصراحت تمام اُنکا معصیت پر مصر رہنا اور دیدہ و دانستہ جنگ کرنا پایا جاتا ہے **القصہ** جب تمرد و سرکشی و ظلم و زیادتی فرقہ باغیہ ناکثین کی حد سے تجاوز کر گئی تو فرمان عالی مشتمل بر پاداش عمل و سرکوبی اس گروہ گستاخ کے پیشگاہ ولایت آیات و امامت آیات سے صادر ہوا۔ مگر قربان حلم و بردباری و رقت قلبی و رحم دلی اس سرور سامی کے کہ اسکے ساتھہ ہی جو بے اعتدالی و تعدی فتحمند قوم سے لشکر منہزم پر ظہور پذیر ہوئیں خاطر عاطر میں خطور و اثر کر گئیں لہذا اصحاب جلادت انتساب سے ارشاد ہوا کہ خبردار بھاگتے کا تعاقب ہنوز زخمی کو قتل نہ کرو کشف عورتین سے اعراض و احتراز رہے مقتولوں کے ہاتھ پیر ناک کان کاٹ کر مثلہ نہ بنایا جائے دشمن کی فرودگاہ میں پہنچو تو کسیکی پردہ دری کو روا نہ رکھو کسیکے گھر میں داخل نہو اور اموال و اسباب کو اُسکے غارت نہ کرو عورات ہر چند تمکو بُرا کہیں بلکہ سب و شتم تک نوبت پہنچائیں اور تمہارے سرداروں اور نیکو کاروں کو ذم و نکوہش سے یاد کریں اصلاً اُنسے متعرض نہو کیونکہ اُنکی عقلیں ناقص اور قوی ضعیف اور قلوب سُست و مضمحل ہیں ہم زنان کافرات کی ایذا رسانی سے منع کئے جاتے تھے یہہ تو پہر کلمہ گو ہیں علاوہ بریں مرد کے لئے عورت سے تعرض کرنا کمال بے حمیتی اور اُنکی چھُری لگانا بھی اخل نامردی ہے اور تا پشتہا پشت یہہ امر اُس کے لئے باعث ننگ و عار ہے الحاصل مردان کار و دلیران شیر شکار کہ منتظر ایک اشارہ کے تھے حکم پاتے ہی مصروف کارزار ہوگئے اور بضرب نیزہ و سنان و شمشیر جان ستان ایک آن کی آن میں ہزاروں تن بے سر و جسم بیجان ہوگئے طرفین سے رجز خوانیاں ہو کر بہادروں کو جرأت و جلادت دلائی جاتی تہی **واقدی** کہتا ہے کہ جنگ جمل سے زیادہ کسی لڑائی میں رجز نقل نہیں ہوئے اکثر اُنسے بنی ضبہ اور بنی ازد کے تھے جو شتر عائشہ کے گرد اُسکی حمایت میں کام آئے **لطیفہ** جس وقت کہ تنور قتال عین اشتعال پر تھا۔ حضرت عائشہ نے ایک مشت خاک اُٹھا کر لشکر منصور کیطرف پھینکی اور باواز بلند کہا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کہ زشت ہوں یہہ صورتیں۔ جیسا کہ حضرت رسولخدا نے جنگ حنین میں فرمایا تھا۔ ایک شخص نے لشکر امیر المومنین سے پکار کر کہا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنے حقتعالی نے اپنے حبیب کے خطاب میں ارشاد فرمایا کہ وہ مشت خاک جو اُنکی طرف پھینکی تونے نہیں پھینکی بلکہ حقتعالی نے پھینکی۔ یعنی جو اثر بد اُسکا کفار پر ہوا وہ خدا کی جانب سے تھا نہ تیری طرف سے مراد یہہ کہ اے عائشہ تونے مشت خاک تو صاحب لولاک کی پیروی سے پھینکا مگر وہ تائید الہی جو آنحضرت کے لئے تھی کہاں سے لائیگی منقول ہے کہ امیر المومنین نے علم لشکر اُس روز اپنے فرزند ارجمند محمد بن حنفیہ کو عطا کیا اور فرمایا یَا بُنَیَّ تَزُوْلُ الْجِبَالُ وَلَا تَزُلْ اے فرزند پہاڑ ٹل جائیں اگر ٹل جائیں تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا اپنے اضراس (دندان) کو دبائے رکھنا اور سر کو راہ خدا میں مستعار دیدو سوا کو زمین میں محکم و استوار کر۔ اقصائے قوم تک نظر پہنچا۔ اور آنکھیں نیچے جھکا اور یقین جان کہ نصرت و فیروزی حق سبحانہ تعالی کی طرف سے ہے۔ جب لشکر مخالف سے ہم تیر آنے لگے تو فرمایا اے فرزند آگے

بڑھا اور حملہ آور ہو محمد بن حنفیہ نے حسب الحکم میدان میں آکر سخت حملہ کیا۔ بنی ازد سے ایک مرد انکے سامنے آکر پکارا اے گروہ بنی ازد حملہ آور ہو محمد نے بہت جلد اُسے واصل جہنم کرکے
کہا اے معشر بنی ازد فرار کرو پھر اسود بن بختری سلمی سامنے آیا اور وہ بھی بضرب سر حضرت شیر خدا کے ہاتھ سے مقتول ہوا پس کعب بن سور ازدی کہ مرد کبیر السن اور عمر خطاب کے
زمانے سے قضائے بصرہ پر مامور تھا اور شتر اسکے شامل لشکر عائشہ ہونیکا ذکر و شتر گزرا باہر نکلا اور یہہ اشعار آبدار اس نے پڑھے ۔ یا معشر الازد علیکم امکم ۞ فانہا صلوتکم
وصومکم ۞ والحرمۃ العظمی التی تعمکم ۞ فاحضروہا جدکم وحزمکم ۞ لا یغلبن سم العدو سمکم ۞ ان العدو ان علاکم زفکم ۞ وخصکم بجورہ وعمکم ۞ لا تفضحوا الیوم فداکم قومکم
یعنی اے گروہ بنی ازد اپنی مادر عائشہ کی معیت کو لازم پکڑو بتحقیق کہ وہ تمہاری نماز و روزہ ہے اور تم سب کی ناموس بزرگ ہے پس بڑی احتیاط سے انکی حفاظت میں سعی کرو ہرگز تمہارے
دشمن کا ارادہ تمہارے ارادہ پر غالب نہ آئے۔ بالفرض اگر عدو نے تم پر غلبہ پایا تو تمکو ذلیل و اسیر کریگا۔ اور کسی خاص عام کو اسکے دست جور و تعدی سے نجات نہ ملیگی۔ تمہاری قوم
تم پر فدا ہو آج فضیحت نہ ہونا۔ واقدی و ابو الحسن مدائنی مورخین اہلسنت نے لکھا ہے کہ اس رجز سے اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے جسکا مضمون یہہ ہے کہ طلحہ زبیر لشکر میں
کھڑے ہوئے اور کہا اے اہل بصرہ اگر علی آج تم پر فتحیاب ہوا تو تمہیں تباہ و برباد کریگا اور تمہارے ننگ ناموس کو خاک میں ملائیگا۔ تمہاری عورات کو کنیز و لونڈی
بنائیگا اطفال کو تیغ ستم سے قتل کریگا پس حفظ آبرو کے لیے جنگ میں سخت کوشش کرو کہ اس بے حرمتی و رسوائی سے محفوظ رہو۔ ابو مخنف کہتا ہے کہ اس پیر مرد یعنی کعب
بن سور سے بڑھکر کسیکے رجز نے اہل بصرہ کے دلمیں جوش حمیت پیدا نہیں کیا۔ اسکے سنتے ہی لوگ ہر طرف سے سمٹ کر جمل عائشہ کے گرد جمع ہو گئے اور ایسی ثابت قدمی سے جمے کہ
مرتے دم تک ہاتھ نہ اٹھایا المختصر مالک اشتر نے صف سے نکلکر اس قاضی کی جان کا آخری فیصلہ کیا۔ پھر عبد اللہ انزی نکلا اور اصحاب جمل کی عادت تھی کہ جو جوان وہاں سے
ہاتھ دھو کر زن و فرزند سے دست بردار ہوتا تھا لڑنے کا ارادہ کرتا تھا اول جمل کے پاس آتا اور لجام و ہلجمہ اسکی ساربانی کرتا تھا پھر قدم آگے بڑھاتا تھا اس نے بھی مہار
شتر سنبھالی اور کہا ۔ اضربہم ولا اری ابا حسن ۞ ہا ان ہذا حزن من الحزن ۞ یعنی میں انسے لڑتا اور اُنپر وار کرتا ہوں اور ابو الحسن کو نہیں دیکھتا
یہہ بہت بڑا غم ہے امیر المومنین یہہ کلام اس بیحیا کا سنکر بنفس نفیس بر آمد ہوئے اور ایک ضربت حیدری سے اسکا کام تمام کرکے فرمایا رأیت ابا حسن فکیف وجدتہ
تو نے ابو الحسن کو دیکھا بھی اور کیسا پایا پھر عوف بن قطن بنی ضبہ سے نکلا اور پکارا کہ عثمان کا خون صرف علی و آل علی سے طلب کرنا چاہیئے پھر شتر کی باگ پکڑی اور یہہ
اشعار پڑھے ۔ یا امنا یا امنا خلا منی الوطن ۞ لا ابتغی القبر ولا ابغی الکفن ۞ من ہہنا یحشر عوف بن القطن ۞ ان فاتنا الیوم علی
فالغبن ۞ او فاتنا ابناہ حسین وحسن ۞ اذا امت بطول ہم وحزن ۞ یعنی اے مادر اے مادر مجھ سے وطن خالی ہوا اب نہ مجھکو گور کی حاجت ہے نہ کفن کی عوف
بن قطن یعنی خود وہ ملعون اسی میدان سے محشور ہوگا۔ ہاں اگر علی آج ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو یہہ بہت بڑا نقصان ہے۔ یا اگر اسکے دو بیٹے حسن و حسین ہم سے فوت ہوئے۔ اگر ایسا
واقع ہوا تو میں طول غم و الم سے مر جاؤنگا۔ پھر تلوار سونت کر لشکر منصور پر حملہ آور ہوا اور بضرب محمد بن حنفیہ سیدھا جہنم کو پہنچا۔ پس ازاں عبد اللہ بن خلف خزاعی کہ رؤسائے
بصرہ سے تھا اور کثرت اموال و جائداد میں بصرہ میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ چنانچہ بعد اختتام جنگ عائشہ اسکی مکان میں ٹھیری تھی صف سے نکلا اور حضرت امیر المومنین کو طالب نبرد
ہوا آپنے فرمایا اے پسر خلف تو مجھکو جانتا ہے کہ کون ہوں کیوں اپنی موت کے درپے ہوا ہے اُس بدبخت کوتہ اندیش نے جواب دیا یا علی خود ستائی موقوف کرو اور میرے ساتھ ہم نبرد
ہو معلوم ہو جائیگا کہ کون کسکو قتل کرتا ہے حضرت نے بزور ید اللہی ایک ضربت اسکے سر پر لگائی جس سے کھوپڑی سر سے پراں ہوکر فی النار ہوا القصہ جب زبیر نے آتش حرب کو مشتعل
دیکھا تو خوف و ہراس نے اسپر غلبہ پایا اور بقصد فرار جنگ گاہ سے مدینہ کی راہ لی نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ راستے میں اُس کا گزر وادی السباع سے ہوا جہاں احنف بن قیس مع قبیلہ بنی تمیم
کے بموجب اجازت امیر المومنین ٹھیرا ہوا تھا احنف نے دور سے زبیر کو دیکھ کر کہا ۔ اور اپنے اصحاب سے کہا کہ یہہ زبیر آتا ہے جس نے دو گروہ بزرگ مسلمانان میں بنیاد فتنہ و فساد

رکھی اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کرایا اب چاہتا ہے کہ خود جان سلامت لیجائے اور گھر میں بیٹھے عمرو بن جرموز نام ایک شخص یہہ تقریر سنکر اُٹھا اور دو آدمی ساتھ لے کر اُس طرف کو سوار ہوا۔ زبیر کے ساتھ ایک مرد بنی کلب سے اور ایک اُسکا غلام تھا۔ ابن جرموز اور اُسکے ساتھیوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھکر ان دونوں نے قدم آگے بڑھائے زبیر نے کہا وہ بھی تین مرد ہیں ہم بھی تین پھر خوف کس بات کا ہے نزدیک پہنچے تو زبیر نے کہا میرے پاس نہ آنا ابن جرموز نے کہا اے ابو عبداللہ میں تم سے لڑائی کا حال پوچھنے آیا ہوں کہا۔ فریقین مصروف کارزار ہیں دونوں طرف کے لوگ قتل ہو رہے ہیں۔ ابن جرموز نے کہا ابھی چند باتیں اور دریافت طلب ہیں اُنکا بھی جواب دو زبیر نے کہا پوچھ جو کچھ پوچھنا ہے اُس نے کہا تم نے عثمان کی جس زمانے میں کہ وہ محصور تھا کس لئے نصرت نہ کی پھر علی کے ساتھ بیعت کر کے کیوں توڑ ڈالی اور عائشہ کو کس لئے اس مجمع عام میں لائے اور عبداللہ کے بیٹے کے پیچھے تمہارے نماز پڑھنے کا کیا باعث تھا۔ اور مسلمانوں کو باہم لڑوا کر آپ علیحدہ ہوئے اور گھر کا قصد کر نکلے کیا وجہ ہے زبیر نے کہا لیکن ترک نصرت عثمان سو وہ ایک امر تھا کہ اُسکی ابتدا معصیت سے تھی انتہا توبہ پر ہوئی۔ اور علی بن ابیطالب کے ساتھ بیعت کرنا یہہ ایک امر مجبوری تھا کس لئے کہ مہاجرین و انصار اُسمیں شامل ہوگئے تھے بعد ازاں اُس کا نکث کرنا مجھکو معلوم ہوا کہ وہ بیعت ہاتھوں سے کی تھی ارادہ قلبی سے نہیں لیکن اُم المومنین کا یہاں لانا پس جو غرض اُس سے ہماری تھی مشیت ایزدی اُسکے برخلاف کی مقتضی ہوئی اور عبداللہ کے ساتھ نماز اسلئے پڑھی کہ اُسکی خالہ عائشہ نے اُسکو اس کام کے لئے مقدم کیا تھا ابن جرموز یہہ پوچ پوچ جوابات سنکر جدا ہوا اور دلمیں کہتا تھا قَتَلَنِيَ اللّٰهُ اِنْ لَمْ اَقْتُلْكَ خدا مجھکو قتل کرے اگر تجھے قتل نہ کروں پھر موقع پاکر اُسکا کام تمام کیا اور سر کو کاٹ کر مع اسپ و سلاح امیر المومنین کی خدمت میں لایا۔ **احتجاج** میں ہے کہ سر زبیر اور اُسکے سلاح حضرت امیر کے سامنے آئے تو آپنے تلوار اُنہیں کی اُٹھالی اور آغاز و انجام زبیر کو تصور کر کے فرمایا کہ یہہ وہ تلوار ہے جس سے مدت دراز تک حضرت رسولخدا کی حمایت ہوتی رہی ہے۔ مگر انجام بد ہوا اور زبیر بُری موت سے مارا گیا۔ **ابن ابی الحدید** کہتا ہے کہ اکثر روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن جرموز جنگ نہروان میں خوارج کے ساتھ مقتول ہوا اور بعض میں یہ ہے کہ مصعب بن زبیر کے زمانہ حکومت تک زندہ تھا۔ چنانچہ جب مصعب بصرہ میں آیا تو اُس نے بخوف جان وہاں سے فرار کا قصد کیا مصعب کو حال معلوم ہوا تو کہا وہ بے خوف و اندیشہ میرے سامنے آئے اور عطیات سے اپنا حصہ لے کیا اُسکا گمان یہہ ہے کہ میں اُسکو ابوعبداللہ یعنی زبیر کے عوض میں قتل کرونگا اور اُسکے خون کو اسکی برابر جانونگا لَا وَاللّٰهِ یہہ نہوگا ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہہ پسندیدہ تکبر ہے جو مصعب سے ظاہر ہوا۔ القصہ جب زبیر اسطرح جان بچانیکے لئے مجمع سے علیحدہ ہوا تو طلحہ نے بھی ارادہ کیا کہ اُم المومنین کی وزارت سے مستعفی ہو اور جس صورت سے بنے اس مہلکہ سے نجات پائے چنانچہ وہ اس ارادہ سے صف سے نکلا۔ مگر مروان بن حکم نے جو بظاہر عائشہ کے خیر خواہوں میں منسلک تھا اُسے دیکھا اور ایک تیر زہر آلود اسطرح تاک کر اُسکے لگایا کہ طلحہ بے دم ہو کر گھوڑے سے گر پڑا مروان نے ابان بن عثمان سے کہا کہ تیرے باپ کے قاتلوں سے ایک کو تو میں نے کفایت کی اور بعض روایات میں ہے کہ مروان چونکہ دلسے کسیطرف نہ تھا۔ اور مطلقاً اسلام کی بدخواہی اُسکے مد نظر تھی تو وقت جنگ دونوں جانب تیر پھینکتا تھا اور دلمیں کہتا تھا کہ جسطرف کارگر ہو خالی از فائدہ نہیں ہے ؎ ہر طرف کہ شود کشتہ سود مروان است۔ اُنہیں تیروں سے ایک تیر طلحہ کے لگا اور اُسکو قتل کیا اور تاریخ اعثم کوفی میں ہے کہ طلحہ میدان جنگ میں کھڑا ہوا پکارتا تھا عِبَادَ اللّٰهِ خدا صبر کرو کہ صبر و ظفر قرین یکدگر ہیں اِنَّمَا یُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ صابروں کو ثواب بے حساب ملیگا۔ یہہ دیکھکر مروان بن حکم نے اپنے غلام سے کہا عجب معاملہ ہے عثمان کے قتل میں طلحہ سے زیادہ کوئی ساعی نہ تھا صرف اسی نے اُسکو قتل کرایا آج خون عثمان طلب کرتا ہے یہہ لوگوں کو ناحق قتل کراتا ہے مجھکو خوف ہے کہ تمام سپاہ کو اسیطرح تلف کردے گا بنا برایں چاہتا ہوں کہ ایک تیر اُسکے لگاؤں کہ مسلمان اُسکے شر سے نجات پائیں تو میرے آگے کھڑا ہو کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے اگر میں نے اسکو قتل کیا تو تجھکو آزاد کردونگا پس غلام اُسکے آگے کھڑا ہوا اور مروان نے تیر جسکی پیکان زہر میں آلودہ کی تھی اُسکی طرف چلایا اور اُسکی ران میں لگا طلحہ اُسکے صدمے سے بیہوش ہو کر گر گیا۔ تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو غلام سے کہا کہ مجھکو سایہ میں لیچل اُس نے کہا

سایہ بیہا کہاں طلحہ رونے لگا کہ کسی شیخ کا خون قریش سے میری طرح ضائع ہوا ہو گا نہ معلوم کہ یہ تیر کہاں سے مجھکو پہنچا تیر نہیں پیام اجل ہی اور درد سے بیقرار تھا کہ
اسی حالت میں مرگیا اسکو موضع سنجہ میں دفن کیا۔ مروی ہی کہ جب طلحہ مارا گیا تو لوگوں نے عائشہ سے کہا کہ طلحہ زبیر مارے گئے عبد اللہ بن عامر علی بن ابیطالب
کے ہاتھ سے زخمی ہوا اب بہتر ہے کہ تو انسے مصالحہ کر لے عائشہ نے کہا یہ مقدمہ وہ نہیں کہ صلح و مصالحہ کو یہاں دخل ہوا اور بدستور صف جنگ میں کھڑی رہی حضرت
امیر نے یہ سنکر فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ جہال عرب یکے بعد دیگرے نکلتی اور اونٹ کی مہار پکڑ کر اشعار پڑھتے تھے اور قتل ہوتے تھے حتے
کہ اٹھانوے اجل گرفتہ تیغ سیاست ید اللہی سے واصل جہنم ہوئے شیخ مفید علیہ الرحمہ حبہ عرنی سے روایت کرتے ہیں کہ اُسنے عثمان کے زمانہ میں حذیفہ یمانی
سے کہتے ہوئے سنا گویا میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری مادر حمیرا شتر پر سوار ہی اور تم اُسکی ساتھ ہو اور زبیر بھی از دکہ خدا انکو داخل جہنم کرے اُنکو ہمراہ ہیں اور بنی ضبہ کہ
اُنکے اقدام قطع ہوں اُسکی اعوان و انصار میں داخل ہیں راوی کہتا ہی کہ بروز جمل جبکہ امیر المومنین نے ہمکو رخصت جنگ دی ہم اُن پر حملہ آور ہوئے حالانکہ ہماری نیزے
کثرت اتصال سے ایسے ہموار معلوم ہوتے تھے کہ اگر کوئی چاہی تو انکی اوپر کو چلا جائے پس ہم نے برچھیوں سے حملہ کیا پھر تلواریں لیں اور انکی سروں پر مارتے تھے مگر وہ لوہے
خود ہائے آہنین کچھ اثر نہ کرتی تھیں اُسوقت منادی امیر المومنین نے آواز دی عَلَیْکُمْ بِالْاَقْدَامِ یعنے پیروں پہ تلواریں لگاؤ قسم بخدا کہ میں نے کبھی ایسے قدم
کٹتے ہوئے نہیں دیکھے جیسے کہ اس روز اُسوقت مجھکو حدیث حذیفہ اَنَّهَا دُهَاتِيْ ... یاد آئی پس غور جانا کہ وہ دعا حذیفہ کی مستجاب ہوئی
پھر امیر المومنین نے مالک اشتر کو حکم کیا کہ حملہ آور ہو مالک نے حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی ہلال بن وکیع کہ بہادر لشکر بصرہ میں تھا مقتول ہوا یہی ضبہ نے شتر عائشہ کو حلقہ کئے ہوئے
تھے خوب جی کھول کر لڑے ستر ہزار مارا گیا اُنکے خاک و خون میں ملگئی کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگ گئے صحرائے پر خار کثرت کشتہ و خون سے رشک چمن اللہ زار کیا گیا
تھا عمرو بن یثربی قبیلے کا شجاعان بصرہ میں صاحب امتیاز تھا اور چند نفر اصحاب جناب ولایتمآب نے اُسکے ہاتھ سے شربت شہادت نوش کیا تھا اس ہنگامہ میں مقتول ہوا
اُس کے قاتل میں اختلاف ہے بعض مورخین نے کہا ہے کہ عمار یاسر اُسکے مقابل ہوئے حالانکہ ضعف پیری نے انہیں بہت اثر کیا تھا سب کو خوف تھا کہ عمار اس یثربی کے
ہاتھ سے جان بر ہونگے۔ مگر قوت ایمان عمار یاسر نے وہ وہ کام کر دکھائی کہ جوان انکے دیکھنے سے عاجز آئیں عمر نے عمار کو بے وار کیا تو عمار نے دلیری سے ڈھال پر روکا اور پھر ایسے
ضرب اسکے سر پر لگائی کہ اُسکی صدمہ سے پشت زمین پر پھر سکا دین پر گر پڑا عمار نے اسکا سر پکڑ کر کشاں کشاں امیر المومنین کی خدمت میں لائے اور عرض کی یا امیر المومنین اجازت دیجئے کہ اسکا
معروف جہاد رہوں آپنے حکم دیا کہ عمر کو قتل کریں اور بعض کا قول ہی کہ مالک اشتر نے اسکو نیزہ سے زخمی کیا تھا اور خواہش کی کہ میدان سے زندہ لے جانا چاہتے تھے عبد الرحمن
بن طود بکری نے دوسرا نیزہ لگایا۔ پھر ایک مرد قبیلہ سدوس سے اسکا پیر پکڑ کے کھینچتا ہوا امیر المومنین کی خدمت میں لایا حضرت کے سامنے آیا تو کہا یا امیر المومنین مجھکو معاف
کیجئے کیونکہ سنا ہی کہ آپ بخشی کو قتل نہیں کرتے۔ حضرت نے اسکو چھوڑ دیا وہ اپنے اصحاب کے پاس گیا اگرچہ زخم کاری کھا چکا تھا۔ تھوڑی دیر میں مر گیا۔ **منقول** ہی کہ جسوقت
عمر بن یثربی مذکور میدان میں کثرت سے مبارز طلب کرتا تھا تو زید بن صوحان عبدی نے کہ اجلہ اصحاب جناب رسالتمآب سے تھے امیر المومنین کی خدمت میں گذارش کی کہ میں نے
دیکھا ہی کہ ایک ہاتھ آسمان سے میری طرف دراز ہوا اشارہ کرتا ہی کہ ہمارے پاس آ۔ میں ابن یثربی کے مقابلہ کو جاتا ہوں یقین ہی کہ اسکی ہاتھ سے جان بحق ہونگا جب میں
قتل ہوں حضرت مجھکو غسل نہ دیں اور اسی طرح با تن خون آلود دفن فرمائیں کہ روز قیامت سامنے پروردگار کے اپنے خون کا طلبگار ہونگا۔ یہ کہکر میدان میں آئے اور قتل ہو کر
درجہ شہادت پایا حضرت صادق سے منقول ہی کہ امیر المومنین زید کے پاس تشریف لائے جبکہ انمیں حیات کی رمق باقی تھی۔ اور سرہانے بیٹھکر فرمایا یا زید رَحِمَكَ اللّٰهُ
كُنْتَ خَفِيْفَ الْمَؤُنَةِ عَظِيْمَ الْمَعُوْنَةِ یعنی رحمت خدا ہو تجھ پر اے زید کہ مؤنت و مشقت تیری تعلقات دنیا میں اندک و خفیف تھی اور معونت و امداد دین میں زیادہ

پس زید نے سر اُٹھایا اور عرض کی یا امیر المومنین حقتعالیٰ تمکو جزائے خیر دے قسم بخدا کہ نہیں پہچانتا تمکو مگر وہ کہ خدا کو پہچانتا ہے واللہ کہ میں نے آپ کیجنگ سے اپنی جہاد انہ روگی جہالت سے نہیں کیا بلکہ اُمّ المومنین اُمّ سلمہؓ سے سُنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جسکا میں مولیٰ ہوں علیؑ اُسکا مولیٰ ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو اُس سے دشمنی کرے مدد و نصرت کر اُسکی جو علیؑ کی نصرت کرے اور مخذول و متروک کر اُسکو جو اُسکی نصرت سے کنارہ کش ہو پس مجھکو خوف ہوا کہ اگر آپ کی نصرت نہ کروں تو حقتعالیٰ میری نصرت نہ کرے - اور روضۃ الصفا میں ہے کہ زید کا ہاتھ ایک غزوہ میں شمشیر کفار سے قلم ہو گیا جناب رسولخدا نے یہہ دیکھکر فرمایا کہ زید کے بعض اعضا اُس سے پیشتر جنت میں جائینگے - یہہ حدیث عائشہ کو زبان مبارک پیغمبر سے سُنی ہوئی یاد تھی اب جو زید امیر المومنینؑ کی معیت میں شہید ہوئے عائشہ کو بہت افسوس ہوا اور کہا جبکہ زید قطعی جنتی ہے تو ہم بیشبہ گروہ باغیہ ہوئے ابن ابی الحدید نے ابو مخنف سے روایت کی ہے کہ ایک شخص علی علیہ السّلام کی خدمت میں کھڑا ہوا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ اس سے زیادہ اور کونسا فتنہ ہوگا کہ اہل بدر ایک دوسرے پر تلوار کھینچتے ہیں آپنے فرمایا وائے ہو تجھ پر جس معرکہ میں میں امیر و سالار ہوں وہاں فتنہ ہوگا قسم بخدائے عزوجل کہ جسنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو بحق مبعوث کیا ہے کہ نہ میں جھوٹ کہتا ہوں نہ کسینے مجھ سے جھوٹ کہا ہے نہ خود گمراہ ہوں نہ کسیکو میں نے گمراہ کیا ہے نہ خود طریق حق سے کبھی لغزش کھائی ہے نہ اور کسیکو میرے سبب سے لغزش ہوئی ہے میں اپنے رب کیطرف سے پوری پوری یقین اور واثق اعتماد پر ہوں اُس جل شانہ نے اپنے نبی کو اس جنگ کی خبر دی ہے اور انہوں نے مجھکو اور میں عنقریب بروز قیامت بلایا جاؤنگا درانحالیکہ کوئی گناہ مجھ پر نہوگا اگر بالفرض کوئی گناہ ہوتا بھی تب بھی اُنکے ساتھ میرا جنگ کرنا اُسکا کفّارہ ہوتا روایت ہے کہ محمد بن طلحہ معروف بہ سجاد اپنے باپ طلحہ کے ساتھ لڑائی میں حاضر ہوا تھا - بدل اسپر راضی نہ تھا - امیر المومنین نے اپنے صحابہ سے کہدیا تھا کہ جسے اُس پر قدرت ہو قتل نہ کرے - شریح ابن عوفی عبسی نے بوقت جنگ اُسے دیکھا چونکہ پہچانتا نہ تھا ایک برچھی لگائی محمد نے شعار فوج ظفر موج حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ کہا مگر ضرب اُس سے پہلے اپنا کام کر چکی تھی امیر المومنین محمّد کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے اسکے باپ کی اطاعت نے قتل کرایا - ہنگامہ کارزار گرم ہی تھا کہ عبد اللہ بن زبیر مالک اشتر کے مقابل ہوا پہلے تو کسیقدر طرفین سے ردّ و بدل ہوتی رہی آخر کار اشتر نے گھوڑے سے اُتر کر اُسکو پکڑا اور زمین پر ڈالکر اُس پر سوار ہو گئے ابن زبیر نے اشتر کے نیچے پڑے ہوئے کہا اُقْتُلُوْنِیْ وَمَالِکًا مجھکو مع مالک کے قتل کرو چونکہ مالک زیادہ تر اشتر کے نام سے مشہور تھے اُس انبوہ کثیر میں کسینے خیال نہ کیا کہ کیا کہتا ہے - لیکن اشتر مرد کبیر السّن تھے اور عبد اللہ کو عین شباب جوانی کی دن پھر اُنہوں نے تین روز سے کچھہ نہ کھایا تھا اور عادت تھی مالک اشتر کی کہ ایام جنگ میں کچھہ نہ کھاتے تھے کچھ بھوک کی شدّت کچھ بڑھاپے کی نقاہت ضبط نہو سکا اور عبد اللہ زور کر کے نیچے سے نکل گیا **نقل** ہے کہ بعد اختتام معرکہ جمل عمارؓ یاسر مع اشتر عائشہ کے پاس گئے اُس نے پوچھا اے ابو الیقظان تمہارے ساتھ یہہ دوسرا کون شخص ہے کہا مالک اشتر کہا اے مالک تو نے ہی میرے خواہرزادے عبد اللہ کے ساتھ ایسا اور ایسا سلوک کیا اشتر نے کہا ہاں اور اگر ضعف پیری و شدّت گرسنگی مانع ہوتی تو اُسکو قتل کرتا اور اُمّت محمدیہ کو اُسکے شر سے نجات بخشتا - عائشہ نے کہا اگر تو نے حدیث پیغمبر نہیں سُنی کہ مسلمان کا خون بدون ارتکاب ان تین افعال کے حلال نہیں - ایمان کے بعد کفر اختیار کرے یا صاحب زوجہ ہونیکے بعد زنا کا مرتکب ہو یا کسیکو ناحق قتل کرے - اشتر نے کہا اے اُمّ المومنین ہم نے انہیں باتوں سے کسی ایک بات کے سبب اُسکے ساتھ لڑائی کی تھی اور بخدا سوگند کہ میری شمشیر نے اس سے پہلے کبھی مجھ سے ایسی خیانت نہ کی تھی جیسی اُس موقع پر اُس سے ظاہر ہوئی - اور میں نے عہد کیا ہے کہ پھر کبھی اُسے اپنے ساتھ نہ رکھونگا - اور یہہ اشعار پڑھے ؎ اَعَائِشُ لَوْلَا اَنَّنِیْ کُنْتُ طَاوِیًا ٭ ثَلٰثًا لَاَلْفَیْتِ ابْنَ اُخْتِکِ هَالِکًا ٭ غَدَاةَ یُنَادِیْ وَالرِّجَالُ بِحَوْزِہٖ ٭ بِاَضْعَفِ صَوْتٍ اُقْتُلُوْنِیْ وَمَالِکًا ٭ فَلَمْ یَعْرِفُوْہُ اِذْ دَعَاهُمْ وَعَمَّهٗ ٭ خِدَبٌّ عَلَیْهِ فِی الْعَجَاجَةِ بَارِکًا ٭ فَنَجَّاہُ مِنِّیْ اَکْلُهٗ وَشَبَابُهٗ ٭ وَاِنِّیْ شَیْخٌ لَمْ اَکُنْ مُتَمَاسِکًا یعنی اے عائشہ اگر میں تین روز کا گرسنہ نہوتا تو البتہ اپنی بہن کے بیٹے کو مردہ پاتی - جس روز شام کیوقت جبکہ آدمی اُسکے پاس سے گزرتے تھے آواز ضعیف پکارتا تھا کہ

مجھکو اور مالک کو قتل کرو اُسکو لوگوں نے نہ پہچانا جبکہ وہ اُنکو بلاتا تھا حالانکہ اُسکا چچا گرد و غبار میں اُسکو چھپاتی کسکے تلے دبائے ہوئے اُسپر جھکا ہوا تھا - پس اُسکی جوانی اور
سیری نے اُسے میرے ہاتھ سے نجات دی اور میں باعث ضعف پیری اُسے ضبط نہ کرسکا القصہ تنور قتال گرم تھا - اور آتش کارزار مشتعل قبیلہ بنی ضبہ حمایت عائشہ
میں تمام کام آیا اور ایک مرد کار اُنمیں سے باقی نہ رہا اُسوقت بنی ازد نے مہار شتر پکڑی عائشہ نے پوچھا تم کون لوگ ہو کہا قبیلہ بنی ازد کہا صبر و سکون اختیار کرو اور
باستقلال قائم رہو کہ یہ مردوں کا کام ہے **بحار الانوار** میں روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے محمدؓ بن حنفیہ اپنے فرزند ارجمند کو ایک نیزہ دیا اور فرمایا لشکر مخالف میں
جاکر اسکو جمل عائشہ پر لگا - محمد وہاں پہنچے تو بنی ضبہ اونٹ کے گرد سد راہ ہوئے ہر چند سعی کی فائدہ نہوا اور شتر تک رسائی ممکن نہوئی ناچار بے نیل مرام مراجعت
کی - امام حسنؑ نے یہہ دیکھ نیزہ محمد کے ہاتھ سے لیا اور خود جماعت اعدا کو چیر کر دلیرانہ اونٹ کے پاس گئے اور حسب خواہش اپنے پدر عالیقدر کے سر نیزہ اُسکے خون میں رنگین
کرکے واپس آئے اس سبب سے گونہ آثار رنج و ملال ناصیۂ حال محمد پر مشاہدہ ہونے لگے حضرت نے اپنے دلبند کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا اے فرزند دلگیر نہو کہ تو پسر علیؑ ہے اور
وہ فرزند رسول خدا تجھمیں اُنمیں بڑا فرق ہے پھر دست چپ میں نیزہ اور راست میں شمشیر برہنہ لیکر خود اصحاب جمل پر حملہ کیا اور یکہ و تنہا فوج اعدا میں داخل ہوکر اسقدر
تیغ زنی و سر افشانی کی کہ تھراؤ کرڈالا کثرت ضربات سے جب تلوار خم ہوجاتی تو باہر آتے اور گھٹنے کے نیچے دباکر اسکو سیدھا کرتے پھر حملہ پیرائی فرماتے لشکر بصرہ کی یہہ کیفیت
تھی کہ جدہر وہ حضرت مثل شیر دلیر حملہ کرتے مانند گلہ گوسفند پیٹھ دکھاتے حتےٰ کہ مقتولوں کے انبار لگ گئے اور خون کے دریا بہہ نکلے اصحاب نصرت انتساب اور اولاد امجاد
سے آوازیں بلند ہوئیں کہ یا امیر المومنینؑ برائے خدا اسلام اور مسلمین پر رحم کیجئے اگر خدا نخواستہ کوئی چشم زخم حضرت کو پہنچے تو نقش اسلام صفحۂ دہر سے محو ہوجائیگا بہت سے
جان نثار آمادۂ پیکار موجود ہیں کسی کو حکم دیں کہ اس مہم کو آپکی کفایت کرے فرمایا قسم بخدا کہ یہہ جملہ افعال بنظر خوشنودی ایزد متعال مجھسے صادر ہوتے ہیں اور میں اُسپر
امیدوار ثواب آخرت ہوں **ابن ابی الحدید** نے نقل کیا ہے کہ جب محمدؓ بن حنفیہ کی طرف سے حملہ آوری میں تقاعد ہوا تو امیر المومنینؑ نے علم نصرت شیم لشکر
آپ لیکر حملہ کیا اور اس طرح لڑے کہ ارکان لشکر بصرہ میں تزلزل ڈالدیا پھر نشان محمدؓ کو دیکر فرمایا کہ اسطرح حملہ آور ہو اور جمیع انصار کو کہ خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین
مع ایک جماعت شرکائے بدر انمیں شامل تھا اُنکے ساتھ کیا محمد نے میدان میں آکر متواتر حملات کئے اور دشمنوں کو اُنکے مقام سے ہٹادیا اور اس دلیری و دلاوری سے جنگ کیا کہ خزیمہ
وغیرہ جو امیر المومنینؑ کی خدمت میں واپس آئے کہنے لگے کہ اگر آج بجز محمدؓ کے اس موقع پر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور رسوا ہوتا اگر حضرت کو اُنکی شجاعت میں شک ہے تو اُنھوں نے وہ
کام کیا کہ جو حمزہؓ و جعفرؓ کے کرنے کا تھا - اور جو اس حملہ کرنے سے حضرت کی غرض تعلیم فنون جنگ تھی تو اسکا مضائقہ نہیں بڑے بڑے جوانمردوں نے آپ سے اس فن کا اکتساب
کیا ہے **دیگر** انصار باوقار نے عرض کی یا امیر المومنینؑ اگر حقتعالیٰ حسنین علیہما السلام کو ایک شرف خاص سے مخصوص نکرتا تو ہم محمدؓ پر تمام عرب میں کسیکو فضیلت نہ دیتے
حضرت نے فرمایا اَیْنَ النَّجْمُ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ستارہ کو آفتاب و ماہتاب سے کیا نسبت **کشف الغمہ** وغیرہ میں ہے کہ کسی نے محمد حنفیہؓ سے پوچھا کیا باعث ہے کہ تمہارے
والد تمکو جنگ و جدال و مبارزت ابطال کے لئے بھیجتے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ کو دامن امن و سلامت میں حفاظت فرماتے ہیں جواب دیا کہ میں آنحضرت کا بیٹا ہوں اور حسنینؑ
علیہما السلام فرزندان رسول خدا ہیں دوبارہ سوال کیا گیا تو کہا کہ وہ بمنزلۂ چشمان آنحضرت کے ہیں اور میں مثل ہاتھوں کے معمول ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کی ہاتھوں سے
حفاظت کرتا ہے **یا لجمل** لشکر عائشہ شتر عائشہ کے قربان ہورہا تھا جہاں مینگنیاں شتر کی اُٹھا اُٹھا کر سونگھتے تھے اور کہتے تھے کہ ام المومنینؓ کی اونٹ کی لید مشک سے
زیادہ خوشبودار ہے - اور اس پر فخر و مباہات کرتے تھے جو مہار شتر پکڑتا تھا یا تو جان دیتا تھا یا ہاتھ نذر کرتا تھا منقول ہے کہ ستر آدمی صرف قریش سے جمل کے صدقے ہوئے
بنی ناجیہ نے مہار پکڑی تو عائشہ نے کہا صبرًا آمَ مَنّی یعنی بنی ناجیہ میں تم پر شمائل قریش کو مشاہدہ کرتی ہوں ہودج عائشہ پر اس کثرت سے تیر لگے تھے کہ وہ محمل

جو میخہائے آہنین سے مستحکم تھا۔ تیروں کی کثرت سے مثل پشت خارپشت نظر آنے لگا تھا امیر المومنین نے دیکھا کہ جبتک جمل قائم ہے جہال عرب جان دینے میں دریغ نہ کریں گے
لاجرم مالک اشتر سے فرمایا کہ اس جانور کو پے کرو کہ ان کم عقلوں نے اس لایعقل حیوان کو اپنا قبلہ گاہ قرار دیا ہے اشتر حسب الارشاد روانہ ہوئے اور بعد از کشت و خون و کوشش
بسیار اونٹ تک پہنچے اور ایک پیر اسکا قلم کیا۔ مگر بنی ضبہ سے ایک شخص اس پلے بریدہ کے مقام پر کھڑا ہو گیا اور اونٹ کو گرنے نہ دیا اور یونہی تین پیر اسکے قطع ہو گئے
مگر اونٹ نہ گرا تو حضرت نے پکار کر کہا چوتھا پیر بھی کاٹ ڈالو کہ شیطان نے اُسے سنبھال رکھا ہے چوتھے پیر کا قلم ہونا تھا کہ اونٹ گرا اور گرنے میں ایک آواز مہیب اس سے
ظاہر ہوئی ایک شخص نے قبیلہ مراد سے اسکی گردن میں نیزہ مار کر اسکو قتل کیا۔ جمل کا قتل ہونا تھا کہ بقیۃ لشکر بصرہ نے فرار کیا امیر المومنین کی طرف سے منادی نے آواز دی لَا
تُجْهِزُوا عَلٰی جَرِيحٍ وَلَا تَتْبَعُوا مُدْبِرًا وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ یعنی زخمی کو قتل نہ کرو بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو جو اپنے دروازے کو بند کرے
امن میں ہے جو ہتھیار ڈالدے اسکا خون محفوظ ہے بحار میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین نے بروز جمل علم مبارک رسولخدا کو نکالا جسکے لہرانے سے افواج دشمن میں
تزلزل پڑ گیا اور آفتاب ابھی زرد نہوا تھا کہ فریاد ان سے بلند ہوئی کہ یا علی ہم ہلاک ہوئے حضرت نے انکو امان دی بروز صفین بھی اصحاب نے اس علم کے نکالنے
کی درخواست کی مگر آپنے انکار کیا جب حسنین و عمار اسپر مصر ہوئے تو فرمایا کہ اس قوم کے لئے ایک مدت معین ہے جب وہ تمام کریں گے اور اب اس نشان کو سوائے قائم آل محمد
کے کوئی نہ کھولیگا بالجملہ جمل کا قضیہ فیصل ہوا تو امیر المومنین عائشہ کے پاس تشریف لائے اور ہودج پر نیزہ لگا کر کہا اے عائشہ تو مجھکو بھی اسطرح قتل کرانا چاہتی تھی
جیسا کہ عثمان کو تونے قتل کرایا آیا حضرت رسولخدا نے تجھے یہی وصیت کی تھی۔ کہتے ہیں جب کہ عائشہ نے کہا یَا اَبَا الْحَسَنِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ اے ابو الحسن اب کہ
فتح و نصرت تمہارے شامل حال ہے نیکی و احسان کو اپنا شعار بناؤ۔ حق الیقین میں کتاب صراط المستقیم سے نقل کیا ہے کہ ابن جوزی نے کہ علمائے اہلسنت سے ہے ایک روز بتقلید
امیر المومنین منبر پر بیٹھ کر کہا سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ یعنی سوال کرو مجھسے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ ایک عورت اُٹھی اور سوال کیا اَیُّهَا الْفَقِیْہُ کہتے ہیں کہ سلمان فارسی نے
مدائن میں رحلت کی اور علی نے مدینہ سے ایکشب میں راہ طے کی تجہیز و تکفین کر کے اور ایک شب میں واپس آئے آیا یہ درست ہے کہا ہاں ایسی ہی روایت کی گئی ہے عورت نے کہا عثمان
مدینہ میں قتل ہوا اور اسکی لاش تین روز مزبلہ پر پڑی رہی علی پاس موجود تھے اسپر نماز نہ پڑھی یہ کیا معاملہ ہے ابن جوزی نے کہا اگر تو بلا اجازت اپنے شوہر کے گھر سے باہر
آئی ہے تو تجھ پر لعنت خدا ہو اور جو اس نے اس مجمع میں آنیکی اجازت دی ہے تو لعنت خدا اسپر عورت نے کہا عائشہ جو بروز جمل علی سے لڑنے کو بصرہ آئی تھی تو باجازت
حضرت رسولخدا آئی تھی یا بلا اجازت ابن جوزی کو کچھ جواب نہ آیا اور ساکت ہو گیا۔ القصہ امیر المومنین نے محمد بن ابی بکر کو مامور کیا کہ اپنی بہن عائشہ کو سنبھالے کہ بجز اسکے کوئی
دوسرا اُسکے پاس نہ آسکے اور فرمایا کہ تفتیش کرے کہ کہیں ضرب تو نہیں ہے۔ تو اسکو ضرر نہیں پہنچا محمد نے دیکھا تو سب طرح سلامت تھی الا ایک تیر سے کچھ خراش لگ گیا تھا جو اُس کے
کپڑوں سے نکلا۔ بعد ازاں محمد نے حسب الایماء اسکو شہر میں لیجا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں اُتارا عائشہ عبداللہ بن زبیر اپنے بھانجے کی شیدا تھی اسوقت بھی
اسکی یاد اُسے نہ بھولی محمد سے کہا کہ تجھکو قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ ابن زبیر کو مجروح ہو یا مقتول میرے پاس حاضر کر محمد نے کہا وہ اشتر کے ہاتھ سے کیوں زندہ بچا ہوگا
مگر لشکر گاہ میں آکر جو تلاش کیا تو ایک مقام پر زخمی پڑا ہوا ملا کہا اے بدبخت خاندان اُٹھ اور اپنے ساتھ عائشہ کے پاس لائے وہ دیکھ کر روئے اور برا حال کرنے لگی اور
محمد سے کہا یا اخی علی سے اسکے لئے امان حاصل کر امیر المومنین نے بقیۃ السیف کے لئے حکم امان صادر فرمایا لیکن جمل عائشہ کے لئے حکم دیا کہ آگ میں جلا کر اسکی خاکستر ہوا میں اُڑائیں
اور فرمایا خدا لعنت کرے اس حیوان کو کہ گوسالہ بنی اسرائیل بن گیا تھا اور تلاوت فرمایا اس آیہ شریفہ کو وَانْظُرْ اِلٰٓی اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا
لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا یعنی نظر کر تو اپنے معبود کی طرف جس پر اعتماد و اعتکاف رکھتا تھا۔ ہم البتہ اسکو جلا دیں گے پھر اسکے خاکستر کو دریا میں

بھاگ گئے۔ بقولِ معتبر یہہ لڑائی بعد از زوالِ آفتاب شروع ہوئی۔ اور اُسی روز شام تک ختم ہوگئی۔ کل بیس ہزار مرد ہمراہ رکابِ نصرت انتساب تھے جنمیں پندرہ سو صحابہ
رسولِ خدا کے اُنتی نفر شرکائے بدر سے اور اڑہائی سو بیعتِ رضوان سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ مجموعِ صحابہ سات سو تھے چار سو اُنمیں سے مہاجر و انصار اور ۷۰ اہلِ بدر سے
تھے اور عائشہ کیطرف تیس ہزار مرد بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کی بھیڑ تھی جنمیں سو اُنمیں اہلِ مکہ سے تھے اور تعدادِ مقتولین میں مورخوں کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کل بیس ہزار
مرد قتل ہوئے۔ ایک ہزار اصحابِ امیر المومنین سے مابقی لشکرِ بصرہ سے اور بقولے تیرہ ہزار اصحابِ جمل سے اور چار ہزار اس طرف سے اور موافق ایک روایت کے سولہ ہزار لشکرِ عائشہ
سے اور ایک ہزار ستر لشکرِ امیر المومنین سے یعنے ستر سوار اور ہزار پیادے اُنمیں تھے زید بن صوحان و ہند جملی و ابو عبد اللہ عبدی و عبد اللہ بن رقیہ ابو مخنف اور کلینی نے لکھا
ہے کہ اصحابِ جمل سے کل اٹھارہ ہزار ۹ سو دس آدمی مقتول ہوئے چار ہزار بنی ازد سے اور لوگ بنی عدی اور اُنکے موالی سے اور آٹھ سو قبیلہ بکر بن وائل سے اور نو سو بنی حنظلہ
سے چار سو بنی ناجیہ سے باقی اور لوگوں سے اور مشاہیرِ قریش سے یہہ لوگ تھے جو کہ قتل ہوئے طلحہ زبیر عبد اللہ بن عتاب بن اسید و عبد اللہ بن حکیم بن حزام و عبد اللہ بن شافع بن طلحہ و
محمد بن طلحہ و عبد اللہ بن خلف جمحی و عبد الرحمن بن معد و عبد اللہ بن معد۔ صاحبِ مناقبِ مرتضوی نے بعض مورخین سے نقل کیا ہے کہ صرف بنی ضبہ سے دو سو ستر آدمی مہارِ
جمل پکڑنے میں بیعت ہوئے **وہ کلماتِ بلاغت آیات جو امیر المومنین نے کشتگانِ لشکرِ عائشہ کی نسبت ارشاد فرمائے**
ابن ابی الحدید نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ جب اہلِ بصرہ منہزم ہوئے تو امیر المومنین استرِ سفیدِ رسولِ خدا پر جسکا نام شہبا تھا اور وہ حضرت کے پاس باقی رہ گیا
تھا۔ سوار ہوئے اور جس مقام پر لاشہائے مقتولانِ جمل پڑے تھے تشریف لائے اور فرمایا لَقَدْ كُنْتُ أَكْرَهُ أَنْ تَكُوْنَ قُرَيْشٌ قَتْلٰى تَحْتَ بُطُوْنِ الْكَوَاكِبِ أَدْرَكْتُ وَتْرِيْ
مِنْ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَأَفْلَتَتْنِيْ أَعْيَارُ بَنِيْ جُمَحٍ لَقَدْ أَتْلَعُوْا أَعْنَاقَهُمْ إِلٰى أَمْرٍ لَمْ يَكُوْنُوْا أَهْلَهُ فَوُقِصُوْا دُوْنَهُ یعنے میں نہ چاہتا تھا کہ قریش زیرِ آسمان مقتول ہوں اولادِ عبد مناف سے تو میرا
مطلب حاصل ہوا مگر خرانِ بنی جمح میرے ہاتھ سے نکل گئے تحقیق کہ ان لوگوں نے اُس کار کیطرف گردنیں دراز کی تھیں جسکے وہ اہل و لائق نہ تھے پس اُسکے پیچھے مارے گئے۔
مورخین نے لکھا ہے کہ بنی جمح سے جو لوگ عائشہ کو ساتھ تھے لڑائی کے وقت تمام بھاگ گئے تھے الا دو کس کہ عبد الرحمن بن وہب بن اسید و عبد اللہ بن ربیعہ بن
دراج کہ معرکہ میں قتل ہوئے **پھر واسطے** فرمایا یہہ قریش ہیں جنکو مجبوراً میں نے قتل کیا ہے میں نہ چاہتا تھا کہ یہہ میرے ہاتھ سے مارے جائیں اور لاشوں کیطرف خطاب کرکے
فرمایا فَقَدْ تَقَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ اُحَذِّرُکُمْ عَضَّ السَّیْفِ وَکُنْتُمْ اَحْدَاثًا لَا عِلْمَ لَکُمْ بِمَا تَرَوْنَ وَلٰکِنَّ الْحَیْنَ وَمَصْرَعَ السُّوْءِ یعنے میں پیشتر سے تمکو تلوار کی
برش سے خوف دلاتا تھا مگر تمنے جوانی کے نشہ میں انجام کار کو نہ سمجھا اور میری فہمائش کو اصلاً قبول نہ کیا اب یہہ موت بُری موت ہے جسمیں تم نے جان دی پس سعید
بن مقداد کندی کی لاش پر آئے اور فرمایا رحمت کرے خدا اسکے باپ کو اگر وہ زندہ ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا عمار یاسر نے کہا خدا کا شکر و احسان ہے کہ اسکی نخوت میں شکست
آئی اور رخسار زمین پر رگڑا گیا یا امیر المومنین جو حق سے معاندت کرے قسم بخدا کہ ہمکو کچھ اُسکی پروا نہیں خواہ کسیکا باپ ہو یا بیٹا ہو فرمایا حقتعالیٰ تجھے رحم کرے اور جزائے خیر
دے پھر جس مقام پر عبد اللہ بن ربیعہ بن دراج جمحی پڑا تھا تشریف لائے اور فرمایا اس بدبخت کے اس خروج کا کیا باعث ہوا آیا اسکو دینداری جانتا تھا یا یہہ بھی عثمان کے
خون کا طالب تھا۔ عثمان تو خود اس سے اور اسکے باپ سے بیزار تھا پھر معبد بن زہیر بن ابی اُمیہ کی لاش پر آئے اور فرمایا یہہ لڑکا ایسا فتنہ پرداز و مفسدہ جو تھا کہ اگر فتنہ
ثریا پر بھی ہوتا تو یہہ نہ چھوڑتا اور وہاں سے اُتار ہی لاتا۔ مگر جنگ میں بزدل و جبان تھا میں نے اسکے دیکھنے والوں سے سنا ہے کہ بوقت جنگ جان کے خوف سے عورات
کیطرح جزع و فزع کرتا اور چلاتا پھرتا تھا۔ پھر مسلم بن قرظہ کے پاس آئے اور فرمایا یہہ بھلائی کا عوض ہے جو میں نے اُسکے ساتھ کی عثمان کے زمانہ میں مکہ میں یہہ ایک شے کا
دعویدار تھا وہ اسے نہ ملتی تھی میں نے عثمان سے کہکر دلوائی عثمان کہتا تھا کہ میں تمہارے کہنے سے دی اسے نہ دیتا اب یہہ بدبخت یہاں آیا اور اُسکی نصرت میں جان

دی۔ پھر عبداللہ بن حمید بن زہرہ کے پاس آئے اور فرمایا یہہ بھی جنگ میں بہت سرگرم تھا اور بزعم خود اسکو باعث رضائے حق سبحانہ خیال کرتا تھا عثمان کی شکایت میں چند بار مجھے خطوط تحریر کئے آخر اُس نے کچھ دے کر راضی کرلیا۔ پھر عبداللہ بن حکیم بن حزام کے پاس آئے اور فرمایا یہہ اپنے باپ کے خلاف یہاں آیا اُس نے ہر چند ہماری نصرت نہیں کی اور کسی شبہ سے ہماری شرکت سے تقاعد کیا مگر بیعت بوجہ احسن کرچکا ہے جو شخص اس جنگ میں فریقین سے کسی جانب نہیں ہوا میں اُسکو چنداں ملامت نہیں کرتا قابل ملامت زیادہ تر وہ ہے جس نے ہمارے روبرو تلوار کھینچی پھر عبداللہ بن مغیرہ بن اخنس بن شریق کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اسکا باپ عثمان کے ساتھہ روز دار وگیر قتل ہوا تھا اس غیظ میں اُس نے خروج کیا پھر عبداللہ بن عثمان بن اخنس بن شریق کے پاس تشریف لائے اور فرمایا جوانان قریش فنون جنگ سے بے خبر ہیں لڑائی میں ثابت قدم نہیں رہتے جو گھیرتے ہیں تو تنگ ہو کر جان دیدیتے ہیں پھر تھوڑے دور چلے اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے پاس کہ رؤسائے بصرہ سے تھا اور خود حضرت کے ہاتھ سے مقتول ہوا تھا تشریف لائے اور فرمایا اسکو بٹھاؤ جب لوگوں نے اُسکی لاش کو بٹھایا فرمایا وائے ہو تجھ پر ای پسر خلف تو نے اپنے تئیں مصیبت عظیم میں ڈالا پھر طلحہ بن عبداللہ کے لاش پر آئے اور فرمایا یہہ وہ ہے جس نے سب سے پہلے مجھ سے عہد شکنی کی میری بیعت کو توڑا اور اُمت محمدیہ میں فتنۂ بزرگ برپا کیا اور مجھ کو اور میری اولاد کو قتل کرنا چاہتا تھا اسلام میں جو سابقہ و قدامت رکھتا تھا اسکو کچھ مفید نہوا اور شیطان نے طریق مستقیم سے بہکا کر سیدھا جہنم میں پہنچایا پھر فرمایا طلحہ کی لاش کو بٹھاؤ جب اسکو بٹھایا تو فرمایا یا ابن عبداللہ مجھ سے جو کچھ پروردگار عالم نے وعدہ فرمایا تھا پورا کیا تجھ سے جو تیرے رب نے وعدہ کیا تھا وفا کیا یا نہیں پس فرمایا اُسے لٹا دو حاضرین نے عرض کی یا امیر المومنین آپ ان سے کلام کرتے ہیں حالانکہ یہہ لوگ مرچکے ہیں فرمایا گو مُردہ ہیں مگر میرا کلام سُنتے ہیں جسطرح کہ کشتگان بدر چاہ بدر میں حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا کلام سُنتے تھے **پس** کعب بن سور ازدی کی لاش پر آئے اور فرمایا یہہ وہی ہے جو گلے میں قرآن لٹکا کر ہمارے مقابلے کو آیا تھا اور کہتا تھا کہ میں اپنی مادر عائشہ کی نصرت کرتا ہوں قرآن کیطرف اوروں کو دعوت کرتا تھا حالانکہ خود معانیٔ قرآن سے جاہل تھا پھر اس آیۂ شریفہ ثُمَّ اسْتَفْتَحُوا فَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ کو تلاوت فرمایا یعنے خدا سے دشمنوں پر فتح یابی کی دعا کی پس نقصان اُٹھایا ہر ظالم صاحب عناد نے خدا سے چاہتا تھا کہ مجھ کو قتل کرے حقتعالی نے اُسے ہلاک کیا یہہ کہکر فرمایا کعب کو بٹھاؤ جب بٹھایا تو فرمایا ای کعب مجھ سے جو کچھ حقتعالی نے وعدہ کیا تھا اُسے پورا کیا تو نے وعدہ الٰہی کو کسطرح پایا **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ کعب بن سور عمر بن الخطاب کے زمانے سے قاضی بصرہ تھا اُسکے قاضی مقرر ہونیکا قصہ اسطرح پر ہے کہ ایک روز وہ عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت آئی اور کہا یا امیر میرا شوہر قائم اللیل و صائم النہار ہے خلیفہ صاحب کی سمجھ میں نہ آیا کہ کنایتہ اپنے شوہر کی شکایت کرتی ہے کہ وہ میری طرف التفات نہیں کرتا دنکو روزہ رکھتا ہے اور رات کو مصروف عبادت رہتا ہے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ مرد نیک و صالح ہے کاش میں بھی ایسا ہوتا عورت نے پھر اُسی کلام متین کا اعادہ کیا عمر نے پھر وہی ناہموار جواب دیا کعب مذکور حاضر تھا عورت کی مطلب کو پاگیا اور کہا یا امیر المومنین یہہ اپنے شوہر کی شکایت کرتی ہے کہ وہ کبھی میری طرف ملتفت نہیں ہوتا شب و روز مصروف عبادت رہتا ہے عمر نے کہا تو نے اسکا مدعا سمجھا ہے تو تو ہی اس مقدمہ میں حکم بھی کر کعب نے اُسکے شوہر کو بلوایا اور زوجہ کے ساتھ بے اعتنائی کا سبب اُس سے پوچھا اُس نے کہا میں نے سورۂ نحل و حجر وغیرہ میں عقوبات اُخروی کو پڑھا ہے اس سے نہایت خائف ہوں اس سبب سے میرا دل دنیوی کاروبار میں نہیں لگتا کعب نے کہا یہہ حیلے حوالے چھوڑ اور اُسکا حق جو تجھ پر ہے ادا کر پھر چاہے نماز پڑھ چاہے روزہ رکھ اور عمر سے کہا چار عورتیں حقتعالی نے اسپر حلال کیں پس چار راتوں میں سے ایک رات عورت کی ہے باقی تین اُسکی ہیں اپنی جو چاہے کرے خلیفہ صاحب اس فیصلہ سے اور بھی خوش ہوئے اور کہا تیری دو نو باتیں ایک دوسرے سے عجیب تر ہیں اوّل عورت کا مطلب پایا پھر اُنکے درمیان یہہ حکم کرنا اُٹھ کہ میں نے تجھکو قاضی بصرہ مقرر فرمایا پس کعب ایک تو بصرہ کا رہنے والا دوسرے عمر کا بنایا ہوا قاضی جو کچھ عقیدہ کہ جناب امیرؑ کی نسبت رکھتا ہوگا ظاہر ہے

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا اسیواسطے قرآن گلے میں حمائل کرکے حضرت حمیرا کی حمایت کے لئے بڑے جوش و خروش سے نکلا تھا اور رجز جو اُس نے پڑھا تھا ایسا دردناک تھا کہ اہل بصرہ کے دلوں میں اُس سے بڑھکر کسی رجز نے اثر نہیں کیا چنانچہ بیشتر اسکے روایت ابو مخنف میں مذکور ہوا ہے۔ آخرالکب اُشتر کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکے تین یا چار بھائی بھی اس معرکہ میں کام آئے

بعض واقعات متعلقہ جنگ جمل کا ذکر مروی ہے کہ جب جنگ جمل کا خاتمہ ہو چکا تو عبداللہ بن عباس حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مروان بن حکم لعین کے لئے امان چاہی امیرالمومنینؑ نے اُسے امان دی اور ابن عباسؓ سے کہا کہ اسکو میرے پاس حاضر کرو مگر علیحدہ سواری پر نہ لانا اپنے ساتھ ردیف کرکے لاؤ کہ وہ بدبخت اس قدر آفت خواری کا سزاوار ہے ابن عباسؓ حسب الحکم اُسکو اپنے پیچھے بٹھا کر لائے صاف بندر کی شکل معلوم ہوتا تھا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا تو بیعت کرتا ہے اُس بد باطن نے کہا ہاں کرتا ہوں حضرت نے کہا لیکن جو دل میں ہے اُسکا خدا عالم ہے پھر مروان ہاتھ بڑھاکر چاہتا تھا کہ بیعت کرے آپنے دستِ مبارک اپنا اُسکے دست نجس سے کھینچ لیا اور فرمایا مجھکو اسکی حاجت نہیں ہے کف یہود ہے اگر بیس دفعہ ان ہاتھوں سے بیعت کرے گا پیٹھ موڑتے ہی اُسے توڑ ڈالے گا۔ پھر فرمایا یا ابن الحکم تو اپنے قتل ہونے سے ڈرتا ہوگا قسم بخدا کہ تو ہرگز نہ مریگا جبتک کہ فلاں وفلاں تیرے صُلب سے جدا نہولیں اور بروایتے مروان مذکور اختتام جنگ میں قید ہوا تھا۔ امیرالمومنینؑ کے سامنے لایا گیا تو حسنین علیہما السلام نے اُسکی شفاعت کی آپنے اُسے آزاد کیا اور مذکورہ بالا کلمات ارشاد کئے اور آخر میں فرمایا آگاہ رہو کہ اسکے لئے ایک امارت حکومت ہے جسطرح کتا برتن کو سونگھ جاتا ہے یعنے مدت اسکی حکومت کی بہت ہی قلیل ہوگی جو موافق مشہور نو مہینے اور بقولے چند مہینے اور بموجب ایک قول کے دس دن چار مہینے رہی پھر فرمایا اور وہ چار بیٹوں کا باپ ہے کہ اُمت محمدیہ کو اُس سے اور اُسکے اُن چار بیٹوں سے روز سرخ دیکھنا ہوگا **مؤلف** کہتا ہے کہ مراد روز سرخ سے وہ مصائب و آزار ہیں جو مروانیوں کے ہاتھ سے اسلام اور اہل اسلام کو پہنچے اور چار بیٹوں سے موافق مشہور ولید سلیمان یزید ہشام پسران عبدالملک بن مروان مراد ہیں جو چاروں علی الترتیب یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے اور **بعض شراح** نے کہا ہے کہ اُسکے عبدالملک عبدالعزیز بشیر و محمد پسران صُلبی مروان مقصود ہیں کہ ایک ان میں سے یعنی عبدالملک تو مستقل طور سے خلیفہ ہوا اور باقی تین گو خلافت کو نہیں پہنچے مگر مختلف مقامات میں حکومت کرتے رہے ہیں چنانچہ بشیر حاکم عراق اور محمد والی جزیرہ اور عبدالعزیز فرمانروائے مصر ہوا ہے **شیخ** کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کافی میں روایت کی ہے کہ جب لشکر بصرہ منہزم ہوکر بھاگا تو چند نفر اُنکے اثنائے راہ میں ایک حاملہ عورت کے پاس سے گزرے اُس کا خوف و اضطراب میں حمل ساقط ہوگیا۔ بچہ جو ساقط ہوا ابتدا میں زندہ تھا مگر تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا بعد ازاں عورت بھی جان بحق تسلیم ہوئی۔ امیرالمومنینؑ مع اصحاب اُس راہ سے تشریف لائے تو عورت اور بچہ کو مردہ پڑا دیکھکر حال دریافت کیا لوگوں نے کہا یہ حاملہ تھی ہزیمت لشکر سے دہشت کھا کر حمل ساقط کیا فرمایا ان دونوں میں پہلے کون فوت ہوا معلوم ہوا کہ بچہ اوّل مُوا ہے آپنے عورت کے شوہر کو بلوا کر دو ثلث بچہ کی خونبہا سے اُسکو اور ایک ثلث اُسکی زوجہ متوفیہ کو اور پھر نصف اُس ثلث کا شوہر کو اور باقی دیگر ورثہ عورت کو دیا اور علی ہذا عورت کے خونبہا سے چونکہ کوئی اولاد اُس نے نہ چھوڑی تھی نصف دیت یعنی اڑھائی ہزار درہم شوہر کو اور نصف باقی ورثا کو عطا کئے اور یہ دونوں خونبہا بیت المال بصرہ سے ادا کئے **روضۃ الصفا** میں ہے کہ خالد بن واشمہ کہ بزرگان اصحاب جمل سے تھا۔ اور سیاہت و فور عقل و کیاست فہم و فراست اُم المومنین کی خدمت میں بارگاہ عالی رکھتا تھا بعد اختتام جنگ عائشہ نے اُس سے پوچھا کہ طلحہ کہاں ہے کہا مقتول ہوا پھر زبیر کا حال دریافت کیا تو کہا شروع جنگ میں لشکرگاہ سے نکل گیا تھا آخر میں اُسکے قتل کی خبر شائع ہوئی پھر کسی اور کو پوچھا اُسکا بھی ویسا ہی جواب ملا عائشہ نے کہا خدا ان پر رحمت کرے خالد نے کہا کہ شیعیان علی سے زید بن صوحان بھی قتل ہوا عائشہ نے کہا وہ بھی مرحوم ہے خالد نے کہا کیا

خداوند عالم ان دونو گروہوں کو جنہوں نے ایک دوسری پر تلوار کھینچی ہے ایک مکان میں جمع کریگا عائشہ نے کہا رحمت الٰہی اس سے زیادہ بزرگ ہی کہ خیال میں آسکے اُسکے کام میں کسیکو چون وچرا کی مجال نہیں خالد نے یہہ سُنا تو اپنی جرأت پر پشیمان ہوا اور توبہ کرکے متوجہہ بارگاہ حضرت ولایت پناہ ہوا اور جنگ صفین میں ہمراہ رکاب جہاد کرکے تلافی مافات عمل میں لایا **مروی** ہے کہ بعد ختم جنگ امیر المومنین نے حکم دیا کہ جو مال اسباب سلاح دواب لشکر مخالف سے داخل لشکر شاہ ہوں غنیمت ہے اسکے سوا کسی شے سے تعرض نہ کریں اور عورات و اطفال کو انکے بردہ و اسیر نہ بنائیں گھروں میں جو اسباب اموال ہوں تاراج نہ کریں اسپر بعض ضعیف الاعتقاد معترض ہوئے کہ یہہ کیا بات ہی کہ اُنکے خون ہم پر حلال ہوں و اسباب مال و نساء و اطفال حرام یکبام و دو ہوا جتے کہ امیر المومنین بصرہ میں خطبہ فرما رہے تھے ایک شخص قبیلہ بکر بن وائل سے عباد بن قیس نام کہ نہایت شوخ بیباک زبان دراز تھا اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین آپنے اس تقسیم میں انصاف کو مرعی نہ رکھا کہ سلاح و دواب کو قسمت کیا اور زنان و صبیان سے منع فرمایا آپنے فرمایا یا بن قیس ہم بڑوں کے گناہ میں چھوٹوں سے مواخذہ نہیں کرتے یہہ نکاح اُنکے طریق ہدایت پر واقع ہوئے اور بچے فطرت اسلام پر پیدا ہوئے پس اُنکا کیا قصور جو قیدی بنائے جائیں اور اموال کی نسبت تجھکو معلوم رہے کہ قبل وقوع بغاوت اُنکے ملک میں داخل تھے اُسنے اُسیقدر ہمارے لئے حلال ہے جو بعین فتنہ و داخل میدان جنگ ہو جو گھر دن میں ہے وہ اُنکے ورثا کا حق ہی اے عباد میں نے اس مقدمہ میں قدم بقدم حضرت رسولخدا کی پیروی کی ہے جو کچھ آنحضرت نے اہل مکّہ کے ساتھ سلوک کیا مینے اہل بصرہ سے کیا پس بہتر ہے کہ تم اس خیال خام سے باز آؤ اور اسکا ذکر زبان پر نہ لاؤ اور جو اسی پر اصرار ہے تو مجھے بتلاؤ کہ تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو عائشہ کو لونڈی سمجھکر اپنے حصہ میں لے سکتا ہے حاضرین نے کہا یا امیر المومنین آپ راہ صواب پر ہیں اور ہم خطا پر آپ دانا ہیں اور ہم جاہل و ناداں ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ خدا تعالی امیر المومنین کو طریق مستقیم ہدایت و رشاد پر استوار رکھے بہت درست ہی جو حضرت نے اس مقدمہ میں حکم کیا **پس** عمار یاسر اُٹھے اور کہا ایھا النّاس اگر تم امیر المومنین کی اطاعت کروگے تو تمکو تمہارے نبی کی راستے پر چلائینگے اور سر مو اُس سے جدا نہونے دینگے۔ حضرت رسولخدا نے اُنکو علوم ظاہری و باطنی تفویض فرمائے ہیں اور علم فصل قضایا کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس طرح حضرت موسیٰ نے ہارون کو ان امور سے مخصوص کیا تھا۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنے اے علیؑ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہے الا یہہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر عمار نے کہا یہہ کمال الطاف خدائے متعال ہے کہ آنحضرت کو وہ فضائل بخشے کہ اوروں کو اُنسے کوئی حصہ نہیں دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے جس امر پر مامور ہو اُسکے بجالانے میں کوتاہی نہ کرو کس لئے کہ عالم بہ نسبت جاہل خسیس کے اپنے افعال کی مصلحتوں سے زیادہ واقف ہی اگر میری متابعت کروگے تو انشاء اللہ تعالی تمکو صراط مستقیم و نجات دہندہ پر چلاؤنگا ہر چند اسمیں مشقت شدید ہو **حاکم** نے مستدرک میں اور شیخ نے امالی میں ابو ثابت مولائی ابوذر غفاری سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا میں روز جمل امیر المومنین کے ہمراہ تھا عائشہ کو صف لشکر میں کھڑا دیکھکر میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا نزدیک زوال آفتاب کے وقت وہ شبہ بفضل خدا سے زائل ہو گیا اور حضرت کے ہمراہیوں میں ملکر دشمنان دین سے لڑکر داد جہاد دی بعد انقضائے ایام جنگ مجھکو اُمّ سلمہ زوجہ رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہونیکا اتفاق ہوا تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ اے ابو ثابت جبکہ طائر روح قفس بدن سے پرواز کرنے لگی تو کہاں تھا میں نے کہا امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی خدمت میں تھا اور اپنا ماجرا بیان کیا اُمّ سلمہؓ نے تمام قصہ سنکر کہا تو نے خوب کیا تحقیق کہ میں نے رسولخدا سے سُنا ہی کہ قرآن علی کے ساتھ ہی اور علی قرآن کے ساتھ اور وہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے کہ حوض کوثر پر وارد ہوں ابو الاسود دوئلی سے منقول ہی کہ جب امیر المومنین بصرہ میں داخل ہوئے

تو ایک جماعت مہاجر و انصار کی اپنے ساتھ لیکر بیت المال بصرہ میں تشریف فرما ہوئی میں بھی حضرت کے ہمراہ تھا کثرت اموال سرخ و سفید کو وہاں دیکھ کر فرمایا یا صفراء و یا بیضاء غرّی غیری یعنے اے دنیا کسی اور کو فریب دے کہ میں تیرے دام میں نہ آؤنگا پھر کل مال کو بنگاہ عمارت دیکھ کر فرمایا پانچ پانچ سو درہم کل اصحاب کو تقسیم کریں۔ پس قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جس نے محمد کو بحق مبعوث کیا کہ مال پورا تقسیم ہوگیا اور ایک درہم کم و زیادہ نہ نکلا۔ گویا حضرت کو اُس کا مبلغ و مقدار پہلے سے معلوم تھا۔ کل ساٹھ لاکھ درہم تھے اور بارہ ہزار آدمی پانچسو درہم فی کس آئے اور وہی پانچسو درہم حضرت کے حصہ میں آئے بعد تقسیم مال ایک شخص کہ شریک جنگ نہ تھا حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین میں ہر چند بظاہر آپ سے غائب تھا۔ مگر میرا دل آپکے ہمراہ تھا۔ اس مال سے مجھے بھی کچھ عنایت ہو۔ حضرت نے وہ پانچسو درہم اپنے حصے کے اُسکو عطا کئے اور آپ کچھ نہ لیا **خطبہ امیر المومنین بمقام بصرہ** قضیہ جمل کے فیصل ہونیکے بعد جو خطب امام الافصحین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر بصرہ میں فرمائے اور عیوب و مثالب شہر بصرہ کو اُنہیں شمار کیا اور باشندگان بصرہ کو اُنکی گزشتہ حرکت پر ملامت و سرزنش فرمائی اور آئندہ کے لئے نصائح و مواعظ بلیغ ارشاد کئے اور شہر اُس شہر کے متعلق حالات سے خبر دی وہ بطرق متعددہ مختلفہ منقول ہوئے ہیں اس مقام پر بنظر اختصار ایک دو روایت کا خلاصہ کے طور پر ترجمہ ہوتا ہے **از انجملہ کتاب** ارشاد میں منقول ہے کہ بعد فراغ جنگ جمل کے امیر المومنین نے یہ خطبہ ادا فرمایا یعنی حمد و صلوٰۃ الٰہی و درود حضرت رسالت پناہی کے بعد فرمایا اے اہل بصرہ تم نے میری بیعت کو توڑا اور میرے دشمنوں کی اعانت میں سرگرمی ظاہر کی اب میری طرف سے اپنی نسبت کیا گمان رکھتے ہو۔ ایک شخص نے اُٹھکر کہا یا امیر المومنین ہمکو بجز بھلائی کے آپسے کوئی امید نہیں آپکو منتقم حقیقی نے قہر و غلبہ عطا کیا۔ اور ہم پر مظفر و منصور فرمایا اگر ہمکو عقوبت کریں تو یہہ ہماری تقصیرات کی واجبی سزا ہے اور جو جرم بخشی فرمائیں تو حقتعالی کے نزدیک محبوب تر ہے فرمایا میں تمکو معاف کرتا ہوں اور تمہاری خطاؤں سے درگزر کرتا ہوں اب کبھی فتنہ و فساد کے نزدیک نجانا تحقیق کہ میری رعایا میں سب سے پہلے عہد شکنی تم سے سرزد ہوئی تم نے نکث بیعت کرکے اُمت رسول اللہ میں تفرقہ ڈالا یہہ کہکر بیٹھ گئے اور حاضرین نے اُٹھکر تجدید بیعت کی۔ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں روایت کی ہے کہ بعد اختتام معرکہ جمل امیر المومنین نے حکم دیا کہ منادی بصرہ میں ندا دے کہ کل سے تیسرے روز انشاء اللہ تعالیٰ نماز جماعت جامع کے ساتھ ہوگی تمام اہل بصرہ اُسمیں شریک ہوں اور بلا حجت معقول مثل علالت وغیرہ کے کوئی اس سے تخلف نہ کرے کہ اُسکے لئے یہہ امر باعث ضرر و نقصان ہے جب روز موعود آیا تو لوگ مجتمع ہوئے آپ مسجد جامع میں تشریف لائے۔ اور نماز صبح کو تمام حاضرین کے ساتھ ادا کیا پھر مصلّی سے دست راست پر دیوار قبلہ سے پشت مبارک لگا کر کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے پروردگار مطلق بجا لائے اور نبی برحق پر درود و صلوٰۃ بھیجی اور جملہ مومنین و مومنات کے لئے استغفار کی پس فرمایا یا اَهْلَ الْبَصْرَةِ يَا اَهْلَ الْمُؤْتَفِكَةِ اِئْتَفَكَتْ بِاَهْلِهَا ثَلٰثًا وَعَلَى اللّٰهِ تَمَامُ الرَّابِعَةِ يَا جُنْدَ الْمَرْاَةِ وَاَعْوَانَ الْبَهِيْمَةِ رَغَا فَاَجَبْتُمْ وَعُقِرَ فَانْهَزَمْتُمْ اَخْلَاقُكُمْ دِقَاقٌ وَدِيْنُكُمْ نِفَاقٌ وَمَاؤُكُمْ زُعَاقٌ بِلَادُكُمْ اَنْتَنُ بِلَادِ اللّٰهِ تُرْبَةً وَاَبْعَدُهَا مِنَ السَّمَاءِ بِهَا تِسْعَةُ اَعْشَارِ الشَّرِّ الْمُحْتَبِسُ فِيْهَا بِذَنْبِهِ وَالْخَارِجُ مِنْهَا بِعَفْوِ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى قَرْيَتِكُمْ هٰذِهِ وَقَدْ طَبَّقَهَا الْمَاءُ حَتّٰى مَا يُرٰى مِنْهَا اِلَّا شُرَفُ الْمَسْجِدِ كَاَنَّهُ جُؤْجُؤُ طَيْرٍ فِيْ لُجَّةِ بَحْرٍ یعنی اے اہل بصرہ اے منقلب اور غرق شدہ زمین کے رہنے والو جو کہ اپنے باشندوں کے ساتھ تین مرتبہ غرق ہوچکی ہے اور حقتعالیٰ چوتھی مرتبہ پھر اُسکو غرق کرے گا اے زن ناقص العقل کے لشکر والو اور اے حیوان لا یعقل کے مددگار و جب اُس نے فریاد کی تم نے اُسکی دعوت کی اجابت کی جب پے کیا گیا تو بھاگ گئے تمہارے اخلاق قبیح و حقیر اور تمہارا دین نفاق و شقاق سے معمور ہے اور تمہارا پانی تلخ و شور اور خاک متعفن و بدبودار تمہارا ملک چونکہ نشیب و پستی میں ہے ساری جہان کی نسبت آسمان سے دور نزول رحمت الٰہی سے مجبور ہے تمہارا دس حصہ بدی کے نو حصہ اُنمیں ہے جو یہاں رہتے ہیں معصیت خدا میں گرفتار جو نکل گئے انکو

تفسیر ... [illegible] ...

عفو وبخشش ایزدی کے سزاوار گویا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا یہہ شہر تمام پانی میں ڈوب گیا ہے صرف جامع مسجد کے کنگرے اس طرح باہر نکلے معلوم ہوتے ہیں جیسے دریائے ناپیدا کنار میں پرندے کا سر یا کشتی کا صدر پس احنف بن قیس اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ یہہ حادثہ کب پیش آئے گا فرمایا اے ابا بحر یہہ تیری حیات میں نہو گا اور تیرے اور اسکے درمیان مدت ہائے دراز حائل ہیں البتہ حاضرین کو چاہیئے کہ غائبین کو یہہ خبر پہنچائیں کہ جب حالت بصرہ میں تغیر کو مشاہدہ کریں یعنی اسکے اخصاص[1] عمارات سے بدل جائیں اور آجام کی جگہہ قصر ہائے عالی بنائے جائیں تو یہاں سے فرار کریں اور اسکی سکونت کو ترک کریں شارح علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جسطرح امیر المومنینؑ نے خبر دی تھی بصرہ دو مرتبہ قادر باللہ اور قائم باللہ عباسی کے زمانے میں غرقاب ہوا اور اسکے باشندے ہلاک اور اسکے مکانات سوائے مسجد جامع کے یکسر تباہ وخراب ہوئے اور **ابن ابی الحدید** نے لکھا ہے کہ میں نے اہل خبرت سے سنا ہے کہ بصرہ ایک زمانے میں آب سیاہ رنگ سے جو اسی سرزمین سے نفوذ کریگا ڈوب کر تباہ ہوگا اور صحیح یہہ ہے کہ پیشین گوئی امیر المومنینؑ کی واقع ہو چکی اور شہر بصرہ قادر اور قائم کے زمانے میں دو مرتبہ غرق آب ہو چکا بحر فارس سے جس مقام کو جزیرۃ الفرس کہتے ہیں جبل سنام کی طرف سے یہہ پانی آیا تھا جس میں تمام شہر تباہ اور اکثر خلق خدا برباد ہوگئی تھی اہل بصرہ کے پاس ان دونو مرتبہ کی غرق کی مفصل اخبار موجود ہیں کہ جسکے اخلاف اسلاف سے انکو نقل کرتے ہیں بعد ازاں امیر المومنینؑ نے موضع ابلہ بضم ہمزہ وتشدید لام کا حال دریافت کیا یہہ وہ مقام ہے جہاں فی الحال بصرہ آباد ہے ان دنوں میں بصرہ کے دیہات ومضافات سے شمار ہوتا تھا اور وہاں بصرہ کے باغات تھے بلکہ کثرت اشجار ولطافت آب وہوا سے اسکو جنت کہتے تھے منذر بن جارود نے عرض کی یا امیر المومنینؑ وہ مقام یہاں سے چار فرسخ پر ہے فرمایا توراۃ کہتا ہے میں نے اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ سے ایسا ہی سنا ہے اور آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ میں وہاں ستر ہزار مسلمان شہید ہونگے جو باعتبار کثرت ثواب شہدائے بدر سے کمتر نہونگے منذر نے عرض کی یا امیر المومنینؑ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کون انکو قتل کریگا فرمایا وہ انسان ہونگے دیو سیرت شیطان صورت رنگ انکے سیاہ اور جسم بدبودار اسباب سامان سے کمتر اپنے ساتھ رکھتے ہونگے مگر شدت وصولت انکی زیادہ ہوگی خوشحال اسکا جو انہیں قتل کرے یا خود انکے ہاتھ سے مقتول ہو یہہ کہکر آپکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے شارح کہتے ہیں شاید یہہ اشارہ ہو طرف زنگیوں اور انکے بادشاہ کے جنھوں نے بصرہ پر چڑھائی کی اور لشکر انکا پیادہ پا بے کفش ونعلین سبک اور ہلکا تھا۔ پھر اور آفات ارضی وسماوی کا جو بصرہ پر آنیوالی تھیں ذکر کیا اور خروج دجال لعین کی خبر دی اور فرمایا اے منذر قسم بخدا اگر میں چاہوں تو ہر موقع ومقام کی نسبت قیامت تک کی خبر دے سکتا ہوں۔ کہ کب خراب ہوگا اور کسطرح پھر آباد کیا جائیگا میرے پاس علوم کثیرہ ہیں جو چاہو استفسار کرو بتانے میں ذرا خطا نہ کروں گا اے منذر مجھکو علوم سابق ولاحق تا قیام قیامت سپرد کئے گئے ہیں پھر فرمایا اے اہل بصرہ میں جو ابتدائے کلام میں تمکو زجر وتوبیخ کیا اور خشونت ودرشتی کو روا رکھا تمہاری تنبیہ وعظ وتذکیر کے لئے تھا تاکہ تم آئندہ ایسی حرکات سے کہ تم سے اب سرزد ہوئیں باز رہو نہ یہہ کہ تم اور تمہارا ملک بالمرہ صفات حسنہ واخلاق ستودہ سے معرا ہے ایسا نہیں بلکہ خطۂ بصرہ اور ملکوں کی نسبت زیادہ زرخیز اسکے اشجار اور مقامات کے اشجار سے زیادہ بار آور ہیں مال تمہارے فراواں اور تجارتیں تمہاری رواں ہیں تم میں سے جو غنی ہیں متواضع وسخی جو شریف ہیں منکسر وخلیق ہیں تمہارے قاری عمدہ ترین قاری اور عباد وزہاد پرلے سرے کے عابد وزاہد تمہارے اطفال فہیم وذکی ہیں اور تمہاری عورتیں اپنے شوہروں کی فرمانبردار ومطیع۔ مہمان نوازی میں تم لوگ گوئے سبقت لے گئے ہو نماز جماعت کے پابند وشائق ہو اگر صبر کرتے اور طریق مستقیم وہدایت پر استوار رہ کر اس فتنہ میں شریک نہوتے تو فردائے قیامت درجات عالیات تمہارے لئے تھے درخت طوبیٰ تم پر سایہ افگن ہوتا اور جنت خلد تمہارا ماویٰ ومسکن۔ مگر قضائے ربانی سے چارہ نہیں لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اسکے حکم کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے اے اہل بصرہ میں جو کچھ تمہارے مدح وذم وفضائل ورذائل بیان کرتا ہوں

[1] اخصاص جمع خص مکانات جو لکڑی گھاس پھونس سے بنائے جائیں مراد جھونپڑی ۱۲ منہ

وہ سراسر تمہاری مصلحت و خیر خواہی پر مبنی ہے اور مقصود اس سے محض تمکو نصیحت و پند کرنا ہے تاکہ تمہارے اخلاق کی اصلاح ہو اور نیکیوں کیطرف رغبت کرو اور سیئات کو مکروہ جانو حقتعالیٰ فرماتا ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ٥ یعنے وعظ و تذکیر کرو یہہ مومنین کے لئے نافع ہیں ورنہ مجھکو تم سے کسیطرح کا خوف نہیں نہ کوئی طمع میری دامنگیر ہے آگاہ رہو کہ جو کچھ مینے تمہارے شہر کی نسبت کہا غیظا و غضب میں نہیں کہا بلکہ بلفظ بلفظ حضرت رسولخدا سے سنا ہوا کہا ہے جبرئیل نے آنحضرت کو اپنے شہادرست پر سوار کرکے دنیا و مافیہا کی سیر کرائی اور تمام عالم کی کنجیاں اُس جناب کے سپرد کیں اور حالات گزشتہ و آئندہ تا روز قیامت جہاں کے اُنسے بیان کئے پس فرمایا جناب سرور عالم نے کہ وہ علوم مجھے زیادہ معلوم نہیں ہوئے جس طرح میرے جد امجد آدم کو علم اسمار حسنے جو فرشتوں کو تعلیم نہوا تھا زیادہ معلوم نہیں ہوا تھا اسوقت مینے بحر محیط کے کنارہ پر ایک شہر مشاہدہ کیا جسکا نام بصرہ ہے اور یہی صفات بیان کیں جو میں اسوقت تمہاری روبرو بیان کرچکا ہوں - ای اہل بصرہ تمکو اور تمہارے گرد نواح کے رہنے والوں کو کثرت سے بلائے عظیم ضرور پیش آئیگی تحقیق کہ مجھکو وہ مقام و موقع معلوم ہے جہانسے پانی منفجر ہوگا پس جو اس مہلکہ سے پیشتر اس شہر سے نکل جائیگا باعث رحمت خدا الکفل جائیگا اور جو غرق ہوگا وہ اپنے ذنب و عصیان سے غرق ہوگا وَمَا اللّٰهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ٥ پس ایک شخص اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھکو اہل جماعت اہل فرقت اہل سنت اہل بدعت کے حال سے مطلع کیجئے کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا تو نے سوال کیا تو جواب بھی سُن اور تجھکو واضح رہے کہ میرے سوا اسکا جواب کسی دوسرے سے نہ پائیگا تحقیق کہ اہل جماعت میں ہوں اور میرے پیرو گو قلیل ہوں اور اہل فرقت میرے اور میرے تابعین کے مخالفت کرنیوالے ہر چند بکثرت ہوں خدا و رسول اسکا بحق فیصلہ کرچکے ہیں اور اہلسنت وہ ہیں کہ جو راہ خدا و رسولخدا نے انکے لیے مقرر کردی ہو اُس پر چلتے ہیں اور اہل بدعت وہ ہیں جو اپنی رائے و خواہش نفسانی کی پیروی میں احکام خدا و رسول کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ تعداد اُنکی کثیر ہو - انہیں سے پہلا گروہ تو گزر گیا مگر ابھی بہت سے طائفہ باقی ہیں آخر کار حقتعالیٰ انکو نیست و نابود کریگا اور روئے زمین سے بیخ و بنیاد اُنکی اکھاڑ دیگا پھر اور مواعظ شافیہ کافیہ ارشاد کئے اور عائشہ کی نسبت فرمایا کہ عورات کی کوتہ اندیشی اور ناقص العقلی اُنکی دامنگیر ہوئی - اور کینہ دیرینہ مثل کورۂ آہنگران اُسکے سینہ میں جوش مارنے لگا اگر سوائے میرے کسی اور کی نسبت اُس سے ایسا چاہتے کبھی نہ کرتی مگر میرے نزدیک اسکی وہی حرمت اولے ہے اور حساب اسکا خدا پر چھوڑتا ہوں - ایہا الناس عورات کے ایمان ناقص ہیں عقول ناقص ہیں حظوظ و حصص ناقص ایمان کا نقصان تو یہہ کہ وہ مرد کے برابر طاعت خدا نہیں کرسکتیں ایام معینہ میں ترک صوم و صلوٰۃ پر مجبور ہیں - اور عقلوں کا نقصان یہہ کہ انکا اعتبار شرع اقدس میں مرد سے نصف ہے جہاں ایک مرد کی گواہی کافی ہوتی ہے وہاں دو عورتوں کی ضرورت ہو اور حصہ کا نقصان میراث میں ہے کہ عورت کا حصہ مرد کے حصہ سے نصف ہے پس تمکو چاہئے کہ بُری عورتوں سے پرخطر رہو اور نیکوں پر اطمینان نہ رکھو اور نیک بات میں انکا کہنا مانو کہ وہ بُرے کام کرانے میں طمع نہ کرسکیں

عائشہ کے بعض حالات کا تذکرہ جو جنگ جمل کے بعد مدینہ منورہ پہنچنے تک متعلق ہیں

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے عبد اللہ اسدی سے روایت کی ہے کہ جب عائشہ ابن ابی خلف کے مکان میں قیام پذیر تھی تو عمار یاسر اُنکے پاس گئے اور کہا اے مادر تو نے دیکھ لیا کہ تیری اولاد دین کی حفاظت کے لئے کیسی تلواریں لگاتی ہے عائشہ نے کہا اے عمار فتح و ظفر نے تجھکو بینا کردیا ہے اب جو چاہے کہہ عمار نے کہا میری بینائی فتح و ظفر سے نہیں بلکہ قسم بخدا کہ اگر تم منہزم کرکے ہمکو نخلستان ابن یا ہجر تک بھی پہنچا دیتے تب بھی مجھکو یہی یقین تھا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر کہا ہاں تیری خطا نہیں مجھے ایسا ہی سمجھایا گیا ہے اے عمار اب سن تیرا زیادہ ہوگیا ہے اور زندگی فنا ہوچکی استخوان گھس گھسکر باریک ہوگئی خدا سے ڈر محبت ابن ابوطالب میں اپنی دین و ایمان کو تباہ نہ کر - عمار نے کہا مینے تمام اصحاب رسولخدا میں نظر امتیاز و تامل دیکھا بخدا اسوا گندہ کہ علی کو سب سے زیادہ قرآن کا پڑھنے والا اور اسکی تاویل کا سمجھنے والا اور اسکی حرمت کا نگاہ رکھنے والا پایا اور وہ حضرت رسولخدا سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں اور آنحضرت کے آداب و سنن کی سخت پیروی

کرنیوالے ہیں اور اسلام میں انکی مصائب و تکالیف تمام سے زیادہ ہیں عائشہ یہہ سنکر خاموش ہوگئی **ابن ابی الحدید** نے شرح نہج البلاغہ میں اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
کتاب کافیہ میں سُنّی و شیعہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے عبداللہ بن عباس کو عائشہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ وہ مدینہ کو چلی جائے اور بصرہ میں زیادہ توقف
نہ کرے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں قصر ابن ابی خلف میں اُسکے پاس گیا اوّل دروازہ پر بیٹھکر اجازت چاہی عائشہ نے اندر آنیکی اجازت نہ دی تو لاجرم بے اجازت داخل ہوا عائشہ
پردہ میں تھی۔ اور مکان خالی تھا ہر طرف دیکھا ایک گوشہ میں شاخہائے خرما سے بوریے کے طرز پر ایک شے بنی ہوئی نظر پڑی میں نے اسکو کھینچلیا اور اُس پر بیٹھ گیا عائشہ یہہ دیکھکر
پس پردہ سے بولی یا بن عباس تو نے دو امر میں سُنّت رسول اللہ کی مخالفت کی ایک یہہ کہ گھر میں بغیر میری اجازت گھس آیا۔ دوسرے میری شے پر بلا میری رضامندی کے
بیٹھ گیا ابن عباس نے کہا ہم سنّت رسولخدا کو تجھسے بہتر جانتے ہیں ہم نے ہی تجھکو سنّت تعلیم کی ہے تیرا گھر وہ ہے جسمیں آنحضرت نے تجھ سے مفارقت کی اور تو اپنی نفس پر
ظلم کر کے اور اپنے دین کو مغشوش و معیوب بناکر بر خلاف حکم خدا و رسول وہاں سے نکل آئی جب تُو وہاں جائیگی تو ہم تیری اجازت بغیر تیرے پاس نہ آئیں گے اور بلا تیری رضامندی
تیرے کسی شے پر نہ بیٹھیں گے اب امیر المومنین کا تیرے لئے یہہ حکم ہے کہ جلد مدینہ کا ارادہ کر اور یہاں زیادہ توقف نہ کر۔ عائشہ نے کہا خدا رحم کرے امیر المومنین کو امیر المومنین عمر
بن الخطاب تھا ابن عباس نے کہا قسم بخدا علی امیر المومنین ہیں گو اسمیں چہرے غضبناک ہوں اور لوگونکی ناکیں خاک پر رگڑی جائیں قسم بخدا کہ وہ امیر المومنین بحق ہیں اور
حضرت رسولخدا سے اوروں کی نسبت اقرب ہیں اور سابقہ ہیں جو تقدم انکو ہے اور علم میں جو کمال وہ رکھتے ہیں اور اسلام میں جو مقامات و آثار اُنکے لئے ہیں تیرے باپ اور عمر کو
نصیب نہیں ہوئے عائشہ نے کہا مجھکو تو اس سے انکار ہے ابن عباس نے کہا تو اس انکار سے بیکار محض ہو جائیگی اور جو عزت و توقیر تجھے حاصل ہے باقی نہ رہیگی۔ پھر تجھکو
کوئی نہ پوچھیگا اور کسی کو تو امر و نہی نہ کر سکیگی عائشہ پر یہہ سنکر رقت طاری ہوئی۔ بجا ریکہ آواز گلو میں بند ہو گئی اور نفس گہر ہنے لگی اور کہا قسم بخدا کہ میں تمہارے پاس نہ
رہونگی اور جس شہر میں یا تم ہو روئے زمین پر کسیکو اُسکے برابر دشمن نہیں رکھتی ابن عباس نے کہا کیوں ہم سے تجھکو کیا ایذا پہنچی اور کیا ہمنے تیرے ساتھ بُرا سلوک کیا آیا یہہ کہ تجھکو
ام المومنین بنا دیا حالانکہ تو بنت ام رومان تھی یا یہہ کہ تیرے باپ کو صدّیق کر دیا اور وہ ابو قحافہ کا بیٹا تھا جو ابن جدعان کے یہاں مہمانوں کے بلانے پر نوکر تھا عائشہ نے
کہا یا ابن عباس تم مجھ پر رسولخدا کی وجہہ سے منّت رکھتے ہو ابن عباس نے کہا کیوں نہ رکھیں اگر تجھ سے ایک ناخن بھی آنحضرت کا ہوتا تو ضرور تو اُس سے ہم پر منّت رکھتی ہم تو اُنکے
گوشت و خون ہیں تو منجملہ نو عورتوں کے ایک عورت ہے جنکو وہ حضرت چھوڑ گئے ہیں کوئی جمال ظاہری یا حسن سیرت تجھمیں اُن سے زیادہ نہیں یہہ شرف زوجیت ہی ہے کہ مطاع و
مخدوم بنی ہے جو بات کہتی ہے لوگ اُسے مانتے ہیں جسکو بلاتی ہے بے تامل چلا آتا ہے پھر کچھ اشعار پڑھے اور امیر المومنین کی خدمت میں واپس آکر ماجرے بیان کیا آپنے فرمایا
میں نے جسوقت تجھکو اُسکے پاس بھیجا تھا میں اُسیوقت سے جانتا تھا کہ وہ اس قسم کی باتیں درمیان میں لائیگی **بحار الانوار** میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ امیر المومنین نے
ساٹھ مرد کہ اکثر قبیلہ ہمدان سے تھے طلب کئے یہہ سب سن رسیدہ تھے اور ڈاڑھیاں اُنکی چڑھی ہوئیں شمشیر و سپر و خود و زرہ سے مسلّح و آراستہ تھے میں بھی اُنکے درمیان تھا حضرت
ہمکو ہمراہ لیکر ایک کوچہ کی طرف کو چہائے بصرہ سے روانہ ہوئے چلتے چلتے ہم ایک مکان وسیع و عریض میں پہنچے جہاں کچھ مستورات مشغول گریہ و بکا تھیں حضرت کو دیکھ کر
ایک بار سب کی سب چلّائیں کہ هٰذَا قَاتِلُ الْاَحِبَّۃِ یعنی یہہ دوستوں کا قاتل۔ آپنے کچھ اسکی طرف التفات نہ کی اور فرمایا عائشہ کس مکان میں ہے انہوں نے حجرہ کیطرف
اشارہ کیا ہمنے حضرت کو گھوڑے سے اُتارا آپ عائشہ کے پاس داخل ہوئے تھوڑی دیر باہم کچھ گفتگو ہوتی رہی امیر المومنین کی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن عائشہ کا چیخنا مسموع
ہوتا تھا اسکی درمیان ایک عذر خواہی کا کلام بھی ہمنے سُنا کہ میں نے ایسا اور ایسا نہیں کیا۔ پھر حضرت باہر تشریف لائے ہمنے بدستور سوار ہونے میں حضرت کی اعانت کی اُسوقت
پھر ایک عورت نے کچھ تعرض کیا آپنے فرمایا صفیہ کہاں ہے ایک عورت بولی لَبَّیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فرمایا ان کنیزوں کو منع نہیں کرتی مجھکو قاتل احبّا کہتی ہیں اگر میں

ایسا ہو تا تو حکم کرتا کہ جو لوگ اس مکان میں موجود ہیں انکو قتل کریں اور دست مبارک سے تین حجروں کی طرف اشارہ کیا ہم نے یہہ دیکھ کر فوراً قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالے اور نظر ان حجرات کی طرف بلند کی عورتیں سب خاموش ہو گئیں جو کھڑی تھیں بیٹھ گئیں منجملہ ان تین حجروں کے ایک میں مروان حکم مع دیگر مجروحان قریش کے تھا دوسرے میں عبد اللہ بن زبیر مع زخمیان آل زبیر کے تیسرے میں رئیس اہل بصرہ تھا جو بہرحال تابع رضائے عائشہ تھا **راوی** کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس سے کہا یا ابا القاسم تم نے ان مجروحوں کو کیسے قتل نہ کیا اس نے کہا یا ابن اخی علیؑ تجھ سے زیادہ دانا تھے انہوں نے انکو امان دی تھی لڑائی کے خاتمہ پر انکے منادی نے پکار دیا تھا کہ زخمیوں کو قتل اور فراریوں کا تعاقب نہ کرو جو ہتھیار ڈالدے وہ امن میں ہے یہہ ایک سنت حسنہ تھی جسکی وہ حضرت آئندہ نسلوں کی بہتری کے واسطے بنیاد ڈال گئے **کتب معتبرہ** میں منقول ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے قبل وفات جناب امیر المومنینؑ کو اپنی ازواج پر وصی خاص مقرر کیا تھا۔ اور فرمایا تھا یا علیؑ میری بیبیوں کا اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے بروز جمل جبکہ عائشہ کی جسارت جہالت حد سے تجاوز کر گئی تو حضرت نے فرمایا میری رائے یہہ ہے کہ اسے طلاق دوں اور شرف زوجیت حضرت رسولخداؐ کو اس سے مسلوب کر دوں جن لوگوں نے یہہ حدیث پیغمبر خداؐ سے سنی ہے اُٹھیں اور گواہی دیں تیرہ آدمی جنمیں دو اہل بدر سے تھے اُٹھے اور شہادت دی کہ بیشک ہم نے پیغمبر خدا سے سنا ہے کہ انہوں نے اپنی ازواج کا اختیار تمہارے قبضہ اقتدار میں دیا ہے۔ عائشہ کو اسکی خبر ہوئی تو بے اختیار رونے لگی جب بعد ختم جنگ ابن ابی خلف کے مکان میں نزول کیا تو امیر المومنینؑ نے محمد بن ابوبکرؓ و عمار یاسرؓ کو اسکے پاس بھیجکر پیام دیا کہ مدینہ سکینہ کا عزم کرے عائشہ نے کہا میں نہ جاؤنگی اور اس شہر کو کبھی نہ چھوڑونگی امیر المومنینؑ یہہ جواب سنکر غضبناک ہوئے اور فرمایا اگر بخوشی جائیگی فبہا ورنہ بجبر و اکراہ جائیگی قبیلہ بکر بن وائل سے کچھ عورات کو بھیجونگا جنکے پاس تیز خنجر ہونگے وہ بزور اسکو لیجائینگی اور اشراف قبیلہ عبد القیس سے فرمایا اے معشر عبد القیس عائشہ تم سے قرابت رکھتی ہے چند عورات اپنے درمیان سے انتخاب کر کے اسکے پاس بھیجو کہ اسکو مدینہ جانے پر راضی کریں اور عائشہ سے کہلا بھیجا کہ بہتر ہے کہ جس مکان میں حضرت رسولخداؐ اور تیرے باپ نے تجھ سے مفارقت کی ہے اسکی طرف واپس ہو جائے ورنہ اس کلمہ سے تکلم کرونگا کہ خدا و رسول پھر کبھی تجھ سے راضی نہونگے عائشہ یہہ سنکر جانے پر رضامند ہو گئی اور سامان سفر کرنے لگی **روضۃ الاحباب** میں ہے کہ دوسرے روز امیر المومنینؑ نے غنچۂ چمن نبوت و رسالت و سرو بوستان جلالت و بسالت یعنی امام حسنؑ کو بطور رسالت عائشہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قسم بخدا اگر تو سفر مدینہ کی تیاری نہ کریگی تو میں تجھکو وہ پیام بھیجونگا اور اس امر سے تجھکو آگاہ کرونگا جسکی کیفیت تو خوب جانتی ہے راوی کہتا ہے کہ عائشہ اسوقت اپنے سر میں شانہ کرتی تھی جانب راست میں کر چکی تھی اور بائیں طرف ہنوز باقی تھی امام حسنؑ سے یہہ بات سنکر بلا اتمام کے تمام سر میں شانہ کرے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی خادموں کو پکاری کہ میرا اسباب جلد بار کرو اور سفر مدینہ کی تیاری میں مصروف ہو اور آثار اندطراب و تشویش اسکے بشرہ سے ہویدا تھے زنان رؤسائے بصرہ سے ایک عورت اسکے پاس تھی کہا یا ام المومنین عبد اللہ بن عباس تیرے پاس آیا اور یہی پیغام لایا تو نے اسکے ساتھ سخت کلام کیا کہ وہ غضبناک ہو کر پھر گیا اس جوان کے باپ علی ابن ابیطالب خود آئے اور تجھ سے اس امر کی خواہش کی تو نے قبول نہ کیا اب کیا ہوا کہ اسکے بیٹے کی کہنے سے بقدر مضطرب و پریشان ہو عائشہ نے کہا یہہ جوان سبط رسول و فرزند بتول و نور دیدۂ اہل قبول ہے جو چاہے کہ سیاہی چشم حضرت رسولخداؐ کو دیکھے چاہئے کہ اسکی آنکھوں کی طرف نگاہ کرے تحقیق کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ حضرت اسکو بوسے دیتے تھے اور بوئے خوش کو اسکی استشمام کرتے تھے اور اپنے سینۂ اطہر سے اسکو لگاتے تھے اسکے باپ نے اسکے ہاتھ وہ پیغام بھیجا ہے اور اس امر کیطرف اشارہ کیا ہے کہ اب مجھکو بغیر مدینہ جانے کے چارہ نہیں ہے حالیا مصلحت وقت در آن می بینم + کہ کشم رخت بآن گوشہ و خوش بنشینم۔ القصہ اس عورت نے کہا یا ام المومنین مجھکو بھی اس امر سے آگاہ کر عائشہ نے کہا ایک روز حضرت رسالت پناہ کے پاس اموال غنیمت سے کچھ آیا تھا اور وہ حضرت اپنے اعزہ و صحابہ پر تقسیم فرما رہے تھے ہم ازواج مطہرات نے اس میں سے حصہ طلب کیا اور اس مطالبہ میں مبالغہ سے گذر گئے علی ابن ابیطالب ہمکو ملامت کرنے لگے

کہ تمنے آنحضرت کو ملول و آزردہ کیا اور بزجر و توبیخ پیش آئے سخت کلامی سے انکو جواب دیا تب علیؑ نے اس آیہ شریفہ کو ہم پر قرأت کیا **عَسٰی رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ** یعنی شاید اگر پیغمبر تمکو طلاق دے تو حق تعالیٰ اسکو تمہاری عوض تم سے بہتر ازواج عطا کرے۔ پس ہمنے علیؑ کو ساتھ بہت درشتی کی حضرت رسولخدا اسی سبب ہم پر غضبناک ہوئے اور فرمایا یا علی میں تجھکو اپنی ازواج پر وکیل کرتا ہوں اور انکے طلاق کو تیرے قبضۂ اقتدار میں دیتا ہوں جسکو تو چاہے میری جانب سے طلاق دے جسکو تو طلاق دیگا اسکا نام دفتر ازواج نبیؐ سے محو ہو جائیگا اور مطلق کیا آنحضرت نے اس اختیار کو زمانہ حیات میں اور بعد وفات اپنی کے **پس** اب علیؑ نے مجھکو یہہ پیام دیا ہے اور میں فراق نبیؐ سے اندیشہ مند ہوں مبادا کہ اسکی زبان سے کوئی کلمہ صادر ہو کہ اسکا تدارک نہو سکے اور روز آخرت میں شرف صحبت رسولخدا سے محروم ہوں ؎ برخاستن از جان و جہاں مشکل نیست ، مشکل نیست کہ تو برخاستن ہست **کتاب احتجاج** میں روایت ہے کہ سعد بن عبد اللہ اشعری نے حضرت صاحب الامر **عجل اللہ فرجہ** سے پوچھا یا ابن رسول اللہ مجھکو حدیث پہنچی ہے کہ حضرت رسولخدا نے امیر المومنین کو اپنی ازواج کے طلاق کا اختیار دیا تھا حتیٰ کہ بروز جمل آپنے عائشہ سے کہا کہ تو نے اپنی نادانی سے اسلام میں فساد عظیم برپا کیا اور اپنی اولاد کو معرض ہلاکت و فنا میں لائی اگر اپنی حرکتوں پر پشیمان ہوکر اس سے باز آئی تو بہتر ورنہ تجھکو طلاق دونگا پس ای مولای میرے میں پوچھتا ہوں کہ یہہ طلاق کیسا تھا جو بعد وفات شوہر کے ازواج کو دیا جائ آپنے فرمایا ای شخص اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و رافت سے زنان نبیؐ کو اور عورتوں پر شرف بزرگی بخشی اور انکو امہات مومنین قرار دیا پس حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی یہہ شرف انکے واسطے اسوقت تک ہی کہ طریق سنت و طاعت خدا و رسول پر قائم رہیں اگر انمیں سے کوئی اپنی حد سے تجاوز کرے اور نافرمانی خدا کو عمل میں لاوی اور تیرے ساتھ جنگ و جدال پیش آئے تو میں بحکم خدا تجھکو اختیار دیتا ہوں کہ وہ شرف اسنے ماخوذ و مسلوب کرلے۔ **روایت** ہے کہ جن روزوں میں عائشہ روانگی مدینہ سے انکار کرتی تھی عبد اللہ بن عباس نے عرض کی یا امیر المومنین اسکو بصرہ ہی رہنے دیں فرمایا اسکا یہاں رکھنا قرین مصلحت نہیں یہہ اپنی حرکات سے باز نہ رہے گی میں اسکو اسی مکان میں پہنچاؤنگا جہاں پر حضرت رسولخدا نے اس سے مفارقت کی تھی **الحاصل** جب عائشہ طوعاً و کرہاً حکم جناب مرتضوی پر راضی ہوئی تو آنحضرت نے چالیس عورتیں قبیلہ عبد القیس سے اسکی ہمراہ کیں اور مدینہ منورہ کو روانہ فرمایا **اور** روضۃ الصفا میں ہے کہ آپنے محمد بن ابوبکر برادر عائشہ کو اسکے ساتھ کیا اور اہل بصرہ سے کچھ عورتوں کو مردانہ پوشاک پہنا کر اسکی خدمت کے لئے مقرر کیا۔ عائشہ اس سے آگاہ نہ تھی راستہ میں جب وہ عورتیں اسکی سامنے سے تردد کرتیں تو وہ بہت دلگیر ہوتی اور کہتی کہ علیؑ نے حرمت رسولخدا کا کچھ لحاظ نہ کیا کہ مجھکو نامحرم مردوں کی ساتھ کر دیا مدینہ پہنچکر جب انہوں نے مردانہ لباس اتارا اور اپنی اصلی صورت پر آئیں تو عائشہ بہت خوش ہوئی۔ اور مدح و ثنائے حضرت شاہ مردان شیر یزداں کی کرنے لگی۔ کتب معتبرہ میں ہے کہ راہ میں اور مدینہ پہنچکر برابر لوگونکو مخالفت امیر المومنین پر ترغیب کرتی تھی۔ اور اس مضمون کا ایک خط اسنے معاویہ اور اہل شام کو لکھا اور عصمت بن بحتری کو دیکر وہاں روانہ کیا **لطیفہ** ایک روز عمرو بن عاص نے عائشہ سے کہا یا ام المومنین ہماری تو آرزو یہہ تھی کہ تو بروز جمل قتل ہو جاتی عائشہ برہم ہوکر بولی یہہ کیوں **لا ابا لک** ابن عاص نے کہا اسلئے کہ تو تو اپنی موت سے فوت ہوتی اور بہشت بریں میں تیرا مقام ہوتا اور ہمکو علیؑ کی نسبت عظیم طعن ملتا کہ انہوں نے ام المومنین زوجہ رسولخدا کو قتل کیا

بعضے ان امورات کا ذکر جو جنگ جمل سے متعلق ہیں اور محاربان وغیرہ جناب امیرؑ کی نسبت شریعت میں کیا حکم ہے

مخفی نہ رہے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم بالاتفاق قائل ہوئے ہیں کہ جس نے امیر المومنین سید الوصیین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ جنگ کیا اور مقابلہ میں اس جناب کے تلوار کھینچی وہ کافر مطلق مخلد فی النار ہے محقق نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تجرید الاعتقاد میں افادہ فرمایا ہے **مُحَارِبُوْهُ كَفَرَةٌ وَمُخَالِفُوْهُ فَسَقَةٌ** یعنے جنگ کرنیوالے علیؑ کے ساتھ کافر ہیں اور مخالف اس جناب کے فاسق مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں فرماتے ہیں کہ مراد مخالف سے اس مقام پر بقرینہ کلام سابق وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت کی اعانت سے روگردانی

کی اور موردِ عتاب و غضبِ نبوی وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ ہو یعنے پروردگار ترک نصرت کر اسکی جو علیؑ کی نصرت کو ترک کرے اور اسلئے تارکین نصرت و بیعت پیشتر
بیان ہوئے ہیں راس ہیں اس قوم کے عبداللہ بن عمر خلیفہ زادہ ہیں اور بیان کفر فرقہ محاربان کا اس طرح پر کہ حجت کو خصم پر تمام کرے بموجب تصریحات علمائے شیعہ بالاجمال
یہہ ہے کہ آیہ مباہلہ میں باتفاق فریقین مراد لفظ اَنْفُسَنَا سے امیر المومنین ہیں پس جب وہ حضرت بنص قرآن مجید بمنزلہ نفس رسول ٹھہرے تو چونکہ محارب پیغمبر کا بالاتفاق کافر
ہے محارب اس جناب کا بھی کافر ہوگا چنانچہ حدیث شریف پیغمبر یَا عَلِیُّ حَرْبُکَ حَرْبِیْ وَسِلْمُکَ سِلْمِیْ کہ اے علیؑ جنگ کرنا تیری ساتھ بعینہ جنگ ہے میرے ساتھ اور صلح کرنا
تجھ سے صلح کرنا ہے مجھ سے جو اہلسنت کے یہاں بھی متواتر منقول ہے اور اسی مضمون پر باحسن وجوہ دلالت کرتی ہے اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں سنن ابن ماجہ اور مسند و فضائل
احمد بن حنبل و فردوس الاخبار شیرویہ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے زید بن ارقم سے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابوہریرہ سے اور ابوالجحاف نے مسلم بن صبیح سے اور ان
سبنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے روایت کی ہے کہ آپنے علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی طرف نظر کی اور فرمایا اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَکُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَکُمْ
میں لڑنیوالا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو تمہارے ساتھ صلح کرے۔ اور تاریخ طبری اور اربعین ابن المؤذن میں بروایت ابوہریرہ یہی مضمون
نقل ہوا ہے اور نیز اہلسنت کے نزدیک حدیث مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً کہ جس نے امام زمان کو نہ پہچانا اور مرگیا
وہ ایام جاہلیت کی موت مرا ہے۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین بیعت کے بعد بالاتفاق امام برحق تھے پس انکے ساتھ اسوقت جنگ کرنا منافی ان کے
معرفت کا بحیثیت امامت کے ہوگا کون عاقل تجویز کریگا کہ امام پر چڑھائی کرکے روبرو تلوار کھینچیں باوجودیکہ قائل انکی امامت کے ہوں اور اسکی رعایا
میں داخل رہیں اور جاہلیت کی موت سے بیشبہ کفر کی موت مراد ہے پس ثابت ہوا کہ چونکہ محاربان امیر المومنین کو معرفت امام مِنْ حَیْثُ اِنَّهٗ اِمَامٌ حاصل نہ تھی تو وہ
جاہلیت اور کفر کی موت پر مرے ہیں اور نیز قول حضرت رسولخدا بروز غدیر اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ کہ خداوندا دوست رکھ اسکو جو علیؑ کو
دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علیؑ کو دشمن سمجھے اور ارشاد اس جناب کا حُبُّ عَلِیٍّ اِیْمَانٌ وَبُغْضُهٗ کُفْرٌ دوستی علیؑ کی ایمان ہے اور عداوت اسکی کفر ہے اس مضمون پر
دلالت واضح رکھتا ہے کیونکہ دشمن علیؑ کا بمضمون اس علانیہ منقول رسول مقبول کے مطلقاً دشمن خدا ہے اور دشمنی خدا علی الاطلاق عین کفر ہے۔ اور کونسی دشمنی اس سے زیادہ ہوگی
کہ سامنے آنحضرت کے تلوار کھینچیں اور ارادہ قتل کرنیکا اس جناب کا اور انکی اولاد امجاد اور اصحاب انجاب کا کریں اگر یہہ امر دشمنی نہیں تو پھر لفظ دشمنی کے دنیا میں کوئی معنی ہی
نہیں ہو سکتے۔ سبحان اللہ دو گروہوں میں باہم نزاع ہو اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنے ملک سے لشکر لیکر باہر جائیں صدہا اہل وطن ہزارہا بیرونجات کے رہنے
والے طرفین کی اعانت پر کمر باندھیں پھر ایک مقام پر مقابل ہو کر دہ کشت و خون ہو کر ہزارہا مردان شمشیر جوہردار تیغ براں خاک و خون میں غلطاں ہوں اور انجام کار ایک
فریق غالب دوسرا مغلوب و منکوب ہو اہلسنت کے نزدیک ابھی ان دو گروہوں میں دشمنی ہی نہیں ہوئی اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ اور رہی یہہ بات کہ جب یہہ لوگ
کافر تھے تو چاہیے تھا کہ امیر المومنین بعد ختم جنگ کافروں کے پورے پورے احکام ان پر جاری فرماتے ذراریوں کا تعاقب ہوتا مجروح و مقتول اطفال و نساء مقید و ما...
ہوتے اموال و متروکات بعد غنیمت مسلمانوں پر تقسیم فرمائے جاتے حضرت نے انمیں سے ایک کام بھی نہ کیا جیسا کہ پہلے گزرا بلکہ بعض اموال داخل لشکرگاہ کو بھی جو تقسیم
ہو چکا تھا کچھ عرصہ کے بعد مسترد کر دیا منادی پکار رہا تھا کہ جو اپنا مال کہیں کسیکے ہاتھ میں پائے جائز ہے کہ اس سے لے لے حتےٰ کہ منقول ہے کہ اہل بصرہ عساکر نصرت مآثر پر گردش
کرتے تھے اور جہاں اپنا اسباب پاتے تھے لیلیتے تھے حتےٰ کہ اگر اپنے کسی ظرف کو کسیکے پاس پہچانتے کہ کھانا اسمیں پکا رہا ہے تو کھانا الٹوا کر برتن خالی کرا لیتے تھے اور اس قدر
مہلت نہ دیتے تھے کہ وہ کھانا پکالے اور یہہ لوگ حضرت کی خدمت میں آتے اور اپنے اسباب پر گواہ لاتے اور اسباب لیجاتے تھے اور جسکے پاس گواہ بھی نہ ہوتا حضرت امیر علیہ السلام

لیتے کہ تیرا ہی مال ہے اور مال ساکر دیتے جب یہہ کیفیت تھی تو کافر کس طرح ہو سکتے ہیں **جواب** اسکا یہہ ہے کہ تمام کفار ہر چند کفر میں باہم مشارکت رکھتے ہیں مگر احکام انکے علٰحدہ علٰحدہ ہیں اور کفر میں مساوی و مماثل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ احکام میں بھی متشابہ و متماثل ہوں چنانچہ کفار حربی کا حکم کافر ذمی کے برخلاف ہے اور اہل کتاب کا حکم اور ہے اور بت پرستوں کا جنکے پاس کتاب نہیں اور اہل کتاب سے جزیہ لیکر انکے دین و مذہب سے کچھ تعرض نہیں کرتے بت پرستوں کے ساتھ یہہ معاملہ بحسب شرع جائز نہیں اہل ذمہ کی عورات سے موافق مشہور بین العلما نکاح و متعہ جائز ہے جبکہ ارتکاب محرمات سے انکو باز رکھیں باقی کافرات کے ساتھ جائز نہیں اور مرتد کا حکم ان سب احکام کے سوا ہے پس جب کہ احکام کفار باوجود مشارکت ان سب کے کفر میں مختلف ہیں تو کیا بعید ہے کہ محاربان امیر المومنین کافر ہوں مگر اخذ غنائم و سبی ذراری میں انکا حکم مخالف و مباین حکم سائر کفار کے ہو اور یہہ امر کہ غنائم داخل لشکر گاہ بھی جو تقسیم ہو چکی تھیں پھیر دی گئیں سو یہہ معاملہ صرف انہیں لوگوں کی نسبت واقع ہوا جنھوں نے حق کیطرف رجوع کیا اور اپنے افعال کو بدیدہ پشیمان ہو کر اس سے تائب ہوئے پھر حضرت امیر المومنین نے انکے جرموں کو بخشدیا اور انکا مال و اسباب انکو لوٹا دیا جو لوگ بغاوت و عناد پر مصر رہے یا بر سر معرکہ قتل ہوئے انکے ساتھ یہہ سلوک ہرگز نہیں کیا گیا۔ اور بعض علمانے اصل ایراد سے اس طرح پر جواب دیا ہے کہ وہ لوگ محکوم بحکم مشرکین تھے اور اخذ غنائم و سبی ذریت انکے جائز تھا لیکن امیر المومنین نے ان پر منت رکھی اور احسان کیا جیسا کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اکثر مشرکین پر منت رکھی چنانچہ ان حضرت سے منقول ہے کہ جیسا اہل بصرہ پر منت رکھی جس طرح کہ حضرت رسول خدا نے اہل مکہ پر منت رکھی تھی اور بعض علمانے کہا کہ محارب امام یقینًا کافر ہے اور وہ تمام احکام کفر میں مشرکوں کے ساتھ شریک ہے انکے اموال مال غنیمت اور زنان و اطفال قید و اسیری کے سزاوار ہیں اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنی عہد و حکومت میں ان پر بھی احکام جاری فرماینگے۔ مگر امیر المومنین یہہ جانتے تھے کہ میرے بعد حکام جور اس قوم سے شیعوں پر مسلط ہونگے تو ان پر بظاہر مسلمانوں کے احکام جاری کیے تاکہ آئندہ انکے شیعوں کے ساتھ اسیطرح پیش آئیں اور یہہ ایک سنت حسنہ تھی جسکی بنیاد آنحضرت نے ڈالی اور یہہ مضمون احادیث معتبرہ امامیہ سے بھی مستفاد ہوتا ہے **چنانچہ** شیخ ابو جعفر کلینی نے بسند خود ابو بکر حضرمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ امیر المومنین نے جو سیرت و عمل اہل بصرہ کے ساتھ عمل کیا وہ ان کے شیعوں کے لئے تمام ان چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے کس لئے کہ حضرت کو یہہ معلوم تھا کہ اس قوم کے لئے زمانہ آئندہ میں سلطنت و حکومت ہونیوالی ہے اگر وہ انکی ذریت کو اسیر کرتے تو ضرور انکی آئندہ نسلیں انکے شیعوں کے ساتھ یہی سلوک کرتیں راوی کہتا ہے میں نے عرض کی یابن رسول اللہ حضرت قائم آل محمد ان کے ساتھ کسطرح پر سلوک کرینگے مانند امیر المومنین کے یا کسی اور طریق پر فرمایا وہ حضرت چونکہ انکے بعد کسی اور کی حکومت نہیں اصلی و واقعی حکم ان پر جاری کرینگے اور صریح حکم کفار کے ساتھ انکو محکوم فرماینگے۔ اور اثبات کفر اس فرقہ محاربان امام علیہ السلام کا بطریق شیعہ بہت ظاہر ہے علمائے امامیہ اس مسئلہ میں ہمیشہ سے متفق اور مجتمع چلے آتے ہیں کسی زمانہ میں انھوں نے آپس میں اختلاف نہیں کیا اور یہہ اجماع و اتفاق انکا عمدہ دلیل ہے اور نیز محاربہ امام مستلزم انکار امامت اور رفع اسکی ہے اور رفع امامت اور انکار اسکا قطعًا موجب کفر ہے جیسا کہ رفع و انکار نبوت موجب کفر ہے کس لئے کہ بنا بر اصول شیعہ جہالت ان دونوں امروں سے ایک ہی حکم کے ساتھ محکوم ہوتی ہے جس طرح پر کہ شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب تلخیص الشافی میں افادہ فرمایا ہے اور امام محمد باقر سے منقول ہے کہ خداتعالی نے علی کو اپنے اور خلائق کے درمیان ایک علامت اور نشان مقرر کیا ہے جس نے انکو پہچانا وہ مومن ہوا اور جو انکا منکر ہوا وہ کافر اور جو انسے جاہل رہا وہ گمراہ ہو جس نے انکے ساتھ انکو رتبہ میں کسی اور کو شریک کیا وہ مشرک ہے جو انکی محبت کی وہ داخل جنت ہوگا۔ اور نیز آنحضرت سے منقول ہے کہ علی ایک دروازہ ہیں کہ خداتعالی نے اسکو خلائق کے لئے کھول رکھا ہے جو اس میں داخل ہوا مومن ہے جو اس سے خارج ہوا وہ کافر ہے جو شخص نہ اسمیں داخل ہوا نہ اس سے خارج ہوا

وہ اُس طبقہ میں ہے کہ امر انکا مشیت الٰہی پر موقوف منحصر ہے چاہے عذاب کرے چاہے نجات دے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ حقتعالی نے
ہماری طاعت کو لوگوں پر فرض کیا ہے بغیر ہمارے معرفت کے چارہ نہیں اور وہ ہماری جہالت پر معذور نہونگے جس نے ہمکو پہچانا مومن ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے جو شخص نہ
منکر ہوا اور نہ عارف وہ گمراہ ہے اور وہ اسوقت تک گمراہ رہیگا جبتک کہ ہدایت کیطرف رجوع کرے جو حقتعالی نے ہماری معرفت طاعت کے بارہ میں اُسپر فرض کی ہے پس
اگر وہ اُسی اپنی ضلالت پر مرجائے تو جس طرح پر کہ حق سبحانہ تعالی چاہے اُسکے ساتھ عمل کرے۔ اور منقول ہے کہ اصحاب امام ابو جعفر محمد باقر باہم گر بحث کرتے تھے بعض کہتے تھے
کہ حضرت رسولخدا کے ساتھ جنگ کرنا زیادہ بد ہے اور مباشر اُسکا معصیت میں بڑا بکر ہے بعض کہتے تھے کہ امیر المومنین سے لڑنا بدتر ہے اور اسکا مرتکب عاصی تر ہے حضرت نے
یہہ سنکر فرمایا کہ حرب ساتھ امیر المومنین کے بدتر ہے حرب سے ساتھ رسولخدا کے کس لئے کہ محاربان رسولخدا مسلمان نہ تھے انہوں نے قرآن نہیں پڑھا تھا امیر المومنین سے لڑنیوالے
سب کچھ جانتے تھے اور دیدہ و دانستہ حق سے انکار کرتے تھے ابو الطفیل عامر بن واثلہ کہتا ہے کہ میں نے امیر المومنین سے بصرہ میں سُنا کہ حضرت رسولخدا نے اصحاب
جمل و صفین و نہروان پر لعنت کی اور عائشہ اسکو جانتی تھی بسبب اقتضائے ایام جنگ میں ایک بار مدینہ میں عائشہ کے پاس گیا اور اس سے اس حدیث کی نسبت استفسار کیا
کہا اپنے بھی پیغمبر خدا سے یہی سُنا ہے کہ جو علی نے سُنا ہے مگر میں اہل جمل سے نہیں یہہ کہکر بہت شرمندہ ہوئی **احتجاج** طبرسی میں منقول ہے کہ اہل بصرہ سے ایک شخص
حضرت امام زین العابدین کے پاس آیا اور کہا یا علی بن الحسین آپکے دادا علی بن ابیطالب نے بہت سے مومنوں کو قتل کیا امام یہہ سنکر آبدیدہ ہوئے یہاں تک کہ کف مبارک آنسوؤں سے
پر ہوگئی پس اُس پانی کو زمین پر پھینکدیا اور فرمایا اے برادر بصری علی نے کسی مومن کو قتل نہیں کیا یہہ قوم جو آنحضرت کے ہاتھ سے قتل ہوئی مسلمان نہ تھے بلکہ بزور مسلمان
کئے گئے تھے اسلام کا اظہار کرتے تھے اور کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے جب معین و مددگار ملے تو اسکا اظہار کیا صاحبۃ الجمل یعنی عائشہ اور متخلفین کو آل محمد سے خوب معلوم ہے کہ
اصحاب جمل و صفین و نہروان نبی امی کی زبان سے ملعون ہوچکے ہیں وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی مفتری کے لئے خسران و زیان ہے اہل کوفہ سے اسوقت ایک پیر مرد نے کہا
یا ابن رسول اللہ آپکے جد بزرگوار فرماتے تھے وہ ہمارے اخوان و برادران ہیں جو بقدم بغاوت پیش آئے پس اگر کافر تھے تو امیر المومنین نے انکو اپنا بھائی کسلئے
کہا۔ امام عالیمقام نے فرمایا تو نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا پس وہ بھی امیر المومنین کے ایسے ہی بھائی تھے جیسے قوم عاد ہود دینی کے بھائی
تھے حقتعالی نے انکو باد صرصر کے ساتھ ہلاک کیا اور حضرت ہود کو مع انکے رفقا کے اُس سے نجات بخشی **تذنیب** اشاعرہ اہل سنت سے اکثر نے اصحاب جمل پر باغی کا
اطلاق کیا ہے بلا اسکے کہ اس کلمہ سے انکی مذمت کا قصد کریں اور کہتے ہیں کہ طرفین اس جنگ میں مجتہد تھے امیر المومنین نے اجتہاد کیا اور وہ اُسمیں مصیب تھے
اصحاب جمل نے خطا کی اور مجتہد ہر چند خطا کرے تب بھی مستحق ایک حسنہ کا ہوتا ہے شافعی انکے امام کا قول ہے کہ باغی کوئی مذمت کا نام نہیں اُسکا اطلاق اُس شخص پر
ہوتا ہے جس نے امر خلافت میں اجتہاد کیا اور اُسمیں خطا کی اور یہہ ایسا ہے جیسا کوئی فقیہ دیگر فقہا کے ساتھ کسی مسئلہ میں اختلاف کرے اور بعض متعصبین اشاعرہ
اور فرقہ معتزلہ نے اس درجہ سے ترقی کی ہے اور نافرمان بیعت اور تارک طاعت کو عاصی و فاسق جانتے ہیں چنانچہ اسلئے کل اصحاب جمل انکے نزدیک ہالک ہیں ۔۔ الا
عائشہ و طلحہ و زبیر کہ انکا تائب ہونا بزعم خود ثابت جانتے ہیں اور بیان بطلان توبہ مزعومہ اس گروہ کا اور اسباب کا کہ یہہ اجتہاد و مبتلا بلا نفس ہے عنقریب آتا ہے
انشاء اللہ تعالی **بیضے از اسباب بغض و عناد عائشہ نسبت باہل بیت امجاد باضافہ بعض دیگر حالات**
ابطال توبہ مزعومہ اہل اعتزال عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی سنی کتاب شرح نہج البلاغہ کے مقام شرح قول امیر المومنین (وَاَمَّا فُلَانَةُ
فَاَدْرَكَهَا ضَعْفُ رَأْيِ النِّسَاءِ وَضِغْنٌ غَلَا فِيْ صَدْرِهَا كَمِرْجَلِ الْقَيْنِ) الخ میں لکھتا ہے لیکن عائشہ پس اُسکو عداوت کی نا قدری التفصیل نے ادراک کیا اور

کینہ دیرینہ اُسکے سینہ میں مثل دیگ آہنگر کے جوش زن ہوا) میں لکھتا ہے کہ یہہ ضغن و کینہ جو بموجب ارشاد امیر المومنین عائشہ کے سینے میں جوش زن تھا محتاج شرح و بیان ہے جس زمانے میں شیخ ابو یوسف یعقوب بن اسمعیل لمعانی کے پاس تحصیل علم کلام میں مشغول تھا جب یہہ قول امیر المومنین کا شیخ کے سامنے قرات کیا تو میں نے اس عداوت کی بابت اُس سے استفسار کیا شیخ نے ایک کلام طویل الذیل میں اُسکا جواب دیا جسے بلفظہ اس مقام پر نقل کرتا ہوں اگرچہ اس مقام پر بعینہ عبارت اُسکی یاد نہیں رہی تو چونکہ حاصل مضمون بخوبی حفظ ہے اُس قدر عبارت اپنی طرف سے زیادہ کرونگا وہی ہذا پہلی عداوت جو فاطمہ زہرا و عائشہ کے درمیان پیدا ہوئی اُسکی ابتدا یہہ تھی کہ پیغمبر خدا نے بعد وفات خدیجۃ الکبریٰ عائشہ کے ساتھ عقد کرکے اُسکو اہل خانہ بنایا فاطمہ خدیجہ کی بیٹی تھیں جس لڑکی کی ماں فوت ہوجائے اور باپ کسی اور عورت سے عقد کرلے تو جو رنج و عداوت اُس عورت اور اس دختر کے درمیان واقع ہونگے ظاہر ہیں اور یہہ ایک لابدی امر ہے کس لئے کہ اس عورت سے تو لڑکی کے ساتھ اُسکے باپ کا محبت کرنا نہ دیکھا جائیگا اور لڑکی ایک غیر عورت کو اپنی ماں کی جگہہ گھر کی مالک و مختار دیکھ کر اُس سے کم تر مغموم نہ ہوگی جتنا کہ اُسکی ماں اپنی سوکن کو دیکھ کر مغموم ہوتی پس جو عداوت ان دو سوکنوں کے درمیان اُسکی زندگی میں ہوتی وہی اُسکی لڑکی کو میراث ملی گی۔ پھر اتفاق یہہ ہوا کہ حضرت رسولخدا کا عائشہ کیطرف میلان قلب تھا اور اُسکو دوست رکھتے تھے فاطمہ زہرا کے لئے یہہ امر اور بھی رنج و ملال کا باعث ہوا ادھر چونکہ وہ جناب فاطمہ کو بھی از حد عزیز رکھتے تھے اور بغایت اُس معظمہ کا اکرام کرتے تھے۔ آپکی محبت جسقدر عرف و عادت میں باپ کو اپنی بیٹی سے ہوتی ہے اُس سے بہت زیادہ تھی بارہا مجمع خاص و عام میں مختلف موقعوں پر فرماتے تھے اِنَّهَا سَیِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ وَاِنَّهَا عَدِیْلَةُ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَاِنَّهَا اِذَا مَرَّتْ فِی الْمَوْقِفِ نَادٰی مُنَادٍ مِنْ جِهَةِ الْعَرْشِ یَا اَهْلَ الْمَوْقِفِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ لِتَعْبُرَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ یعنی وہ سردار زنان عالم ہے اور مرتبہ میں مریم بنت عمران کی مشابہ ہے جب بروز قیامت ہنگامہ محشر میں آئیگی تو جانب عرش سے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھوں کو بند کرلو کہ فاطمہ بنت محمد یہاں سے عبور کرتی ہے شیخ کہتا ہے یہہ احادیث صحیح ہیں جو اُس جناب سے منقول ہوئی ہیں ضعف و عدم وثوق کو انمیں دخل نہیں پھر علی کے ساتھ جو اُنکا نکاح ہوا تو اسی دھوم دھام سے ہوا اول اللہ جل شانہ نے بشہادت ملائکہ آسمان پر واقع کیا پھر حضرت رسالت پناہ نے زمین پر اُسکا اعادہ فرمایا اور بارہا زبان حقائق ترجمان پر جاری ہوتا تھا یُؤْذِیْنِیْ مَا یُؤْذِیْهَا وَیُغْضِبُنِیْ مَا یُغْضِبُهَا وَاِنَّهَا بَضْعَةٌ مِنِّیْ یُرِیْبُنِیْ مَا رَابَهَا یعنی جس بات سے اُسے ایذا ہوتی ہے مجھکو ایذا ہوتی ہے اور جو امر اُسے غضبناک کرتا ہے مجھکو غضبناک کرتا ہے تحقیق کہ فاطمہ میری پارۂ تن ہے جس سے وہ ناخوش ہوتی ہے اُس سے میں ناخوش ہوتا ہوں یہہ اور مثل اُسکی اور باتیں زوجہ کے لئے عداوت کی زیادتی کا سبب ہوتی تھیں جس قدر فاطمہ کی تعظیم زیادہ ہوتی عائشہ کا کینہ ترقی پکڑتا تھا انسوس بشر ہے اس سے کمتر کی برداشت نہیں کرسکتے چہ جائیکہ یہہ باتیں۔ پھر جو کیفیت عائشہ کیطرف سے فاطمہ کی تھی رفتہ رفتہ وہی اُنکے شوہر علی بن ابیطالب کی ہوگئی کس لئے کہ مردوں کے دلوں میں جو کینے پیدا ہوتے ہیں بیشتر اوقات اُنکا سبب یہی عورات ہوتی ہیں خاصکر جبکہ تازہ شادی ہوئی ہو فاطمہ عائشہ کی بہت شکایت کرتیں اور زنان مدینہ خصوصاً عورات ہمسایہ اُنکو اور بھی افروختہ کرتیں عائشہ کی باتیں اُنکے سامنے نقل کرتیں اور ادھر کی خبریں اُدھر پہنچاتیں جس طرح فاطمہ اپنے شوہر سے شکایت کرتی اُسی طرح عائشہ اپنی باپ ابو بکر کے آگے اپنا رونا روتی کیونکہ اُسکو خوب معلوم تھا کہ حضرت رسولخدا اپنی بیٹی کی شکایت ہرگز نہ سنیں گے پس ابو بکر کے دل میں بھی ان باتوں سے ایک اثر پیدا ہوا پھر جوں جوں حضرت رسولخدا علی بن ابیطالب کی صفت و ثنا کرتے اور اُنکا قرب و اختصاص زیادہ ہوتا ابو بکر اور طلحہ کا رشک و حسد بڑہتا۔ ابو بکر عائشہ کا باپ تھا اور طلحہ اُسکا چچا یہہ اُنکے پاس بیٹھتی اُنکی باتیں سنتی اپنی سناتی آپ نے سے عداوت کا اکتساب کرتی اُنکو سکہاتی شیخ کہتا ہے میں علی کو بھی ایسی باتوں سے بری نہیں جانتا اُنہیں بھی ابو بکر کیطرف حضرت رسولخدا کا گوشۂ خاطر

ناگوار تھا اور اُنکی فضیلتوں پر راضی نہوتے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ بجز میرے آنحضرت کے سامنے ابوبکر کیا کیسکو قرب منزلت حاصل نہو۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کیسکو ایک شخص کیطرف سے میل و انحراف ہوتا ہے تو اُسکی اہل و عیال کیطرف سے بھی ہوتا ہے پس ان دو فریق کے دلوں میں عداوت و عناد مستحکم ہوگیا۔ پھر عائشہ کو قذف و تہمت کا قضیہ پیش آیا علیؑ ہر چند تہمت کرنیوالوں میں سے نہ تھے مگر انہوں نے حضرت رسولؐ کو عائشہ کے طلاق دینے کا مشورہ دیا تاکہ دشمنوں اور منافقوں کی زبان سے ناموس حضرت کا محفوظ رہے چنانچہ جب آنحضرت نے علیؑ سے اس امر میں مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ بمنزلہ شسع نعل یعنی جوتی کے تسمہ کے ہے آپ اُنکی خادمہ سے دریافت کریں اور اُسے تخویف و تہدید فرمائیں اگر انکار پر مصر ہو تو اُسکو زد و کوب کریں یہہ تمام خبریں ہو بہو عائشہ کو پہنچیں بلکہ اُنکے اضعاف و مضاعف اُن سے بیان کئے اسباب یہ زنان کا وطیرہ ہے کہ ایسے موقع پر اپنی طرف سے زیادتی کیا کرتے ہیں سخن چین عورتوں نے بہت سی باتیں علیؑ و فاطمہؑ کیطرف سے عائشہ کے کان میں پھونکیں اور کہا کہ وہ تیرے اس حادثہ پر شماتت کرتے ہیں پس عداوتیں سخت ہوگئیں پس از چندی حضرت رسولخداؐ نے عائشہ کیطرف رجوع کر کے اُس سے صلح کرلی اور آیات قرآنی متضمن بر برات اُسکے نازل ہوئیں پھر تو اُسکا یہہ حال تھا جو کسی مقہور و مغلوب کا جبکہ ناصر و مددگار ملجا ہو یا تہمت زدہ کا جسکی برات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اُسکی زبان کھل گئی اور جو منہہ میں آیا کہا۔ یہہ خبریں بھی دوسری طرف پہنچیں اور حالت سخت ہوگئی اور قواعد لبغض فیما بین مستحکم ہوگئے دلوں میں راسخ ہوگئی علاوہ بریں زمانہ حیات جناب سرور کائنات میں چند احوال و اقوال اس قسم کے پیش آئے جیسے باہمی عناد کی آگ اور بھی مشتعل ہوگئی مثل اسکے کہ عائشہ ایک روز حضرت کے پاس بیٹھی تھی آپنے علیؑ بن ابیطالبؑ کو بلایا حاضر ہوئے تو نزدیک بیٹھنے کا اشارہ کیا آپ عائشہ اور رسول اللہ کے درمیان میں بیٹھ گئے عائشہ کو یہہ ناگوار ہوا اور کہا یا ابن ابوطالب تجھکو اور جگہہ نہ ملی تھی کہ میرے اور پیغمبر کے درمیان حائل ہوگیا۔ اور مثل اسکے کہ ایک روز آنحضرتؐ علیؑ کے ساتھ اسرار پنہانی بیان کرتے تھے اور مناجات کو طول ہوا۔ وہ روز عائشہ کی باری کا تھا جب بیر زیادہ ہوئی تو اُس سے ضبط نہو سکا پہلے تو پیچھے کھڑی سنتی رہی پھر سامنے آکر بکمال بیباکی کہا کہ تم کیا باتیں کرتے ہو جو تمام دن ہوتی رہتی ہیں کہتے ہیں کہ اُس روز حضرت رسولخدا بہت غضبناک ہوئے اور مثل حدیث حفصہ کے جو ایک ظرف تھا پُر از شوربا اور روٹی کے ٹکڑے اُسمیں بھیگے ہوئے تھے عائشہ نے پہلے تو خادم کو اشارہ کیا پھر اُس ظرف کو خود اُٹھکر اُلٹ دیا انکے سوا اور بہت سی باتیں جو عورات اور انکی رشتہ دار ان شوہری کے درمیان ہوتی ہیں پھر اتفاق سے فاطمہ زہرا کے لڑکے لڑکیاں اولاد کثرت سے ہوئی عائشہ اولاد سے بالمرہ محروم رہی۔ اور علاوہ اس پر یہہ کہ حضرت رسولخدا اولاد فاطمہ کو اپنی صُلبی اولاد کی برابر جانتے تھے اُنکو ولدی و ابنی کی ساتھ پکارتے تھے کبھی کہتے میرے بیٹے کو میرے پاس بلاؤ کبھی فرماتے تھے میرے بیٹے کی بات کو قطع نہ کرو میرا بیٹا کیا کرتا ہے۔ پس کیا گمان ہے تیرا اُس عورت کی نسبت جو خود اولاد سے بے نصیب ہوا اور شوہر کو دیکھے کہ بیٹی کی اولاد کو جو زوجہ اُولیٰ سے ہے مثل اپنی اولاد کے تصور کرے پدر مہربان کیطرح اُن پر شفیق و مہربان ہو۔ آیا اُس عورت کو اُس اولاد اور اُسکے والدین کے ساتھ محبت ہوگی یا عداوت اور وہ اُنکی دوام و بقا کے خواہاں ہوگی یا ہلاکت و تباہی چاہیگی۔ پھر رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے عائشہ کے باپ ابوبکر کا دروازہ مسجد کیطرف سے بند کر دیا اور علیؑ اپنے داماد کا بدستور جاری رکھا ابوبکر کو مکہ کیطرف سورۂ برات لیجانے پر مقرر فرمایا بعد چندے معزول کر کے علیؑ کو اُس کام پر مقرر کیا۔ عائشہ کے دلمیں یہہ باتیں اثر بد پیدا کرتی تھیں۔ پھر آنحضرت کے بطن ماریہ قبطیہ سے ابراہیم لڑکا پیدا ہوا۔ علیؑ نے بڑی شد و مد سے اُسپر اظہار شادمانی کیا ماریہ کے مقدمہ میں وہ نہایت تعصب رکھتی تھیں اور حضرت رسولخدا کے سامنے بمقابلہ دیگر ازواج اُنکی حمایت کرتے۔ ماریہ کو جو اُسی قسم کا قضیہ پیش آیا جیسا کہ عائشہ کو پیش آیا تھا تو علیؑ نے اُسکو بری کرا یا حقتعالیٰ نے اُسکی برات کو اُنکی ہاتھ پر ظاہر فرمایا اور یہہ برات ایسی صاف اور بیلاگ تھی کہ آنکھوں سے دکھائی دی اور اہل نفاق کو اسمیں گفتگو کرنے کی مجال نہ رہی۔ پھر ابراہیم بن رسولخدا کا انتقال ہوا تو

ہر چند عائشہ بظاہر غمگین ہوئی مگر واقع میں وہ اس امر سے مسرور تھی - بلکہ اس مصیبت پر شماتت کرتی تھی - علیؑ و فاطمہؑ کو اُسکے مرنے سے سخت صدمہ پہنچا وہ چاہتے تھے کہ ماریہ کو
اولاد کی وجہ سے عائشہ پر فضیلت ہو مگر اُنکو اور ماریہ کو یہہ بات میسّر نہوئی - دلوں کی تمنّا جوں کی توں دلوں ہی میں رہ گئی یہانتک کہ حضرت رسولخدا مرض الموت میں
بیمار ہوئے علیؑ و فاطمہؑ اُسوقت یہہ چاہتے تھے کہ حضرت کو اپنے مکان میں رکھکر بیمار داری کریں اسیطرح اور ازواج بھی اپنے لئے اس امر کی خواہشمند تھیں مگر اُس جنابؐ نے بمقتضائے
اُس محبت قلبی کے جس میں عائشہ اور ازواج سے ممتاز تھے اُسکی گھر کیطرف رُخ کیا - اور چونکہ جانتے تھے کہ بیمار کو سوتے جاگتے ڈھکے کُھلے رہنے پیشاب پاخانے وغیرہ سے
اس قسم کی ضرورتیں پیش آتی ہیں جن میں داماد و دختر سے پردہ کرنا پڑتا ہے تو وہ خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے اور ایسی حالت میں اُنکا مزاحم ہونا طرفین کے لئے حیا کا باعث
خیال کرتے تھے اسلئے آنحضرت نے عائشہ ہی کے مکان کو اپنی بیمار داری کے لئے انسب سمجھا یہہ تخصیص اولاد و باقی ازواج کو ناگوار گزری اور مرض کو بھی اس مرتبہ میں
طول ہوا ابتدائے ہجرت سے جو آپ کبھی بیمار ہوتے تو درد سر وغیرہ ہوتا ایک دو روز رہ کر رفع ہو جاتا ایسی بیماری کبھی نہوئی تھی علیؑ اس میں ذرا شک نہ رکھتے تھے
کہ امامت و خلافت اُس جنابؐ کے بعد میرا حق ہے اور کوئی مجھ سے اس بارہ میں نزاع نہیں کر سکتا - چنانچہ اسیوجہ سے جب بعد وفات جناب نبویؐ اُنکے چچا عباس بن عبدالمطلب
نے اُن سے کہا یا علیؑ ہاتھ دراز کر کہ تجھ سے بیعت کروں جب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ عمّ رسولخدا نے ابن عمّ آنحضرت کے ساتھ بیعت کر لی - تو کسیکو مجال مخالفت
نہ رہیگی تو علیؑ نے تعجب سے کہا یا عمّ اس امر کی بجز میرے کسی اور کو بھی طمع ہے عباس نے کہا تجھکو عنقریب معلوم ہو جائیگا علیؑ نے کہا تو میں نہیں چاہتا کہ یہہ امر بند دروازہ
کے اندر واقع ہو میں دوست رکھتا ہوں کہ بجائے اسکے بیعت سر میدان مجمع عام میں عمل میں آئے عباس خاموش ہو گئے - جب رسولخدا کا مرض شدید ہوا تو آنحضرتؐ نے
اُسامہ بن زید کو ایک لشکر گراں دیکر جنگ روم کے لیے روانہ کیا اور بزرگان مہاجر و انصار کو اُسمیں شامل کیا ابوبکر بھی منجملہ اُنکے داخل لشکر تھا پس علیؑ کو اُسوقت
پورا بھروسہ اور پکا اعتماد ہوگیا کہ اگر رسولخدا کو اس مرض میں حالت دگرگوں پیش آئے تو خلیفہ بلا کلام میں ہونگا مدینہ میں کوئی مخالف و منازع باقی نہیں پس امر خلافت
خاطر خواہ تمام ہو جائیگا بعد ازاں اگر کوئی چاہے گا بھی تو خلل اندازی نہ کر سکے گا - عائشہ نے اسوقت یہہ ہشیاری کی کہ ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ رسولخدا اس مرض
سے جانبر نہونگے اور اسکو واپس بلوا لیا پھر ابوبکر کی پیش نمازی کی حکایت مشہور و معروف ہے - علیؑ اُسکو صرف عائشہ کیطرف منسوب کرتے تھے - کہ اُسنے بلال مؤذن
اپنے باپ کے چیلے سے کہلا دیا کہ ابوبکر نماز پڑھائے رسولخدا نے بقول علیؑ کسیکو اس کام کے لئے تعین نہیں کیا تھا صرف اتنا فرمایا تھا کہ کوئی نماز پڑھا دے وہ نماز صبح کی تھی - رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ باوجود کمال ضعف کے علیؑ و عباس کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی پھر اندر داخل ہوئے اور اُسی روز بوقت چاشت
وفات پائی - ابوبکر نے اسی امامت نماز کو اپنے لئے دلیل خلافت گردانا اور کہا تم میں سے کون راضی ہے کہ اُن قدموں پر سبقت کرے جنکو رسولخدا نے مقدم کیا ہو اور
پیغمبر خدا کے اس برآمد ہونے کو اُن لوگوں نے اس بات پر محمول نہیں کیا کہ وہ ابوبکر کو اُسکی جگہہ سے ہٹانے کو تشریف لائے تھے - بلکہ اس امر کو حتی المقدور حضرت کی پابندی نماز پر
محمول کرتے ہیں الغرض یہہ ایک نکتہ تھا جس نے ابوبکر کو خلافت دلوا دی اور علیؑ کے نزدیک وہ صرف عائشہ کی کاربرداری تھی - وہ بارہا خلوت میں اپنے اصحاب کے سامنے
یہہ بات زبان پر لاتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے اس امر سے ناراض ہو کر عائشہ و حفصہ کو کہا تھا اِنَّکُنَّ صُوَیْحِبَاتُ یُوْسُفَ کہ تم وہ عورتیں ہو جنہوں نے یوسفؑ کو گمراہ کرنا
چاہا تھا - یہہ دونوں اپنے اپنے باپ کیواسطے کوشش کرتی تھیں اور پیغمبر خدا اسکے تدارک کے لئے برآمد ہوئے تھے اور اُنہوں نے ابوبکر کو محراب نماز سے ہٹا دیا - مگر بوجہ قوت اسباب
کے جو ابوبکر کے لئے مہیّا ہو چکے تھے اور بزرگان مہاجرین و انصار کے دلوں میں اسکی جگہہ ہو گئی تھی - علیؑ کی ان باتوں نے کچھ اثر نہ بخشا اور حسب تقدیر آسمانی اس تدبیر کے ساتھ
متفق ہو گئیں اور دلی خواہشیں اسکی خلافت پر مجتمع ہو گئیں تو بڑی سے بڑی بات علیؑ کے نزدیک یہہ بات تھی اور یہہ ایک مصیبت عظیم تھی جسکو وہ بجز عائشہ کے کسی

العیاذ باللہ موصوف تھے چنانچہ بکمال جہالت وجسارت اُس جناب کی نسبت افادہ کرتا ہے "ولست ابرء علیا من مثل ذلک فانہ کان ینفس علی ابی بکر سکون النبی الیہ وثناؤہ علیہ ویحب ان ینفرد ھو بہذہ المزایا والخصائص دونہ ودون الناس اجمعین" یعنی علی کو بھی ایسی باتوں سے بری نہیں سمجھتا انکو بھی پیغمبر خدا کا ابوبکر کیجانب میلان خاطر اور اُسکی مدح وثنا کرنا ناگوار تھا اور چاہتے تھے کہ ان فضائل اور خصوصیات کے ساتھ وہی مخصوص ہیں دوسرا اسمیں شریک نہو اسی ابن ابی الحدید نے اسی کتاب یعنی شرح نہج البلاغة میں مسند احمد بن حنبل سے اور اُس نے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور علی سامنے خدائے عزوجل کے ایک نور تھے بارہ ہزار برس پیشتر اسکے کہ حضرت آدم پیدا ہوں۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اُس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک جزو اسکا میں ہوں دوسرا علی۔ اور صاحب فردوس الاخبار نے نقل کیا ہے کہ پھر ہم پشت آدم سے نقل ہوتے رہے یہانتک کہ پشت عبدالمطلب میں پہنچے پس میرے لئے نبوت ہوئی اور علی کے واسطے وصایت انتہی۔ پس اگر اس نور سے جو ان احادیث میں مذکور ہے یہ علی مزعومی شیخ المعانی کے پیدا ہوئے جنکو کسی مسلمان کی بزرگی اور پیغمبر خدا سے اسکا تقرب ناگوار تھا تو کونسا شرف اس نور کے لئے باقی رہا اور بارہ ہزار برس خدائے عزوجل کے سامنے عبادت کرتے رہنے نے اسکو کیا فائدہ بخشا **بالجملہ** جناب علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہما کے معصوم و مطہر ہونے پر کتاب خدا و احادیث صحیحہ رسولخدا متفق علیہ بین الفریقین شاہدین عدلین موجود ہیں تو اس معتزلی کی ہرزہ سرائی اس مقام پر کب مسموع ومقبول ہو سکتی ہے ہاں عائشہ کی نسبت چونکہ خود اہلسنت ہی کے نزدیک وہ گناہ و عصیان سے بالکل منزہ و پاک نہیں اُسکا یہہ تمام کلام بغض و عناد کا جو اہلبیت امجاد کے ساتھ اُسکو تھا ایک عمدہ روزنامچہ ہے چنانچہ اسیوجہ سے باوجود طولانی ہونیکے اس مقام پر بالتمام ترجمہ کیا گیا ہے کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ خود اہلسنت اُسکی عداوت کی کہانتک تصریح کر گئے ہیں یہہ تمام تقریر اُسکی اول سے آخر تک باواز بلند پکار رہی ہے کہ اُسکو اہلبیت رسولخدا سے کمال عداوت تھی خود بھی ناصبیت کے دریا میں غرق تھی اور اُس نے اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے عم طلحہ کو اُسمیں ڈبویا۔ اولاد علی و فاطمہ کو جو پیغمبر کے نزدیک اپنی صلبی اولاد سے کمتر نہ تھے وہ دیکھ نہ سکتی تھی اور ہمیشہ انکی ہلاکت اور انعدام کی خواستگار رہتی تھی۔ ان سب بزرگواروں کو جو صدمہ ابراہیم فرزند رسولخدا کے انتقال سے ہوا وہ اُسکی سرور کا باعث تھا اُسیطرح اس مصیبت میں اُنکی شماتت کی دختر رسولخدا جناب سیدہ کی رحلت سے وہ خوش اور مسرور ہوئی۔ علی کے اعتقاد میں ابوبکر کی خلافت کی بانی مبانی صرف وہ تھی وہ نکتہ جسے اُسکی ساتھ بیعت ہو گئی اُسیکا ایک فقرہ تھا اسی لئے امیر المومنین اوقات خاص میں اُسے دعائے بد سے یاد کرتے اور خدا کے سامنے اُسکے ظلموں کی شکایت کرتے تھے پس جب علی امیر المومنین کی اس اُم المومنین کی طرف سے یہہ کیفیت تھی تو شیعیان علی جس قدر اُس سے سوء الاعتقاد ہوں معذور ہیں۔ سب سے بڑھکر جو کیفیت شیخ یعقوب نے زمان خلافت ابوبکر کی بیان کی ہے کہ عائشہ کو اُسکے باپ کی خلافت نے بدل دیا تھا۔ اُسکی شان جلیل اور رتبہ عالی ہو گیا تھا علی و فاطمہ بے یار و مددگار مغلوب و مقہور تھے الخ قلوب اہل ایمان کو انہیں دردمند کرتی ہے صبر و شکیبائی اس جگہ اپنا دامن چاک کر لیتی ہے اور چشم عبرت سے اشک خونی ٹپکے پڑتے ہیں افسوس۔ یہی پیغمبر کے یار غار ہونے کا حق تھا جو حضرت صدیق نے آنحضرت کی وفات کے بعد اُنکی اہلبیت امجاد سے ادا کیا کہ اُنکا ذریعہ معاش تک بھی جو آنحضرت نے انکے لئے بحکم خدا مقرر کیا تھا چھین لیا اور انکو حیران پریشان بلکہ محتاج نان کر دیا منتہائے آرزو پا لینے اور ایک سلطنت عظیم الشان پر فائز ہو جانے کے بعد بھی وقت نہیں آیا تھا کہ کینہائے مخفی دل سے دور کر دئے جاتے۔ واقعی اس دار ناپائدار اور رہگذر غدار کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ و شعار ہے کہ خاصان خدا اس میں ہدف مصائب و آلام رہیں اور برگزیدگان بارگاہ کبریا اسکی تشنیع واذیتوں سے مبتلائے بلائے گوناگوں و زبون ہوں بزرگان دین کی زبان قدیم سے یہہ عجوزہ مکار درپئے آزار ہے و فساق و فجار اس سے کامروا و مطلب برآ حدیث میں وارد ہے کہ اگر دنیا حقتعالیٰ کے نزدیک بقدر پر پشہ بھی عزت رکھتی تو کفار فجار کو اس سے ایک شربت آب میسر نہوتا **بالجملہ** امیر المومنین سید الوصیین و فاطمہ زہرا

سیدہ نساء عالمین کی ساتھ عائشہ کا بغض و عناد تیغ لمعانی کے اس جواب طولانی سے مثل یاقوت رمانی و لعل بدخشانی ظاہر و باہر ہے یہی کینہائے قدیم ہیں جنکی طرف امیر المومنین نے اپنی کلام بلاغت نظام "وَضِغْنٌ غَلَا فِي صَدْرِهَا" یعنی وہ ایک کینہ ہے جو اُسکے سینہ میں جوش زن ہوا ہے میں اشارہ فرمایا ہے۔ جسوقت اُس جناب کے ساتھ بیعت ہوئی اور امر خلافت نے اپنے مرکز و مکان کیطرف مراجعت کی تو عائشہ کے قدیمی بغض و عناد نے اُسکو بیچین کر دیا چنانچہ جب عبید بن ابی سلمہ لیثی سے یہہ خبر سُنی تو بولی لَيْتَ هٰذَا انْطَبَقَتْ عَلٰى هٰذِهٖ کہ کاش آسمان زمین پر آ پڑتا اور میں یہہ خبر نہ سنتی چنانچہ کتاب اتحاف الورٰی باخبار اُم القریٰ تصنیف نجم الدین عمر بن مہد مکی وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت میں یہہ کلمہ اُس سے منقول ہے اور امیر المومنین کے ساتھ عائشہ کی عداوت اسقدر رتبہ کو پہنچی تھی کہ نام مبارک اُس حضرت کا لینا اُسکو ناگوار تھا صحیح بخاری کی احادیث کتاب الصلوٰۃ میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے منقول ہے کہ عائشہ نے اُس سے کہا۔ کہ جب حضرت رسولخدا کے مرض کو طول ہوا اور درد و کلفت نے آنحضرت کی شدت کی تو آپنے باقی ازواج سے اجازت چاہی کہ زمانہ مرض کو میرے گھر میں بسر کریں سبنے اجازت دیدی اُسوقت آپ عباس اور ایک اور مرد کے سہارے سے قدموں کو زمین پر کھینچتے ہوئے برآمد ہوئے راوی کہتا ہے کہ میں نے عائشہ کی اس حدیث کو عبد اللہ بن عباس کے سامنے بیان کیا انہوں نے کہا تجھکو معلوم ہے کہ وہ دوسرا شخص جسکا نام عائشہ نے اس روایت میں ذکر نہیں کیا کون ہے میں نے کہا نہیں کہا وہ علی بن ابیطالب ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس فقرہ کی شرح میں لکھا ہے کہ اسماعیلی نے بروایت عبد الرزاق جو معمر سے نقل کی ہے اس قدر اسمیں اور زیادہ کیا ہے کہ عائشہ راضی نہ تھی کہ امیر المومنین کو بخیر یاد کرے اور ابن اسحاق نے مغازی میں زہری سے اس قدر زیادہ روایت کی ہے کہ عائشہ علی کو بخیر یاد نہ کر سکتی تھی آخر اس قدیمی بغض و عناد کا اثر ظاہر ہوا ہی ہوا اور جنگ جمل قائم کرا ہی دیا جسمیں آپ کھڑی ہوکر مردانگی کی داد دی اور ہزاران ہزار مسلمان کہ اُسکی اولاد سے شمار ہوتے تھے تھوڑی دیر میں قتل کرادئے اور بجائے ام المومنین کے اولاد کُش ہونے میں ام الصبیان کے لقب کی مستحق ہوئیں لطیفہ زمخشری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک عورت زنان کوفہ سے عائشہ کے پاس آئی اور کہا یا اُمّ المومنین تم اُس عورت کے حق میں کیا کہتی ہو جو دیدہ و دانستہ اپنی بیٹے کو مار ڈالے عائشہ نے کہا وہ کافر ہے حقتعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ الخ یعنے جو کسی مومن کو دیدہ و دانستہ قتل کرے اُسکا بدلہ جہنم ہے ہمیشہ اُس میں رہیگا اور اُس پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور حقتعالیٰ اُس کیلئے عذاب عظیم مہیا کریگا اُس عورت نے کہا کہ یا اُمّ المومنین تم اُس عورت کے مقدمے میں کیا کہتی ہو جس نے اپنی اولاد مومنین سے سولہ ہزار مرد قتل کئے ہوں عائشہ اُسکا مطلب سمجھ گئی اور کہا اس دشمن خدا کو دور کرو۔ **منقول** ہے کہ جسوقت عائشہ نے بصرہ سے مدینہ جانے پر انکار کیا عبد اللہ بن عباس نے عرض کی یا امیر المومنین اس کو یہیں رہنے دیجئے تو آپنے فرمایا یہہ شرارت سے باز نہ آئیگی لیکن میں اسکو اُسی مکان میں پہنچاؤنگا جس میں رسولخدا نے اس سے مفارقت کی ہے محمد بن اسحاق صاحب مغازی کہتا ہے کہ وہ راہ میں امیر المومنین کی مخالفت پر لوگوں کو تحریص کرتی تھی اور مدینہ پہنچکر ایک خط اسی مضمون کا اُس نے معاویہ کے نام لکھا اور اسود بن بختری کے ہاتھ شام کو روانہ کیا۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ جب خبر شہادت امیر المومنین عائشہ کو پہنچی تو اُس نے یہہ شعر پڑھا ؎ فَاَلْقَتْ عَصَاهَا وَاسْتَقَرَّتْ بِهَا النَّوٰى ٭ كَمَا قَرَّ عَيْنًا بِالْاِيَابِ الْمُسَافِرُ ٭ یعنی اُس نے اپنے عصا کو ڈالدیا اور آرام لیا گویا کہ خنک ہوئی آنکھ مسافر کی آنے سے پھر پوچھا کس نے علی کو قتل کیا کہا ایک مرد نے قبیلہ مراد سے تو اُس نے اس شعر کو پڑھا ؎ وَاِنْ يَّكُ نَائِيًا فَلَقَدْ نَعَاهُ ٭ نُعَاةٌ لَيْسَ فِيْ فِيْهَا التُّرَابُ ٭ اگرچہ وہ دور رہنے ہی پس تحقیق کہ اُسکی خبر مرگ کو اُن خبر مرگ رسانندوں نے پہنچایا ہے جنکے منہ میں تراب نہیں یہہ سبب اُسکی شماتت تھی جو وہ اُس جناب کے قتل پر ظاہر کرتی تھی۔ اسکے بعد بھی اُسکی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی چنانچہ اس حادثہ سے دس سال بعد حضرت امام حسن کے شہادت کے وقت اُسکا بغض پھر ہویدا

معروف و مشہور ہے اور بہتیرے بہتیرے ہیں جو ذکر کرتے ہیں [illegible] ابن عباس نے کہا کہ اگر تم کبھی اونٹ پر سوار ہوتی ہو کبھی خچر پر تو عائشہ نے کہا یا ابن عباس تمکو جنگ جمل ہنوز فراموش نہیں
ہوا تم بڑے کینہ ور ہو حالانکہ کینہ کے سبق کی جو اظہار خود [illegible] یہہ باتیں اور مثل انکی اور اقوال افعال انکے جو بخوف طوالت کلام یہاں نقل نہیں ہوتے ایسے ہیں کہ جو دال ہیں کہ
مرتے دم تک عداوت اہلبیت اطہار انکے دل سے نہیں نکلی اور کبھی افعال انکو سبب پشیمان نہیں ہوئی پس اہلسنت جو روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کو یاد کرکے اس قدر روتی تھی
کہ انکی چادر آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی اور بعض اوقات کہتی تھی کہ میں نیست و نابود ہوتی اور یہہ حادثہ نہ دیکھتی اور ان باتوں سے اثبات انکی توبہ کا کرتے ہیں یہہ دلیل قطعی
توبہ کی نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہہ گریہ و بکا و جزع و فزع اس لڑائی میں ناکام رہنے اور نقصان اٹھانے پر ہو چنانچہ موید اسکی ہے کہ اہلسنت امیر المومنین سے بھی اسی قسم کا کلام روایت
کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا بِعِشْرِيْنَ سَنَةً کہ کاش میں بیس سال اس سے پہلے مرجاتا۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت کا یہہ فرمانا براہ ندامت و انفعال
یقیناً نہ تھا کس لئے کہ سنیوں کے نزدیک بھی وہ جناب اس جنگ میں راہ صواب پر تھے اور خدا و رسول کی طرف سے قتال ناکثین پر مامور پھر ندامت و انفعال (معاذ اللہ) کیسا
پس اس جناب سے اس کلمہ کا صادر ہونا اگر صحیح سمجھا جائے تو اہلسنت کے نزدیک بموافق بھی اس حزن و ملال پر محمول ہوگا جو بباعث قتل ہونے شیعیان خاص اور صحابہ با اختصاص و
برپا ہونے فتنہ و فساد کے لاحق حال ہوا نہ پشیمانی و ندامت پر [illegible] جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام سے اس کلمہ کا صادر ہونا دلیل آپکی توبہ کی نہیں ایسا ہی عائشہ
سے بھی یہہ باتیں بالفرض و التسلیم صدور دلیل انکی توبہ کی نہیں اگر عائشہ اپنے افعال گذشتہ پر نادم و پشیمان اور انسے تائب ہوتی تو خبر شہادت امیر المومنین سنکر شماتت نہ کرتی اور
وہ اشعار جو تاریخ طبری سے ابھی منقول ہوئے نہ پڑھتی حالانکہ اس نے انکو پڑھا اور جب زینب بنت ابی سلمہ [illegible] نے انسے متنبہ کیا کہ تو یہہ کیا کہتی ہے تو شرمندہ ہو کر کہا کہ میں
بھول گئی تھی جب مجھ سے سہو و نسیان ہو مجھکو یاد دلا دیا کر [illegible] زینب کے ساتھ فقط انکا ایک تمسخر تھا ورنہ بھول کر ایسے غمگین ہونیکے مسرور ہونا اور اس پر اشعار
مناسب حال پڑھنا کسطرح نہیں ہو سکتا۔ اور ابن ابی الحدید نے جو شرح نہج البلاغہ میں اس مقام پر افادہ کیا ہے کہ ہمارے اصحاب معتزلہ کہتے ہیں کہ اس نے بعد قتل امیر المومنین توبہ
کی اور کہا کہ میں خوش تھی کہ رسول خدا [illegible] کر مرجاتی ۔ مگر جنگ جمل نہ دیکھتی یہی وجہ سابق انکے اس کلمہ میں بھی جاری ہو سکتی ہے۔ ابن ابی الحدید کا کلام
منقول ہے روایت محمد بن اسحاق سے جو اس نے اپنی مغازی میں مسروق سے وارد کی ہے مسروق نے کہا کہ میں عائشہ کے پاس داخل ہوا اس نے غلام اسود عبد الرحمن نام کو
بلوایا حاضر ہوا تو کہا اے مسروق تجھکو معلوم ہے کہ میں نے اسکا نام عبد الرحمن کس لئے کہا ہے کہا نہیں کہا اسلئے کہ عبد الرحمن ابن ملجم قاتل علی ہونیکے سبب سے مجھکو محبوب ہے۔ اور بوقت وفات
امام حسن انکا خچر پر سوار ہونا اور دفن امام سے روضہ رسول خدا میں مانع آنا کتب المعتبر میں مشہور و معروف ہے اور خود ابن ابی الحدید نے بھی کتاب شرح نہج البلاغہ میں اسکو وارد کیا
ہے پس یہہ منافات کہاں تھے اور نصر اللہ کابلی صاحب صواقع نے جب انکار اس روایت کا نہ ہو سکا تو ایک تاویل علیل یہہ نکالی کہ اس روز مروان نے ایک عورت کو عائشہ کا
لباس پہنا کر خچر پر سوار کیا اور حجرہ رسول خدا کے برابر لاکر اس سے یہہ کہلا دیا کہ میں عائشہ ہوں راضی نہیں کہ حسن اس مقام میں دفن ہوں۔ بالفرض اگر یہہ بات مان بھی لی جائے
تو چونکہ عائشہ اسی مقام پر اپنے حجرہ میں موجود تھی اور بچشم خود اس معاملہ کو دیکھتی تھی ورنہ بباعث قرب اتصال مکانی کے سنتی تو ضرور رہی ہوگی اسکو لازم تھا کہ اس
مفسدہ کو روکتی اور باواز بلند کہتی کہ لوگوں یہ کون ہے کہ مجھکو بدنام کرتی ہے میں کب دفن سے منع کرتی ہوں جب اس نے ایسا نہ کیا اور یہہ شور و شر بھی دیکھتی رہی تو معلوم ہوا کہ

یہہ اشارہ است بانچہ [illegible] شاہ عبد العزیز دہلوی رسالہ اصول حدیث [illegible] روضۃ الاحباب [illegible] مسطور است کہ در بعضے روایات آمدہ کہ [illegible] امام حسن [illegible] نزد قبر جناب رسالتمآب کنند
و جنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند و قبل از دفن عائشہ ازین معنی موقوف یافتہ بر استرے سوار شدہ بآن موضع رفت و تشنیع [illegible] گشت شیعہ حضرت امیر المومنین بنیاد غوغا کردند و گفتند [illegible] بر اشتر نشستہ یا
حضرت امیر [illegible] امروز بر استر سوار شدہ در [illegible] فرزند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آغاز [illegible] اگر [illegible] دفن کنند [illegible] و فرقہ متفرق شدند
و [illegible] امام حسین بنا بر وصیتی سابقا جنازہ را بگورستان بقیع برد ۱۲

اور کیطرف منسوبت نکرتے پس اوقات خاص میں اسکو دعائے بد سے یاد کرتے اور حق تعالیٰ سے اس ظلم کی شکایت کرتے تھے پھر ابو بکر کی بیعت سے انکا تخلف کرنا اور بعد چند روز کے اسکا قبول کرنا بھی معروف ہے۔ رسول خدا کی وفات سے لیکر فاطمہ زہرا کے انتقال تک ان دونوں کو عائشہ سے انواع و اقسام کی ایذائیں پہنچی تھیں جنکو بصبر و شکیبائی برداشت کرتے عائشہ کی حالت اسکے باپ کی حکومت کی وجہ سے بدل گئی تھی۔ اسکی شان جلیل اور قدر عالی ہوگئی تھی۔ علی و فاطمہ بے ناصر و مددگار مغلوب و مقہور تھے فدک انسے چھین لی گئی تھی جسکے واسطے فاطمہ چند بار جھگڑنے کو نکلیں مگر فائدہ نہوا اور ان تمام حالات کے درمیان آنے جانے والی عورتیں اسکی طرف سے انکو وہ باتیں سناتی تھیں جو زیادہ تر باعث ملالی ہوں اسیطرح عائشہ کے انکی جانب سے کان بھرتے تھے مگر دونوں حالتوں میں زمین و آسمان کا فرق و انتہا کے درجہ کا تفاوت تھا۔ یہہ غالب تھے وہ مغلوب یہہ حاکم بن رہے تھے وہ محکوم اپنی کامیابی پر خوشی کا اظہار حالت طرف ثانی پر شماتت کرنا۔ دنیا میں کسی شے کی تلخی شماتت اعدا کی تلخی کے برابر ناگوار نہیں **ابن ابی الحدید** کہتا ہے کہ میں نے شیخ یوسف لمعانی سے کہا کہ تو قائل ہے کہ عائشہ نے ابو بکر کو نماز کے لئے معین کیا۔ رسول اللہ نے نہیں کیا۔ شیخ نے کہا میرا یہہ قول نہیں مگر علی اسکے قائل تھے۔ میری تکلیف اور ہے آپکی اور وہ اس موقع پر حاضر تھے میں وہاں موجود نہ تھا۔ مجھ پر وہ احادیث حجت ہیں جو حضرت رسول خدا کے ابو بکر کو مقرر کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ علی پر انکا وہ علم یا مظنہ جو معاملہ کو بچشم خود دیکھ کر حاصل ہے اتنا حجت تھا۔ کس لئے کہ وہ وہاں موجود تھے۔ بعد ازاں لمعانی کہتا ہے کہ جب فاطمہ زہرا نے رحلت کی تو تمام ازواج رسول بنی ہاشم کے پاس پرسے کو آئیں الا عائشہ کہ اسنے مرض کا اظہار کیا اور علی کے سامنے اسکا ایک کلام نقل ہوا جو اسکے سرور و بشاشت پر دلالت کرتا تھا۔ پھر علی نے جو ابو بکر کے ساتھ بیعت کی تو عائشہ بہت مسرور و شاد ہوئی۔ کہ امر بیعت تمام ہوا اور خلافت ابو بکر کو استقرار و تمکن حاصل ہوا اور دشمن کی نزاع دفع ہوگئی۔ کہنے والوں نے اسکو بھی علی کے پاس نقل کیا پس اسکے باپ ابو بکر و نیز عمر و عثمان کے زمانے میں برابر یہی کیفیت رہی دلوں میں عداوت جوش زن تھی اور سینوں میں کینے پتھر کو پگھلاتے تھے۔ علی پر جسقدر زمانہ دراز ہوتا جاتا تھا اسیقدر انکا غم و الم طول پکڑتا جاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ ان اسرار پوشیدہ کا اظہار بھی کر دیتے تھے تا اینکہ عثمان مقتول ہوا عائشہ سب سے زیادہ اسکے قتل پر لوگوں کو تحریص کرتی تھی۔ جب اسکو خبر قتل پہنچی تو خوش ہوئی اور کہا خدا نے اسکو دفع کیا چونکہ جانتی تھی کہ عثمان کے بعد طلحہ خلیفہ ہوگا امید رکھتی تھی کہ خلافت مثل سابق پھر تیمیوں میں آجائیگی۔ جب معلوم ہوا کہ لوگوں نے علی کے ساتھ بیعت کی تو چلائی واعثماناہ افسوس عثمان بظلم قتل ہوا۔ پس کینہ دیرینہ اسکے سینہ میں تازہ ہوا اور جنگ جمل برپا ہوگیا **ابن ابی الحدید** بعد نقل اس عبارت کے کہتا ہے کہ یہہ خلاصہ کلام شیخ ابو یوسف لمعانی کا۔ اور وہ شیعی نہ تھا بلکہ معتزلی شدید تھا الا اینکہ تفضیل میں بغدادی شمار ہوتا تھا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ بعض اعلام نے افادہ کیا ہے کہ یہہ استثنا ابن ابی الحدید کی بیہودہ ہے یہہ شیخ جیسا کہ اسکے کلام سے ظاہر ہے تفضیلی بھی نہ تھا بلکہ کمال دریدہ دہن و بے باک تھا اہلبیت عصمت و طہارت کی نسبت جو بشہادت خدا و رسول ہر قسم گناہان کبیرہ و صغیرہ سے عمداً و سہواً مبرا و پاکیزہ ہیں اور آیہ تطہیر انکی شان میں نازل ہوئی ہے و باتفاق فریقین احد الثقلین و ثانی قرآن مجید و مثال سفینہ نوح ہیں کہ جو انمیں سوار ہوا اس نے نجات پائی جس نے تخلف کیا ہلاک ہوا الخ العذر اگرستہ مہار جو رطب یا لبس اسکی ذہن ناقص میں آتا ہے کہتا چلا جاتا ہے فلذا کہ جناب رسول خدا حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو بالاجماع بتول عذرا و مریم کبریٰ سیدۃ النساء اہل الجنہ و سیدۃ نساء العالمین ہیں اور بتصریح بخاری و مسلم و دیگر علمائے سنیہ اور بتصریح خود اسی شیخ علیق اللسان کے انکی ایذا و اغضاب عین ایذا و اغضاب جناب رسالتمآب ہے اور انکا نکاح بالائے آسمان بشہادت ملائکہ سماوات واقع ہوا ہے وہ زنان ناقص العقل بلکہ انسے بھی کمتر ظاہر کرتا ہے اور معاذ اللہ انکو [illegible] و اغوا وغیرہ اوصاف ذمیمہ کے ساتھ متصف بتلاتا ہے اور امیر المومنین نفس رسول رب العالمین جو باتفاق فریقین افضل آیہ تطہیر [illegible] سنیوں کے نزدیک بھی معصوم نہیں تھے لا اقل عادل [illegible]

العیاذ باللہ موصوف تھے چنانچہ بحجال جہالت جسارت اس جناب کی نسبت افادہ کرتا ہے وَلَسْتُ اُبَرِّءُ عَلِیًّا مِنْ مِثْلِ ذٰلِکَ فَاِنَّهٗ کَانَ یَنْفَسُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ سُکُوْنَ
النَّبِیِّ اِلَیْهِ فَیَتَنَاوَّهٗ عَلَیْهِ فَیُحِبُّ اَنْ یَنْفَرِدَ هُوَ بِهٰذِهِ الْمَزَایَا وَالْخَصَائِصِ دُوْنَهٗ وَدُوْنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی علی کو بھی ایسی باتوں سے بری نہیں سمجھتا انکو بھی پیغمبر خدا کا ابوبکر
کیجانب میلان خاطر اور اسکی مدح و ثنا کرنا ناگوار تھا اور چاہتے تھے کہ ان فضائل او خصوصیات کے ساتھ وہی مخصوص ہیں دوسرا اسمیں شریک ہو اسی ابن ابی الحدید نے
اسی کتاب یعنی شرح نہج البلاغہ میں مسند احمد بن حنبل سے اور اس نے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور علی سامنے خدائے
عزوجل کے ایک نور تھے بارہ ہزار برس پیشتر اسکے کہ حضرت آدم پیدا ہوں۔ جب حق سبحانہ تعالی نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک جزو اسکا میں ہوں
دوسرا علی۔ اور صاحب فردوس الاخبار نے نقل کیا ہے کہ ہم ہم پشت آدم سے نقل ہوتے رہے یہانتک کہ پشت عبدالمطلب میں پہنچے پس میرے لئے نبوت ہوئی اور علی کے
واسطے وصایت انتہی۔ پس اگر اس نور سے جو ان احادیث میں مذکور ہے یہی علی مزعومی شیخ المعانی کے پیدا ہوئے جنکو کسی مسلمان کی بزرگی اور پیغمبر خدا سے اسکا تقرب ناگوار
تھا تو کونسا شرف اس نور کیلئے باقی رہا اور بارہ ہزار برس خدائے عزوجل کے سامنے عبادت کرتے رہنے نے اسکو کیا فائدہ بخشا **بالجملہ** جناب علی مرتضی و فاطمہ زہرا صلوات
اللہ علیہما کے معصوم و مطہر ہونے پر کتاب خدا و احادیث صحیحہ رسولخدا متفق علیہ بین الفریقین شاہدین عدلین موجود ہیں تو اس معتزلی کی ہرزہ سرائی اس مقام پر کب
مسموع و مقبول ہو سکتی ہے ہاں عائشہ کی نسبت چونکہ خود اہلسنت ہی کے نزدیک وہ گناہ و عصیان سے بالکل منزہ و پاک نہیں اسکا یہ تمام کلام بغض و عناد کا جو اہلبیت
امجاد کے ساتھ اسکو تھا ایک عمدہ روزنامچہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے باوجود طولانی ہونیکے اس مقام پر بالتمام ترجمہ کیا گیا ہے کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ خود اہلسنت اسکی
عداوت کی کہانتک تصریح کر گئے ہیں یہ تمام تقریر اسکی اول سے آخر تک باواز بلند پکار رہی ہے کہ اسکو اہلبیت رسولخدا سے کمال عداوت تھی خود بھی ناصبیت
کے دریا میں غرق تھی اور اس نے اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے عم طلحہ کو اسمیں ڈبویا۔ اولاد علی و فاطمہ کو جو پیغمبر کے نزدیک اپنی صلبی اولاد سے کمتر نہ تھے وہ دیکھ نہ سکتی تھی
اور ہمیشہ انکی ہلاکت اور انعدام کی خواستگار رہتی تھی۔ ان سب بزرگواروں کو جو صدمہ ابراہیم فرزند رسولخدا کے انتقال سے ہوا وہ اسکی سرور کا باعث تھا اس نے
اس مصیبت میں انکی شماتت کی دختر رسولخدا جناب سیدہ کی رحلت سے وہ خوش اور مسرور ہوئی۔ علی کے اعتقاد میں ابوبکر کی خلافت کی بانی مبانی صرف وہ تھی وہ نکتہ چین
اسکی ساتھ بیعت ہو گئی انہیں کا ایک فقرہ تھا اسی لئے امیر المومنین اوقات خاص میں اسکے دعائے بد سے یاد کرتے اور خدا کے سامنے اسکے ظلموں کی شکایت کرتے تھے یعنی جب
علی امیر المومنین کی ام المومنین کی طرف سے یہ کیفیت تھی تو شیعیان علی جس قدر ان سے سوء الاعتقاد ہوں معذور ہیں۔ سب سے بڑھکر جو کیفیت شیخ یعقوب نے زبان
خلافت ابوبکر کی بیان کی ہے کہ عائشہ کو اسکے باپ کی خلافت نے بدل دیا تھا۔ اسکی شان جلیل اور رتبہ عالی ہو گیا تھا علی و فاطمہ بے یار و مددگار مغلوب و مقہور تھے الخ
قلوب اہل ایمان کو انکی درد مند کرتی ہے صبر و شکیبائی اس جگہ اپنا دامن چاک کئے لیتی ہے اور چشم عبرت سے اشک خونی ٹپکے پڑتے ہیں افسوس۔ یہی پیغمبر کے یار غار
ہونے کا حق تھا جو حضرت صدیق نے آنحضرت کی وفات کے بعد انکی اہلبیت امجاد سے ادا کیا کہ انکا ذریعہ معاش تک بھی جو آنحضرت نے انکے لئے بحکم خدا مقرر کیا تھا
چھین لیا اور انکو حیران پریشان بلکہ محتاج نان کر دیا منتہائے آرزو پالینے اور ایک سلطنت عظیم الشان پر فائز ہو جانے کے بعد بھی وقت نہیں آیا تھا کہ کینہائے مخفی
دل سے دور کر دیئے جاتے۔ واقعی اس دار ناپائدار اور دہر غدار کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ و شعار ہے کہ خاصان خدا اس میں ہدف مصائب و آلام رہیں اور برگزیدگان بارگاہ کبریا
اسکی وضع و اثر دن سے مبتلائے بلائے گوناگون زبون ہوں بزرگان دین کی زبان قدیم سے یہ عجوزہ مکار ربپ آزار ہے و فساق و فجار اس سے کامروا و مطلب برآ
حدیث میں وارد ہے کہ اگر دنیا حق تعالی کے نزدیک بقدر پر پشہ بھی عزت رکھتی تو کفار فجار کو اس سے ایک شربت آب میسر ہوتا **بالجملہ** امیر المومنین سید الوصیین و فاطمہ زہرا

سیدۂ نساء عالمین کی ساتھ عائشہ کا بغض و عناد تیغ لمعانی کے اس جواب طولانی سے مثل یاقوت رمانی و لعل بدخشانی ظاہر و باہر ہے یہی کینہائے قدیم ہیں جنکی طرف امیر المومنین نے اپنے کلام بلاغت نظام وَ ضِغْنٌ غَلَا فِی صَدْرِهَا یعنی وہ ایک کینہ ہے جو اُسکے سینہ میں جوش زن ہوا ہے میں اشارہ فرمایا ہے۔ جسوقت اُس جناب کے ساتھ بیعت ہوئی اور خلافت نے اپنے مرکز و مکان کیطرف مراجعت کی تو عائشہ کے قدیمی بغض و عناد نے اُسکو بیچین کر دیا چنانچہ جب عبید بن ابی سلمہ لیثی سے یہہ خبر سُنی تو بولی لَيْتَ هٰذَا انْطَبَقَتْ عَلٰى هٰذِهٖ کہ کاش آسمان زمین پر آپڑتا اور میں یہہ خبر نہ سُنتی چنانچہ کتاب اتحاف الوریٰ باخبار اُم القریٰ تصنیف نجم الدین عمر بن مہد مکی وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت میں یہہ کلمہ اُس سے منقول ہے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ عائشہ کی عداوت اس حد کو پہنچی تھی کہ نام مبارک اُس حضرت کا لینا اُسکو ناگوار رہتا صحیح بخاری کی احادیث کتاب الصلوٰۃ میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے منقول ہے کہ عائشہ نے اُس سے کہا کہ جب حضرت رسولخدا کے مرض کو طول ہوا اور درد و کلفت نے آنحضرت کی شدت کی تو آپنے باقی ازواج سے اجازت چاہی کہ زمانہ مرض کو میری گھر میں بسر کریں سبنے اجازت دیدی اُسوقت آپ عباس اور ایک اور مرد کے سہارے سے قدموں کو زمین پر کھینچتے ہوئے برآمد ہوئے راوی کہتا ہے کہ مینے عائشہ کی اس حدیث کو عبد اللہ بن عباس کے سامنے بیان کیا اُنہوں نے کہا تجھکو معلوم ہے کہ وہ دوسرا شخص جسکا نام عائشہ نے اس روایت میں ذکر نہیں کیا کون ہے مینے کہا نہیں کہا وہ علی بن ابیطالب تھے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس فقرہ کی شرح میں لکھا ہے کہ اسماعیلی نے بروایت عبد الرزاق جو معمر سے نقل کی ہے اس قدر اسمیں اور زیادہ کیا ہے کہ عائشہ راضی نہ تھی کہ امیر المومنینؑ کو بخیر یاد کرے اور ابن اسحاق نے مغازی میں زہری سے اس قدر زیادہ روایت کی ہے کہ عائشہ علیؑ کو بخیر یاد نہ کر سکتی تھی آخر اس قدیمی بغض و عناد کا اثر ظاہر ہوا ہی ہوا اور جنگ جمل قائم کرا ہی دیا جسمیں آپ کھڑی ہو کر مردانگی کی داد دی اور ہزاران ہزار مسلمان کہ اُسکی اولاد سے شمار ہوتے تھے تھوڑی دیر میں قتل کرا دیئے اور بجائے ام المومنینؑ کے اولاد کے حق میں ام الصبیان کے لقب کی مستحق ہوئیں **لطیفہ** زمخشری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک عورت زنان کوفہ سے عائشہ کے پاس آئی اور کہا یا اُمّ المومنین تم اُس عورت کے حق میں کیا کہتی ہو جو دیدہ و دانستہ اپنی بیٹے کو مار ڈالے عائشہ نے کہا وہ کافر ہے حقتعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ الخ یعنے جو کسی مومن کو دیدہ و دانستہ قتل کرے اُسکا بدلہ جہنم ہے ہمیشہ اُس میں رہیگا اور اُس پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور حقتعالیٰ اُس کیلئے عذاب عظیم مہیا کریگا اُس عورت نے کہا کہ یا اُمّ المومنین تم اس عورت کے مقدمے میں کیا کہتی ہو جس نے اپنی اولاد مومنین سے سولہ ہزار مرد قتل کئے ہوں عائشہ اُسکا مطلب سمجھ گئی اور کہا اس دشمن خدا کو دور کرو **منقول** ہے کہ جسوقت عائشہ نے بصرہ سے مدینہ جانے پر انکار کیا عبد اللہ بن عباس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ اس کو یہیں رہنے دیجئے تو آپنے فرمایا یہہ شرارت سے باز نہ آئیگی لیکن میں اسکو اُسی مکان میں پہنچاؤنگا جس میں رسولخدا نے اس سے مفارقت کی ہے محمد بن اسحاق صاحب مغازی کہتا ہے کہ وہ راہ میں امیر المومنینؑ کی مخالفت پر لوگوں کو تحریص کرتی تھی اور مدینہ پہنچکر ایک خط اسی مضمون کا اُس نے معاویہ کے نام لکھا اور اسود بن بختری کے ہاتھ شام کو روانہ کیا۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ جب خبر شہادت امیر المومنینؑ عائشہ کو پہنچی تو اُس نے یہہ شعر پڑھا ہے ۵

فَاَلْقَتْ عَصَاهَا وَاسْتَقَرَّتْ بِهَا النَّوٰى ٭ كَمَا قَرَّ عَيْنًا بِالْاِيَابِ الْمُسَافِرُ

یعنی اُس نے اپنے عصا کو ڈالدیا اور آرام لیا گویا کہ خنک ہوئی آنکھ مسافر کے آنے سے پھر پوچھا کس نے علیؑ کو قتل کیا کہا ایک مرد نے قبیلہ مراد سے تو اُس نے اس شعر کو پڑھا ہے ۵

فَاِنْ يَّكُ نَائِيًا فَلَقَدْ نَعَاهُ ٭ نَعَاةٌ لَيْسَ فِیْ فِيْهَا التُّرَابُ ٭

اگرچہ وہ دور رہنے والا ہے پس تحقیق کہ اُسکی خبر مرگ کو اُن خبر مرگ سنانے والوں نے پہنچایا ہے جنکے موہنہ میں تراب یعنی مٹی نہیں۔ یہہ سب اُسکی شماتت تھی جو وہ اُس جناب کے قتل پر ظاہر کرتی تھی۔ اسکے بعد بھی اُسکی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی چنانچہ اس حادثہ سے دس سال بعد حضرت امام حسنؑ کے شہادت کے وقت اُس کا خچر پر سوار ہونا

حضرت ؑ مشہور ہے اور بہتر ین ہا سیرمیں مذکور او جب عبداللہ بن عباس نے کہا کہ تو کبھی شتر پر سوار ہوتی ہے کبھی خچر پر تو عائشہ نے کہا یا ابن عباس تمکو جنگ جمل ہنوز فراموش نہیں ہوا تم بڑے کینہ ور ہو حالانکہ کینہ کے سبق کی حافظ خود تھیں پس یہہ باتیں اور مثل انکی اور اقوال و افعال انکے جو بخوف طوالت کلام یہاں نقل نہیں ہوتے ایسے ہیں جو دال ہیں کہ رشتہ دم تک عداوت اہلبیت اطہار انکے دلسے نہیں نکلی اور کبھی افعال نکوہیدہ پر پشیمان نہیں ہوئی ہیں اہلسنت جو روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کو یاد کر کے اس قدر روتی تھی کہ انکی چادر آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی اور بعض اوقات کہتی تھی کہ میں نیست و نابود ہوتی اور یہہ حادثہ نہ دیکھتی اور ان باتوں سے اثبات انکی توبہ کر نیکا کرتے ہیں یہہ دلیل قطعی توبہ کی نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہہ گریہ و بکا و جزع و فزع اس لڑائی میں ناکام رہنے اور نقصان اٹھانے پر ہو۔ چنانچہ مؤید اسکی ہو کہ اہلسنت امیر المومنین سے بھی اسی قسم کا کلام روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا بِعِشْرِیْنَ سَنَةً کہ کاش میں بیس سال اس سے پہلے مرجاتا۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت کا یہہ فرمانا براہ ندامت و انفعال یقیناً نہ تھا کس لئے کہ سنیوں کے نزدیک بھی وہ جناب اس جنگ میں راہ صواب پر تھے اور خدا و رسول کیطرف سے قتال ناکثین پر مامور پھر ندامت و انفعال (معاذ اللہ) کیسا پس اُس جناب سے اس کلمہ کا صادر ہونا اگر صحیح سمجھا جائے تو اہلسنت کے مذہب کے موافق بھی اُس حزن و ملال پر محمول ہوگا جو بباعث قتل ہونے شیعیان خاص اور صحاب باختصاص و برپا ہونے فتنہ و فساد کے لاحق حال ہوا نہ پشیمانی و ندامت پر اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ منہا پس جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام سے اس کلمہ کا صادر ہونا دلیل آپ کی توبہ کی نہیں ایسا ہی عائشہ سے بھی یہہ باتیں بالفرض و التسلیم صدور دلیل انکی توبہ کی نہیں اگر عائشہ اپنے افعال گزشتہ پر نادم و پشیمان اور انسے تائب ہوتی تو خبر شہادت امیر المومنین سنکر شماتت نہ کرتی اور وہ اشعار جو تاریخ طبری سے ابھی منقول ہوئے نہ پڑھتی۔ حالانکہ اُس نے انکو پڑھا اور جب زینب بنت سلمہ ابن ابی سلمہ نے اُسے تنبیہ کیا کہ تو یہہ کیا کہتی ہے تو شوخی سے کہا کہیں بھول گئی تھی جب مجھ سے سہو و نسیان ہو مجھکو یاد دلا دیا کرو یہہ زینب کے ساتھ فقط انکا ایک تمسخر تھا ورنہ بھول کر بجائے غمگین ہونیکے مسرور ہونا اور اُس پر اشعار مناسب حال پڑھنا ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اور ابن ابی الحدید نے جو شرح نہج البلاغہ میں اس مقام پر افادہ کیا ہو کہ ہمارے صحاب معتزلہ کہتے ہیں کہ اُس نے بعد قتل امیر المومنین توبہ کی اور کہا کہ میں خوش تھی کہ رسول خدا سے میرے دل لڑکے ہو کر مر جاتے۔ مگر جنگ جمل نہ دیکھتی یہی وجہہ سابق انکے اس کلمہ میں بھی جاری ہو سکتی ہے اور ابن ابی الحدید کا کلام منقوض ہی روایت محمد بن اسحاق سے جو اُس نے اپنی مغازی میں مسروق سے وارد کی ہو مسروق نے کہا کہ میں عائشہ کے پاس داخل ہوا اُس نے غلام اسود عبدالرحمن نام کو بُلوایا حاضر ہوا تو کہا اے مسروق تجھکو معلوم ہو کہ میں نے اسکا نام عبدالرحمن کس لئے رکھا ہو کہا نہیں کہا اسلئے کہ عبدالرحمن بن ملجم قاتل علی ہونیکے سبب مجھکو محبوب ہے۔ اور بوقت وفات امام حسن انکا خچر پر سوار ہونا اور دفن امام سے روضہ رسولخدا میں مانع آنا کتب اہلسنت میں مشہور و معروف ہو اور خود ابن ابی الحدید نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ میں اسکو وارد کیا ہے پس منافات کہاں ہے اور نصراللہ کابلی صاحب صواقع نے جب انکار اس روایت کا نہو سکا تو ایک تاویل علیل یہہ نکالی کہ اُس روز مروان نے ایک عورت کو عائشہ کا لباس پہنا کر خچر پر سوار کیا اور حجرہ رسولخدا کے برابر لا کر اُس سے یہہ کہلا دیا کہ میں عائشہ ہوں راضی نہیں ہوں کہ حسن اس مقام میں دفن ہوں بالفرض اگر یہہ بات مان بھی لی جائے تو چونکہ عائشہ اسی مقام پر اپنے حجرہ میں موجود تھی اور بچشم خود اس معاملہ کو دیکھتی تھی ورنہ بباعث قرب و اتصال مکانی کے سنتی تو ضرور رہی ہوگی اسکو لازم تھا کہ اس مفسدہ کو روکتی اور بآواز بلند کہتی کہ او کون ہے جو مجھکو بدنام کرتی ہے میں کب دفن سے منع کرتی ہوں جب اُس نے ایسا نہ کیا اور یہہ شور و شر بیٹھی دیکھتی رہی تو معلوم ہوا کہ

یہہ اشارہ کتاب روضۃ الاحباب کی طرف ہے کہ ترجمہ شیخ شاہ عبدالعزیز دہلوی رسالہ اصول حدیث میں بہترین سیر سوای روضۃ الاحباب میں مسطور ہو کہ در بعضے روایات آمدہ کہ چون امام حسن ؑ را بسر قبر جناب رسالتمآب بردند تا برد جنازہ آنجناب بدانجا قرار نہند و دفن کنند عائشہ ازین معنی وقوف یافتہ بر استری سوار شدہ با آنحضرت رفت و تمنع مشغول گشت شیعہ حضرت امیر المومنین بنیاد شور و غوغا کردند و گفتند روزے بر اشتر نشستہ با حضرت امیر محاربہ میکنی و روزے بر استر سوار شدہ در جنازہ فرزند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ منازعہ آغاز میکنی و نگذاری کہ او را دفن کنند چنانکہ میخواہند نزدیک بود کہ فتنہ عظیم بر پا شود و جمعے بر امام حسین ؑ اوفتادہ و ہم در دم بدر قوہ متفرق شدند و آنجماعہ بیکدیگر تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ امام رسیدہ حضرت امام حسین بنا بر وصیتے سابقہ ناکور رسید جنازہ را بگورستان بقیع بردہ ۱۲

وہ اس خبر کے شائع ہونے پر راضی تھی پس اُس کا حکم وہی ہوگا جو اس فعل کے کرنے والے کا ہے **بالجملہ** اگر عائشہ بعد وفات امیر المومنین کے اپنے افعال پر نادم و پشیمان ہوتی تو لازم تھا کہ اُس جناب کو دوست رکھتی اور اُنکی اولاد امجاد کے ساتھ جو بمنزلہ اولاد جناب رسالت مآبؐ تھی محبت پیش آتی نہ یہ کہ اپنے غلاموں کو اُنکی قاتل کے نام سے موسوم کرے اور اُنکی اولاد سے اس طرح پیش آئے اور اُنکے جنازہ پر تیر برسائے **القصہ** امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ عائشہ کا جنگ کرنا متواترات سے ہے اور فریقین اُسکے نقل و حکایت ہر طبقہ میں متفق چلے آئے ہیں اور روایت گریہ و بکا جزع و فزع جو اہلسنت اُس سے نقل کرتے ہیں شیعہ اُسکو تسلیم نہیں کرتے اور تسلیم بھی کریں تو بقصد ندامت ان امور کا صادر ہونا نہیں قبول کرتے اور جو یہ بھی مان لیں تو بوجہ اسکے کہ وہ روایات یقیناً حد تواتر کو نہیں پہنچیں مفید الیقین نہیں ہو سکتیں کس واسطے کہ قاعدہ ہے کہ ایک یقین بغیر دوسرے ایسے یقین مقابل کے جو قوت میں اُسکے مشابہ و مماثل ہو زائل نہیں ہو سکتا - عائشہ کا عاصیہ بلکہ دشمن خدا و رسول ہونا با وجود ان روایات کے بھی ثابت و متحقق ہی رہے گا - **روایت** مذکورہ سے بالکل نہیں پایا جاتا کہ یہ رونا دھونا اُسکا بخوف عذاب اُخروی تھا تو فرضاً کہ باعث اس گریہ کا خیال آخرت ہی ہو تاہم ثبوت توبہ کے لئے اسقدر کافی نہیں کس لئے کہ معنے توبہ کے یہ ہیں کہ مکلف اپنے افعال گذشتہ پر نادم و پشیمان ہو کر مصمم ارادہ کرے کہ یہ حرکت پھر نہ کرونگا صرف عذاب آخرت کو یاد کر کے رو لینے ہی کو توبہ نہیں کہتے بہت سے اہل فسق و فجور ایسے ہیں کہ گناہوں کے دریا میں غرق ہیں اور اُنکو بُرا سمجھ کر اُنکے انجام بد سے خائف بھی ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس پر گریہ و زاری بھی کرتے ہیں مگر چونکہ ان افعال کے ارتکاب سے باز نہیں رہتے تو تائب نہیں کہلاتے بلکہ کمتر ایسے ہیں جو بد فعل کریں اور اُنکو بُرا نہ جانیں اور اُنکی سوئے عاقبت اور ثمرہ زشت سے خائف نہ ہوں *

ابطال توبۂ طلحہ و زبیر و بعض حالات عبد اللہ بن زبیر جو تقریر ابھی ابطال توبہ عائشہ میں مذکور ہوئی وہی توبہ طلحہ و زبیر کے مقدمہ میں بھی جاری و ساری ہے یعنی اُنکا امیر المومنینؑ کے ساتھ جو اُسوقت بالاتفاق امام برحق و خلیفہ مطلق تھے بیعت کر کے اُسکو توڑ ڈالنا اور باعث اس مفسدہ عظیم کا ہونا اور بیت المال بصرہ کو لوٹ کر ہزارہا مومنین مسلمین کو قتل کرنا پھر نفس رسول خدا صلی اللہ علیہ کے مقابلے میں تلوار کھینچنا متواترات سے ہے کہ کسیکو مجال انکار نہیں با وجود اسکے اہلسنت جو قائل ہیں کہ اُنھوں نے توبہ کی تو چاہئے کہ وہ اس پر ایسے روایات پیش کریں جو کثرت و شہرت میں روایات مذکورہ کے ہم پلہ ہوں ورنہ اخبار احاد سے جو خود اسکے لئے مفید یقین بلکہ مظنہ بھی نہیں اہل الرائے و منصف کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے فَاِنَّ الْیَقِیْنَ لَا یَزُوْلُ اِلَّا بِیَقِیْنٍ مِّثْلِہٖ ایک یقین بغیر مقابل کے یقین کے جو اُسکے مثل ہو زائل نہیں ہوتا اس مقام پر نقل مناظرہ شیخ مفید علیہ الرحمہ بمقابلہ قاضی القضات بغداد جسکو صاحب کامل بہائی وغیرہ علمائے شیعہ نے نقل کیا ہے مناسب مقام معلوم ہوئی درج کیجاتی ہے **حکایت** شیخ مفید محمد بن محمد النعمانؒ بتقریب استماع درس مجلس قاضی القضات بغداد میں حاضر تھے ایک شخص نے سوال کیا اَیُّھَا الْقَاضِی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے بروز غدیر علیؑ کو امام و خلیفہ مقرر کیا تھا مگر بعد وفات آنحضرت ابوبکر خود بخود خلیفہ بن گئے قاضی نے کہا اے شخص خلافت ابوبکر کثرت شہرت و تواتر سے بمنزلہ درایت کے ہے اور نص بر امامت علی بن ابیطالب روایت ہے اور اہل عقل کے نزدیک روایت کو درایت پر ترجیح ہے شیخ چونکہ ابتدا سے طبع متکلمانہ رکھتے تھے قاضی کا یہ کلام سنکر اُسیوقت جواب دینا چاہا - مگر ہجوم عام و ازدحام سے اس قدر صبر کیا کہ مجمع متفرق ہوا اور قاضی تنہا رہا - اُسوقت کہا یا قاضی کہتے ہیں کہ طلحہ زبیر نے بصرہ میں علیؑ کے ساتھ جنگ کیا حالانکہ علی اُسوقت خلیفہ مسلمانان تھے - اُس نے کہا اے فرزند یہ بھی شک نہیں کہ اُنہوں نے حرب کی مگر بعد ازاں اُنھوں نے توبہ کی شیخ نے کہا اَیُّھَا الْقَاضِیْ اَلْحَرْبُ دِرَایَةٌ وَّالتَّوْبَةُ رِوَایَةٌ وَّالْعَاقِلُ لَا یَتْرُکُ الدِّرَایَةَ لِلرِّوَایَةِ یعنی اُنکا جنگ کرنا درایت ہے اور توبہ کرنا روایت اور مرد دانا درایت کو روایت کے لئے ترک نہیں کرتا - قاضی شیخ کی جودت طبع دیکھ کر حیران رہ گیا - اور تعجب سے پوچھا اے پسر تیرا کیا نام ہے کہا محمد بن محمد نعمان قاضی نے کہا اَنْتَ الْمُفِیْدُ حَقًّا افادہ کنندہ در حقیقت تو ہے - جبسے شیخ مذکور کو مفید کہنے لگے - اور یہ لقب پایا - علاوہ بریں سابقاً مذکور

ہوا کہ اہلسنت نے بطرق متعددہ روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا یا علیؑ تقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین اے علی تم ناکثون قاسطون اور مارقون
کے ساتھ جنگ کروگے اگر طلحہ زبیر توبہ کرکے مرتے تو حضرت رسولخدا اصحاب وحی یوحی انکو بلفظ ناکثین کیوں تعبیر کرتے اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں شعبی سے
اور اس نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے کہ آگاہ رہو کہ پیشوایان کفر اسلام میں پانچ ہیں طلحہ زبیر معاویہ عمرو بن عاص ابوموسیٰ اشعری۔ اور
یہی مضمون عبداللہ مسعود سے نقل کیا ہے۔ اور نوح بن دراج نے محمد بن مسلم اور اس نے حبہ عربی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ جنے امیر المومنینؑ کو جبکہ اہل جمل سے
لڑنے کو نکلے یہہ کہتے ہوئے سنا کہ صاحبۃ الهودج یعنی عائشہ بخوبی جانتی ہے کہ اہل جمل نبی امی کی زبان پر ملعون ہوچکے ہیں وقد خاب من افتری اور یہہ مضمون
ان لفظوں اور انکے سوا اور الفاظ سے بطریقہائے معتبرہ متعددہ آنحضرت سے منقول ہوا ہے اور امیر المومنینؑ نے جو خط بعد فتح جنگ جمل اہل کوفہ کو لکھا اور واقدی نے اسکو
نقل کیا ہے اس میں درج ہے فابوا الا القتال وقتال موجع والتمادی فی الغی فانهضتهم بالجهاد فی سبیل اللہ فقتل من قتل الله ناکثا منهم یعنی انہوں نے بجز
لڑائی کے کچھ نمانا اور بدستور گمراہی میں رہے پس جنے راہ خدا میں ان پر جہاد کیا پس جو انمیں قتل ہوا بحالت نکث بیعت قتل ہوا اور بلاذری نے اپنی تاریخ میں نقل
کیا ہے کہ جسوقت زبیر لشکر گاہ سے باہر نکلا تحقیق یہہ ہے کہ اس نے اسوقت تک ہاتھ تلوار پر نہیں ڈالا تھا۔ تو عمار یاسر نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے اس سے ملاقی ہوئے اور
کہا اے ابوعبداللہ قسم بخدا کہ تو بزدل وجبان نہ تھا مگر میرا گمان یہہ ہے کہ شک تجھکو واقع ہوا ہے۔ زبیر نے کہا ہاں ایسا ہی ہے یہہ کہکر چلا اور وادی السباع میں پہنچا تو
ابن جرموز نے اسکو قتل کیا۔ پس زبیر کا شک پر اقرار کرنا اسکی توبہ کی صاف نفی کرتا ہے اگر وہ تائب ہوتا تو کہتا کہ شک گیا مجھے یقین ہوگیا کہ تم اور تمہارے صاحب حق پر ہو
اور میں باطل پر تھا میں جو حرکت مجھ سے صادر ہوئی اس پر نادم ہوں اور واقدی نے روایت کی ہے کہ جب ابن جرموز زبیر کا سر اور اسکی تلوار حضرت امیر المومنینؑ کی
خدمت میں لایا تو آپنے اسکی تلوار کو اٹھا لیا اور فرمایا طال ما جلا به الكرب عن وجه رسول الله ولكن الحين ومصارع السوء کہ اس تلوار نے مدت دراز تک رسولخدا
سے شدت وکرب دفع کیے ہیں لیکن یہہ موت بری موت ہے پس اگر زبیر با توبہ مقتول ہوتا جیسا کہ اہلسنت کا گمان ہے۔ تو آپ یہہ نہ فرماتے اور اسکی موت کو مصرع سوء سے
تعبیر نہ کرتے۔ خصوصا جبکہ وہ غافلہ و فریب سے قتل ہوا تھا اور اہلسنت جو روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے اسوقت فرمایا بشر یا قاتل ابن صفیة بالنار یا اے
قاتل پسر صفیہ بشارت ہو تجھکو ساتھ عذاب جہنم کے۔ اگر یہہ صحیح بھی فرض کیا جائے تب بھی زبیر کی توبہ پر دلالت نہیں کرتا۔ کیونکہ اس صورت میں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ابن جرموز
نے دغا و فریب سے اسکو قتل کیا تھا جو بے شبہ معصیت ہے۔ اسلئے وہ مستحق جہنم ہوا نہ محض قتل زبیر سے دیگر یہہ کہ ابتدائے جنگ میں منادی نے امیر المومنینؑ کیطرف سے پکار دیا تھا۔
کہ زخمیوں کو قتل اور فراریوں کا تعاقب نہ کرو ابن جرموز نے اس پر عمل نہ کیا اور برخلاف اسکے زبیر کا تعاقب کرکے اسکو قتل کیا تو نافرمانی امام واجب الاطاعت کی اس سے
عمل میں آئی اور وہ موجب دخول نار ہوئی تیسرے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے افادہ کیا ہے کہ ابن جرموز بروز جمل ابتدائے جنگ میں لشکر عائشہ کی طرف تھا اور اصحاب امیرؑ
سے چند اشخاص کو اس نے قتل کیا تھا جب آثار فتح و نصرت حضرت حیدر کرار کیجانب مشاہدہ کیے تو قبیلہ بنی سعد کے ساتھ مشورہ کیا اور انکو ساتھ لیکر وہاں سے نکل بھاگا اور
مقام نخلہ پر بصرہ سے دو فرسخ باہر آکر احنف بن قیس کہ شریک ہو گیا۔ اسوقت ایک شخص احنف کے پاس آیا اور اسکو زبیر کے فرار کرنے اور بقصد مدینہ وادی سباع تک
پہنچنے سے اطلاع دی احنف نے ایک کلام مشتمل بر اشارہ قتل زبیر کیا ابن جرموز اسکو سنکر دو مرد بنی سعد سے جو بوقت جنگ اسکو ساتھ تھے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور زبیر کے پاس
پہنچکر بمکر و دغا اسکو مار ڈالا۔ اور سر اسکا لیکر پہلے احنف اور پھر امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا بموجب اس روایت کے بشارت جہنم اسکو بباعث قتل کرنے صحابۂ جناب
مرتضوی ہوگی نہ بوجہ قتل زبیر کے چوتھے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جرموز مذکور جنگ نہروان تک

زندہ تھا۔ اُسوقت اور خوارج کے ساتھ ضربت تلوار صاعقہ بار حضرت حیدر کرار سے فی النار ہوا پس موافق اِن اکثر روایات کے کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ امیر المومنینؑ ان لوگوں کے حال سے
مفصل اطلاع رکھتے تھے۔ کہ ثانی الحال مجھ پر خروج کرکے مستوجب جہنم ہونگے اور پیغمبر خدا نے انکے اعیان و اوصاف سے اُس جنابؑ کو آگاہ کردیا تھا منجملہ اُنکے ابن جرموز کے
حال سے بھی بخوبی واقف تھے کہ اُسکا انجام بخیر نہوگا۔ جب وہ زبیر کا سر لایا تو حضرت نے بخوف اسکے کہ مبادا اسیہ عمل خیر اسکا دیکھکر مسلمانوں کو اُسکی حالت مستقبل میں اشتباہ واقع ہو اور
اُسکو ناجی سمجھ جائیں اسلئے اُسکی سوءِ عاقبت کی خبر دیکر اُسکا جہنمی ہونا ظاہر فرمایا ہو تاکہ معلوم ہوجائے کہ ہرچند اُسکا یہہ فعل حسن ہے مگر بمقابلہ اُس کفر و معصیت کے جو بوجہ خارجی
ہونیکے اُس سے سرزد ہونیوالی تھی کچھ وقعت نہیں رکھتا اور یہہ قصہ بعینہٖ مشابہ ہے قصہ قزمان انصاری کے کہ روز اُحد اُس نے جہاد میں بہت جد و جہد کیا۔ مگر حضرت رسولِ خدا
نے فرمایا کہ قزمان جہنمی ہے حضار کو کمال تعجب ہوا اور شہادت جہنمی ہونیکی اُسکے ظاہری حال سے بہت بعید معلوم ہوئی۔ مگر آخر کار تحقیق کیا تو حال معلوم ہوگیا۔ کچھ لوگ اُسکے
انجام کار کے جویان رہے جب قزمان جنگ کرتے کرتے زخمی ہوا تو اُسکو قیام گاہ میں لائے اُس سے زخموں کی برداشت نہوئی اور ایک ضرب سے اپنا کام تمام کیا۔ اُس وقت
دریافت ہوا کہ جہنمی ہونیکی گواہی اُس کے لئے بوجہ اسکے خودکشی کرنیکی تھی جو بحسب شرع حرام ہے **لیکن** زبیر کا معرکہ جنگ سے کنارہ کش ہونا پس صاحب کامل بہائی رحمہ اللہ
اُسکے جواب میں افادہ فرمایا ہے کہ یہہ امر اُسکے تائب ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ توبہ کی ہوتی تو چاہئے تھا کہ بجائے اسکے کہ مدینہ کا قصد کرے۔ امیر المومنینؑ کی خدمت میں
حاضر ہوتا اور عفو تقصیر کراکے لشکر بصرہ کے ساتھ جنگ کرتا۔ نہ یہہ کہ جب علامات ظفر لشکر منصور کیطرف مشاہدہ کیں تو جان بچا کر بھاگ نکلا اُسکی اس حرکت سے توبہ کا
خیال کرنا خیال خام ہے اور مروی ہے کہ اس فرار سے اُسکا ارادہ شام کا تھا۔ کہ معاویہ سے امداد چاہے مگر تقدیر موافق تدبیر کے نہوئی اثنائے راہ میں ہلاک ہوا۔ اگر اسیطرح
معرکہ سے روگردانی کرنا توبہ پر دلالت کیا کرتا تو چاہئے تھا کہ غزوات رسولِ خدا میں جو کفار حضرت کے مقابلے سے منہزم ہوکر بھاگے تھے سب تائب قرار دیے
جاتے۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں تمام ہوا کلام صاحب کامل کا۔ اور طلحہ کی توبہ کا ثابت کرنا حضرات اہلسنت پر زبیر کی توبہ سے زیادہ تر مشکل ہے کس لئے کہ زبیر کے
مقدمے میں تو یہہ بھی گنجائش تھی کہ وہ جنگگاہ سے بارادہ مدینہ نکلا اور راستہ میں مقتول ہوا طلحہ کے لئے اتفاق سے یہہ عذر بھی مفقود ہے کیونکہ وہ سر معرکہ قتل ہوا
علاوہ بریں جو لوگ تاریخ اسلام سے واقف ہیں بخوبی جانتے ہیں کہ خمیر مایۂ فتنہ و فساد و بانی مبانی جور و بیداد ابتدا سے ہی طلحہ بن عبید اللہ ہے ۵ لے باوصف اینہمہ
ہمہ آوردہ گشت۔ وہ ابوبکر کا رشتہ دار اور عائشہ کا چچا ہوتا تھا۔ اس وجہ سے ہی خلافت رسول اللہ کو اپنا حق سمجھتا تھا۔ اور پورا بھروسہ رکھتا تھا کہ عثمان کے
بعد خلیفہ میں ہونگا۔ اسلئے اُسکے قتل کرانے اور لوگوں کو اُسکے خلاف بہکانے میں بہت ساعی و سرگرم تھا مگر جب وہ قتل ہوا اور بیعت امیر المومنینؑ کے ساتھ ہوجانے
سے اسکی آرزو دل کی دل ہی میں رہی تو اُس عربدہ جو نے دوسرا فساد برپا کیا اور جنگ جمل قائم کرایا اور خود عثمان کے خون کا وارث بنا وہ اہلبیت رسالت بالخصوص
حضرت خیر کائنات سے عداوت رکھتا تھا۔ اور آنحضرت کے ننگ و ناموس کا خواہان تھا۔ آیہ حجاب کے نازل ہونے کے وقت جو کلمہ اُسکی زبان نجس سے نکلا۔ اہل ایمان
کے بدن پر اُسکے تصور سے بال کھڑے ہوتے ہیں **ابن ابی الحدید** قصہ شوریٰ میں شمار عیوب ارباب شوریٰ کے موقع پر کہتا ہے کہ خلیفہ ثانی نے طلحہ سے
کہا کہ رسول اللہ نے وفات پائی درآنحالیکہ وہ حضرت تجھ پر ساخط و غضبناک تھے بباعث اُس کلمہ کے جو تونے بوقت نزول آیہ حجاب کہا تھا پھر اپنے
اُستاد شیخ ابو عثمان جاحظ سے نقل کرتا ہے کہ کلمہ مذکور یہہ تھا کہ جب آیہ حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے چند اشخاص کے سامنے جنہوں نے اُسکے قول کو رسولِ خدا
سے نقل کیا یہہ کہا کہ عورات کو حجاب میں رکھنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ کل جب وہ انتقال کریں گے تو ہم ضرور اُنکے ازواج کے ساتھ نکاح کریں گے۔ کمال تعجب ہے اس
مرد فاضل سے باوجودیکہ خود خلیفہ ثانی سے روایت کرتا ہے کہ حضرت رسولِ خدا آخر وقت تک طلحہ سے ناراض رہے اور جاحظ اپنے اُستاد سے اس ناراضگی کا سبب بھی

وہ محکم نقل کرتا ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی سبب ہو نہیں سکتا یا یہ اپنی تصلب حدیدیت سے نہیں گزرتا اور ایسے بے دین دشمن خدا و رسول کو ناجی جنتی اعتقاد کرتا ہے
اور جنگ جمل سے تائب اور اُس پر نادم و پشیمان ہو کر مرنا اُسکے سر لگاتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ جب بروایت خلیفہ ثانی حضرتؓ کا آخر وقت تک اُس سے ناراض رہنا معلوم
ہو گیا تو اگر بالفرض جنگ جمل سے اُسنے توبہ بھی کر لی تو یہہ توبہ اُسکی کیا کام آئیگی اور آخرت میں کیا نفع پہنچائیگی **الحاصل** طلحہ کے ابتدا سے انتہا تک کے حالات پر
غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو توبہ کا خیال بھی نہیں آیا وہ نہایت خیرہ چشم و بیباک تھا اگر توبہ کر کے مرتا تو اپنے خون کو ضائع نہ بتلاتا اور مرتے وقت باربار
نہ کہتا مَا رَأَيْتُ مَصْرَعَ شَيْخٍ أَضْيَعَ مِنْ مَصْرَعِي یعنی بزرگان قریش سے کسی کا خون اس طرح ضائع جاتا نہیں دیکھا جیسا کہ میرا خون ضائع ہوا اس سے
ظاہر ہے کہ طلحہ اپنے آپکو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ کا مصداق جانتا تھا۔ جیسا کہ فی الواقع تھا سوائے اسکے مورخین اہلسنت نے نقل کیا ہے کہ جب طلحہ کے تیر لگا تو اُس نے
یہہ شعر پڑھا۔ ندمت ندامة الكسعي لما رأت عيناه ما صنعت يداه کہ میری ندامت کسعی کیسی ندامت ہے کہ اُس نے اُسوقت ندامت کی جب اُسکی
آنکھوں نے دیکھ لیا جو اُسکے دونوں ہاتھوں نے کیا تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت نادم ہوا جبکہ ندامت نے اُسکے اعتقاد کی موافق بھی اُسکو کچھ فائدہ
نہ بخشا ورنہ اپنے ندامت کو کسعی کی ندامت نہ بتلاتا۔ کسلئے کہ کسعی کا قصہ بنا بر مشہور یہہ ہے کہ اُس نے کمان کے لئے بکمال جانفشانی ایک درخت کی پرورش کی
تھی جب وہ تیار ہو گیا تو اُسے کاٹ کر کمان بنائی۔ ایک روز اُس کمان سے ایک صحرائی جانور پر تیر پھینکا تیر ٹھیک نشانہ پر پہنچا اور شکار قتل ہوا مگر کسعی کو
اسکا علم نہوا اور یہ گمان کہ نشانہ خطا ہوا خفا ہو کر کمان کو توڑ ڈالا۔ اگلے روز صبح کے وقت دیکھا کہ شکار مرا پڑا ہے کمان کے توڑ دینے پر بہت پشیمان ہوا
فَنَدِمَ حَيْثُ لَا يَنْفَعُ النَّدَمُ مثلہٗ نادم ہوا جبکہ ندامت نے اسکو نفع نہ بخشا قال اللہ تعالیٰ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ یعنی توبہ اُن لوگوں کیلئے نہیں ہے جو بُرے کام کرتے ہیں یہانتک کہ موت اُن میں سے ایک کے سامنے آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ
مینے اسوقت توبہ کی۔ اور فرعون کے حق میں ارشاد ہے آٰلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ اب تو توبہ کرتا ہے حالانکہ پہلے نافرمانی کی۔ اور
تھا تو اہل فساد سے۔ اور حسن شہر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ طلحہ کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسکو بٹھلا و جب بٹھلایا تو
فرمایا اے طلحہ تیرے لئے اسلام میں سابقہ تھا لیکن شیطان تیرے ناک سے تیرے دماغ میں گیا اور تجھکو داخل جہنم کیا **تتمہ** ابو الصلاح علیہ الرحمہ نے کتاب تقریب
المعارف میں افادہ کیا ہے کہ شیعہ و اہل حدیث کے درمیان مشہور ہے کہ عثمان طلحہ زبیر سعد وقاص۔ عبد الرحمن عوف جملہ اصحاب عقبہ سے ہیں جنہوں نے
ناقہ رسولخدا کو بھڑکانا چاہا تھا اور عثمان و طلحہ وہ ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ محمد تو ہماری بیبیوں سے نکاح کریں اور ہم اُنکے ازواج سے نہ کریں بخدا سوگند اگر انہوں نے ہماری
روبرو انتقال کیا تو ہم بھی اُنکی ازواج کے ساتھ نکاح کریں گے۔ اور طلحہ نے کہا کہ میں اُم سلمہ سے نکاح کرونگا۔ پس یہہ آیہ شریفہ نازل ہوئی مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا
رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا یعنی تمکو جائز نہیں کہ رسولخدا کو ایذا دو اور نہ یہہ کہ اُنکے بعد اُنکی ازواج کے ساتھ نکاح کرو ابدا اور
ایک مرتبہ طلحہ و عثمان میں نزاع ہوئی عثمان نے کہا کہ بخدا قسم کہ اصحاب محمدؐ سے اوّل تو ہی جس نے زن یہودیہ کے ساتھ نکاح کیا۔ طلحہ نے کہا اور تو نے واللہ یہہ کہا تھا کہ
ہم یہاں کسلئے قید رہیں مکہ جا کر کیوں نہ اپنی قوم و قبیلہ سے ملجائیں صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے کہ اس قول عثمان کی اُس روایت سے تصدیق ہوتی ہے جو بطریق معتبر مروی
ہے کہ طلحہ ایک زن یہودیہ پر عاشق ہوا اور اُس سے وصال کا طالب ہوا اُس نے کہا بغیر اسکے کہ تو دین یہود کو قبول کرے ممکن نہیں طلحہ نے اسکو قبول کیا اور در پردہ وہ
یہودی ہو گیا اور اُسکی نسب میں قدح کی ہے کہ اُسکا باپ عبید اللہ بلقاریں ایک غلام تھا کہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ مکہ میں آیا تو عثمان بن عمر تیمی نے اسکو اپنی فرزندی میں لیا

لیا اور صعبہ بنت زرہمر فارسی کے ساتھ اُسکا نکاح کردیا۔ زرہمر کو یمن میں کسرےٰ نے بھیجا تھا اور وہ وہاں قصابی کا کام کرتا تھا۔ اور علامہ حلی نے کشف الحق میں اور صاحب الزام النواصب اور تحفۃ الطالب نے ابو المنذر ہشام بن محمد کلبی سے کہ علماء انساب اہل سنت سے ہے نقل کیا ہے کہ صعبہ بنت حضرمی زنان فاحشہ اور ذوات الاعلام سے تھی۔ کہ مکہ میں ایک علم اُسکا بھی قائم تھا۔ ابو سفیان اُسکے پاس رہا تو حاملہ ہوئی بعد چندے عبید اللہ بن عمر بن کعب تیمی نے اُس سے نکاح کیا بعد گذرنے چھ مہینے کے طلحہ پیدا ہوا ابو سفیان و عبید اللہ کے درمیان اس مولود پر تکرار ہوئی آخر کار خود صعبہ کو اس مقدمہ میں حکم کیا اُس نے طلحہ کو عبید اللہ سے ملحق کیا اس الحاق بے محل کا سبب دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا ابو سفیان مرد بخیل ہے اور عبید اللہ سیر چشم و فراخ دست ہے۔ جامع اوراق کہتا ہے درست کہا ہے ~ ہر کرا ہست با علی کینہ و بغض حاجت درازی نیست نسبتش تا آستین بابرد دامن مادرش نمازی نیست

پھر علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عبید اللہ مذکور سے لوگ تمسخر و استہزا کیا کرتے تھے اور وہ عورتوں کی طرح باتیں کیا کرتا تھا پس اہل عقل کو ہرگز زیبا نہیں کہ ایسے لوگوں کو علی ابن ابیطالب کے مثل و مقابل جانے رہا **زبیر** اُسکی نسبت بحار میں ہے کہ اُسکا باپ عوام جدہ میں ملاحی کا کام کیا کرتا تھا چونکہ صاحب حسن و جمال تھا نوفل نے اُسکو متبنی کرلیا پھر صفیہ بنت عبد المطلب سے اُسکا نکاح ہوگیا اور کتاب الزام النواصب سے نقل کیا ہے کہ زبیر کا باپ عوام خویلد کا غلام تھا قریش سے نہ تھا آزاد کرکے اُسکو اپنا بیٹا بنالیا تھا زمانہ جاہلیت میں رسم تھی کہ جب کسی غلام کو متبنی کرنا چاہتے تو آزاد کرکے کسی خاندانی عورت کے ساتھ اُسکا نکاح کرتے تھے اور اس روایت کی تائید ان اشعار سے ہوتی ہے جو عدی بن حاتم طائی نے معاویہ کے سامنے عبد اللہ بن زبیر کی شان میں پڑھ کر سنائے **نقل** ہے کہ ایک روز عبد اللہ بن زبیر مع دیگر قریش کے معاویہ کی مجلس میں حاضر تھا عدی بن حاتم بھی وہاں پر موجود تھے ابن زبیر نے معاویہ سے کہا کہ امیر المومنین اجازت دیں تو آج عدی کے ساتھ گفتگو کریں سنتا ہوں کہ وہ بڑا حاضر جواب ہے معاویہ نے کہا مجھکو خوف ہے[5] کہ تم ندامت نہ اٹھاؤ عبد اللہ نے اسپر کچھ خیال نہ کیا اور عدی سے مخاطب ہوکر کہا یا ابا طریف یہہ تمہاری ایک آنکھ کب جاتی رہی۔ عدی نے فی الفور کہا کہ جس روز تیرے باپ نے لڑائی سے فرار کیا اور بحال فضیحت قتل ہوا۔ اور مالک اشتر نے تیرے سرین گاہ پر نیزہ لگایا اور تو جان بچاکر بھاگا۔ پھر یہہ اشعار آبدار پڑھے ~ اَمَا وَاَبِيْ يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ لَوْ اَنَّنِيْ ۔ لَقِيْتُكَ يَوْمَ الزَّحْفِ مَا رُمْتَ لِيْ سَخَطًا ۔ وَكَانَ اَبِيْ فِيْ طَيٍّ وَاَبُوْ اَبِيْ ۔ صَحِيْحَيْنِ لَمْ تَنْزِعْ عُرُوْقُهُمَا الْقِبْطَا ۔ یعنی آگاہ رہ اے پسر زبیر قسم ہے مجھکو اپنے باپ کی اگر میں بروز جنگ تجھسے ملاقات کرتا تو پھر اپنے اوپر کبھی ناراض نہ ہوتا یعنی ضرور تجھکو قتل کرتا کہ پھر مجھکو ضرورت اپنے آپ کو ملامت کرنے کی نہ ہوتی۔ میرا باپ قبیلہ طی سے تھا اور میرے والدین صحیح النسب ہیں انکی رگوں میں قبطیوں نے دخل نہیں کیا یہہ تعریض ہے ابن زبیر پر کہ تیرا دادا عوام قبطیوں سے تھا۔ جو قبیلہ ہے حبش سے اور غلام تھا معاویہ نے یہہ سنکر کہا۔ کہ میں نے تمکو پہلے ہی منع کیا تھا مگر تم نے میرا کہنا نہ مانا **مؤلف کہتا ہے** کہ جب سلسلہ کلام یہاں تک پہنچا تو بمفاد الکلام یجر الی الکلام مناسب ہے کہ بعض

---

[5] یہہ کلام معاویہ کا بنظر ظاہرداری و رفع تہمت کے اپنے سے تھا ورنہ اُسکی عادت مستمرہ و جاریہ تھی کہ قریش کے درمیان بحث و جدال کرائے اور خود تماشا دیکھے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنے استاد شیخ ابو عثمان سے ایک مرتبہ کی کیفیت نقل کی ہے کہ ایک روز امام حسن معاویہ کے پاس بیٹھے تھے اور عبد اللہ بن زبیر بھی اُسوقت حاضر تھا۔ معاویہ نے کہا اے ابو محمد علی و زبیر میں از روئے سن کون بڑا تھا حضرت نے فرمایا تقریباً دونوں ہمسن تھے الا علی کیونکہ بزرگتر تھے کرم اللہ علیہما رحمت خدا ہو انحضرت پر ابن زبیر کو حمیت جاہلیت دامنگیر ہوئی کہا رحم اللہ زبیراً ابوسعید بن عقیل بن ابیطالب جو وہاں تھے کہا یا ابن زبیر امام حسن نے جو اپنے باپ پر رحمت بھیجی تو تجھکو رشک ہوا ابن زبیر نے کہا میں نے بھی اپنے باپ پر رحمت بھیجی۔ ابوسعید نے کہا تو تیرا گمان یہہ ہے کہ تیرا باپ علی کی مثل و برابر ہے عبد اللہ نے کہا کیا مانع ہے انکو اسمیں حالانکہ دونوں قریش سے تھے دونوں نے اپنی طرف خلافت کو دعوت کیا اور کامیاب ہوئی ابوسعید نے کہا یہہ خیال ہے دور کر علی قریش سے تھے اور داماد و ابن عم رسول خدا تھے انہوں نے اپنی طرف دعوت کی تو امت نے انکو اجابت کیا اور بشرط مبایعت و متابعت بجا لائے اور وہ اسوقت راس و رئیس تھے۔ برخلاف زبیر کے کہ اُس نے جو دعوت کی۔ تو ریاست اُس وقت ایک عورت کی تھی پھر جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور انتظار نہ کیا کہ حق ظاہر ہو اور اُسے اختیار کرے یا باطل پامال ہو تو اُسکو ترک کرے پھر ایک ادنے آدمی نے اُسپر قدرت پائی اور اُسکو قتل کرکے اُسکا سلاح و سلب لے لیا۔ علیؑ آخر وقت تک پیچھے ابن عم رسول خدا کے قدم بقدم رہے رحمہم اللہ علیہما۔ ابن زبیر نے کہا اگر تیرے سوا کوئی دوسرا یہہ کلام کرتا تو میں جواب دیتا ابوسعید نے کہا جسکی طرف تیرا اشارہ ہے یعنی حسن مجتبیٰ تیری ہمکلامی سے عار رکھتے ہیں اور تجھکو قابل خطاب نہیں جانتے پس معاویہ نے دونوں کو منع کیا اور گفتگو بند ہوگئی۔ پس ازچندے عائشہ کو بھی اسکی خبر ہوئی۔ ایک روز ابوسعید اُسکے مکان کے آگے سے جاتے تھے پکار کر کہا اے ابوسعید تو ہی ہے کہ جس نے میرے خواہرزادہ کو ایسا اور ایسا کہا۔ ابوسعید مرد ظریف تھے ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگے شیطان کی آواز ہے کہ مجھکو دیکھتا ہے اور میں اُسے دیکھ نہیں سکتا عائشہ نے ہنسکر کہا یا ابن عقیل بڑا گستاخ و چرب زبان ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

حالات عبد اللہ بن زبیر بھی معرض بیان میں آئیں۔ اور چونکہ وہ جنگ جمل کا بڑا سبب اور اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اس نظر سے بھی اسکا ذکر اس مقام پر بے ربط نہوگا **واضح** رہے کہ عبد اللہ بن زبیر اسماء بنت ابوبکر کے بطن سے تھا۔ پس ابوبکر کا نواسا اور جناب عائشہ کا بھانجا بلکہ ایک حساب سے اُنکا متبنّٰی تھا کیلئے کہ اہلسنت کے یہاں روایت ہے کہ حضرت رسولخدا نے عائشہ کی اُسکے ساتھ فرط محبت کو دیکھ کر اجازت دی تھی کہ اپنے آپ کو اُسکے نام سے کنیت کرے اس سبب سے عائشہ کی کنیت اُم عبد اللہ مقرر ہوئی اور باپ کیطرف سے چونکہ زبیر کی ماں صفیہ بنت عبد المطلب تھی خود حضرت رسولخدا کے ساتھ وہ قرابت کا دعویدار تھا انہیں وجوہ سے وہ پہلے اپنے باپ کو بعد ازاں آپ کو مستحق خلافت تجویز کرتا تھا۔ بلکہ جب بصرہ میں طلحہ زبیر کے درمیان امامت نماز پر نزاع ہو کر بحکم عائشہ منصب پیشنمازی عبد اللہ کو تفویض ہوا عجب نہیں کہ اُسوقت سے وہ اپنا استحقاق باپ سے بھی کچھ زیادہ سمجھتا ہو۔ بہر حال اُس نے زیادہ تر اپنی ننہیال کے رنگ پر نشو و نما پائی تھی لاجرم وہ سخت شوخ و بیباک نکلا خلافت کی بو اُسکے دماغ میں سماگئی تھی۔ اسی خیال سے ابتدائے سن شعور سے اُس نے بغض و عناد حضرت امیر کبیر و اولاد امجاد اُس جناب پر کمر ہمت چست باندھی پہلا کام جو اُس نے کیا وہ یہہ تھا کہ اپنے باپ زبیر کو ادھر سے توڑ کر اُدھر ملایا۔ ورنہ زبیر ابتدا میں ہوا خواہان جناب مرتضوی سے شمار ہوتا تھا۔ اور جن لوگوں نے آنحضرت کے ساتھ بیعت ابوبکر سے انکار کیا تھا۔ اُن میں وہ داخل تھا۔ اسی جگہہ سے ہے کہ امیر المومنینؑ اُسکے حق میں فرماتے تھے مَا زَالَ الزُّبَيْرُ يُعَدُّ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى نَشَاَ اَبْنُهُ الْمَشْؤُومُ عَبْدُ اللّٰهِ کہ زبیر ہم اہلبیت سے شمار ہوتا تھا تا اینکہ اُسکا پسر بدبخت عبد اللہ جوان ہوا چنانچہ کتب معتبرہ حضرات اہلسنت میں مثل اسد الغابہ و استیعاب وغیرہ کے یہہ کلمہ آنحضرت سے مروی و ماثور ہے پھر زوال خلافت جناب مرتضوی میں جو دوبارہ قائم کرنے جنگ جمل کے ساعی نا مشکور اُس نے مبذول کیں اُنسے ناظرین اوراق بھی قدرے واقف ہیں انہیں کی روایات کے موافق پہلے تو اُس نے عائشہ کو اغوا کر کے سفر بصرہ کے لئے آمادہ کیا جب اثنائے راہ میں وہ چشمہ حواب کا نام سنکر متنبہ ہوئی۔ اور ارادہ واپس ہونیکا کیا تو اس ناحق شناس نے اپنے بنے بنائے کام کو خراب ہوتا ہوا دیکھ کر کیا کچھ نہیں کیا خود بھی کذب صریح کا مرتکب ہوا اور گردونواح کے بدوؤں کو کچھ دے دلا ڈرا دھمکا کر جھوٹی گواہی دلوائی کہ یہہ چشمہ چشمہ حواب نہیں جس نے اسکو حواب بتلایا غلط بیان کیا یہی شہادت ہے جسکو اسلام میں سب سے پہلا شہادت بدروغ کہتے ہیں پھر اسی پر اکتفا نہ کر کے آخر لشکر سے بدروغ شہرت دی کہ علی ابن ابیطالب بالشکر گران جنگ کنان آن پہنچے کَمَا صَرَّحَ فِي كُتُبِهِمْ اور نیز جب زبیر بفہمائش امیر المومنینؑ جنگ میں متردد ہوا اور قصد لشکر سے باہر جانیکا کیا تو اس فرزند ارجمند نے اُسکو سخت سرزنش کی کہ تو نے ان دو لشکروں کو جمع کیا اب جبکہ فریقین آمادہ کارزار ہیں چاہتا ہے کہ اُنکو بحال خود چھوڑ کر فرار کرے معلوم ہوتا ہے کہ خوف و ہراس نے تجھ پر غلبہ کیا اور علم ہائے ابن ابوطالب کے نیچے موت سرخ کا تو نے معائنہ کیا جنکو جوانان انجاد اُٹھائے ہوئے ہیں ملے پدر تو ہمکو ایسے فضیحت عظیم میں مبتلا کرتا ہے جس سے کبھی اپنے سروں کو پاک نہ کر سکیں گے **الغرض** اس قدر مبالغہ کیا کہ وہ خون گرفتہ کفارہ قسم کے لئے جو اُس نے اپنے سامنے کھائی تھی ایک بردہ آزاد کر کے۔ شریک جنگ ہو گیا چنانچہ یہہ جملہ امور اُنکے یہاں مفصل و منشرح ہیں۔ سخت تعجب ہے کہ پھر یہہ حضرات ایسے فتنہ جو تفرقہ پرداز مسلمانان کو ثقہ و سند عابد و زاہد بلکہ امام و پیشوا اُسکے اقتدا کو موجب ہدا جانتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ کہ مسلمان کی بدگوئی کرنا فاسقی ہے اور اُسکے ساتھ جنگ کرنا کفر جب ایک مسلمان سے لڑنیوالا موافق اس حدیث کے حد کفر کو پہنچتا ہے تو جس نے امت اسلام میں فتنہ عظیم برپا کر کے ہزارہا مسلمانوں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیا تو معلوم نہیں کہ اُسکی نوبت کہاں تک پہنچے گی اور کونسا درجہ کفر کا اُسکے لئے ثابت ہوگا۔ امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد معاویہ کے عہد حکومت میں ابن زبیر ہر چند دم دبائے بیٹھا رہا الا معاویہ کے آنکھ میں وہ خار تھا۔ معاویہ کے مرنے کے بعد پھر اُسکی آرزوئیں تازہ ہوئیں مدینہ سے مکہ میں آیا چونکہ حضرت سید الشہداء ابھی وہاں تشریف رکھتے تھے تو ابن زبیر کو قیام اُس جناب کا وہاں پر ناگوار تھا۔ اور چونکہ جانتا تھا کہ جب تک وہ حضرت یہاں تشریف رکھیں گے لوگ اُسکی طرف

کبھی رجوع نہ کریں گے اور کوئی اُسکو مقابل و مماثل ریحانۂ رسول خدا نجانیگا تو وہ بدل چاہتا تھا۔ کہ حسینؑ یہاں سے چلے جائیں اور حجاز اُسکے لئے خالی کر جائیں **تاریخ الخلفا** میں ہے کہ حسینؑ سے اہل کوفہ معاویہ کی زندگی ہی میں خطوط لکھکر خروج کی درخواست کرتے تھے۔ مگر وہ قبول نہ کرتے تھے معاویہ نے رحلت کی اور یزید سے بیعت ہوئی۔ تو وہ اس مقدمے میں متردد ہوئے ابن زبیر نے اُنکو کوفہ جانیکا مشورہ دیا اور عبداللہ بن عباس وغیرہ نے اس سے منع کیا۔ آخر حضرت نے عراق کا قصد مصمم کیا تو ابن عباس گریان ہوئے اور کہا تمنے ابن زبیر کی آنکھیں ٹھنڈی کین اور عبداللہ سے کہا لے جو کچھ تو چاہتا تھا پایا۔ یہہ حسینؑ کوفہ کو جاتے ہیں اور حجاز تیرے لئے خالی کرتے ہیں۔ اور چند اشعار پڑھے جنکا حاصل مضمون طنز و تشنیع تھا ابن زبیر پر اور ملخص کلام شیخ عمر بن مہدی کی کا کتاب اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ میں علی ما نقل عنہ یہہ ہے کہ ابن زبیر حسینؑ کے پاس آیا اور تھوڑی دیر کچھ باتیں کرکے کہنے لگا۔ کہ معلوم نہیں اس قوم نے ہمکو کیوں ترک کیا حالانکہ ہم ابنائے مہاجرین اولین اور وارث خلافت خاتم المرسلین ہیں فرمائے آپکا ارادہ کیا ہے امام عالیمقام نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ کوفہ جاؤں اشراف کوفہ نے مجھکو طلب کیا ہے اور میں اس امر میں استخارہ بھی کرونگا۔ ابن زبیر نے کہا اگر میرے لیے ایسے شیعہ ہوتے تو کبھی اُنسے عدول نہ کرتا۔ پھر بخوف رفع تہمت کہنے لگا کہ آپ حجاز میں قیام کریں تو ہم سب یاری و مددگاری کو موجود ہیں آپکے ساتھ بیعت کریں گے اور کوئی امر نصیحت و اخلاص کا آپسے دریغ نہ کریں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ مینے اپنے پدر عالیقدر سے سُنا ہے کہ مکہ میں ایک کبش یعنے مینڈھا ہو گا جس سے حرمت خانہ کعبہ حلال کیجائیگی پس نہیں چاہتا کہ وہ کبش میں ہوں پھر ابن زبیر نے کہا اگر تم یہاں قیام کرو اور والئے امر اپنی طرف سے مجھکو مقرر کرو تب بھی اطاعت و فرمان برداری کو حاضر ہوں حضرت نے فرمایا مجھکو یہہ بھی منظور نہیں بعد ازاں دونوں نے کچھ آہستہ آہستہ کلام کئے پھر حسینؑ حاضرین کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تمکو معلوم ہے کہ یہہ کیا کہتا ہے انہوں نے عرض کی نہیں فرمایا کہتا ہے کہ اس مسجد میں قیام کرو کہ میں لوگوں کو تم پر جمع کردوں پس فرمایا قسم بخدا اگر میں بالشت بھر اس جگہ سے دور تر قتل ہوں تو میرے نزدیک بہتر ہے کہ اس کے درمیان قتل ہوں اور جو دو شبر کے فاصلہ پر ہوں اس سے بہتر ہے کہ ایک شبر پر مارا جاؤں اور قسم بخدا اگر میں کسی جانور کے سوراخ میں بھی داخل ہونگا تو یہہ لوگ وہاں سے بھی مجھکو نکالینگے تاکہ اپنا مطلب مجھسے روا کریں اور قسم بخدا کہ میرے مرنے پر عید کریں گے جسطرح یہود ہفتہ کے دن عید کرتے تھے پس ابن زبیر اُٹھا اور چلا گیا پس حضرت نے حاضرین سے فرمایا کوئی چیز اسکے نزدیک محبوب تر نہیں اس سے کہ میں حجاز سے چلا جاؤں کیونکہ یہہ خوب جانتا ہے کہ میرے یہاں ہوتے اسکو میرے برابر کوئی نہ سمجھیگا پس اسکی آرزو یہہ ہے کہ میں یہاں نہ ٹھیروں انتہی ان روایات سے جنکو معتبران قوم نے اپنے تصانیف میں وارد کیا ہے۔ بغض و عداوت ابن زبیر پارۂ جگر رسول خدا اسکے ساتھ جسے ثبوت بیان ظاہر و عیان ہے اُسکو گوارا نہ تھا کہ فرزند رسول خدا مکہ میں رہیں اور خواہش دلی اُسکی یہہ تھی اور جنکی چشم اسمیں تھی کہ حجاز اُنسے خالی ہو۔ اور یہہ تقریر بخوف اتہام آنز کی سراسر اُسکی نفاق و دوروئی کو ثابت کرتی ہے عجب ہے کہ تقیہ کا نام سنکر جو شیعہ بضرورت وقت تجویز کرتے ہیں یہہ حضرات درہم برہم و سرگریبان ہوجاتے ہیں اور اس نفاق کے بمقابلہ امام آفاق اُسسے بخوشی نقل کرتے ہیں اور سوچتے نہیں کہ انجام اسکا کیا ہو گا۔ پس تر واضح ہے کہ جو وجہ امام عالیمقام نے ترک قیام مکہ کی اپنے لئے ارشاد فرمائی یعنی اِنَّ بِهَا كَبْشًا يُسْتَحَلُّ بِهَا حُرْمَتُهَا فَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ ذَلِكَ الْكَبْشَ ۔ یعنے اپنے پدر بزرگوار سے سُنا ہے کہ یہاں ایک مینڈھا ذبح کیا جائیگا جس سے حرمت خانہ کعبہ حلال کیجائیگی پس میں نہیں چاہتا کہ وہ کبش میں ہوں۔ اسکا مصداق ابن زبیر ہے جس بات سے امام نے پرہیز کیا وہ اسکا مرتکب ہوا حرم خدائی انتقال کو اُس نے محل قتال و جدال قرار دیا مکہ معظمہ پر دو مرتبہ اُسکے باعث سے لشکر کشی ہوئی۔ اول بعد معرکہ کربلا اُس نے علم مخالفت یزید برپا کیا تو افواج شام نے اُس بلدہ محترمہ کا محاصرہ کیا اور منجنیق نصب کرکے اس قدر پتھر برسائے کہ دیواریں اور چھتیں اُس شہر کی اور خود خانہ خدا کی شکستہ و خراب ہو گئیں مگر چونکہ اُنہیں روزوں میں خبر ہلاکت یزید پلید پہنچی اور لشکر ملتوی ہوگئی یہہ مہم ناقص رہی +

دوسری مرتبہ ۷۳ ہجری میں عبدالملک بن مروان کے عہد میں حجاج بن یوسف لعین نے چڑھائی کی اور کوئی دقیقہ ہتک حرمت حرم خدا اُٹھا نہیں رکھا

خاص اُس مکان مقدس میں جسکی سمت تمام عالم رخ کرکے نماز پڑھتا ہے آگ لگادی حجر اسود جو حلقہ چاندی کے حلقہ میں پارہ پارہ معلوم ہوتا ہے اسی فتنہ میں توڑا گیا - اور یہہ حلقہ سیسہ اُسکے گرد چڑہایا گیا - بیت الحرام سے آواز نالہ و آہ آہ سنی گئی تھی کہ وہ کبش کا نام یعنی عبد اللہ بن زبیر عوام میان مسجد الحرام ذبح ہوا پس یہہ جملہ امور انہیں آفات شریف کی بدولت واقع ہوئی احادیث نبوی میں ایسے شخص کو جو حرم میں احداث کرے ملحد فرمایا ہے - اسیوجہ سے حضرت سید الشہداؑ قیام مکہ سے استکراہ فرماتے تھے اور ابن زبیر کو بھی اپنے بکنایہ ابلغ من التصریح اس سے متنبہ کیا مگر وہ خبر نہوا اور عبد اللہ بن عمر خطاب نے پوست کندہ اُسکو کہدیا چنانچہ جمع الجوامع سیوطی میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر ابن زبیر کے پاس آیا اور کہا یا ابن زبیر خبردار کہ حرم خدا میں الحاد نہ کرنا تحقیق کہ میں نے حضرت رسول خداؐ سے سنا ہے کہ یہاں ایک مرد قریش سے ملحد ہوگا اُسکے گناہ جن وانس کے گناہوں سے زیادہ ہونگے پس دیکھہ کہ وہ مرد تو ہو - مگر افسوس کہ ان باتوں نے انہیں کچھہ اثر نہ کیا اور وہ بدستور حب جاہ و طمع حکومت و ریاست میں منہمک رہا - طرفہ یہہ کہ بعض روایات عامہ میں نام کی تصریح بھی کردی گئی ہے کہ وہ ملحد موسوم بعبد اللہ ہوگا چنانچہ کنز العمال میں ہے يُلْحِدُ بِمَكَّةَ كَبْشٌ اَيْ سَيِّدٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مِثْلُ نِصْفِ اَوْزَارِ النَّاسِ کہ مکہ میں عماید قریش سے ایک شخص جسکا نام عبد اللہ ہوگا ملحد ہوجائیگا اُسپر نصف بنی آدم کے برابر گناہ ہونگے - حق یہہ ہے کہ ابن زبیر کے بارے میں وقت نظر اور قیافہ شناسی حضرت خلیفہ ثانی کمال تعریف و توصیف کے لائق ہے کہ انہوں نے بچپن میں آثار شیطنت و شرارت اُسکے ناصیہ حال سے مشاہدہ کرکے کہدیا تھا کہ یہہ شیطان کامل ہوگا - چنانچہ کتاب محاضرات راغب اصفہانی میں جو عبارت مذکور ہے محصل اُسکا یہہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر کا کچھہ اطفال کے نزدیک سے گزر ہوا جنمیں عبد اللہ زبیر داخل تھا اور بچے تو خلیفہ ثانی کو دیکھہ کر بھاگ گئے مگر عبد اللہ بن شوکت عمریہ نے تاثیر نہ کی بدستور اپنے مقام پر کھڑا رہا خلافت مآب نے پوچھا تو کسلیئے اور اطفال کے ساتھہ نہ بھاگا اُس نے کہا یا امیر المومنین کوئی جرم مجھہ سے سرزد نہیں ہوا کہ اس سے خوف کرتا راہ تنگ نہ تھی کہ تمہارے لیئے چھوڑ دیتا عمر نے یہہ طلاقت لسانی اور جسارت جنانی اُسکی دیکھکر کہا اَنّٰى شَيْطَانٍ يَكُوْنُ هٰذَا کیا شیطان یہہ لڑکا ہوگا اب ہم ایک نقل لطیف مضحکہ خندہ آور جو اہل ایمان کے لیئے کم از کشت زعفران نہیں - اس جگہہ نقل کرتے ہیں اور اس بحث کو ختم کرتے ہیں - وَهُوَ هٰذَا ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے اُم عمر بنت منظور بن زبان فرازی کے ساتھہ عقد کیا تھا ایک شب بوقت خلوت اُس سے فخریہ پوچھا کہ تجھکو معلوم ہے کہ اسوقت تیرا ہم بستر کون شخص ہے عورت نے کہا معلوم کیوں نہیں - میرے پاس اس وقت عبد اللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ لیٹا ہوا ہے عبد اللہ نے کہا نہیں بلکہ تیرا ہم کنار اسوقت وہ شخص ہے جو قریش میں ایسا ہے جیسا تمام جسم میں سر اور تمام سر میں آنکھیں عورت نے کہا قسم بخدا اگر بنی عبد مناف اسکو سنیں گے تو کبھی قبول نہ کریں گے اور اُسکے برخلاف تقریر کریں گے ابن زبیر کو یہہ سنکر غیظ آیا اور کہا اکل و شرب مجھہ پر حرام ہے جبتک بنی ہاشم اور بنی عبد مناف سے تیرے سامنے اپنے قول کی تصدیق نہ کرالوں - زن فرازیہ نے کہا اگر میری بات مانتا ہے تو اسکا ارادہ نہ کر آئندہ تجھکو اختیار ہے - پس ابن زبیر مسجد میں آیا اُسوقت قریش سے چند اشخاص وہاں حاضر تھے - منجملہ اُنکے عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن حصین بن حرث بن عبد مناف بھی تھے - ابن زبیر نے سب کو مدعو کیا اور اپنے ساتھہ گھر میں لایا اور پردہ کراکر بٹھایا اور کھانا منگایا - جب کھانے سے فارغ ہوئے تو کہا تم لوگوں کو یہاں بلانے کا سبب یہہ ہے کہ یہہ عورت میری بات کا انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بنی عبد مناف بھی اسکو قبول نہ کریں گے اے ابن عباس تم اس مقدمہ میں کیا کہتے ہو - میں نے اس سے یہہ کہا تھا کہ تیرا شوہر قریش میں ایسا ہے جیسا بدن میں سر اور سر میں آنکھیں ابن عباس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیری روئے سخن خاص میری طرف ہے بہتر تھا کہ مجھکو تو اس معاملہ سے معاف ہی رکھتا ابن زبیر نے گرم ہوکر کہا یا ابن عباس کیا تجھکو اسمیں تامل ہے کیا نہیں جانتا کہ میں فرزند زبیر حواری رسول خدا ہوں اور میری ماں اسماء ذات النطاقین[1] بنت ابو بکر صدیق و عمہ خدیجہ

[1] نطاق بروزن کتاب جمع نطق بمعنی پیٹی کمربند مردوں کا اور ایک بار دہری جنکا زنان عرب اسطرح پر کمر پر باندھتے ہیں کہ حصہ بالائی کو پلٹ کر حصہ زیرین پر ڈال لیتی ہیں تو آنا بڑا لوٹہ پہنچتا ہے اور حصہ زیرین زمین تک چھوٹا رہتا ہے [illegible] اسماء بنت ابی بکر دو نطاق [illegible] اسکو ذات النطاقین کہنے لگے اور بعض نے کہا ہے کہ اسلیئے اسکو ذات النطاقین کہتے ہیں کہ انکے پاس دو نطاق تھے ایک کو پیٹھ [illegible] دوسرے میں حضرت رسول خدا کیلئے کھانا [illegible] جبکہ وہ حضرت غار میں تشریف رکھتے تھے کھانا پہنچایا کرتی تھیں ۱۲

سیدۃ نساء العالمین اور جدہ صفیہ بنت عبدالمطلب عمہ رسول خدا اور خالہ عائشہ بنت ابوبکر ام المومنین ہے ابن عباس نے کہا یہہ سب درست و صحیح ہے مگر تجھکو نہ چاہئیں کہ ہمارے سامنے یہہ گفتگو کرے کیا معنے کہ یہہ جملہ مفاخر جو تو نے بیان کئے حضرت رسول خدا تک تمام ہوتے ہیں اور آنحضرت سے جو نسبت ہمکو ہے ہرگز تجھکو نہیں میں ابن عم رسول خدا ہوں پس تو ہمارے ہی فخر سے افتخار کرتا ہے اور ہمارے ہی اوپر فوقیت چاہتا ہے - ابن زبیر نے کہا میں اگر چاہوں تو قبل نبوت بھی تم پر شرافت و بزرگی کو ثابت کر سکتا ہوں - ابن عباس نے کہا ہاں یہہ کلام تو نے منصفانہ کیا - ہاں اے حاضرین مجلس عبدالمطلب کو فضیلت ہے یا خویلد کو سب نے کہا عبدالمطلب کو پھر کہا ہاشم فائق ہیں یا اسد - کہا ہاشم - پھر کہا عبدمناف اشرف ہیں یا عبدالعزیٰ سب حضار نے کہا عبد مناف عبداللہ نے کہا یا ابن زبیر رسول خدا ہمارے درمیان اسکا فیصلہ کر چکے جبکہ آپنے فرمایا مَا افْتَرَقَتْ فِرْقَتَانِ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِهِمَا کوئی دو شاخیں جدا نہیں ہوئیں الا یہہ کہ میں اُنہیں سے بہترین تھا - ہم تجھسے قصی بن کلاب کے بعد جدا ہوئے اور فرقہ خیر میں ہیں اگر اسکا اقرار کرتا ہے تو اپنے دعوے میں مغلوب ہوتا ہے نہیں تو باعث انکار حدیث پیغمبر کفر تجھ پر عائد ہوتا ہے - اسوقت کچھ لوگ ہنسنے لگے ابن زبیر نے کہا قسم بخدا اے پسر عباس اگر مجھکو یہہ لحاظ نہ ہوتا کہ تو نے ابھی میرا کھانا کھایا اور اسکی حرمت مجھ پر لازم ہے تو میں تیری پیشانی عرقناک کئے بغیر تجھکو اس مجلس سے نہ اٹھنے دیتا ابن عباس نے کہا کس طرح حق سے یا باطل سے اگر حق ہے تو وہ ایسی باتوں سے منع نہیں ہوتا - اور باطل ہے تو باطل کبھی حق پر غالب نہیں آتا - اسوقت زن فرازیہ پس پردہ سے بولی - بخدا قسم کہ میں نے اسکو اس مجلس سے منع کیا تھا - مگر اُس نے میرا کہا نہ مانا ابن عباس نے کہا خاموش رہ اے زنکہ اور قناعت کر اپنے شوہر پر اور اسکی باتوں کا انکار نہ کر لوگوں نے ابن عباس کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا لیا اور وہ نابینا تھے - اور کہا چلو بس بہت کچھ رد و قدح ہو چکی ابن عباس چلے اور کہتے تھے یعنے اے قوم چلو اور کوچ کرو اور قطا یعنے لوے کو چھوڑو کہ آرام لے - ابن زبیر نے کہا اے صاحب قطا ذرا توقف کر کس لئے کہ تو باز نہ آئے گا جبتک کہ میں جو کچھ کہنا ہے تمام نہ کہہ چکوں سب لوگ جانتے ہیں کہ میں سابق ہوں بغیر اسکے کہ کوئی مجھ پر سبقت کرے اور فرزند حواری رسول خدا ہوں اور شرف صحیح مجھکو حاصل ہے اور بہتر ہوں طلیق[۵۳] سے (یہہ اشارہ ہے طرف عباس بن عبدالمطلب پدر عبداللہ کے کہ طلقا سے شمار ہوتے تھے) ابن عباس نے کہا تو اپنا گھر اُلٹ چکا اور جو تیرے پاس تھا تمام ہوا - اب سن اگر سبقت کرنیوالا ہے تو کسکی طرف اور صاحب فخر و فضیلت ہے تو کسکے طفیل سے سب ہمیں سے اور ہمارے ہی طفیل سے - تیرے دست و دہان میں بجز سنگریزوں کے کچھ نہیں - اور طلیق کا جو تو نے ذکر کیا قسم بخدا کہ وہ مبتلائے بلا ہوا اور صبر کیا النعمات خدا اُسکو پہنچیں اسکا شکر بجا لایا قسم بخدا کہ وہ قول کا پورا اور صاحب کرم تھا عہد ہائے محکم کا توڑنے والا اور کسی لشکر پر امیر ہوکر اسکو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑنیوالا نہ تھا - ابن زبیر نے کہا تو زبیر کو جبن و بزدلی کیطرف منسوب کرتا ہے حالانکہ اسکے خلاف کا تجھکو علم و یقین ہے ابن عباس نے کہا ہمکو تو اسکا علم ہے کہ اُس نے جنگ کا ارادہ کیا اور صبر نہ کر سکا بیعت کی اور تمام کو نہ پہنچائی - قطع رحم کیا اور فضیلت کا منکر ہوا اور جس امر کے وہ لائق نہ تھا اُسکا طلبگار ہوا - ابن زبیر نے کہا اے بنی ہاشم اب بجز دست و گریبان ہونیکے کوئی وجہ باقی نہیں رہا - عبداللہ بن حسین بن حرث نے کہا ہم چاہتے ہیں اسکو یہاں سے لیجائیں تو نزاع کرتا ہے اور جانے نہیں دیتا قسم بخدا اگر تمام عمر بھی اسکے ساتھ مناظرہ کریگا تب بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا اور تیری مثال اُس تشنہ و گرسنہ کی ہوگی جو ہوا کے سامنے موہنہ کھول کر کھڑا ہو جائے کتنے ہی عرصہ تک وہ کھڑا رہے اُسکی بھوک پیاس کو کچھ نفع نہ پہنچیگا - بعد ازاں سب لوگ اٹھ چلے گئے

مراجعت امیرالمومنین علیہ السلام بسمت کوفہ بفیروزی و فرخی

مروی ہے کہ بعد فتح بصرہ امیرالمومنین نے عبداللہ بن عباس کو حکومت بصرہ عطا کی اور زیاد بن امیہ کو جو معاویہ کے عہد حکومت میں زیاد بن ابیہ کے نام سے مشہور ہوا اُنکا نائب مقرر فرمایا اور خود کوفہ کیطرف مراجعت کا قصد کیا - قبل اسکے کہ لشکر بصرہ سے حرکت کرے اہل کوفہ کو ایک خط مشتمل بر خبر فتح جنگ جمل

---

۵۱ غفا غفوا بالفتح وعفوا لذحول بخواب شد ونفت ۱۲ منتہی الارب

۵۲ قطاۃ مرغیست کہ آنرا سنگخوار نامند ۱۲

۵۳ طلیق وہ اسیر ہے جسکو قید سے رہا کریں اور یہہ واحد ہے جمع اُسکی طلقا - طلقا وہ لوگ ہیں جنکو حضرت رسول خدا نے بروز فتح مکہ غلامی سے رہا کیا اور فرمایا اِذْهَبُوا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ جاؤ تم آزاد کردہ ہو انہیں میں سے ہے معاویہ - ابوسفیان - عباس - عقیل - وغیرہ وغیرہ ۱۲

وقتل طلحہ وزبیر تحریر کرکے زحر بن قیس جعفی کے ہاتھ روانہ کیا کہ قبل ورود لشکر نصرت اثر یہہ مژدہ اہل شہر کو پہنچاوے۔ یہہ خط واقدی مورخ اہل سنت نے بسند خود روایت کیا ہے۔ اور اس رسالہ میں بھی پیشتر اسکا ذکر آیا ہے اس مقام پر کل خط کا ترجمہ کیا جاتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ خط بندہ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے ہے اہل کوفہ کو سلام ہو تم پر پس تحقیق کہ میں حمد کرتا ہوں اس خدائے بزرگ و برتر کی کہ کوئی معبود اسکے سوا نہیں **اما بعد** پس خداوند عالم حاکم عادل ہے کسی قوم سے کوئی نعمت تغیر نہیں کرتا جبتک کہ وہ آپ اسکو تغیر نہ کریں اور جب وہ کسی قوم سے بدی کا ارادہ کرے تو اسکو کوئی روک نہیں سکتا اور کوئی اسکا والی نہیں۔ اب تمکو اپنے حال سے اور نیز لشکر ہائے قریش و اہل بصرہ وغیرہ سے جو طلحہ زبیر کے ساتھ ہوئے اور عہد ہائے استوار کو انہوں نے توڑ ڈالا۔ اور حق سے انحراف کیا خبر دیتا ہوں میں مدینہ سے چلا تو بصرہ میں اس قوم کا پہنچنا اور عثمان بن حنیف امیر عامل کے ساتھ جو سلوک انہوں نے کیا وہ راہ میں معلوم ہوا مقام ذی قار پر پہنچا تو اپنے فرزند دلبند حسن بن علی و عمار یاسر و قیس بن سعد کو تمہارے پاس بھیجکر بحق خدا و رسول تم سے طالب نصرت ہوا تمہارے بھائی میرے پاس جلد حاضر ہوئے میں انکو ساتھ لے کر بصرہ کو گیا۔ اور اس قوم کو عذر خواہی کی طرف دعوت کیا دلیل و برہان پیش کی اور انکی لغزش و خطا پر اغماض و درگذر کا وعدہ دیا اور عہد خدا اور اپنی بیعت کے توڑنے پر خواستگار توبہ کا ہوا اگر وہ ہمارے ساتھ لڑنے پر مُصر رہے اور اپنے ضلالت پر قائم پس میں نے راہ خدا میں ان پر جہاد کیا انجام یہہ ہوا کہ جو قتل ہونے تھے قتل ہوئے نکث بیعت اور عہد شکنی کے داغ اپنی پیشانیوں پر لیگئے اور باقیوں نے پشت دکھائی۔ پس جو بات قبل جنگ کے میں انسے چاہتا تھا بعد جنگ کے وہ مجھسے اسکی خواستگار ہوئے میں نے انکی درخواست کو قبول اور اپنی تلوار کو میان میں کرلیا اور انکو بخشدیا اور سنت نیک کو انکے درمیان جاری کیا اور عبداللہ بن عباس کو بصرہ پر حاکم مقرر کیا اور عنقریب تمہارے پاس کوفہ کو آنے والا ہوں اپنے سے پہلے زحر بن قیس جعفی کو یہہ خط دے کر بھیجتا ہوں تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہو اس سے دریافت کرو وہ تمکو میرے اور انکے حال سے بخوبی خبر دے گا اور اس سے کہ انہوں نے حق کو رد کیا پس حقتعالی نے ان پر رد کیا در انحالیکہ وہ کراہت کرنیوالے تھے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھا اس خط کو عبید اللہ بن ابی رافع نے ماہ جمادی ۳۶ھ ہجری میں **امام** محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین بعد فتح بصرہ سے کوفہ میں تشریف لائے تو اشراف کوفہ خبر قدوم حضرت سنکر قرظہ بن کعب انصاری کے ساتھ حضرت کے استقبال کو شہر سے نکلے اور متصل نہر نصر بن زیاد پابوس آنحضرت سے مشرف ہوئے۔ لوگ پاس آتے اور آپکو اس فتح عظیم پر مبارک باد دیتے آپ عرق کو پیشانی مبارک سے پونچھتے جاتے تھے قرظہ بن کعب نے عرض کی یا امیر المومنین شکر ہے خدائے عزوجل کا جس نے دوستوںکو عزت بخشی اور دشمنوں کو ذلیل و خوار کیا اور آپکو اس گروہ ظالم باغی و طاغی پر مظفر و منصور فرمایا۔ عبداللہ بن وہب راسبی نے جو آخر کار خارجی ہوا کہا قسم بخدا کہ وہ ظالم اور باغی بلکہ کافر و مشرک ہیں حضرت امیر المومنین نے فرمایا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ جس امر کا تجھکو علم نہیں اسکے کہنے پر کس لئے جرأت کرتا ہے یا ابن سوداء تو نے غلطی کی اگر وہ لوگ مشرک ہوتے تو ہم انکو اسیر ہی میں لیتے انکے اموال کو غنیمت جانتے مناکحت کو انکے ساتھ حلال جانتے اور میراث انمیں جاری کرتے **ابن ابی الحدید** نے کتاب صفین میں نصر بن مزاحم سے نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین کوفہ میں تشریف لائے در انحالیکہ اشراف بصرہ اور اور لوگ آپکے ہمرکاب تھے تو رؤسائے و قرائے کوفہ نے حضرت کا استقبال کیا اور التماس کیا کہ قصر دار الامارہ میں نزول فرمائیں آپنے قبول نہ کیا اور یہ روایت فرمایا اَلْقَصْرُ خَبَالٌ فَلَا تَنْزِلُوْنِیْہِ کہ قصر محل فساد ہے مجھکو وہاں نہ اتارو اور رحبہ میں جو ایک محلہ محلہ ہائے کوفہ سے ہے وہاں فروکش ہوئے بعد ازاں مسجد اعظم میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی اور منبر پر تشریف لیگئے اور حمد و صلوۃ کے بعد مواعظ شافیہ بیان کئے اور اتباع ہوا و ہوس و طول امل سے تخویف و تہدید کیا اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس میں نقل کیا ہے کہ امیر المومنین بارہویں[۱۲] رجب کو بصرہ سے کوفہ میں وارد ہوئے اور اسی روز منبر پر جاکر اول حمد و صلوۃ ادا کی بعد ازاں فرمایا شکر ہے حقتعالی کا کہ اس نے اپنے

۵ خبال کسحاب تباہی و نقصان و ہلاکی و رنج وگرانی و زہر کشندہ و مردار بہ دوزخیان ۱۲ منتہی الارب

دوستونکو منصور اور دشمنوں کو منکوب مخذول فرمایا صادق محق کو عزت دی اور ناکث مُبطل کو ذلیل فرمایا بندگانِ خدا تقویٰ و پرہیزگاری جناب باری کو اختیار کرو اور اہلبیت نبی کے جو بہرحال تابع رضائے مولیٰ ہیں پیرو رہو کہ وہ اطاعت کے لئے اولےٰ ہیں بہ نسبت ان مدعیان طعن زن کے تحقیق کہ لوگوں نے ہمارے ہی فضائل سے افتخار حاصل کیا پھر ہمارے ہی منکر ہیں اور ہمارے حقوق کو ہم سے غصب کرنے پر آمادہ ہیں اور ہم میں دوری ڈالتے ہیں فَذَاقُوا وَبَالَ مَا اجْتَرَمُوا فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا تحقیق کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا عذاب چکھا اور آخرکار وہ غوایت و گمراہی سے ملاقات کریں گے - پس فرمایا آگاہ رہو کہ تم میں سے چند اشخاص ہیں جنہوں نے میری نصرت سے پہلو تہی کی - میں انسے آزردہ ہوں اور ان پر عتاب ہوں تمکو لازم ہے کہ انسے ہجر و دوری اختیار کرو اور انکو وہ کلام سناؤ جس سے وہ راضی نہوں تاکہ تفرقہ کی حالت میں گروہ حق و باطل میں امتیاز رہے پس مالک بن حبیب تمیمی یربوعی حضرت کا سپہ سالار اٹھا اور عرض کی قسم بخدا کہ میرے نزدیک انسے مہاجرت کرنا اور کلام مکروہ انکو سنانا ایک ادنےٰ سی بات ہے اگر امیر المومنینؑ حکم دیں تو ہم انکو قتل کریں - فرمایا اے مالک تو نے حق سے تجاوز کیا اور حد سے گزر گیا اس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ایسے امور میں قدرے ستم روا رکھنا اعدا کے ساتھ رفق و مدارا سے زیادہ تر نافع ہے - حضرت نے فرمایا لیکن حقتعالیٰ اسکے برخلاف فیصلہ کر چکا وہ فرماتا ہے اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ جان کے بدلے جان پھر قدرے ستم کیسا - اور نیز وہ سبحانہ فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا یعنے جو شخص بظلم قتل کیا جائے ہم اسکے ولی کو قدرت دین گے کہ وہ قتل میں اسراف و کمی نہ کریگا پس تحقیق کہ وہ منصور ہوگا **پس** ابو بردہ بن عوف ازدی اٹھا یہ شخص عثمانی تھا جنگ جمل میں حاضر نہوا تھا صفین میں پہنچی ہمرکاب تھا لیکن عزم سُست و نیت ضعیف تھا اس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ طلحہ و زبیر وغیرہ ہمراہیان عائشہ جو قتل ہوئے آپکے نزدیک کس گناہ پر مستوجب قتل ہیں فرمایا انہوں نے میرے شیعہ و عمال کو قتل کیا اور ربیعہ عبدی رحمۃ اللہ علیہ کو مع ایک جماعت مسلمانوں کے ہلاک کیا جنکا اسکے سوا اور کوئی قصور نہ تھا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم تمہاری طرح نکث نہ کریں گے اور غدر و بیوفائی میں داخل نہونگے - بعدہ بوقت جنگ میں نے انسے کہا کہ قاتلان برادران مسلم کو میرے حوالے کرو کہ انسے قصاص لوں پھر کتاب خدا میرے اور تمہارے درمیان حکم ہے انہوں نے اسکو نمانا اور میرے ساتھ جنگ کیا - حالانکہ میری بیعت انکے گردنوں میں اور قریب ایک ہزار مرد کا خون میرے شیعوں کا انکے ذمہ تھا - اس سبب سے مینے انکو قتل کیا اے ابو بردہ کیا تجھکو اس میں شک ہے اس نے کہا پہلے تھا مگر اب انکا خطا وار ہونا ثابت ہوا بلا شبہ آپ راہ صواب پر ہیں - **ابو الکنود** راوی حدیث کہتا ہے کہ ابو بردہ مذکور باوجود صفین میں امیر المومنینؑ کے ساتھ ہونے کے منافق تھا اور پوشیدہ معاویہ کے ساتھ خط و کتابت رکھتا تھا - جب معاویہ بالاستقلال حاکم ہوا اس نے فلوجہ میں کچھ جاگیر اسکو دی اور اسپر مہربان تھا **نصر** بن مزاحم کہتا ہے کہ پھر جو لوگ آپ کی نصرت کرنے میں متوقف ہوئے اور شریک جنگ نہوئے تھے پیش ہوئے امیر المومنینؑ نے انسے دریافت کیا کہ کیا باعث ہوا کہ تم نے میری نصرت نہ کی حالانکہ تم میں سے ہر ایک اپنی اپنی قوم کا سردار ہے - قسم بخدا کہ اگر یہ امر ضعف نیت اور قلت بصیرت سے ہوا ہے تو تم ہالک ہوئے اور جو میرے فضائل میں شک تھا - اور میرے دشمن کی اعانت کا ارادہ رکھتے تھے تو تم صریح میرے دشمن ہو - انہوں نے کہا حاشا للہ یا امیر المومنینؑ ہم آپکے دوست ہیں اور آپکے اعدا کے دشمن اور بہت عذر بیان کئے - نصر کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ داخل کوفہ ہو کر نماز پوری پوری پڑھی بہ نیت قصر ادا نہیں فرمائی

نصب کردن امیر المومنینؑ عمال خود را بر ممالک

منقول ہے کہ کوفہ پہنچکر امیر المومنینؑ نے بتفصیل ذیل عاملوں کو نصب فرمایا - یزید بن قیس ارحبی کو مدائن میں مقرر کیا اور شہر جوخا کو جو مابین حالقین و خوزستان کے ہے اسکے لئے اضافہ کیا اور مخنف بن سلیم کو حکومت ہمدان و اصفہان کے لئے روانہ کیا - اور قرظہ بن کعب انصاری کو بہقباذ اسفل پر اور قدامہ بن مظعون ازدی کو کسکر پر اور عدی بن حاتم طائی کو شہر بہرسیر اور

؎ نواحی بغداد میں تین شہر معروف تھے بہقباذ اعلےٰ بہقباذ اوسط و بہقباذ اسفل ۱۲

اُسکے مضافات پر اور ابوحسان بکری کو اُستان عالی پر اور سعد بن مسعود ثقفی کو استان ردابی پر اور ربعی بن کاس تیمی کو جو اپنے مان کاس کی نسبت سے مشہور ہے سجستان پر مقرر
فرمایا اور سجستان معرب سیستان ایک مشہور معروف مقام ہے جو دس منزل جانب جنوب ہرات کے واقع ہے اور خلید کو حکومت خراسان پر۔ نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ خلید مذکور داخل
خراسان ہوا تو اُس نے سُنا کہ شاہ عجم سابق کی اولاد سے جو لوگ کابل میں پناہ گزین تھے اُنہیں سے بعض اپنے صحابہ کے ساتھ نیشاپور میں آئی۔ نیشاپوریون نے مرتد ہو کر اُنکی اطاعت
قبول کی۔ بنابرآن خلید نے فوج لے کر نیشاپور پر چڑھائی کی۔ اور شہر کا محاصرہ کرکے اُسکو فتح کیا۔ اور اسیران و اموال غنیمت کو مع دختران کسریٰ کے جو لڑائی میں حاضر تھیں
امان دیکر مژدہ فتح کے ساتھ امیر المومنین کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہہ لڑکیاں حضرت کے سامنے حاضر ہوئیں تو فرمایا تم چاہو تو تمہارا نکاح کسی کے ساتھ کر دون۔ اُنہون نے کہا
بجز تمہارے فرزندون کے ہمارا کوئی کفو نہیں۔ آپنے فرمایا انکو اختیار ہے جہان چاہو چلی جاؤ۔ ترسا حاضر حضرت تھا عرض کی یا امیر المومنین میرے اور اُنکے درمیان قرابت ہے
اگر یہہ مجھکو عنایت ہوں تو حضرت کی کرم گستری سے بعید نہیں حضرت نے وہ لڑکیاں ترسا کو بخشدیں۔ وہ اُنکو اپنے گھر لے گیا۔ لباس شاہانہ پہناتا اور ظروف طلا و نقرہ میں
اُنکو کھانا کھلاتا اور دیبا و حریر اُنکے نیچے فرش کرتا۔ دیگر عاملان امیر المومنین سے شنسب بن حرنک شاہ غور ہے۔ غور ایک کوہستانی مقام ہے درمیان ہرات و غزنی کے۔ یہہ شنسب
عثمان کے وقت سے غور میں حکومت کرتا تھا امیر المومنین نے اُسکو خط لکھا تو اُس نے اطاعت قبول کی اور اہل غور سے آنحضرت کے لیے بیعت لی مگر تاریخ فرشتہ میں ہے
کہ شنسب مذکور امیر المومنین کے دست حق پرست پر ایمان لایا اور آپنے اُسکو حکومت غور عطا کی۔ صاحب ناسخ التواریخ نے نقل کیا ہے کہ اہل غور نامہ امیر المومنین کو جو آپنے
شنسب کو لکھا فخریہ اپنے خزائن میں محفوظ رکھتے تھے۔ بہرام شاہ بن مسعود بن سلطان محمود کے زمانے تک وہ خط اُنکے پاس موجود تھا اور جب یزید بن معاویہ بادشاہ ہوا اور
حکم کیا کہ اہلبیت رسالت کو منبرون پر سب و شتم کیا جاوے تو اہل غور نے اُس ملعون کی اس مقدمہ میں اطاعت نہیں کی۔ اور اس نافرمانی میں شہرۂ آفاق ہوئے۔ **مؤلف**
کہتا ہے کہ یہہ غور وہی مقام ہے کہ جسکے بادشاہون نے ہندوستان میں بھی عرصہ دراز تک سلطنت کی تھی بلکہ سلطنت اسلامیہ ہندوستان کے بانی یہی اہل غور میں
اول سلطان شہاب الدین معروف بہ محمد غوری برادر سلطان غیاث الدین غوری نے ۵۸۸ھ ہجری میں پرتھی راج راجۂ دہلی کو شکست دیکر مملکت ہند کو تسخیر کیا پھر اسکے بعد
دیگرے قریب سو برس کے اُنہیں سے بادشاہ ہند ہوتے رہے۔ بالآخر ۶۸۹ھ ہجری میں سلطان کیقباد پر اس خاندان کا خاتمہ ہوا اور حکومت ہند خلجیون کے گھرانے میں آئی
دیگر عاملان امیر المومنین سے قیس بن سعد بن عبادہ انصاری ہے جسکو حکومت مصر عطا ہوئی۔ اور مفصل حکایات ملک مصر ایک علیحدہ باب میں مذکور ہونگے انشاء اللہ
دیگر مالک بن حارث الاشتر النخعی موصل نصیبین۔ دارا۔ سنجار۔ آمد۔ ہیت۔ عانات وغیرہ پر بلاد جزیرۃ العرب سے حاکم مقرر ہوئے۔ بعض مقامات جزیرہ سے مثل حرّان
رقہ قرقیسیا کے معاویہ کے قبضہ میں تھے جو وقت امیر المومنین جنگ جمل میں مصروف تھے وہانکے باشندون نے معاویہ سے بیعت کر لی تھی۔ اور ضحاک بن قیس فہری
اُسکی طرف سے حاکم مقرر ہو کر حرّان میں آ گیا تھا۔ چنانچہ جو عثمانی کوفہ و بصرہ سے فرار ہوئے تھے وہ بھی اُسکی ظل حمایت میں بمقام حرّان بسر کرتے تھے بنابرآن اشتر نے کوفہ
سے کچھ لشکر ہمراہ لیکر اول حرّان کا عزم کیا۔ ضحاک نے یہہ سُنا تو رقّہ سے امداد طلب کی۔ اہل رقّہ نے ایک سپاہ معقول بسر کردگی سماک بن مخرمہ ضحاک کے پاس بھیجی ضحاک
لشکر حرّان و رقّہ سے مستظہر ہو کر باہر نکلا اور بمقام مرج مرینا پر اشتر سے ملاقات ہوئی۔ طرفین سے صف بندی ہو کر لڑائی شروع ہوئی۔ طلوع صبح سے غروب آفتاب تک
مشغول کارزار رہے۔ آخر ضحاک میں تاب مقاومت باقی نہ رہی رات ہوئی تو تاریکی شب کو غنیمت جانکر حرّان کیطرف فرار کیا۔ مالک اشتر تعاقب کنان حرّان
میں پہنچے اور شہر کا محاصرہ کیا۔ معاویہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو عبد الرحمن بن خالد ولید کو ایک لشکر گران شام سے دیکر ضحاک کی نصرت کے لیے روانہ کیا۔ مالک کو فکر
ہوئی کہ مبادا ضحاک و عبد الرحمن باہم ملکر قوی پشت ہو جائیں۔ اسلیے محاصرہ کو ترک کرکے مثل شیر گرسنہ عبد الرحمن کیطرف روانہ ہوئے بمقام رقّہ پر تلاقی طرفین واقع

ہوئے مالک نے وہ حملہ ہائے مردانہ و جنگہائے دلیرانہ کئے کہ داستان رستم و اسفندیار دلوں سے محو ہو گئی دشمن کا جی چھوٹ گیا۔ باوجود جمعیت کثیر کے بھاگ گئے اشتر نے تھوڑی
دور تعاقب کیا۔ اور بہت سے بھگوڑوں کو شکار شمشیر و تلوار فرمایا۔ واپس لوٹے تو اہل رقہ کو شکنجہ حصار میں دیکر ضحاک کی مدد کرنیکا مزہ چکھایا یہہ دیکھ کر ضحاک کو کچھ غیرت سی آئی
اور ادہر اُدہر سے کچھ آدمی جمع لاکر مقابل ہوا مگر کشود کار نہوا اشتر نے مارے تلواروں کے مخالفین کا ستھراؤ کر دیا ضحاک پیٹھ دکھا کر اس طرح بھاگا کہ پھر معاویہ ہی کے پاس پہنچکر دم لیا
اشتر نے گشت کرکے تمام جزیرہ کو مسخر کر لیا جس نے بیعت امیر المومنین سے انکار کیا وہی قتل ہوا۔ پھر تمام ماجرے تحریر کرکے حضرت امیر خیبر گیر کی خدمت میں روانہ کیا **نصر** بن مزاحم
مورخ صفین نے محمد بن عبید اللہ جرجانی سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے عمال اطراف و اکناف کو خطوط تحریر کئے تو ایک خط جریر بن عبد اللہ بجلی کو بھی لکھا جو کہ عثمان کے
زمانہ سے ثغر ہمدان پر حاکم تھا۔ اور زحر بن قیس جعفی کے ہاتھ روانہ کیا۔ جب جریر نے اس خط کو پڑھا تو کھڑا ہوا اور کہا ایہا الناس یہہ خط امیر المومنین علی بن ابی طالب کا ہے اور وہ
باعتبار دنیا و دین ماسوں کے امین ہیں۔ الحمد للہ کہ اُنہوں نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی۔ تحقیق کہ سابقین اولین مہاجرین و انصار نے۔ و تابعین بالاحسان اُسکے ساتھ بیعت کی ہے
اگر امر خلافت شوریٰ میں قرار پاتا تب بھی وہ جناب سب سے اولیٰ و افضل تھے۔ آگاہ رہو کہ تفرقہ میں ہلاکت و فنا ہے اور اتفاق میں راحت و بقا۔ علی وہ شخص ہیں کہ تمکو طریق
حق پر چلائیں گے جب تک تم مستقیم رہوگے اور جو تم کسی طرف میل کروگے تو وہ تمکو استوار کرنیوالے ہیں یہہ سنکر لوگوں نے کہا رَضِینَا رَضِینَا ہم راضی ہیں راضی ہیں۔ پھر زحر
بن قیس رسول امیر المومنین نے کھڑے ہو کر خطبہ بلیغ ادا کیا اور طلحہ زبیر کا نقض بیعت کرکے مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرنا اور امیر المومنین کو شہر بشہر لئے پھرنا اور دین بعد انکے لشکر کو
پہنچانا مفصل بیان کیا۔ بعد اس گفت و شنید کے جریر نے کوفہ کا تہیہ کیا اور شرف دست بوسی نفس رسول سے مشرف ہوا۔ اسیطرح پر حضرت نے ایک نامہ اشعث بن قیس کے
پاس زیاد بن مرحب کے ہاتھ روانہ کیا۔ اشعث مذکور عثمان کے وقت سے ملک آذربائیجان میں حکومت کرتا تھا اور خود رؤسائے یمن سے تھا۔ اور دختر ابو قحافہ خواہر ابوبکر
اُسکے عقد نکاح میں تھی اور اسکی لڑکی عمر بن عثمان خلیفہ ثالث کے بیٹے سے منسوب تھی۔ امیر المومنین نے اُسکو لکھا **اما بعد** یہہ امر یعنی حکومت آذربائیجان تیرے واسطے
کوئی وظیفہ و طعمہ نہیں بلکہ ایک امانت خدا ہے کہ تیرے تفویض میں ہے تحقیق کہ تیری طرف اموال خدا سے کسیقدر مال ہے تو اُسکا ضامن و ذمہ دار ہے جبتک میرے سپرد نکرے
اور شاید میں تیرے لئے والئے بد نہونگا اگر تو ہموار رہا۔ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اس خط کو اشعث نے پڑھا بعد ازان زیاد بن مرحب ایلچی خط نے کھڑے ہو کر خطبہ ادا کیا
اور اہل آذربائیجان کو طلحہ و زبیر وغیرہ کے انجام کار سے مفصل خبر دی پس ازان اشعث ممبر پر گیا۔ اور بعد حمد و ثنائے الٰہی کہا ایہا الناس امیر المومنین عثمان نے مجھکو حاکم
آذربائیجان مقرر کیا تھا میں بدستور زمان روا تھا۔ کہ اُس نے وفات پائی اب مسلمانوں نے علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی ہم اُسکے مطیع و منقاد ہیں **طلحہ زبیر** کا
انجام جو کچھہ ہوا تمکو معلوم ہے میں ہرچند اُس معرکہ میں شریک نہ تھا۔ مگر علی کی حقانیت کا یقین واثق رکھتا ہوں۔ پھر گھر آیا اور اپنے مصاحب و اقربا کو جمع کرکے۔ کہا کہ میں
علی کے خط سے متوحش ہوں وہ آذربائیجان کا مال مجھ سے ضرور وصول کریں گے میری رائے یہہ ہے کہ شام میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں اُنہوں نے متفق الکلام کہا کہ جانا
اس سے بہتر ہے کہ تو اپنا وطن و اہل وطن چھوڑ کر شامیوں کے ساتھ ہو اشعث کو کچھہ شرم آئی اور کوفہ کو روانہ ہوا **سابق** ازین مذکور ہوا کہ احنف بن قیس باجازت امیر المومنین
جنگ جمل میں حاضر نہوا تھا۔ اور قبیلہ بنی تمیم بصرہ کو ساتھ لیکر علیحدہ ہو گیا۔ بعد اختتام جنگ امیر المومنین کوفہ میں تشریف لائے تو احنف و جاریہ بن قدامہ و حارثہ بن بدر
و زید بن جبلہ و اعین بن ضبیعہ وغیرہ رؤسائے و شرفائے بنی تمیم۔ حاضر درگاہ ہوئے از انجملہ احنف جاریہ و حارثہ کلام کیلئے کھڑے ہوئے احنف نے عرض کی۔ یا امیر المومنین
اگر قبیلہ سعد بن زید نے بروز جمل آپکی نصرت نہیں کی تو آپکے دشمن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اور یہہ لغزش اُنسے اسلئے سرزد ہوئی کہ طلحہ زبیر کے مفاسد میں وہ شک رکھتے تھے
اب معاویہ کے باب میں اُنکو کچھہ شبہہ نہیں اسکے تمام کام کو باطل جانتے ہیں وہ لوگ بصرہ میں ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم خطوط لکھکر اُنکو یہاں طلب کریں کہ تلافی مافات

عمل میں لائیں امیر المومنین نے جاریہ کیطرف جو احنف کے بعد رئیس قوم تھا اور جاریہ کیطرف کہ انکا شاعر و خطیب تھا نگاہ کی - اُنہوں نے احنف کے قول پر اپنی رضامندی ظاہر کی - آپنے احنف کو اس امر کی اجازت دی پس احنف نے ایک خط اُن لوگوں کو لکھا اور معاویہ بن صعصعہ برادرزادہ احنف نے کچھ اشعار اُنکو بھیجے جب یہہ اشعار و خط بصرہ پہنچے تو وہ لوگ بے تامل متوجہ درگاہ ولایت پناہ ہوئے اور کوفہ پہنچکر شرف بیعت جناب مرتضوی حاصل کیا - بعد ازاں قبیلہ ربیعہ حاضر خدمت ہوا -

بیان ظہور مخالفت معاویہ بن ابوسفیان

معاویہ عمر بن الخطاب کے زمانہ میں بجائے یزید بن ابوسفیان اپنے بھائی کے حاکم شام مقرر ہوا اور عہد خلافت عثمان بن عفان میں اپنے کام پر بحال رہا - عمر اُسکو کسریٰ عرب کہتا تھا اور بہتیری ایسی باتیں اُسکے کانوں میں ڈالتا جس سے حوصلہ بڑہے اور ثانی الحال وہ بھی خلافت کا دعوی دار بنے - چنانچہ جب وقت ابولؤلؤ نے اُسپر ضربت لگائی تو مہاجرین و انصار کو جمع کرکے خطاب کیا اے صحاب محمد امر خلافت کو میرے بعد سلوک و اتفاق سے طے کرنا اگر اسمیں اختلاف کروگے تو مجھکو اندیشہ ہے کہ معاویہ و عمرو عاص اُسپر تسلط پائیں - بظاہر اس کلمہ سے اسلام کی خیر خواہی معلوم ہوتی ہے اور غرض اصلی یہہ ہے کہ اگر عثمان علی کے سامنے مقاومت نہ کرسکے اور امر خلافت امیر المومنین کے لئے اُستوار ہوجائے تو اُسوقت یہہ کلمہ بہت بکار آمد ہوگا معاویہ شام پر اور ابن عاص مصر پر حکومت کرتے ہیں - یہہ دونو انکے خلافت پر راضی نہونگے اور اپنے اپنے مقبوضہ ملکوں کو دبا بیٹھیں گے اسطرح سے امر خلافت حقہ میں خلل آئیگا پس درحقیقت اس کلمہ سے انکو ترغیب دینا اور جرأت دلانا منظور تھا - چنانچہ اُسکا اثر بعد قتل عثمان امیر المومنین کے عہد میں بخوبی ظاہر ہوگیا - علاوہ بریں خود معاویہ کو ذات بابرکات امیر المومنین سے جو عداوت تھی محتاج بیان نہیں اُسکا کل خاندان تقریباً تیغ سطوت حیدر کرار سے ایذا اُٹھا چکا تھا - کچھ تو معرکوں میں قتل ہوئے اور باقی کو اُنکے خوف سے اپنا آبائی دین چھوڑکر جبراً قہراً مسلمان ہونا پڑا - صرف بروز بدر اُسکا بھائی حنظلہ بن ابوسفیان عتبہ پدر ہندہ اکلۃ الاکباد اُسکا نانا اور ولید بن عتبہ اُسکا ماموں امیر المومنین کے ہاتھ سے فی النار ہوئے اُن وجوہ سے حضرت کی عداوت اُسکے گوشت پوست بلکہ رگ و ریشہ میں سرایت کرچکی تھی اُنکی خلافت پر وہ کاہے کو راضی ہونے لگا تھا بنابریں وہ جناب اوّل مدینہ سے اُسکی سرکوبی کے لئے شام کا قصد رکھتے تھے کہ یکسنا گاہ طلحہ زبیر کا فتنہ برپا ہوگیا - مجبوراً عنان عزیمت بسمت بصرہ منعطف فرمائی جیسا کہ قبل ازیں مشرح بیان ہوا - اب جبکہ مہم بصرہ باحسن الوجوہ انصرام پاچکی اور زمین کوفہ قرار گاہ عساکر نصرت مآثر ہوئی تو پھر معاویہ کا قضیہ درپیش ہوا آپنے صحاب کو جمع کیا - اور فرمایا تحقیق کہ معاویہ نے اہل شام کو فریب دیا ہے کہ قاتل عثمان میں ہوں اور جریرہ پر لشکر بھیجکر مالک اشتر کے ساتھ جنگ کرایا اب مجھ سے لڑنے کی تیاری کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اُسکو ایک خط لکھوں اور مضامین پند و نصائح اُسمیں درج کروں - شاید کہ ورطہ ضلالت سے نجات پائے اور اطاعت قبول کرے - تمہاری اسمیں کیا رائے ہے سب نے کہا اس سے بہتر کوئی رائے نہیں جو امیر المومنین نے بیان فرمایا - اور ہم ہر حال تابع فرمان ہیں - آپکی اطاعت کو ایسا ہی فرض و لازم جانتے ہیں جیسا کہ حضرت رسولخدا کی پس امیر المومنین نے ایک خط متضمن اندرز و پند تحریر فرماکر حجاج بن غزیہ انصاری کے ہاتھہ روانہ کیا حجاج خط کو لیکر شام میں پہنچا - اور معاویہ کو دیا اور زبانی بھی اس طرح پر اُسکو فہمائش کی - اے معاویہ عثمان نے اپنی حیات میں ہر چند تجھ سے استغاثہ کیا اور امداد و اعانت چاہی - تونے مطلق اُسکا خیال نہ کیا اور اپنے مقام سے نہ ہلا - جب وہ قتل ہوگیا تو دفعۃً تیری حالت بدل گئی اب تو اُسکا سوگوار اور اُسکے خون کا دعوی دار بنا ہے - تجھکو ایسی حرکات سے شرم نہیں آتی - معاویہ کو بمقتضائے اَلْحَقُّ مُرٌّ یہہ کلمات بہت تلخ و ناگوار معلوم ہوئے - اور غضبناک ہوکر حجاج سے کہا تو اسیوقت یہاں سے چلا جا - اس خط کا جواب تجھکو نہ دونگا بلکہ کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے سے روانہ کردونگا - حجاج مجبور واپس ہوا اور معاویہ نے ایک کورے کاغذ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر لفافہ میں بند کیا اور سرنامہ لکھکر ایک مرد کو بنی عبس سے کہ تند خوئی اور درشت کلامی میں ضرب المثل تھا - حوالہ کیا اور سمجھا دیا کہ حتی المقدور زبانی بھی حجاج کی زبان درازی کی مکافات کرے - یہہ مرد عبسی کوفہ پہنچکر محفل خلد منزل

امیر المومنین میں داخل ہوا اور پکار کر کہا ایہا الناس میں معاویہ کا قاصد ہوں علی کے پاس اُسکا خط لایا ہوں تمکو معلوم ہو کہ شام میں پچاس ہزار مرد مسلح موجود ہیں اور ہر روز عثمان کے پیراہن خون آلودہ پر جمع ہوتے ہیں اور ہائے ہائے کرکے روتے ہیں اور باہم عہد کیا ہے کہ جبتک اُسکے قاتلوں کو چُن چُن کر قتل نہ کرلیں آسائش و آرام کو اپنے اوپر حرام جانیں باپ بیٹوں کو اس بات کی وصیت کرتے ہیں اور مائیں بچوں کو یہی سمجھاتی ہیں تبسے اس عقیدے پر جمے ہوئے ہیں اور بچے اسپر نشو و نما پاتے ہیں - امیر المومنین نے فرمایا اُسکا قاتل کسکو گمان کرتے ہیں عبسی نے کہا آپکو یہیں شک نہیں کہ تو نے اُسکو قتل کیا ہے فرمایا وائے ہو تجھ پر کس دلیل و حجت سے مجھ پر یہ تہمت رکھتے ہیں اُسوقت صلہ بن زفر عبسی یا حذیفہ بن الیمان اُٹھا اور کہا پسر ابوسفیان نے کیسا نامعقول قاصد بھیجا ہے کیا بیہودہ باتیں کرتا ہے اور اُس عبسی سے کہا خاموش رہ تو کسقدر بیحیا ہے کہ مالک ذو الفقار اور جماعت مہاجر و انصار کو تخویف کرتا ہے - اگر کچھ حمقائے عثمان کے پیرہن پر جمع ہیں تو کیا ہوا نہ وہ پیرہن پیرہن یوسف ہے نہ وہ گریہ گریہ یعقوب اب کیوں روتے ہیں کل جب وہ مقید و محصور تھا - اور آب و دانہ اُسپر بند تھا اُسوقت کہاں گئے تھے کسلئے یہ حال بیٹھے ہوئے دیکھا کئے کیوں اُسکی مدد نہ کی جو وقت حمایت و امداد کا تھا اُسوقت تو خاموش رہے اب عورات کی طرح مشغول گریہ و بکا ہیں پس چند کس صحابہ اُٹھے اور اُس عبسی خبث گفتار کو قتل کرنا چاہا - مگر امیر المومنین نے منع کیا اور فرمایا قاصد کا قتل کرنا روا نہیں اُسکے پاس سے خط لیلو - لوگوں نے اُسکا خط لیلیا اور حضرت کے پاس لائے امیر المومنین نے اُسکو کھولا تو بجز بسم اللہ اُسمیں کچھ تحریر نہ تھا فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ معلوم ہوا کہ پسر ابوسفیان کبھی اطاعت قبول نہ کریگا اور وہ بے لڑے بھڑے باز نہ رہیگا اُسوقت یہہ مرد عبسی اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین حقتعالی اہل شام کو جزائے بد دے اُن مفتریوں نے اس قدر عیوب و نقائص حضرت کی نسبت بیان کئے تھے کہ میں روئے زمین پر آپسے زیادہ کسیکو دشمن نہ رکھتا تھا اب جو بچشم خود جمال باکمال کو دیکھا اور محاسن اوصاف و مکارم اخلاق اُس یگانہ آفاق کے معائنہ کئے تو دنیا میں کوئی تجسے آپسے زیادہ مجھکو محبوب نہیں تحقیق ہوگیا - کہ جملہ امور آپکے حق و صدق ہیں - اور معاویہ و اہل شام بالتمام راہ خطا و بطلان پر ہیں - اب یہہ عاصی ملازم درگاہ ہے تا دم مرگ اِن قدموں سے جدا نہ ہوگا پھر چند اشعار مشتمل بر ذم و تہجین معاویہ و مدح و ثنائے حضرت علیہ علویہ تصنیف کرکے شام کو بھیجدے معاویہ کو یہہ معلوم ہوا تو بہت دلگیر ہوا کہا افسوس میں نے اُس مرد عبسی کو کیوں بھیجا وہ یہاں کے تمام حالات سے باخبر ہے - علی کو سب مطلع کریگا نصر کہتا ہے کہ قبیلہ بنی طے میں ایک مرد حفاف بن عبد اللہ زبان آور اور اپنے قوم و قبیلہ میں صاحب امتیاز شخص تھا اُس نے اپنے ابن عم حابس بن سعید سے ملنے کیلئے جو معاویہ کے پاس تھا شام کا قصد کیا - عدی بن حاتم نے امیر المومنین سے اُسکو پروانگی دلوادی حفاف شام میں پہنچکر اپنے بھائی سے ملا اور اُسکے ساتھ معاویہ کی مجلس میں داخل ہوا معاویہ اُسکے ساتھ باتیں کرتا اور مختلف حالات اُس سے پوچھتا تھا تا اینکہ نوبت قتل عثمان پر آئی - حفاف نے کہا اُسکو مکشوح اور اشتر نخعی اور عمر بن حمق نے محصور کیا طلحہ زبیر اُسکے قتل میں بہت ساعی تھے - علی بن ابیطالب علیہ السلام تمام سے زیادہ اس قضیہ سے بری اور علیحدہ ہیں - معاویہ نے کہا پھر کیا ہوا کہا پھر لوگ اُس جناب پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے پروانے شمع پر بیعت کے وقت اہل مدینہ کی یہہ کثرت تھی کہ نعل مبارک ٹوٹ گئی اور ردائے دوش اطہر سے نیچے گر گئی ضعیف پیروں میں روندے گئے بعد چندے بصرہ کا عزم کیا تو مہاجر و انصار غاشیہ بردوش ساتھ ساتھ تھے الّا سعد وقاص و عبد اللہ بن عمر و محمد بن مسلمہ - آپنے اُن پر اکراہ نہ کیا - جب جبل طے کی برابر آئے تو قبیلہ طے فوج فوج حضرت کی خدمت کےلئے حاضر ہوئی - کوفہ کیطرف توجہ فرمائی تو نو ہزار سوار و پیادہ جان دینے کو آمادہ وہاں سے نکلکر دست بوس سے مشرف ہوئے بصرہ پہنچے تو جنگ جمل باوجود تیس ہزار کی جمعیت کے بات کی بات میں فتح ہوگیا وہاں سے فارغ ہوکر کوفہ کو مراجعت کی اُسوقت عجب کیفیت تھی - اہل کوفہ شوق دیدار ہمایون میں اُمنڈے آئے تھے پیران سالخوردہ و اطفال خوردسال سُن شعور کے ذو الجلال کے استقبال کو نکلے - نوعروسوں نے اس خوشی میں حجلوں کو چھوڑ دیا اور شیر خوار بچوں نے اس شوق میں آغوش مادر سے کنارہ کیا - پھر حسن اشتیاق

ساتھ ان لوگون نے بیعت کی ہے۔ اسکا بیان نہین ہوسکتا اب سوائے شام کے انکو دوسری فکر نہین معاویہ یہہ لسانی اور جریر بزبانی جفاف کی دیکھکر حیران رہ گیا اور
مالبن سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تیرا بھائی علی کے جاسوسون سے ہے اسکو جلد یہان سے نکال۔ اگر چندے یہان رہا تو شام کو ہم پر تباہ و خراب کر دیگا۔ پھر نصر بن مزاحم
روایت کرتا ہے کہ امیر المومنین نے قصد کیا کہ معاویہ کے پاس ایک خط بھیجین جریر بن عبداللہ بجلی کہ تازہ ہمدان سے وارد ہوا تھا حاضر درگاہ تھا عرض کی یا امیر المومنین
یہہ خط مجھکو دیجئے کہ مین معاویہ کو حکومت شام سے دست بردار ہونے اور آپکے امر امین داخل ہونیکی طرف دعوت کرونگا اور اہل شام کو کہونگا کہ آپ کی اطاعت قبول کرین
چونکہ وہ سب میرے ہم قوم و ہم وطن ہین امید کامل ہے کہ میرے امر سے انحراف نہ کرینگے مالک اشتر جریر کیطرف سے مشتبہ تھے عرض کی یا امیر المومنین جریر کو وہان
نہ بھیجین یہہ اہل شام کے ساتھ سازش رکھتا ہے فرمایا دَعْهُ حَتّٰی نَنْظُرَ مَا یَرْجِعُ بِہٖ اِلَیْنَا اسکو جانے دے کہ ہم کو معلوم ہو کہ کیا جواب لاتا ہے اور جریر سے کہا مجھکو معلوم ہے
کہ میرے پاس اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے بہت سے اشخاص صاحب فہم و فراست و دین و دیانت موجود ہین تجھکو اسلئے ان سب مین اختیار کرتا ہون کہ آنحضرت نے
تجھکو بہترین اہل یمن فرمایا ہے۔ میرا یہہ خط معاویہ کے پاس لیجا اور اس سے کہہ کہ عام مسلمان تجھے خلافت کیواسطے پسند نہیں کرتے القصّہ جریر وہان سے روانہ ہو کر
شام مین پہنچا اور معاویہ سے کہا کہ اے معاویہ تیرے ابن عم علی بن ابیطالب پر اہل حرمین۔ حجاز۔ عراق۔ یمن۔ مصر۔ عمان۔ و بحرین۔ و یمامہ سبنے اتفاق کیا ہے اور بجز ان
چند قلعون کے جن پر تو متصرف ہے انکا کوئی مخالف و منازع باقی نہین رہا۔ اگر کوئی سیل ان وادیون سے اس طرف آگئی تو یہہ سب غرقاب ہو جائینگے۔ مین تیرے پاس
اسلئے آیا ہون کہ تجھے طریق ہدایت و رشاد یعنی بیعت امیر المومنین کی طرف دعوت کرون یہہ خط امیر المومنین کا ہے اسکا جواب سوچ سمجھکر دے۔ معاویہ نے خط کو لیکر
پڑھا اسمین تحریر تھا **اما بعد** اے معاویہ میری بیعت مدینہ مین تجھ پر لازم ہو چکی جبکہ تو شام مین تھا کس لئے کہ میرے ساتھ ان لوگون نے بیعت کی جنھون نے ابوبکر
عمر عثمان کے ساتھ کی تھی۔ اب نہ حاضرین کو اختیار ہے کہ کسی اور کو اس کام کے لئے انتخاب کرین اور نہ غائبین مجاز ہین۔ کہ اس عمل در آمد کو رد کرین۔ آگاہ رہ کہ منصب شوریٰ
صرف مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔ وہ اتفاق کر کے جسکے ساتھ بیعت کرین وہی امام برحق ہے اور رضاء الٰہی اسی سے والبتہ پھر اگر کوئی اسکے خلاف کرنا چاہے۔ تو سب کو
لازم ہے۔ کہ اس سے لڑائی کرین یہانتک کہ اسکو طریق مستقیم اطاعت کیطرف پھیر لائیں اور طلحہ زبیر نے میرے ساتھ بیعت کی پھر اسکو توڑکر مرتد ہو گئے اسلئے مینے
ان پر جہاد کیا حتےٰ کہ حق الامر ظاہر و آشکار ہو گیا ہر چند وہ اس سے کراہت رکھتے تھے۔ اب تجھکو چاہیئے کہ اس امر مین داخل ہو جسمین اور مسلمان داخل ہو چکے تحقیق کہ
مجھکو تیرے لئے عافیت پسندیدہ تر ہے اگر تو نے خود بلا سے تعرض کیا تو مین تیرے ساتھ جنگ کرونگا اور حقتعالیٰ سے خواستگار اعانت ہونگا۔ دیگر یہہ کہ تو قاتلان عثمان
کا بہت تذکرہ کرتا ہے پس اول اور مسلمانون کی طرح میری بیعت مین داخل ہو پھر اس معاملہ مین داورے چاہ تا کہ مین فریقین کے درمیان موافق کتاب خدا عمل کرون
اور یہہ بات کہ انکو تیرے سپرد کر دون ایسی ہے جس سے بچون کو فریب دے سکتے ہین بخدا سوگند اے معاویہ اگر تو بچشم انصاف و عقل معائنہ کریگا اور سوائے نفسانی
و تسویلات شیطانی کو اسمین دخل نہ دیگا۔ تو تجھ پر کھل جائیگا کہ مین تمام قریش سے زیادہ خون عثمان سے بری الذمہ ہون اور تجھکو معلوم ہو کہ تو طلقائے مکہ سے ہے جنکو
حکومت و خلافت حلال نہین نہ شوریٰ مین داخل ہونیکا منصب انکو حاصل ہے مین تیرے اور تیرے ہمراہیون کے پاس جریر بن عبداللہ کو بھیجتا ہون جو اہل ایمان و ہجرت
سے ہے اسکے ساتھ بیعت کرو وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ٭ جب معاویہ خط کو پڑھ چکا تو جریر پھر اٹھا اور بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا۔ ایہا النّاس عثمان کے مقدمہ
مین حاضرین کی عقلین فیصلہ نہین کر سکتین چہ جائے کہ جو لوگ وہان موجود نہ تھے علی کے ساتھ بیعت عامہ ہو چکی طلحہ زبیر اسمین شامل تھے۔ گو بعد مین بلا کسی حدث کے
انہون نے عہد شکنی کی۔ اور اسکی سزا پائی آگاہ رہو کہ یہہ دین فتنہ و فساد کا متحمل نہین اور عرب مین صدمہ شمشیر کی طاقت باقی نہین رہی۔ کل کی بات ہے کہ بصرہ پر کیا

مصیبت عظیم نازل ہوئی۔ اگر ایسا معاملہ دوبارہ پیش آیا تو خلقت تباہ و برباد ہو جائیگی ہم بخدا اگر ہمارے کاروبار ہمارے قبضۂ اقتدار مین بھی ہوتے تب بھی ہم بجز علیؑ کے کسی کو اس کام کے لئے اختیار نہ کرتے چہ جائیکہ اب یہہ معاملہ طے ہو چکا اور کسیکو چون و چرا کرنے کی ہمین مجال نہین ہی - اب جو اسکے برخلاف کریگا اُس سے بلا شک مواخذہ کیا جائیگا - پس اے معاویہ تجھکو لازم ہے کہ اپنے مسلمان بھائیون کی موافقت کرے اور جس امر مین کہ وہ داخل ہو چکے داخل ہو اور تیرا یہہ کہنا کہ مجھے عثمان نے حکومت شام عطا کی پھر معزول نہین کیا معقول نہین کیونکہ حق تعالی نے فرض نہین کیا کہ والیانِ لاحق سابقین کی جملہ امور مین پیروی کرین اس قسم کے امور ایک دوسرے سے منسوخ ہوا کرتے ہین امیر المومنین پر لازم نہین کہ عثمان کی تقلید کرین اور تجھے حکومت شام سے معزول نہ فرماوین جب خطبہ تمام ہوا تو معاویہ نے کہا کہ اے جریر مین اہل شام کی رائے اس بارہ مین دریافت کرتا ہون تو توقف کر اور منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے کہ لوگ مجتمع ہون اور خود منبر پر گیا اور کہا ایہا النّاس تمہین معلوم ہے کہ مین امیر المومنین عُمر بن الخطّاب اور عثمان بن عفان کی طرف سے تم پر زبان روا ہون تم مین سے کسی شخص کی حق تلفی کا کبھی روادار نہین ہوا - عثمان مظلوم شہید ہوا اور مین اُسکے خون کا ولی و وارث ہون خدا تعالی فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا اب مین چاہتا ہون کہ تم اپنے دلی ارادہ سے اس امر مین آگاہ کرو یہہ سنکر تمام حاضرین اُٹھے اور طلب خونِ عثمان پر بیعت کی اور عہد وثیق کیا کہ اپنی جان و مال اس امر مین دریغ نہ کرینگے یہانتک کہ یا تو اُسکے خون کا عوض لین یا خود ہلاک ہون۔

راوی کہتا ہے کہ شام ہوئی تو معاویہ اسی فکر مین غمگین تھا جریر نے پھر بیعت پر ترغیب دلائی اُس نے کہا اے جریر یہہ کام جلدی کا نہین اسمین انجام پر نظر ڈالنا درکار ہے مجھے مہلت دے کہ اسمین خوب غور کر لون اسطرح جریر کو فریب دے کر متوقف کیا - اور اُدھر معتمد صلاح کارون کو مشورہ کے لئے طلب کیا عتبہ بن ابی سفیان اُسکے بھائی نے کہا کہ مناسب ہے کہ اس کام مین عمرو بن عاص سے مدد لیجاوے اُسکا فہم و فراست جس درجہ کا ہے تجھے بخوبی معلوم ہے مگر عثمان کے قضیہ سے وہ کنارہ کش تھا یہہ معاملہ بغیر اُسکی دست اندازی کے نہ بنیگا الا یہہ کہ اُسکے دین کو بقیمت خرید کرے نفر کہتا ہے کہ معاویہ نے عمرو کو لکھا اما بعد علیؑ و طلحہ و زبیر کا قضیہ جسطرح پر کہ ہوا تجھے معلوم ہے ہمارے پاس مروان بن الحکم مع چند گریختگان بصرہ کے وارد ہے اور جریر بن عبد اللہ علیؑ کیطرف سے بیعت کی طلب مین آیا ہے مینے اس بات کا فیصلہ تیرے آنے پر موقوف رکھا ہے پس لازم ہے کہ جلد اس طرف کو روانہ ہو کہ تجھ سے مشورہ کرون جب عمرو کے پاس یہہ خط پہنچا تو اُس نے عبد اللہ اور محمد اپنے دونو بیٹون سے اس باب مین رائے طلب کی عبد اللہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و علی آلہ نے وفات پائی در آنحالیکہ وہ تجھ سے راضی و خوشنود تھے اور بعد اُنکے دو خلیفہ ابوبکر و عمر بھی راضی رہے اور عثمان جو قتل ہوئے تو تو وہان حاضر نہ تھا پس بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر مین آرام سے بیٹھا رہے خلافت تو تجھکو کسی راہ سے نہین پہنچ سکتی پس تو اس دنیائے قلیل و فانی کے لئے کیون معاویہ کی حاشیہ نشینی اختیار کرتا ہے سرنگون کر لیجئے تو بیٹھ کہ تم دونو مساوی ہو جاؤگے اور محمد نے کہا تو شیخ قریش ہے اور اگر تو ہی تو بعد اداے فرض ما منصب حاصل ہو مناسب نہین کہ ایسا امر جلیل الشان در پیش ہو اور تو اُسمین خاموش بیٹھا رہے یہہ امر تیری کمی شان کا باعث ہے پس بہتر ہے کہ اہل شام کا شریک اور طلب خون عثمان مین انکا مددگار ہو اگر ایسا کریگا تو تو بنی اُمیہ کے نزدیک عزت و توقیر کا سزاوار ہوگا عمرو نے کہا ای عبد اللہ تو نے وہ رائے دی جو باعتبار آخرت میرے لئے مفید ہوا در اے محمد تو نے وہ رائے بتائی جو دنیا مین منزل مقصود پر پہنچانے والی ہے ان دونو امر مین غور کرونگا - روضۃ الصفا مین تحریر ہے کہ جس زمانہ مین عثمان سختی کے محاصرہ مین مبتلا تھا تو عمرو عاص اپنے بیٹون کو لیکر مدینہ سے فلسطین کو چلا گیا اور اُس شہر مین رہنے لگا تھا وہان ایک کاہن تھا جو آئندہ کے حالات سے خبر دیتا تھا ایک روز عمرو نے اُس سے دریافت کیا کہ عثمان کا مقدمہ مین تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ بیشک وہ مقتول ہوگا کہا پھر خلافت کسکو ملیگی اُس نے کہا عثمان کے بعد سریر خلافت پر وہ شخص جلوہ افروز ہوگا کہ چشم فلک تا قیامت اُسکی مثل نہ دیکھ سکیگی مگر قبل اجماع اُمت و اتفاق کلمہ یہہ برگزیدۂ دین و ملت تیغ ستم سے شہید ہو جاویگا

اور بادشاہت اسلام اسکے ہاتھ آئے گی جو اسوقت فرمانروائے ملک شام یعنی معاویہ بن ابوسفیان ہوگا اور سے عمر کے دل میں یہہ بات نقش کالحجر ہوگئی تھی بالجملہ
جب رات ہوئی تو عمرو نے اپنے کچھ اشعار پڑھنے شروع کئے اور انکا تکرار کرتا تھا عبداللہ نے یہہ سنکر کہا قَدْ اُدْخِلَ الشَّیْخُ کہ شیخ یعنے عمرو اب توقف نہیں
کرتا ضرور شام کو کوچ کریگا مروی ہے کہ عمرو کا ایک غلام تھا وردان نام تیزی فہم میں آفت روزگار عمر نے اسی حالت تردد میں اُسسے کہا سفر شام کا تہیہ کر۔ پھر تھوڑی
دیر میں کہا اے وردان ابھی توقف کر اسنے کہا اے ابوعبداللہ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تمہارے حواس میں فتور ہے اگر تم اذن دو تو میں تمہارے دل کی بات بتلادوں
عمرو نے کہا بیان کر کہا اسوقت دنیا و آخرت تیرے سامنے متمثل ہیں اور تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ علیؑ کے ساتھ آخرت ہے بغیر دنیا کے۔ اور آخرت میں عوض دنیا موجود ہے۔ اور جاؤ
کے ہمراہ دنیا ہے بے آخرت کے ہے اور دنیا سے عوض آخرت مفقود ہے اور تو ان دونو باتوں میں متردد ہے۔ عمرو نے کہا قسم بخدا کہ تو نے میرا مَا فِی الضَّمِیْر بتلانے میں ذرا خطا نہیں
کی۔ پس اب اے وردان تیری رائے میں کیا اصلاح ہے اُس نے کہا میرے نزدیک بہتر یہہ ہے کہ تو اپنا دروازہ بند کرکے گھر میں بیٹھ رہ اگر دین کا غلبہ ہوا تو وہ لوگ تجھے معاف
کردیں گے اور جو دنیا غالب آئی تو اہل دنیا خود تیرے محتاج ہیں تجھ سے وہ مستغنی نہیں عمرو نے کچھ نہ سُنا اور روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہنچا کہ جہاں سے راہ عراق و شام
کی جدا ہوتی تھی وردان نے پھر تنبیہ کیا کہ دیکھ یہہ راہ شام ہے اور انتہا اسکی جہنم پر ہے اور یہہ طریق عراق ہے کہ سیدھی بہشت تک پہنچتی ہے۔ عمرو نے شام ہی کی راہ کو اختیار کیا
اور معاویہ کے پاس پہنچا جب ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا اے ابوعبداللہ مجھے آجکی رات تین وحشت ناک خبریں پہنچی ہیں جنکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ ایک تو یہہ کہ محمد بن ابی حذیفہ
زندان کو توڑ کر مصر کی طرف نکل گیا اور وہ اسلام کے لئے آفت ہے۔ دوسرے قیصر روم ارادہ رکھتا ہے کہ شام پر لشکر کشی کرے۔ تیسرے علیؑ کوفہ میں وارد ہیں اور اس طرف کا قصد
رکھتے ہیں عمرو نے کہا کہ ہر چند یہہ تینوں باتیں ایک سے ایک سخت اور دشوار ہیں مگر ابن ابی حذیفہ کا تو کچھ تردد نہ کر وہ ایک مرد ہے مع اپنے اور چند ساتھیوں کے اگر کچھ سوار اسکی طرف
بھیجدے گا تو وہ اسکا قضیہ پاک کردیں گے۔ اور قیصر روم کی تدبیر یہہ ہو کہ کچھ رومی لونڈی غلام مع ظروف طلائی و نقرئی کے تحفتاً اسکے پاس بھیج کر صلح کی درخواست کر
وہ اسے قبول کریگا۔ لیکن علیؑ کا مسئلہ لاینحل ہے قسم بخدا اے معاویہ کہ عرب کسی بات میں تجھے اسکی مثل نہیں جانتے اور قوت و شجاعت میں جو انکا حصہ ہے وہ قریش میں سے کسی کا نہیں
اور تمہیں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں اسکے لائق ہیں الا یہہ کہ تو ناانصافی کرے اور ایک روایت میں ہو کہ معاویہ نے کہا کہ اے عمرو میں تجھے اس مرد یعنی امیر المومنینؑ پر جہاد کیلئے
طلب کیا ہے جسنے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا اور خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کی اور قطع رحم کرکے خلیفہ کو قتل کیا عمرو نے کہا قسم بخدا اے معاویہ تو کسی طرح سے علیؑ کے ہمسر نہیں ہوسکتا
نہ انکا سابقہ تجھے حاصل ہے نہ وہ صحبت نہ علم نہ فقہ۔ باوجود ان باتوں کے وہ قوت و شجاعت میں بھی تمام قریش میں یکتا ہیں۔ معاویہ نے کہا کہ یہہ سب کچھ سچ ہے مگر ہم عوام کو فریب
دے سکتے ہیں اور باطل کو پیرایہ حق میں جلوہ گر کرسکتے ہیں اے عمرو تو کہ فہم و فراست میں بے مثل دہتا ہے تاہم میرے فریب میں آسکتا ہے عمرو نے کہا یہہ تمنا دل سے دور رکھ
کہ میں تیرے فریب میں آنیوالا نہیں ہوں۔ معاویہ نے اس سے اعراض کرکے کچھ ادہر ادہر کی باتیں شروع کیں تھوڑی دیر میں کہا کہ اپنا کان میرے قریب کر کہ کچھ باتیں
آہستہ کہوں عمرو نے کان اُسکے مُنہ کے پاس کردیا معاویہ نے دانتوں سے اُسکا کان کاٹ لیا اور کہا دیکھ کہ میں نے تجھ جیسے عیار و طرار کو فریب دے لیا۔ عوام تو کس شمار و قطار میں ہیں
تو ہی بتلا کہ اسوقت بجز میرے اور تیرے یہاں دوسرا کون تھا جس سے اخفائے کلام کی ضرورت ہوتی۔ اب چاہئے کہ تو اس معاملہ میں میری امداد کرے عمرو نے کہا اے معاویہ یہہ
امر عظیم الشان ہے علیؑ کے ساتھ جنگ کرنا عاقبت نکو سیدہ رکھتا ہے۔ اگر میں تیری اس معاملہ میں اعانت کروں تو تو میرے لئے کیا وعدہ کرتا ہے معاویہ نے کہا جو کچھ تو کہے عمرو نے
مملکت مصر کی حکومت کی خواہش کی پہر معاویہ نے تامل کیا اور پھر وایتہ کہا اے ابوعبداللہ مصر کے دینے میں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر ڈرتا ہوں کہ عرب کہیں گے کہ تو بطمع دنیا
اس امر میں شریک ہوا ہے۔ عمرو نے کہا دَعْهَا عَنْكَ یعنی ان باتو کو ترک کر شیخ ابوالقاسم استاد ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہو کہ اس کلمہ سے کنایتہً بلکہ صریح عمرو عاص کا

ملحد و بے دین ہونا نکلتا ہے مراد یہہ ہو کہ اس کلام کو چھوڑ کہ اسکی کچھ اصل نہیں کیونکہ آخرت کا اعتقاد اور یہہ کہ دنیا کی عوض میں اُسے نہ بیچنا چاہئے خرافات سے ہے الحاصل معاویہ نے
کہلا کے ابو عبداللہ مصر تو عراق کے برابر ہے تجھکو کسطرح دیدون عمرو نے کہا یہہ تو سچ ہے مگر اسوقت تو تیرے قبضہ مین نہ مصر ہے نہ عراق مصر جب ملے گا جبکہ عراق مفتوح ہو چکے اور فتح
عراق بغیر اسکے کہ علیؑ پر غالب آئے میسر نہیں پس عتبہ ابن ابو سفیان معاویہ کے پاس داخل ہوا اور کہا تو راضی نہیں کہ عمرو جیسے شخص کو مصر کی عوض مین خرید لے حالانکہ وہ ابھی تک
تیرے ہاتھ مین نہیں آیا بلکہ ہوسکتا ہے کہ شام بھی تیرے قبضہ سے نکل جائے اسپر معاویہ نے عمرو عاص کو پھر بلوایا اور عطائے مصر کا وعدہ و اتفق کر کے اُس سے بیعت لی اور اس
مقدمہ میں ایک دستاویز تحریر ہوئی معاویہ نے کاتب سے کہا کہ عمرو کی طرف سے لکھ کہ بیعت کرتا ہون اور شرط اطاعت بجالاؤنگا عمرو نے کہا یہہ نہیں بلکہ یون لکھ کہ اطاعت کرونگا
بشرط مذکور یعنی عطائے مصر معاویہ چاہتا تھا کہ اُسے فریب دیکر مطلق اطاعت کا اقرار کرائے مگر عمرو سمجھ گیا اور اپنی اطاعت کو مشروط با عطائے مصر گردانا جب وثیقہ
تیار ہوا تو عمرو معاویہ کے پاس سے باہر آیا اُسکے بیٹے نے پوچھا کہ کیا کر آیا کہا ملک مصر ہمارے لئے وثیقہ مقرر ہو گیا بیٹے نے کہا تمام ملک عرب میں مصر کی کیا حقیقت ہے
عمرو نے کہا خدا تمہارا کبھی پیٹ نہ بھرے اگر مصر بھی تمہیں کافی نہیں **نصر** کہتا ہے کہ عمرو کا ایک چچا زاد بھائی تھا جوان صالح اور دانا جب عمرو عہد نامہ مصر کا لیکر خوش خوش
واپس آیا تو وہ بہت متعجب ہوا اور کہا اے عمرو تو کس عقل و دانش سے قریش میں زندگی بسر کریگا تو نے اپنا دین بہ تمنائے دنیا معاویہ کے نذر کیا آیا تجھے یقین ہے کہ اہل
علیؑ کے ہوتے اپنا ملک معاویہ کے حوالہ کر دینگے حالانکہ وہ قاتلان عثمان ہیں اور بالفرض اگر ایسا ہوا بھی تو کیا بھروسا ہے کہ معاویہ اپنے عہد کو پورا کرے عمرو نے کہا
اے برادر جملہ امور خدائے تعالیٰ کے قبضہ اقتدار میں ہیں علیؑ و معاویہ کا اسمین کچھ دخل نہیں جوان نے چند اشعار متضمن قدح معاویہ و عمرو عاص و مدح امیر المومنین علی ابن ابی طالب
انشا کئے اور کہا اے عمرو اگر تیری خواہش درمیان نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ معاویہ تجھکو بلاتا مگر تو نے اسکی دنیا میں طمع کی اُسنے تیرا دین لے لیا معاویہ کو جب یہہ خبر ہوئی
تو اُسنے اس جوان کو بلوایا کہ پکڑ کر سزا دے مگر وہ فرار کر کے کوفہ پہنچا اور زمرۂ اصحاب جناب ولایت مآب میں داخل ہو گیا حضرت اسکی یہہ کیفیت سنکر مسرور ہوئے
اور اُسکا احترام کیا **نقل** ہے کہ جب عمرو عاص کا اسطرح پر تصفیہ ہوا تو مروان طیش میں آیا کہا اسکے کیا معنی کہ عمرو تو مصر کے ساتھ خرید لیا جاوے اور ہماری بیعت بے
قیمت ہی معاویہ نے کہا اے مروان ہم لوگون کو صرف تیرے ہی لئے خرید کرتے ہین اور اس عجیب تقریر سے اُسکی آتش غضب کو ساکن کیا **القصہ** جب معاہدہ تمام
ہوا تو عمرو عاص کی تدبیرین حفظ مملکت مین نافذ ہونے لگین مالک ابن ہبیرہ کندی محمد ابن ابی حذیفہ کی مہم پر مقرر ہوا اُسنے اُسے تلاش کر کے مقتول کیا اور قیصر روم کے
لئے کچھ تحفجات روانہ کئے اور اُسے رضامند کر لیا گیا آمدم بر سر مطلب امیر المومنین کا تفویض ہوا جریر بن عبداللہ کو معاویہ نے ابتک رخصت نہیں کیا تھا وہ
منتظر جواب شام مین قیام پذیر تھا عمرو نے کہا اے معاویہ تیرے پاس جریر بن عبداللہ طالب بیعت کے لئے آیا ہے وہ شرفائے عراق سے ہے میرے نزدیک اہل شام سے
برملا اُسکی خلاف کی خواہش کرنا موجب ضرر عظیم ہے اول شرجیل ابن سمط کندی کو کہ رئیس شام ہے اور تمام شام اُسکا مطیع و منقاد ہے اور جریر کی طرف سے صفائی خاطر بھی نہیں
رکھتا یہان طلب کر بعد اسکے بذریعہ اپنے معتمدین اور ثقات کے اس بات کو شام میں مشہور کرادے کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے شرجیل کو جب مختلف زبانون سے
یہہ بات معلوم ہو جاویگی تو وہ شام کو تیری مرضی کے موافق جمع کر دیگا معاویہ نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور یزید بن اسد اور بسر بن ارطاط اور عمرو بن سفیان
و مخارق بن حارث زبیدی و حمزہ بن مالک و حابس بن سعد طائی کو کہ رؤسائے قحطان و یمن اور اُسکے معتمد علیہ و خواص سے تھے اس بات کی شہرت اور شرجیل کے
سامنے اسکی شہادت دینے کے لئے مامور کیا اور خود شرجیل کو ایک خط لکھا **اما بعد** جریر بن عبداللہ علی ابن ابیطالب کیطرف سے ایک پیغام شنیع و ناگوار ہمارے پاس
لایا ہے مناسب ہے کہ تو جلد اس طرف کو کوچ کرے یہہ خط اسکو حمص میں ملا اہل حمص کو جمع کر کے اس مین مشورہ کیا انہون نے اسمین اختلاف کیا عبدالرحمان ابن غنم ازدی

سے کہ مرد پرہیزگار و داماد معاذ بن جبل تھا معاویہ کے پاس جانے سے انکو منع کیا اور امیر المومنینؑ کے ساتھ بیعت کرنے پر رغبت دلائی اور کہا کہ تو مرد بزرگ اور رؤسائے قبیلہ کندہ سے ہے تیرے کاروبار حسب تقاضائے عقل و کیاست ہونے چاہئیں اگر علی نے عثمان کو قتل کیا ہوتا تو مہاجر و انصار انکے ساتھ کیوں بیعت کرتے علاوہ اعیاص ثمالی نے بھی چند اشعار اسی مضمون کی لکھکر اسکے پاس بھیجے مگر شرجیل نے اُسے قبول نہ کیا اور شام کیطرف روانہ ہوا وہاں پہنچا تو معاویہ نے بڑے تپاک سے ملاقات کی اور کہا کہ جریر مجھ سے علی کی بیعت کا خواستگار ہے اور کہتا ہے کہ علیؑ اس کے سزاوار بھی ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر وہ عثمان کے خون میں شریک ہوتے تو مضائقہ نہ تھا اب تیرے اس کا فیصلہ تیری رائے پر منحصر کر دیا ہے میں ایک مرد ہوں منجملہ اہل شام کے جس بات پر وہ راضی ہوں راضی ہوں اور جس سے ناراض ناراض شرجیل نے کہا میں اسکا جواب سوچ سمجھکر دونگا — یہہ کہکر وہاں سے برآمد ہوا راہ میں ان لوگوں سے ملاقات ہوئی جنہیں معاویہ نے پہلے سے سکھلا رکھا تھا جو بولتا یہی کہتا کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے حتّٰے کہ سبھی یہی شہادت دی شرجیل یہہ سنکر غضبناک واپس ہوا اور کہا اے معاویہ تمام شام اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ قاتل عثمان علی ہیں پس قسم بخدا اگر تو انکے ساتھ بیعت کریگا تو ہم تجھے قتل کرینگے یا شام سے باہر نکال دینگے معاویہ نے کہا میں تمہاری خلاف کب کر سکتا ہوں شرجیل نے کہا تو جریر کو واپس کر کہ بیکار ہے اور انکے درمیان اب بجز تیغ تیز کے اور کچھہ نہو گا معاویہ دل میں شاد ہو گیا اور جانا کہ تیر تدبیر نشانہ پر بیٹھا اور شرجیل دام تزویر میں پھنس گیا اب وہ میرے ساتھہ ہے اور تمام شام اُسکی ہمراہ شرجیل یہاں سے باہر نکلا اور حصین بن نمیر کو ہمراہ لیکر جریر کے پاس آیا اور کہا اے جریر تو یہہ امر عظیم اور ہولناک خبر لیکر آیا ہے تو چاہتا ہے کہ ہمیں شیر کے موہنہ میں ڈالے عراق کو تو تو نے تباہ کیا اب ارادہ کرتا ہے کہ شام بھی تہ و بالا ہو جائے تو علیؑ کی مدح و ثنا کرتا ہے حالانکہ یہہ ثابت ہو گیا کہ عثمان کو انہوں نے قتل کیا ہے حق تعالیٰ بروز قیامت تجھسے اسکی بازپرس کریگا تو تو کیا جواب دیگا جریر یہہ باتیں سنکر ہنسا اور کہا اے شرجیل یہہ کیا کلام واہی ہے جو تو کرتا ہے اگر یہہ امر ہولناک تھا تو مہاجر و انصار کیونکر اسمیں شریک ہوئے اور طلحہ زبیر سے اسکی مخالفت پر انہوں نے کیسے جنگ کیا اور یہہ بات کہ میں شام کو تہ و بالا کرنا چاہتا ہوں اُس سے تو بہتر ہے کہ حقانی نور سے شام کو منور اور روشن کروں جب کہ جہالت کی تاریکی اُسکے در و دیوار پر چھائی ہوئی ہے اور تو جو کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ نے عثمان کو قتل کیا تو تحقیق کہ تو چند کذاب دروغگویوں کے فریب میں آگیا ہے اور عمرو عاص کے حیلہ نے تیری چشم بصیرت کو کور کر دیا کہ اُس جناب پر یہہ افترا کرتا ہے اسپر شرجیل خفا ہو کر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کچھہ کلام نہ کیا اگلے روز معاویہ جریر کی منزل گاہ پر آیا اور کہا اے جریر میرے خیال میں ایک بات آئی ہے جس سے شام و عراق جنگ و جدل سے محفوظ رہ سکتے ہیں وہ یہہ ہے کہ علی ملک مصر و شام میرے لئے چھوڑ دیں اور بیعت کے مجھ سے طالب نہوں اگر میں اُنسے پہلے مروں تو یہہ ملک اُنکے اختیار میں ہیں جو چاہیں کریں اور جو قضیہ بالعکس ہو تو میری گردن انکی بیعت ہو اپنی مرضی کے موافق جو بات چاہوں عمل میں لاؤں جریر نے کہا تیرے دل میں جو کچھہ آوے تو لکھدے میں اسکو امیر المومنینؑ کی خدمت میں روانہ کر دونگا معاویہ نے یہی مضمون خط میں لکھدیا اور جریر نے اُسکو امیر المومنینؑ کی خدمت میں بھیجدیا امیر المومنینؑ نے یہہ خط پڑھا تو جریر کو اسطرح پر جواب لکھا اما بعد معاویہ چاہتا ہے کہ میری بیعت سے اُسکی گردن خالی اور وہ اسمیں آزاد رہے اور تیرے رخصت کرنے میں اسلئے تساہل کرتا ہے کہ اہل شام کی نیت سے واقف ہو جاوے میں جب مدینہ میں تھا تو مغیرہ بن شعبہ نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ اُسے بدستور حکومت شام پر برقرار رکھو خدا نہ کرے کہ میں گمراہوں کو اپنا مددگار بناؤں اگر وہ تیرے ساتھہ بیعت کرے تو فبہا ورنہ جلد اس طرف کو روانہ ہو جریر نے یہہ خط معاویہ کو سنایا اسے یقین کامل ہو گیا کہ امیر المومنینؑ شام کے دینے پر کبھی راضی نہونگے شرجیل کو بلوایا اور کہا اے شرجیل تجھے حق تعالیٰ جزائے خیر دے کہ حق کو قبول کیا اور شرع کی اعانت پر مستعد ہے مگر معلوم رہے کہ خون عثمان کا مطالبہ کوئی سہل کام نہیں تجھے چاہئے کہ اول شہر بشہر و قریہ بقریہ پھر کر شام میں شہرت دے کہ علیؑ قاتل عثمان ہیں ہر

مسلمان کا فرض ہے کہ اُس مظلوم کا خون اُنسے لے اگر ایسا کریگا تو اُمید کار برآری کی ہے وآلا فلا شرحبیل نے اُسے قبول کیا اور اپنے خیمہ و خرگاہ سمیت باہر نکلا اور بلادِ شام میں گشت کرنے لگا جس شہر میں پہنچا اُسکی طرف سے منادی آواز دیتا کہ علی نے عثمان کو قتل کیا اور پھر بزورِ سلطنت پر قابض ہوگئے اب تلوار کھینچے ہوئے شام کا قصد رکھتے ہیں کیونکہ اُنکے مقابلہ میں تاب مقاومت نہیں اِلّا معاویہ کہ اُنکا مقابلہ کرسکتا ہے پس اے مسلمانو تمہیں لازم ہے کہ تاخیر نہ کرو اور جلد معاویہ کے پاس حاضر ہو کہ تمہاری مدد سے یہ مصیبت تمہارے سر و سینہ سے دور کرے ملک شام چونکہ بعد وفاتِ جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ مفتوحِ اسلام ہوا تھا وہاں کے باشندے ابوبکر عمر کے سوا کسیکو نہیں پہچانتے تھے اور چونکہ معاویہ ان لوگوں میں مدت دراز تک حکومت کرچکا تھا اور وہ قطعی دشمن جنابِ امیرالمومنین تھا تو فضائل و مناقب اُس جناب کے اُن لوگوں کو بہت کم پہنچے تھے شرحبیل سے کہ عباد و زہاد شام میں شمار ہوتا تھا یہ باتیں سنکر اُنہیں اُسکی تصدیق ہوگئی کہ قاتلِ عثمان علی ابن ابیطالب ہیں اور بالاتفاق سب کے سب جنگ پر آمادہ ہوگئے اِلّا ایک گروہ پرہیزگاروں اور متقیوں کا تھا اہلِ حمص سے کہ اُنہوں نے اس دعوتِ ضلالت کو قبول نہ کیا اور کہا ہم اپنے گھروں سے نہ نکلینگے ادھر تو یہ سامان تھے اور اُدھر جبکہ جریر کو واپسی میں زیادہ تاخیر ہوئی تو اصحابِ امیرالمومنین کو اُسکی طرف سے شبہ پیدا ہوا اور باہم اسکی گفتگو میں کرنے لگے حضرت نے ارشاد کیا کہ میں اُسکے لئے وقت معین مقرر کرتا ہوں اگر باوجود اُسکے اُسکی طرف سے تاخیر ہوئی تو اُسکی نافرمانی ثابت ہوجائیگی پھر ایک مراسلہ بدیں مضمون تحریر فرمایا کہ جب تیرے پاس یہ خط پہنچے تو تو معاویہ سے قطعی فیصلہ کرا اگر وہ جنگ کی نیت رکھتا ہے تو جلد مراجعت کر اور جو صلح و آشتی کا خواستگار ہو تو اس سے بیعت لے والسلام جب یہ خط جریر نے پڑھا تو معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو اس طغیان اور سرکشی سے باز نہ رہیگا تو حق و باطل کو اچھی طرح جانچ چکا ہے - اب انتظار میں ہے کہ وہ حق جو غیر کے قبضہ میں ہے تیرے ہاتھ آوے یہ خط امیرالمومنین کا ہے مجھ سے تاکید کی ہے جلد بیان کر کہ میں اب شام میں زیادہ قیام نہیں کرسکتا معاویہ نے کہا کہ میرے پاس علی کے لئے کوئی جواب نہیں میرے اور اُنکے درمیان اب صرف تلوار ہی فیصلہ کریگی اور امیرالمومنین کو خط لکھا اما بعد اگر تم عثمان کے خون میں ملوث نہوتے اور اُس وقت یہ لوگ تمہارے ساتھ بیعت کرتے جنہوں نے اب کی ہے تو بے شک نہیں کہ خلفائے ثلٰثہ کی طرح تم بھی امام واجب الاطاعت تھے مگر تم نے مہاجرین کو اُسپر برانگیختہ کیا اور انصار کو اُسکی نصرت سے باز رکھا اب اہلِ شام تمہارے ساتھ جنگ کرنے پر اصرار رکھتے ہیں جبتک کہ قاتلانِ عثمان کو ہمارے سپرد کردو اور خلافت کو شوریٰ میں ڈالدو کہ مسلمان جسپر اتفاق کریں وہی خلیفہ ہو اور یا علی تمہاری نسبت مجھ پر ایسی نہیں جیسی طلحہ و زبیر پر تھی کیونکہ وہ تمہارے ساتھ بیعت کرچکے تھے میں نے نہیں کی اور اہلِ شام کا اہلِ بصرہ پر قیاس نہیں ہوسکتا کس لئے کہ وہ تمہاری اطاعت میں داخل ہوگئے تھے یہ اُس سے منکر ہیں لیکن اسلام میں تمہارے مراتب اور رسولخدا کے ساتھ قرابت اور قریش میں صاحبِ عزت و اعتبار ہونا اسکا میں انکار نہیں کرتا والسلام جریر یہ خط لیکر کوفہ کو واپس آیا اور امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کیا - مالک اشتر وہاں موجود تھے عرض کی یا امیرالمومنین اگر آپ مجھے اس رسالت پر مامور فرماتے تو بہتر تھا جریر نے وہاں سستی کی اور ابن ابوسفیان کے دھوکے میں آگیا چار مہینے تک اُسکو ڈال رکھا یہانتک کہ اپنا ساز و سامان درست کرلیا جریر نے کہا قسم بخدا اگر تو وہاں جاتا تو اہلِ شام تجھے قتل کئے بغیر نہ چھوڑتے اسلئے کہ اُنکے زعم میں قاتلِ عثمان تو ہی ہے اشتر نے کہا اے جریر بخدا سوگند کہ میں معاویہ کے جواب سے عاجز نہ آتا اور اُسکا کام اُسپر اسطرح تنگ کرتا کہ اطاعت کے سوا کوئی راہ نہ ملتی جریر نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو اب وہاں جا مالک کو طیش آیا کہا اب جبکہ تو کام خراب کرچکا تو میرا جانا کیا مفید ہوگا اے جریر تو بھی اُنہیں کہ عثمان نے حکومتِ ہمدان کی عوض تیرا دین خرید کرلیا تھا اب تو اتفاق اسکے نہیں کرتو زمین پر زندہ راہ چلے اس رسالت کا اسی لئے خواہاں ہوا تھا کہ معاویہ کی یاری کرے اب یہاں آکر ہمکو شامیوں سے ڈراتا ہے میرے نزدیک تو بھی اُنہیں میں سے ہے اگر امیرالمومنین میرا کہنا مانیں تو تجھے اور تیرے امثال کو قید کریں یہانتک کہ خدائے تعالیٰ یہ زمین ظالموں سے پاک کرے اور راہِ حق عالم میں جلوہ گر ہو جریر یہ سنکر متفکر ہوا و سہم ہوا کہ کوفہ میں قیام نہ کرسکا اور قرقیسا کی طرف فرار کرگیا

قبیلۂ قیس سے بھی کچھ لوگ اُس سے جا ملے ثُوَیر بن عامر بھی کہ اپنے قبیلہ میں صاحب اعتبار تھا اُسکے پاس پہنچ گیا اور غزوۂ صفین میں اُنہیں سے کوئی شریک عسکر ہمایوں
نہیں ہوا لاجرم امیر المومنین نے حکم کیا کہ جریر و ثُوَیر کے جو مکانات کوفہ میں تھے منہدم کر دیئے جاویں اور معاویہ کے خط کا جواب لکھ کر اصبغ بن نباتہ تمیمی کے ہاتھ روانہ کیا
خلاصہ مضمون اُسکا یہہ تھا کہ تیرا مکتوب مجھے ملا تو جو یہہ کہتا ہے کہ میرا عثمان کو قتل کرنا تجھے میرے ساتھ بیعت کرنیسے مانع ہے تو پوشیدہ نہ رہے کہ میں اس معاملہ میں بالکل
باقی مہاجرین کے ہمراہ تھا جو کچھ اُنہوں نے کیا اُسمیں شریک تھا جس سے وہ باز رہے اُسکا تارک میں نے نہ اُسے قتل کیا کہ قصاص مجھسے لیا جاوے نہ اس بات کا حکم
دیا کہ اس سے ملزم ٹھیرایا جاؤں اور تیرا یہہ کہنا کہ قاتلانِ عثمان کو تیرے پاس بھیجدوں تجھے اس درخواست سے کیا نسبت اسکے لئے اولادِ عثمان تجھ سے زیادہ اولی ہے تو صرف
ایک مرد ہے بنی اُمیہ سے اور بالفرض تو ہی اُسکا ولی خون ہے - تو تجھ پر لازم ہے کہ اوّل اور مسلمانوں کی طرح مجھ سے بیعت کر پھر اُسکے تدارک کا خواستگار ہو اور اہل شام و
بصرہ میں جو فرق کرتا ہے اور طلحہ زبیر سے جو زیادہ آپکو ممتاز جانتا ہے یہہ خیال خام ہے یہہ بیعت بیعت عامہ ہے حاضر و غائب پر اسکا حکم یکسان ہے اور اسلام میں میری فضائل
اور حضرت رسولخدا کے ساتھ قُربت اور قریش میں شرافت پس اگر تجھ سے اسکا انکار ہو سکے تو کر - صاحب **ناسخ التاریخ** نے مناقب خوارزمی سے نقل کیا ہے
کہ جسوقت اصبغ یہہ خط لیکر معاویہ کے پاس پہنچا تو وہ مسند سُرخ پر سبز تکیہ لگائے بیٹھا تھا اور دہنی جانب عمرو عاص و حوشب ذی ظلیم و ذوالکلاع اور بائیں طرف
عتبہ ابن ابی سفیان اُسکا بھائی و عبداللہ ابن عامر کریز و ولید بن عقبہ و عبدالرحمن بن خالد و شرجبیل تھے اور سامنے ابو ہریرہ و ابو درداء و نعمان بن بشیر و ابو امامہ باہلی
بیٹھے تھے - معاویہ نے نامۂ امیر المومنین لیا اور مطالعہ کیا پھر کہا کہ علی قاتلان عثمان کو ہمیں نہیں دیتے **اصبغ** راوی حدیث کہتا ہے کہ میں نے کہا اے معاویہ تو طالب
خون عثمان نہیں بلکہ اس خون خواہی کو تو نے اپنے بادشاہی کا ذریعہ ٹھیرایا ہے اگر فی الواقع اُسکا ہمدرد تھا تو کیوں اُسوقت امداد نہ کی جبکہ اُسے اُسکے مکان ہی میں آب و
دانہ قید کر رکھا تھا اور تیرے پاس بار بار پیغام بھیجکر مدد چاہتا تھا معاویہ یہہ سنکر غضبناک ہوا میں نے چاہا کہ اُسکی آتش غضب کو اور تیز کروں ابو ہریرہ کی طرف خطاب
کر کے میں نے کہا کہ اے صاحب رسول خدا تجھے حق جلّ و علی اور اُسکے حبیب محمد مصطفیٰ کی قسم دیتا ہوں تو سچ سچ کہنا کہ تو نے بروز غدیر خم حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و
آلہ سے علی کی شان میں کیا سُنا تھا ابو ہریرہ نے کہا میں نے سُنا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ
عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ میں نے کہا اے ابو ہریرہ تو پھر کس لیے اُسکے دشمن کو دوست رکھتا ہے - اور کس واسطے اُسکے دوستوں کا دشمن بنا
ہے ابو ہریرہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ معاویہ یہہ دیکھکر آگ بگولا ہو گیا اور کہا اے اصبغ اپنی زبان کو تھام تو چاہتا ہو گا کہ اہل شام کو
ان باتوں سے طلب خون عثمان سے باز رکھے تحقیق کہ علی نے لوگوں کو برانگیختہ کر کے عثمان کو قتل کرایا اُسکا خون ضائع نہ جائیگا اُسوقت معاویہ بن حدیج کندی و حوشب
ذی ظلیم و ذوالکلاع نے کہا اے معاویہ مطمئن رہ کہ جبتک ہمارے جسم میں جان ہے تیری نصرت کریں گے اصبغ کہتا ہے کہ میں نے کچھ اشعار اُسوقت معاویہ کی مذمت میں
پڑھے ہے اسقدر غضب معاویہ پر طاری ہوا کہ مجھے فرصت نہ دی کہ اشعار کو تمام کروں - اور کہا تو پیغام رسانی کو آیا ہے یا ایذا دہی کو یہہ کہکر جواب خط لکھا اور میرے
حوالہ کیا **لحوق شمن عبیداللہ بن عمر باہل شام** عبید اللہ عمر خطاب کا چھوٹا بیٹا تھا عمر اُسکا باپ مقتول ہوا تو اُس نے ہرمزان ایک مرد مسلمان کو
بتہمت قتل عمر بلا حجت و برہان قتل کیا عثمان خلیفہ ہوا تو امیر المومنین نے اُس سے فرمایا کہ عبید اللہ سے ہرمزان کا قصاص لے عثمان نے اس حکم شرعی کی تعمیل سے
انکار کیا - اور کہا کل اُسکا باپ قتل ہوا ہے آج بیٹے کو قتل کروں خلقت کیا کہیگی لا واللہ کبھی ایسا نہ کرونگا - پس عبید اللہ اُسوقت تو جان بچا لے گیا مگر امیر
کی تیغ انتقام سے خائف تھا جب آنحضرت کے ساتھ بیعت ہوئی تو اُسکا اندیشہ دو بالا ہو گیا اور مدینہ سے کوچ کر کے معاویہ کے پاس شام کو گیا - معاویہ یہہ اس

شکار عبید اللہ دوام سے از بس مسرور و خوشدل ہوا القصہ کہتا ہے کہ اُس وقت اُس نے عمرو عاص کو پیغام بھیجا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے عمر بن الخطاب کو شام میں دوبارہ زندہ کیا ہے جب عوام شام عبید اللہ کو ہمارے ساتھ پائیں گے تو اُنکے اعتقاد زیادہ ہو جائیں گے اور نیز اُسے امر کرونگا کہ سر منبر علی کے نقائص بیان کرے اور قتل عثمان کو صاف صاف اُسکے سر لگائے۔ پھر عبید اللہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا اے پسر برادر تو یادگار پدر ہے تو نے اپنی قدوم سے مجھکو بہت شاد کیا اور بار منت احسان میرے سر پر رکھا اب جو کہے مسموع و مقبول ہے اور جس امر کی خواہش کرے اُسکے مہیا کرنیکے واسطے بدل و جان موجود ہوں اِلا اتنی خواہش ہے کہ منبر پر جا کر علی کو والعیاذ باللہ سب شتم کرے اور خون عثمان کو اُسکے ذمے لگائے عبید اللہ نے کہا علی کی کیا مذمت ہو سکتی ہے نسب میں وہ ہاشمی نجیب الطرفین میں اُنکی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے حسب میں باعتبار اوصاف ثلثہ سخاوت شجاعت علم میں وہ شہرہ آفاق کوئی جاہل نادان بھی اُنکے مقامات عالیہ سے ناواقف ہوگا۔ ہاں اگر تجھکو یہی پر اصرار ہے تو خون عثمان سے اُنہیں متہم کر سکتا ہوں عمرو عاص نے کہا کہ ہماری غرض اسیقدر ہے وہ حاصل ہو جائیگی۔ جب عبید اللہ مجلس معاویہ سے رخصت ہو کر باہر گیا تو معاویہ نے عمرو عاص سے کہا بخدا سوگند کہ اگر عبید اللہ بباعث قتل ہرمزان علی سے خائف نہوتا تو کبھی ہماری طرف رخ بھی نہ کرتا دیکھا تو نے کسطرح پر علی کی صفت و ثنا کرتا ہے عمرو عاص نے کہا قسم بخدا اے معاویہ کہ علی اس سے سو درجہ زیادہ ہیں جتنا کہ عبید اللہ نے ظاہر کیا مگر نفس امارہ و شیطان لعین نے ہمکو طریق حق سے منحرف کیا ہے کہ دنیائے فانی کو نعیم جاودانی پر ترجیح دیتے ہیں اور علی کی متابعت جو عین متابعت رسولخدا ہے نہیں کرتے القصہ عبید اللہ منبر پر گیا اور دیر تک پند و نصیحت کی باتیں کرتا رہا مگر جب علی و عثمان کا ذکر آیا تو خاموش ہو گیا اور مبہوت سے لبوں کو آشنا کیا جب منبر سے اُترا تو معاویہ اس پر برہم ہوا کہ کیوں اپنے قول و قرار پر عمل نہ کیا اور عثمان کے مقدمہ میں کچھ نہ کہا عبید اللہ نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھے شرم آئی کہ بالائے منبر جھوٹی گواہی دوں مجھے تحقیق معلوم ہے کہ علی نے عثمان کو قتل نہیں کیا معاویہ نے اس سے سخت کلام کئے اور اپنی مجلس میں آنے سے روک دیا مگر بعد چندے عبید اللہ نے چند اشعار متضمن مدح عثمان و ثنائے طلحہ و زبیر اُسکی نصرت میں تصنیف کرکے معاویہ کے پاس بھیجدیئے معاویہ اُس سے راضی ہو گیا اور کہا اے برادر زادہ تجھے اسیقدر کافی ہے

ذکر بعضے از دامہائے تزویر کہ معاویہ برائے اقتناص جال گسترده و دانہ برآں پاشیدہ

مورخین نے لکھا ہے کہ انہیں ایام میں معاویہ نے چاہا کہ ایک جماعت کو صحابۂ عظام سے اپنی حکومت کی طرف مائل کرے کیونکہ اُس وقت تک صرف چار شخص صحابہ سے یعنے ابوہریرہ و ابو درداء و ابو امامہ باہلی و نعمان بن بشیر انصاری اُسکے پاس تھے حالانکہ جمہور صحابہ ملازم رکاب نصرت انتساب امیر المومنین تھے پس اُس نے اہل مدینہ کیطرف خطوط لکھ کر طلب خون عثمان کیطرف اُنکو دعوت کیا۔ اور اپنی اعانت و امداد کا خواستگار ہوا مگر اُنہوں نے اس دعوت ضلالت کے قبول سے صاف انکار کیا اور معاویہ و عمرو عاص کو لکھا کہ تمکو خلافت رسولخدا سے کوئی نسبت نہیں اے معاویہ تو طلیق پسر طلیق ہے اور اے عمرو عاص تو بدخواہ دین و ملت تمکو حکومت مسلمانان حلال نہیں جب یہ جواب حسب مراد نہ آیا تو مخصوص اُس جماعت کے نام جدا گانہ خطوط تحریر کئے جو شرف بیعت امیر المومنین سے محروم رہ کر شریک جمل نہوئے تھے از انجملہ عبد اللہ بن عمر خطاب کو لکھا اما بعد عثمان کے بعد میرے نزدیک قریش میں کوئی تجھسے بہتر نہ تھا مگر تو نے عثمان کی محاصرہ کے وقت اُسکی نصرت نہ کی بلکہ اُسکے نصرت کرنے والوں کو مورد طعن و ملامت کیا تو میری یہ رائے بدل گئی تھی۔ مگر اب جو تو نے علی کے ساتھ مخالفت کی اور جنگ جمل میں اُسکا شریک نہوا۔ تو پھر میرا میلان قلبی تیری جانب ہے پس اس مظلوم خلیفہ کے مقدمے میں ہماری اعانت کر رحمت خدا ہو تجھ پر کسلئے کہ میں جو درپے امارت و حکومت ہوں صرف تیرے لئے ہے اپنے واسطے نہیں اور جو تجھکو قبول خلافت سے انکار ہوگا تو ہم اسکو شورائے مسلمین کیطرف راجع کرینگے جب ابن عمر نے یہہ مکتوب پڑھا تو جواب میں لکھا

اما بعد جبکہ تینے علی کے مجمع مہاجرین و انصار کے ساتھ بیعت نہیں کی اور طلحہ زبیر و ام المومنین عائشہ کا ساتھ نہ دیا تو تیری اطاعت میں کب داخل ہونگا اور تیرا یہہ گمان کہ مینے علی سے مخالفت کی پس قسم ہے مجھکو اپنی حیات عزیز کی کہ مین ایمان و ہجرت میں اُنکا مساوی و مماثل نہیں اور جو قرب حضرت رسولخدا سے وہ رکھتے ہیں اور جو ایذا اہانتیں اُنکے ہاتھ سے کفار و مشرکین کو پہنچی ہیں کیسطرح انخصائل میں اُنکی برابری نہیں کرسکتا مگر اس موقع پر مجھے وہ امر پیش آیا جسمیں حضرت رسولخدا کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد نہ تھا اسلئے مجبوراً متوقف رہا اور چاہا کہ اگر یہہ امر رشد و ہدایت ہے تو تارک فضل ہونگا اور جو ضلالت و غوایت ہے تو اس سے حفاظت میں ہونگا پس اے معاویہ مجھ سے قطع امید کر در **روضۃ الصفا** میں ہے کہ ابن عمر مذکور آخر عمر میں کہتا تھا کہ مینے کسی امر کے فقدان پر اس قدر تاسف نہیں کیا جتنا کہ تین امر دن پر ایک یہہ کہ علی ابن ابی طالب سے بیعت نہ کی دیگر اُنکے مخالفین پر جہاد نہ کیا سوم اوقات حرارت و موسم گرما میں روزہ نہ رکھا۔ اور کتاب مستقصی سے نقل کیا ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے روایت کی کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا مَنْ قَاتَلَ عَلِيًّا عَلَى الْخِلَافَةِ فَاقْتُلُوا كَائِنًا مَنْ كَانَ کہ جو علی کے ساتھ مقدمۂ خلافت میں جنگ کرے اُسکو قتل کرو خواہ کوئی ہی ہو۔ القصہ جب معاویہ عبداللہ کی طرف سے مایوس ہوا تو اُس نے سعد وقاص کو لکھا تحقیق کہ عثمان کے کاموں کے لیے قریش میں سب سے احق و اولے وہ لوگ ہیں جو داخل شوریٰ تھے اور اُنہوں نے اُسکا حق تسلیم کیا اور اوروں پر اُسکو تفضیل و ترجیح دی ازانجملہ طلحہ زبیر نے حق رفاقت ادا کیا اور عائشہ نے اُنکی نصرت فرمائی ابہمکو چاہیے کہ خلافت کو پھر شوریٰ کیطرف راجع کریں تم لوگ پیشتر اسپر رضامند ہوچکے ہو اب لازم ہے کہ اس سے اختلاف نہ کرو سعد نے جواب میں لکھا **اما بعد** عمر نے قریش سے اُنہیں اشخاص کو شوریٰ میں داخل کیا تھا جنکو خلافت حلال تھی۔ ہم سب تنہا میں یکسان تھے الا علی کہ جو باتیں ہم میں تھیں سب اُنمیں موجود تھیں اور جن فضائل کے ساتھ وہ مخصوص تھے ہماری اُنمیں شرکت نہ تھی پس تر واضح رہے کہ امر شوریٰ نہ ہمیں ابتدا میں پسند تھا۔ نہ انتہا میں اگر طلحہ زبیر اپنے گھروں میں بیٹھے تو اُنکے لیے یہہ بہتر تھا۔ ام المومنین کو حق تعالیٰ عفو کرے جو اُس سے سرزد ہوا یہہ جواب معلوم کرکے معاویہ نے محمد بن مسلمہ کو ورغلانا چاہا اور ایسے ہی مضامین اُسکو لکھے ابن مسلمہ نے لکھا اے معاویہ مجھکو تحقیق معلوم ہے کہ جو کار تونے اختیار کیا ہے مطلب اُس سے محض سلطنت و ریاست ہے قاتلان عثمان سے عوض لینا مقصود نہیں تجھکو معلوم رہے کہ مین تیرے تئین علی پر کبھی ترجیح نہ دونگا اور تیری خاطر اُنکی مخالفت اختیار نہ کرونگا جب ہاں ابھی کشود کار نہوئی تو پشیمان ہوکر بیٹھ رہا۔ صاحب **ناسخ التواریخ** نے نقل کیا ہے کہ اُسوقت اسود بن عرفجہ سر مجمع کھڑا ہوا اور کہا اے معاویہ یہہ کیا باتین ہین کہ ہم ہر روز تیری مجلس مین سنتے اور دیکھتے ہیں کبھی شرجبیل کو شامیوں کے بہکانے کو بھیجتا ہے کبھی اہل مدینہ کو خطوط لکھکر فریب دینا چاہتا ہے مگر تو نہین جانتا کہ یہہ جملہ امور تیرے لیے باعث ضرر و نقصان ہیں فَاحْذَرِ الْيَوْمَ صَوْلَةَ الْأَسَدِ الْوَرْدِ إِذَا جَاءَ فِي رِجَالِ الْهَيْجَاءِ یعنی شیر زرد کے حملے سے خوف کر جبکہ وہ مردان حرب و نبرد کے ساتھ تجھ پر حملہ آور ہو معاویہ یہہ سنکر خشمگین ہوا اور کہا اے پسر عرفجہ وہ شیر زرد کون ہے جس سے تو مجھکو تہدید کرتا ہے کہا وہ علی ابن ابیطالب ہیں برادر و ابن عم محمد مصطفےٰ شوہر بتول زہرا و پدر فرزندان رسولخدا وصی و وارث اُس جناب کے جنہوں نے تیرے نانا عتبہ اور اُسکے بھائی شیبہ اور تیرے ماموں ولید اور تیرے بھائی حنظلہ بن ابوسفیان کو تیغ آبدار سے واصل جہنم فرمایا معاویہ شدت غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا اور جہان روشن اُسکی نظر مین تیرہ و تاریک معلوم ہونے لگا چلا کر کہا کہ اس بدبخت مجنون کو گرفتار کرو پیادے اُسکے پکڑنے کو دوڑے شرجبیل نے کہا اے معاویہ ابن عرفجہ سے ہاتھ اٹھا کہ وہ مرد فقیہ صاحب فخر و فضیلت ہے اور اپنی قوم مین عزت و حکومت رکھتا ہے اگر میری شفاعت اُسکے حق مین قبول نکرے گا تو مین اسیوقت تیری بیعت سے باہر نکلجاؤنگا اور جو عہد و پیمان تیرے ساتھ کیے ہیں تمام کو توڑ ڈالونگا۔ معاویہ لاچار ہوگیا۔ کہا ہر چند اسکا گناہ عظیم ہے۔ مگر تیری پاس خاطر سے عفو کرتا ہوں اسود بن عرفجہ

وہاں سے اُٹھا - اور اسیوقت سامانِ سفر درست کرکے کوفہ کیطرف کوچ کیا اور حاضر درگاہ جنابِ ولایت پناہ ہوا **منقول** ہے کہ جب معاویہ نے آہستہ آہستہ اہل شام کو اپنے موافق کرلیا اور اُسکو اُنکی طرف سے اطمینان کامل حاصل ہوگیا - تو حکم دیا کہ لوگ مسجد جامع شام میں مجتمع ہوں اور خود منبر پر گیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کہا ایہا الناس میں خلیفہ عمر بن الخطاب ہوں اور نیز خلیفہ عثمان بن عفان - عثمان کو مدینہ میں مظلوم شہید کیا میں اُسکا ولی خون و وارث ہوں میں نے اسوقت تمکو اسلئے طلب کیا ہے کہ تمہارا دلی منشا دریافت کروں - کہ اُسکی خونخواہی کے لیے کہانتک آمادہ و مستعد ہو علی نے اوّل اُسکو قتل کرایا اب چاہتے ہیں کہ دوسرا فتنہ برپا کریں یعنی ملکِ شام کی تسخیر کا ارادہ رکھتے ہیں میں اُنکے ہاتھ سے ملک کو نہیں بچا سکتا اِلّا یہہ کہ تم میری اعانت میں ایک دل و ایک زبان ہوجاؤ کہ تمہاری اعانت سے اس بلا بے درمان کو تمہارے سروں سے دور کروں - لشکر عراق نے ہرچند میدان حرب و ضرب میں نشوونما پائی ہے اور دلیری و دلاوری میں بے مثل و اشجع ہیں لیکن صبر و ثبات میں تم اُن پر مقدم ہو آگاہ رہو کہ عزت دنیا و آخرت صبر و استقلال میں ہے وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اُسوقت کعب بن مرہ سلمی اُٹھا اور کہا اے جماعت حاضرین اس وقت اس مجلس میں اصحاب رسول خدا سے چار سے زیادہ اشخاص موجود نہیں جنہیں بباعث سابقہ صحبت اُس جناب کی مجھ پر فضیلت و شرف حاصل ہو مگر میں ایک روز دوپہر کے وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا تم سے اسوقت کوئی موجود نہ تھا آپنے فرمایا میرے بعد ایک فتنہ ہونیوالا ہے اسمیں ایک مرد نقاب پوش کا وہاں سے گذر ہوا رسول اللہ نے فرمایا ھٰذَا الْمُقَنَّعُ یَوْمَئِذٍ عَلَی الْھُدٰی ہے کہ یہہ برقع پوش اُس روز راہ ہدایت پر ہوگا میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور اس شخص کا شانہ پکڑکر مونہہ پر سے پردہ سرکا دیا دیکھا تو عثمان بن عفان تھا اُسے حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کی یہی ہے فرمایا ہاں یہی ہے - جو اُس روز راہ ہدایت پر ہوگا - پھر ابو الاعور سلمی اُٹھا اور کہا اے معاویہ تجھ میں ہرگز طاقت نہیں کہ علی کے ہم پلہ ہوسکے جو کام وہ میدان میں کرتے ہیں تجھ سے گھر کی چار دیواری کے اندر بھی نہیں ہوسکتا - مگر ہم باوجود اسکے تیری حمایت سے دست بردار نہونگے حتی الوسع والامکان تیری اعانت کریں گے - پھر ذوالکلاع حمیری اُٹھا اور کہا اے معاویہ میں راست راست کہتا ہوں عثمان نے تجھے امارتِ شام عطا کی اور اسکے اور بہت سے احسانات اُسکے تجھ پر ہیں باوصف اسکے جب وہ محصور ہوا اور آدمی بھیجکر تجھ سے اعانت چاہی تو تو نے اُسکی کمک نہ کی اور اُسکو اُسکے حال پر چھوڑ دیا حتّٰی کہ وہ قتل ہوا تیری آرزو بھی تھی کہ وہ قتل ہوا اور تو سلطنت کرے اب تو نے اپنے اُسی قرارداد کے موافق ملک گیری پر کمر باندھی ہے مگر دل خوش رکھ کہ ہم بہرحال تیرے شریک ہیں اگر عرب کے کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے میں اُسوقت بھی مع اپنے قوم قبیلہ کے تیری امداد کو حاضر ہوں - بعد ازان حوشب ذوالظلیم اُٹھا اور کہا اے معاویہ ہم مرد کردار ہیں نہ مرد گفتار بروز جنگ جو کچھ ہم سے ظہور میں آئیگا تجھپر منکشف ہوجائیگا اے معاویہ خلعت خلافت تجھے زیبا ہے اور بعد تیرے اُسکو جسکو تو اس کام کے لئے اختیار کرے اور اپنا ولیعہد قرار دے - جب سلسلہ کلام کی یہانتک نوبت پہنچی تو سعد حمیری کو تاب ضبط باقی نہ رہی کہا اے مسلمانو عجیب و غریب باتیں ہیں جو تم سے مشاہدہ کیجاتی ہیں آیا تم میں کوئی ایک شخص بھی حق پرست و دیندار نہیں کہ رضائے خالق کو خوشنودی مخلوق پر اختیار کرے اور کلمۃ الحق منہ سے نکالے - تمہیں معلوم نہیں کہ قوم مہاجرین نے حضرت ختم المرسلین کے کس درجہ کی اطاعت کی گھر بار پر لات مار کر انکا ساتھ دیا اپنی جان عزیز کو اُنسے دریغ نہیں کیا اور متواتر جہاد کرتے رہے - علی ہذا انصار بھی فضائل عالیہ و مناقب سامیہ میں اُنکے قدم بقدم ہیں اُنہوں نے اپنا جان و مال فدائے رسول ذوالجلال اور اُنکے اصحاب پر کیا جو بات تمہیں حاصل ہے اگر اُنہیں حاصل ہوتی تو وہ تمہیں شریک کرتے حالانکہ تم اسوقت معاویہ سے خلافت پر بیعت کرتے ہو اور اُنکو یہہ حق بھی نہیں معاویہ یہہ سنکر طیش میں آیا اور اپنے سرہنگوں کو حکم دیا کہ اُسے گرفتار کرلیں اُنہوں نے فوراً اُس غریب کو پکڑ لیا اور گلے میں رسی ڈال کر کشان کشان لیچلے کہ بالائے بام قصر سے نیچے گرادیں مگر اہل مجلس سے کچھ لوگ اُسکی شفاعت خواہ ہوئے معاویہ نے مجبور سعد کو رہا کیا رہا ہونا تھا کہ اُس نے سیدھے کوفہ کی راہ لی اور درگاہ امام

برحق ہیں بار باب ہوا **الحاصل** مردم شام نے معاویہ کے ساتھ اس قول و قرار سے بیعت کی کہ تا دم زیست اُسکا ساتھ دیں اور طلب خون عثمان سے کبھی دست بردار نہوں اور جنگ علی مرتضیٰ سے جبتک دم میں دم ہے قدم نہ ہٹاویں جب معاویہ کو اس سے اطمینان ہوا ۔ تو حاضرین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ پسر ابوطالب کو کونسا شرف حاصل ہے کہ جس سے وہ زیادہ تر سزاوار خلافت ہیں میں کاتب رسول خدا ہوں اور میری خواہر اُم حبیبہ بنت ابوسفیان زوجہ پیغمبر بعد ازاں بہ نیابت عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان ایک مدت دراز سے حکومت شام میرے تحت میں ہے میرا باپ ابوسفیان بن حرب جو اشراف و صنادید قریش سے شمار ہوتا ہے ۔ میری ماں ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ ہے اگر اہل عراق و حجاز نے اُنکے ساتھ بیعت کی تو مجھسے بھی اہل شام بیعت کر چکے اب ہم ایک دوسرے کے مماثل و مشابہ ہیں اور امر خلافت ہمارا متنازع فیہ ہے فیصلہ اسکا زبان تیغ پر منحصر ہے ہنگام کارزار جو مظفر و منصور ہو وہی عروس سلطنت کو آغوش میں لے ۔ **بعضے از مکاتبات و مراسلات کہ فیمابین امیر المومنین و معاویہ بن ابوسفیان اجرا یافتہ** مروی ہے کہ جب شام کیطرف سے معاویہ کی دلجمعی ہوگئی تو اُس نے چاہا کہ کسی حیلہ سے اہل عراق و حجاز کی عقائد میں فتور ڈالے اور انہیں متابعت امیر المومنین سے باز رکھے اس مضمون کو عمرو عاص کے آگے بیان کیا اُس نے کہا تو علیؑ کو ایک خط لکھ اور اُسمیں بعض فضائل و مناقب عمرؓ و ابوبکرؓ درج کر چونکہ علیؑ دل میں اُنکی حقیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ ظالم اور اپنے حق کا غاصب جانتے ہیں تو کچھ بعید نہیں کہ اُنکی مدح دیکھکر افروختہ ہو جائیں اور اپنی سوء عقیدت کو اُنکے بارہ میں جواب خط میں ظاہر کر دیں ہم اُس تحریر کو قبائل عرب میں مشتہر کرکے اُنکی عیب جوئی کریں گے اس سے اہل شام کو تو اُنکی بطلان کا یقین کامل ہو جائیگا اور اہل عراق کی بھی بنیاد اعتقاد متزلزل ہو جائیگی کس لئے کہ اُنمیں بھی بجز چند شیعیان خالص کے اکثر شیخین کے معتقد ہیں معاویہ نے اس رائے کو نہایت پسند کیا اور ایک خط لکھکر ابو امامہ باہلی صحابی کے ہاتھ کوفہ کو روانہ کیا **خط** حمد و صلوٰۃ مضمون اُسکا یہ ہے اما بعد حق تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ کو رسالت کیلئے برگزیدہ کیا اور وحی و خطاب سے اُس جناب کو اختصاص بخشا اُنہوں نے خلقت کو ہدایت کی اور ضلالت اور گمراہی سے نجات دی جبکہ اداے شریعت کر چکے اور شرک اور آفات جہان سے برطرف کر دیا تو انہیں اُس عالی شاہ نے رشید و حمید دنیا سے اُٹھا لیا پس خدا تعالیٰ اُنکو جزائے خیر دے اور نعمات آخرت کو اُن پر مضاعف گردانے اُنکے بعد اُنکے صحاب خاص ہیں جنہوں نے اُنکی نصرت و تائید کی خدا تعالیٰ اُنکی شان میں فرماتا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنی کافروں پر وہ سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرم و رحیم ۔ اُن سب میں اعلےٰ و افضل خلیفہ اول ہے جس نے تفرقہ کو دور کیا اور اہل ارتداد کے ساتھ جنگ کرکے داد جہاد دی پھر خلیفہ ثانی نے مشرکوں کو ذلیل و خوار کیا اور اُنکے ملکوں کو اہل اسلام کے لئے مفتوح فرمایا تیسرے مرتبہ پر خلیفہ مظلوم عثمان بن عفان ہے جنہوں نے نشر شریعت کیا اور ملت حنیف پر لوگوں کو مجتمع کیا مگر یا علیؑ تم نے اُسے آرام سے نہ رہنے دیا دست خصومت کو آستین عداوت سے باہر نکالا اور طرح طرح کی حیلے کرکے لوگوں کو اُس پر برانگیختہ کیا جب اُس نے مدد چاہی تو تم نے اُس سے پہلو تہی کی اسکے سوا مسلمانوں کو تم سے ہمیشہ ایذائیں پہنچی ہیں ابوبکر پر تم نے حسد کیا اور اُسکی قصر خلافت کو منہدم کرنا چاہا خود گھر میں بیٹھ رہے اور چند اشخاص کو اپنے ساتھ لیا اور بیعت میں تاخیر کی ۔ پھر عمر کی خلافت سے تمنے کراہت کی اُسکی طول مدت تمکو ناگوار ہوئی یہانتک کے وہ قتل ہوا تو تم اُس پر مسرور ہوئے اور اس مصیبت پر شماتت کی اور اُس کے بیٹے عبید اللہ کو اس جرم میں کہ اُس نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا تھا قتل کرنا چاہا پھر سب سے زیادہ تمہارا حسد تمہارے ابن عم عثمان پر تھا اُسکی عیوب کو شہرت دی اور محاسن اور مناقب کا اخفا کیا اُسکی فقہ دین و سیرت اور عقل میں طعن کئے آخر چند سفہائے کوفہ اپنے شیعوں سے ورغلا کر اُسے قتل کرا دیا دلیل اسکی یہ ہے کہ تمہارے سامنے مقتول ہوا تم بیٹھے دیکھا کئے نہ زبان سے اُسکی اعانت کی نہ ہاتھ پاؤں سے خلاصہ یہ کہ تینوں خلیفوں میں کوئی ایسا نہیں کہ جسکی بیعت میں تمہاری سمت سے تاخیر نہوئی ہو اور اُسپر تم نے بغاوت نہ کی ہو ہر بار بیعت کے لئے

بجبر و اکراہ بلوائے جاتے تھے - جیسے شتر کو مہار کھینچ کر لاتی ہے اب ان حرکات پر خواہان خلافت ہو حالانکہ قاتلان عثمان تمہارے مخلصین میں داخل اور زینت محفل ہیں پس اس ہٹ و ضد کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو ہمارے حوالہ کرو کہ قصاص لیں اور خلافت کو مسلمانوں کے شورہ پر منحصر رکھو کہ وہ سب اتفاق کر کے کسی ایسے شخص کو اپنے لیے اختیار کریں جس سے رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ وابستہ ہو تمہاری بیعت ہمارے گردنوں میں نہیں نہ تمہاری اطاعت ہم پر لازم یہاں تمہارے اور تمہارے صحاب کے لیے بجز تلوار کے اور کوئی چیز نہیں قسم بخدا کہ میں قاتلان عثمان کو طلب کرونگا جہاں وہ ہونگے اور جسطرح پر پہنچے یہاں تک کہ انکی عوض انہیں قتل کرونگا یا اس راہ میں اپنی جان کو دونگا اور تم جو بار بار اپنے سابقہ اور جہاد کا ذکر درمیان لاتے ہو - تو اسکا جواب خدائے تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں دیچکا ہے چنانچہ فرماتا ہے -

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ **ترجمہ** اے محمد یہ لوگ تجھ پر اسلام لانے سے منت رکھتے ہیں تو انکو کہدے کہ اپنے اسلام لانے سے مجھ پر منت نہ رکھو بلکہ یہ احسان الٰہی ہے تم پر کہ تمکو ہدایت کی اگر تم راست گو ہو **پس** جیسا کہ سائل پر منت رکھنے سے صدقہ کا ثواب حبط ہوجاتا ہے اسیطرح اللہ پر منت رکھنے سے جہاد و سبقت بھی ضائع ہوجاتا ہے تمام ہوا خلاصہ ترجمہ خط معاویہ کا اور ظاہر ہے کہ یہ خط خال المومنین اہل سنت کا جسے مورخین معتبرین قوم نے مثل طبری وغیرہ کی روایت کیا ہے اہل حق کے لیے بغایت مفید مطلب ہے اگر اسکے فوائد پر با تفصیل بحث کیجاوے تو خوف ہے کہ کلام کو طول ہوجائیگا اسلئے مجملاً گزارش ہے کہ یہ خط بوضح بیان و تصریح تمام دلالت کرتا ہے کہ امیر المومنین و خلفائے ثلثہ کے درمیان صلح و صفائی نہ تھی وہ انکی خلافت پر کبھی راضی نہیں ہوئے بیعت جو کرتے تھے ہرگز برضا و رغبت نہ تھی بلکہ بجبر و اکراہ انکے لیے بلوائے جاتے تھے ابوبکر کی خلافت کو برہم کرنے کا ارادہ کیا عمر کی درازی عمر سے دلتنگ ہوئے انکے قتل ہونے پر شماتت کی اور مسرور ہوئے عثمان بیچارے کا تو کیا ذکر ہے انکے جیتے جی انکی مخالفت کا اظہار کرتے رہے انکے فضائل کو اخفا کر کے عیوب و رذائل کا اشتہار دیتے رہے انکے دین و عقل میں عیب نکالتے تھے اور اسی پر اکتفا نہ کیا اپنے شیعوں کو برانگیختہ کیا اور اس غریب کا خون کرا دیا سبحان اللہ اب اہلسنت شیعوں کے سامنے کس منہ سے کہیں گے کہ صحابہ ثلثہ و اہلبیت علیہم السلام آپس میں شیر و شکر تھے ان میں کمال اتحاد و محبت تھی و مراسم وداد مرعی - اگر انہیں حرکات کا نام محبت و مداقت ہے جو موافق اس خط کے امیر المومنین و امام المتقین حضرت [illegible] سے سرزد ہوئی تھیں تو معلوم نہیں کہ ان بزرگواروں کے نزدیک بغض و عداوت کس جانور کا نام ہے - **بالجملہ** جب یہ خط امیر المومنین نے ملاحظہ فرمایا تو انکا جواب اسطرح پر لکھا قلم کیا **اما بعد** تیرا خط پہنچا تو نے جو لکھا ہے کہ حقتعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کو برگزیدہ کیا اور صحابہ کے ساتھ انکی نصرت تائید فرمائی یہ ہر دو عجیب بات ہے کہ عجب کو زمانہ نے [illegible] تیری طرف سے ہم پر پوشیدہ کر رکھی تھی تو ان احسانات الٰہی کا جو اس جلیل شان نے ہم پر بذریعہ اپنے نبی کے مبذول فرمائے ذکر کیا ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ کاہل تیر انداز کو کوئی تیر چلانا سکھلائے یا نخلستان ہجر (یمن میں ایک شہر کثرت خرما سے مشہور ہے) کی طرف خرما لیجائے تیرا خیال ہے کہ اسلام میں سب سے افضل عمر و ابوبکر ہیں یہ وہ بات ہے کہ اگر ثابت ہوجاوے تو تجھے اس سے مفید نہیں اور جو غلط نکلی تو کوئی ضرر تیری طرف راجع ہونیوالا نہیں تجھے فاضل و مفضول اور خادم و مخدوم میں تمیز کرنے سے کیا واسطہ تو طلقاء مکہ (جو کفار کہ بروز فتح مکہ حضرت رسول خدا نے قید غلامی سے آزاد فرمائے) و پسران طلقا کو درجات اولین

نائل التمر الی ہجر [illegible] ضرب المثل ہے عرب میں کہتے ہیں جو کسی شے کو اسکے معدن و منبع کو لیجائے - اصل اسکی یہ ہے کہ ایک شخص ہجر سے بصرہ میں آیا کہ مال تجارت خرید کرے [illegible] [illegible] مال کوئی شے دستیاب نہ ہوئی لاچار تمام روپیہ کے خرما خرید لیا اور ہجر لیگیا اور مکان میں رکھ چھوڑا کہ گران ہوں تو فروخت کروں مگر وہ ارزاں ہی ارزاں ہوتے گئے [illegible] تمام [illegible] ہوگئے اور مال تلف و ضائع ہوا [illegible] یہ مثل مشہور ہوئی اور ہجر کثرت خرما میں معروف و مشہور ہے حتیٰ کہ بعض اوقات وہاں ایک دینار کو [illegible] بار خرما فروخت ہوتا ہے اور ایک جلہ ایک سو رطل کا ہے پس پانچہزار رطل ایک دینار کو ہوا اس قدر ارزانی و فراوانی کسی دوسرے مقام پر مسموع نہیں ہوئی ۱۲ دار الانوار

ہیں امتیاز کرنے اور انکے درجات کی تشخیص و تعیین کرنے سے کیا نسبت ای معاویہ تو کس لیے خاموش نہیں بیٹھتا مگر اس جلیل الشان کام سے تیرے مرتبہ کی کوتاہی تجھ پر پوشیدہ ہے کہ اپنی حد سے تجاوز کرتا ہے تجھے غالب و مغلوب سے کیا کام جبکہ تو گمراہی میں ہمہ تن غرق ہے اور حد اعتدال تجھسے باہر نکلا ہوا ہے میں اپنے فضائل کو تیرے سامنے فخریہ بیان نہیں کرتا بلکہ نعمات الٰہی کو جو مجھ پر مبذول ہیں ظاہر کرتا ہوں تاکہ شکر اس جناب کا بجالاؤں بتحقیق کہ مہاجرین سے بہت لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوئے سبکے لئے اجر و ثواب ہے مگر ہم میں سے جو حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے تو سید الشہداء کہلائے اور رسولخدا نے ستر تکبیروں کے ساتھ ان پر نماز پڑھی علاوہ بریں بہت سے مسلمانوں نے راہ خدا میں ہاتھ نذر کیے اور درجات اخروی پائے مگر ہم میں سے جو جعفر بن ابیطالب کے ہاتھ کاٹے گئے تو حقتعالے نے بہشت میں انہیں بعوض انکے دو پر عطا کئے کہ پرواز کرتے ہیں اور اگر اپنی ستائش کا کرنا قبیح نہوتا تو ذکر کرنیوالا (یعنی میں اپنے) وہ مناقب و محاسن بیان کرتا کہ مومن اسکی تصدیق کرتے اور عامہ سامعین اسکا انکار نہ کر سکتے پس اے معاویہ دروغ زنوں سے جدا ہو - بتحقیق کہ ہم صنائع پروردگار ہیں اور کل عالم ہمارے لئے مصنوع اور مخلوق ہوا ہے اور آگاہ رہ کہ تمہارے ساتھ ہماری نسبتے باطنی میل جول سابقہ سے ہمارے مراتب عالیہ میں کمی نہیں آئی اور نہ تم اس مواصلت و مناکحت سے ہماری مثل ہوگئے ہو اور یہہ کسطرح ہو سکتا ہے حالانکہ رسول خدا صادق امین ہم سے ہے اور ابوسفیان کاذب و مکذب تم سے - اسد اللہ و اسد رسول ہم سے و اسد الاحلاف کہ اسد بن عبد العزی ہے تم سے سردار جوانان بہشت حسنین ہم سے صبیۃ النار یعنی عقبہ بن ابی معیط تم سے سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا دختر رسولخدا ہم سے حمالۃ الحطب ام الجمیل خواہر ابوسفیان زوجہ ابولہب تم سے علاوہ انکی اور بہت ایسی باتیں ہیں جنسے جاہلیت و اسلام میں ہمکو تم پر شرف و مزیت حاصل ہے کلام خدا ہماری فضل پر گواہ ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ یعنی اقارب بعضے انمیں سے اولی و احق ہیں بہ نسبت بعض کے میراث میں پس میری اور میری اولاد سے زیادہ حضرت رسولخدا کی نسبت کوئی قرابت قریبہ نہیں رکھتا اور نیز وہ جل شانہ فرماتا ہے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی سب آدمیوں میں بہ نسبت ابراہیم کے اولے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسکی اطاعت کی اور یہہ نبی اور ایمان لانے والے اور اللہ تعالی ولی مومنوں کا ہے پس ہم کبھی قرابت کی وجہ سے اولے ہیں اور کبھی اطاعت کی جہت سے جب بروز سقیفہ مہاجرین نے انصار پر غلبہ پایا تو بوجہ قرابت رسولخدا کے پایا پس اگر قرابت استحقاق خلافت میں حجت ہے تو ہم سب سے زیادہ اولی ہیں اور جو اسکو امر خلافت میں مداخلت نہیں تو انصار اپنے دعوے پر بدستور باقی ہیں مہاجرین کو ان پر غلبہ نہیں اور یہہ جو تو کہتا ہے کہ میں نے خلفاء ثلثہ پر حسد کیا اور ان پر باغی ہوا اگر یہہ درست ہے تو تجھے یہہ منصب نہیں کہ تجھ سے اسکی بابت عذر خواہی کروں اور یہہ جو تو کہتا ہے کہ میں مثل شتر بیعت کے لیے کشاں کشاں بلوایا جاتا تھا پس قسم بخدا کہ تو نے اس کلمہ سے میری مذمت کرنی چاہی تھی مگر مدح کی اور میرا افتضاح چاہا تھا خود رسوا ہوا کسلیئے کہ اگر مرد مسلم پر کوئی ظلم کیے تو اسکے لیے کوئی عیب نہیں جبتک کہ اسے اپنے دین و یقین میں شک نہو - یہہ میری طرف سے حجت ہے تیرے سوا اور لوگوں کے لئے بھی تجھ سے بقدر ضرورت کلام کیا گیا اور تو نے جو عثمان کا ذکر کیا تو چونکہ وہ تجھ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اسکے خون کی جوابدہی بھی تیرے ذمہ ہے اب میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ اس کا زیادہ تر کون دشمن ہے آیا وہ کہ جس نے اسکے اعدا سے حفاظت کرنے میں تا بمقدور سعی کی تھی کہ وہ خود اسے مانع آیا یا وہ کہ جس سے اس نے بتکرار اعانت چاہی اور اس نے تساہل کیا اور اپنی جگہ سے حرکت تک کی حتے کہ دشمنوں نے اسے قتل کیا مجھ پر لازم نہیں کہ عثمان کے مقدمہ میں تجھ سے عذر خواہی کروں کیونکہ میں نے اسکو بارہا اسکے افعال نکوہیدہ پر تنبیہ کیا کہ باز رہے اور راہ راست اختیار کرے - مگر اس نے نہ مانا اور اگر میرا ہدایت و نصیحت کرنا ہی جرم ہے تو یہہ کوئی نئی بات نہیں بسا بیشتر اوقات بے گناہ مورد لوم و طعن ہو جاتے ہیں مجھ سے جس قدر ممکن تھا اسکے کام میں اصلاح کا ارادہ کیا وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

اور تو جو مجھے اور میرے صحاب کو تلوار سے تہدید کرتا ہے تو اس بات نے مجھے بعد گریہ بسیار کے خندان کیا تو نے کب دیکھا تھا کہ اولاد عبد المطلب نے معرکہ جنگ سے فرار کیا ہو یا تلوار دیکھ
کر ڈر گئے ہوں پس اے معاویہ عنقریب تجھکو وہ لوگ طلب کرینگے جنکا تو اب طالب ہے اور وہ حادثہ تجھے پیش آنیوالا ہے جس سے تو دور ہی چاہے گا میں جلد مع مہاجرین و انصار و
تابعین باالاحسان کے لشکر ہائے گران کے ساتھ تیری طرف کوچ کرتا ہوں جنکی گرد و غبار سے دنیا تیری نظروں میں تیرہ و تار ہے اور آنکھیں خیرہ ہو جائینگی لباس کو اپنے
جسموں پر بجائے کفن کے پہنے ہوئے اور محبوب ترین اشیاء تمہارے نزدیک مرگ اور ملاقات پروردگار کا سبب ہو جائیگی اولاد غازیان بدر مع شمشیر ہائے ہاشمی
کے انکے ہمرکاب ہونگے جنکو تو قبل ازیں اپنے بھائی حنظلہ اور جد و خال کے مقدمہ میں امتحان کر چکا ہے اور ظالموں کے لیے یہی سزا وار ہے **وَالسَّلَامُ** جب یہ کتوب
معاویہ و عمرو عاص نے معائنہ کیا تو چونکہ جو باتیں وہ چاہتے تھے کہ امیر المومنین ابوبکر و عمر کی توہین و تشنیع تحریر کریں اور یہ انکو قبائل عرب میں مشتہر کریں حاصل نہ ہوئی
اپنی کرتوت پر پشیمان ہوئے۔ اور ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے امیر المومنین کو خط میں لکھا اما بعد ہم بنی عبد مناف ایک چاہ سے پانی لیتے اور پستان واحد
سے شیر پیتے تھے ہم سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ تھی اور کوئی قائم کسی قاعدہ پر فخر و فوقیت نہ رکھتا تھا ہمارا کلمہ مولف اور جماعت متفق تھی۔ ہمارے قلوب خباثت
سے پاک اور نفوس حسد سے بری تھے حتٰی کہ تم نے اے علی اپنے ابن عم (عثمان) پر حسد کیا اور آدمیوں کو برانگیختہ کرکے انکو مروا ڈالا اور ذرا بھی دست و زبان سے
انکی اعانت نہ کی۔ کاش جیسے انکے عیوب کا اشتہار دیا تھا انکی نصرت کا بھی اظہار کرتے کہ کسیقدر گنجائش عذر باقی رہتی۔ مگر تم برخلاف اسکے گھر میں بیٹھے رہے اور آفات
و آفاعی کو اُن پر مسلط کیا۔ وہ قتل ہوا تو مسرور و شادمان ہوئے اور منصب خلافت کے حاصل کرنے پر کمر باندھی بزرگان اسلام سے باکراہ و اجبار بیعت لی۔ پھر دو
شیخ مسلمین یعنی ابو محمد طلحہ و ابو عبد اللہ زبیر کو کہ بشارت بہشت تھے قتل کیا ام المومنین عائشہ کو اجلاف عرب و فساق کوفہ کے ہاتھوں سے ذلیل کرایا کہ کوئی اس پر طنز و
تمسخر کرتا تھا اور کوئی گھر کتا اور جھڑکی دیتا تھا میں پوچھتا ہوں کہ اگر تمہارے ابن عم (رسول خدا) اسوقت زندہ رہتے تو تمہاری ان حرکات پر راضی ہوتے یا نہ
علاوہ بریں تم نے دار ہجرت (مدینہ) کو ترک کیا حضرت رسول خدا نے فرمایا اِنَّ الْمَدِيْنَةَ لَتَنْفِیْ خَبَثَهَا كَمَا تَنْفِی الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ یعنے مدینہ اپنی خباثت و
پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہے جیسا کہ کورہ آہنگران چرک آہن کو مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ آنحضرت نے راست فرمایا اور مدینہ نے تمہاری چرک وجود سے اپنے تئیں خالی
کیا۔ پس تم نے کوفہ و بصرہ کو مکہ و مدینہ پر اختیار کیا اور خورنق و حیرہ کو معدن نبوت و رسالت پر ترجیح دی۔ حالانکہ اس سے پیشتر دو خلیفہ رسول اللہ سے اعراض
اور انکی بیعت سے انکار کرتے رہے اور اس امر کا قصد کیا جسکا کہ خدا نے تمکو اہل نہ جانا بخدا قسم کہ اگر اسوقت تمکو خلافت ملتی تو اسلام میں تفرقہ و تباہی راہ پاتی اور کفر و
ارتداد شائع ہوتا کیونکہ مسلمان تمہارے دست و زبان سے تنگ آجاتے۔ اب میں مہاجر و انصار کے ساتھ باشمشیر ہائے شامی و سنان ہائے قحطانی تمہاری طرف
آتا ہوں تاکہ حقتعالیٰ کے سامنے تم سے محاکمہ کروں پس اپنے نفس اور مسلمانوں پر رحم کرو اور قتلہ عثمان کو جو تمہارے حواشی و حواری بنے ہوئے ہیں میرے حوالے
کرو ورنہ آگاہ رہو کہ تمہارے اور تمہارے صحاب کی شان میں یہ آیہ صادق آتی ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا
مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ کہ حقتعالیٰ نے ایک قریہ کی مثال بیان کی کہ انکے باشندے
امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے انکا رزق ہر طرف سے بفراغت چلا آتا تھا پس انہوں نے نعمات خدا کی ناشکری کی حقتعالیٰ نے انکو لباس جوع و خوف
چکھایا بسبب انکے جو وہ کرتے تھے۔ امیر المومنین نے انکے جواب میں لکھا **اما بعد** ہم ابتدا میں ایسے ہی مجتمع تھے جیسا کہ تو نے اپنے خط میں ذکر کیا لیکن پہلی جدائی
فیمابین یہ ہوئی کہ ہم اسلام لائے اور تم نے کفر و شرک پر اصرار کیا دوسرا تفرقہ یہ ہے کہ ہم طریق حق پر مستقیم رہے اور تم فتنہ و فساد میں غرق ہو گئے کوئی تم میں سے اسلام

نہین لایا اور کراہت اور اسوقت جبکہ اسلام بقوت و شوکت خود حضرت رسول اللہ کا حامی و مددگار ہولیا۔ تو کہتا ہے کہ بیشک طلحہ زبیر کو قتل اور عائشہ کو بے عزت
کیا اور کوفہ و بصرہ مین سکونت اختیار کی چونکہ تجھکو ان امور سے کچھ علاقہ نہین تیرے پاس اس معاملے مین عذر خواہی کی بھی ضرورت نہین۔ تو لکھتا ہے کہ مین مہاجرین
و انصار کے ساتھ آؤنگا۔ مگر نہین جانتا کہ ہجرت بروز فتح مکہ جبکہ تیرا باپ ابوسفیان اور بھائی یزید اسیر ہوئے منقطع ہو چکی اگر اس طرف پیش قدمی کی تو بلا و عذاب کے
بہانے سبقت کرنیوالا ہے۔ ورنہ مین مثل باد تند و تیز کے تیرے سر پر آتا ہون جو موسم گرما مین چلے اور اپنی شدت و حدت سے چھوٹے بڑے پتھرون کو اپنے ساتھ اُڑا
لیجائے۔ آگاہ رہ کہ میرے پاس وہ تلوار جس سے تیرے جد و خال و برادر کو ایک مقام مین قتل کیا ہنوز موجود ہے تیری چشم بصیرت پر بلاشبہ پردہ پڑ گیا ہے اور شیطان نے
تیری عقل پر غلبہ پایا ہے کہ اس امر کا طالب ہے جس سے بمراحل دور ہے اور اس درجہ پر چڑھنا چاہتا ہے جو بجائے نفع کے تیرے لئے ضرر کا باعث ہے اور تیرے قول و فعل مین نہایت
تفاوت ہے اور تو اپنے اعمام و اخوال سے بہت ہی قریب مشابہت رکھتا ہے جنہون نے براہ شقاوت رسالت پیغمبر خدا کا انکار کیا اور اسی کفر و جحود مین قتل ہوئے
نہ قتل سے آپکو بچا سکے نہ حریم حرمت کی حفاظت کی اور تو قاتلان عثمان کا بہت تذکرہ کرتا ہے تجھکو چاہئے کہ پیشتر اور مسلمانون کیطرح ہماری بیعت مین داخل ہو پھر اس
مقدمہ مین دادخواہی کر تاکہ مین تمہارے درمیان بموجب کتاب اللہ بحق فیصلہ کرون لیکن یہہ بات جو کہ تو چاہتا ہے ایسی ہے جس سے طفل رضیع کو ابتدا دو سال مین
فریب دے سکتے ہین **ابن ابی الحدید** کہتا ہے کہ یہہ اجمالی جواب ہے جو امیر المومنین نے اسکے خط کا دیا مفصل اس طرح پر ہے کہ طلحہ زبیر نے عہد شکنی کی کہ آپ اپنے
قتل کیا اگر طریق مستقیم اطاعت پر قائم رہتے تو کیون مارے جاتے۔ جو بحق قتل ہوا اسکا خون ہدر ہے اور انکا مومن و جنتی ہونا مشروط ہے اسپر کہ خاتمہ بالخیر ہوا اور اسمین
کلام ہے کہ انکا انجام نیک ہوا یا نہ اور عائشہ اگر اپنے گھر مین بیٹھتی تو اعراب اہل کوفہ کے روبرو فضیحت نہ ہوتی۔ امیر المومنین کا اسمین کیا قصور آنحضرت نے پھر بھی انکا
احترام ملحوظ رکھا۔ اگر عمر سے وہ اس طرح پیش آتی اور وہ اسپر فتح پاتا تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا۔ مگر علی علیہ السلام حلیم و کریم تھے۔ اور یہہ بات کہ رسول اللہ زندہ
ہوتے تو ناراض ہوتے یا راضی امیر المومنین اسکو معاویہ پر منقلب کر سکتے تھے یعنی کہہ سکتے تھے کہ اگر وہ حضرت زندہ ہوتے تو راضی ہوتے کہ انکی زوجہ انکے برادر و وصی کو ایذا دے
اور تو اے ابن ابوسفیان آنحضرت سے امر خلافت مین نزاع کرے اور جماعت مسلمانان مین تفرقہ ڈالے اور نیز راضی ہوتے کہ طلحہ زبیر علی سے بیعت کرکے بلا حجت و شبہہ
اسکو توڑ ڈالین اور کہین کہ ہمکو زر و مال مطلوب ہے چونکہ سُنا ہے کہ بصرہ مین مال کثیر ہے لہذا اس طرف کو جاتے ہین۔ لیکن مدینہ سے آنحضرت کا باہر جانا پس اسمین کوئی
قباحت نہین کس لئے کہ اطراف اسلام مین مفسدہ و بغاوت شائع تھی اگر امیر المومنین اسکے دفعیہ و انسداد کے لئے باہر گئے تو کیا بُرا کیا کیا ہر شخص جو مدینہ سے باہر
گیا خبیث ہے۔ عمر بارہا شام کو گیا خود معاویہ عمر بھر مدینہ سے خارج رہا وہ بھی خبیث بلکہ اخبث ٹھیرا علی ہذا طلحہ زبیر و عائشہ جنکے معتقد ہین وہ تعصب رکھتا تھا
اور ایسے لوگون پر محبت لاتا تھا مدینہ سے باہر گئے اور صلحائے صحابہ مانند عبد اللہ بن مسعود و ابوذر غفاری اس سے باہر رہے اور دور دراز ملکون مین فوت ہوئے اور
یہہ کہ وہ حضرت عثمان کی نصرت سے باز رہے اور اسکے قتل ہونے پر شماتت کی اور لوگون کو اپنی بیعت پر مجبور کیا یہہ صرف دعوے ہین جن پر کوئی دلیل نہین اور نفس الامر
اسکے برخلاف ہے۔ اور عمر و ابوبکر کی بیعت سے ان حضرت کا پہلو تہی کرنا اور اپنے لئے خلافت طلب کرنا۔ علی اس سے انکار نہ رکھتے تھے اور اسمین ذرا شبہہ نہین کہ وہ
رسول خدا کی وفات کے بعد مجملاً دعوے دار خلافت تھے لیکن شیعہ کے نزدیک اس لئے کہ منصوص من اللہ تھے۔ اور ہمارے صحابہ کے نزدیک اور وجوہ سے۔ اور
یہہ کہ اگر وہ اسوقت خلیفہ ہوتے تو اسلام مین تباہی پڑتی یہہ ایک علم غیب ہے جسکو سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے کوئی نہین جان سکتا۔ مگر غالب یہہ ہے کہ اگر اس وقت
خلافت ملتی تو کوئی خرابی نہ آتی۔ کیونکہ یہہ فتنہ و فساد جو اسوقت حادث ہوئے اسی سبب ہوئے کہ عثمان کے بعد جو تھے مرتبہ پر آپ کو خلافت ملی۔ جبکہ اور دن کے

تقدم سے اُنکی قدر صغیرہ و شان خفیف ہوچکی تھی - اور سابقین نے تابعین کے دلوں میں راسخ کر دیا تھا کہ وہ حضرت کا بل طور سے صلاحیت خلافت نہیں رکھتے - پس اگر بعد عمر کے بلا فاصلہ امیر المومنین خلافت اس جناب پر فائز ہوتے تو باعث جلالت قدر و قرب اختصاص اُنکے با اشرف الناس امر دوسری نہج پر ہوتا - اور یہہ کہ انہیں فخر و زہو تھا لوگ آپکے دست و زبان سے بتنگ آتے ہیں - صحیح وصف آنحضرت کا نہیں کیونکہ ہر چند فخر و زہو رکھتے تھے مگر نہ ایسا بلکہ باوجود اسکے لطیف ترین خلائق تھے از روئے اخلاق کے تمام ہوا کلام ابن ابی الحدید کا مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصول کے موافق معاویہ مستحق جواب نہیں کیونکہ اسکا کفر و نفاق ہر باب میں ظاہر و عیان ہے امیر المومنین جو مناسب جانتے تھے جواب دیتے تھے اور وہی امر حق و صواب تھا اور شک نہیں کہ وہ حضرت بہرحال حق پر تھے اور حق آپکے ساتھ تھا - احتجاج میں ہے کہ جواب میں امیر کو لکھا کہ میں فضائل کثیرہ رکھتا ہوں - میرا باپ جاہلیت میں سید و سردار تھا - میں اسلام میں بادشاہ ہوا علاوہ بریں صہر رسول خدا خال المومنین و کاتب وحی ہوا ہوں امیر نے یہہ خط پڑھا تو فرمایا پسر آکلۃ الاکباد میرے سامنے فضائل کا ذکر زبان پر لاتا ہے اے کاتب لکھ ؎ محمد النبی اخی و صہری ✦ و حمزۃ سید الشہداء عمی ✦ و جعفر الذی یضحی و یمسی ✦ یطیر مع الملائکۃ ابن امی ✦ و بنت محمد سکنی و عرسی ✦ مسوط لحمہا بدمی و لحمی ✦ و سبطا احمد ابنای منہا ✦ و ایکم لہ سہم کسہمی ✦ سبقتکم الی الاسلام طرا ✦ مقرا بالنبی فی بطن امی ✦ و صلیت الصلوۃ و کنت طفلا ✦ صغیرا ما بلغت اوان حلمی ✦ و اوجب لی ولایتہ علیکم ✦ رسول اللہ یوم غدیر خم ✦ الا من شاء فلیؤمن بہذا ✦ و الا فلیمت کمدا بغم ✦ انا البطل الذی لن تنکروہ ✦ لیوم کریہۃ و لیوم سلم ✦ فویل ثم ویل ثم ویل ✦ لمن یلقی الالہ غدا بظلمی ✦✦✦ ترجمہ اشعار محمد نبی میرے برادر و خسر ہیں - اور حمزہ سید الشہداء میرے چچا ہیں جعفر کہ صبح و شام فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں ماں جائے بھائی ہیں - دختر رسول خدا میری آرام دل و زوجہ ہیں کہ انکا خون و گوشت میرے گوشت و خون سے پیوستہ ہے - دو سبط رسول میرے دو بیٹے اُس سے ہیں پس کس کا حصہ میرے حصہ کے برابر ہے سبقت کی میں نے تم سب پر طرف اسلام کے حالانکہ اقرار کرنے والا تھا نبی کا شکم مادر میں - اور نماز پڑھی حالانکہ طفل صغیر تھا زمانہ بلوغ کو نہ پہنچا تھا - واجب کیا رسول خدا نے میری ولایت کو تم پر روز غدیر خم آگاہ رہو کہ جو چاہے اس پر ایمان لائے ورنہ غم و الم میں مر جائے میں وہ بطل دلیر ہوں جسکو تم روز صلح و روز جنگ جانتے ہو - پس ویل ہے پھر ویل ہے پھر ویل اسکے لئے ہے جو فردا ازروئے ظلم کرکے خدا سے ملاقات کرے - معاویہ نے کہا اس خط کو پوشیدہ کرو ایسا نہو کہ اہل شام اسکو پڑھیں اور پسر ابوطالب کیطرف مائل ہوں - ابن ابی الحدید کو بعد نقل اوس سوال و جواب باہمی کے یارا ضبط نہ رہا اور بے تابی سے توان تقریر دل آپکی زبان قلم سے نکل پڑی مشرح نہج البلاغہ میں کہتا ہے کہ ہر چند عجائبات روزگار و انقلاب لیل و نہار بیحد و شمار ہیں مگر عجیب تر انہیں سے ایک یہہ ہے کہ اس غدار کی گردش نے علی جیسے شخص کو معاویہ کا نظیر و عدیل قرار دیا تا اینکہ طرفین باہم پُرسش رسائل متوجہ ہو کر مقابلہ و مناظرہ کی نوبت پہنچی کوئی بات وہ اپنی زبان مبارک سے نکالتے تھے الا اینکہ معاویہ مثل اُس کے یا اُس سے سخت تر انکو سناتا تھا - کاش اس وقت حضرت رسولخدا زندہ ہوتے اور بچشم خود مشاہدہ کرتے کہ وہ سلطنت اسلام جسکی تائید میں سنان و تیر و گرز و شمشیر کام آئے تھے اور نفس نفیس نے تنہا اعظیم کو متحمل فرما کر اُسکے ارکان محکم اور ایک عالم کو اُسکا مسخر و مطیع کیا تھا اُنکے دشمنوں کو نصیب ہوئی جنہوں نے بجائے قبول دعوت کے آنحضرت کی تکذیب کی اور اُنکو وطن سے آوارہ کیا اور لشکر بیسگر بیرون اُنکے چہرہ مبارک کو گلگون کیا عزیز و انصار انکے قتل کئے عم آپکا امیر حمزہ کشتہ اُنہی کا مرا تھے گویا وہ جناب اپنے اہل عدا کے لئے یہہ کوشش کرتے تھے اور انہیں کی راحت رسانی کے لئے یہہ زحمتیں جھیلتے تھے ابوسفیان عثمان کے زمانہ میں حمزہ

سید الشہداء کی قبر پر آیا اور اسمیں ٹھوکر لگا کر کہنے لگا اے ابوعمارہ جس سلطنت پر کل ہمارے تمہارے درمیان تلواریں کھنچی تھیں وہ آج ہمارے لڑکون کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے کھیل رہے ہیں **مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی مرسل حق سبحانہ تعالیٰ کے ہیں کہ اس جل شانہ کیطرف سے کافہ خلائق کیطرف بھیجے گئے وہ حضرت اشاعت دین اسلام میں بموجب حکم حقتعالیٰ کے مساعی جمیل بجا لائے اور احکام الٰہی کو بے کم وکاست بندگان خدا تک پہنچایا از انجملہ خلافت امیر المومنین و باقی ائمۂ طاہرین کو کہ جزو ایمان و ضروریات دین سے تھا خلقت کے سامنے بیان کر دیا پس سعی آنحضرت کی بالتمام مشکور اور وہ بہر حال عند اللہ مثاب ماجور ہیں اگر ان اوقات میں زندہ ہوتے اور خلافت کو عمر بکر کے ہاتھ میں مغصوب مسلوب پاتے تو اُسیقدر دلگیر ہوتے جتنا کہ ابتدائے نبوت میں اپنی تکلیف دیکھکر ہوتے تھے نہ یہ کہ اپنی تکالیف کو رائگان اور زحمتون کو ضائع جانتے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَلَتَاتِ اللِّسَانِ وَسَقَطَاتِ الْقَلَمِ پھر ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ اس حد تک بھی بس نہوئی اور نوبت باینجا رسید کہ معاویہ نے علیؑ کی برابری کا دم بھرا اور روبروئے اُس جناب کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ کو کھڑا ہوا بعد ازان ان اشعار کو بطریق تمثیل کے لکھتا ہے ؎ اِذَا عَیَّرَ الطَّائِیَّ بِالْبُخْلِ مَادِرٌ ٭ وَقَرَّعَ قُسًّا بِالْفَہَاھَۃِ بَاقِلُ ٭ وَقَالَ السُّہَا لِلشَّمْسِ اَنْتَ خَفِیَّۃٌ ٭ وَقَالَ الدُّجٰی یَا صُبْحُ لَوْنُکَ حَائِلُ ٭ وَفَاخَرَتِ الْاَرْضُ السَّمَاءَ سِفَاھَۃً ٭ وَکَاثَرَتِ الشُّہْبَ الْحَصٰی وَالْجَنَادِلُ ٭ فَیَا مَوْتُ زُرْ اِنَّ الْحَیٰوۃَ ذَمِیْمَۃٌ ٭ وَیَا نَفْسُ جِدِّیْ اِنَّ دَھْرَکِ ھَازِلُ ٭

ترجمہ جبکہ مادر جیسا بخیل حاتم طائی کو بخل کا عیب لگائے اور باقل احمق قس بن ساعدہ کو سفاہت و نادانی پر سرزنش کرے اور ستارہ سہا مہر تابان کو کہے کہ تو مخفی و پوشیدہ ہے اور شب تاریک صبح کے رنگ کو میلا بتلائے اور ارض سافل فلک عالی کے سامنے از روئے حماقت فخر کرے اور سنگریزے شہاب ثاقب پر فوقیت کا دم بھرنے لگیں پس اے موت تو ملاقات کر کہ زندہ رہنا ایسی صورتون میں مذموم ہے اور اے جان تو بدن سے نکل کہ تیرا زمانہ بیہودہ پن کی باتیں کرنے لگا۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ کاش میں بھی جانتا کہ امیر المومنین نے معاویہ کی ساتھ باب رسل رسائل کیلئے کھولا اگر کوئی ضرورت ہی اسکی داعی تھی تو کیون صرف غلط و پند پر کفایت کی اپنے مناقب و مفاخر کا ذکر کیلئے زبان پر لائے جس سے اسکو مقابلہ کی جرأت پیدا ہوئی اس سفیہ احمق سے اپنی حفاظت کرنی تھی نہ یہ کہ اسپر باضافہ ابوالاعور سلمی و ابوموسیٰ اشعری و عمرو عاص و حبیب بن مسلمہ قنوتات نماز و خطبہ میں لعنت فرمائی کہ اسکے جواب میں اُس نے حضرت پر مع حسنین علیہما السلام و عبد اللہ بن عباس و مالک اشتر کے لعنت کرکے روسیاہی دارین اپنے لئے مہیا کی۔ پھر خود ہی کہتا ہے کہ شاید باعث ان امور کا کوئی مصلحت خفیہ ہو جو کہ ہم پر پوشیدہ ہے۔ جامع اوراق کہتا ہے کہ بعض اعلام نے افادہ فرمایا ہے کہ قطع نظر اسکے کہ امیر المومنین امام معصوم منصوص من اللہ والرسول تھے لاجرم جو کچھ وہ کہتے اور کرتے تھے عین حکمت و مصلحت و حکم خدا اور رسول تھا۔ ہمارے عقول ناقصہ اُسکی مصالح و محاسن کا ادراک کر نہیں پاتے پس آنحضرت کے افعال و اقوال پر اعتراض کرنے والا خارج از دائرہ ایمان ہے مگر نظر بظاہر بھی باعتبار قانون ملک و سلطنت ان امور کا جواب یہہ ہو سکتا ہے کہ ملک شام ابتدائے فتح سے بنی اُمیہ کے قبضہ میں رہا پہلے یزید بن ابوسفیان پھر معاویہ نے وہان کی حکومت کی اہل شام اُنکو اور اُنکے مقرر کرنیوالون عمر و ابوبکر کے سوا کسیکو نہیں پہچانتے تھے فضائل و مناقب اہل بیت عصمت علیہم السلام اُنکو بہت کم پہنچے تھے امیر المومنین بذریعہ خطوط اُسکا اظہار کرکے حجت کو اُن پر تمام کرتے تھے۔ اور نیز اس خط وکتابت سے ایک بڑا فائدہ یہہ ہوا کہ جنگ میں تاخیر ہوگئی کہ اُدھر تو معاویہ کا خطا و عصیان پر اصرار کشت و فساد روزگار ہو گیا اور اس طرف سامان جنگ جسقدر مطلوب تھا حسب دلخواہ مہیا ہو گیا کیونکہ جو لشکر مہم بصرہ پر تھا جنگ شام کے لئے کافی نہ تھا۔ اور قنوت اور خطبون میں آنحضرت کا معاویہ و انصار و احزاب معاویہ کو لعن کرنا ہو سکتا ہے کہ اُس جناب پر واجب ہو جسکا ترک نہ کر سکے یا بنیت قصاص ہو کہ

مادر بکسر دال مہملہ ایک شخص بخیل کا نام ہے جو عرب میں اپنے بخل کی جہت سے ضرب المثل تھا جیسا کہ حاتم طائی اپنی جود و سخا سے۔ ۱۲ قس بن ساعدہ ایادی تمام عرب کی تیزی عقل میں ضرب المثل ہے اور باقل حماقت و بیوقوفی میں ۱۲

اگر وہ بھی اس کا جواب ہو اور فرزندان رسول کو شریک گردانے تو کفر اُسکا جہان پر روشن ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آج اہل تشیع بالتمام اور اہل سُنّت سے معتزلی و تفضیلی اُسے کافر جانتے ہیں الا عصبیت و ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں کہ اکثر سُنّی باوجود اسکے بھی خال المومنین کہیں اور بہمال تعظیم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہکر اُسکا نام لیں۔

قصہ طرماح بن عدی

مجالس المومنین میں تاریخ ابن ہلال سے اور بحار میں دیگر کتب سے نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین جنگ جمل سے واپس تشریف فرمائے کوفہ ہوئے تو معاویہ نے حضرت کی خدمت میں نامہ لکھا اما بعد تم نے نفع کو چھوڑا اور ضرر کی راہ اختیار کی کتاب خدا و سنت رسول کے برخلاف عمل کیا تحقیق کہ میں نے سنا جو کچھ کہ تو حواریٔ رسول خدا و اُم المومنین عائشہ کے ساتھ تم نے سلوک کیا قسم بخدا کہ میں وہ آتشی پارہ تمہاری طرف بھیجونگا جنکو مینہ پانی بجھا سکے نہ ہوا ہلا سکے اِذَا وَقَعَ وَقَبَ وَاِذَا وَقَبَ نَقَبَ وَاِذَا نَقَبَ اَلْتَهَبَ جہاں لگیں گڑھے ڈالیں اور گڑھوں سے سوراخ ہو جائے اور سوراخوں سے آتش افروزاں ہو پس کثرت افواج و سامان جنگ تمکو ہرگز ہرگز مفر و رنہ کرے جب امیر المومنین نے یہہ خط قرأت کیا تو اُس کا جواب اس طرح پر تحریر فرمایا یہہ خط بندہ خدا علی امیر المومنین برادر و وصی رسول رب العالمین کیطرف سے ہے جس نے تیرے جد و خال و عم کو بروز بدر قتل کیا اور وہ تلوار جس سے انکو بیجان کیا میرے پاس ہے میرے دست و بازو ثبات صدر و قوت جسد و تائید خدا احد و صمد سے اسیطرح پر انکو اُٹھائے ہیں جس طرح حضرت رسول نے مجھکو دی تھی قسم بخدا کہ میرے اوضاع و اطوار میں ذرا تغیر نہیں آیا اسی دین اسلام پر قائم ہوں اور رسالت محمد مصطفٰے کا قائل ہوں اور وہی تلوار ابد امیرے ہاتھ میں ہے پس اے معاویہ بہت سعی و تلاش سے اپنی رائے کو استوار کر تحقیق کہ شیطان نے تجھکو اغوا کیا ہے اور جہل و طغیان تجھ میں مستقر ہوا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْآ اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ پس یہہ خط طرماح بن عدی بن حاتم طائی کو دیا کہ شام کو لیجائے اور ایک شتر سرخ مو سفید شکم سیاہ چشم اُسکی سواری کو عنایت کیا یہہ طرماح مرد طویل و جسیم فصیح و گویا تھا کلام میں کسی سے بند نہوتا اور جواب سے عاجز نہ آتا تھا اُس نے خط کو لیا اور گوشہ عمامہ میں باندھ لیا اور سوار ہو کر شام میں جا پہنچا دیکھا تو اتفاقاً اُسوقت عمرو عاص و مروان حکم و شرجیل و ابو الاعور و ابو ہریرہ بیرون شہر ایک باغ میں سیر کر رہے ہیں ایک اعرابی دراز قد شتر سوار کو آتا دیکھکر باہم کہنے لگے کہ آؤ تھوڑی دیر اسکی ساتھ تمسخر و مزاح کریں نزدیک آیا تو عمرو عاص نے کہا هَلْ عِنْدَكَ خَبَرٌ مِّنَ السَّمَآءِ اے اعرابی تجھکو آسمان کی بھی کچھ خبر ہے طرماح نے کہا نَعَمْ اَلْاَمْرُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَلَكُ الْمَوْتِ فِي الْهَوَآءِ وَاَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْقَفَآءِ فَاسْتَعِدُّوْا لِمَا يَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْبَلَآءِ يَآ اَهْلَ الْعَدَاوَةِ وَالشَّقَآءِ یعنے ہاں حکم خدا آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ملک الموت زمین و آسمان کے درمیان ہے اور امیر المومنین تمہاری پشت پر ہیں جو بلا و مصیبت تمکو پیش آنے والی ہے اے صاحبان عداوت و شقاوت تم اُسکے لئے تیار رہو پھر پوچھا کہاں سے آتا ہے کہا اَقْبَلْتُ مِنْ عِنْدِ حُرٍّ تَقِيٍّ نَقِيٍّ زَكِيٍّ رَضِيٍّ مَرْضِيٍّ انہوں نے کہا کہاں جائیگا طرماح نے کہا اُرِيْدُ هٰذَا الْمُنَافِقَ الدَّنِيَّ الرَّدِيَّ الْمُرْدِيَّ الَّذِيْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ اَمِيْرُكُمْ اُسوقت انکو معلوم ہوا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب کا قاصد ہے معاویہ کے پاس اُنکا خط لیکر آیا ہے۔ پس عمرو عاص نے معاویہ کو ایک رقعہ لکھا اما بعد علی کے پاس سے ایک اعرابی بدوی بزبان فصیح و بیان بلیغ وارد ہوا ہے اُسکے جواب کے لئے آمادہ ہو۔ جب طرماح نے دیکھا کہ یہہ اصحاب معاویہ ہیں تو اپنی سواری سے اُترا اور بیٹھکر اُنسے باتیں کرنے لگا معاویہ کو خبر ہوئی تو اُس نے یزید کو امر کیا کہ سرا پردہ لگائے اور مجلس طول طویل ترتیب دے اور پس عمرو عاص وغیرہ طرماح کو

حکایت

خط امیر المومنین

یہہ عمرو عاص نے طرماح کی طول قامت پر پھبتی کہی ۱۲ طرماح بکسر طا و راء مہملہ و تشدید میم ۱۲ بحار

معاویہ کے دائرہ دولت پر لے گئے طرماح نے دیکھا کہ تمام آدمی بموجب شعار بنی امیہ سیاہ پوش ہین بولا مَا لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ كَانَّهُمْ زَبَانِيَةُ مَالِكٍ سے فی
مَضِيقِ الْمَسَالِكِ انکو کیا ہوا کیون لباس اہل جہنم کا پہن رکھا ہے پھر یزید کو دیکھا کہ اپنی کرخت آواز سے لوگون سے کلام کرتا ہے اور اُسکی ناک پر نشان ضرب
ہے۔ کہا مَنْ هٰذَا الْمَيْشُوْمُ الْوَاسِعُ الْحَلْقُوْمُ الْمَضْرُوْبُ عَلَى الْخُرْطُوْمِ یہہ بدبخت کون ہے جو گلا پھاڑکر باتین کرتا ہے اور خرطوم یعنی ناک پر
چوٹ کھائے ہے انہون نے کہا گستاخی نکر یہہ یزید بن معاویہ پسر امیر شام ہے طرماح نے کہا مَنْ يَزِيْدُ لَا زَادَ اللّٰهُ مُرَادَهٗ وَلَا بَلَغَهٗ مُرَادَهٗ کون یزید خدا اُسکو زیادتی
نہ بخشے اور وہ اپنی مراد کو نہ پہنچے۔ یزید نے اُسکو دیکھا تو کہا اے اعرابی امیر المومنین نے تجھکو سلام کہا ہے طرماح نے کہا امیر المومنین کا سلام مجھ پر کوفہ سے یزید نے
کہا اپنی حاجت بیان کر کہ روا کرون کہا میری حاجت یہہ ہے کہ مجھکو معاویہ کے پاس لیچل کہ مکتوب امیر المومنین اُسکو پہنچاؤن بروایتے یزید نے کہا کہ امیر المومنین کا
حکم ہے کہ تیری جو حاجت ہو رفع کرون طرماح نے کہا میری حاجت اُس سے یہہ ہے کہ وہ اس مقام سے کہ جہان پر بیٹھا ہے اُٹھ کھڑا ہوتا کہ جو اُسکے لئے احق واولی
ہے وہان جلوس کرے۔ بہرکیف یزید اُسکو معاویہ کے دربار میں لے گیا چونکہ نعلین پہنے تھا ملازمان معاویہ نے کہا اِخْلَعْ نَعْلَيْكَ اپنی جوتیان اُتار طرماح نے
اودھر اُدھر دیکھکر کہا اَهٰذَا الْوَادِي الْمُقَدَّسُ طُوًى فَاخْلَعْ نَعْلَيَّ کیا یہہ وادی مقدس طوے ہے کہ مین نعلین نکالون۔ پس معاویہ کو دیکھا کہ سریر سلطنت
تکیہ لگائے بیٹھا ہے ارکان دولت اُسکے گرد جمع ہین سب فرش کھڑے ہوکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَلِكُ الْعَاصِيْ عمرو عاص نے کہا۔ وَيْحَكَ
اے اعرابی کیا مانع ہوا تجھکو کہ بلفظ امیر المومنین اُس پر سلام کرے طرماح نے کہا ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ ہم مومنین ہین اُسکو کسنے ہمارے اوپر امیر کیا۔ معاویہ نے کہا
اے اعرابی تو کیا لایا ہے کہا ایک کتاب کریم ہے مرد کریم کیطرف سے معاویہ نے کہا مجھکو دے کہا مجھکو خوش نہین آتا کہ تیرے فرش پر قدم رکھون کہا میرے وزیر
(عمرو عاص) کو دے کہا هَيْهَاتَ فَقَدْ ظَلَمَ الْاَمِيْرُ وَخَانَ الْوَزِيْرُ بیہات امیر ظالم ہے اور وزیر خائن۔ کہا میرے بیٹے یزید کو دے طرماح نے کہا مَا رَضِيْنَا
بِاِبْلِيْسَ فَكَيْفَ بِاَوْلَادِهٖ ہم شیطان سے ناراض ہین تو اُسکی اولاد سے کاہیکو خوش ہونگے معاویہ نے کہا میرے اس غلام کو دے اور اشارہ کیا ایک غلام کی
طرف جو اُسکی پشت کیطرف کھڑا تھا کہا یہہ ایک مملوک ہے جسکو مال حرام سے خرید کیا ہے اور ناجائز کارمین لگایا ہے معاویہ نے کہا اے اعرابی پھر کس طریق سے
یہہ خط تجھ سے لیا جائے طرماح نے کہا طریقہ یہہ ہے کہ اپنے مقام سے اُٹھے اور میرے ہاتھ سے اسکو لے معاویہ غضبناک اپنی جگہہ سے اُٹھا اور خط کو لیکر پڑھا پھر گھٹنے
تلے رکھکر بیٹھ گیا اور پوچھا تو نے علی بن ابی طالب کو کس حال پر چھوڑا طرماح نے کہا بفضل خدا وہ مثل بدر طالع ہین اور اصحاب اُنکے گرد مثل نجوم تابان جس
کام کو امر کرتے ہین اُسکی طرف مبادرت کرتے ہین جس سے نہی فرماتے ہین اُس سے باز رہتے ہین اے معاویہ وہ حضرت اپنی جرأت وجلادت وشجاعت وشہامت
مین بطل یگانہ ودلیر فرزانہ ہین اگر تن تنہا ایک لشکر سے ملاقات کریں تو اُسکو ہزیمت دین حصن حصین آگے آئے تو خاک مین ملائین مبارز جنگ آزما کو دیکھ
پائین تو نیست ونابود فرمائین دشمن غدار اُنکے مقابلہ مین آئے تو ہرگز زندہ وسلامت نہ جائے معاویہ نے کہا حسن حسین کا کیا حال ہے کہا اِنَّهُمَا بِحَمْدِ اللّٰهِ
شَابَّانِ نَقِيَّانِ تَقِيَّانِ عَفِيْفَانِ صَحِيْحَانِ فَصِيْحَانِ اَدِيْبَانِ اَرِيْبَانِ لَبِيْبَانِ خَطِيْبَانِ سَيِّدَانِ سَنَدَانِ طَيِّبَانِ طَاهِرَانِ عَالِمَانِ
عَاقِلَانِ يُصْلِحَانِ لِلدُّنْيَا وَمُصْلِحَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ معاویہ نے کہا کس قدر فصیح وگویا ہے تو اے اعرابی طرماح نے
کہا اے معاویہ اگر تو بارگاہ ملائک پناہ امیر المومنین علی بن ابی طالب مین شرف یاب ہو تو ایسے ایسے فصحاء وبلغاء وفقہاء وظرفاء ونجباء وادباء

اشارہ ہے طرف آیہ شریفہ فاخلع نعلیک یا موسے انک بالوادی المقدس طوے کے طوے اُس وادی مقدس کا نام ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

پہنچیار اصفیا رتبہ سے دیکھنے میں آئیں۔ کہ دریائے عمیق حیرت میں غرق ہوا اور اُسکے ہہشور سے سر نہ اُبھار سکے جب نوبت کلام اس مقام تک پہنچی تو عمرو عاص نے آہستہ
معاویہ سے کہا کہ یہہ اعرابی بدوی ہے اگر کچھہ روپیہ اسکو دے دیا جاوے تو شاید تیرے حق میں کوئی کلمہ خیر اس سے صادر ہو۔ پھر اُس سے کہا اگر امیر تجھکو جائزہ عطا کرے
تو تو قبول کریگا۔ طرماح نے کہا اُرِیْدُ قَبْضَ رُوْحِہٖ مِنْ جَسَدِہٖ فَکَیْفَ لَا اُرِیْدُ قَبْضَ مَالِہٖ مِنْ یَدِہٖ یعنی میں اسکی روح کو اسکے بدن سے نکالنا چاہتا
ہوں۔ مال کو اس کے ہاتھ سے کیونکر نہ لونگا۔ معاویہ نے حکم کیا کہ دس ہزار درہم اسکو عطا کریں پھر کہا چاہتا ہے کہ اور زیادہ کروں طرماح نے کہا زِدْ فَاِنَّکَ لَا تُعْطِیْ مِنْ
مَالِ اَبِیْکَ وَاِنَّ اللّٰہَ وَلِیُّ مَنْ زَادَہٗ زیادہ کر تحقیق کہ تو اپنے باپ کے مال سے نہیں دیتا۔ اور حقتعالیٰ دوست ہے اُسکا جسکو زیادہ دے معاویہ نے اور دس ہزار
درہم کا حکم دیا اور کہا اور بھی چاہتا ہے طرماح نے کہا بہتر ہے کہ انکو وتر کرے کیونکہ حقتعالیٰ وتر کو دوست رکھتا ہے معاویہ نے کہا تیس ہزار درہم اُسکے لئے لائیں روپیہ کے
آنے میں دیر ہوئی تو طرماح تھوڑی دیر سے سر جھکائے منتظر خاموش رہا پھر سر بلند کیا اور کہا اے معاویہ مگر تو اپنے مہمانوں کی ساتھ مسخرہ پن و استہزا کرتا ہے کہ میرے لئے تیس ہزار
درہم کا حکم کیا حالانکہ نہ میں اُنکو دیکھتا ہوں نہ تو معاویہ نے کہا سو روپیہ جلد حاضر کریں روپیہ آیا اور طرماح کے آگے رکھا گیا۔ طرماح نے اُسپر قبضہ کیا اور خاموش تھا کچھہ
نہ کہتا تھا عمرو عاص نے کہا دیکھا تو نے جائزہ و انعام امیر المومنین کا طرماح نے کہا هٰذَا مَالُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ خَزَانَۃِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَخَذَہٗ عَبْدٌ
مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ○ یعنی یہہ مال مسلمانوں کا ہے خزانہ خدا سے اسکو ایک بندۂ صالح خدا نے لیا معاویہ نے کاتب کو کہا کہ اسکے خط کا جواب لکھہ قسم
بخدا کہ اس نے دنیا کو مجھہ پر تیرہ و تار کر دیا اور مجھکو اسکی طاقت نہیں منشی نے قلم و کاغذ اُٹھایا اور بموجب اشارۂ معاویہ لکھنا شروع کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ
خط ہے بندۂ خدا و پسر بندۂ خدا معاویہ بن ابوسفیان کی طرف سے علی بن ابیطالب کے نام تحقیق کہ میری افواج شمار میں نجوم آسمانی کے مانند ہیں کہ زمین باین وسعت
قسمت اُنکی گنجائش نہیں رکھتی یا بقدر ہزار بار شتر خردل کے کہ ہر دانہ کے نیچے ایک ہزار مقاتل جنگ آور ہو۔ طرماح نے یہہ مضمون معلوم کیا تو غصہ کر کہا قسم بخدا کہ اے معاویہ
علیؑ مانند آفتاب تابان کے ہیں جسوقت وہ طلوع کریں گے تیرے تارے سارے چھپ جاوینگے اور وہ ایک مرغ تیز بال قوی چنگال اشتر شخی رکھتے ہیں ان
تمام رائی کے دانوں کو اپنی منقار سے چُن لیگا۔ اور احتیاط سے اپنے حوصلہ میں رکھہ لیگا معاویہ کو غیظ آیا اور کاتب سے کہا کہ مت لکھہ عمرو عاص نے طرماح سے کہا
یہہ کیا لسانی و زبان درازی ہے کہ تو اپنے خدا کا جواب نہیں لکھنے دیتا طرماح نے اسکے بعد عہد کیا کہ اب کچھہ نہ کہونگا تمہارا جو جی چاہے لکھو پس نامہ تمام ہوا تو
طرماح نے لیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوا طرماح باہر گیا تو معاویہ اپنے صاحب کی طرف متوجہ ہوا اور بطریق خطاب کہا کہ اگر میں اپنا تمام
مال تم میں سے ایک کو دیدوں کہ عشر عشیر بھی اس کا جو اس مرد نے اپنے صاحب کی طرف سے ادا کیا بجا لائے تو ادا نہ کر سکے قسم بخدا کہ اس اعرابی نے عالم کو مجھہ پر
تنگ کیا۔ عمرو عاص نے کہا کہ اگر تجھکو وہ قرب و منزلت حضرت رسالت سے حاصل ہوتا جو علی بن ابی طالب کو ہے یا آنحضرت کی طرح تو بھی امر خلافت میں حق پر ہوتا تو
ہم اس اعرابی سے بڑھکر تیری رسالت ادا کرتے معاویہ نے کہا فَضَّ اللّٰہُ فَاکَ وَ قَطَعَ شَفَتَیْکَ وَاللّٰہِ لَکَلَامُکَ اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ کَلَامِ
الْاَعْرَابِیِّ یعنی خدا تیرا منہہ توڑے اور تیرے ہونٹ قطع کرے قسم بخدا کہ تیرا کلام مجھہ پر اعرابی کے کلام سے بھی سخت و دشوار ہے **روضۃ الصفا** میں ہے
کہ اہل دمشق سے ایک شخص نے ایک مرد کوفی پر ایک اونٹ کا دعوے کیا۔ صورت قضیہ معاویہ کے سامنے پیش ہوئی تو اُس نے فریقین کو اپنے روبرو طلب کیا۔
مدعی کی طرف سے پچاس شخصوں نے گواہی دی کہ یہہ ناقہ جو کوفی کے پاس ہے دمشقی کا ہے۔ معاویہ نے حکم کیا کہ شتر دمشقی کو دلایا جائے مرد کوفی نے کہا۔ کہ
اَصْلَحَکَ اللّٰہُ اَیُّهَا الْاَمِیْرُ یہہ شتر جمل (نر) ہے ناقہ (مادہ) نہیں معاویہ نے کہا اب حکم ہو چکا۔ مگر علیحدہ کوفی کو بلوا کر قیمت شتر اسکو دلوائی

اور کہا امیر المومنین علیؑ سے کہنا کہ مین ایک لاکھ ایسے مردوں کے ساتھ تم سے مقاتلہ کرونگا جو جمل و ناقہ مین تمیز نہین کرتے **مؤلف** روضۃ الصفا کہتا ہے کہ فی الحقیقت اگر اہل شام ناقہ و جمل و جدی و حمل خیر و شر و مادہ و نر مین فرق کرتے تو حضرت مقدس امیر المومنینؑ کے ساتھ ہرگز جنگ نہ کرتے - اور کبھی اُس جناب کے ساتھ خصومت و جدال کے مقام مین نہ آتے +

لشکر کشی امیر المومنین علیہ السّلام بجانب شام

منقول ہے کہ جب امضار مہم شام قطعی طور سے پیش نہاد ہمت والا نہمت امیر المومنینؑ و امام المسلمین ہو گئی - تو منادی کو حکم دیا کہ کوچہ و بازار کوفہ مین پکار دے کہ لوگ مسجد جامع مین مجتمع ہون مہاجرین و انصار و سران سپاہ حاضر ہوئے تو حضرت منبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا اے جماعت حضار و اے معشر مہاجر و انصار بہ تحقیق کہ تمہارے کلام راست و درست اور تمہاری رائے محکم و استوار ہے میرا قصد ہے کہ حرب معاویہ کے لیے جو ہمارا دشمن ہے متوجہ شام ہوں تمہاری جو رائے اس مقدمہ مین ہو اُس سے مطلع کرو یہ سنکر صحابہ خاص و شیعیان با اخلاص سے چند شخاص نوبت بہ نوبت اُٹھے اور اپنی رضامندی کا اظہار کر کے قبول دعوت فرمائی سب سے پہلے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص برادر زادہ سعد وقاص اُٹھے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ معاویہ اور اُسکے اصحاب جہلاء شام کو بحیلہ طلب خون عثمان فریب دیتے ہین حالانکہ یہ محض عناد اور سراسر انکی دنیا طلبی ہے آپ حکم دین کہ ہم لوگ ساز سفر درست کر کے اُن پر چڑھائی کرین پھر عمار یاسرؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا امیر المومنین ہر او نئے و اعلے کو معلوم ہو کہ یہ لوگ نصیحت قبول نہ کرین گے اور کبھی اطاعت مین شامل نہونگے وہ دنیا و مال و جاہ دنیا کو اس قدر دوست رکھتے ہین کہ کلمۃ الحق کی اُسکے مقابلہ مین کچھ وقعت کرین یا آخرت کا خیال بھی کبھی دل مین لائین پس جبکہ بہرحال اور انجام کار انکے ساتھ جنگ کرنا ہے تو جس قدر اس بارے مین تعجیل ہو اولے و انسب ہے جبوقت لشکر ہائے گران کے ساتھ اُنسے ملاقات ہو گی تو مکرر نصیحت کرین گے اگر قبول کیا تو بہتر ورنہ آتش حرب کو اُنکے ساتھ روشن کرین گے حَتّٰی یَحْکُمُ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ بعد ازان قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کھڑے ہوئے اور ایک فصل مشتمل اس قسم کے کلمات کی ادا کی - بزرگان انصار و کبرا اصحاب ابو ایوب و خزیمہ بن ثابت انصاری وغیرہ نے اُنسے کہا اے قیس کیا باعث ہوا کہ مشائخ قوم پر تمنے سبقت کی اور سب سے بڑھ کر کلام کیا قیس اسسے متعجب ہوئے اور کہا اس کا باعث یہ نہین کہ مجھکو بزرگون کی جلالت و قدر مین شک ہے بلکہ اس قوم کے کینہ سے دل تنگ تھا اس لئے بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا کلام انصار نے سہیل بن حنیف کی طرف اشارہ کیا کہ سب کی طرف سے کلام کرے سہیل اُٹھے اور عرض کی یا امیر المومنین نَحْنُ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتَ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتَ ہم ہر طرح آپکے مطیع و فرمان بردار ہیں جسکے ساتھ آپ جنگ کرین لڑنے کو موجود ہین اور جس سے مصالحت منظور ہو صلح کرتے ہین یہ بات اور لوگون سے دریافت کیجئے کہ ہم سے ضرورت استفسار نہین ہم بہرحال تابع رضائے حضرت ہین امیر المومنینؑ عامۂ ناس کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا سِیْرُوْا اِلٰی اَعْدَاۗءِ السُّنَنِ وَالْقُرْاٰنِ سِیْرُوْا اِلٰی بَقِیَّۃِ الْاَحْزَابِ وَقَتَلَۃِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ عجلت کرو اور دشمنان کتاب و سنت کی طرف چلو یہ لوگ بقیہ احزاب ہیں جنہون نے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ مین تلوار کھینچی اور مہاجرین و انصار کو قتل کیا **اُسوقت** ایک شخص اربد نام جو قبیلہ بنی فرازہ سے تھا اُٹھا اور کہا یا علیؑ تم چاہتے ہو کہ ہم آج شام جا کر برادران دینی کو قتل کرین جیسا کہ کل بصرہ پر کیا تھا بخدا قسم بہتر یہ ہے کہ آپ اس ارادہ سے باز آوین مالک اشتر نے جو یہ سنا جوش غضب مین کھڑے ہو گئے اور کہا اس فرازی کو گرفتار کرو فوراً لوگ دوڑے مگر فرازی فراری ہو گیا آخر لوگون نے جس بازار مین گھوڑے اونٹ وغیرہ چار پائے فروخت ہوتے تھے اُسے جا لیا اور اسقدر لکد کوب کیا کہ جان سے گزر گیا امیر المومنینؑ نے یہ سنا تو چونکہ اُسکا قاتل کوئی شخص خاص معلوم نہوا اُسکا خون بہا

بیت المال خاص سے ادا کیا **بالجملہ** مالک نے عرض کی یا امیر المومنین اس شقی خائن کی باتوں سے حضرت آزردہ دل و مایوس نہوں یہہ سب لوگ آپکے شیعہ و دوست ہیں
آپ کی رضامندی کو اپنی مرضی پر مقدم جانتے ہیں اور بغیر آپکے دم بھر زندگی پسند نہیں کرتے آپ شوق سے حکم دیں کہ دشمنان دین کی طرف کوچ کریں قسم بخدا کہ موت سے
کوئی بھاگ نہیں سکتا - اور بے وقت معین کسیکو اجل نہیں آئیگی مقتضائے عقل نہیں کہ ہم اس قوم کے مقابلہ میں توقف کریں حالانکہ انہوں نے حق تعالیٰ کو غضبناک کیا
اور بہت سے مسلمانوں کو بسبب غارت کرکے دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالا حضرت نے فرمایا اَلطَّرِیْقُ مُشْتَرَکٌ وَالنَّاسُ فِی الْحَقِّ سَوَاءٌ وَمَنِ اجْتَهَدَ رَأْیَهٗ
فِی النَّصِیْحَةِ الْعَامَّةِ فَلَهٗ مَا نَوٰی وَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ یعنی طریقہ مشترک ہے اور لوگ قبول حق میں یکساں تکلیف دئے گئے ہیں اگر جس نے عوام الناس
کی نصیحت میں جہد کی اس نے اپنے فرض کو ادا کیا اور مستحق اجر و ثواب ہے پھر منبر سے اترے اور دولت سرائے میں داخل ہوئے **منقول** ہے کہ عمرو بن حمق و حجر بن
عدی صحابہ امیر المومنین سے معاویہ و اہل شام کو سب و شتم و لعن کرتے تھے حضرت نے جو یہہ سنا تو انہیں بلوایا - اور فرمایا ایسا نہ کرو - عرض کی یا امیر المومنین
آیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں فرمایا اسمیں شک نہیں کہ ہم محق اور وہ مبطل ہیں مگر میں دوست نہیں رکھتا کہ تم ان اخلاق کے ساتھ شہرت پاؤ ہاں انکے اعمال زشت
و افعال نکوہیدہ کا ذکر کرو اور بہتر ہے کہ بجائے لعن کے ان کلمات کا ورد رکھو اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَاءَنَا وَدِمَاءَهُمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا
وَبَیْنِهِمْ وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ حَتّٰی یَعْرِفَ الْحَقَّ مِنْهُمْ مَنْ جَهِلَهٗ وَیَرْعَوِیْ عَنِ الْغَیِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَهِجَ بِهٖ
ترجمہ بار الہا تو ہم کو اور انکو خونریزی سے محفوظ رکھ اور دشمنی کو صلح و سلوک کے ساتھ مبدل فرما اور گمراہی سے انکو ہدایت کر تاکہ جاہلان حق حق کو جان
لیں اور گمراہ اپنی گمراہی سے باز آویں عمرو بن الحمق نے عرض کی یا امیر المومنین ہم نے بطمع مال و حفظ قرابت آپکے ساتھ بیعت نہیں کی بلکہ چند خصائل آپ میں
معائنہ کئے ہیں کہ وہ اس کا باعث ہیں ایک یہہ کہ آپ ابن عم رسول خدا ہیں سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لائے دختر رسول خدا تمہاری زوجہ ہے اور فرزندان
پیغمبر تمہارے پسر ہیں مہاجرین میں آپ ممتاز اور جہاد میں سب پر مقدم ہیں اگر آپ حکم دیں کہ پہاڑ کو اسکی جگہہ سے اٹھا دیں یا آب دریا کو نکال ڈالیں تو
جبتک جان بدن میں باقی ہے سر مو تعمیل حکم میں کوتاہی نہ کریں گے تمہارے دوستوں کے مددگار اور دشمنوں کے بیزار امیر المومنین ان باتوں کو سنکر مسرور ہوئے
اور فرمایا اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبَهٗ بِالتُّقٰی وَاهْدِهٖ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ خداوندا اسکے دل کو پرہیزگاری کے نور سے منور کر اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت
فرما پھر فرمایا اے عمرو کاش تیری مثل اور بہت آدمی میرے لشکر میں موجود ہوتے حجر بن عدی نے کہا قسم بخدا کہ حضرت کا تمام لشکر عقیدت صادق رکھتا ہے
انمیں بہت کم ہیں جو شک و شبہ میں گرفتار ہوں پھر کہا یا امیر المومنین ہم فرزندان حرب و ضرب ہیں اور میدان جنگ میں ہمنے پرورش پائی ہے لڑائیوں
میں آزمودہ کار اور معاملات میں پختہ ہیں علاوہ بریں قوم و قبیلہ بھی رکھتے ہیں آپکی اطاعت کے لئے بجان و دل حاضر ہیں جو کچھ آپ حکم دیں گے فورًا
بجالاویں گے حضرت نے فرمایا اے حجر یہہ تیرا ہی عقیدہ ہے یا تیرے ہم قوم بھی اسمیں شریک ہیں عرض کی اسمیں کسیکو خلاف نہیں میں اپنے تمام قبیلہ کی طرف سے
ضامن ہوں امیر المومنین نے اسے دعائے خیر دی جب خاطر خطیر کوفہ و اہل کوفہ کیطرف سے مطمئن ہوئی تو عاملان دیار و امصار کے نام خطوط تحریر کئے کہ اپنی
اپنی فوج ہمراہ لیکے جناب حضرت ہوں **ازانجملہ** مخنف بن سلیم کے نام جو حاکم اصفہان و ہمدان تھا تحریر کیا **اما بعد** جسوقت میرا یہہ خط تجھے ملے کسی معتمد کو
اپنی جگہہ اپنا نائب مقرر کرکے مع لشکر اس طرف کو روانہ ہو کہ ہم بالاتفاق اپنے عدو معاویہ ابن ابوسفیان کیطرف چلیں شاید کہ کوئی امر بالمعروف یا نہی عن المنکر
بصورت عمل میں آوے یا حق کو جمع کرے اور باطل میں تفرقہ ڈالے - پس تحقیق کہ جہاد کا اجر ایسا نہیں کہ میں یا اوس سے مستغنی ہوں والسلام جب یہہ مکتوب

مخنف نے مطالعہ کیا تو اُس نے حارث بن ابی الحارث بن ربیع کو حکومت اصفہان پر اور سعید بن وہب کو حکومت ہمدان پر اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور خود مع لشکر سوار و پیادون سے جو کچھ موجود تھا بے تامل روانہ کوفہ ہوا اسیطرح ایک خط عبداللہ بن عباس کے نام جو اسوقت حاکم بصرہ تھے لکھا مگر اہل بصرہ میں جنگ جمل نے سخت صدمہ پہنچایا تھا۔ قریب سولہ ۱۶ ہزار مرد اُس شہر کا طعمۂ تیغ وسنان ہوچکا تھا اسلئے وہان تعمیل حکم مین تاخیر ہوئی جسوقت ابن عباس نے سرداران قبائل کو جمع کرکے مضمون خط امیر المومنینؑ سے مطلع کیا تو اُنمین اختلاف ہوا جنکے ایمان کامل اور اعتقاد واثق تھے اُنہون نے اس دعوت کو قبول کیا باقی خاموش رہے اسلئے ابن عباس کیطرف مکرر فرامین لکھے گئے اور رؤسا کوفہ کو جُدا جُدا خطوط تحریر ہوکر اطاعت کی طرف رغبت دلائی اور خلاف وشقاق سے تخویف کی گئی آخر میں عبداللہ بن عباس کو لکھا کہ اہل بصرہ کو یاد دلا کہ اُنہون نے میری نافرمانی کی اور مجھکو کمال درجہ زحمت پہنچائی مگر جب اُن پر مظفر ہوا تو مینے اُنکے گناہونکو بخشدیا اور اُنکی جان ومال سے کچھ تعرض نہ کیا اور فضائل جہاد کو اُنکے سامنے تقریر کرکے اُسکی طرف ترغیب کر اور جو اسپر آمادہ ہون اُسے اس طرف کو روانہ کر جب یہہ خط ابن عباس کے پاس پہنچا تو اُنہون نے اہل بصرہ کو جمع کیا اور خط کو اُنکے سامنے پڑھا پھر کہا ایہا الناس اپنے امام کی طرف کوچ کرو اور اس راہ میں جان و مال سے دریغ نہ کرو بتحقیق کہ تم جماعت قاسطین کے ساتھ جنگ کو جاتے ہو جنہون نے قرآن کو پس پشت ڈالا احکام خدا کو تبدیل کردیا۔ اور دین حق سے ایک طرف ہوگئے آگاہ ہو کہ تم پسر عم رسولخدا کی بیعت مین جہاد کروگے جو امر بالمعروف ناہی عن المنکر ہین اُنکے تمام احکام کتاب خدا کے موافق ہین حکم کرنیمین فاسقون فاجرون سے ہرگز رشوت قبول نہیں کرتے احکام الٰہی کے اجرا مین وہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے پس احنف بن قیس اُٹھا اور کہا کہ ہمیں یہہ دعوت قبول ہے منظور ہے خواہ ہمارا ضرر اسمین ہو یا نفع اور بہرحال ہم حق تعالیٰ سے امید فوز وفلاح رکھتے ہین اور اجر عظیم کے اُمیدوار ہین پھر خالد بن معمر سدوسی اُٹھا اور کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی اور جب حکم ہوگا ہم چلنے کو تیار ہین پھر عمر بن مرحوم عبدی اُٹھا اور کہا خدا اُسے تعالیٰ امیر المومنینؑ کو توفیق خیر عطا کرے اور اختلاف مسلمین کو اُنسے دور کرے ہم جماعت قاسطین منکرین قرآن کو دشمن سمجھتے ہین اور اُن پر لعن کرتے ہیں اے امیر تو جسوقت ہمکو حکم دیگا ہمارے پیادے وسوار تیرے ساتھ ہین اُسوقت مردم بصرہ نصرت امیر المومنینؑ پر ایکدل وزبان ہوکر کوچ کی تیاری مین مصروف ہوئے عبداللہ بن عباس نے ابو الاسود دوئلی کو اپنی طرف سے بصرہ پر نائب مقرر کیا اور خود لشکر گران ساتھ لیکر حاضر درگاہ ہوئے اسیطرح سے اور عمال بھی اطراف واکناف سے اپنے اپنے لشکر سمیت کوفہ مین پہنچ گئے ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ آخری شخص جو عمال سے کوفہ پہنچا ربیع بن خثیم حاکم رے تھا کہ چار ہزار مرد مکمل ومسلح لیکر حاضر درگاہ ہوا۔ نصر کہتا ہے کہ کُل اہل کوفہ نے علیؑ کی دعوت کو قبول کیا الا اصحاب عبداللہ بن مسعود جن میں عبیدہ سلمانی اور اُسکے پیرو تھے اُنہون نے کہا یا علیؑ ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین مگر تمہارے لشکر مین شریک نہونگے علیحدہ رہینگے تاکہ تمہارے عمل وبرتاؤ شامیون کے ساتھ مشاہدہ کرین اگر اوّل اُنہون نے پیش قدمی کی اور فتنہ وبغاوت کی ابتدا اُدھر سے ہوئی تو ہم آپکے ساتھ ہین حضرت نے اُنہیں مرحبا کہا اور فرمایا یہہ فقہ فی الدین ہے اور سنت کو جاننا اسی کو کہتے ہین جو اسپر راضی نہو وہ خائن وظالم ہے پھر دوسرا گروہ اصحاب عبداللہ مسعود جن مین ربیع بن خثیم اور اُسکے تابعین تھے حاضر ہوا یہہ لوگ قریب چار سو کے تھے عرض کی یا امیر المومنینؑ ہمیں اس جنگ مین اشتباہ ہے باوجودیکہ ہم آپکی افضلیت کا یقین کامل رکھتے ہین ہم چاہتے ہیں کہ آپ کسی سرحد کی حفاظت پر ہمکو مقرر کردیں کہ ملک کو مداخلت غیر سے محفوظ رکھیں اور اس لڑائی میں شریک نہوں حضرت نے اسے بھی قبول فرمایا اور اُنکے لئے ایک علم ترتیب دیا اور حدود رے کی طرف اُنکو بھیجدیا۔ راوی کہتا ہے کہ اوّل علم تھا جو کوفہ میں ربیع بن خثیم کے لئے ترتیب دیا گیا پھر قبیلۂ باہلہ کو آپنے طلب کیا اور فرمایا خدائے تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ تم مجھے دوست نہین رکھتے۔ پس میں بھی تم کو

دوست نہیں رکھتا۔ اور نہیں چاہتا کہ تم میرے ہمراہ شام کا سفر کرو۔ پھر حکم دیا کہ انکا حصۂ عطایا میں سے نکال دیں اور انہیں کہا کہ دیلم میں جا کر سکونت پذیر ہو
علامہ برسی نے مشارق الانوار میں روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ سفر شام کے لیے لشکر تیار کر رہے تھے اُسوقت دو شخص اپنا کچھ تنازعہ لیکر حضرت کی خدمت
میں آئے اور حال بیان کرنے لگے ایک نے اُنمیں سے اثنائے کلام میں کوئی نامناسب کلمہ کہا حضرت نے اُسکی جانب دیکھ کر فرمایا اخسئ یا کلب یعنی ای
سگ دور ہو یہہ کہنا تھا کہ وہ شخص فوراً آدمی سے کتا بنگیا اور کتوں کی طرح دُم ہلانے اور عَوعَو کرنے لگا حضار مجلس یہہ عجیب و غریب واردات دیکھ کر حیران رہگئے اور
کتا ہاتھوں سے اشارہ کرنے اور رونے اور گڑگڑانے لگا پھر حضرت نے اُدھر دیکھا اور لبہائے مبارک کو آہستہ آہستہ حرکت دی وہ کتا جیسا پہلے تھا ویسا ہی آدمی بن گیا
اُسوقت صحابہ میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ جب بفضل الٰہی آپ میں یہہ قوت و قدرت موجود ہے تو پھر فوج کا ہے کو جمع کرتے ہیں فرمایا
قسم بخدا کہ اگر چاہوں تو اپنے اس پیر کو اس قدر دراز کروں کہ شام میں معاویہ کے سینہ پر لگے اور اُسے اُسکے تخت سے الٹ دے وَلٰكِنْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ یعنی ہم بندگان محترم خدا میں کلام میں اُس جل شانہ پر سبقت نہیں لیجاتے اور محض اُسکے حکم پر کاربند ہیں۔ اور کتاب اختصاص
میں منقول ہے کہ حضرت صادق آل محمدؐ نے ابان بن احمر سے کہا اے ابان کیا بات ہے کہ یہہ لوگ امیر المومنینؑ کے اس قول کا انکار کرتے ہیں کہ چاہوں تو اپنا یہہ پیر
دراز کر کے معاویہ کو شام میں اُسکے سر پر سے الٹ دوں" اور آصف بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام کا تخت بلقیس کو ایک طرفۃ العین میں اٹھا لانا قبول کرتے ہیں
آیا ہمارے نبیؐ اور انبیا کی نسبت افضل یا اُنکے وصی تمام اوصیا سے بہتر نہیں کیا وصی خاتم المرسلین سلیمان بن داؤد کے وصی کے بھی برابر نہ تھے خدائے تعالیٰ ہمارے
اور اس قوم کے درمیان حکم کرے کہ ہمارے حقوق کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے فضائل پر اعتقاد نہیں لاتے **ذکر خروج امیر المومنینؑ از کوفہ** منقول ہے
کہ جب سفر شام میں کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی تو امیر المومنینؑ نے حارث اعور کو حکم دیا کہ شہر کوفہ میں منادی کرے تا کہ غازیان اسلام شہر سے باہر نکلکر نخیلہ میں لشکرگاہ
کریں پس عقبہ بن عمر انصاری کو بلوایا یہہ عقبہ سابقین اولین سے تھے اور بیعت اولی حضرت نبویؐ سے جو بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے مشرف ہو چکے تھے
امیر المومنینؑ نے اپنے غیبت میں انہیں حکومت کوفہ عطا کی۔ اور خود سوار ہوئے جسوقت پیر رکاب میں رکھا تو فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ
وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَلَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ لِاَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ
لَا يَكُوْنُ مُسْتَصْحَبًا وَالْمُسْتَصْحَبُ لَا يَكُوْنُ مُسْتَخْلَفًا یعنی پروردگارا تیری طرف پناہ لیجاتا ہوں سفر کی مشقت اور مراجعت کی حزن و ملال سے اور اس سے کہ اولاد و
مال و اہل و عیال میں کوئی امر مکروہ طبع معلوم ہو۔ بارالٰہا تو ہی ہے جو سفر میں مصاحب اور اہل میں خلیفہ ہو سکے بجز تیرے یہہ دونوں باتیں کسی میں جمع نہیں ہو سکتیں کس لئے
کہ جو گھر میں چھوڑا جائیگا وہ سفر میں ساتھ نہ ہوگا اور جو سفر میں مصاحب ہوگا گھر میں نہیں رہ سکتا پس حضرت کوفہ سے برآمد ہوئے اور مسلمین فوج فوج آپکے ساتھ
تھے۔ مالک بن حبیب یربوعی کو حکم ہوا کہ کوفہ میں قیام کرے اور جسکو قابل جنگ یہاں پاوے پیچھے سے بھیجتا رہے مالک رکاب پکڑے جاتا تھا اور کہتا تھا یا
امیر المومنینؑ مسلمان آپکے ساتھ جاتے ہیں جہاد کے ثواب پائینگے مجھے آپ لوگونکے جمع کرنے پر یہاں چھوڑتے ہیں فرمایا جو کچھ انکو وہاں ثواب حاصل ہوگا تو انکا شریک
ہے۔ اور جو تکلیف راہ خدا میں تو یہاں اٹھاویگا وہ بھی ثواب میں جہاد سے کم نہ ہوگی غرض کی جو کچھ ارشاد ہو مجھے قبول منظور ہے۔ **القصہ** جب شہر کی حد سے تجاوز
کیا تو دو رکعت نماز پڑھی اور نخیلہ میں مقام کیا صاحب ناسخ نے نقل کیا ہے کہ اُسوقت لشکر منصور کا جائزہ لیا گیا تو نوّے ہزار آدمی شمار میں آیا۔ نو سو اسی آدمی
شجر کا بیعت رضوان تھے جنہوں نے زیر شجرہ حضرت رسولؐ کے ساتھ بیعت کی تھی اور آٹھ سو انصار تھے امیر المومنینؑ نے تمام لشکر کوفہ کے سات حصے کئے

ہر حصہ پر ایک شخص کو سردار مقرر فرمایا سعد[1] بن مسعود ثقفی کو قبیلہ قیس و عبد القیس پر اور قبائل تمیم و ضبہ و رباب و قریش و کنانہ و اسد کا فرمان روا معقل بن قیس ریاحی
کیا اور ازد و بجیلہ و خثعم و انصار و خزاعہ کی حکومت مخنف بن سلیم کے سپرد فرمائی جماعت کندہ و حضرموت و قضاعہ پر حجر بن عدی کندی کو حاکم کیا اور طائفہ مذحج
و قبائل اشعری پر زیاد بن نضر کو سردار کیا ہمدان و حمیر کی حکمرانی سعید بن مرہ ہمدانی کو ملی - اور عدی بن حاتم کو قبیلہ طے پر حاکم مقرر کیا - اسیطرح لشکر بصرہ کی
سالاری متعدد اشخاص کے سپرد ہوئی خالد بن معمر سدوسی قبیلہ بکر بن وائل پر اور عمرو بن مرحوم عبدی قبیلہ عبد القیس پر و ابن سلمان ازدی قبیلہ ازد پر اور
احنف بن قیس بنی تمیم و ضبہ و رباب پر و شریک بن اعور اہل عالیہ پر امیر و حکمران مقرر ہوئے - نصر بن مزاحم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ نخیلہ
میں ایک قبر عظیم تھی - کہ یہود اپنے مردوں کو اسکے گرد دفن کرتے تھے - امیر المومنین نے دریافت کیا کہ لوگ اس قبر کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہیں امام حسن نے
عرض کی کہتے ہیں کہ یہہ قبر ہود نبی کی ہے جب انکی قوم نافرمان ہوئی تو انہوں نے یہاں آکر سکونت اختیار کی اور اسیجگہ انتقال کیا تھا - فرمایا غلط کہتے ہیں
میں اس قبر کے حال سے انسے زیادہ واقف ہوں - یہہ قبر یہودا بن یعقوب بن اسحاق کی ہے پھر فرمایا یہاں کے باشندوں میں کوئی واقف کار موجود ہے
ایک شیخ کبیر السن کو حضرت کے سامنے لائے فرمایا تیرا گھر کہاں ہے کہا ساحل بحر پر پوچھا جبل احمر سے کتنی دور عرض کی اسکے قریب ہے، فرمایا اس پہاڑ کی نسبت
یہاں کے باشندوں کا کیا اعتقاد ہے - اس نے کہا کہتے ہیں کہ یہیں ایک ساحر کی قبر ہے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں وہ قبر ہود نبی کی ہے - اور یہہ یہودا بن یعقوب
کی ہے پھر فرمایا پشت کوفہ سے ستر ہزار ایسے آدمی محشور ہونگے کہ انکے چہرے درخشندگی میں آفتاب کی برابری کریں گے اور بیحساب داخل جنت ہونگے - پھر نصر کہتا
ہے کہ جب علی القصہ شام نخیلہ میں قیام پذیر تھے - تو معاویہ کو دمشق میں اسکی خبر پہنچی اس نے عثمان کا خون آلودہ کرتا ممبر پر لٹکایا اور اہل شام کو طلب خون
عثمان پر ترغیب کی ستر ہزار مرد اسوقت اس کرتے کے گرد تھے سبنے اپنی جان دینے پر بیعت کی اور کمر مضبوط باندہ کر شہر سے باہر نکلے کل لشکر کا شمار ہوا
تو اسی ہزار سوار و پیادے شمار میں آئے - پس معاویہ نے تقسیم افواج اس طرح پر کی - کہ میمنہ پر[2] عبد الرحمن بن خالد ولید اور میسرہ پر عمرو عاص اور مقدمہ پر ابو الاعور
سلمی کو مقرر کیا بسر بن ارطاۃ ساقہ پر متعین ہوا اور خود قلب میں اس سامان سے شہر سے نکلا مروان بن حکم عثمان کی تلوار حمائل کئے ہوئے ایک گھوڑے پر
جسکے چاروں ہاتھ پیر سفید تھے اسکے پیش رو روان تھا دمشق سے ایک منزل پر پہنچکر ایک جگہہ پر مقام کیا تاکہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں شریک لشکر ہو ویں
پھر منزل بمنزل صفین میں پہنچکر ایک سطح بلند پر مقام کیا پس ماندگان جتنے شریک لشکر ہوتے تھے کہ تعداد لشکر ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچ گئی القصہ امیر
نے زیاد بن نضر و شریح بن ہانی کو جو قبیلہ مذحج و اشعریین پر سردار تھے طلب کیا اور فرمایا اے زیاد ہر صبح و شام حق سبحانہ تعالی سے خوف کر اور دنیا پر فریفتہ
و مغرور نہو اور آفات دنیا سے امن میں نہ رہ اور ظلم و تعدی سے اپنی محافظت کر تحقیق کہ میں نے تجھکو اس لشکر کی امارت کے لئے اختیار کیا ہے اور [illegible]
تیرے ہاتھ میں دیا ہے اس پر غرہ نہونا کیونکہ خدائے تعالے کے نزدیک کریم تر وہ ہے جو پرہیزگاری میں زیادہ ہے تو نادانوں کو تعلیم کر اور داناؤں سے خود
اکتساب علم و حکمت فرما کم ظرفوں کے افعال پر خوردہ گیری کو اپنا شعار نہ بنا انکی لغزشوں سے چشم پوشی کر تحقیق کہ تو خیر و بہتری کو اسیوقت پہنچے گا جبکہ
حلم و بردباری اختیار کرے - اور بندگان خدا کی ایذا رسانی سے باز رہے زیاد نے عرض کی یا امیر المومنین جو کچھ آپنے نصیحت کی میں نے سنی اور اسپر عمل

[1] یہہ سعد مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کے جنہوں نے قاتلان امام حسین علیہ السلام سے عوض لیا - چچا تھے - [2] پیشتر عرب میں لشکر کے پانچ حصے کرتے تھے ایک حصہ جو سب سے آگے ہوتا اسے مقدمہ کہتے تھے ایک داہنے جانب وہ میمنہ کہلاتا تھا ایک بائیں طرف اسکو میسرہ کہتے تھے ایک سب سے پیچھے اسے ساقہ بولتے تھے ایک درمیان اس کا نام قلب لشکر تھا انہیں پانچوں حصوں کے اعتبار سے کل لشکر کو خمیس بھی کہتے تھے - منہ عفی عنہ

نامۂ امیرالمومنین

کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ امیر المومنینؑ نے بارہ ہزار آدمی اُن دونوں کے سپرد کئے بعض پر شریح کو امیر کیا اور باقی پر زیاد بن نضر کو اور مقدمۃ الجیش بنا کر اپنے پیشتر
انکو شام کی جانب روانہ کیا۔ مگر مابین راہ ان دونوں میں نزاع واقع ہوئی۔ اور ہر ایک نے دوسرے کی شکایت میں ایک عریضہ تحریر کیا امیر المومنینؑ نے جواب میں
لکھا اما بعد میں نے کچھ لوگوں پر شریح کو حاکم کیا ہے اور باقی پر زیاد بن نضر کو جس جگہ پر دونوں لشکر باہم مجتمع ہوں زیاد بن نضر امیر کل ہے اور جب جدا ہوں
ہر ایک اپنے اپنے گروہ پر حکمران ہے۔ اور یہ چند کلمات وصیت کے اور زیادہ کئے اے زیاد و شریح تمہیں معلوم رہے۔ کہ ہر لشکر کا مقدمہ اسکے لئے بمنزلہ اسکے چشموں
اور نگاہبانوں کے ہے اور خود مقدمہ کا نگہبان اسکی طلایہ ہوتی ہیں کہ وہ کچھ آدمیوں کو اطراف و جوانب میں دریافتِ حال کے لئے پھیلائے رکھتے ہیں۔ پس تم بھی
اس لشکر کے مقدمۃ الجیش ہو طلایوں کے نکالنے اور اطراف و جوانب سے خبردار رہنے سے غافل نہ رہو اور پہاڑوں و کمین گاہوں انبوہ درختان میں تفحص حال کرتے رہو
مبادا دشمن ان مقامات میں گھات لگائے ہو اور تمہیں فریب دے سفر ہمیشہ دن کو کرو رات کو منزل کرو اور ہرگز شب کو صف آرا نہ ہو مگر جبکہ کوئی ضرورت ہی اسکی
مقتضی ہو۔ یا کسی شبخون کا دفع کرنا لازم آوے۔ اور جب دشمن سے سامنا ہو تو کسی پہاڑ یا بلند مقام کو پشت پر لے کر مقابلہ کرو یا شگافِ کوہ میں تاکہ دشمن
ایک یا دو طرف سے لڑے اس سے زیادہ راہ نہ پاوے کوچ کے وقت پراگندہ و منتشر کوچ نہ کرو مجتمع ہو کر چلو اور ایک ہی مقام میں منزل کرو شب ہائے تاریک
میں اطراف لشکر کی پاسبانی کرو سلاح پوش سپاہی نوبت بنوبت پہرہ دیں پس تحقیق کہ جو لشکر اس طرح پر اپنی حفاظت کریگا وہ ہر چند میدان میں پڑا ہو
تب بھی قلعہ ہائے مستحکم کے درمیان ہے اور اے شریح و زیاد تم امیر لشکر ہو تم پر اسکی نگاہبانی فرض العین ہے۔ راتوں کو صرف بقدر ضرورت آرام کرو
اس سے زیادہ حرام سمجھو اور لازم ہے کہ تمہارے قاصد ہر روز میرے پاس پہنچتے رہیں کہ میں تمہارے حال سے باخبر رہوں۔ اور میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں
کہ تمہارا پشت پناہ اور مددگار ہوں۔ لڑائی میں تم کبھی پیش دستی نہ کرو مگر جبکہ محاربت میں فتح متیقن ہو تو اُس وقت بھی پہلے اتمامِ حجت کر لو پھر اُس کے
مرتکب ہو اپنی طرف سے کبھی تقدیم نہ کرو جبتک کہ میں تم سے نہ آ ملوں۔ یا میری اجازت تمکو نہ پہنچ جائے والسلام۔ بالجملہ جس وقت نخیلہ میں سپاہ جمع
ہوگئی تو بروز چہار شنبہ پانچویں شوال ۳۶ ہجری امیر المومنینؑ نے عزم کیا کہ شام کی طرف کوچ کریں اوّل فرمان دیا کہ لوگ حاضر خدمت حضرت ہوں پھر منبر پر
تشریف لے گئے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا ایہا الناس میں نے زیاد بن نضر و شریح بن ہانی کو بارہ ہزار لشکر دیکر اپنے آگے روانہ کیا ہے۔ اور کہدیا ہے کہ
کنارِ فرات پر پہنچکر منتظر حکم رہیں آگے نہ بڑھیں اب قصد یہ کرتا ہوں کہ اطراف فرات سے کچھ اراضی مردم مدائن کے نام جاگیر کروں کہ وہ وہاں سکونت پذیر
ہوں اور کام کے لوگ انمیں سے ہمارے ساتھ شریکِ جہاد ہوں پس میری جانب سے تمہارے کاموں میں سستی و تقصیر نہیں ہوئی تمہیں بھی چاہئے کہ میری اعانت
میں کمی نہ کرو میں نے مالک بن حبیب یربوعی کو حکم کیا ہے کہ جس لشکری کو لشکر سے علیحدہ کوفہ میں پاوے ہمارے پاس بھیجدے معقل بن قیس ریاحی نے عرض کی یا
امیر المومنینؑ جن لوگوں نے آپ سے تخلف کیا وہ بلاشک منافق ہیں آپ مالک کو حکم دیں کہ انکو گردن مارے فرمایا میں نے جو کچھ اسے کہدیا ہے وہ اسیطرح عمل میں
لاویگا۔ پھر سوار ہوئے اور تمام افواج حضرت کی ہمرکاب تھیں نصر بن مزاحم نے زید بن علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے
نہر کو عبور کیا تو سواری سے اترے اور دو رکعت نماز با جماعت ادا کی پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے ساتھ بارادۂ مسافرت آیا ہے اور
لوٹ کر مراجعت کریگا وہ روزہ واجب کو افطار نہ کرے اور نماز کو تمام پڑھے اور جو ساتھ چلنے والے ہیں بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھیں پھر سوار ہوئے اور
تھوڑی دیر چلکر دیر ابوموسیٰ میں جو کوفہ سے دو فرسخ پر تھا اترے دو رکعت نمازِ عصر ادا کی اور بعد نماز ان کلمات طیبات کو قرأت کیا سبحان ذی

الطَّوْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَالْإِفْضَالِ أَسْئَلُ اللّٰهَ الرِّضَا بِقَضَائِهِ وَالْعَمَلَ بِطَاعَتِهِ وَالْإِنَابَةَ إِلَى أَمْرِهِ فَإِنَّهُ سَمِيعُ الدُّعَاءِ
اور وہاں سے سوار ہوئے اور چلتے چلتے کنارہ قریہ برس پر درمیان حمام ابوبردہ وحمام عمر کے پہنچکر نماز مغرب پڑھی جب فارغ ہوئے تو ان کلمات کو پڑھا کہ
سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوتِ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور کچھ راہ طے کر کے نماز عشا بجا لائے اور یہہ دعا پڑھی
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَيْلٌ وَغَسَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا لَاحَ نَجْمٌ وَخَفَقَ رات کو
اُس جگہہ قیام رہا اور نماز صبح بھی وہیں ادا ہوئی بعد نماز پھر سوار ہوئے اور طے مسافت کرتے تھے یہانتک کہ نہر قینین پر پہنچے اور درختہائے خرما مقام بیعہ کے
نہر کے پار سے دکھائی دینے لگے اُنہیں دیکھ کر آپنے فرمایا وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ رِزْقًا لِلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتَةً كَذَلِكَ الْخُرُوجُ
یہہ کہکر گھوڑا پانی مین ڈال دیا اور نہر کو عبور کر کے بیعہ مین فروکش ہوئے وہان اس قدر توقف کیا کہ لوگ اپنے خورد و نوش سے فراغت کرین پھر سوار ہوئے زمین
بابل مین پہنچے تو اسپ کو مہمیز کیا اور اصحاب کو بھی حکم دیا کہ جلد جلد قطع مسافت کرین کس لئے کہ یہہ سرزمین از بس نامبارک ہے اسکے لئے ایک خسف ہی کہ اپنے
اہل سمیت دھنس جاوے گی نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ جب زمین بابل طے ہوئی تو نماز عصر کے ارادہ سے اُترے اور لشکر بھی اُترا آفتاب اُسوقت قریب بہ غروب
پہنچ گیا تھا امیر المومنین نے دعا کی تو اُسی جگہہ آگیا جہان کہ عصر کیوقت ہوتا ہے ۔ آپنے نماز عصر کو بجماعت ادا کیا پھر دفعتہً دن چھپ گیا اور رات ہو گئی

مؤلف کہتا ہے کہ حدیث ردِّ شمس (یعنی لوٹ آنا آفتاب کا بعد غروب کے) کُتب شیعہ و سُنی مین برابر مشہور و مستفیض چلی آئی ہے کوئی اس سے انکار نہین
کر سکتا یہہ امر حضرت امیر المومنین کے لئے دو مرتبہ وقوع مین آیا ایک مرتبہ زمانہ حیات حضرت رسولخدا مین دوسری دفعہ بعد وفات اُس جناب کے اثنائے
سفر صفین مین لیکن مرتبۂ اوّل پس خاصہ و عامہ نے باسناد معتبرہ اسماء بنت عمیس و امّ سلمہؓ زوجہ حضرت رسولخدا و جابر بن عبداللہ انصاری و ابو سعید
خدری وغیرہ سے روایت کی ہے ۔ کہ ایک روز جناب رسالتمآب دولت سرا مین تشریف رکھتے تھے اور امیر المومنین حضرت کے سامنے حاضر تھے ۔ اُسوقت
جبرئیل امین جانب رب العالمین سے وحی لے کر نازل ہوئے جب حالت غشی حضرت پر طاری ہوئی تو آپنے ران مبارک امیر المومنین پر تکیہ لگا لیا اور تا وقت غروب
آفتاب وہاں سے حرکت نہ کی ۔ امیر المومنین نے مجبور نماز عصر کو باشارہ ادا کیا جب حضرت کو اُس حالت سے افاقہ ہوا تو امیر المومنین سے فرمایا یا اخی تجھسے نماز عصر
فوت ہو گئی عرض کی مینے باشارہ اُسکو ادا کیا چونکہ سر مبارک میری ران پر تھا جنبش نہ کر سکا فرمایا پروردگار عالم سے درخواست کر کہ آفتاب کو تیرے لئے لوٹا دے
وہ سبحانہ تعالیٰ قبول کریگا بتحقیق کہ اسوقت تو طاعت خدا و رسول مین تھا امیر المومنین نے دعا کی آفتاب اُس جگہہ پھر آگیا جہان عصر کے وقت ہوتا ہے
حتّٰے کہ امیر المومنین نے نماز عصر کو اُسکی فضیلت کے وقت مین ادا کیا اسماء کہتی ہین بخدا قسم کہ بوقت غروب ہم نے اُس سے ایک آواز سُنی جیسے کہ آرہ مین لکڑی
سے نکلنے کے وقت ہوتی ہے دوسری مرتبہ جبکہ عساکر نصرت مآثر دریائے فرات کو عبور کر رہے تھے تو اکثر اصحاب اپنے چہارپایون کے اُتارنے مین مشغول تھے
امیر المومنین نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ نماز عصر پڑھی ۔ باقی اُسوقت فارغ ہوئے جبکہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اس سبب سے بہتون کی نماز قضا ہو گئی
اسکی اطلاع حضرت کو ہوئی آپنے جناب باری مین دعا کی کہ آفتاب کو پھیر لاوے ۔ دعائے امیر المومنین مستجاب ہوئی ۔ اور آفتاب غروب شدہ بلند ہوا
تا اینکہ اصحاب نے نماز عصر اُسکے وقت مین ادا کی سلام پھیرا تو آفتاب چھپ گیا اسوقت بھی اُسکے غروب ہونے مین ایک ہولناک آواز پیدا ہوئی کہ لوگ
خائف ہو کر مشغول ذکر الٰہی و تسبیح و تہلیل ہوئے اور اس نعمت ایزدی پر جو اُنکے درمیان ظاہر ہوئی اُس جناب مین شکر کرتے تھے یہہ خبر شائع ہوئی اور

دیار و امصار میں مشتہر ہوئی بہت سے شعرائے اہلبیت میں قصائد تصنیف کئے حکیم سنائی بھی حدیقہ میں کہتا ہے ؎ قوت حسرتش زہر بنماند ۞ چرخ را داشتہ زکشتن بار ۞ تا دگر بار بر نشاند بزین ۞ خسرو چرخ راتہتن دین ۔ القصہ بعد ادائے نماز عصر پھر سوار ہوئے یہانتک کہ دیر کعب میں پہنچے اور رات کو وہیں رہے ۞

ورود لشکر بزمین کربلا سنّی و شیعہ نے باسناد مختلفہ متعددہ روایت کی ہے ۔ کہ جب راہ شام میں امیر المومنینؑ زمین کربلا پر پہنچے تو وہاں منزل کی اور اس سرزمین کو اُسکی علامات و قرائن سے پہچان کر گریان ہوئے ۔ اور معرکۂ کربلا و شہادت حضرت خامس آل عبا و سائر شہداء سے خبر دی ۔ حتیٰ کہ اُنکی شاخ ومقتل تک کو محدود کر دیا ۔ احمد بن اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے دیر کعب سے کوچ کیا تو لشکر سمیت کنار فرات پر جس مقام کو کربلا کہتے تھے اُترے خیمے نصب ہوگئے اور صحابہ اپنے اپنے محل و مرتبہ پر نزول کیا اُسوقت امیر المومنینؑ گریان ہوئے اور اسقدر رقت آپ پر طاری ہوئی کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور سینہ تک آنسو چلے آئے عبداللہ بن عباس سے فرمایا یا ابن عباس تو جانتا ہے ۔ کہ یہ کونسی جگہ ہے عرض کی نہیں فرمایا اگر تو بھی میری طرح اس سے واقف ہوتا تو اسیطرح گریان ہوتا ۔ پھر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا مَالِیْ وَلِآلِ اَبِیْ سُفْیَانَ مجھکو آل ابوسفیان سے کیا کام پڑا ہے ۔ پھر اپنے فرزند دلبند حسینؑ کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا اے ابوعبداللہ اَلصَّبْرُ اَلصَّبْرُ اے پارۂ جگر تو دیکھتا ہے کہ آج تیرا باپ آل ابوسفیان کے ہاتھ سے کن مصائب میں مبتلا ہے کل تجھے بھی انکے ہاتھ سے یہی زحمتیں اور تکلیفیں پہنچیں گی جنکو میں برداشت کرتا ہوں ۔ اُسوقت صبر و شکیبائی اختیار کرنا پھر گھوڑا طلب کیا اور سوار ہوئے اور لشکر موضع نینوا میں کنار فرات ٹھیرا تھا ۔ حضرت اس صحرا میں اس طرح گردش کرتے تھے ۔ جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کرتا ہے ۔ پھر ایک مقام پر اُترے ۔ اور وضو کرکے چند رکعت نماز پڑھی ۔ اُسوقت غنودگی آنحضرت پر طاری ہوئی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ترسان و لرزان خواب سے بیدار ہوئے اور ابن عباس سے کہا کہ میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے گویا چند آدمی بہ رنگ سفید آسمان سے اُترے ہیں اُنکے ہاتھوں میں سفید علم ہیں اور تلواریں کمر سے لٹکائے ہوئے ہیں اُنہوں نے اس زمین کی گرداگرد ایک خط کھینچا ہے یہ خرمے کے درخت اپنی شاخوں کو زمین پر دے مارتے ہیں اور ایک نہر خون جاری ہے میرا فرزند حسینؑ اُسکے درمیان کھڑا فریاد کر رہا ہے کوئی اُسکی فریاد رسی نہیں کرتا وہ نصرت طلب کرتا ہے تو کوئی اُسکی امداد پر آمادہ نہیں ہوتا وہ نورانی لوگ جو آسمان سے اُترے ہیں کہتے ہیں کہ اے فرزندان رسولخدا صبر کرو اور جان لو کہ تم ان ناکسوں کے ہاتھ سے شہادت پاؤگے اے حسینؑ بہشت بریں تمہارا مشتاق ہے ۔ جب یہ منادی کر چکے تو میرے پاس آئے اور مجھکو پرسا دیا اور تسلی فرمائی اور کہا اے ابوالحسن بشارت ہو تمکو کہ فردائے قیامت تمہارا فرزند حسینؑ تمہاری آنکھیں روشن کریگا جب حضرت اپنا خواب تمام کر چکے تو فرمایا کہ مجھے حضرت رسولخدا نے خبر دی ہے کہ حسینؑ مع دیگر بنی فاطمہ و انصار کے اس زمین میں دفن ہوگا ۔ اس زمین کو آسمان پر کربلا کہتے ہیں یہاں سے بروز قیامت ایک جماعت محشور ہوگی جو بے حساب داخل جنت ہوگی ۔ پھر فرمایا یا ابن عباس عیسیٰ بن مریم مع حواریوں کے اس مقام پر سے گذرے اُنہوں نے یہاں کی ہرنیوں کی مینگنیاں سونگھیں تو اپنے حواریوں سے فرمایا کہ یہاں کی ہرنیوں کی فضلہ خوشبودار کیلئے کہ اُنہوں نے اس مقام کی گھانس کھائی ہے ۔ بعد ازاں دست دعا بلند کئے اور عرض کی پروردگارا تو ان مینگنیوں کو اس قدر باقی رکھ کہ پدر حسینؑ انکی بوئے خوش کو استشمام کرے ۔ اور اس زمین کی شرافت دریافت کرکے تسلی پاوے لے ابن عباس حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے ان ساری باتوں کی خبر دی ہے ۔ میں اسوقت انہیں مینگنیوں کو تلاش کرتا تھا ۔ یہ دعائے عیسیٰ کی برکت ہے کہ یہ اسوقت تک سلامت ہیں

سلہ مناخ جائے خوابانیدن شتر ۱۲

ہر چند کہ طولِ مدت سے انکا رنگ زرد ہوگیا ہے اے پروردگار عیسیٰؑ تو میرے فرزند کے قاتلوں سے برکت کو اٹھا لے یہہ کہا اور رقت نے حضرت پر غلبہ کیا بلکہ روتے روتے غش کر گئے اصحاب بھی یہہ دیکھ کر رونے لگے اور گریہ و بکا کرنے لگے - تھوڑی دیر میں جب ہوش آیا تو آٹھ رکعت نماز دو دو رکعت کرکے ادا کی اور ان ٹکلوں کو سونگھتے تھے اور امام حسینؑ کو دلاسا دیتے تھے اور صبر و شکیبائی کی وصیت فرماتے تھے - بعد ازاں ایک مٹھی انکی لیکر ایک صرہ میں باندھی اور اپنے پاس رکھ لی اور ابن عباس سے کہا کہ جب میں اس جہان سے انتقال کروں اور خون تازہ ان مینگنیوں سے جوش مارے تو جان لینا کہ میرا فرزند حسینؑ شہید ہوا ابن عباس کہتے ہیں کہ بعد جنگ صفین و نہروان حضرت کوفہ میں تشریف لائے تو ایک روز اعور ہمدانی حاضر خدمت تھے فرمایا اے اعور میں باعث اُس خواب کے جو سفر شام میں کربلا کے مقام پر دیکھا تھا نہایت ہی ملول و دلگیر ہوں پھر خواب کو بالتفصیل بیان فرمایا - اعور نے عرض کی انشاء اللہ تعالیٰ خوب ہوگا یا امیر المومنینؑ آپ رنجیدہ نہوں - فرمایا اے اعور یہہ قضائے مقررہ ہے اسیطرح ہوگا مجھے حضرت رسولخداؐ نے اسکی خبر دی ہے - زہیر بن ارقم کہتا ہے بعد اسکے کہ ابن ملجم ملعون نے سرِ اقدس پر ضربت لگائی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا میں نے کہ وہ جناب بستر ناتوانی پر لیٹے ہیں اور امام حسینؑ کو سینہ مبارک سے لپٹا رکھا ہے - اور فرماتے ہیں اے میوہ دل اور اے روشنی چشم اے فرزند رسولؐ تجھے شہید کرینگے میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ کسکی طاقت ہے کہ حسینؑ کو شہید کرے - فرمایا خدا اسکے قاتل کو توبہ نہ دے اور شراب خوردہ اُسے ہلاک کرے کہ بد ترین مرگ ہے - زہیر یہہ سنکر رونے لگے فرمایا اے زہیر رونے سے فائدہ نہیں یہہ تقدیر الٰہی ہے کہ جس سے چارہ نہیں لَا مَرَدَّ لِقَضَائِهٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ترجمہ کوئی اسکی قضا کو ہٹا نہیں سکتا اور کوئی اُسکے حکم کو توقف میں نہیں ڈال سکتا - اور نصر بن مزاحم نے ہرثمہ بن سلیم سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا میں غزوہ صفین میں علی علیہ السلام کے ہمراہ تھا جب زمین کربلا پر پہنچے تو حضرت وہاں اترے اور بجماعت نماز پڑھی سلام پھیرا تو کچھ مٹی وہاں کی اٹھائی اور اُسے سونگھ کر فرمایا خوشا حال تیرا اے خاک تجھ سے ایک جماعت محشور ہوگی جو بے حساب داخل جنت ہوگی ہرثمہ کہتا ہے کہ بعد جنگ جب اپنے گھر کو واپس آیا تو میں نے یہہ ماجرا اپنی زوجہ جرداء بنت سمیر سے جو شیعیان علیؑ سے تھی بیان کیا اور کہا تیرے مولیٰ غیب کی خبر دیتے ہیں اُس نے کہا اے مرد جو کچھ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں سب حق و صدق ہے - پھر خود ہی بیان کرتا ہے کہ بعد ایک مدت دراز کے جب عبید اللہ زیاد نے حسین علیہ السلام کی طلب میں کوفہ سے لشکر روانہ کیا تو میں بھی انہیں داخل تھا جب ہم اُنسے ملے تو میں نے اُس جگہہ کو جہاں علیؑ کے ساتھ اترا تھا پہچانا اور کلام حضرت کا یاد آیا اُس فوج میں اپنا شریک ہونا مجھے برا معلوم ہوا لشکر سے علیحدہ ہوکر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تمام کیفیت اُنسے بیان کی فرمایا تو پھر اب تو ہماری نصرت کریگا یا ہمارے دشمن کی میں نے کہا نہ آپ کی ساتھ ہونگا نہ آپکے دشمن کے میرے اہل و عیال کوفہ میں ہیں اگر آپکے ساتھ ہوں تو ڈرتا ہوں کہ ابن زیاد اُنہیں ایذا پہنچائے فرمایا تو بہتر یہہ ہے کہ یہاں سے ایک طرف چلا جا کہ ہمارا قتل ہونا مشاہدہ نہ کرے فَوَالَّذِیْ نَفْسُ حُسَیْنٍ بِیَدِهٖ لَا یَرٰی مَقْتَلَنَا الْیَوْمَ رَجُلٌ وَلَا یُغِیْثُنَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قسم ہے اُس خدائے برتر کی کہ حسینؑ کی جان اُسکے قبضہ میں ہے کہ جو آج ہمیں قتل ہوتے ہوئے دیکھے اور ہماری فریاد کو نہ پہنچے تو خدا اُسکو داخل جہنم کریگا - ہرثمہ یہہ سنتے ہی وہاں سے نکلا اور جلد جلد مقتل سے علیحدہ ہوگیا - اور سعید بن وہب کہتا ہے کہ جن روزوں میں علیؑ متوجہ صفین تھے - مجھکو مخنف بن سلیم نے کسی کام کے لئے اُنکے پاس بھیجا میں منزل کربلا پر حضرت کی خدمت میں مشرف ہوا دیکھا میں نے کہ دست مبارک سے ایک سمت کو اشارہ کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں هٰهُنَا هٰهُنَا یعنی یہاں یہاں ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنینؑ یہہ کیا بات ہے - فرمایا ایک زمانہ میں آل محمدؐ اس مقام پر وارد ہونگے فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّنْكُمْ

وَوَیْلٌ لَّکُمْ مِّنْھُمْ یعنی واسطے ہو اُن پر تم سے اور وائے ہو تم پر اُن سے۔ اُس نے کہا معنی اس جملہ کے ارشاد ہوں۔ فرمایا پہلے جملہ کے معنی یہہ ہیں کہ تم انہیں قتل کرو گے اور دوسرے سے یہہ غرض ہے کہ بسبب اس حرکت کے مستوجب عذاب جہنم ہو گے۔ اور نیز نصر نے روایت کی ہے۔ کہ کسی نے کہا یہہ ارض کربلا ہے۔ فرمایا ہاں یہی محل کرب و بلا ہے اور دست مبارک سے ایک مقام کی طرف اشارہ کیا کہ یہہ اُنکے اُترنے اور ستر بچھانے کی جگہہ ہے۔ اور وہ شہید ہونگے۔ القصہ کربلا سے کوچ ہوا تو مدائن ساباط میں پہنچکر منزل کی اہل قریہ نے کچھ اشیاء خوردنی و کاہ و علف پیشکش کرنا چاہا مگر قبول نہوا فرمایا میں تم پر بار نہیں ڈالتا پھر وہاں سے کوچ ہوا تو شہر بہرسیر میں پہنچے یہہ جگہہ کسی زمانہ میں از بس گلزار تھی کسریٰ شاہنشاہ عجم نے اُسے اپنی سیر و تفریح کے لئے انتخاب کیا تھا۔ مکانات شاہی مع باغ و بوستان و انہار و آبشار یہہ دار وہاں موجود تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اُس مقام کو بہرسیر کہنے لگے تھے۔ مگر اب ان چیزوں کی صرف کھنڈرات باقی رہ گئے تھے۔ عمارات سب خراب و خستہ ہو چکی تھیں۔ جریر بن سہم تیمی صحابہ امیرالمومنین سے ان کھنڈرات کی سیر کو نکلا انہیں دیکھتا اور ناپائداری و بیوفائی دنیا سے پند پذیر ہوتا اور اس شعر کو پڑھتا تھا ؎ جَرَتِ الرِّیَاحُ عَلٰی مَکَانِ دِیَارِھِمْ + فَکَاَنَّمَا کَانُوْا عَلٰی مِیْعَادٖ + **ترجمہ** ہوائیں انکے مکانات و دیار پر چلیں اور انہیں تباہ کر دیا پس گویا انکے لئے ایک مدت خاص مقرر کی گئی تھی۔ امیرالمومنین نے اسکی آواز کو سنکر فرمایا اے پسر سہم اگر بجائے اس شعر کے ان آیات قرآنی کو پڑھتا تو بہتر تھا کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ وَّنَعْمَۃٍ کَانُوْا فِیْھَا فٰکِھِیْنَ کَذٰلِکَ وَاَوْرَثْنٰھَا اٰخَرِیْنَ فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ مضمون اس آیہ ہدایت مشحون کا یہہ ہے کہ بہت لوگ باغ و چشمے چھوڑ گئے اور کھیتوں اور عمدہ عمدہ مکانوں و دیگر نعمات سے جنمیں وہ عیش و آرام سے بسر کرتے تھے دست بردار ہوئے اور ہم نے انکا وارث اوروں کو بنایا نہ اُن پر آسمان رویا نہ زمین گریان ہوئی اور نہ انہیں مہلت ملی۔ پھر فرمایا تحقیق کہ ان لوگوں نے نعمات خدا کو حاصل کیا اور انکی قدر و منزلت نہ پہچانی انکا شکر ادا نہ کیا پس اُن سے سلب ہو گئیں مبادا تم کفران نعمت کرو کہ تم پر بھی اسیطرح عذاب نازل ہو گا جس طرح ان پر ہوا یہہ موعظہ تمام ہوا تو لشکر کو اُترنے کی اجازت دی اور حارث اعور کو حکم دیا کہ اہل مدائن میں منادی کرے کہ اُن میں جو مرد لائق جنگ ہوں وقت عصر حاضر درگاہ ہوں جب اہل مدائن حاضر ہوئے تو فرمایا مجھے تم سے سخت تعجب ہے کہ دعوت جہاد کو تم نے قبول نہ کیا اور اپنے وطن و اہل وطن سے جدا ہو کر اس زمین پر سکونت اختیار کی۔ جہاں کے باشندے ظالم و ہالک ہیں۔ نہ امر بالمعروف کرتے ہیں نہ نہی عن المنکر انہوں نے عرض کی یا امیرالمومنین ہم منتظر حکم تھے اب جو کچھ ارشاد ہو اسکی تعمیل کے لئے موجود ہیں آپنے عدی بن حاتم کو حکم کیا کہ انکے درمیان توقف کرے۔ عدی نے توقف کیا اور تیسرے روز آٹھ سو مرد جنگی لیکر وہاں سے برآمد ہوئے زید بن عدی انکا بیٹا ایک روز بعد تک رہا اور چار سو جوان ساتھ لیکر نکلا مجموع بارہ سو مرد باپ بیٹا ہمراہ لیکر لشکر منصور سے ملحق ہو گئے۔ بالجملہ امیرالمومنین نے مدائن سے انبار کیطرف کوچ کیا انبار کے نزدیک پہنچے تو وہاں کے رہنے والے کہ اہل عجم تھے۔ بقصد استقبال اپنے قریہ سے نکلے کچھ عربی گھوڑے کوتل انکے ساتھ تھے۔ جب قریب سواری پہنچی تو پاپیادہ حضرت کے سامنے دوڑنے لگے۔ فرمایا اس حرکت سے تمہارا کیا مقصود ہے اور یہہ گھوڑے کس لئے ہمراہ لائے ہو انہوں نے عرض کی یا امیرالمومنین یہہ ہمارا دستور و عادت ہے کہ اپنے امرا کی اسیطرح پر تعظیم کیا کرتے ہیں اور اسپہائے تازی آپکے پیشکش کے لئے لائے ہیں اور ہم اور اسکے اہل لشکر کیلئے کھانا پختہ و طعام مہیا کیا ہے اور جانوروں کے لئے کاہ و علف بکثرت تیار ہے۔ فرمایا تم ناحق اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہو۔ اور جسموں کو تعب میں ڈالتے ہو۔ تمہارے امرا تمہاری اس حرکت سے کچھ منتفع نہیں ہو سکتے اور گھوڑے میں اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تمہارے خراج میں محسوب کر دوں اور طعام و علف انعام یعنی جانوروں کا چارہ بغیر ادائے قیمت نہ لیا جائیگا عرض کی یا امیرالمومنین یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم کھانا کی قیمت آپسے لیں اگر حضرت قبول نہیں فرماتے تو اجازت دیں کہ لشکر میں

ہمارے دوست آشنا بکثرت موجود ہیں ہم انکو بطریق ہدیہ تعارف کریں فرمایا اسکا مضائقہ نہیں اور اگر کوئی اہل لشکر تم سے بجبر کوئی چیز وصول کرنا چاہے تو اُس سے مجھے اطلاع
دو دو روز انبار میں قیام رہا پھر وہاں سے روانہ ہو کر براہ صحرا النور دہوئے اسی منزل میں معجزۂ مشہور قلع صخرہ یعنی پتھر اکھاڑنے اور پانی کے نکالنے کا ظاہر ہوا شیخ مفید علیہ الرحمۃ
ارشاد میں فرماتے ہیں کہ شہرت اس قصہ کی خاصہ و عامہ کے درمیان اس قدر ہے کہ اسکے ذکر کرنے میں ضرورت بیان اسناد کی معلوم نہیں ہوتی مجمل اسکا بیان اس طرح پر
ہے کہ پانی اُس منزل میں کمیاب بلکہ ڈھونڈا یاب تھا لشکر نے جو پہلی منزل سے اپنے ساتھ لیا تھا وہ انکی حاجت کو کافی نہ تھا تھوڑی دور چلکر ختم ہوگیا اور پیاس کی
شدت ہوئی ادھر اُدھر تلاش کیا مگر پانی ہاتھ نہ آیا تشنگی کی تکلیف دمبدم ترقی پہ تھی کہ دور سے ایک صومعہ جنگل میں نمودار ہوا امیر المومنین بنفس نفیس اُس کے
قریب تشریف لائے اور راہب کو آواز دی اُس نے غرفہ سے سر باہر نکالا آپنے فرمایا اس صومعہ کی قریب جوار میں کہیں پانی بھی ہے کہ یہہ لشکر سیراب ہو اُس نے کہا
ھَیہَاتَ ھَیہَاتَ پانی اس صحرا میں کہاں میرے لئے جہاں سے پانی لاتے ہیں وہ مقام دو فرسنگ سے بھی زیادہ ہے اگر مہینے کے مہینے مجھکو پانی نہ پہنچتا تو شدت تشنگی
سے ہلاک ہو جاتا یہہ سنکر آپنے سواری کی باگ قبلہ کی سمت موڑی - اور چند قدم آگے بڑھکر ایک مقام پر زمین کے کھودنے کا حکم دیا چند آدمی کھودنے میں مصروف ہوئے
تھوڑی دور پہنچکر ایک سنگ عظیم نمودار ہوا عرض کی یا امیر المومنین یہاں ایک سخت پتھر ہے کہ کدالیں اُس میں کام نہیں کرتیں فرمایا یہی پتھر پانی کے منھ پر ہے
اگر اسے اسکی جگہ سے ہٹا دوگے تو پانی پر پہنچ جاؤگے ہر چند سعی کی اور بہت لوگوں نے اُسے اکٹھے ہو کر ہلانا چاہا مگر اُس نے جنبش نہ کی - اُس وقت حضرت اپنے
دراز گوش سے اُترے اور دو انگشت اُسکے نیچے دیکر اس زور سے پھینکا کہ کئی ہاتھ کے فاصلہ پر جا پڑا پتھر کا علیحدہ ہونا تھا کہ پانی سفید سفید اسکے نیچے سے نمایاں ہوا
لوگ دوڑے پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی جان میں جان آئی پانی ایسا سرد و شفاف شیریں تھا کہ تمام راہ میں ایسا میسر نہ ہوا تھا خود بھی پیا جانوروں کو پلایا
اور آئندہ کیلئے مشکیں بھر لیں امیر المومنین پھر اُس مقام پر تشریف لائے اور اُسی طاقت یداللہی سے پتھر کو اُٹھا کر اُسی طرح دہانۂ چشمہ پر رکھدیا جس طرح پہلے سے رکھا
تھا - اور حکم دیا کہ اوپر سے مٹی دیکر زمین ہموار کردیں دیرانی بالائے صومعہ سے یہہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا - دفعتًا چلایا یا ایہا الناس مجھے نیچے اتارو لوگوں نے اُسے
اُتار لیا وہ اُترتے ہی امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ نبی مرسل ہیں یا ملک مقرب فرمایا نہ یہہ ہوں نہ وہ کہا پھر کون ہو فرمایا وصی رسول اللہ
محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین راہب نے کہا تو ہاتھ بڑھائیے کہ بیعت کروں آپنے فرمایا کلمۂ شہادت زبان سے کہہ اُس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَحَقُّ النَّاسِ بِالْاَمْرِ بَعْدَهٗ یعنی وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفیٰ پر گواہی
دیتا ہوں اور اس بات پر کہ تم وصی رسول ہو اور بعد اُنکے انکی خلافت کیلئے تمام اُمت سے اولیٰ و احق ہو - حضرت نے اُسے ضروریات دین اسلام تلقین کئے پھر اُس سے
دفعتًا اسلام لانے کا باعث دریافت کیا اُس نے کہا یا امیر المومنین یہہ صومعہ اسی دن کے لئے بنایا گیا ہے اسکے بنانیوالوں کی یہہ غرض تھی کہ جو اس چشمہ کا
پتا لگا دے اور پتھر کو اسکی موہنہ سے سرکا دے کسیطرح اُسے پاؤں مگر اس بات کو ایک مدت دراز گزر گئی اور بہت لوگ اس تمنا میں مر گئے میری قسمت میں یہہ
دولت تھی سو پائی ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اس چشمہ سے بجز نبی یا وصی نبی کوئی دوسرا واقف نہیں جب میں نے آپسے یہہ معجزہ مشاہدہ کیا تو جس بات کا آرزومند
تھا وہ حاصل ہوئی پس اسلام قبول کیا - اب آپکا غلام ہوں جو چاہے حکم کیجئے - امیر المومنین یہہ سنکر گریاں ہوئے حتے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر
فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ اَكُنْ عِنْدَهٗ مَنْسِیًّا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كُنْتُ فِیْ كُتُبِهٖ مَذْكُوْرًا کہ تمام تعریفیں خدائے تعالیٰ کیلئے سزاوار ہیں کہ میں اُسکے نزدیک
فراموش نہیں اور اُسکی کتابوں میں میرا ذکر موجود ہے پس راہب ملازم رکاب رہا یہانتک کہ جنگ صفین میں جہاد کرکے شہادت حاصل کی روایت ہے کہ

منزل پر پہنچے تو وہاں پانی کم و متغیر تھا حضرت نے فرمایا ایک جماعت جائے اور جس چشمہ سے ہم نے راہ میں پانی پیا ہے پانی لائے لوگ گئے اور اس مقام پر جا کر تلاش کیا مگر کہیں نشان اس چشمہ کا نہ ملا القصہ انبار سے کوچ ہوا تو مقام ہیت میں پہنچے اور وہاں سے چلکر انطار میں منزل کی۔ اس جگہ کو پسند کر کے ایک مسجد تعمیر وہاں فرمائی کہ مدت دراز تک بعد آنحضرت کے اسکے آثار نمایاں تھے۔ پھر دریائے فرات کو عبور کر کے ارض جزیرہ میں داخل ہوئے قبیلہ بنی تغلب و نمر بن قاسط نے آپکا استقبال کیا امیر المومنین نے یزید بن قیس ارحبی سے فرمایا اے یزید یہہ لوگ تیرے ہم قوم و قبیلہ ہیں سزاوار ہے کہ تو انکے لئے رسوم مہمانداری بجالا۔ اور اپنے کھانے میں انکو شریک کر عرض کی سمعاً و طاعةً بسر و چشم یا امیر المومنین۔ وہاں سے کوچ کیا تو کنار نہر بلیخ پر پہنچے پھر وہاں سے روانہ ہو کر رقہ پہنچے۔ اور کنارہ فرات پر خیمہ برپا ہوا۔ نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ تمام اہل رقہ عثمانی تھے۔ کوفہ سے بھی جو لوگ اعتقاد میں انکے شریک تھے فرار کر کے رقہ پہنچ گئے تھے سماک بن مخرمہ اسدی انکا سردار تھا جو تقریباً مع ایک سو آدمیوں بنی اسد کے حضرت امیر علیہ السلام کی طاعت سے نکلکر معاویہ کی حمایت میں داخل ہو گیا تھا۔ اور سات سو آدمی اسکے ساتھ اور ملحق ہو گئے تھے جب امیر المومنین وہاں پہنچے تو انہوں نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا اور متحصن ہو گئے۔ امیر المومنین نے معقل بن قیس ریاحی کو تین ہزار فوج دیکر مدائن سے اپنے آگے روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ موصل و نصیبین کو ہوتا ہوا رقہ میں شامل عسکر ہو جاوے اور یہہ چند کلمات بطور وصیت کے ارشاد کئے تھے اے معقل لوگون کو تسکین دے اور خوف و خشیت کو انسے زائل کر جو تیرے ساتھ لڑائی نہ کرنا چاہے ہرگز اس سے متعرض نہ ہو۔ وسط روز میں مع لشکر قیام کر وہ آرام پاوے۔ صبح و شام ٹھنڈے وقتون کو سفر کے لئے اختیار کر اول شب میں کبھی کوچ نہ کرنا کہ اسکو حق تعالی نے آرام و سکون کے لئے خلق کیا ہے تا کہ تو قوت اپنے آپکو اور اپنے اصحاب کو راحت دے وقت طلوع صبح پر روانہ ہو۔ معقل یہہ باتیں سنکر نکلا اور چلتے چلتے منزل حدیثہ پر پہنچا جہاں سن بعد محمد بن مروان نے شہر موصل تعمیر کیا۔ منقول ہے کہ شداد بن ابی ربیعہ خثعمی بھی معقل کے لشکر میں تھا جب لب موصل ہوئے تو دیکھا دو مینڈھون کو کہ ایک مشرق کی طرف سے اور دوسرا مغرب کی طرف سے آیا اور باہم لڑنے اور سر ٹکرانے لگے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ انکے مالک آگئے اور انہیں جدا کر کے اپنا اپنا مینڈھا پکڑ کر لے گئے شداد بن ربیعہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ علی و معاویہ میں کسیکو فتح یا شکست نہ ہو گی معقل نے کہا تو نے یہہ کہاں سے جانا کہا ان مینڈھون کے لڑنے سے کہ کوئی انمیں سے غالب یا مغلوب نہوا۔ القصہ معقل حسب الحکم رقہ میں شریک لشکر ہو گیا۔ اسوقت بعض اصحاب کی یہہ رائے ہوئی کہ معاویہ کو ایک خط اور لکھا جاوے اگر وہ براہ ہوا تو فہو المراد ورنہ اور خوبی سے ساتھ اسپر حجت تمام ہو جاویگی بنا بر آن حضرت نے ایک خط تحریر کیا اور وعظ و نصیحت اسمیں مندرج فرمائی مگر معاویہ نے اسکے جواب میں صرف یہہ شعر لکھ بھیجا ؎ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَيْسٍ عِتَابٌ * غَيْرُ طَعْنِ الْكُلَى وَضَرْبِ الرِّقَابِ

یعنی میرے اور قیس کے درمیان کوئی ناخوشی و عتاب نہیں بجز اسکے کہ گردنیں ماری جاوین اور پشت پر برچھیان لگائین یہہ جواب امیر المومنین کے پاس پہنچا تو متاسف ہوئے اور اس آیہ شریفہ کو بطور تمثیل تلاوت فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ یعنی خدا تعالی فرماتا ہے تحقیق کہ اے محمد تو جسکو چاہے ہدایت نہیں کر سکتا بلکہ اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو کہ چاہتا ہے اور وہ ہدایت پانیوالون کو اچھی طرح جانتا ہے۔ نصر کہتا ہے کہ امیر المومنین نے اہل رقہ سے کہا کہ ہمارے لئے فرات پر پل نصب کرو کہ شام کی طرف عبور کریں انہوں نے انکار کیا اور کشتیان جنسے پل باندھتے تھے پہلے ہی وہاں سے علحدہ کر دی تھیں اب عذر کیا کہ ہمارے پاس پل کا سامان نہیں امیر المومنین نے قصد کیا کہ منبج کے پل سے عبور کریں اور اسی ارادہ پر وہاں سے روانہ ہوئے۔ مگر مالک اشتر نے پیچھے ٹھہر کر انسے کہا قسم بخدا اگر تم پل باندھ کر امیر المومنین کو پار نہ اتار دو گے تو میں تلوار کھینچکر تمہیں قتل کر دونگا اور تمہارا مال مباح

غارت کرونگا اور تمہارے اس شہر کو خاک میں ملا دونگا - اہل رقہ یہہ سنکر ایک دوسرے کا موہنہ تکتے تھے اور کہنے لگے کہ اشتر وہ شخص نہیں کہ بغیر اپنی قسم پورا کئے یہاں سے
چلا جائے وہ ضرور ہمیں ایذا دیگا علی نے خالی از علت اُسے یہاں نہیں چھوڑا پس کچھہ آدمیوں کو پیچھے دوڑایا کہ حضرت کو واپس لے آویں اور خود جھٹ پٹ پل
تیار کردیا حضرت پھر آئے اور لشکر اُترنا شروع ہوگیا آپنے مالک کو حکم دیا کہ تین ہزار فوج سمیت اس سمت توقف کرے تاوقتیکہ تمام لشکر عبور نہ کرلے - مالک نے توقف
کیا اور سب سے آخر خود عبور کیا کہتے ہیں کہ جسوقت لشکر عبور کر رہا تھا تو عبدالرحمن بن الحصین کی ٹوپی کثرت اژدحام سے زمین پر گر پڑی - وہ گھوڑے سے اُترا اور
ٹوپی کو اُٹھا کر سر پر رکھ لیا پھر عبداللہ بن حجاج کی ٹوپی گری - اُس نے بھی اُترکر اُٹھائی اور عبدالرحمن سے کہا اگر اہل قیافہ اور اُن لوگونکا قول جو پرندوں سے فال
لیتے ہیں صحیح مانا جاوے تو قریب ہے کہ ہم دونو اس لڑائی میں جان بحق ہوں عبدالرحمن نے کہا مجھے راہ خدا میں شہید ہونے سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ تر نہیں اتفاقاً یہہ
دونو جنگ صفین میں شہید ہوئے - سابق ازین مذکور ہوا کہ امیر المومنین نے زیاد بن نضر و شریح بن ہانی کو بارہ ہزار لشکر دیکر مقدمہ پر بھیجا تھا یہہ دونو کوفہ سے
چلکر بر کی راہ سے فرات کے کنارہ کنارہ ہو لئے عانات میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین جزیرہ کی راہ قطع مسافت کر رہے ہیں اور معاویہ کو سُنا کہ مع سامان
شام سے نکل لیا - اُنہوں نے کہا مناسب نہیں کہ ہم اس جمعیت قلیل کے ساتھہ دشمن کا مقابلہ کریں حالانکہ ہمارے اور امیر المومنین کے درمیان دریا حائل ہو نہ اپنی
خبر اُنہیں پہنچا سکیں نہ اُنسے مدد طلب کرسکیں راہ کاٹ کر چاہتے تھے کہ عانات سے دریا کو عبور کریں مگر اہل عانات نے کشتیاں نہ دیں اور خود قلعہ میں متحصن ہوگئے
مجبور پچھلے پاؤں لوٹے اور ہیت کے گھاٹ پر پہنچکر دریا سے عبور کیا - اور قریب قرقیسیا ایک قریہ میں شامل لشکر منصور ہوئے امیر المومنین نے جب انہیں دیکھا
تو تعجب سے کہا کہ مقدمہ لشکر پیچھے سے آتا ہے - مگر جب زیاد و شریح نے سب کیفیت بیان کی تو آپنے فرمایا تم نے خوب کیا - القصہ جب رقہ سے لشکر نے عبور کیا تو
امیر المومنین نے پھر اُن دونو کو مع فوج سابق کے ہراول لشکر بنایا اور اپنے پیشتر شام کیطرف روانہ کیا اُس طرف سے معاویہ نے ابوالاعور اسلمی کو ایک
لشکر گران ساتھہ دیکر اپنے آگے روانہ کیا تھا مقام سور الروم پر طرفین ملاقی ہوئے زیاد و شریح نے ابوالاعور اور اُسکے صحاب کو متابعت امیر المومنین
کیطرف دعوت کی - مگر اُنہوں نے اس سے انکار کیا ناچار دونو نے صورت حال ایک عریضہ میں درج کرکے حارث بن جمہان کے ہاتھہ روانہ خدمت کی
جب یہہ خط ملاحظہ ہوا تو حضرت نے مالک اشتر کو تین ہزار مردان کار دیکر اُس طرف کو راہی کیا اور فرمایا جسوقت وہاں پہنچے تو کل فوج پر تو امیر ہے - اور
نیز فرمایا اے مالک ہرگز اپنی جانب سے جنگ میں ابتدا نہ کرنا تاوقتیکہ اُس طرف سے پیش قدمی نہو جبتک میں وہاں پہنچوں حتے المقدور لڑائی کو ملتوی رکھو - ہرگز
اُنکی عداوت تجھکو اس پر برانگیختہ نہ کرے کہ قبل اسکے کہ باربار دعوت حق کرکے اُن پر اتمام حجت نہ کرے لڑائی شروع کردے - جب ناگزیر جنگ کرنا لازم آئے تو
میمنہ پر زیاد بن نضر کو مقرر کر میسرہ پر شریح بن ہانی کو اور خود قلب میں رہ نہ دشمن سے اس قدر نزدیک ہو کہ گویا مشتاق جنگ ہے نہ اتنی دور کہ خوف و خشیت نے
تجھہ پر غلبہ کیا ہے میں بھی عنقریب تمہارے پیچھے آتا ہوں (انشاء اللہ تعالیٰ) اشتر نے تمام باتیں قبول کیں اور مع صحاب سور الروم کیطرف رہ نورد ہوئے
امیر المومنین نے زیاد و شریح کو لکھا **اما بعد** میں نے مالک اشتر کو تم پر امیر مقرر کیا ہے جو وہ کہے سنو اور اطاعت کرو تحقیق کہ وہ دانا مستقل مزاج ہے
جلدی کے مقام پر کبھی سستی نہ کریگا اور آہستگی کے موقعہ پر عجلت کو کام میں لائیگا اور میں نے اُسکو وہی نصیحت کی ہے جو تمکو کی تھی کہ جنگ میں ہرگز اپنی جانب سے
ابتدا نہ کرنا تاوقتیکہ میں تمہارے پاس نہ پہنچوں یہہ خط حارث بن جمہان کو دیکے اُس طرف روانہ کیا القصہ مالک پست و بلند راہ طے کرکے سور الروم پہنچے
اور زیاد و شریح سے ملاقات کرکے فوج کا حسب دلخواہ انتظام کیا - مگر جنگ سے حسب ارشاد امیر المومنین دست کشیدہ تھے ؛

جنگ مالک اشتر با ابو الاعور سلمی

روضۃ الصفا میں ہے کہ مالک اشتر نے ایک خط ابو الاعور کو بھیجکر متابعت امیر المومنین کیطرف دعوت کی۔ حامل خط ابو مجیدہ ارزاقی تھا۔ کہ علی مرتضے کے نزدیک بوجہ زہد و
تقوے و ترک دنیا عزت و اعتبار تمام رکھتا تھا جب وہ ابو الاعور کے لشکر گاہ میں پہنچا تو ایک مرد شامی مقدمہ لشکر سے آگے آیا اور اُسکو اجلاف مردم فرومایہ سے خیال
کرکے راستہ روکا اور ہزل و یاوہ گوئی کرنا چاہا۔ ابو مجیدہ نے کہا اے برادران شیاطین تمکو سزاوار نہیں کہ راہ مومنین و ارباب یقین پر سد و کرو۔ شامی نے کہا راستہ میں وسعت
و فراخی ہے۔ ابو مجیدہ نے کہا ہند و سندھ میں اس سے بھی زیادہ فراخی ہے کسلئے کفار و مشرکین کا راستہ وہاں جاکر نہیں روکتے۔ جب شامی جلالت قدر ابو مجیدہ پر
مطلع ہوا تو اُسکو راہبری کرکے ابو الاعور کے خیمہ پر لے گیا۔ ابو مجیدہ کہتا ہے کہ میں خیمہ کے نزدیک پہنچا تو دیکھا میں نے کہ دو مرد مست طافح[1] وہاں سے نکلے خیمہ کے
ایک جانب فرش بچھا تھا۔ میں اسپ سوار اُسپر سے گزرا کچھ لوگوں نے کہا اے بے ادب گھوڑے سے نیچے اُتر میں نے کہا تواضع مردم فساق و فجار کے لئے جائز نہیں
ابو الاعور کے سامنے گیا تو اُس پر سلام نہ کیا اور کہا اے ابو الاعور تو اور تیرے ندیم ارتکاب محرمات کرتے ہیں تحقیق کہ میں نے کچھ لوگ مست شراب دیکھے کہ تیرے خیمہ
سے باہر آئے اُس نے کہا تو پیغام بری کے لئے آیا ہے پیغام پہنچا میں نے مکتوب اشتر کا اُسکو دیا اور زبانی بھی کچھ نصیحت کی مگر مطلق التفات اُس طرف اُس نے نہ کی۔ اور
چند سطور مبنی بر مدح معاویہ و بنی امیہ لکھ کر میرے حوالے کیں میں وہ مکتوب لاکر مالک کو دیا انہوں نے لے کر اپنے بیٹے کے سپرد کیا کہ نگاہ رکھے تاکہ عند الضرورت
امیر المومنین کے سامنے حجت ہو پس ترتیب لشکر میں مصروف ہوئے اور میمنہ پر زیاد بن نضر اور میسرہ پر شریح بن ہانی کو مقرر فرمایا۔ اُدھر ابو الاعور نے بھی آمادہ
کارزار ہو کر صفیں راست کیں اور عبد اللہ بن منذر تنوخی کو کہ سوار نامور تھا مالک اشتر کے مقابلہ کو میدان میں بھیجا اشتر نے عبد اللہ کو اور ان بعد اس کے دو
بھائیوں کو تہ تیغ کیا۔ پھر عبد اللہ بن مطرف فرازی مالک کے روبرو ہوا مالک نے اسکو پہچان کر کہا کہ میرے اور تیرے درمیان حق صداقت و دوستی ہے۔ کس لئے
جنگ کرتا ہے اور اُسکی رعایت نہیں کرتا۔ مطرف نے کہا راست کہتا ہے حق صحبت حق نمک کی رعایت واجبات سے ہے۔ اب تیرے ساتھ جنگ نہ کرونگا۔ یہ کہکر
پشت موڑی اور روانہ ہوا اشتر نے ایک تلوار پیچھے سے لگا کر اُسکو قتل کیا زیاد بن نضر نے پہلے اس طرح کی گفتگو کرنے پھر قتل کرنے کا سبب دریافت کیا تو اشتر
نے کہا۔ کہ اس مردود کی سزا یہی تھی۔ اُس نے بھی بروز جمل قاسم برادرزادہ زید بن صوحان کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔ پہلے اُسکے باپ کے ساتھ دوستی یاد دلاکر
اُسکو غافل کیا۔ پھر بضرب شمشیر مار ڈالا۔ آج میں نے اُسکا بدلا لیا ؎ چو بد کردی مشو ایمن ز آفات * کہ واجب شد طبیعت را مکافات ۔ ابن مطرف کے بعد
اُس کا بھتیجا حمزہ آیا اور اشتر کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکے بعد ابو الاعور نے بہیئت مجموعی لشکر اشتر پر حملہ کیا مالک نے بھی افواج کو حملہ آوری کا حکم دیا میمنہ میسرہ
قلب سپاہ حرکت میں آئی اور جنگ شدید واقع ہوا اُسوقت مالک نے اپنے صحابیوں سے کہا کہ مجھے دکھلاؤ کہ ابو الاعور کون ہے سنتا ہوں کہ معاویہ اُسکی مردانگی
کی بہت صفت و ثنا کرتا ہے لوگوں نے کچھ علامات سے اُسکی شناخت کرائی اشتر نے مالک بن سنان نخعی کو کہا کہ ابو الاعور کے پاس جا اور اُسکو جنگ کیطرف
دعوت کر سنان نے عرض کی کہ اپنے ساتھ یا تمہارے ساتھ اشتر اس کلمہ سے متعجب ہوئے اور کہا اگر میں کہوں کہ اپنے سے جنگ کے لئے اُسے دعوت کر تو کیا تو قبول کریگا
اُس جری نے کہا تنہا ابو الاعور کے ساتھ لڑنا کیا بات ہے قسم بخدا اے امیر اگر تو امر کرے تو اُسکی تمام سپاہ پر حملہ آور ہوں۔ اور نہ ہوں کہ جیتے جی اُسکے پاس جاؤں

[1] طافح مست شراب کہ از خود خبر ندارد ۱۲ منتہی الارب

اور تلوار اُس پر لگاؤن - مالک بہت خوش ہوئے اور کہا اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ اے برادرزادے خدا تیری عمر دراز کرے واللہ کہ تیرے ساتھ مجھکو محبت زیادہ ہوئی لیکن ابوالاعور مرد سالخوردہ و آزمودہ کار ہے بغیر اپنی کفو صاحب فخر و شرف کے راضی نہوگا اور تو ہرچند شرافت و فخر میں اُس سے کم نہیں الّا عمر میں ہنوز چھوٹا ہے پس اُسکو دعوت کر کہ میرے ساتھ نبرد آزما ہو یا الجملہ سنان روانہ ہوا قریب لشکر شام پہنچا تو پکار کر کہا میں قاصد ہون پیغام لیکر آیا ہون مجھکو امان دو اُنہون نے کہا تجھکو امان ہے سنان ابوالاعور کے پاس گیا اور اشتر کا پیغام اُسے پہنچایا ابوالاعور سنکر سُن ہوگیا - بڑی دیر تک غوطہ میں رہا پھر سر اُٹھا کر کہا اشتر وہی نہیں جس نے عثمان پر تہمتیں لگائیں اور بجائے اُسکے مناقب و محاسن کی بُرائیاں مشہور کیں پھر چند جاہلان کوتہ اندیش کو بہکا کر اُسکے گھر میں لیگیا اور اُس مظلوم کو بے جرم و تقصیر قتل کیا - مجھے اُسکے ساتھ جنگ کی حاجت نہیں - سنان نے کہا جو کہنا تھا تو کہہ چکا اب ان باتوں کا جواب سُن - ابوالاعور نے کہا میں تیرا جواب بھی نہ سنونگا تو جسوقت یہان سے چلا جا - یاران ابوالاعور نے آواز دی کہ جلد واپس ہو ورنہ پشیمان ہوگا مجبور سنان نے مراجعت کی اور اشتر کے پاس آکر ماجرے بیان کیا اشتر نے کہا یہہ باتیں اُس نے صرف حفظ جان کے لئے تراشی ہین اگر میرے سامنے آتا تو کبھی سلامت نجاتا یہہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ حملہ آور ہو - غازیوں نے ایک حملہ کیا پھر دوسرا پھر تیسرا کیا یہانتک کہ دن تمام ہوا اور رات آئی مگر آتش حرب بدستور شعلہ زن تھی بہت سے مردمیدان شکار شیر اجل ہوئے آخر صبح کے قریب شامیون کے قدم اُکھڑ گئے ابوالاعور نے گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور معاویہ کے پاس پہنچنے تک کہیں دم نہ لیا اُسکی فوج نے بھی اُسکے ساتھ ہی فرار کیا - اور کیفیت مالک اشتر کے ہاتھ رہا اعثم کہتا ہے کہ جب ابوالاعور مالک سے شکست کھا کر بھاگا تو معاویہ سے راہ میں مقام قیح پر ملاقی ہوا اور تمام ماجرے اُس سے بیان کیا - معاویہ یہہ حال معلوم کرکے جلد جلد چلتا تھا - اور ابوالاعور و سفیان بن عمر کو اُس نے مقرر کیا کہ آگے چلکر نزول سپاہ کے لئے ایک مقام مناسب تلاش کریں انہوں نے پس و پیش کے بہت بسیار صحرائے صفین کو اس کام کے لئے اختیار کیا - کہتے ہین کہ قدیم الایام میں اُس مقام پر آبادی تھی اور شاہان روم کیطرف سے عمارات عالیہ بنی ہوئی تھیں اور دریاے فرات اس جگہہ سے اس طرح پر گزرتا تھا کہ بجز ایک گھاٹ کے پانی لینے کے لئے دور دور تک کوئی دوسرا موقع نہ تھا - پیچھے سے معاویہ بھی باقی لشکر سمیت وہاں پہنچا اور سمگی ایک لاکھ تیس ہزار لشکر سے اُس جگہہ نزول کیا - اِدھر سے امیر المومنینؑ بھی بعد طے منازل داخل صفین ہوئے آپکے ساتھ بھی اُسوقت ایک لاکھ سے زیادہ سپاہ تھی۔

جنگ مالک اشتر و اشعث بن قیس کندی بالشکر شام بر مقدمہ آپ

پہلی عیاری جو معاویہ نے صفین پہنچکر کی یہہ تھی کہ ابوالاعور کو چالیس ہزار سوار دے کر کنار دریا تعین کیا کہ لشکر عراق کو پانی نہ لینے دے اور خود مع بقیہ لشکر بسمت قنسرین مابین اہل عراق و دریاے فرات نزول کیا اعثم کہتا ہے کہ اہل عراق سے کچھ لوگ پانی کی طلب میں نکلے ابوالاعور کے سپاہی اُنکو مانع آئے جانبین سے نوک جھوک ہوکر خفیف سی لڑائی ہوگئی جس میں طرفین کے چند جوان زخمی ہوئے امیر المومنینؑ کو یہہ حال معلوم ہوا تو منع کیا اور فرمایا الحمد للہ کہ تم حجت و برہان پر ہو اور جنگ سے تمہارا کشیدہ رہنا دوسری حجت ہوگی تاوقتیکہ اُس طرف سے ابتدا نہ کریں جنگ میں پیشدستی نہ کرو - پھر صعصعہ بن صوحان عبدی کو بلا کر فرمایا کہ معاویہ کے پاس جا اور کہہ ہم یہان اسلئے نہیں آئے کہ پانی پر لڑائی کریں بلکہ اس سفر دور و دراز سے مدعا یہہ ہے کہ امر دین و مقدمہ امامت طے ہو اور حق و باطل میں امتیاز کریں تاکہ حجت خالق خدا پر اتمام کو پہنچے - اے معاویہ تو نے اوّل لشکر کو بھیجا اور جنگ و فساد کا بادی ہوا اب دوسری زیادتی تیری یہہ ہے کہ پانی مسلمین پر بند کرتا ہے اگر ہم بھی چاہتے تو ممکن تھا کہ تجھ سے پیشتر یہان پہنچکر دریا پر قبضہ کرتے پس مناسب یہہ ہے کہ لشکر لب دریا سے اٹھا لے تاکہ طرفین سیراب ہون ورنہ یہی مرضی ہے کہ جس کام کو آئے ہیں اُسے بالا رطاق رکھکر فوج کو اذن جنگ دین کہ جو گھاٹ کو لیلے فتح اُسکی سمجھی جائے تو ہم اس پر بھی راضی ہیں اعثم صعصعہ نے

معاویہ کو یہ پیغام مذکورہ پہنچایا تو وہ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوا کہ تم نے علی بن ابی طالب کا پیغام سنا اب تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے ولید بن عقبہ
نے کہا پانی ان پر بند رکھ جیسا انہوں نے عثمان پر بند رکھا اور آب سرد و طعام سے اُسے مانع آئے اور شدت تشنگی سے انہیں قتل ہونے دے خدا انکو قتل کرے
عمرو عاص نے کہا پانی میں ہرگز مضائقہ نہ کرنا چاہیے کس لئے کہ یہہ کبھی نہ ہوگا کہ تو سیراب ہو اور وہ تشنہ لب ہیں اسکے علاوہ دیگر امور میں تجھکو اختیار ہے جس طرح
چاہے کر۔ ولید نے پھر کلام سابق کا اعادہ کیا اور عبداللہ بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان نے کہا آج شام تک پانی بند رکھ آخر لاچار ہو کر یہاں سے چلے جائینگے
اور انکا یہہ چلا جانا ہزیمت میں شمار ہوگا۔ پھر کہا انہیں پانی نہ دے خدائے تعالے بروز قیامت انکو سیراب نہ کرے صعصعہ نے کہا خدائے تعالے بروز قیامت
فساق و فجار و شرابخواروں کو سیراب کریگا جو مساجد مسلمانان میں امامت کریں اور نشہ میں بجائے دو رکعت صبح کے چار رکعت نماز پڑھکر یا سومین سے کہیں کہ
اسوقت مجھے نشاط ہے چاہو تو اور زیادہ کروں یہہ تعریض تھی ولید بن عقبہ پر کہ اس نے عثمان کے زمانے میں مسجد کوفہ میں جبکہ وہاں کی حکومت کرتا تھا
ایسا کیا تھا اور فاسق اُسکو اسلئے کہا کہ ایک روز اُسکے اور امیر المومنین کے درمیان کسی امر پر نزاع تھی ولید نے کہا میں تم سے کس بات میں کم تر ہوں اُسوقت
یہہ آیہ شریفہ نازل ہوئی أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ یعنی آیا مومن فاسق کے مثل ہو سکتا ہے یہہ دونو برابر
نہیں ہو سکتے **الحاصل** اہل مجلس نے صعصعہ کے ساتھ سخت سخت کلام کئے اور بعض نے اسکے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر معاویہ نے منع کیا کہ یہہ ایلچی
ہے اور ایلچی کو ایذا دینا کسی مذہب و ملت میں روا نہیں **مؤلف** روضۃ الصفا اس روایت کے بعد کہتا ہے کہ حیرت ہے کہ معاویہ ایلچی کی ایذا
دہی ممنوع اور ناجائز جانتا تھا۔ اور امیر المومنین و انصار و مہاجرین اصحاب حضرت خاتم النبیین پر پانی بند کرکے اُنکے قتل کا ارادہ رکھتا تھا اور
ذرا خوف خدا و رسول اُسکے دل میں نہ تھا۔ القصہ معاویہ نے ولید و عبداللہ بن ابی سرح کی رائے سے اتفاق کیا **نصر** کہتا ہے کہ عمرو عاص نے کہا کہ
اے معاویہ تیرا خیال کدھر ہے اجازت دے کہ دونو لشکر پانی پئیں یہہ علی بن ابی طالب ہے یہہ وہ شخص نہیں کہ اس لشکر آراستہ و پیراستہ سے لب دریا
پیاسے رہیں اور تو سیراب ہو تجھے معلوم نہیں کہ علی شجاع زمانہ و دلیر یگانہ ہیں اسوقت تو یہہ انبوہ کثیر انکی تابع فرمان ہے ابوبکر کے عہد میں جبکہ
عالم انکے برخلاف تھا انہوں نے یہہ کہا تھا کہ اگر چالیس مرد بھی میرے ساتھ ہوتے تو دیکھتا کہ خانہ فاطمہ کسطرح بے پردہ ہوتا ہے معاویہ نے اپنا عمامہ
زمین پر پٹکدیا اور کہا کہ خدائے تعالے مجھے اور ابوسفیان کو آب کوثر سے سیراب نہ کرے اگر رضا دوں کہ اہل عراق آب فرات سے سیراب ہوں بیشک یہہ
تمام فوج نیست و نابود ہو جائے ای اہل شام یہہ اول فتح ہے جو خدا نے تمہیں کرامت کی ہے اُسوقت ایک مرد ہمدانی معری بن اقبل نام کہ عباد و زہاد شام سے شمار
ہوتا تھا اُٹھا اور کہا سبحان اللہ تم نے جو اُنسے پہلے یہاں آکر گھاٹ پر قبضہ کر لیا تو انکو پانی سے روکتے ہو قسم بخدا کہ اگر یہہ پانی علی کے اختیار میں ہوتا تو وہ کبھی
تم سے دریغ نہ کرتے۔ اے معاویہ تو نہیں جانتا کہ انمیں لونڈی غلام اجیر ضعیف بہت سے بے خطا محض ہیں قسم بخدا کہ یہہ پہلی جہالت ہے معاویہ یہہ سنکر غیظ
میں آیا اور اس مرد ہمدانی کو جھڑکا وہ مجبور اپنی جگہہ پر بیٹھ گیا مگر رات کو شامیوں کی مجمع سے نکلکر متوجہ خدمت امیر المومنین ہوا اور صاحب ذوالفقار کی خدمت
میں پہنچکر عزت و اکرام پایا **بالجملہ** صعصعہ نے بے نیل مرام مراجعت کرکے ماجرے بیان کیا ایکدن اور ایک رات اہل عراق نے کمال تشنگی میں بسر کیا صبح ہوئی
تو اشعث بن قیس کندی نے حاضر حضرت ہو کر عرض کی یا امیر المومنین یہہ قوم ہمکو پانی سے منع کرتی ہے حالانکہ حضرت سا دلیر دلاور ہمارا سید و سردار ہے اور تیغ
آتش بار ہمارے قبضہ میں ہے اذن جہاد دیجئے قسم بخدا کہ ہم واپس نہ آئینگے جبتک کہ گھاٹ اُنسے نہ چھین لیں یا قتل ہو جائیں مالک اشتر نے بھی آکر قسم کھ

کلام کیے امیر المومنین نے اجازتِ جنگ دی۔ اشعث نے تمام لشکر مین پکار دیا کہ جسکو پانی کی طلب ہو چاہیے کہ فلان مقام پر حاضر ہو جائے بارہ ہزار مرد جرار
نے اشعث و اشتر کی دعوت کو قبول کیا۔ اشعث نے ہتیار لگائے اشتر بھی سوار ہوئے اور اس فوج کو ساتھ لیکر دریا کا رخ کیا اشعث پے درپے نیزے کو آگے پھینکتا تھا
اور اپنے صحابیے کہتا بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَاُمِّیْ تَقَدَّمُوْا اِلَیْهِمْ قَابَ رُمْحِیْ میرے ماں باپ تم پر فدا ہون میرے نیزہ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھو لوگ
آگے کو دوڑتے تھے حتیٰ کہ لشکر غنیم سے جا ملے منقول ہے کہ اسوقت اشتر نے حارث بن ہمام نخعی کو اپنا علم دے کر کہا اے حارث اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو موت
کے تئین چل سکتا ہے تو ہرگز یہہ علم تیرے ہاتھ مین نہ دیتا اور نہ تجھکو اتنا عزیز رکھتا۔ حارث نے کہا قسم بخدا اے مالک تو آج مجھ سے وہ امر مشاہدہ کریگا کہ تیری آنکھیں
ٹھنڈی ہون جس طرف کو ارادہ کریگا مین تیرے آگے رہونگا۔ پھر علم ہاتھ مین لے کر کچھ اشعار پڑہے جنسے اشتر بہت مسرور ہوئے اور اسکے پاس جا کر سر و چشم پر
بوسے دئے اور ایک سپاہی راہوار مع ایک ہزار درہم اسکو عطا کیا۔ اور اپنے صحابیے کہا میری جان تم پر فدا ہو جلد جلد حملہ ہائے متواتر کرو اور زخمہائے نیزہ و شمشیر پر
صبر کرو۔ اشعث نے یہہ دیکھا تو اپنے قبیلہ سے ایک مرد مسمّیٰ بہ معاویہ بن حارث کو بلایا اور کہا یا ابن حارث تو نے دیکھا کہ اشتر نے کیا کیا قبیلۂ نخع قبیلۂ کندہ سے کبھی بہتر
نہین ہوا تو یہہ علم مجھ سے لے اور آگے بڑہ معاویہ نے علم لیا اور کچھ اشعار پڑہے جنہین سنکر اشعث رضامند ہوا اور کہا اے پسر حارث تو نے مجھے شاد کیا اگر
اس حرب سے سلامت پہرا تو تیرے ساتھ وہ سلوک کرونگا کہ مالا مال ہو جائے اور جو معاملہ دگرگون ہوا تو فلان مزرعہ حضر موت مین اپنی جائداد سے تیرے نفقہ
کے لئے مقرر کرتا ہون القصہ یہہ دو نو سردار اپنے اپنے لواحقین کو جوش دلاتے تھے اور اس طرف سے ابو الاعور سلمی شامیون کو ترغیب تحریص کرتا تھا عین ہنگامہ
کارزار مین اشعث نے اپنا عمامہ اتارا اور سر برہنہ کر کے کہا اے اہل شام مین اشعث بن قیس ہون پانی کی راہ چھوڑ دو ابو الاعور نے کہا بغیر اسکے کہ شمشیر آبدار
ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے ممکن نہین کہ پانی تک رسائی ہو۔ اشعث نے عمرو عاص سے کہا وائے ہو تجھ پر اے پسر عاص ہمکو پانی لینے دے ورنہ آب
شمشیر سے تمکو سیراب کرینگے عمرو نے کہا عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ جنگ پر زیادہ کون توانا ہے اور ضربہائے تیغ و سنان کی سہار زیادہ کسکو ہے اشعث نے
کہا ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ تیری مان تیرے ماتم مین بیٹھے تیرا گمان یہہ ہے کہ تو ہم مین اور شریعۂ آب مین حائل ہو سکے گا لَا وَاللهِ یہہ کبھی نہوگا کہ تو آب صاف
و شیرین نوش کرے اور ہم تشنہ کام رہین تیری عقل کہان ہے موہوم آرزو پر مرتا ہے **نقل** ہے کہ بعد اختتام غزوۂ صفین ایک مرتبہ عمرو و اشعث مین ملاقات
ہوئی تو عمرو نے کہا اے اشعث میری اس روز یہہ رائے نہ تھی کہ پانی لشکر علی سے بند کیا جائے مین پہلے سے جانتا تھا کہ یہہ کام حسب مراد تمام نہوگا اسوقت جو کچھ
تجھ سے کہتا تھا براہ فریب و خدیعت کہتا تھا وَالْحَرْبُ خُدْعَةٌ الحاصل اشعث نے حملہ گران کیا اور بہت سے مخالفین کو تہ تیغ بیدریغ کھینچا اور کہتا تھا بخدا
مجھکو ناگوار ہے کہ اہل قبلہ کے ساتھ جنگ کرون مگر ایسے شخص کے ساتھ ہون کہ اسلام مین مجھ سے سابق ہے اور کتاب و سنت کو میری نسبت زیادہ جاننے والا ہے
مالک اشتر اس روز ایک مشکین گھوڑے پر سوار تھے سات اشخاص بہادران و مشاہیر شام سے انہون نے اپنے ہاتھ سے قتل کیے۔ اسامی مقتولین یہہ ہین۔ صالح بن
فیروز عکی مالک بن ادہم سلمانی۔ ریاح بن عتیبہ غسانی۔ اجلح بن منصور کندی ابراہیم بن وضاح جمحی زائل بن عتیک خزامی محمد بن وصانہ جمحی۔ نصر کہتا ہے کہ جب
جبلہ خواہر اجلح بن منصور کو دریافت ہوا کہ اسکا بھائی شمشیر اشتر سے قتل ہوا تو چند اشعار اسکے مرثیہ میں اس نے پڑہے اور شدت قلق و اضطراب سے جان بحق
تسلیم ہوئے امیر المومنین نے یہہ سنا تو فرمایا اَمَا اِنَّهُنَّ لَيْسَ يَمْلِكْنَ مَا رَاَيْتُمْ مِنَ الْجَزَعِ اَمَا اِنَّهُمْ قَدْ اَضَرُّوْا بِنِسَائِهِمْ وَتَرَكُوْهُنَّ حَزَايَا
مِنْ قَبْلِ ابْنِ اٰكِلَةِ الْاَكْبَادِ اَللّٰهُمَّ اَحْمِلْهُ اٰثَامَهُمْ وَاَوْزَارَهُمْ وَاَثْقَالًا مَعَ اَثْقَالِهِمْ معنی یہہ کہ عورات مین صبر و سکون کم ہوتا ہے

آگاہ رہو کہ ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو ایذا دی اور لپسر آکلۃ الاکباد کی محبت میں انکو خائب خاسر چھوڑا اپنے پروردگار کو یہہ جرم دسیان معاویہ کی گردن پر بار کہہ روایت ہے کہ اسی گیر ودار میں اشتر نے ابوالاعور کو طلب کیا سامنے آیا تو لڑائی شروع ہوئی قدرے رد و بدل باہم ہوتی رہی آخر اشتر نے ایک تلوار اسکے سر پر لگائی کہ خود اسکا کٹ گیا اور قدرے سے خراش ہو نہہ پر آئی ابوالاعور میں یارائے ضبط نہ رہا ننگ و ناموس مردی پر خاک ڈال کر بھاگا اور اپنی صفوں میں جاکر پناہ گزیں ہوا القصہ اشتر و اشعث نے بہت جانفشانی کی اور مردانہ حملے کرکے افواج شام کو کہ مانند دیوار آہن قائم و مستحکم تھی پس پا کر دیا انکا اپنے مقام سے جنبش کرنا تھا کہ اصحاب امیر المومنین گھاٹ پر قابض ہو گئے اور افواج نے آگے بڑھکر لب دریا خیمے نصب کئے لشکر شام ناکام علیحدہ ایک مقام پر فرو کش ہوا کہ فرات اور انکے درمیان اہل عراق حائل تھے - امیر المومنین نے فرمایا هٰذَا يَوْمٌ نُصِرْتُمْ فِيهِ بِالْحَمِيَّةِ کہ آج تم بباعث غیرت و حمیت فتحمند ہوئے - بالجملہ جب راہ آب شامیوں پر مسدود ہو گئی تو عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ پانی سے ممانعت کرنا کوئی دانائی نہیں اب کیا ہو جو علی بن ابیطالب تیری حرکت کی مکافات کریں اور ہم سب کو ایک قطرہ پانی کا نہ لینے دیں معاویہ نے کہا اس طعن و تشنیع کو ترک کر اور بتلا کہ تیرا گمان علی کی طرف سے کیا ہے عمرو نے کہا میرا گمان یہہ ہے کہ اس سے کبھی ایسی نالائق حرکت سرزد نہ ہوگی جیسی کہ تجھ سے ہوئی - وہ کسی متنفس سے پانی کو دریغ نہ کریں گے جس کام کے لئے وہ یہاں آئے ہیں وہ پانی کے ماورا ہے پس معاویہ نے بارہ اشخاص کو اپنے اصحاب سے منتخب کرکے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا وہ لوگ حاضر درگاہ وصایت پناہ ہوئے تو حوشب ذی ظلیم نے انکے درمیان سے گفتگو کی اور کہا مَلَكْتَ فَاسْجَحْ وَجُدْ عَلَيْنَا بِالْمَاءِ وَاعْفُ عَمَّا سَلَفَ مِنْ مُعَاوِيَةَ یا علی فتح و نصرت تمہارے شامل حال ہے کرم کیجئے اور ہم کو پانی دیجئے اور جو کچھ معاویہ سے صادر ہوا اسکو معاف فرمایئے نصر کہتا ہے کہ اس وقت بعض اصحاب نے عرض کی یا امیر المومنین آپ بھی ان پر پانی بند کریں جیسا کہ انہوں نے ہم پر پانی بند کیا تھا - مگر حضرت ساقی کوثر نے فرمایا لَا خَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ لَا أَفْعَلُ مَا فَعَلَهُ الْجَاهِلُونَ وَسَنَعْرِضُ عَلَيْهِمْ كِتَابَ اللّٰهِ وَنَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدٰى فَإِنْ أَجَابُوا - وَإِلَّا فَفِي حَدِّ السَّيْفِ مَا يُغْنِيهِمْ عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ترجمہ نہیں نہیں میں وہ فعل نہ کرونگا جو ان جاہلوں نے کیا پانی کی راہ انکے لئے کھول دو ہم کتاب اللہ ان پر عرض کریں گے اور ہدایت کی طرف دعوت فرمائیں گے قبول کیا تو بہتر ورنہ تلوار سے وہ کام نکل سکتے ہیں جو ایسی باتوں سے بے نیاز کرنے والے ہیں - پس منادی کو امر کیا کہ لشکر میں پکار دے کہ کوئی کسیکو پانی سے منع نہ کرے جو کوئی چاہے دریا سے پانی لے - راوی کہتا ہے بخدا کہ ابھی شام نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ دونوں طرف کے انسانوں و حیوانوں کا لب دریا انبوہ موجود ہے اور کوئی ایک دوسرے کو ایذا نہیں دیتا ملکیۂ معاویہ اس قضیہ کو پورے تین روز نہ ہوئے تھے کہ معاویہ نے ایک اور فتنہ برپا کیا ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ صفین دریائے فرات کا ایک وادی تھا اس میں صرف ایک مقام سے پانی لے سکتے تھے چونکہ متصل کی زمین تمام پست و نشیب تھی لہذا ایک بند بہت مضبوط دریا کی روک کے لئے باندھ رکھا تھا معاویہ نے رات کے وقت دو سو آدمیوں کو اپنے ملازمین سے کدالیں اور بیلچے دیکر بھیجا کہ بند کو توڑ کر پانی لشکر امیر المومنین کی طرف چھوڑ دیں تا کہ سب غرق ہو کر ہلاک ہوں یہہ لوگ وہاں جاکر بند کاٹنے اور شور و غل کرنے لگے کہ اہل عراق سنیں اور خائف ہوں - اور نصر بن مزاحم نے روایت کی ہے کہ معاویہ مکار نے ایک تیر پر یہہ عبارت لکھی کہ یہہ تحریر ایک مرد ناصح کی طرف سے ہے اہل عراق کے لئے تحقیق کہ معاویہ چاہتا ہے کہ نہر فرات کو تم پر جاری کرکے تمکو ہلاک کرے - فَالْحَذَرُ ثُمَّ الْحَذَرُ " اور اس تیر کو کمان میں رکھکر لشکر منصور میں پھینکدیا ایک شخص نے اٹھا کر اسکو پڑھا اور دوسرے کو دیا اس نے تیسرے کو اور اس نے اور کو حتی کہ یہہ تیر دست بدست خدمت میں حضرت امیر کے پہنچا اور یہہ خبر تمام لشکر میں شائع ہو گئی پھر کیفیت تیر پر معاویہ نشانہ پر پہنچا اور

اسجاح آسان داشتن و عفو نمودن و درگذاشتن و منداقوا ملکت فاسجح شدست اہل ۱۲ انتہی

ایک شور لشکرِ عراق سے بلند ہوا چونکہ اس حال کے سننے سے خوف و ہراس اُن پر غالب ہوگیا تھا ارادہ کیا کہ اُس مقام کو چھوڑکر دوسری جگہہ منزل کرین ہر چند
امیر المومنین کہتے تھے کہ یہہ معاویہ کا مکر و فریب ہے اُسکو قدرت نہین کہ اس بند کو توڑے اگر تمام خراج ملکِ شام اسپر صرف کرے تب بھی اس کو نہیں توڑ سکتا اُس کی
غرض اس حیلہ سے یہہ ہے کہ تم کو یہان سے اُٹھا دے اور خود تمہاری جگہہ لے مگر کوئی نہ سنتا تھا اور لوگ اسباب کے اُٹھانے مین مصروف تھے اور کہتے تھے کہ ہمکو اس جگہہ
خوفِ غرق ہے ہم یہان نہ ٹھہرینگے آپ کو اختیار ہے یہان رہیں یا ہمارے ساتھ چلین تا اینکہ تمام لشکر وہان سے اُٹھ گیا اُسوقت ناچار امیر المومنین بھی اس جگہہ سے
اُٹھے اور لشکر مین آئے معاویہ نے میدان خالی پا کر اپنے خیمے وہان لگائے اور دوبارہ دریا پر قابض ہوا صبح ہوئی تو اہلِ عراق نے شامیون کو دیکھا کہ اُنکے مقام پر
متمکن ہین اُس وقت معلوم ہوا کہ یہہ معاویہ کا فریب تھا اپنی حرکت پر بہت پشیمان ہوئے - اعثم کوفی کہتا ہے کہ اُسوقت اشتر و اشعث نے عرض کی یا امیر المومنین سخت
قبیح حرکت ہم سے صادر ہوئی کہ آپکے کہنے پر عمل نہ کیا اب ہم اسکا تدارک کرتے ہین اور جو کام ہم سے خراب ہوگیا ہے اُسکو اصلاح مین لاتے ہین پس دونو نے اپنی اپنی
قوم کو آواز دی سب کے سب الطوع و رغبت حاضر ہوئے پس دونو قوم ایک لشکرِ انبوہ کے ساتھ متوجہ اعدا ہوئین معاویہ نے بھی صفوف سپہ آراستہ کین اور
لڑائی شروع ہوگئی شرحبیل بن سمط کندی سے کہ نامدارانِ شام سے تھا مبارز طلب کیا تو اشعث نے اُسپر حملہ کیا اور ایک ضربتِ سنان اُسکو پشتِ اسپ سے نیچے گرا دیا پھر
ابو الاعور سلمی آگے آیا اشعث نے اُسکے بھی نیزہ لگایا ابو الاعور زخم گران کھا کر بھاگا پس جوشنی ذی ظلیم و ذو الکلاع حمیری میدان مین آئے اشتر و اشعث نے اُنکا مقابلہ
کیا اور بہت دیر تک درمیان ان سردارون کے لڑائی ہوتی رہی آخر لشکرِ معاویہ کو تاب قرار نہ رہی اور ایک شب کی مُہلت مانگی تاکہ اس مقام سے اُٹھ کھڑے
ہون اشتر و اشعث نے کہا اُنکو ایک لمحہ کی مہلت نہین اسیوقت یہان سے اُٹھو اُنہون نے کہا ایک ساعت جنگ مین توقف کرو کہ اسباب بار کرین پس لڑائی
بند ہوئی اور شامی اپنے خیمہ و خرگاہ سمیت اپنے پہلے مقام کو چلے گئے اور لشکرگاہ کو خالی کر دیا اُسوقت اشعث نے امیر المومنین کی خدمت مین آکر عرض کی یا امیر المومنین
آپ ہم سے راضی ہوئے - فرمایا میں راضی ہون حقتعالیٰ تم سے راضی ہو **روضۃ الصفا** مین ہے کہ جب پانی کے قضیہ کو ایک ہفتہ گذر گیا تو معاویہ نے اپنے
ارکین سے کہا مین چاہتا ہون کہ راہِ عراق پر جہان سے کہ لوگ رسد لشکرِ علی مین لاتے ہین کچھ فوج تعین کرون کہ رسد کو اُن تک نہ پہنچنے دین عمرو عاص نے کہا یہہ
رائے بھی ویسی ہی واہی و لچر ہے جیسے کہ پیشتر پانی بند کرنے کی تھی - معاویہ نے کہا اُس طرف مہاجرین و انصار و تابعین اخیار ہین بغیر ایسے حیلون کے ممکن نہین کہ ہم
اُن پر غلبہ پائین اگر رسد مسدود ہوگئی تو یہہ جمعیت آسانی سے متفرق ہوسکتی ہے عمرو نے کہا اے معاویہ اس خیال محال سے درگذر جب یہہ خبر علی کو پہنچیگی تو ایک
سردار کو بھیجدینگے وہ تیرے آدمیون کو قتل کریگا - لیکن معاویہ نے نہ سنا اور عبد الرحمن بن خالد ولید کو بلا کر کہا کہ راہِ عراق پر جا کر لشکرِ علی سے رسد رسانی کا انسداد کر
عبد الرحمن نے کہا سبحان اللہ جب تقسیم مال و منصب کا وقت ہوتا ہے تو اور لوگ تجھ سے اختصاص رکھتے ہین ایسے خوفناک مقام پر مجھکو بھیجتا ہے مجھکو شیر کے موہنہ مین
ڈالنا چاہتا ہے حالانکہ تجھ سے ایک حبہ کا فائدہ مجھکو نہیں ہوا فردا بروزِ قیامت کوئی نہ پوچھیگا کہ خونِ عثمان کا عوض کیون نہ لیا علی کے ساتھ لڑنے پر البتہ موأخذہ
کرینگے معاویہ نے اُس سے اعراض کرکے ضحاک بن قیس کو اس مہم پر مقرر کیا اور ہزار سوار اُسکے ہمراہ کئے ضحاک وہان پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ جو خرما و غنم رستے
عسکر سماوین مین لیجا رہے ہین کہا اگر یہہ متاع تم امیر شام کے لشکر میں لیجاؤ تو خاطر خواہ نفع اُٹھاؤگے اُنہون نے کہا ہم دشمنِ امیر المومنین کے ہاتھ کوئی شے فروخت
نہ کرینگے ہر چند کہ ایک درہم پر ایک دینار کا فائدہ ہو - ضحاک نے اُنکو اسیر کرکے معاویہ کے پاس بھیجدیا اثنا راہ مین ایک نفر اُنمین سے چھوٹ کر لشکرِ عراق مین
آیا اور احوال بیان کیا - امیر المومنین یہہ کیفیت معلوم کرکے آبدیدہ ہوئے اور فرمایا ابن آکلۃ الاکباد سے کیا کیا صدمے مجھکو پہنچتے ہین اور ثانی الحال

میری اولاد کو اس سے کیا کیا ستم اُٹھانے ہیں پس خبر دہندہ سے نشانِ سرِ لشکر دریافت کرکے فرمایا ضحاک بن قیس ہے لاجرم زہیر بن قین کو باششو مرد غازی دے کر اس مہم پر مقرر کیا زہیر نے اثنائے راہ میں ضحاک کو جا لیا سخت لڑائی ہوئی ضحاک زخمی ہوا اور دو سو سپاہی اُسکے لشکر کے قتل ہوئے مابقی نے راہِ فرار اختیار کی زہیر مظفر و منصور خدمتِ بابرکت امیر المومنینؑ میں واپس آیا عمرو عاص نے خوب قہقہے لگائے اور معاویہ کی سوء تدبیری کو بہت آب و تاب سے بیان کیا ۔

ذکر بعضے از مراسلات فیما بین امیر المومنینؑ و معاویہ بن ابی سفیان

نصر بن مزاحم مورخ حکایاتِ صفین کو اس طرح کہتا ہے کہ جب لشکرِ منصور شریعتِ فرات پر قابض ہو گیا اور اہلِ شام بحکم سخائے طبیعی حضرت ساقی کوثر مخلص و ماذون ہوئے کہ پانی لیں اور سیراب ہوں تو وہ جناب چندے خاموش رہے باب رُسُل و رسائل مسدود و تھا نہ ادھر سے کوئی جاتا نہ اُدھر سے آتا اہلِ عراق اس سکوتِ مصلحت آمیز کی تاب نہ لا کر عرض رساں ہوئے کہ یا امیر المومنینؑ ہم لوگ اپنے اہل و عیال سے جدا عرصہ سے اس صحرا میں پڑے ہیں اجازت دیجئے کہ جنگ و جدال کرکے معاملہ یکسو کریں علاوہ بریں جماعۂ خلائق کی زبان بند نہیں ہوتی لوگ اس طولِ مہمل سے طرح طرح کے احتمال پیدا کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بخوفِ قتل آپ جنگ سے دست کش ہیں کچھ اسپر ہیں کہ اہلِ شام سے جنگ کرنے میں حضرت کو شک و شبہ عارض ہوا ہے اسلئے متوقف ہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا تعجب ہے کہ میری طرف خوفِ قتل کا گمان کرتے ہیں حالانکہ میں نے میدانِ جنگ میں پرورش پائی میری طفلی و جوانی حرب و ضرب میں تمام ہوئی اب جبکہ پیر ہوا اور عمر اختتام کو پہنچی زمانۂ رحلت کا قریب آیا اب خوفِ جان مجھکو جنگ سے کیا مانع آئے گا رہا یہ کہ اہلِ شام کے مقدمہ میں مجھکو شک و شبہ عارض ہوا سو اگر شک ہوتا تو اہل بصرہ اس شک کے لئے اولیٰ تھے قسم بخدا کہ میں نے اس امر کو خوب اُلٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے اسکے کہ اُنکے ساتھ جنگ کروں یا خدا اور رسول کا نافرمان بن جاؤں کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن یہ جو تامل و تاخیر کا سبب ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ یا کچھ ان میں سے راہِ راست پر آجائیں کیونکہ حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلعم نے بروز خیبر مجھکو خبر دی ہے کہ یا علیؑ اگر ایک شخص بھی تیرے ہاتھ سے ہدایت پائے تو تیرے لئے تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ۔ بعد ازاں حضرت نے ابو عمرہ بشیر بن عمرو بن محصن انصاری و سعید بن قیس ہمدانی و شبث بن ربعی تمیمی کو بلایا اور فرمایا معاویہ کے پاس جاؤ اور بقدرِ مقدور اسکو نصیحت کرو کہ شاید ہدایت پائے شبث بن ربعی نے کہا یا امیر المومنینؑ میرا گمان نہیں کہ معاویہ باوجود اس خباثت کے جو اسکی ذات میں ہے ضلالت سے باز آوے اور آپ کی اطاعت اختیار کرے فرمایا تم جاؤ اور اسپر حجت تمام کرو پس یہ لوگ معاویہ کی مجلس میں داخل ہوئے اول ابو عمرہ نے کلام آغاز کیا کہا اے معاویہ جہان محلِ فنا و گزران ہے کسیکو یہاں قیام و دوام نہیں تو بھی عنقریب یہاں سے رحلت کرے گا ۔ واللہ بدن بجز اعمال کے خیر کوئی شے نہ جائیگی چند روزہ زیست کے لئے عذابِ ابدی سر پر نہ لے اور ہزارہا بندگانِ خدا کو ناحق قتل نہ کرا ۔ معاویہ نے اسکے کلام کو پورا نہ ہونے دیا اور کہا یہ پند و نصیحت جو تو مجھکو کرتا ہے کیوں اپنے صاحب امیر المومنینؑ کو نہیں کرتا ۔ ابو عمرہ نے کہا اے معاویہ اپنی زبان سنبھال امیر المومنینؑ کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے وہ بسبب سابقۂ اسلام و جہاد و قرابتِ رسولؐ ہر طرح سے شایانِ خلافت و امامت ہیں تجھ میں ان سے ایک بات بھی موجود نہیں معاویہ نے کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا اپنے ابن عم کی دعوت کو قبول کر اور مثل مہاجرین و انصار انکی بیعت میں داخل ہو کہ تیرے لئے دنیا و عقبیٰ میں بہتر ہے معاویہ نے کہا ابدًا مظلوم کا خون ضائع کروں اور علی بن ابیطالب کا مطیع و فرمان بردار ہوں لَا وَاللہِ یہ مجھ سے نہ ہوگا میں اپنے ارادہ سے باز نہ آؤنگا ۔ اسپر سعید بن قیس نے چاہا کہ جواب دے شبث بن ربعی نے اُس پر سبقت کی ۔ اور کہا اے معاویہ جو تو نے ابو عمرہ سے کہا تجھے معلوم ہے کہ اس کا جواب نہیں ہے باوجودیکہ عثمان کی زندگی میں تو نے نصرت نہ کی اور اسکی موت کے موقع میں ذالک چھپا تماشا دیکھتا رہا تو اُسکے قتل کا آج کے لئے خواہاں تھا کہ چند عوام کالانعام جو تابع شام کو اس حیلہ سے گمراہ کر کے

اور وہ حقیقت طالبِ حکومت و ریاست ہے پس تو کبھی اپنی مُراد کو نہ پہنچے گا اور جو بالفرض پہنچا بھی تو پیشتر مستحقِ آتشِ جہنم ہو لے گا پس بہتر ہے کہ اپنے ارادۂ فاسد
سے باز آ اور خلیفہ برحق و امام و پیشوائے مطلق کے ساتھ نزاع نہ کر حالانکہ تو زبونِ قوم و شریرِ عرب ہے معاویہ یہہ سنکر آگ بگولا ہو گیا اور بولا اے اعرابی جلفِ جافی
کیوں جھوٹی باتیں بناتا ہے اور جسکا تجھے علم نہیں کا ہے کو اُسمیں دخل دیتا ہے تیری جہالت و حماقت اس سے عیان ہے کہ تو نے اس شریف قوم (یعنی سعید بن قیس ہمدانی)
کے کلام کو قطع کیا چلے جاؤ کہ تمہارے لئے میرے پاس فقط شمشیر ہے یہہ سنکر تینوں لوٹ آئے ابو عمرہ نے چلتے ہوئے کہا اے معاویہ تو ہمکو تلوار سے ڈراتا ہے قسم بخدا
کہ علیؑ کی تلوار سے وہ روزِ سیاہ تجھے دیکھنا ہوگا کہ آرزوئے مرگ کریگا اور کہیگا کہ اے کاش میں شکمِ مادر سے پیدا نہوتا کہ یہہ روزِ بد نہ دیکھتا پھر واپس آکر تمام
ماجرے حضرت مرتضویؑ میں بیان کیا **نصر** کہتا ہے کہ انہیں ایام میں کچھ لوگ قاریانِ قرآن دونو لشکروں سے جدا ہوئے اور ارادہ کیا کہ مادۂ نزاع فریقین کو
خوب سا تحقیق کریں پھر جس طرف حق دیکھیں شامل ہو جائیں یہہ لوگ تعداد میں تین ہزار تھے اُنہوں نے عبیدہ سلمانی علقمہ بن قیس نخعی عبداللہ بن عتبہ و عامر
بن عبد القیس کو اختیار کیا کہ معسکرِ شام و عراق میں جا کر اس امر کی تحقیق و تنقیح کریں پس اوّل وہ معاویہ کے پاس گئے اور کہا یا ابن ابوسفیان یہہ کیا فتنہ و فساد ہے کہ
تو نے مسلمانوں میں برپا کر رکھا ہے اُس نے کہا میں خلیفۂ مظلوم عثمان بن عفان کے خون کا بدلا لینا چاہتا ہوں اُنہوں نے کہا کس سے یہہ بدلا لینا چاہتا ہے کہا علیؑ
بن ابیطالبؑ سے۔ کہا عثمان کو علیؑ نے قتل کیا۔ کہا بے شک علیؑ نے قتل کیا یا اُن لوگوں نے جو اُنکے ساتھ ہیں پس یہہ لوگ امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور عرض کی معاویہ کہتا ہے کہ عثمان کو تم نے قتل کیا آپ نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے کہا گو آپ نے اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا۔ مگر تمہارے حکم و اشارے سے اوروں نے
قتل کیا فرمایا نہ میں نے خود قتل کیا نہ کسی کو اسکا امر کیا وہ پھر معاویہ کے پاس گئے اور یہہ جواب بیان کیا اُس نے کہا اگر یہہ راست ہے تو قاتلانِ عثمان کس لئے اُنکے
پاس جمع ہیں اور اُنکے معین و مددگار بنے ہیں اُن سب کو یہاں بھیجدیں کہ ہم اُنسے قصاص لیں اور قصہ یکسو ہو امیر المومنینؑ نے یہہ سنکر فرمایا کہ اُن لوگوں نے
اُسکے بارے میں قرآن کو تاویل کیا ہے اور اس قتل پر کتاب اللہ سے حجت لاتے ہیں ایسے قتل پر قصاص لازم نہیں معاویہ اسکا کچھ جواب نہ دے سکا اور یہہ
کہا کہ اُنہوں نے بغیر ہمارے مشورہ کے کس لئے خلافت اختیار کی آپ نے فرمایا کہ مہاجرین و انصار نے بالاتفاق مجھسے بیعت کی پس معاویہ کا مشورہ اسمیں لینا اور
اسوقت تک اسکو ملتوی رکھنا لازم نہ تھا۔ معاویہ نے کہا مہاجرین و انصار کی میرے ساتھ بھی ایک جماعت ہے اُنسے کوئی اس امر پر رضامند نہیں نہ
اُسوقت شریک تھے آپ نے فرمایا اے جماعتِ قُرّا معاویہ تمکو فریب دے آگاہ رہو کہ یہہ منصبِ جلیل مہاجر و انصار سے اُس گروہِ سعادت پژوہ کے لئے مخصوص
ہے جو شرکاء بدر ہیں اور بدریوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو میرے ساتھ بیعت نہ کرچکا ہو اور میرے لشکر میں موجود نہو اور جو ساتھ نہیں وہ میری اذن و اجازت
سے ٹھہر گیا ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ روایت اور مثل اسکے دیگر روایات بر تقدیر تسلیم صحت اسپر محمول ہیں کہ امیر المومنینؑ معاویہ اور اُسکے امثال سے بطور
الزام کلام کرتے تھے کہ اپنی خلافت کی حقیت پر مہاجرین و انصار و اہلِ بدر کی بیعت سے حجت لاتے تھے کسلئے کہ یہہ لوگ خلافتِ خلفاء ثلثہ کو مانتے تھے جنکا تمام دار و
مدار خود اُنکے قول کے موافق مہاجرین و انصار و اہلِ بدر کی بیعت پر تھا پس اس دلیل میں اُنکو چون و چرا کی مجال نہ تھی اور طوعاً و کرہاً اُسکو ماننا پڑتا تھا ورنہ حاشا
کہ اُس جناب کا واقع میں یہہ اعتقاد ہو کہ اپنی امامت کو ان لوگوں کی بیعت کا محتاج جانتے ہوں کسلئے کہ وہ حضرت بلا شبہ منصوص من اللہ و نصب کردۂ خدا و
رسول تھے اور موافق آیاتِ قرآنی و احادیثِ صحیحہ متفق علیہ فریقین امام مفترض الطا لیفۂ رسول بلا فاصلہ تھے صحابہ و غیر صحابہ سے جس نے آپ کی امامت کا

جلف بالکسر مرد درشت گول اجلاف جمع ۲ اجافی مرد درشت اندام و درشت خو

ب

اقرار کیا اور اسپر ایمان لایا نجات و فلاح پائی جس نے انکار کیا خائب و خاسر رہا کا ئناً من کان یا لجملہ امیر المومنین اسی مدد میں چند یوم قیام فرما کر جنگ سے تامل میں توقف کرتے تھے کہ اہل شام یا کچھ لوگ اُنمیں سے ہدایت پا ئیں جب ابو عمرو وغیرہ نے معاویہ کے پاس سے مراجعت کر کے وہان کی کیفیت بیان کی تو حضرت کو یقین ہوگیا کہ بغیر استعمال تیغ و تبر و تیر و خنجر یہ مہم سر نہو گی ناچار جنگ کی تیاری میں مشغول ہوئے چونکہ قرین مصلحت نہ تھا کہ تمام لشکر ایک دفعہ جنگ کر کے صدمہ اٹھاوے بنابر ان وہان یہ حکم نافذ ہوا کہ افواج ظفر امواج چند حصوں پر منقسم ہو کر ایک حصہ ایک سردار والا تبار کے سپرد ہو کہ عند الضرورت وہ اپنی ماتحت فوج کو ہمراہ لیکر میدان میں نبرد آزما ہو۔ چنانچہ مالک اشتر و اشعث بن قیس و حجر بن عدی و شبث بن ربعی و خالد بن معمر سدوسی و زیاد بن نضر حارثی و زیاد بن جعفر کندی و سعید بن قیس ہمدانی و معقل بن قیس ریاحی و قیس بن سعد عبادہ انصاری ایک ایک فوج پر فرمانروا مقرر ہوئے اُس طرف معاویہ نے بھی اس تدبیر کو پسند کر کے اسی پر کاربند ہوا اور سپاہ شام کے چند حصے کئے ہر حصے پر ایک جدا سردار تعیین کیا شامیوں میں جو سردار مقرر ہوئے اُنکے نام یہ ہیں عبد الرحمن بن خالد ولید مخزومی ابو الاعور سلمی حبیب بن مسلمہ فہری۔ ذو الکلاع حمیری عبید اللہ بن عمر خطاب شرجیل بن سمط۔ حمزہ بن مالک ہمدانی اگلے روز ابھی خسرو خاور تخت اخضر فلک پر جلوس فرما ہوا تھا کہ دونو لشکر وسیع میدان میں آکر پرے جمائے۔ اول فوج شام سے ایک پہلوان بہم بن عرار نام جو تمام شام میں انتخاب اور ڈیل ڈول وتن و توش میں لاجواب تھا اور کثرت اسلحہ سے غرق دریائے آہن ہو رہا تھا اہرمن صف لشکر سے برآمد ہوا کر ہر ایک شخص کو اُسکے مقابلہ کی طاقت نہ تھی مبارز طلب کیا تو مالک اشتر جو ہمی حمہ ور کہ خوف و ہراس اُنکے پاس نہ آتا تھا۔ گھوڑا ابڑھا کر آئے اور بھوڑی دیر اُسکے گرد گردش کر کے شمشیر آبدار سے برق آتش بار کو شرماتے رہے پھر موقع پاکر ایک وار کیا اور اُس شرور ہو کو گھوڑے سے ڈال دیا بہم کے قتل ہونے سے سپاہ شام میں شور و غوغا اُٹھا اور ساتھ ہی ایک مرد قبیلہ ازد سے برآمد ہوا اور کہا بخدا سوگند میں بہم کے قاتل کو زندہ نہ چھوڑونگا۔ بعد ازان اشتر کو مبارزت کیلئے طلب کیا اشتر مانند تیر قضا اُسکے سر پر پہنچے اور ایک وار میں اُسکو بھی مالک بہم کے سپرد کیا یہیں دونو لشکرون نے بہیئت مجموعی ایک دوسرے پر حملہ کیا اور ہنگامہ کارزار غروب آفتاب تک گرم رہا رات ہوئی تو فریقین اپنی اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوئے اسیطرح ہر روز ایک ایک سردار اپنی فوج کو معرکہ میں لیجاتا اور لڑائی کر کے شام کو واپس آتا مگر جنگ طولانی سے بخوف استیصال طرفین پرہیز کرتے تھے ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں بشیر از قاتت نطبہ اہل عراق کو ہوتا تھے کہ ماہ ذی الحجہ ستتمہ ہجری تمام اور ہلال محرم ۳۷ نمودار ہوا۔ چونکہ یہ مہینہ ماہ ہائے حرام سے ہے جنمیں اہل عرب بتبعیع و شریف جاہلیت و اسلام میں جنگ کرتے تھے اس لئے لڑائی موقوف ہوئی امیر المومنین نے کہ قبول حق سے نزدیک تر و قیاد پاشتند اس فرصت کو غنیمت جانکر یا سبب پند و نصیحت کو لازم سمجھا کہ آپنے عدی بن حاتم و شبث ربعی۔ و یزید بن قیس و زیاد بن حفصہ کو معاویہ کے پاس بھیجا یہ لوگ وہان پہنچے تو عدی نے اول سلسلہ کلام کو حرکت دی بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا اے معاویہ ہم تیرے پاس آئے ہیں تاکہ تجکو اُس امر کیطرف دعوت کرین جس پر حقتعالے نے ہمکو جمع کیا ہے اور ہمارے جان و مال اُس سے محفوظ کئے تحقیق کہ وہ امر بیعت ہے ایسے شخص سے جسنے آج تمام عالم پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے سبقت اسلام و قرابت رسول انام جو اُنکو ہے کسیکے لئے نہیں ہے اور اُسکے تمام اہل حل و عقد علم کے ساتھ بطوع و رغبت بیعت کر چکے اب بجز تیرے اور تیرے صحابیوں کے کوئی باقی نہیں کہ اُنکی اطاعت سے خارج ہو پس مناسب ہے کہ قبل اسکے کہ تجھے بھی وہی مصیبت پہنچے جو کل اہل جمل کو پہنچ گئی ہے اس بغاوت اور خلاف کو ترک کر۔ معاویہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو یہان صلح و صلاح کی غرض سے نہیں آیا بلکہ مجھکو تہدید کرنے اور دھمکانے کو آیا ہے ہیہات اے عدی میں ابن حرب ہون میدان جنگ میں پلا اور اسی ہمہ کو پہنچا اب

ایسی دھمکیون سے نہین ڈرتا اور قسم بخدا کہ تو اُس جماعت سے ہے جنھون نے عثمان کے قتل مین سعی کی اُمیدوار ہون کہ حقتعالی مجھکو تجھپر اور تیرے اصحاب پر نصرت بخشے شیث بن ربعی و زیاد بن حفصہ نے کہا اے معاویہ ہم تیرے پاس آئے تھے کہ مقدمۂ صلح مین گفتگو کرین اور مسلمانون کو اس عذاب سے جسمین وہ مبتلا ہین نجات دین تو ہمارے لئے مثالین لاتا ہے اس سے کیا فائدہ وہ بات کر جو ہمکو اور تجھکو دونو کو نافع ہو یزید بن قیس نے کہا اے معاویہ ہم ایلچی ہین اور ایلچی کے کلام مین خوردہ گیری نہین ہوتی جو وہان سے کہا تجھسے کہدیا جو تو کہے گا اُنسے کہین گے۔ ہان علی کی فضیلت ایسی نہین کہ تجھپر کیا کسی مسلمان دیندار پر پوشیدہ ہو اور یہہ بھی تو خوب جانتا ہے کہ جسکو دینی فہم و فراست ہے وہ کبھی تجھکو اُنکے برابر نہ جانے گا پس خدا سے ڈر اے معاویہ اور ہرگز علی سے مخالفت نہ کر قسم بخدا کہ ہم نے علی جیسا زاہد و متقی و جامع تمام خوبیون کا دوسرا نہین دیکھا معاویہ نے کہا تم نے جو اتفاق کلمہ اور اجتماع کیطرف دعوت کی تو مین بھی جانتا ہون کہ یہہ امر بہت ہی خوب ہے مگر مین تمہارے امیر کی اطاعت کسی صورت نہ کرونگا کسلئے کہ اُنھون نے خلیفۂ مظلوم کو قتل کیا اور ہمارے مجمع مین تفرقہ و تشتت ڈالا اب جو وہ کہتے ہین کہ مین نے قتل نہین کیا پس اگر یہہ کلام راست ہے تو قبیلۂ عثمان کو جو اُنکی ظل حمایت مین بسر کرتے ہین ہمارے پاس بھیجدین ہم اُنسے قصاص لین پھر ہم تابع اُنکی اطاعت مین داخل ہون اور بیعت کرین شیث نے کہا اے معاویہ اگر امیر المومنین عمار یاسر کو تیرے حوالے کرین تو کیا تو اُسکا خون مباح جانے گا اور اُسے قتل کرے گا معاویہ نے کہا کون چیز مجھکو اس سے مانع ہے قسم بخدا کہ اگر علی پسر سمیہ پر مجھکو قدرت بخشین تو کیا اُسے عثمان کی عوض قتل نہ کرون گا بلکہ نائل غلام عثمان کی عوض مارون شیث نے کہا واللہ تو نے انصاف نہ کیا تحقیق کہ تو اے معاویہ عمار یاسر پر قدرت نہ پائیگا جبتک کہ بہت سے سر گردنون سے نہ اُتر جائین اور زمانہ تجھپر تیرہ و تار نہو اور زمین باین فراخی تیرے اوپر تنگی نہ کرے یہہ کہکر اُٹھے اور وہانسے روانہ ہوئے معاویہ نے پیچھے سے کسی کو بھیجکر زیاد بن حفصہ کو بلوا بھیجا جب آیا تو کہا اے اخو ربیعہ علی نے قطع رحم کیا و خلیفۃ المسلمین کا خون اپنی گردن پر لیا اُسکے قاتلون کو پناہ دی اب مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ تو ہماری نصرت کر اور اس سے علیحدہ ہو کر اپنے قبیلہ سمیت اس طرف چلا آ مین خدا کو درمیان دیتا ہون کہ جب فتح پاؤنگا تو کوفہ و بصرہ کی حکومت سے جسکو تو پسند کرے گا تجھکو عطا کرونگا۔ زیاد نے کہا اے معاویہ مجھسے قطع اُمید کر کہ مین بفضل خدا اپنے دین پر بہ حجت و یقین قائم ہون اہل جرم و عصیان کا کبھی مددگار نہونگا۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا خدا اس جماعت کو ہلاک کرے کیسے سب کے سب ایک دل و ایک زبان ہین پھر نصر کہتا ہے کہ معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری و شرحبیل بن سمط و معن بن یزید بن اخنس سلمی کو امیر المومنین کی خدمت مین بھیجا یہہ لوگ حاضر درگاہ ہوئے تو حبیب نے گفتگو شروع کی اور کہا اما بعد عثمان بن عفان خلیفۂ ہدایت یافتہ تھا کتاب اللہ کے موافق کام کرتا اور اُسکے احکام پر کاربند ہوتا تھا یا علی تمکو اُسکی زندگی ناگوار ہوئی اُسکی ہلاکت کے درپے ہوئے اور بظلم و تعدی اُسکو قتل کرایا پس مناسب ہے کہ اُسکے قاتلون کو ہمارے حوالے کرو تاکہ اُنسے قصاص لین اور اگر یہہ کہتے ہو کہ مین نے اُسکو قتل نہین کیا تو تم خلافت چھوڑکر علیحدہ ہو جاؤ لوگ خود مشورہ کرکے کسی کو اس کار کے لئے انتخاب اختیار کرین گے امیر المومنین یہہ کلام نافرجام اُس مرد بد دہن بدلگام کا سنکر کمال برہم ہوئے اور فرمایا اے مرد اپنی زبان کو تھام تیرا یہہ مرتبہ نہین کہ امر امامت و خلافت مین دخل دے تجھکو اس مجلس مین بیٹھنے کی قابلیت بھی حاصل نہین حبیب یہہ سنکر اُٹھا اور کہا بخدا قسم اب تم مجھکو ہمین جگہہ پاؤ گے جو از بس ناگوار ہوگی۔ فرمایا جو کچھ تجھسے ہو سکے ہرگز ہمین کوتاہی نہ کرنا مین حق پر ہون سوار و پیادون مین تجھکو پاؤنگا خدا مجھکو زندہ نرکھے اگر تجھے زندہ رکھون شرحبیل نے کہا میرے پاس بھی وہی مضمون ہے جو حبیب نے ادا کیا ڈرتا ہون اگر مین لب کشا ہون تو وہی جواب ملے جو حبیب کو ملا یا علی اگر تمہارے پاس سوائے اسکے کوئی اور جواب ہے تو بیان فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا ہان تیرے اور معاویہ کے لئے میرے پاس اور جواب ہے

پھر حمد حضرت باری اور نعت جناب مصطفوی ادا کی۔ اور فرمایا تحقیق کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کمال فضل و رحمت سے محمد مصطفےٰ کو کافۂ انام پر مبعوث کیا پس آنحضرت نے خلائق کو ضلالت و گمراہی سے نجات بخشی اور تفرقہ و اختلاف کو دور کیا اور جو اُن پر واجب تھا اُسکو بجا لائے آنحضرت نے وفات پائی تو لوگوں نے ابوبکر کو بعد ازاں عمر کو پیچھے بعد دیگرے اپنا حاکم و پیشوا بنایا انہوں نے ہر چند عوام کے ساتھ عدل و انصاف سے سلوک کیا مگر ہماری جہت کو رعایت نہ رکھا حالانکہ ہم اہلبیت رسولخدا اور تمام خلقت کی نسبت آنحضرت سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور باوجود ہمارے دوسرا اس کام کے لئے سزاوار نہ تھا بعد عثمان کو تسلط ہوا تو اُس نے وہ حرکتیں کیں کہ لوگ برملا اُس پر اعتراض کرنے لگے آخر الامر سب نے جمع ہو کر اُسے قتل کیا ازاں بعد میرے پاس جمع ہوئے میں ہر چند انکار کو مصلحت سمجھتا تھا مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور کہا اگر تم خلافت سے انکار کروگے تو اُمتِ محمدیہ میں تفرقہ و اختلاف واقع ہوگا لہذا میں نے مجبوراً بیعت قبول کی۔ کچھ مدت اس پر گزری تھی کہ طلحہ زبیر نے عہد شکنی کی۔ پھر معاویہ نے بغاوت پر کمر باندھی حالانکہ وہ اسلام میں سابقہ نہیں رکھتا بلکہ طلیق ابن طلیق ہے وہ اور اُسکا باپ ابوسفیان ہمیشہ حضرت رسولخدا کے دشمن رہے گو آخر کار بزور تلوار بخوف جان ظاہر اسلام قبول کیا۔ مجھکو تم لوگوں سے تعجب ہے کہ اپنے نبی کے اہلبیت کو چھوڑ کر معاویہ کی اطاعت کرتے ہو حالانکہ احق و اولےٰ اطاعت کے لئے ہم لوگ ہیں نہ معاویہ اب میں تمکو کتاب خدا و سنت رسولخدا و احیاء دین و ملت و اماتت و ابطال بدعت کی طرف دعوت کرتا ہوں اسکو قبول کرو شرجیل و معن بن یزید نے کہا تم گواہی دیتے ہو کہ عثمان بظلم شہید ہوا یا نہیں فرمایا میں اس کا قائل نہیں اُن دونوں نے کہا جو اسکا قائل نہیں کہ عثمان مظلوم شہید ہوا اور اُسکے قاتلوں سے بیزار نہیں ہم اُس سے بیزار ہیں یہہ کہا اور چلے گئے امیر المومنین نے فرمایا صَدَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی رحمت فرمایا اللہ تعالےٰ نے إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ یعنے حقتعالےٰ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے خطاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ تو اموات کو نہیں سُناتا اور اپنی دعوت کی آواز کو بہروں کے کان میں نہیں پہنچاتا جبکہ وہ پشت موڑ کر بھاگتے ہیں تو کسی دل کے اندھے کو اُسکی گمراہی سے ہدایت نہیں کرتا اور کوئی بات اُنکو نہیں سُناتا مگر اُنکو جو ہماری آیات پر ایمان لائے وہی لوگ مسلمان ہیں۔ پھر اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے امام کی اطاعت میں ثابت قدم رہو اور جس قدر وہ باطل پر اصرار رکھتے ہیں تم اُنسے زیادہ حق پر مُصر ہو **روضۃ الصفا** میں ہے کہ ابو دردا و ابو امامہ باہلی کہ اصحاب رسولخدا سے تھے اور چند مدت سے ملک شام میں متوطن تھے اُس وقت معاویہ کے لشکر میں حاضر تھے اُنہوں نے معاویہ سے کہا۔ ہمکو تحقیق ہے کہ امیر المومنین تجھ سے زیادہ مستحق خلافت ہیں پس تو کس حجت و دلیل سے اُنکے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اُس نے کہا طالب خون عثمان کے ہوں صحابیوں نے کہا کیا عثمان کو علیؑ نے قتل کیا معاویہ نے کہا گو اُنہوں نے خود قتل نہیں کیا۔ مگر قاتلان عثمان اُنکے پاس موجود ہیں اگر علیؑ اُنکو میرے حوالے کریں کہ اُنسے قصاص لوں تو تمام نزاع برطرف ہو جائے اور میں مع جملہ اہل شام اُنکی اطاعت میں داخل ہوں یہہ دونوں علیؑ کی خدمت میں داخل ہوئے اور جو معاویہ سے سُنا تھا گزارش کیا یہہ خبر لشکر میں مشتہر ہوئی تو قریب بیس ہزار مرد نامور مسلح ہو کر اُنکے سامنے آئے اور کہا ہم تمام قاتلان عثمان ہیں امیر المومنین نے فرمایا معاویہ اُنکو طلب کرتا ہے میں اس جم غفیر کو کس طرح اُسکے حوالے کروں ابو امامہ و ابو دردا نے جب یہہ سُنا تو لشکر گاہ سے نکل گئے اور معاویہ سے بھی کنارہ کش ہوئے ٭

صف آرائی فریقین بمقام صفین

مورخین نے لکھا ہے کہ جب ماہ محرم جو ماہ ہائے حرام سے ہے تمام ہوا اور اس میں پیام سلام پر کوئی ثمرہ مترتب نہوا تو امیر المومنین نے بروز سلخ محرم قریب بغروب
آفتاب یزید بن حارث جشمی کو چند سپاہیوں کے ساتھ تعین کیا اس نے سپاہ شام کے نزدیک جاکر جہاں سے اُسکی آواز کو سُن لیں کہا اے اہل شام امیر المومنین
فرماتے ہیں کہ بیشک جو اس عرصہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کو ملتوی رکھا اس امید پر تھا کہ تم ہدایت پاؤ اور اپنی کردار ناہنجار سے تائب ہو پس راہ ہدایت تمکو دکھائی
اور کلام اللہ کیطرف دعوت کی مگر تمنے بسمع قبول کچھ نہ سُنا اور اپنے تمرد و عصیان سے باز نہ آئے پس حجت تم پر تمام ہوئی اب ماہ محرم گزر گیا لاجرم تمہارے ساتھ
جنگ کرونگا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ۔ شامیوں نے یہہ سنکر اپنے سرداروں کو مطلع کیا۔ اور اُنکے ذریعہ سے معاویہ کو یہہ حال معلوم ہوا اہل حق و
اصحاب باطل رات بھر سامان جنگ میں مشغول رہے شمعیں روشن تھیں اور جنگ کی تیاری ہو رہی تھی۔ حضرت امیر المومنین نے نشان جنگ ہاشم بن عتبہ
مرقال کے سپرد کیا سواروں پر عمار یاسر پیادوں پر عبداللہ بن بدیل ورقا مقرر ہوئے میمنہ پر اشعث بن قیس میسرہ پر حارث بن مرہ و عبدی قبیلہ مضر
کوفہ و بصرہ کا قلب میں و قبیلہ مضر ربیعہ انکے یمین و یسار اور گروہ باغیہ میں صاحب علم عبدالرحمن بن خالد ولید سواروں پر عبیداللہ بن عمر خطاب ۔
پیادوں پر مسلم بن عقبہ مُرّی میمنہ پر عمرو عاص میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری اور قلب میں ضحاک بن قیس مع اہل دمشق کے ۔ دیگر روایت دیگر میمنہ عراق
عبداللہ بن بدیل ورقا میسرہ پر عبداللہ بن عباس سواران کوفہ پر مالک اشتر سواران بصرہ پر سہیل بن حنیف پیادگان کوفہ پر عمار یاسر و پیادگان
بصرہ پر قیس بن سعد عبادہ کو کہ مصر سے آکر شریک صفین ہو گئے تھے مقرر کیا اور ہاشم بن عتبہ کو انکا رفیق گردانا ۔ اور نیز عمار یاسر و عبداللہ بن [illegible] کو
قرآر کوفہ پر سرداری بخشی اور ایالت قرار بصرہ مسعود بن فدکی تمیمی کو حاصل ہوئی ۔ علی ہذا لشکر شام میں میمنہ پر ذوالکلاع میسرہ پر حبیب بن مسلمہ سواران
دمشق و شام پر عمرو عاص اور پیادگان دمشق پر مسلم بن عقبہ مُرّی اور باقی پیادگان پر ضحاک بن قیس نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ اگلے روز بروز چہارشنبہ یکم
صفر المظفر ۳۷ ہجری کو دونو لشکر علے الصباح میدان میں آئے امیر المومنین نے افواج شام کو دیکھا تو ہر قبیلہ کا نام اپنے اصحاب سے دریافت کرتے تھے
اور وہ بتاتے تھے جب ہر ایک کی کمیت و کیفیت سے اطلاع حاصل کی پھر ہر ایک قبیلہ کے مقابلہ کے لیے عراق کے اُسی قبیلہ کو نامزد کیا ۔ مثلاً ازد شام کے لیے ازد
عراق او خثعم کے لئے خثعم و بجیرہ وغیرہ الا وہ قبائل کہ اہل عراق کے ساتھ انکے کمتر اشخاص تھے مثل قبیلہ بجیلہ کے کہ قبیلہ لخم کو انکا حریف گردانا ۔ پس مالک اشتر اہل عراق
سے و حبیب بن مسلمہ فہری اہل شام سے مع سپاہ فراوان میدان میں آئے اور مصروف کارزار ہوئے چنانچہ بہت سے سعادتمندوں نے جام خوشگوار شہادت
نوش کیا اور اکثر اشرار نابکار راہی دار البوار ہوئے امیر المومنین امام المتقین پیش روئے صفوف سے گزرتے تھے اور فرماتے تھے بندگان خدا تقوی
و پرہیزگاری حق تعالے کو اختیار کرو نظریں نیچی اور آوازیں پست رکھو کلام کم کرو ۔ جنگ و جہاد پر دل نہاد ہو اضطراب و انتشار کو اپنے دلوں میں راہ نہ دو
خدا کو یاد کرو اور رشد الی جہاد کرو صبر و سکون سے برداشت کرو تحقیق کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْهُمُ الصَّبْرَ وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمُ النَّصْرَ
وَأَعْظِمْ لَهُمُ الْأَجْرَ ۔ پروردگارا تو صبر انکے دلوں پر القا کر اور فتح و نصرت کو ان پر نازل فرما اور اجر و ثواب انکے عظیم کر اور نیز عادت تھی جس جنگ
کی کہ اثنائے قتال میں فرماتے تھے کہ جنگ میں پیشدستی نہ کرو دشمن کو شکست ہو تو مجروح و مدبر کو اُنکے قتل نہ کرو کشف عورت کسیکی نہ چاہیے قتیل کو مُثلہ نہ بنا
دشمنوں کی قیامگاہ میں پہنچو تو کسیکی پردہ دری روا نہ رکھو انکا مال غارت نہ کرو الا جو مال کہ معرکہ جنگ میں حاضر ہو ۔ عورات سے متعرض نہو ہر چند وہ تمہارے
ننگ و ناموس کو دشنام دیں یا تمہارے امرا و صلحا کی سب کریں کیونکہ انکی عقول ضعیف ہیں ہم انسے بحالت انکے کفر کے ممنوع تھے پھر جائیکہ اب و

اسلام میں مخل ہیں - اور نیز فرماتے تھے ایہا الناس نشانوں کو سرنگون نہ کرو اور انکے مقاموں سے انکو علٰحدہ نہ کرو انکے گرد و پیش جمع رہو نہ تو پیچھے چھوڑ دو
کہ خالی رہ جائیں نہ آگے بڑہاؤ کہ دشمن چھین لیں چاہیے کہ علم بردار تم سے بہادران غیور و مبارزان صبور ہوں کہ بوقت نزول مصائب صبر و سکون سے انکی
حفاظت کریں - **روضۃ الصفا** میں ہے کہ جس وقت فریقین صف بستہ روبرو ہوئے تو ایک شخص نے سپاہ شام سے آگے آکر پوچھا کہ اے اہل عراق - اویس
قرنی تمہارے ساتھ ہے - جواب دیا گیا کہ ہاں ہمارے ساتھ ہے تیرا اس استفسار سے کیا مدعا ہے سائل نے کہا میں نے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ اویس بہترین
تابعین ہے از روئے احسان کے یہہ کہکر وہ شخص شامیوں سے جدا ہو کر اہل حق سے ملگیا **مؤلف** کہتا ہے کہ تعجب ہے اس شخص سے کہ اُس نے اویس کے
مقدمہ میں ایک حدیث سنکر اُسے یاد رکھا حالانکہ اویس صحابہ سے بھی نہ تھے انکا ذکر زبان حقائق ترجمان حضرت سید الانس والجان پر شاذ و نادر آیا ہو گا
اور امیر المومنین کہ برادر و داماد بلکہ نفس رسول تھے اور خادمت جناب حضرت میں ہمیشہ ملازم رکاب سعادت انتساب رہتے تھے اور اپنی ابتداء ولادت سے
ہنگام وفات اُس جناب تک مدام ملحوظ نظر عنایت اور زیر تربیت و تعلیم جناب ختمی مآب ہے **بالجملہ** مناقب و محاسن اُس جناب کے مثل آفتاب کے روشن و
نزد ہر دوست و دشمن ثابت و مبرہن تھے ہزارہا آیات و احادیث انکے حق میں ہر کس و ناکس کی زبان زد تھیں ایک حدیث بھی مثل حدیث اویس آپکی
شان میں اس شخص کو نہ ملی کہ اس کی ہدایت کا سبب ہوتی إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ **القصہ** اگلے روز دوسری صف کو پھر فوجیں تیار ہوئیں
لشکر عراق سے ہاشم بن عتبہ مرقال اپنے اصحاب کو لیکر میدان میں آئے اور معاویہ کی جانب سے ابو الاعور سلمی مع ایک جماعت درشت خو برخاش جو اہل شام
کے نکلا شام تک بدستور لڑائی ہوتی رہی رات ہوئی تو فریقین اپنے منزل و مقام کو واپس ہوئے **تیسرے** روز حسب الحکم حضرت مرتضوی عمار یاسر آمادہ
پیکار ہوئے جماعت مہاجر و انصار و شجاعان بدر صحابہ رسول مختار انکے ساتھ تھے ادہر سے عمرو عاص ایک لشکر خونخوار ہمراہ لیکر مقابل ہوا حضرت
عمار اثنائے جنگ میں پکار کر کہتے تھے اے اہل شام اگر تم چاہتے ہو کہ دشمن خدا و رسول و بدخواہ مسلمین و پشت و پناہ مشرکین ضالین کو معائنہ کرو تو یہہ معاویہ ابن
ابو سفیان موجود ہے اسکو دیکھ لو اور اسپر لعنت کرو حقتعالیٰ اسپر لعنت کرے یہہ چاہتا تھا کہ نور خدا کو بجھا دے اور اعدائے خدا کی اعانت کرے قسم بخدا کہ میں
اسکو خوب جانتا ہوں کہ ہمیشہ مسلمانوں کا دشمن فاسقوں بدکاروں کا دوست رہا ہے جب حقتعالیٰ نے اپنے نبی کی نصرت کی اور دین کو ظاہر و غالب
اُس نے بزور شمشیر اسلام قبول کیا تھا - آنحضرت نے وفات پائی تو پھر نافرمان ہو گیا **نصر** کہتا ہے کہ عمرو عاص نے اُس روز نیزہ پر ضمیمہ سیاہ (ایک
دھاری دار کپڑا تھا) باندہ کر کہا یہہ وہ نشان ہے کہ حضرت رسولخدا نے میرے لئے ترتیب دیا تھا اس بات کا چرچا ہوا اور شدہ شدہ یہہ خبر حضرت امیر المومنین تک
پہنچی تو آپنے فرمایا حضرت رسولخدا نے اس ضمیمہ کو نکالا اور فرمایا کہ کون ہے کہ اسکو لے اور اسکی شرط کا ذمہ دار ہو عمرو عاص نے کہا یا رسول اللہ
کیا اسکی شرط ہے فرمایا مشرکین کے پاس نہ جائے اور مسلمین سے جنگ نہ کرے قسم بخدا کہ عمرو نے یہہ شرطیں پوری نہ کیں وہ مشرکین کے پاس بھی گیا اور
آج مسلمین سے جنگ کرتا ہے پھر فرمایا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَسْلَمُوا وَلٰكِنِ اسْتَسْلَمُوا وَأَسَرُّوا الْكُفْرَ فَلَمَّا وَجَدُوا أَعْوَانًا
رَجَعُوا إِلٰى عَدَاوَتِنَا قسم بخدا اسکی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا کہ یہہ لوگ بطوع و رغبت اسلام نہ لائے تھے بلکہ بظاہر اسکا
اقرار کیا تھا دلمیں کفر پوشیدہ تھا جب یہہ مددگار پائے حسب دستور سابق ہمارے بغض و عداوت کیطرف مراجعت کی - الحاصل عمار کے ساتھ زیاد بن نضر
امیر سواران تھا اُسکو کہا کہ سواروں کے ساتھ آگے بڑھے اور خود پیادوں کو لیکر اس شدت سے حملہ آور ہوئے کہ عمرو عاص اپنے مقام پر نہ ٹھیر سکا پیچھے ہٹ گیا

منقول ہے کہ زیاد نامی کو رکا مادری بھائی معاویہ بن عمرو عقیلی نام کہ لشکر شام میں تھا ہنگام جنگ زیاد کے مقابل ہوا زیاد نے ایک وار ایسا کیا جس کے صدمہ سے عقیلی زمین پر گر پڑا زیاد گھوڑے سے اُتر کر بارادۂ ذبح جلد اُسکے سینہ پر چڑھا لیکن نقاب اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُسکا بھائی ہے ہاتھ کو تھام لیا۔ کسی نے کہا اے زیاد قتل دشمن دین کیلئے سُستی کرتا ہے جلد اس کا کام تمام کر کہا کس طرح اسکو قتل کروں یہہ میرا بھائی ہے کہا ایسا ہے تو چھوڑ دے زیاد نے کہا یہہ بھی نہیں ہو سکتا جبتک کہ علیہ عالیہ حضرت مرتضوی سے اسکی اجازت نہو یہہ خبر حضرت امیر المومنین کو پہنچی تو فرمایا جلد جاؤ اور اُسکو قتل برادری سے مانع آؤ روز چہارم محمد بن حنفیہ اس طرف سے اور عبید اللہ بن عمر خطاب اُدہر سے امیر جنگ تھے شام تک کشت و خون رہا مگر غالب و مغلوب میں امتیاز نہوئی۔ نصر کہتا ہے کہ معاویہ نے اُس روز قبۂ عظیم برپا کیا اور پارچہ جات اُس پر ڈال کر اُسکی شکوہ بڑہائی تھی اور خود اُسکے تلے بیٹھا تھا۔ عبید اللہ نے محمد حنفیہ کو مبارزت کیلئے طلب کیا محمدؓ چلے امیر المومنین نے اُنکو بلایا اور خود پیادہ با شمشیر ہاتھ میں لئے ابن عمر کے پاس آئے اور کہا میرے ساتھ جنگ آزما ہو عبید اللہ نے کہا مجھکو تمہارے جنگ کی حاجت نہیں اور اپنے مقام کو لوٹ گیا پانچویں دن عبد اللہ بن عباس افواج کوفہ پرا ور ولید بن عقبہ برادر مادری عثمان افواج شام پر امیر ہو کر میدان میں آئے ولید پلید کی نظر ابن عباس پر پڑی تو بکمال بیحیائی زبان مذمت بنی عبد المطلب میں کہ بلاشبہ حضرت فخر کائنات انہیں شامل ہیں کھولی اور روسیاہی دنیا و عقبیٰ اپنے لئے مہیا کی۔ پھر کہا یا ابن عباس تم نے قطع رحم کیا اور اپنے امام یعنے عثمان کو قتل کرایا پس اب سنت خدا کو اپنے حق میں کس طرح پاتے ہو جس بات کی آرزو رکھتے تھے تمکو حاصل نہوئی ہم انشاء اللہ تم پر فتحیاب ہونگے اور تمکو ہلاک کرینگے عبد اللہؓ نے کہا اے ولید اس بیہودہ سرائی سے کیا فائدہ میرے مقابل میں آ خود معلوم ہو جائیگا کہ فتح و نصرت کس کیلئے ہے اور ہلاکت کسکے لئے ولید میں تاب مقابلہ عبد اللہ نہ تھی پشت موڑی اور بھاگ گیا ابن عباس نے بہیئت مجموعی حملہ کیا آتش قتال مشتعل ہوئی میدان کارزار کثرت گرد و غبار سے تیرہ و تار نظر آنے لگا۔ جوانمردوں نے باگیں چھوڑ دیں اور قبضہائے شمشیر ہاتھوں میں تھام لئے صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی سُستی و ماندگی کسی طرف سے ظاہر نہوئی **نصر** کہتا ہے کہ اُس روز سمرہ بن صباح حمیری مع قُرّاء شام شامیوں سے جدا ہو کر علی علیہ السلام سے مل گیا۔ اس سے معاویہ و عمرو عاص کو سخت صدمہ پہنچا اور کمر ہمت اُنکی ٹوٹ گئی عمرو نے کہا اے معاویہ تو انہیں لوگوں کے بھروسہ پر علی سے لڑنے کی ہوس رکھتا ہے جو حضرت رسولخدا کے نزدیکی رشتہ دار ہیں اور اسلام میں سابقہ و تقدم رکھتے ہیں۔ علاوہ بریں اشراف صحابۂ رسولخدا نے اُنکی حمایت پر کمر باندھی ہے پس جو کچھ تجھسے ہو سکے جلد اسکی کوئی تدبیر کر اور بطمع و خوف لوگوں کو اپنی طرف رغبت دلا قبل اسکے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اور پھر بجز کف افسوس ملنے کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ تو نہیں جانتا کہ تیرا کام سراپا باطل ہے اور علی ہر طرح سے حق پر ہیں معاویہ نے یہہ سنکر امر کیا کہ بزرگان شام و سران سپاہ مجتمع ہوں اور خود ممبر پر گیا اور کہا ایہا الناس اپنے سروں اور جانوں کو مستعار دو لڑائی میں قتل ہونے سے خوف نہ کرو اور اپنے موقعہ و مقام سے فرار نہ کرو۔ آج روز قتل و ہلاکت ہے اور روز حفظ آبرو۔ آگاہ رہو کہ تم حجت و برہان حق پر ہو کس لئے کہ تم اُس شخص سے جنگ کرتے ہو جس نے خلیفہ عثمان کی بیعت کو توڑ ڈالا اور اسکو قتل کرا دیا خدا کے سامنے اُسکو کوئی عذر نہیں۔ معاویہ یہہ کلام کر چکا تو عمرو عاص ممبر پر گیا اور اس سے دوسرے درجہ پر کھڑے ہو کر کچھ کلمات تحریص و ترغیب جنگ میں بیان کیے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے جو یہہ سُنا تو لوگوں کو جمع کر کے خطبۂ بلیغ ادا کیا ابو سنان اسلمی کہتا ہے گویا میں دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کمان پر تکیہ کیے کھڑے ہیں اور صحابۂ رسولخدا اُنکے گرد و پیش جمع ہیں گویا وہ حضرت دوست رکھتے ہیں کہ لوگ کثرت صحابہ کو آپکے ساتھ مشاہدہ کریں خلاصۂ کلام صداقت انضمام یہہ ہے **ایہا الناس** جو کچھ میں کہتا ہوں بگوش دل سُنو اور یاد کرو تحقیق کہ نخوت و تجبر و خیلا و تکبر خصائل نکوہیدہ سے ہیں اُنکا خوگر ہونا چاہیئے شیطان لعین کہ تمہارا دشمن مبین ہے امور باطل کو تمہارے لئے

زیب و زینت دیتا ہے - آگاہ ہو کہ سب مسلمان بایکدگر بمنزلہ بھائیون کے ہین پس تم باہم نزاع و تکرار نہ کرو بلکہ ایک دوسرے کے ناصر و مددگار ہو تمکو معلوم ہو کہ
شرائع دین ایک ہین اور طرق صدق و یقین واضح جنھون نے اُنکو اختیار کیا فوز و فلاح پائی جو اس سے روگردان ہوا تباہ و ہلاک ہوا - مرد مسلمان وہ ہے
کہ اگر کوئی امانت اُسکے سپرد ہو اُس مین خیانت نہ کرے وعدہ کرے تو اُسکو وفا کرے کلام کرے تو کذب و دروغ کو اُس مین دخل نہ دے - بتحقیق کہ ہم اہلبیت رحمت
مین ہماری گفتار راست و کردار درست و استوار ہین حضرت خاتم النبیین و پیشوایان دین ہم سے ہین ہم حافظ کتاب اللہ اور اُسکے عامل ہین تمکو خدا و رسول کیطرف
دعوت کرتے ہین اور دشمنان دین پر جہاد کرنے کو بلاتے ہین - اور ادائے نماز و اخراج زکوٰۃ و حج خانۂ خدا اور روزہ ماہ رمضان کا حکم کرتے ہین اور توفیر فئے کا
اُسکے اہل کے لئے امر کرتے ہین - تعجب ہے کہ معاویہ ابن ابوسفیان اموی و عمرو بن عاص سہمی میری عداوت پر لوگون کو ترغیب کرتے ہین اور اسکو ترمیم
فاسد اپنی دینداری تصور کرتے ہین تم جانتے ہو کہ ہمیشہ مدۃ العمر مین ایک طرفۃ العین حضرت رسولخدا کی نافرمانی نہین کی اور توفیقات ربانی سے اُن
دشوار مواقع مین اس جناب کی نگہبانی کی جہان بڑے بڑے بہادر نہین ٹھیر سکے اور بدلون مین لرزے پڑگئے جس وقت آپنے رحمت الٰہی کیطرف انتقال
کیا تو سر مبارک آنحضرت کا میری آغوش مین تھا پھر مینے غسل دیا تو ملائکۂ سمٰوات میری امداد کرتے تھے - بخدا سوگند کہ کسی اُمت نے اپنے پیغمبر کے بعد اختلاف
نہین کیا الا یہ کہ اہل باطل نے اہل حق پر دست قدرت پائی الا ما شاء اللہ چھٹی جنگ ۲ - صفر روز دوشنبہ کو ہوئی سعید بن قیس ہمدانی اہل حق
و ذو الکلاع حمیری اصحاب باطل کیطرف سے امیر لشکر تھے عاقمہ بن عمر کہتا ہے کہ عین ہنگامۂ جنگ مین ایک شخص ہتھیار لگائے قرآن گلے مین لٹکائے فوج شام سے
نکلا اور رجز خوانی کرتا اس آیۂ شریفہ کو آواز بلند پڑھتا تھا عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ مینے قصد کیا کہ آگے جاکر اُسکے ساتھ جنگ کرون امیر المومنین
نے مجھکو آواز دی کہ اپنے مقام پر ٹھیرا اور خود بنفس نفیس اُسکے پاس گئے اور فرمایا أَتَعْرِفُ النَّبَأَ الْعَظِيمَ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ یعنی تو
اس نبأ عظیم کو پہچانتا ہے جس مین ان لوگون نے اختلاف کیا ہے اُس نے کہا نہین فرمایا قسم بخدا کہ وہ نبأ عظیم و خبر بزرگ جسمین تم نے اختلاف کیا ہے مین ہون
میری امامت و خلافت مین نزاع کرتے ہو اور بعد قبول اُس سے منکر ہو - میری ہی تیغ کی درخشندگی سے تمکو ظلمت ظلم و کفر سے نجات ملی اور مجھی پر
بغاوت کرتے ہو اور جو کچھ حضرت رسولخدا نے روز غدیر میرے بارے مین تم نے سنا تھا اُسکو بھلا دیا قریب ہے کہ روز قیامت تمہارے اُن اعمال کی
سزا تمکو ملے - یہہ فرما کر اُسکو قتل کیا پھر ایک اور سوار کا اہل شام سے ارادہ کیا - عمرو بن حصین سکونی بگمان اسکے کہ آپ ہمہ تن مشغول جنگ ہین پیچھے سے
بیخبر ہین آہستہ آہستہ آیا کہ ضربت لگائے امیر المومنین آگاہ ہوگئے اور منہ اُسکی طرف کرکے کچھ اشعار پڑھے جنکا حاصل یہہ تھا کہ مین غافل نہین مگر سعید
بن قیس ہمدانی نے اُسکو دیکھا تو مانند برق اُسکے سر پر پہنچا اور ایک برچھی سے کام تمام کیا عمرو بن حصین مذکور سپاہ شام مین نامور سردار تھا - معاویہ کو
اُسکے قتل ہونے سے بہت صدمہ ہوا ذو الکلاع حمیری کو بلایا اور کہا اے ذو الکلاع ابن حصین کے مارے جانے سے جہان روشن میری نظر مین تیرہ و تار
ہوگیا تو چیدہ چیدہ سوار ہمراہ لیکر قبیلۂ ہمدان سے اُسکے خون کا بدلا لے ذو الکلاع ایک ہزار سوار ساتھ لیکر بڑے غیظ و غضب مین نکلا امیر المومنین

سلہ خراج و غنیمت آل محمد بعنی جو بیت المال مین جمع ہوتا ہے فی الاصل کان لنا ثم رجع الیہ و منہ ما افاء اللہ علی المسلمین لسلہ ارجعہ الیہم و تقسیمہ بینہم ۱۲ ابو نعیم ستی نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی مین حضرت رسولخدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مراد نبأ عظیم سے خلافت اور محبت علی بن ابی طالب ہے لہ انکا قدرت ہی قبر میں آپکی بابت سوال کرینگے - یعنی
کوئی شخص مشرق و مغرب کا نکی قبر مین نہین مرتا الا یہہ کہ منکر نکیر اُس سے خدا و رسول امامت و دوستی علی بن ابی طالب سے سوال کرتے ہین پس جو شخص اُنکا جواب دے اُنکی امامت کی
تصدیق کی اور اپنا امام انکو جانا اور واسطے ہے اُسی چیز سے اس سے انکار کیا ۱۲ منہ عفی عنہ

نے قبیلہ ہمدان سے کہا ذوالکلاع خاصتہً تمہارا ارادہ رکھتا ہے ہشیار ہوجاؤ ہمدان قبیلہ نے عرض کی یا امیر المومنین ہم ہمکو اور اُسکے صحابہ کو کافی ہیں حضرت ذرا تردد
نہ کریں پس ذوالکلاع اُدھر سے اور قبیلۂ ہمدان ادھر سے بڑھا اور لڑائی شروع ہوگئی طرفین سے خوفناک حملے ہوئے بہت سے جان باز شکار شیر اجل ہوئے آخر لشکر
شام منہزم ہوا اور قبیلہ ہمدان نے فتح پائی سعید بن قیس گریختوں کا تعاقب کرتے کرتے خاص معاویہ کے خیمہ تک پہنچا اور بہت سے شامیوں کو واللہ مرگ چکھایا پھر بفتح
وفیروزی خدمت بابرکت امیر المومنین میں واپس آیا حضرت نے قبیلۂ ہمدان کی بہت مدح وستائش کی اور آفرین فرمائی۔ اور کہا اَنْتُمْ دِرْعِیْ وَرُمْحِیْ تم میرے زرہ
ونیزہ ہو۔ سعید نے عرض کی یا امیر المومنین ہم اس قدر جو آپ سے آپ پر منت نہیں رکھتے بلکہ جو کچھ کرتے ہیں راہ خدا میں کرتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمکو توفیق
دی کہ حضرت کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ اگر آپ امر کریں تو جلتی آگ میں کود پڑیں بحر مواج میں گر جائیں حضرت نے چند اشعار آبدار قبیلہ ہمدان کی شان میں
ارشاد کئے کہ دیوان فصاحت نشان میں موجود ہیں انہیں بہت کچھ ان لوگوں کی جان فشانی و نیاز مندی کی داد دی اور قدر افزائی فرمائی ہے۔ آخر میں آپ فرماتے
ہیں ؎ اِذَا كُنْتُ بَوَّابًا عَلٰی بَابِ جَنَّةٍ ؏ اَقُوْلُ لِهَمْدَانَ ادْخُلُوا السَّلَامِ یعنی جب میں در جنت پر صاحب اختیار
ہونگا تو قبیلہ ہمدان سے کہونگا کہ تم بسلامت داخل ہو۔ نصر کہتا ہے کہ جنگ صفین ابتداء ماہ صفر ۳۷ھ ہجری سے شروع ہوا علی علیہ السلام پیشتر سوار
ہوتے تھے بروز جنگ آپکے لئے ایک اسپ تیز و تند سیاہ فام کہ نالوں سے زمین کو کھودتا تھا لائے جو کچھ آواز رکھتا تھا جب اُس پر سوار ہوئے تو فرمایا سُبْحَانَ
الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ
امیر المومنین جب لڑائی کے لئے سوار ہوتے تھے تو فرماتے تھے یا کٓهٰیٰعٓصٓ بالجملہ ساتویں تاریخ کو جنگ عظیم وشدید ہوا کہ اُس سے پیشتر ایسا نہ ہوا تھا حضرت امیر
کل امیر اُس روز علی الصباح نماز سے فارغ ہو کر سوار ہوئے اور دست مبارک جانب آسمان بلند کر کے عرض کی پروردگار تو ہی ہے جسکی طرف آنکھیں بلند ہوتی
ہیں اور جس کے سامنے دست دعا مبسوط ہوتے ہیں قدم تیری جانب حرکت کرتے ہیں اور قلوب تیری طرف منجذب ہوتے ہیں ہر امر کا فیصلہ تیرے ہاتھ
سے ہمارے اور انکے درمیان حق حکم کر کہ تو بہتر ہے حکم کرنے والوں کا خداوندا ہم تیری طرف شکایت لیجاتے ہیں تیرے نبی کی غیبت اور دشمنوں کی کثرت اور دوستوں کی
قلت اور خواہشوں کے اختلاف اور زمانہ کی شدائد اور فتنوں کے ظہور سے پس فتح و نصرت سے ہماری اعانت کر کہ سلطنت حق عزت حاصل کرے نصر
کہتا ہے کہ آنحضرت کا دستور تھا کہ جنگ میں ان کلمات کو کہتے تھے وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی قَالَ هِیَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فرماتے تھے
کہ یہ آیہ فتح و نصرت ہے میں اسکو پڑھتے اور دشمنوں کو خاک ہلاک پر ڈالتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنْ اَظْهَرْتَنَا عَلٰی عَدُوِّنَا فَجَنِّبْنَا الْبَغْیَ وَسَدِّدْنَا
لِلْحَقِّ وَاِنْ اَظْهَرْتَهُمْ عَلَیْنَا فَارْزُقْنَا الشَّهَادَةَ وَاعْصِمْ بَقِیَّةَ اَصْحَابِیْ مِنَ الْفِتْنَةِ خداوندا اگر ہمکو دشمنوں پر فتح و نصرت بخشے تو بغاوت و طغیان سے
ہمکو باز رکھ اور حق پر استوار کر اور جو انکو ہم پر غلبہ دے تو ہمکو شہادت روزی کر اور ہمارے باقی ماندوں کو فتنہ و فساد سے محفوظ رکھ بالجملہ جب لشکر نے دیکھا
کہ امیر المومنین متوجہ حرب ہیں انکی طرف پیش قدمی کی اُس روز عبداللہ بن بدیل خزاعی میمنہ پر و عبداللہ بن عباس میسرہ پر اور سب لوگ اپنے اپنے محل و مقام پر اپنے
نشانوں کے ساتھ تھے اور امیر المومنین مع اہل مدینہ کہ بیشتر انمیں انصار نصرت شعار تھے قلب میں تشریف رکھتے تھے اور آپکے ساتھ بنی خزاعہ و بنی کنانہ کی معقول
جماعت تھی نصر بن مزاحم مورخ صفین نے شمائل مبارک حضرت امیر المومنین اس طرح پر بیان کئے ہیں کہ قد مبارک میانہ نہ پست نہ بلند جسم پر گوشت و فربہ آنکھیں

؎ جمح الفرس جموحاً وجماحاً وجماحا توسنی کرد اسپ ۱۲ منتہی

سیاہ وکشادہ چہرۂ انور حسن وخوبی مین مثل ماہ شب چاردہ تابان شکم بزرگ سینہ فراخ کف دست ضخیم وقوی استخوان مفاصل درشت مسطبر گردن مثل صراحی نقرہ
شدت صفائی سے چمکتی تھی سر اقدس آگے کی طرف سے بے موئے پیچھے سے گردن تک کہین کہین بال سرہائی استخوان مثل شیر وپلنگ باہم چسپان کہ گویا
جڑے ہوئے ہین حرکت رفتار مین قوت وطاقت نمودار تھی کوئی عضو بہ نسبت دوسرے کے سست وضعیف نہ معلوم ہوتا تھا شانے گندہ گوشت سے بھرے
ہوئے۔ پہنچون سے بازو تک برابر ہموار نشان رگ وپے نمایان نہ تھے کلائی مین یہہ قوت تھی کہ زور آور سے زور آور کا ہاتھ پکڑ لیتے تو بیجان کئے بغیر نہ چھوڑتے
تھے رنگ مبارک گندم گون بینی باریک کشیدہ لڑائی پر جاتے تو جلد جلد قدم اُٹھاتے تھے حقتعالی نے آنکو معرکون مین فتح ونصرت سے خصوصیت بخشی تھی
زید بن حسن سے روایت ہے کہ معاویہ نے عمرو عاص کو حکم دیا کہ لشکر کو ترتیب دے عمرو میدان مین آیا اور کہا اے اہل شام صفونکو درست کرو اور سرونکو عاریتاً ہمکو دو
کہ کام ابانتہا کو پہنچ گیا ہے بہت دیر باقی نہین جبکہ حق وباطل مین تمیز ہوا چاہتی ہے اُس طرف سے ابوالہیثم بن تیہان صحابی کہ شرکا ربیعت عقبہ و
غازیان بدر سے تھے نکلے اور کہا اے اہل عراق تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان خواہ نصرت وغلبہ پاؤ یا شہید ہوکر داخل جنت ہو ایک ساعت سے زیادہ
باقی نہین قدم جمائے رہو اور صفوف کو ہموار رکھو سرون کو رضا خالق مین عاریتاً دے ڈالو اور اُس کی درگاہ سے اعانت وامداد چاہو اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ
یُوْرِثُہَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ترجمہ تحقیق زمین حقتعالی کے لئے ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندون سے اُسکا وارث کرتا ہے اور خوبی
آخرت کی پرہیزگارون کے لئے ہے نصر کہتا ہے کہ ساتوین صفر ایام عظیمہ سے صاحب اہوال شدیدہ تھی اُس روز پہلی لڑائی حجر خیر وحجر شر کے درمیان ہوئی حجر الخیر
لقب حجر بن عدی کا ہے کہ اصحاب جناب ولایتمآب سے تھا اور حجر الشر اُسکا چچا زاد بھائی بزمرۂ اہل شام منسلک تھا یہہ دونو قبیلہ کندہ سے تھے پس حجر الشر نے
میدان مین نکلکر مبارز چاہا تو حجر بن عدی اُسکے مقابل ہوا دونو اپنے اپنے نیزون سے نیزہ بازی کر رہے تھے کہ اس عرصہ مین خزیمہ بن ثابت اسدی سپاہ
شام سے نکلکر اُن کے درمیان آیا اور حجر بن عدی کے ایک نیزہ لگایا کچھ شخاص اصحاب امیر المومنین سے آگے بڑھے اور خزیمہ مذکور کو بیادہ شمشیر حجر قتل کیا
اور حجر الشر پر بھی حملہ آور ہوا مگر وہ فرار کرکے اپنے لشکر مین گھس گیا جب یہہ لوگ اپنے مقام پر واپس آئے تو وہ پیچھا پھر گھوڑا جو کلاتا ہوا باہر نکلا۔ حکم بن ازہر
اُسکے سامنے آیا تھوڑی دیر حریفون کی رد وبدل ہوئی آخر حکم نے شہادت پائی رفاعہ بن جمیری ابن حکم حکم کے مقتول ہونے سے بیتاب ہوکر دلیوا
وار میدان مین آیا اور آتے ہی حجر شر کا کام تمام کیا پس امیر المومنین علیہ السلام نے بغرض اتمام حجت قرآن مجید ہاتھ مین لیا اور فرمایا کون ہے کہ اسکو
مجھ سے لے اور اِس قوم مور دلوم کے پاس جاکر انکو اسکی طرف دعوت کرے ایک مرد سعید بن قیس نام آگے آیا اور عرض کی یا امیر المومنین مین اس کام کے لئے
ہون آپنے سکوت کیا تھوڑی دیر کے بعد پھر انہین کلمات طیبات کا اعادہ فرمایا پھر اُسکے سوا کسیکو جرأت نہوئی اُس نے کہا یا امیر المومنین مین اس کام
کے لئے ہون حضرت نے مصحف مجید اُسکے حوالے کیا۔ سعید قرآن شریف کو لیکر معاویہ کے لشکر مین گیا اور کہا اے اہل شام اس سرکشی اور بغاوت سے
باز آؤ اور جو جب امر الٰہی کاربند ہو امیر المومنین تمکو کتاب خدا کی طرف دعوت کرتے ہین اُسے قبول کرو اور جو راہ کہ مہاجرین وانصار نے اختیار کی ہے اُسکے
خلاف نہ جاؤ شامیون نے بجائے اسکے کہ اسکی دعوت کو قبول کرین اُس بیگناہ کو تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا نصر کہتا ہے کہ اُسوقت امیر المومنین نے
عبداللہ بن بدیل خزاعی سے کہا کہ حملہ آور ہو اِبن بدیل نے کہ دلیری ودلاوری مین بے بدل تھا بموجب اشارہ کے حملہ کیا۔ کہتے ہین کہ اُس روز اُس نے
دو زرہین پہین رکھی تھین اور دو تلوارین دونو ہاتھون مین رکھتا تھا۔ مانند شیر شرزہ رجز پڑھتا تھا اور حملے کرتا تھا حتیٰ کہ ہر حملے مین بزاروں جماعت کا معاویہ

قریب پہنچا معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کے پاس کسیکو بھیجا کہ ہماری امداد کو پہنچ اور ہن بلائے جانستان کو ہمارے سر سے دفع کر پس حبیب مع میسرۂ
شام حرکت مین آیا اور میمنۂ عراق اور میسرۂ شام باہم دست و گریبان ہوگئے نصر کہتا ہے کہ ابن بدیل کا ایک بھائی عثمان نام اُس جنگ مین مارا گیا تھا - وہ
اُسکا خون طلب کرتا تھا اور یالثارات عثمان کہتا تھا اسلئے معاویہ اور اُسکے اصحاب کو تین مرتبہ دھوکا ہوا کہ عثمان بن عفان کے خون کا طلبگار ہے
بالجملہ فریقین مین بہت شدت سے لڑائی ہوئی - اور مردانِ مرد خوب ہی جی توڑ کر لڑے آخر اہلِ عراق کا پائے ثبات متزلزل ہوکر منہزم ہوئے - الا بدیل
اپنی دلاوری سے حملہ پر حملہ کرتا تھا یہانتک کہ اُس نے معاویہ کو اُسکے مقام سے ہٹا دیا اور ہر چند اُسکے ساتھ سو مرد سے زیادہ نہ تھے تاہم مصمم ارادہ رکھتا
تھا کہ معاویہ کو قتل کئے بغیر مراجعت نہ کرونگا - الغرض جس طرف کو باگ اُٹھاتا تھا شامی اُسکے آگے سے مثل گلۂ گوسفند کے بھاگ جاتے تھے حتےٰ کہ معاویہ کے سر پر
جا پہنچا معاویہ کے شدت خوف و ہراس سے حواس خطا ہوگئے اور چلا کر کہا وائے ہو تم پر اگر ہتھیارون سے اس مرد کو نہین روک سکتے تو کیا پتھر بھی تمہارے پاس نہین
یہہ سنکر شامیون نے عبداللہ کو سنگ باران کیا بحدیکہ وہ گھوڑے سے گر پس شامیون نے دوڑ کر تلوارون سے شہید کیا رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ مقتول ہوا تو معاویہ
شاد و خندان اُسکی لاش پر آیا عبداللہ بن عامر کہ ابن بدیل کے دوستون سے تھا اُسوقت معاویہ کے ساتھ تھا اُسکی لاش کو خاک و خون مین غلطان دیکھ کر
متاسف ہوا اور عمامہ اپنے سر سے اُتار کر جلد اُسکے مونہہ پر ڈال دیا معاویہ نے کہا اسکا مونہہ کھول ابن عامر نے کہا لا واللہ یہہ کبھی نہو گا کہ مین زندہ
ہون اور تو اسکی ناک کان کاٹ کر مثلہ کرے معاویہ نے کہا مینے اسکو تجھے بخشا تب عبداللہ نے اُسکا مونہہ کھولا معاویہ نے صورت دیکھ کر کہا قسم بخدا رب کعبہ کہ
ابن بدیل رئیس قوم تہا بار الہا تو اشتر نخعی و اشعث کندی پر مجھکو مظفر کر پھر کچھ اشعار مدح عبداللہ مین پڑھے اور کہا قسم بخدا کہ قبیلہ خزاعہ میری عداوت مین
ایسا سرگرم ہے کہ انکی عورتون سے ہوسکے تو وہ مردون سے زیادہ مجھکو آزار دین بالجملہ عبداللہ بن بدیل کے قتل ہونے سے شامیون کے حوصلے بڑھ گئے
اور انہون نے میمنۂ عراق پر ایک حملہ گران کیا عراقیون سے قرار نہو سکا بھاگ نکلے امیر المومنین نے سہل بن حنیف انصاری کو مع اُسکے اصحاب کے میمنہ کی
امداد کے لئے مقرر کیا کچھ فائدہ نہوا وہ بھی منہزم ہوئے حضرت اُسوقت اہلِ یمن کے ساتھ قلب لشکر مین تشریف فرما تھے جب آثار ہزیمت وہان تک محسوس
ہونے لگے تو آپنے میسرہ کیجانب میل کیا وہان بھی قبیلہ مضر کے قدم نہ جمے اُسوقت بجز قبیلہ ربیعہ کے کوئی امیر المومنین کے ہمراہ نہ تھا - زید ابن وہب سے
روایت ہے کہ امیر المومنین مع اپنی اولادِ امجاد قلب سے میسرہ کی طرف متوجہ ہوئے حالانکہ اُسوقت آپکے ساتھ صرف قبیلہ ربیعہ رہ گیا تھا چونکہ لشکرِ شام
کیطرف سے تیرون کی بوچھاڑ ہو رہی تھی کہ کوئی تیر دوش مبارک پر سے گذرتا تھا اور کوئی زیر بغل سے حضرت تیرون کو لیتے اور دست مبارک سے توڑ ڈالتے اور بنفس
نفیس اپنے فرزندانِ دلبند یعنے حضرت امام حسن و امام حسین و محمد بن حنفیہ کی حمایت و حفاظت فرماتے اور انکے اور اہلِ شام کے درمیان حائل ہوتے کہ مبادا
کوئی تیر انکو صدمہ نہ پہنچا دے احمر نام غلام عثمان بن عفان کہ شجاعانِ روزگار سے شمار ہوتا تھا یہہ حالت دیکھ کر حضرت کیطرف آیا اودھر سے کیسان غلام
امیر المومنین آگے جا کر اسکا سد راہ ہوا اور ایک نے دوسرے پر وار کیا آخر کیسان احمر کے ہاتھ سے شہید ہوا حضرت یہہ دیکھ کر شدت غضب سے افروختہ ہوگئے اور فرمایا
قتلنی اللہ اِن لم اقتلک خدا مجھکو قتل کرے اگر تجھے قتل نہ کرون اور کمال غیظ سے کسی حربہ کیطرف بھی متوجہ نہوئے ہاتھ بڑھا کر گریبان زرہ کو اُسکے
پکڑا اور گھوڑے سے اُٹھا کر اسقدر بلند کیا کہ دونو ٹانگین اُسکی گردن مبارک سے لگتی تھین پھر اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ استخوانِ گردن و سینہ سب چور
چور ہوگئے - بعد ازان مثل شیر گرسنہ شاہزادون کو امر کیا کہ اُسکا فیصلہ کرین امام حسین و محمد حنفیہ نے تلوارون سے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے افواج شام

یہہ دیکھکر مخصوص اُس جناب پر حملہ آور ہوئی **راوی** کہتا ہے قسم بخدا کہ آنحضرت کو ذرا اسکی پروا نہ تھی جون جون شامی نزدیک ہوتے جاتے تھے آپکے
قدمہائے مبارک جلد جلد اُس طرف کو اُٹھتے تھے۔ اُسوقت حسن مجتبیٰ نے عرض کی یا امیر المومنین بہتر تھا کہ آپ اس قدر توقف فرماتے کہ آپکے اصحاب یعنی قبیلۂ
ربیعہ آپسے ملجاتے فرمایا اے فرزند تیرے باپکے لئے ایک دن معین ہے نہ اُسمین تعجیل ہوگی نہ تاخیر اور اے لخت جگر میرے مجھکو اندیشہ نہین کہ موت مجھ پر آپڑے یا مین
موت پر آپڑون اسیطرح ایکروز سعید بن قیس ہمدانی نے عرض کی یا امیر المومنین آپ جنگ مین دشمن کے بہت قریب ہوجاتے ہین ڈرتا ہون کہ وہ
لوگ حضرت کے ساتھہ غدر و فریب نہ کرین فرمایا ہر شخص کے لئے حقتعالے کیطرف سے کچھہ محافظ مقرر ہین کہ چاہ مین گرنے یا دیوار اُسپر آپڑنے سے اور اسی
قسم کی دیگر آفات سے اُسکی نگہبانی کرتے ہین لیکن جب قضا آتی ہے تو وہ علیحدہ ہوجاتے ہین اور عادت تھی حضرت شاہ مردان کی کہ ایسے مقامات پر اس شعر کو
پڑھا کرتے تھے ۔ مِنْ اَیِّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرُّ ٭ اَیَوْمَ لَمْ یُقْدَرْ اَمْ یَوْمَ قُدِرْ یعنی کس روز مین موت سے گریز کرون اُس روز کہ
جسمین موت مقدر ہوچکی ہے یا اُس دن جبکہ مقدر نہین ۔ حاصل یہہ کہ موت سے کبھی بھاگنا نہین چاہئے جو مقرری روز موت کا ہے اُس روز بھاگنے
سے کچھہ فائدہ نہین اور اُسکے بھاگنا لغو و فضول ہے **شعر** از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست ٭ روزے کہ قضا باشد و روزے کہ قضا نیست ٭
روزے کہ قضا باشد کوشش نکند سود ٭ روزے کہ قضا نیست درو مرگ روا نیست ٭ **بالجملہ** جب میمنۂ عراق منہزم ہوا تو امیر المومنین میسرہ پر مالک اشتر
کے پاس تشریف لائے اور کہا اے مالک عرض کی لَبَّیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فرمایا اس قوم کے پاس جا اور کہہ کہ موت سے بچ کر کہان جاؤگے اور بھاگ
بھاگ کر کبتک زندہ رہوگے مالک نے اُنکے قریب جا کر دو مرتبہ آواز دی اَیُّهَا النَّاسُ مین مالک بن حارث ہون پھر گمان کیا کہ شاید یہ لوگ اس نام سے
نہ پہچانین پکار کر کہا اے قوم مین اشتر نخعی ہون امیر المومنین کچھہ کہنا چاہتے ہین سن لو اس پر کچھہ لوگ واپس آئے مالک اشتر نے اُنکو مخاطب کرکے ایک خطبہ پڑھا
اور بہت ملامت و سرزنش کی پھر قبیلۂ مذحج کو اپنے نزدیک بُلایا اور کہا تم نے اس ہزیمت سے آپکو رسوا کیا اور اپنے پروردگار کی ناراضگی لی یہہ
کیسی حرکت نامحمود تم سے صادر ہوئی تم فرزندان قتل و حرب ہو دلاوران غارت و نہب جنگ آوری ہین کبھی کوئی قوم تم پر سبقت نہین لے گئی اور کوئی
خون تمہارا ضائع نہین گیا۔ وہ کام کرو جس سے اگلی نسلین تمکو بھلائی سے یاد کرین اب بہتر ہے کہ اب آمادہ پیکار ہو اور صبر و شکیبائی اختیار کرو تحقیق کہ
حقتعالی صابرون کے ساتھہ ہے قسم اُس پروردگار کی کہ اشتر کی جان اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے ان لوگون یعنے اہل شام سے کوئی بقدر پشہ بھی نہین خدا انہین
سخت زبون کام تم سے سرزد ہوا کہ معرکے سے روگردان ہوئے اب جوانمردی کرکے اسکا تدارک کرو کہ مین امیر المومنین کے سامنے سرخرو ہون اس قبیلہ ما فوق
جو وسط لشکر مین لگا ہے اُسکی جگہہ سے اُکھڑوا دو باقی لشکر شام اُسکے ساتھہ بھاگ جائیگا جب اشتر نے اس طرح کے نرم گرم کلام کرکے اُنکو ہمت دلائی تو اُنکو بھی غیرت
ہوئی اور اُسکے گرد جمع ہوگئے اور کہا ہم تمہارے مطیع و فرمان پذیر ہین جس طرح امر کروگے جنگ کیلئے موجود ہین اشتر اُنکو میمنہ پر لائے جہان سے بھاگے تھے اور قبیلۂ
ہمدان سے جو سبکے بعد منہزم ہوا تھا آٹھہ سو مرد واپس آئے نصر کہتا ہے کہ قبیلۂ ہمدان سبکے بعد تک لڑتا رہا تھا یہانتک کہ ایک سو اسی مرد یا ہیان لشکر سے اور
گیارہ سردار اُنکے کام آئے پھر آخر مین منہزم ہوا۔ بالجملہ اشتر نے تمام سے عہد واثق لیا کہ بغیر اسکے فتح پاوین یا قتل ہون معرکے سے پشت نہ موڑین اُسکے بعد اس انبوہ
کثیر کے ساتھہ مثل شیر خشمناک لشکر شام پر حملہ کیا جس طرف یہہ گروہ انبوہ رخ کرتا صفون کو پریشان کرتا اور جس نشان کیطرف متوجہ ہوتا اُسکو اُسکے مقام سے ہٹا دیتا
یہانتک کہ خیمۂ معاویہ تک پہنچا اور یہہ عصر و شام کے درمیان تھا **لیلۃ الہریر** [illegible] روایت ہے کہ جب میمنۂ عراق کشتہ و خون ہوکے [illegible] مقام پر [illegible]

آیا تو امیر المومنین علیہ السلام اُنکے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے تمہارا فرار کرنا دیکھا۔ اور صفوں کو خالی چھوڑ کر بھاگ جانا معائنہ کیا چند اراذل صحرا نشین بغاوت پیشہ
شام اس طرح ہزیمت دی کہ تم نے پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا حالانکہ تم رؤسا و اشرافِ عرب شمار ہوتے ہو اور قوم و قبیلہ کے اعتبار سے ذی مرتبہ و عالی منزلت ہو اور قرآن کو تلاوت
قرآن سے آباد رکھنے والے اور عاصیان خطا کردار کو طریقِ حق کیطرف دعوت کرنے والے ہو پس اگر اس گریز کے بعد مراجعت نہ کرتے اور ہزیمت کے بعد ہزیمت ہوتی
تو ہمیں شک نہ تھا کہ تم خاسر رہا کرتے میرا غیظ اس امر کے دریافت ہونے سے شفا پاتا ہے کہ تم نے شامیوں سے انتقام لیا اور جیسا انہوں نے تمکو ہزیمت کیا تھا ویسا ہی
تم نے اُنکو شکست دی اب لازم ہے کہ صبر و سکون اختیار کرو کہ حقتعالیٰ اطمانیت قلب ثبات قدم تمپر نازل کرے اور دولتِ یقین میسر آئے۔ بتحقیق کہ جو شخص معرکہ جہاد سے
فرار کرتا ہے اُسے جاننا چاہیئے کہ حضرت باری عزاسمہ اسکا دشمن ہے جبتک وہ دنیا میں ہے گا ذلیل و خوار رہے گا حالانکہ جنگ سے بھاگنا کبھی عمر کو زیادہ نہیں کرتا۔ روایت ہے
کہ قبیلہ خثعم طرفین سے شریکِ جنگ تھا جس قدر کہ ہمراہ رکاب نصرت انتساب امیر المومنین تھا اُسکی سرداری ابو کعب خثعمی سے متعلق تھی اور جو معاویہ کیطرف تھا
اُسکا سالار عبد اللہ بن حنیس خثعمی تھا بوقتِ جنگ عبد اللہ بن حنیس کو خوش نہ آیا کہ اسکا قبیلہ باہم جنگ کر کے مقتول ہو۔ ابو کعب کو کہلا بھیجا کہ ہم بالکلیہ
بنی اعمام میں بہتر ہے کہ جنگ میں شامل نہ ہوں اور انتظار کریں کہ اگر معاویہ چیرہ دست ہوا تو تم اس طرف چلے آئیو اور اسکے برعکس ہوا تو ہم تمہارے ساتھ شامل
ہو جائینگے ابو کعب نے کہا یہ شیوہ دنیا پرستوں اور بیدینوں کا ہے ہم بحکم شرع شریف اُن لوگوں پر جہاد کرینگے جو امام زمان سے باغی ہوں کوئی کیوں نہو اور
کچھ پاس و لحاظ رشتہ داری کا نہ کرینگے قرابت و رشتہ اُسیوقت تک معتبر ہے جبتک دین و مذہب میں اتحاد ہو و اِلّا کفر خود قاطع رحم ہے ہمارے تمہارے درمیان
جبکہ تم اُس طرف ہو کوئی یگانگت نہیں عبد اللہ بن حنیس یہ جواب سُنکر غمگین ہوا اور اپنے صحاب سے کہا اے جماعت خثعم میں چاہتا تھا کہ ہمارے بنی عم ہماری تلوار سے
محفوظ رہیں مگر تم نے سُنا کہ ابو کعب نے کیا جواب دیا باوجود اسکے بھی تمکو چاہیئے کہ جنگ میں تاخیر کرو اور تاوقتیکہ اُدھر سے ابتدا نہو خاموش رہو۔ اسوقت ایک مرد خثعم شام سے
اسکچھ نہ ہوسکا کہ صف سے نکلا اور عبد اللہ بن حنیس کے پاس آکر کہنے لگا کہ تو ابو کعب کے جواب سے بھی پندپذیر نہوا کہ ابتک حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا اور جنگ میں تامل ہے
بخدا قسم کہ میں اس مقدمہ میں تیرا فرمان پذیر نہونگا یہ کہکر گھوڑے کو جولان کیا۔ اور میدان میں آکر مبارز طلب کیا ابن حنیس کو اس بیباک کی یہ نافرمانی بہت شاق
گذری کہا بار الہا وہب بن مسعود کو اُسکے مقابلہ کو بھیج یہ وہب بن مسعود قبیلہ خثعم میں ایک نامور پہلوان تھا اُسکے زمان جاہلیت کے معرکے مشہور تھے کبھی کسیکے
مقابل نہیں ہوا اِلّا یہ کہ اُسے پچھاڑا وہ اسوقت خثعم عراق کے ذیل میں تھا اتفاقاً اُس خثعمی کے مقابلہ کیلئے اُسیوقت وہی نکلا اور گرد راہ سے پہنچکر ایک وار میں
اُسکو قتل کیا اور دعا عبد اللہ بن حنیس کی درجۂ اجابت کو پہنچی عین گیر و دار میں جبکہ ہنگامہ کارزار گرم تھا ابو کعب اپنی فوج کو ترغیب جنگ کرنے کیلئے نکلا صفوں کے
آگے سے عبور کرتا تھا اور پکارتا کہ اے قبیلہ خثعم مردانہ ہو اور انکی ساق پا کو قطع کرو کہ اتنے میں شمر بن عبد اللہ خثعم شام سے اُسپر حملہ آور ہوا اور آخر میں ابو کعب زخم
سنانِ شمر شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ شمر اپنے مقام کو جاتا تھا اور کہتا تھا خدا رحم کرے تجھکو اے ابو کعب میں نے اُن لوگوں کی اطاعت میں تجھے قتل کیا
ہے جو از روے رحم و قرابت تجھ سے زیادہ بعید ہیں اور بالیقین تو مجھکو اُنسے محبوب تر تھا قسم بخدا کہ میں نہیں جانتا کہ اسوقت میرے مونہہ سے کیا نکلتا ہے حقیقت
یہ ہے کہ ہمکو شیطان نے اس فتنہ میں ڈالا اور قریش نے ہمکو اپنا کھلونا بنا لیا ہے الحاصل ابو کعب شہید ہوا تو اُسکے بیٹے کعب بن ابو کعب نے علم لشکر لیا اور مشغول
جنگ ہوا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک تیر اُسکی آنکھ پر لگا اور نورِ بصارت اُسکی نذر کیا بعد ازان شریح بن مالک نے علم کو لیا اور جنگ کرتا رہا حتےٰ کہ اسّی مرد خثعم
عراق سے یکے بعد دیگرے میدان میں قتل ہوئے اور اسیقدر یا قدرے کم و بیش خثعم شام سے بھی مارے گئے پس شریح نے نشان قبیلہ پھر کعب کو واپس کیا

نقل ہے کہ قیس بن مکشوح بن ہلال جسکی کنیت ابو شداد تھی قبیلہ بجیلہ سے تھا اور شجاعان عرب سے شمار ہوتا تھا بزرگان قبیلہ بجیلہ اُسکے پاس جمع ہوئے اور درخواست کی کہ نشان قبیلہ لیکر آگے ہو تاکہ ہم تیرے ساتھ جہاد کریں ابو شداد نے کہا اس کار کے لئے کسی اور کو اختیار کرو اُنہوں نے کہا ہم تجھ پر تیرے سبکو اپنا امیر بنا لینگے ابو شداد نے کہا اگر اسی پر اصرار ہے تو آگاہ رہو کہ میں بغیر اسکے کہ اس سپر زرین تک پہونچوں مراجعت نکرونگا سنہری ڈہال ایک شخص ہاتھ میں لئے معاویہ پر بطور آفتاب کے سایہ کر رہا تھا۔ اہل بجیلہ نے کہا جو تیرے جی میں آئے کر ہم تیرے ساتھ ہیں پس ابو شداد نے علم لشکر لیا اور چند شعار جو مدح حضرت حیدر کرار میں پڑہے اور رجز پڑھکے حملہ آور ہوا صفوں کو درہم برہم و سروں کو قلم کرتا معاویہ کے نزدیک جا پہونچا عبد الرحمن بن خالد ولید کہ ایک فوج گران کے ساتھ معاویہ کے گرد حفاظت کے لئے کمربستہ تھا مقابل ہوا بہت زور شور کی لڑائی ہوئی ابو شداد بہت شدت و حدت سے حملے کرتا تھا تا اینکہ سنہری ڈہال کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور چاہتا تھا کہ اُسپر تلوار لگائے کہ اتنے میں ایک مرد رومی نے معاویہ کے پہلو سے نکلکر اُسکے قدم پر اس زور سے تلوار لگائی کہ پیر اُسکا قطع ہو کر گر پڑا لیکن ابو شداد نے باوجود اس زخم کاری کے ایک تلوار میں اُسکا کام تمام کیا پس شامیوں نے برچھیاں لیکر ابو شداد کو گھیر لیا اور حلقہ میں لیکر شہید کیا فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ علی ہذا القیاس ایک اور غازی نے ہمت کی اور گھوڑا چھیڑکر پرے سے نکلا اور اس قدر جد و جہد کی کہ مثل ملک الموت معاویہ کے سر پر جا پہونچا معاویہ نے جب اس بلائے بے درمان کو اپنے سر پر مشاہدہ کیا تو ہوش پرواز کر گئے۔ گھوڑے کو دوڑا کر بھاگا اور خیمہ میں گھس گیا وہ جری باشمشیر برہنہ اُسکے ساتھ ساتھ تھا حتٰے کہ معاویہ خیمہ کے دوسرے دروازہ کی باہر نکلا یہ بھی اُسکے پیچھے پہنچا اس اثنا میں کچھ فوج آگئی اور معاویہ کو اُسکے ہاتھ سے نجات دی القصہ ابو شداد کے بعد عبد الرحمن بن قلع نے علم بجیلہ لیا وہ بھی مقتول ہوا عباس بن شریک نے لیا اتفاقاً اُسکے زخم گران لگا اور علم کی نگاہداشت نکرسکا سُردق بن سلم کے سپرد کیا اُسکے ضربت لگی اخربن سمر نے علم لیا وہ بھی مجروح ہوا پس ابو شیخ بن عقیل نے لیا وہ لڑکر جان بحق ہوا پھر مولائے مخارق نے لیا وہ بھی مارا گیا الحاصل کہ بہادر لشکر امیر المومنین کے اُس معرکہ میں جان نثار ہوئے اُس وقت عابد بن جونہ نے آگے بڑھکر کہا ایہا الناس تم نے دیکھا کہ چند سوار نامدار اصحاب حیدر کرار اس موقع پر بشہادت سعادت فائز ہوئے پس آمادہ جنگ ہو اور مردانہ وار کوشش کرو تحقیق کہ دنیا و لذات دنیا مثل برق شتابندہ کے ہیں اور نعیم آخرت باقی و پائندہ۔ میں نے مُصمم ارادہ کیا ہے کہ آج دولت شہادت پاؤں اُمیدوار ہوں کہ اس آرزوئے دلی پر فائز ہوں اور نہال تمنا سے ثمر مراد چنوں سعی کروں کہ دنیائے دنی سے نجات پاؤں اور مجالست اخیار انبیا و اولیا سے مشرف ہوں یہ کہکر گھوڑے کو تازیانہ لگایا اُسکے دو بھائی عُروہ و شبیب نے یہ حال دیکھا تو کہا ہم کو تیرے بعد رزق دنیا کی حاجت نہیں فَقَبَّحَ اللّٰہُ الْعَیْشَ بَعْدَکَ اور اُسکے ساتھ ہوئے تینوں نے لشکر شام میں داخل ہو کر خوب تیغ زنی کی حتٰے کہ جب تعداد اشخاص لشکر امیر المومنین سے قتل ہوئے [illegible] افواج شام سے بیجان کئے انجام کار تینوں بھائیوں نے جام خوشگوار شہادت نوش کیا رحمہم اللّٰہ پس آتش جنگ فروزندہ ہوئی اور غبار عظیم اٹھا۔ کثیر بن عدی و معقل بن قیس ریاحی نے داد مردانگی و مردی دی اور معرکہ میں وہ کار کئے کہ اہل شام متعجب و حیران رہ گئے آخر نسیم فتح و ظفر مہب لطف خالق البریہ سے چلی اور فوج شام نے شکست کھائی اور پیٹھ دکھائی رات ہوئی تو لشکر عراق اپنے خیمہ گاہ کو واپس ہوا اثنائے راہ میں سرداران سپاہ مثل ابو واقف لیثی و جونہ بن بحی و عبد الرحمن بن وہب الاسلمی فخر کرتے اور رجز و اشعار پڑھتے تھے پس خدمت امیر المومنین میں پہنچکر تمام سرگذشت بیان کی حضرت حال کشتگان سنکر محزون و گریان ہوئے اور بعد ادائے مجروحان کا حکم دیا مروی ہے کہ اس رات درمیان طرفین سخت گریہ و اضطراب میں تھے بیک صدائے نالہ اہل شام لشکر امیر المومنین میں آتی تھی اور اس طرف کی آواز لشکر شام کو سنائی دیتی معاویہ نے گریہ و زاری اہل شام کی سنی تو عمرو عاص سے کہا اے ابو عبد اللہ سبکو اس جنگ نے ہلاک کیا مجھکو اُمید نہیں کہ اب لغزش ہم سے اس ہلاکت سے نجات پائے اگر تجھ سے ہو سکے تو عبد اللہ بن عباس کو خط لکھ کہ وہ علی بن ابیطالب سے کہکر چند روز کے لئے اس جنگ کو ملتوی کرا دے عمرو عاص نے کہا ابن عباس میرے فریب میں آنیوالا

نہین اٹھا تیری خاطر سے لکھتا ہون پس عمرو عاص نے عبداللہ کو اور معاویہ نے امیرالمومنین کو خطوط لکھے مگر فائدہ نہوا جنگ بدستور قائم تھی ۔

صحبت ہائے کہ عمرو عاص با چند کس از قبیلہ ربیعہ[۱] داشت

تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا میسرہ علی قبیلہ ربیعہ سے قوت رکھتا ہے وہ میرے برادران و اخوان ہین چاہتا ہون کہ انکے پاس جاؤن اور گفتگو کرون شاید کچھ آدمی انمین توڑ کر تیرے پاس لے آؤن معاویہ نے کہا یہہ کام اب اس سے گذر گیا کہ حیلہ سازی اور روباہ بازی سے صلاح پذیر ہو لیکن اگر تیرے نزدیک مصلحت یہہ ہے تو جا پس عمرو نے میسرہ عراق کے قریب جا کر باواز بلند کہا اے بنی اخوال میرے اے برادران مین عمرو عاص ہون تم سے کچھ کہنا چاہتا ہون ایک مرد کو اپنے درمیان سے کہ عقل و رائے رکھتا ہو میرے پاس بھیجو پس ایک شخص عقیل بن نویرہ نام باہر آیا عمرو نے پوچھا تو کون ہے کہا مین قبیلہ عبد القیس سے ایک مرد ہون کہ جنگ جمل مین ملازم رکاب نصرت انتساب امیرالمومنین تھا اور بہت سی جلادت و جانفشانی اس روز بجا لایا آج بھی اسی عزم و اعتقاد پر ہون اگر اس لشکر انبوہ مین مجھسے زیادہ کوئی تیرا دشمن ہوتا تو مین یہان نہ آتا ۔ اے پسر عاص تو مرد پیر سال و مقدم قریش ہے تجھکو خوف خدا و حیا خلق نہین کہ معاویہ کو علی پر فضیلت دیتا ہے اور اپنے دین کو دنیا کی عوض فروخت کرتا ہے آخر تو نے معاویہ کو کیا سمجھا ہے اور اسکی قربت و وصلت سے تیرا مقصود کیا ہے مانا کہ امارت مصر تجھکو حاصل ہوئی تو کیا فرعون سے زیادہ ہو جائیگا جس نے سالہائے دراز وہانکی حکومت کی اور بصدائے أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ خدائی کا دعوے کرتا تھا انجام کو غرقاب فنا مین نیست و نابود ہوا ۔ پس یہہ صاحب اقبال وہ شخص ہے جسکو جہان باقی پیش نظر ہوا اور زیب و زینت دنیا پر کہ بے اصل محض ہے لشت پا لگائے ۔ تو ان امور کو سب سے بہتر جانتا ہے پھر کس لئے باطل سے الفت اور حق سے نفرت کرتا ہے وصی رسول کی اطاعت چھوڑ کر معاویہ گمراہ کا ہوا خواہ بنا ہے عقیل یہہ نصیحتین کرتا تھا اور عمرو عاص بے اختیار ہنستا تھا ۔ آخر کہا اے عقیل اس وعظ و نصیحت سے ہاتھ اٹھا اور اپنے مقام کو مراجعت کر اور کسی دوسرے شخص کو جو تیری طرح مجھ پر مہربان ہو اور یہہ پند و حکمت نہ جانتا ہو میرے پاس بھیج عقیل نے کہا کوئی اس لشکر سے تیرے پاس نہ آئیگا کہ مجھ سے کمتر تیرا دشمن ہو عقیل گیا تو ایک مرد بنی تیم سے جسکا نام طحل بن اسود تھا آیا عمرو عاص نے کہا اے برادر زادہ تو کون ہے کہا مین وہ ہون کہ تیرے گناہ کو نہ بخشون اور تیرا عذر نہ سنون اور تجھ پر اور تیرے بیٹون پر صلہ رحم نہ لاؤن اگر تیرے قتل پر مجھکو دسترس ہو تو تجھکو اپنے مین نکلنے کی مہلت نہ دون اے عمرو تو راہ رست سے منحرف ہوا اور دنیائے فانی کو آخرت باقی پر تو نے اختیار کیا کہ معاویہ کو علی پر رجحان بخشا اور اسکو چھوڑ کر اسکے ساتھ ہوا ۔ عمرو نے کہا تو نے نصیحت بہت کی اور زجر و ملامت درجہ قصوے پر پہنچائی مینے اس کام کے لئے تجھکو طلب نہین کیا اب بسلامت مراجعت کر اور قبیلہ عنزہ سے کسیکو میرے پاس بھیج پس طحل واپس گیا اور بنی عنزہ سے ایک شخص کو انکے پاس بھیجا جب عنزی آیا تو عمرو نے اسے سلام کیا اور مرحبا کہا عنزی نے کہا مرحبا کا جواب مرحبا ہے لیکن تیرے سلام کی میرے سامنے کچھ وقعت نہین زنہار گمان نکیجو کہ مجھکو تیری عداوت ان دو مرد سے کمتر ہے جو پیشتر یہان آئے تھے بلکہ میری عداوت انسے زیادہ ہے تیرے پاس صرف اسلئے آیا ہون کہ تجھکو تیری باتون پر سرزنش و ملامت کرون اور جواب ہائے سخت و درشت تجھکو دون عمرو نے کہا تو انسے بھی بدتر ہے اور میری عداوت مین محکم تر تیرے ساتھ کلام کرنا بے سود ہے واپس ہو کہ مجھکو تیری حاجت نہین اور بنی ہضم سے کسیکو میرے پاس بھیج عنزی واپس گیا اور ایک مرد بنی ہضم سے عمرو کے روبرو آیا اتفاقاً یہہ شخص اخوان عمرو سے تھا ۔ عمرو نے اس سے کہا کہ تیرے دیدار سے فرحی و خرسندی

[۱] کتاب انساب سمعانی مین لکھا ہے کہ ربیعہ بن نزار قبیلہ وسیع و بزرگ کا باپ نام ہے انکے ضمن مین ادریت سے بڑے بڑے قبیلے ہین کہ ہر ایک انمین بسبب بزرگی ربیعہ کی طرف منسوب ہونے سے مستغنی ہے ۱۲ مجالس المومنین

حاصل ہوئی اور فالِ نیک مجھکو ملی اب حصول مدعا کا یقین ہے کس لئے کہ تو میرا بھائی اور جملہ اقربا سے مجھکو زیادہ عزیز ہے مرو نے مسمّی سے کہا جو کچھ مجھکو کہنا ہے کہہ تا کہ سنوں کہ کیا
کہتا ہے۔ عمرو عاص نے کہا جو شفقت و رافت مجھکو تمہارے حال پر ہے تم جانتے ہو حاجت بیان نہیں۔ یہہ قضیہ جو کہ علی کے ساتھ پیش آیا ہے اسکا تذکرہ مدتہائے دراز تک
زبان زد خلائق رہیگا۔ اور اسکی نقل و حکایت کتب و اسفار میں درج کرینگے۔ اور علی کا کام ہرگز رونق و طراوت پانے والا نہیں پس تم میری نصیحت مانو اور اُس سے کنارہ کش
ہو کر اوہر چلے آؤ کہ تمہارے سارے کام درست ہوں اور نخلِ آرزو میں ثمر مراد لگیں میں فقط دلسوزی و شفقت کی راہ سے تمکو فہمائش کرتا ہوں ورنہ میرا کوئی مطلب نہیں
نہیں قبول کروگے تو عاجلاً و آجلاً اسکا فائدہ اُٹھاؤ گے آئندہ تمکو اختیار ہے مرو مسمّی نے کہا تجھکو جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا اور جو تیر تدبیر تیرے ترکش میں تھا ڈال چکا۔ اب اسکا
جواب سُن۔ اے دشمنِ عقل خدا تجھے ہدایت کرے اور فہم و بصیرت بخشے کہ پھر فضیحت کو نصیحت نہ سمجھے اور قبیح کو صحیح نہ بتلائے میرا گمان تھا کہ تو عقل و تجربہ رکھتا ہے مگر
۵ امروز چو آفتاب معلوم شد۔ کاندر ہمہ عالم از تو احمق تر نیست۔ جب خود کہتا ہے کہ اس جنگ و جدال کا ذکر زمانہ دراز تک باقی رہیگا تو ہم کہ علی علیہ السلام کی حقیقت کا
علم و یقین رکھتے ہیں اور مدت مدید سے آنحضرت کی خدمت بابرکت میں رہ کر انواع و اقسام کے معجزات و کرامات اُس جناب سے مشاہدہ کر چکے ہیں اگر بلا وجہ انکو ترک کرکے ایک فاسق
فاجر مردود و خدا و رسول کی پیروی اختیار کریں تو آئندہ نسلیں ہماری ہمکو کیا کہیں گی اور اس انفصال و اتصال و انقطاع و اتباع کو کس حکمت و مصلحت پر محمول کرینگی اور جبکہ
اس جہان سے کہ محل گذران ہے جائینگے تو کل کو سامنے حضرت حق تعالیٰ و علا کے ہم اس حرکت کا کیا جواب دینگے۔ عمرو عاص نے کہا یہہ سب درست ہے لیکن شرجیل بن ذوالکلاع حمیری و دیگر
اشخاص کہتے ہیں کہ وہ ہمارا ہم کفو نہیں اور شکوہ عیب لگاتے ہیں مجھکو اس سے شرم آتی ہے اسلئے چاہتا ہوں کہ تم اس ننگ و عار سے نکلو اور معاویہ کی خدمت میں داخل ہو مرو مسمّی کو
عمرو عاص کا یہہ بیسروپا جواب سنکر غصہ آیا اور کہا دور ہو اور خدا کی لعنت ہو تجھ پر اور تیرے ذوالکلاع پر پس عمرو عاص خائب و خاسر وہاں سے لوٹا اور جانا کہ مقصود حاصل
نہو گا۔ اگرچہ کلام اُس نے پسر ذوالکلاع کیطرف سے نقل کیا تھا۔ اُسکو سنکر بعض کوتہ اندیش کہنے لگے کہ ہمارا خواہرزادہ اس کلمہ سے غضب میں آیا اور دل آزردہ ہوا اور وہ ہرچند
معاویہ کے ساتھ ہے لیکن باطن ہمارا دوست ہے نعمان بن ہبیرہ شیبانی نے یہہ سنکر کہا نہ ہمارا عمرو کی بات کا اعتبار نہ کرو وہ ازسرتاپا مکر و زور ہے ہاتھ میں شکر رکھتا ہے اور آستین
میں خنجر اور حال اُس کا یہہ ہے ۵ اگر حوا و آدم زندہ بودے۔ بمکر و حیلہ دوستان ز ابلیس۔ بگرداند دل حوا از آدم۔ کند رسوا نقش عاشق بر ابلیس ۵ اسیطرح ایک روز
عتبہ بن ابوسفیان برادر معاویہ کے سر میں خیال خام بحث و مناظرہ کا خواہرزادہ امیرالمومنین جعدہ بن ہبیرہ مخزومی پسر اُم ہانی سے سمایا لشکر عراق کے قریب جاکر اُسکو طلب کیا
جعدہ حاضر آیا اور بہت آدمی طرفین سے انکا کلام سننے کے لئے جمع ہوگئے پس عتبہ نے کہا اے جعدہ تو اپنے خال علی بن ابی طالب کی محبت میں ہمارے ساتھ جنگ کرتا ہے ہم
نہیں کہتے کہ علی معاویہ سے افضل نہیں الا وہ قتل عثمان میں ملوث ہوئے اگر خون عثمان سے بری ہوتے تو خلافت کا کوئی اُن سے زیادہ سزاوار نہ تھا۔ اب اہل شام معاویہ کو
چاہتے ہیں اور اہل حجاز و عراق علی کو مگر شامی جنگ علی پر حریص تر ہیں بہ نسبت اسکے کہ اہل عراق جنگ معاویہ پر کسلئے کہ جبتک علی خلیفہ ہوئے مسلمانوں میں کشت و خون
جاری رہتے کہ اب عرب قریب ہلاکت پہنچ گیا ہے جعدہ نے کہا تیرا یہہ کہنا کہ میں اپنے ماموں کو دوست رکہتا ہوں تو ہی انصاف کر کہ جسکا ماموں علی جیسا شخص ہو وہ
کیونکر اسکو دوست نہ رکھے واللہ کہ میں آنحضرت کو دوست ہی نہیں رکھتا بلکہ انکی اطاعت کو فرض و لازم جانتا ہوں قسم بخدا کہ اگر تیرا ایسا خال ہوتا جیسا کہ میرا ہے تو تو اپنے پدر
و فرزند کو فراموش کرتا۔ اور یہہ بات کہ علی معاویہ سے افضل و اشرف ہیں سوا سب تمام مسلمان متفق ہیں اور کوئی فرد بشر اسکے خلاف نہیں اور یہہ کہ اہل شام معاویہ کی متابعت
میں جنگ علی پر حریص ہیں سو ہم بھی جناب معاویہ میں رواداری ہمیں تاخیر نہیں اور حق پر بار بار جو جہد کرنا اسکے باطل پر کوشش کرنے سے ہرگز کمتر نہوگا لشکر شام
میں بہت سے ایسے اشخاص نکلیں گے جو معاویہ پر بدرجہ افضلیت و فوقیت رکھتے ہونگے ہمارے یہاں ایک بھی ایسا نہیں کہ علم و فضل زہد و تقویٰ شجاعت و سخاوت میں

امیر المومنین کے برابر ہو۔ اور یہہ کہ علیؑ نے خلقت کو جنگ و جدال میں ڈالا تھے کہ اب عرب قریب ہلاکت پہنچا تو اسکا الزام تمام تر تمہارے اوپر اور اسکا وبال تمہاری
گردن پر ہے۔ تم نے امام زمان پر خروج کیا۔ اور خلیفہ و وصی رسول سے بعداوت و بغاوت پیش آئے پس آنحضرت پر لازم ہوا کہ باغیون کی شرارت کو دفع کرین پس جو
ہم سے قتل ہوگا حق پر ہوگا اور جنت الخلد اسکا مسکن و ماویٰ ہے اور جو تمہارے درمیان سے مارا گیا سیدھا جہنم کو پہنچا۔ عتبہ کو یہہ سنکر طیش آیا اور جعدہ کو سب و شتم کرنے
اور برا بھلا کہنے لگا۔ پھر پکار کر کہا اے اہل شام حملہ آور ہو۔ جعدہ نے بھی آواز دی کہ اے اہل عراق حملہ کرو پس فریقین اپنے اپنے موضع و مقام سے بڑہے اور جنگ
کرنے لگے اور جانبین نے بہت کشش و کوشش جنگ مین کی جعدہ نے جناب عتبہ مین کمال دلیری و دلاوری دکھائی تھے کہ آخر عتبہ کو منہزم ہونا پڑا اور اُسکے
لشکر نے بھی اُسی کے ساتھ فرار کیا۔ معاویہ کے پاس پہنچا تو اُس نے بہت زجر و ملامت کیا کہ تو نے اس ہزیمت سے بڑا عیب و عار ہم پر لگایا اب ہم سر اُٹھانے کے قابل
نہین رہے پہلے جعدہ نے تجھکو کلام مین بند کیا پھر جنگ مین شکست دی پس تیرے مکالمہ و محاربہ دونو پر لعنت ہے کاش کہ تو ہرگز نہ جاتا اور اس طرح ہمکو اور
اپنے کو رسوا نہ کرتا بالجملہ آتش جنگ فروزان تھی اور آسیائے حرب گردان کہ اسی اثنا مین ابو ایوب انصاری نے کہ دلیری و دلاوری مین لاجواب تھے عزم جہاد
کیا میدان مین آئے اور گھوڑا اچھکا کر مبارز طلب کیا چند مرتبہ آواز دی مگر کوئی اُدہر سے نہ نکلا تب تو ابو ایوب نے تلوار سونت لی اور مانند شیر ژیان لشکر شام پر
حملہ آور ہوئے جس طرف رخ کرتے تھے شامی اُن جری کے آگے سے فرار کرتے تھے اور پیچھے ہٹے چلے جاتے تھے تا اینکہ معاویہ کے قریب جا پہنچے معاویہ مین تاب صبر نہ
رہی حسب دستور بھاگ کر خیمہ کی راہ لی۔ ابو ایوب نے خوب جہاد کیا بہتون کو مقتول اور اکثر کو مجروح کیا پھر اپنے مقام کیطرف صحیح سلامت مراجعت فرمائی۔
معاویہ نے اپنے صحابیوں کو بہت سرزنش کی اور کہا بدبختو تمپر لعنت ہے وہ شخص جو تمکو اپنا معین و مددگار جانے اور اُمید یاری و مددگاری کی تم سے رکھے
کیا تمہارے ہاتھ پاؤن کسی نے باندہ دئے ہین کہ کچھ حرکت تم سے نہین ہو سکتی آیا تم کو شرم نہین آتی کہ ہر مرتبہ ایک سوار لشکر علیؑ سے تم پر حملہ لاتا ہے اور تمہاری
اس بھاری جمعیت کو پراگندہ کرکے میرے سراپردہ تک آ جاتا ہے اور تم اُسکو نہین روکتے اگر ایک ایک مشت خاک بھی اُسپر ڈالتے یا ایک ایک سنگریزہ اُسکی
طرف پھینکتے تب بھی اُسکی مقدور نہ تھی کہ یہان تک آ سکتا۔ اُسوقت ایک مرد مسمی رفیع بن منصور نام لشکر شام سے نکلا اور کہا اے معاویہ یہہ کوئی بڑا کام نہین
کہ ایک شخص دفعۃً صفون پر آ پڑے اور ہاتھ پیر مارکر فوراً لوٹ جائے تو دیکھ کہ مین بھی ایسا کرتا ہون جیسا کہ سواران علیؑ نے کیا یہہ کہکر تلوار تانے ہوئے آگے
بڑہا ابو ایوب کہ اسی انتظار مین کھڑے تھے کہ کوئی نکلے اُسے دیکھکر مقابل ہوئے دونو طرف سے دو دو وار شمشیر کے ہوئے پھر علیحدہ ہوگئے دونو لشکر انکی جنگ دیکھ رہے
تھے جب جدا ہوئے تو سبنے گمان کیا کہ دونو سلامت پھرے مگر رفیع بن منصور جب اپنی صف کے قریب پہنچا تو اُسکا سر و بدن دونو علیحدہ علیحدہ ہو کر گر پڑے۔ ابو ایوب
کے ہاتھ کی صفائی کی دھوم ہوگئی امیر المومنین نے بھی اس ضربت کی مدح کی اور پھر فرمایا بخدا سوگند کہ مجھکو اُسکے ہاتھ کی صفائی سے زیادہ مقتول کے بدن پر اُسکے سر کے
ٹھیر رہنے سے تعجب ہے ہر چند یہہ بھی ہاتھ کی صفائی سے ہے پھر فرمایا اے ابو ایوب تمہاری مثال ایسی ہے جیسا شاعر کہتا ہے ؎ وَعَلَّمَنَا الضَّرْبَ آبَاءُنَا وَسَوْفَ
نُعَلِّمُ اَيْضًا بَنِيْنَا ؎ یعنی ہمکو جنگ کرنا اور ضربت لگانا ہمارے آبا و اجداد نے تعلیم کیا پس ہم آئندہ بھی اپنی اولاد کو یہی تعلیم کرین گے نصر کہتا ہے کہ پس ازان
حمار بن معیدہ اسدی نے کہ شجاعان شام سے تھا مبارز طلب کیا مقطع عامری اُسکے مقابلہ کو نکلا امیر المومنین نے اُسکا نام پوچھا تو کہا مقطع ہے فرمایا یہہ کیا نام ہے
عرض کی میرا اصلی نام شمیم تھا جنگ مین ایک زخم شدید مجھکو لگا تھا تب سے مقطع کے نام سے مشہور ہوا آپنے رضاے جہاد دی اور دعا کی اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْمُقَطَّعَ
عَلٰى حَمَّارِ بْنِ مُعَيْدَة پس مقطع نے حمار پر حملہ کیا تو حمار دم دبا کر بھاگا مقطع نے اسکا تعاقب کیا حمار خیمہ گاہ معاویہ سے گزر کر دوسری طرف نکل گیا مقطع اُسکے

پہنچے پاتا تھا جب وہ چلا گیا تو مقطع واپس آیا اُسکے بعد حمار بھی لوٹا معاویہ کے سامنے کھڑا یہہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ بولا تجھکو عراقی نے خوب دکھایا حمار نے کہا ایسا ہی
ہے لیس امیر پس مقطع اپنے مقام پر جاکر کھڑا ہو گیا **راوی** کہتا ہے کہ سال جماعت جبکہ معاویہ اہل عراق سے بیعت لے رہا تھا اسکو مقطع عامری کا خیال آیا پس اسکو بلوایا
وہ مرد کہن سال تھا۔ حاضر ہوا تو کہا اگر تیری یہہ حالت نہ ہوتی۔ تو میرے ہاتھ سے جان نہ بچتا مقطع نے کہا اے معاویہ تجھکو قسم ہے خدا عزوجل کی کہ مجھے جلد قتل کر تا کہ
نجات زندگانی سے چھوٹوں اور رحمت خدا میں واصل ہوں معاویہ نے کہا میں تجھکو نہ مارونگا بلکہ چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ عقد مواخات باندھوں۔ مقطع نے
کہا ہم تم سے راہ خدا میں جدا ہوئے ہیں قیامت تک جمع نہیں ہوسکتے معاویہ نے کہا اگر یہہ نہیں تو اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے کہا یہہ اس سے بھی زیادہ دشوار
ہے جب وہ قبول نہ کیا تو یہہ کیسے ممکن ہے کہا مجھ سے جائزہ و انعام قبول کر کہا مجھکو تیرے مال کی کچھ احتیاج نہیں یہہ کہکر چلا گیا اور کچھ اُس سے قبول نہ کیا۔
نقل ہے کہ معاویہ اپنے ایک غلام حریث نام کو جو دلیر بیباک مشہور چالاک تھا نہایت دوست رکھتا تھا اور دشوار کاموں اور مشکل مہموں میں اُس پر بھروسہ
رکھتا تھا۔ چونکہ ظاہر صورت میں معاویہ سے بہت مشابہ تھا بیشتر اوقات اسکا لباس پہن لیتا تو کسی کو امتیاز نہ ہوتی کہ یہہ معاویہ ہے یا حریث۔ معاویہ نے اُسے سمجھا
رکھا تھا کہ جہاں چاہے نیزہ لگانا الا علی ابن ابی طالب کے مقابلہ سے ہمیشہ خائف رہنا ایک روز اُسکے دل میں اُمنگ پیدا ہوئی اور حضرت شیر خدا کے ساتھ جنگ
کرنیکی ہوس آئی [illegible] دفعتاً پہلے معاویہ کے پاس آیا اور کہا اگر علی بن ابی طالب میرے ہاتھ سے قتل ہوں تو حکومت ٹھہر یہہ مجھکو دیدینا معاویہ نے کہا
خبردار ایسا خیال دل میں نہ لا اُنکے ہاتھ کی یہہ دو باتیں ہیں ایک تو اور ایک عبدالرحمن بن خالد ولید اگر تجھکو کوئی چشم زخم پہنچی تو میں قیامت تک تمہارا بدل نہ پاؤنگا اگر
ایسا ہی لڑنا چاہتا ہے تو فلاں لشکر کے ساتھ جنگ کر کہ اگر اُسے تو نے قتل کیا تو میرا دل قید غم سے آزاد ہو جائیگا عمرو عاص یہہ باتیں سنتا تھا۔ اُس نے حریث کو
علاحدہ لیجا کر کہا یا قسم خدا کی معاویہ دل میں چاہتا ہے کہ علی قتل ہوں مگر دوست نہیں رکھتا کہ اُسکا ابن عم ایک غلام کے ہاتھ سے مارا جائے اگر تو قریش سے ہوتا تو کبھی
تجھے اس سے نہ روکتا۔ میری یہ صلاح ہے کہ اگر تجھ سے یہہ کار ہو سکے تو ہرگز ہمیں تامل نہ کر اور یہہ شرف ضرور اپنے لیئے حاصل کر حریث کو کلمات فریب کار عمرو عاص نے
معاویہ کی نصیحت فراموش ہو گئی اور فریب کھا کر میدان میں آیا اور پکار کر کہا اے ابو الحسن اگر ارادہ جنگ رکھتے ہو تو میرے ساتھ ہم نبرد ہو امیر المومنین یہہ سنکر مانند
قضا مبرم اُسکے سر پر آئے اور ایک ضرب ذوالفقار اُسکے سر کو گردن سے پران کیا معاویہ کو اسکا کمال صدمہ ہوا۔ عمرو عاص سے کہا حریث کو تیرے سوا کسی نے قتل
نہیں کیا۔ تو نے اُسے فریب دیا شیر کے منہ میں دھکیل دیا عمرو نے کہا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب مناسب ہے کہ تو اپنا سلاح و لباس عبداللہ بن مسعدہ فزاری کو دیکر
علی بن ابی طالب کے مقابلہ کو بھیج معاویہ نے کہا معلوم نہیں ابن مسعدہ نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ اب اُسکے خون کے درپے ہے اُسکو بھی حریث کے مانند
قتل کرانا چاہتا ہے عمرو نے کہا تیرا گمان غلط ہے میں کیا قتل نہیں کراتا ہاں یہہ چاہتا ہوں کہ جنہوں نے تجھ سے منصب جاگیریں پائیں اور تیری بدولت عباد
و بلاد پر فرمانروائی کرتے ہیں وہ تیرے دشمنوں کے دفع کرنے میں زیادہ اہتمام بھی کریں پس معاویہ نے ابن مسعدہ کو بلوایا اور بہت سے وعدے اُسکے ساتھ کئے
مگر وہ خاموش چوں نقش بدیوار کھڑا رہا اسکا اختیار عمرو عاص نے کہا اللہ اللہ اے عبداللہ اس ننگ و عار کو اپنے لئے اختیار نہ کر کہ لڑائی سے جی چرا گیا جب عمرو نے بہت سی
ایسی باتیں بنائیں تو بیچارہ لاعلاج راضی ہوا معاویہ نے اپنا تمام ساز و سامان اُسکے حوالے کیا عبداللہ بن مسعدہ طوعاً و کرہاً میدان میں آیا جب نظر مبارک
امیر المومنین کی اُس پر پڑی تو نزدیک تشریف لائے اور دست مبارک دراز کیا کہ شمشیر اُسکے حوالے کریں مسعدہ نے جانا کہ یہہ وہی ضربت ہے جس سے جان نہ بچیگا
میں تفصیل حالات سے پہلا یا امیر المومنین میں معاویہ نہیں ہوں اس نے اپنا سلاح و لباس دے کر بالاکراہ مجھکو بھیجا ہے حضرت نے ہاتھ تھام لیا اور فرمایا [illegible]

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ تیری ماں تیرا ماتم کرے لوٹ رہا جب ابنِ مسعدہ واپس اپنے مقام کو آیا تو معاویہ نے اسے لعن طعن کی اس نے کہا اے معاویہ تو بھی اپنی زندگی کو دوست رکھتا ہے یا نہیں مجھکو بھی اسیطرح اپنی جان عزیز ہے مجھے ایسی حکومت کی خواہش نہیں جسکا معاوضہ علی ابن ابی طالب کا مقابلہ ہو اسکے بعد عمرو عاص کی صلاح سے بسر بن ارطاۃ حضرت شاہ مردان کے مقابلہ کے لئے انتخاب ہوا در حسب اشارہ معاویہ آگے بڑھا بسر کا ایک چچازاد بھائی تھا اسکو یہہ حال معلوم ہوا تو بہت گھبرایا اور پاس آکر اسکو بہت سمجھایا اور خوف دلایا کہ اس ارادہ سے باز آ مگر وہ معاویہ کی مزخرفات پر ایسا فریفتہ و مغرور ہوا تھا کہ کچھ نہ سنا اور میدان میں آیا امیر المومنینؑ نے برابر آکر اسے گھوڑے سے اٹھایا اور زمین پر ڈال دیا اور اس سے زیادہ متعرض نہوئے عباس ابن ربیعہ حضرت کے نزدیک تھا عرض کی یا امیر المومنینؑ اس بدبخت کا کام تمام کیوں نہیں کرتے فرمایا اسکی اجل میں ابھی تاخیر ہے اے عباس اگر تو زندہ رہا تو دیکھے گا کہ اسکے ہاتھ سے ہم اہلبیت کو کیا کیا صدمے پہنچینگے راوی کہتا ہے کہ ابن ارطاۃ کے بعد اہل شام میں تاب مقابلہ حضرت اسد اللہ الغالب باقی نہ رہی اور کوئی ان کی طرف سے نہ نکلا۔ حضرت نے عنانِ عزیمت منعطف کی اور بدستور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہو گئے **نصر** بن مزاحم کہتا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ نے لشکر شام کے متصل جاکر آواز دی کہ اے معاویہ اے معاویہ معاویہ نے یہہ سنکر کہا دیکھو دریافت کرو کہ کیا کہتے ہیں آپنے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ باہر آئے تو بالمشافہ اس سے کچھ کلام کروں پس معاویہ مع عمرو عاص کے سامنے آیا عمرو کی طرف تو آپنے التفات نہ کی مگر معاویہ سے کہا وائے ہو تجھ پر کیوں مسلمانوں کو باہم لڑا کر قتل کرتا ہے نزاع میرے اور تیرے درمیان ہے میرے ساتھ جنگ کر جو ہم سے دوسرے کو قتل کرے سلطنت کا مالک ہو جائیگا معاویہ نے عمرو عاص سے پوچھا اے ابو عبد اللہ تیری کیا رائے ہے عمرو نے کہا حق یہہ ہے کہ علی نے انصاف کیا تجھکو معلوم رہے کہ اگر آج تو نے اسکے ساتھ لڑنے سے انکار کیا تو جبتک روئے زمین پر نسل عرب سے ایک شخص بھی باقی رہے گا یہہ ننگ و عار تیرے اور تیری اولاد کے لئے باقی رہیگی معاویہ نے کہا یا ابن عاص میں تیرے دام مکر میں آنے والا نہیں ہوں قسم بخدا کہ کوئی شجاع پسر ابو طالب کے ساتھ ہم نبرد نہیں ہوا الا یہہ کہ اس نے اپنے خون سے زمین کو سیراب کیا یہہ کہکر عمرو کے ساتھ وہاں سے واپس ہوا حتّٰی کہ آخر صف میں جاکر پناہ لی۔ امیر المومنینؑ نے یہہ دیکھا تو تبسم ہوئے اور اپنے مقام کو مراجعت فرمائی مگر معاویہ اس روز سے دل میں عمرو عاص کو دشمن رکھنے لگا **روضۃ الصفا** میں ہے کہ ایک روز عبد الرحمن بن خالد ولید نے میدان میں جاکر مبارز طلب کیا مالک اشتر اپنی صف سے اسکے مقابلہ کو نکلے اور پاس آکر ایک تلوار اسکے سر پر لگائی جس سے خود کٹ کر سر کو بھی کسیقدر صدمہ پہنچا عبد الرحمن نے باگ اٹھائی اور معاویہ کے پاس جاکر کہا ہم میں طاقت نہیں کہ خون عثمان طلب کریں یہہ خون ہم سب کو نیست و نابود کرکے رہے گا معاویہ نے کہا ایسے جلد لڑائی سے سیر ہو گیا اور اس کُھڑریچ پر جو بچوں کے بازی کے وقت ایسی لگجاتی ہیں آزردہ دل ہوتا ہے تجھے معلوم نہیں کہ خلیفہ رفیع الشان عثمان بن عفان کے خون کا طلبگار ہے جسے بظلم و ستم شہید کیا پس صبر و ثبات اختیار کر کہ حقتعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے عبد الرحمن نے کہا تو سریر سلطنت پر آرام سے بیٹھا تماشا دیکھتا ہے تیر و تلواریں ہمارے لئے ہیں اگر صدق دل سے یہہ باتیں کہتا ہے تو ذرا ہتھیار لگا کر باہر نکل ؏ تا چند زآرائش پوشیدن اطلس ۔ یکچند چرا جوشن پیکار نہ پوشی ۔ معاویہ ہنسنے لگا اور زرہ منگا کر پہنی اور خود سر پر دھرا پھر میدان میں آکر رجز پڑھا اور کنایۃً قبیلہ ہمدان سے مبارز طلب کیا۔ سعید بن قیس ہمدانی نیزہ ہاتھ میں لئے اسکے مقابل ہوا جب معلوم ہوا کہ اسکا حریف معاویہ ہے گھوڑا اٹھا کر جلد اسپر حملہ کیا معاویہ کا مارے خوف کے خون خشک ہو گیا بدن میں تھرتھری پڑ گئی بھاگنے کے سوا کچھ بن نہ آیا خیمہ پر پہنچا تو متواتر تین دست آئے۔ معاویہ بھاگا تو مالک اشتر میدان میں آئے چونکہ خود و زرہ سے پہچانے نہ جاتے تھے عبید اللہ بن عمر خطاب سالشکر شام سے نادانستہ گھوڑا بڑھا کر اُنکے مقابلہ میں آیا نزدیک پہنچا تو کچھ کھٹکا کہا اے سوار اپنا نام و نسب بیان کر کہ میں بغیر اپنے کفو کے نہ لڑونگا

اشتر نے نام بتلایا عبید اللہ تھوڑی دیر تو کچھ سوچتا رہا پھر کہا اے مالک اگر مجھے علم ہوتا کہ تو ہے تو کبھی یہاں نہ آتا اب مجھے اجازت دے کہ واپس ہوں اشتر نے کہا تجھے
خیال نہیں کہ لوگ طعن کریں گے کہ عمر کے بیٹے نے جنگ سے پیٹھ دکھائی عبید اللہ نے کہا مجھے اپنی جان درکار ہے لوگ جو چاہیں کہیں بالفرض اگر کہیں فَرَّ اَخْزَاہُ
اللّٰہُ بھاگ گیا خدا اسکو خوار کرے وہ اس سے بہتر ہے کہ کہیں قُتِلَ رَحِمَہُ اللّٰہُ قتل ہوا خدا اسکو رحم کرے - اشتر نے کہا تجھکو اجازت ہے بسلامت مراجعت
کر مگر آئندہ جبتک بخوبی تحقیق نہو جائے کسی کے ساتھ لڑنے کا ارادہ نہ کرنا عبید اللہ نے بہت غنیمت جانا جان بچی لاکھوں پائے - اپنے مقام پر آیا تو کہا آج
بڑا احسان الٰہی ہوا مجھے شیر کے مونہہ سے نجات ملی معاویہ نے کہا اے فرزند تجھے شرم نہیں آتی کہ دشمن کے آگے سے بھاگا اب یہاں آکر لشکر کو خوف دلاتا ہے
اور جو نامردی تجھ میں راسخ ہے اوروں کے دل میں القا کرتا ہے - نہ آخر اشتر تیری مثل ایک آدمی ہے پھر یہ دہشت و وحشت کسلئے ہے عبید اللہ نے کہا اے
معاویہ تجھے زیبا نہیں کہ ہمکو عیب لگائے اشتر ایک مرد ہے اور تو بھی ایک مرد تو ہی کیوں نہیں جاتا اور کس لئے اسکے ساتھ جنگ نہیں کرتا معاویہ نے کہا میں نے تو
اسکا مقابلہ کیا ہے جو شجاعت و مردانگی میں اشتر سے کم نہیں یعنی سعید بن قیس ہمدانی کا عبید اللہ نے کہا درست ہے تب ہی اسکے سامنے توقف نہ کر سکا اور سطرح
وہاں سے بھاگا جیسے روباہ شیر نر کے آگے سے بھاگتی ہے معاویہ نے کہا بخدا قسم کہ اگر میں علی کے بھی مقابل ہوں تو کبھی مونہہ نہ موڑوں یہی باتیں تھیں کہ صدائے
مبارک امیر المومنین اسکے کان میں آئی فرماتے تھے اے پسر ہند مسلمانوں کی خونریزی سے باز آ کیوں ناحق خلقت کو قتل کراتا ہے ایکبار میرے مقابل ہو اگر
غالب آیا تو یہہ تمام عالم تیرے اختیار میں ہے آرام سلطنت کرنا اور معاملہ بالعکس ہوا تو مسلمان اس آفت سے رہائی پائیں گے - معاویہ کا یہہ سنکر رنگ زرد
ہوگیا اور خاموش ہوا - عبید اللہ نے کہا ہاں اے معاویہ اب وقت ہے جو کہتا تھا اسپر عمل کر کے دکھا - سن علی کیا کہتے ہیں اگر مرد میدان و خلف الصدق
ابوسفیان ہے تو باہر نکل کہ ہم بھی آج تیرا زور بازو دیکھیں عبید اللہ نے ہر چند ایسی باتیں کہیں مگر معاویہ میں ذرا اثر نہ کیا چون نقش دیوار ساکت کھڑا تھا -
حضرت امیر المومنین نے چند بار ان کلمات شریفہ کا اعادہ کیا جب کچھ جواب نہ پایا تو اسپ جولان کیا اور مثل ہیل و مانند شیر ژیان لشکر شام میں در آئے اور میمنہ
سے میسرہ تک پہنچکر بہت سے لشکریوں کو شکار اجل بنایا پھر واپس ہوکر اپنے مقام پر ایستادہ ہوگئے - عبید اللہ نے یہہ جبن و بزدلی معاویہ کی مشاہدہ کی تو
کہا ہم تجھے اس قدر بزدل نہ جانتے تھے سعید بن قیس کے مقابلہ سے تو نے فرار کیا تھا کہ چند بار جامہ نجاست میں ملوث ہوا پھر لاف زنی کی کہ اگر علی بھی
میرے سامنے آئیں تو انکے ساتھ لڑوں - انکی آواز سنی تو مونہہ کا رنگ اڑگیا اور بدن میں لرزہ پڑگیا میں نہیں جانتا کہ تو اس صورت میں اس مہم عظیم کو کس طرح
سر کریگا معاویہ خشمناک ہوکر عمرو عاص کیطرف رجوع ہوا کہا اے ابو عبد اللہ تو سنتا ہے کہ عمر کا بیٹا ہمارے ساتھ کیسی گفتگو کرتا ہے عمرو نے کہا عبید اللہ سچ کہتا
ہے بڑی شرم کی بات ہے کہ علی تجھے میدان میں طلب کرے اور تو پہلو تہی کر جائے معاویہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں خلافت تیری دامنگیر ہوئی ہے
جو ایسی باتیں کرتا ہے کسی نے بھی حیات کو آجتک سنا ہے کہ حیدر کرار کے سامنے جائے اور زندہ و سلامت پھر آئے - عمرو عاص نے کہا مجھے طمع خلافت نہیں اور نہ ہو تو
کچھ عیب نہیں لیکن ڈرتا ہوں کہ آفاق میں مشہور ہوگا کہ معاویہ اپنے ابن عم و اپنے بھائی کے مقابلہ سے جی چرا گیا - آگاہ رہ کہ یہہ امر تسلیم عاقل ہے - معاویہ نے کہا
یہہ سنکر ہنسنے لگا اور آپکو کسی اور کام میں مشغول کر لیا نقل ہے کہ ابرہہ بن صباح نے کہ زمرہ اصحاب معاویہ میں تھا کہا اے اہل یمن تمہاری موت
تمکو یہاں لائی ہے - مجھکو گمان ہے کہ تم اسجگہ سے جیتے نہ پھروگے بہتر ہے کہ ان دو مردوں یعنی معاویہ و امیر المومنین کو چھوڑ کر علحدہ ہوجاؤ جو ان میں سے دوسرے کو
قتل کرے سب اسکے ساتھ ہوجانا امیر المومنین نے یہہ سنکر فرمایا ابرہہ نے درست کہا قسم بخدا کہ میں نے آجتک اہل شام سے ایسا منصفانہ کلام نہیں سنا [illegible]

اسکی خبر ہوئی تو کہا معلوم ہوتا ہے کہ جنون و دیوانگی ابرہہ کو عارض ہوئی جو ایسی باتیں کرتا ہے اہل شام کو یہہ کلام معاویہ کا مکروہ معلوم ہوا کہنے لگے کہ قسم بخدا
کہ ابرہہ ہم سب سے از روئے دین و دیانت عقل و معرفت افضل و اعلے ہے مگر معاویہ علی کے مقابلہ سے جی چراتا ہے اسلئے ایسا کہتا ہے **پارۂ از شجاعتہائے**
امیر المومنین در میدان صفین عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ بخدا کوئی شجاع یگانہ و دلیر فرزانہ مثل امیر المومنین کے میری نظر سے نہیں گذرا ہر روز
صفین عمامۂ سیاہ آپکے زیب سر تھا کہ چشمہائے مبارک اُسکے نیچے سے چراغ کی طرح روشن تھیں ہر گروہ کے قریب تشریف لیجاتے اور جنگ کی ترغیب و تحریص فرماتے تھے کہ
اُس زمرہ کے قریب آئے جس میں کہ میں تھا اُس میں ایک دستہ دس ہزار سوار و لکا جسے کتیبۂ شہبا کہتے تھے لشکر معاویہ سے آگے بڑھا اُسکو دیکھکر ہیبت و ہراس اہل عراق پر
مستولی ہوا امیر المومنین نے اُنکو ڈانٹا کہ کسلئے خائف و ترسان ہو یہہ چند اشباہ ہیں جنکے دل قائم نہیں جسوقت اُس طرف توجہ کرو گے دیکھنا کہ ایسے منتشر ہو جائینگے
جیسے ملخ باد صرصر میں متفرق ہو جاتی ہے پھر چند نصیحتیں فنون جنگ سے تلقین فرمائیں بعد ازاں ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ بنا بر اکثر روایات کے یہہ کلام اُس جناب نے
بوقت عشا لیلۃ الہریر کے فرمایا مگر بقول نصر بن مزاحم شروع ایام جنگ صفین میں فرمایا تھا اور مراد فَاِنَّ الشَّيْطَانَ كَامِنٌ فِي كِسْرِهِ میں یعنی شیطان اُس کے
گوشہ میں بیٹھا ہے محتمل ہے کہ شیطان اصلی ہو اور ہوسکتا ہے کہ معاویہ ہو اور یہی ظاہر ہے کہ مراد معاویہ ہے اور قرینہ اسکا قول اُس جناب کا ہے اسکے بعد "قَدْ قَدَّمَ
لِلْوَثْبَةِ يَدًا وَاَخَّرَ لِلنُّكُوصِ رِجْلًا" یعنی اُس نے ہاتھ کو جہندگی کے لئے دراز کر رکھا ہے اور پیر نکوص اور تاخیر کے لئے مراد یہہ اگر تم نے بزدلی و جبن ظاہر کیا تو وہ غالب آئیگا
اور جو شجاعت بہادری کرو گے تو وہ بھاگ جائیگا۔ ارشاد کیا کہ تم حفظ و امان خدا میں ہو اور برادر و ابن عم رسول خدا کے ہمراہ آگاہ رہو کہ یہہ خیمۂ سیاہ کہ تمہارے سامنے
ہے اسمیں ایک شیطان ہاتھ پھیلائے گھات لگائے بیٹھا ہے اگر جبن و بزدلی تم سے ظاہر ہوگی تو وہ غالب ہوگا اور شجاعت و چستی دکھاؤ گے تو بھاگ جائیگا
پس سعی کرو کہ عمود حق بروشن و منجلی دکھائی دے یہہ کہکر بہت خوفناک حملہ کیا راوی کہتا ہے کہ سو سوار سے زیادہ آنحضرت کے ساتھ نہ تھے پھر بھی جدہر رخ کرتے شامی
اسطرح آگے سے بھاگتے تھے جیسے گورخر شیر نر کے سامنے سے بھاگتا ہے پس اُسوقت ایک غبار غلیظ سطح زمین سے مرتفع ہوا کہ ہماری آنکھیں دیکھنے سے رہ گئیں بعد
ایکساعت کے غبار فرو ہوا تو جہانتک نظر جاتی تھی سر کٹے اور ہاتھ شانوں سے گرتے دکھائی دیتے تھے آخر شامیوں کو یارائے قرار نہ رہا بھاگ گئے اُسوقت
دیکھا میں نے کہ امیر المومنین امام الاشجعین تشریف لا رہے ہیں اور روئے انور مانند پارۂ ماہ درخشان ہے اور خون تلوار سے ٹپکتا ہے اور فرماتے ہیں قَاتِلُوا اَئِمَّةَ
الْكُفْرِ لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ یعنی جنگ کرو پیشوایان کفر سے اُنکو ایمان سے بہرہ نہیں شاید کہ وہ اپنے افعال ناپسندیدہ سے باز رہیں
روضۃ الصفا میں ہے کہ ایک روز عثمان بن وائل حمیری اور اسکا بھائی کہ شجاعان لشکر شام سے تھے بحدیکہ ہر ایک اُنمیں سے سو سوار نامدار پر ترجیح رکھتا تھا
اور معاویہ کو ان دونوں بھائیوں پر بہت بڑا وثوق و اعتماد تھا عازم نبرد ہوئے اول عثمان میدان میں آیا عباس بن ربیعہ نے اُسکے مقابل ہوکر بیک ضربت
شمشیر اُسکو قتل کیا پس حمزہ نے مبارز طلب کیا تو امیر المومنین عباس کے لباس میں اُسکے سامنے آئے اور بضرب ذوالفقار اُسکے سر کو تن سے جدا کیا۔ لشکر شام میں
بگمان اسکے کہ قاتل حمزہ عباس ہے اُسکی بہت شہرت ہوئی پس عمرو بن عباس لخمی حضرت شاہ مردان کے مقابل ہوا اور حضرت نے ایک تلوار اُسکے بدن پر
لگائی کہ نصف اعلیٰ اُسکے بدن کا زمین پر گر پڑا اور نصف زیرین زین پر رہا۔ عمرو عاص نے آفریں کیا کہ یہہ ضرب بجز دست مبارک امیر المومنین اور کسی کی
نہیں معاویہ بنظر لباس عباس حضرت کے اس سے انکار کرتا تھا۔ آخر عمرو عاص نے کہا تو لشکر کو حکم کر کہ اس سوار پر حملہ آور ہو اگر روگردان نہو تو جاننا علی بن ابیطالب
ہے وَاِلَّا فَلَا معاویہ نے حکم کیا مجموع سپاہ شام حملہ آور ہوئی۔ مگر آپنے ایک قدم بھی اُس مقام سے حرکت نہ کی اور جب شامی نزدیک آگئے تو ذوالفقار

کھینچا کہ تینتیس نفر کو اُسنے فی النار کیا اور مصروف جنگ تھے۔ مالک اشتر نے عرض کی حضرت اسقدر زحمت مرفع الشرائین گوارا کرتے ہیں حالانکہ یہہ جان نثار اسکے لئے
کافی ووافی ہے فرمایا اے مالک حضرت رسولخدا سید و سردار بنی آدم و اشرف طبقات عالم تھے بروز احد و حنین بنفس نفیس جہاد فرماتے تھے۔ اگر معاویہ و عمرو عاص
میرے مقابل ہوجائیں تو میرے شیعہ و دوست ان شدت و محنت سے نجات پائیں آخر باصرار و الحاح اشتر حضرت نے باگ موڑی اور مالک نے میدان میں آکر معاویہ کو
مبارزت کے لئے طلب کیا اُس نے کہا اشتر میرا ہمسر نہیں۔ جندب بن ربیعہ کو جس نے معاویہ کی لڑکی سے شادی کی درخواست کی تھی طلب کیا وہ لبیک پیش کرتا
تھا۔ عمرو عاص نے کہا اگر تو نے اشتر کو مغلوب کیا تو معاویہ اپنی بیٹی تجھکو دے دیگا۔ جندب بشوق دامادی معاویہ میدان میں آیا۔ اشتر نے پوچھا کہ معاویہ نے
تجھ سے کیا وعدہ کیا ہے کہا اپنی دختر کا نکاح تیرے قتل پر منحصر رکھا ہے مالک متبسم ہوئے اور جندب نے برچھی کا وار کیا۔ اشتر نے سر نیزہ بغل میں دبالیا جندب نے
ہر چند زور کیا نیزہ کو بغل سے نہ نکال سکا۔ اشتر نے تلوار لگائی اور نیزہ کو دو ٹکڑے کر دیا۔ جندب کا قافیہ تنگ ہوا اور حرب سے رو گرداں ہوا۔ اشتر نے
پیچھے سے پہنچکر ایک ضربت شمشیر اُسکو قتل کیا اس سے خوف و ہراس لشکر شام پر طاری ہوا اور اُنھوں نے مالک کے آگے سے فرار کیا اشتر نے چاہا کہ آگے بڑھکر
معاویہ کا تصفیہ فیصل کرے مگر ایک شخص قبیلہ نخع سے درمیان میں حائل ہوا اور معاویہ اتنی مہلت پاکر بھاگا اور جان بچالیگیا دوسرے روز مخراق
بن عبدالرحمن لشکر معاویہ سے باہر آیا۔ مومن بن عبید مرادی اُسکے مقابل ہوا مخراق نے اُسے قتل کیا اور سر کو بدن سے جدا کر کے شرمگاہ کو اُسکی برہنہ کیا پس
نوفل بن عبداللہ ازدی سامنے آیا شامی نے اُسے بھی قتل کیا اور لاش کو مثل سابق عریان کیا پھر مسلم بن عبد ربہ ازدی نکلا اُسکے ساتھ بھی مخراق نے یہی
سلوک کیا اور جرأت اُسکی بڑھ گئی اور لاف و گزاف بکنے اور مبارز طلب کرنے لگا اہل عراق سے بخوف کشف عورت کوئی اُسکے مقابلہ کے لئے مبادرت نہ کرتا تھا
امیر المومنین نے یہہ دیکھا تو بہ تبدیل لباس میدان میں آئے مخراق ملعون آگے آیا اور آپنے ایک تلوار اُسکے شانے پر لگائی کہ ایک پارچہ اُسکے بدن کا علیحدہ
ہوکر نیچے گر گیا پھر اُسکے سر نجس کو بدن سے جدا کر کے رو بآسمان زمین پر رکھا اور مبارز چاہا ایک اور خون گرفتہ سامنے آیا وہ بھی روانہ دوزخ ہوا اسیطرح سات
شخص یکے بعد دیگرے اُس جناب کے ہاتھ سے قتل ہوئے پھر مبارز طلب کیا تو کسی میں جرأت نہ تھی کہ میدان میں آئے۔ معاویہ کا ایک غلام حارث نام شجاع
نامور تھا اُس سے کہا کہ یہہ تیرا کام ہے باہر نکل اور اس جوان کے مقابل ہو کہ ہمارے سات بہادر اسکے ہاتھ سے بیجان ہوئے ہیں حارث نے کہا اے امیر مجھے
تعمیل حکم میں عذر نہیں لیکن اس مرد کے بیباکانہ دریافت ہوتا ہے کہ اگر تیرا تمام لشکر بھی اسکے مقابل ہو تو ایک اُسسے جان بر نہ ہوگا اگر تو کہے تو میں اُسکے سامنے
جاؤں مگر مجھکو یقین ہے کہ زندہ نہ پھرونگا ورنہ مجھکو اور دن کیلئے رہنے دے۔ معاویہ نے کہا واللہ میں تیرا قتل ہونا نہیں چاہتا تو اپنی جگہ قرار پکڑ کہ کوئی
اور اس مہم کو کفایت کریگا۔ اُس طرف امیر المومنین متواتر مبارز طلب کرتے تھے جب کوئی سامنے نہ آیا تو خود سر مبارک سے اُٹھایا اور باواز بلند فرمایا میں ہوں
ابوالحسن علی اور اپنے مقام کو مراجعت کی۔ حارث نے کہا میرے ماں باپ فدا ہوں تجھ پر اے امیر دیکھا کہ میری فراست و دانائی کس درجہ کی ہے اگر میں
علی کے سامنے جاتا تو کاہے کو زندہ بچتا۔ اس عنایت کا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ میری التماس تو نے قبول کی اور اس مہم پر مجبور نہ کیا۔ روایت
ہے کہ لشکر شام میں ایک پہلوان کریب بن صباح حمیری نام مشہور و معروف تھا۔ اور طاقت اُسکی اس قدر تھی کہ نقش درم کو سر انگشت سے مٹا دیتا تھا
ایک روز اُس نے میدان میں نکلکر مبارز چاہا۔ مرتفع خولانی اُسکے مقابلہ کے لئے لشکر عراق سے باہر نکلا۔ ایکبار مقابل ہوتے ہی اُسکے ہاتھ سے مارا گیا پھر
عائذ بن مسروق ہمدانی آگے گیا وہ بھی قتل ہوا۔ پس امیر المومنین نے دیکھا کہ کریب پہلوان جنگ آزمودہ ہے بے قوت ید اللہی اُسکا کام تمام نہ ہوگا۔ خود تشریف فرما

ہوئے اور قریب پہنچکر پوچھا مَنْ اَنْتَ تو کون ہے۔ کریب نے اپنا نام ونسب بیان کیا۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر اے کریب خوف خدا کو دلمین جگہہ دے اور در پے اپنی جان کے نہو مین تجھکو کتاب خدا وسنت رسولخدا کی طرف دعوت کرتا ہون تو مردود لاور ہے کیون عذاب آخرت کو ناحق اپنے سر پر لیتا ہے معاویہ تجھکو آتش جہنم مین ڈالا چاہتا ہے اس سے باز رہ اس بدبخت کو یہہ پند سودمند نہوئی اور کہا مَا اَكْثَرَ مَا سَمِعْتُ مِنْكَ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ یَا عَلِیُّ اے علیؑ مین یہہ باتین تم بارہا سن چکا ہون اگر جنگ منظور ہے تو میرے نزدیک آؤ اور بکمال بیباکی تلوار کو چمکانے لگا۔ حضرت کو افسوس ہوا اور کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ زبان مبارک پر جاری فرمایا۔ پھر آگے بڑھ کر ایک وار شمشیر صاعقہ بار ایسا لگایا کہ کریب زمین پر گر کر اپنے خون مین لوٹنے لگا اور تھوڑی دیر تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا کریب قتل ہوا تو حارث بن وادعہ حمیری آگے آیا وہ بھی ہاتھ سے حضرت حیدر کرار غیر فرار کے دوزخ کو پہنچا پھر ایک اور سوار نکلا وہ بھی مارا گیا۔ حتے کہ چار اشخاص اس طرح پے در پے واصل فی النار ہوئے پس حضرت نے اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ترجمہ ماہ ہائے حرام بعوض ماہ ہائے حرام ہین اور حرمات قصاص اور بدلے ہین۔ پس زیادتی کرو تم اسپر جس نے کہ تم پر تعدی کی ویسی تعدی جیسی کہ اس نے تم پر کی اور تقوائے و پرہیزگاری خدا کو قائم رکھو۔ اور جانو کہ حق تعالی پرہیزگارون کے ساتھ ہے۔ پھر میدان جنگ مین تاب مقابلہ نتھی اسوقت آواز بلند فرمایا اے معاویہ کیلئے عرب کو فنا کرتا ہے خود نکل اور میرے مقابل ہو معاویہ یہہ سنکر کہا مجھکو حاجت نہین چار بہادر میرے لشکر کے تم نے قتل کئے تمہارے لئے بس ہے۔ عمرو عاص نے کہا اے معاویہ علیؑ چار آدمی قتل کر چکے ہین اگر اب تو انکے مقابل ہو تو امید فتح ونصرت ہے پس اس موقع کو غنیمت جان معاویہ نے کہا ہان وہ نہین کہ تیرے فریب مین آجاؤن قسم بخدا کہ تو چاہتا ہے کہ مین قتل ہون اور تو خلافت حاصل کرے۔ بعدازان ایک شخص عروہ بن داؤد دمشقی اصحاب معاویہ سے نکلکر پکارا یا علیؑ اگر معاویہ تمہارے مقابلہ سے کراہت کرتا ہے تو کرنے دو میرے ساتھ ہم نبرد ہو۔ حضرت یہہ سنکر مانند اجل محتوم اسکے سر پر آئے اس مردود نے آپ پر وار کیا۔ مگر بیکار گیا۔ امیر المومنینؑ نے ایک تلوار اسکے سر مجوف پر لگائی اور فرمایا اِنْطَلِقْ اِلَى النَّارِ جا جہنم کو۔ عروہ گرتے ہی واصل جہنم ہوا اہل شام پر عروہ کا قتل ہونا سخت گران گزرا اس رات ہو گئی۔ اگلے روز امیر المومنین علیہ السلام بہ تبدیل لباس برآمد ہوئے تو عمرو عاص ناد انستہ حضرت کے مقابلہ کو نکلا اگر اسکو معلوم ہوتا کہ حضرت امیر المومنینؑ ہین تو مارے خوف کے اسکی جان نکلجاتی اور کبھی ایسی جرأت نکرتا بالجملہ حضرت نے اسکو پہچانا اور دانستہ اسپر حربہ نلگایا اور ٹالتے ٹالتے صف لشکر سے ایک طرف لے گئے عمرو عاص کو گمان ہوا کہ میرا ہم نبرد بزدل ہے دلیرانہ قدم آگے بڑھایا اور رجز پڑھا سہ یَا قَادَةَ الْكُوْفَةِ یَا اَهْلَ الْفِتَنْ * اَضْرِبُكُمْ وَلَا اَرٰى اَبَا الْحَسَنْ * اے سرداران کوفہ اے صاحبان فتنہ وفساد مین تم سے لڑتا ہون اور ابو الحسن کو تمہارے درمیان نہین پاتا۔ امیر المومنینؑ نے یہہ دلیری ابن عاص کی ملاحظہ کی تو نزدیک تر آئے اور فرمایا اَبُو الْحُسَیْنِ فَاعْلَمَنْ وَالْحَسَنْ * جَاءَكَ یَقْتَادُ الْعِنَانَ وَالرَّسَنْ * یعنی خبردار ہو کہ پدر حسن وحسین علیؑ باگ موڑتا ہوا تیرے پاس آپہنچا۔ عمرو نے حضرت کو جانا تو ہوش پرواز کر گئے قریب تھا کہ قالب تہی کرے بارے اپنے آپ کو سنبھالا اور پشت پھیر کر بھاگا حضرت نے اسکے پیچھے سے پہنچکر برچھی لگائی عمرو کے دامن زرہ پر پہنچی مضطرب ہو کر گھوڑے سے گرا اور بخوف اسکے کہ دوسرے وار مین اسکا کار تمام نہو جائے جلد ٹانگین بلند کر کے اپنی شرمگاہ کو برہنہ کیا۔ حضرت امیرؑ نے فرط حیا سے روئے مبارک اسکی طرف سے پھیر لیا اور فرمایا یا بن نابغہ جا کہ تو اپنی شرمگاہ کا آزاد کردہ ہے۔ اور اس سے زیادہ متعرض نہوئے۔ عمرو کو موت کے مونہہ سے نجات ملی تو اٹھکر ایسا بھاگا کہ اپنے مقام ہی پر جا کر دم لیا۔ روضۃ الصفا مین ہے

کہ معاویہ عمرو عاص کو دیکھ کر ہنستے ہنستے لوٹا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اچھا تو نے حیلہ کیا اور طرفہ مکر کام مین لایا۔ آجتک تیرے سوا کسیکو نہین سنا کہ کون برہنہ کرنیسے موت سے چھوٹا ہو پس اے پسر عاص عمر بھر اپنی شرمگاہ کا ممنون احسان رہیو جس نے آج تجھے موت سے آزاد کیا۔ عمرو پر معاویہ کا ہنسنا نہایت شاق تھا کہا اے معاویہ اگر تو میری جگہہ ہوتا تو پسر ابوطالب آج ضرور تیری زوجہ کو بیوہ اور تیرے بچون کو یتیم کرتا معاویہ نے کہا علی کے آگے سے فرار کرنا کوئی عیب کی بات نہین تعجب تو یہہ ہے کہ تو نے کسطرح معلوم کیا کہ کون برہنہ کرنے سے مجھے نجات ملیگی اور کیونکر پہلے سے اس حال پر واقف ہوا کہ ازار اُتار کر لیٹ گیا عمرو عاص نے کہا اس بیہودہ بکبک سے کیا فائدہ بات اس قدر ہے کہ تیرے برادر و ابن عم نے مجھے پہچانا اور جان بخشی کی معاویہ نے کہا یہہ بات تیری بالکل غیر واجبی ہے کیا تیرے خود حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ مین اور علی ایک طینت سے ہین حضرت آدم تک قطع نظر اسکے اسکا باپ ایک رئیس تھا بنی ہاشم سے بخلاف تیرے باپکے کہ قریش مین قصاب تھا تجھکو اُس سے کیا نسبت ہے عمرو نے کہا واللہ کہ تیری یہہ باتین سنانی تیرے سے زیادہ دل آزار ہین اگر دین کو دنیا کے عوض نہ بیچتا اور اپنے گھر بیٹھا رہتا تو کاہے کو ایسی باتین سنتا جب فضائل و مناقب علی تجھپر اس طرح آشکار ہین تو چشمۂ آفتاب کیطرح گل اندود کرنے اور روز روشن کو شب تار بنانے سے کیا فائدہ کیون اُس سے بیعت نہین کرلیتا **بالجملہ** جب عمرو بھاگا تو حضرت امیر نے غیر کیطرف پھر سیاہ زرہا بُسر بن ارطاۃ کے سر مین جہالت سمائی اور طمع دامن گیر ہوئی کہ شاید آنحضرت پر ظفر پاسکے یہہ سوچ کر عازم پیکار ہوا اُسکے سلاح کار و [illegible] ہر چند منع کیا کچھ فائدہ نہ تھا گھوڑا چھیڑکر میدان مین آیا۔ چونکہ خود وغیرہ پہنے تھا حضرت نے اُسکو نہ پہچانا مگر اپنی طرف متوجہ دیکھکر ذوالفقار میان سے نکالی اور اُسکے سر پر آئے بُسر کو سب بہادری فراموش ہوگئی اور آپ کو موت کے مونہہ مین پایا جلدی مین اور کچھ نہ سوجھا عمرو عاص کی بیحیائی اختیار کی اور زمین پر لیٹ کر ٹانگین پسار دین اور ننگا مادرزاد ہوگیا امیرالمومنین نے لاحول پڑھی اور مونہہ پھیر لیا بُسر جان بچا کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اس نالائق حرکت سے صدائے خندہ لشکر کوفہ سے بلند ہوئی اور ایک شخص نے آگے نکلکر کہا اے اہل شام ناکام واسطے ہو تم پر تمہین شرم نہین آتی پسر عاص نے خوب ہنر تمکو سکھایا ہے کہ لیٹ رہے اور چوتڑ کھولدیئے اور جان بسلامت لیگئے۔ پھر چند اشعار پڑھے اور اُنمین ابن عاص اور ابن ارطاۃ ملعون کو خوب فضیحت کیا اسکے بعد ہیبت حضرت اسد اللہ الغالب۔ الغالب علے کل الغالب کی یہانتک اہل شام پر چھاگئی اور کسیکا قدم آگے نہ اٹھا نیز **روضۃ الصفا** مین ہے کہ زبرقان[1] بن بدر کہ شجاعت و شہامت مین شہرۂ آفاق تھا اور حضرت رسولخدا کے زمانہ مین عامل صدقات رہ چکا تھا اور ابوبکر کے عہد حکومت مین [illegible] عہدہ پر مقرر تھا خلیفۂ ثانی کی طرف سے ناموجہا ہوکر شام کو گیا اور آخر وہین متوطن ہوگیا تھا آمادہ کار زار ہوا حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُسکے ساتھ لڑنے کا ارادہ کیا اور طلب اجازت کیلئے اپنے پدر عالیقدر کی خدمت مین آئے حضرت نے درخواست اپنے نور بصر کی قبول منظور فرمائی برادران امام یہہ دیکھکر مضطرب گریان ہوئے امیرالمومنین نے انکی تسکین کی امام حسن زبرقان کے مقابل ہوئے تو اُس نے کہا اے جوان پہلے اپنا نام و نسب بیان کر کہ تو کون ہے فرزند رسول و لخت چشم بتول نے اپنا نام و نسب اُسکے روبرو بیان کیا زبرقان نے کہا یا بن رسول اللہ اگر آپ مارے خنجر و سنان کے میرے اعضا کو بھی اُڑالین تب بھی میری یہہ مجال نہین کہ مین آپ کی طرف گستاخانہ نظر کرون چہ جائیکہ حضرت کے ساتھ لڑنے کی جرأت کرسکون تحقیق کہ مینے بارہا حضرت رسولخدا کو دیکھا ہے کہ آپکے لب و دندان کے بوسے لیتے تھے شاہزادہ نے فرمایا کہ جب تو یہہ جانتا ہے تو پھر کسلئے معاویہ کو ہم پر ترجیح دیتا ہے زبرقان نے کہا خطا عظیم مجھ سے صادر ہوئی اور مین اسپر کمال نادم ہون آپ حضرت

[1] زبرقان بالکسر ماہ و مرد سبک ریش و لقب حصین بن بدر صحابی [illegible] اولاد [illegible] عمامہ [illegible] الی نادیہم [illegible] انتہی

امیر المومنین کی خدمت میں سفارش کر کے میری جرم بخشی کرائیں امام عالیمقام نے درخواست اسکی قبول کی اور زبرقان کو اپنے ساتھ خدمت بابرکت حضرت امیر المومنین میں لائے زبرقان نے عرض کی یا امیر المومنین جس نے سب سے پہلے فریب دیا دون کھایا اور رحمت رحمان رحیم سے مردود ہوا یہہ گنہگار ہے امید کہ حضرت میرے دفتر جرم و عصیان کو آب عفو و احسان سے دہو دیں امیر المومنین نے قصور اسکا معاف کیا **تاریخ** اعثم کوفی میں ہے کہ زمانہ جنگ صفین میں ایک روز قبیلہ عک و اشعریین نے کہا اے معاویہ ہمکو سخت دشواری پیش آئی اور کمال تشویش لاحق حال ہوئی یہہ تحقیق ہے کہ علی حق پر ہیں اور تیرا کام سراسر باطل پس ہم نے جو تیری رضامندی کے لئے باطل کو اختیار کیا ہے اور حق سے روگردان ہوئے تو محض طالب دنیا ہوئے پس ہمکو اپنی دنیا سے کم و بیش کچھ عطا کر کہ تیرے ساتھ ہو کر علی سے جنگ کریں ورنہ ہم دنیا و عقبیٰ دونو ہاتھ سے نہ دیں گے اور ضرور علی سے ملجائیں گے معاویہ نے کہا جو تمہارا مقصود ہو بیان کرو کہ بذل کردوں قبیلہ عک نے کہا ہم مواجب و انعام چاہتے ہیں اور اشعریین نے خواہش کی کہ موضع خوران و ثنیہ لنگا بعد نسل ہماری مدد معاش کے لئے معین کر معاویہ نے دونو کی التماس قبول کی اور اول کو انعام و اکرام عطا کیا دوسروں کے لئے قریات کا فرمان لکھدیا یہہ خبر لشکر عراق میں شائع ہوئی تو بعض ضعیف الایمان لوگوں کی کہ اعتقاد خالص نہ رکھتے تھے رگ طمع حرکت میں آئی اور معاویہ کیطرف رغبت و میل کا اظہار کرنے لگے۔ پس منذر بن حفصہ ہمدانی کہ شجعان ہمدان اور انکے شعرا سے تھا امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین آپنے سنا کہ قبیلہ عک و اشعریین نے دین کو دنیا کی عوض فروخت کیا اور ضلالت کو ہدایت پر خریدا۔ اس سے خاطر اقدس مشوش نہو تحقیق کہ ہمنے بجائے دنیا فانی کے آخرت اختیار کی ہے اور بعوض ملک شام عراق ہمکو پسند ہے اور بجائے معاویہ غاویہ آپ سا امام ہادی درکار ہے قسم بخدا کہ ہماری آخرت انکی دنیا سے بہتر اور ہمارا عراق انکے شام سے خوشتر اور ہمارا امام انکے امام سے ہدایت کنندہ و راہ نمائندہ تر ہے جو خدمت ہمکو ارشاد ہو اسکی تعمیل کو سعادت دارین جانتے ہیں اور چند اشعار اس باب میں کہکر حضرت کی خدمت میں پیش کئے آپکو اسکی نظم و نثر دونو پسند آئیں اور نزدیک بلا کر درمیان دو چشم کے بوسہ دیا اور فرمایا خوشا حال تیرا کہ فردا قیامت بہشت عنبر سرشت میں مجاور خدمت سید المرسلین و خاتم النبیین ہوگا نصر کہتا ہے کہ پھر علی نے افواج کو امر کیا کہ حملہ آور ہوں پس سواروں نے صفوف اہل شام پر حملہ کیا اور شکست انہیں ڈالدی عمرو عاص دور سے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہا تھا اسکو ایک غبار عظیم نظر آیا پوچھا یہہ کیسا غبار ہے کسی نے کہا تیرے بیٹے محمد و عبید اللہ مصروف کارزار ہیں عمرو نے وردان اپنے غلام سے کہا کہ میرا نشان آگے لا معاویہ نے کہا اپنے مقام پر قرار پکڑ تیرے بیٹے صحیح و سلامت ہیں معرکہ جنگ کو پریشان مت کر عمرو نے کہا میرے بیٹے ہیں تیرے نہیں جو نگرانی انکی طرف سے مجھکو ہے تجھکو نہیں ہو سکتی پس علم لیا اور حملہ کیا امیر المومنین نے اہل بصرہ و کوفہ کو حکم دیا کہ حملہ آور ہوں انہوں نے حملہ کیا اور سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ عین اشتداد حرب میں ایک شامی نے میدان میں آکر مبارز چاہا ایک مرد اہل عراق سے اسکے مقابل ہوا قدرے سلاح بازی ہوتی رہی آخر عراقی نے شامی کے ایک تلوار لگائی اور اسکا دست راست قلم کیا شامی نے تلوار کو بائیں ہاتھ میں لیکر اپنے لشکر کیطرف پھینکا کہ اے اہل شام یہہ میری تلوار ہے اسکو لو اور جنگ دشمن پر اس سے اعانت چاہو وہ تلوار ایک شخص نے اٹھالی اور آخر کار معاویہ نے اسکو بعوض دس ہزار درہم ورثاء مقتول سے خرید کیا۔ پھر نصر کہتا ہے کہ علی اصحاب کو تحریص جنگ کرتے تھے اصبغ بن نباتہ نے عرض کی یا امیر المومنین مجھکو اذن جہاد مرحمت ہو کہ بجز صبر و ظفر دوسری چیز آپ ملاحظہ نہ کریں گے حضرت نے اجازت دی اصبغ نشان لشکر لیکر آگے بڑھا اور مشغول جنگ ہوا جنگ گاہ سے واپس ہوا تو اسکا چہرہ و شمشیر خون میں رنگین تھا **راوی** کہتا ہے کہ اصبغ پیر مرد عابد و زاہد تھا دشمن پر پہنچتا تو تیغ کو میان نہ کرتا وہ

شجاعان عراق و وفاداران علی علیہ السلام سے تھا جنہوں نے موت پر آنحضرت سے بیعت کی تھی القصہ جنگ مین توقف ہوا تو مالک اشتر نے کہا اے اہل عراق
کوئی تم سے ہے کہ اپنی جان راہ خدا مین نثار کرے۔ پس آثال بن حجل نام ایک جوان نکلا اور مبارز چاہا حجل اسکا باپ معاویہ کیطرف تھا اتفاقاً وہی اسکے مقابلہ
مین آیا چونکہ دونو خود وغیرہ پہنے ہوئے تھے کسینے ایک دوسرے کو نہ پہچانا اور بیٹے نے باپ کے ایک نیزہ لگایا جسکے صدمہ سے حجل نیچے گرا اور خود اسکے سر سے علیحدہ
ہو گیا اسوقت آثال نے جانا کہ میرا باپ ہے دوڑ کر اسکے مونہہ پر مونہہ رکھدیا اور رونے لگا اور کہا مین تجھکو نہ جانتا تھا بیان کر اے پدر کہ اس ضرب سے تجھکو کسقدر ایذا
ہوئی ہے باپ نے کہا ایذا بہت ہے الا کا سہل ہے کہ خوف جان نہین اے پسر اگر تو میرے ہمراہ معاویہ کی طرف آئے تو عیش و کامرانی پائے اور راحت و آرام
جو امن و رفاہیت کہ ملک شام مین ہے بیان سے باہر ہے بیٹے نے کہا اے پدر دنیا محل فنا ہے رنج و راحت یہان کے بسر آئندہ ہین فکر عقبی چاہئے۔ اور کوئی وسیلہ
نعمات آخرت کا متابعت علی ابن ابی طالب سے بہتر نہین پس انسب یہہ ہے کہ تو میرے ساتھ خدمت بابرکت امیر المومنین مین حاضر ہو۔ باپ نے کہا مین علی
کے پاس کبھی نہ جاونگا بیٹے نے کہا تو مین بھی معاویہ کی صورت پر کدورت دیکھنا نہین چاہتا۔ پس دونو جدا ہوئے اور اپنے اپنے محل و مقام کو لوٹ گئے
دونو لشکر انکو دیکھ رہے تھے انکی باتین سنتے اور متعجب ہوتے تھے **مروی** ہے کہ امیر المومنین ولید بن عقبہ وغیرہ چند اہل شام کے پاس سے گذرے جو آپکی
سب و شتم کرتے اور روسیاہی جاوید اپنے لئے مہیا کرتے تھے صحاب نے حضرت کو انکے اس فعل بد سے آگاہ کیا۔ فرمایا یہہ لوگ اس کام کے لئے اولی ہین پیشتر بھی مجھکو
برا کہتے اور میرے ساتھ جنگ کرتے تھے مین انکو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا وہ پرستش اصنام کیطرف مجھکو بلاتے تھے قسم بخدا کہ وہ قوم اقرب بضلالت ہے
جنکا پیشرو معاویہ و ابن نابغہ و ابن اعور سلمی و ابن ابی معیط شارب حرام و حد زدہ اسلام ہو الحمد للہ کہ جسطرح یہہ فساق مجھکو دشمن رکھتے ہین اسیطرح
حقتعالی انکو دشمن رکھتا ہے۔ امر عظیم و خطب جلیل یہہ ہے کہ ان دشمنان دین نے ایک گروہ کو اس امت سے گمراہ کیا اور بانواع تہمت و افترا انکو اپنی طرف
مائل اور فتنہ و فساد مین اپنا شامل کیا کہ ہمارے ساتھ جنگ کرتے ہین اور اطفاء نور خدا چاہتے ہین وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُونَ
پھر فرمایا اَللّٰہُمَّ اِنَّہُمْ رَدُّوا الْحَقَّ فَافْضُضْ جَمْعَہُمْ وَشَتِّتْ کَلِمَتَہُمْ وَاَبْسِلْہُمْ بِخَطَایَاہُمْ فَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ
بار الٰہا ان لوگون نے حق کو رد کیا پس انکی جماعت کو پراگندہ اور ان کے کلمہ کو پریشان کر اور انکے خطا و عصیان مین انکو ہلاک فرما تحقیق تیرا دوست
رکھنے والا ذلیل نہین ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہین پاتا **حکایت** عمر بن الخطاب نے اپنے عہد خلافت مین حابس بن سعد طائی کو بلا کر کہا کہ
مین تجھکو قاضی حمص بنانا چاہتا ہون تو کیونکر کارروائی کرے گا اس نے کہا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور اہل علم و رفیقون سے صلاح
لونگا عمر نے کہا تو جا اس طرف روانہ ہو حابس تھوڑی دور جا کر پلٹا اور کہا یا امیر المومنین مینے ایک خواب دیکھا ہے کہو تو تم سے بیان کرون کہا بیان کر
کہا گویا آفتاب مشرق سے ایک جماعت عظیم کے ساتھ آیا اور ماہتاب مغرب سے ایک انبوہ کے ساتھ آیا عمر نے کہا تو کس جماعت کے ساتھ تھا کہا ماہتاب
والے گروہ کے کہا چلا جا کہ مین تجھکو کبھی کوئی عمل نہ دونگا تو ملازمت مونثہ کے ساتھ تھا راوی کہتا ہے کہ یہہ حابس جنگ صفین مین معاویہ کے ساتھ تھا
اور نشان قبیلہ بنی طے کا اسکے ہاتھ مین تھا اثنا جنگ مین قتل ہوا زید بن عدی حاتم لاشہ ہائے مقتولین مین پھرتا تھا کہ دیکھے کون کون آدمی
قتل ہوئے ہین ناگاہ اسکی نظر اسی حابس بن سعد طائی اپنی ماموں پر کہ کشتون کے درمیان مرا پڑا تھا۔ جا پڑی۔ دیکھتے ہی عالم اسکے سامنے سیاہ
ہو گیا اسکے سرہانے کھڑا زار زار روتا تھا اور کہتا تھا کہ اے خال میرے کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ کس نے تجھکو ہلاک کیا کہ اس بدبخت سے عوض لیتا

خون کا لیتا ایک مرد نے بنی حنظلہ سے کہ صحابِ امیر المومنین سے تھا نکلکر کہا مینے بکو رضاء خدا کے لئے قتل کیا کیونکہ فرقہ باغیہ و صحابِ معاویہ سے تھا زید نے کہا ہر چند یہہ اُن لوگون مین شامل تھا مگر میرا ماموں ہوتا تھا تو نہ جانتا تھا کہ اُسکا خون ضائع نہ جائیگا یہہ کہکر ایک تلوار لگائی اور مرد حنظلی کو قتل کیا اور خود بھاگ کر لشکر معاویہ مین ملگیا معاویہ اُسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور اعزاز و اکرام اُسکا کیا امیر المومنین مرد حنظلی کے مارے جانے اور زید کے ضائع ہونے سے کوفتہ خاطر ہوئے اور زید اپنی حرکت پر پشیمان ہوکر چونکہ عفو و کرم حضرت امیرؑ پر اعتماد رکھتا تھا چاہتا تھا کہ مراجعت کرے۔ مگر اپنے باپ کے خوف سے متوقف تھا۔ عدی بن حاتم نے امیر المومنین کی خدمت مین عرض کی کہ جو حرکت میرے بیٹے زید سے سرزد ہوئی ہے اُسکی وجہہ سے بہت شرمسار ہون افسوس وہ اس جہان مین بدنام اور آخرت مین ناکام ہوا لیکن جو لطف و مرحمت کہ حضرت میرے حال پر رکھتے ہین اور جو قرب منزلت کہ آپکو خدا اور رسول کے نزدیک ہے اس سے اُمیدوار ہون کہ اُس ناعاقبت اندیش کی شفاعت فرمائین گے قسم بخدا کہ اگر مین زید کو پاؤن تو فوراً حنظلی کے بدلے مین تہ تیغ کرون اور اُسکے مرنے کی خبر مجھکو ملے تو ذرا آزردہ دل نہون وہ میرا بیٹا اُسیوقت تک تھا جبتک کہ آپکی خدمت مین تھا۔ اور میرا دوست وہی ہوسکتا ہے جو حضرت کے دوستون و شیعون سے ہو جو اس درگاہ سے روگردان ہوا کتا میرے نزدیک اُس سے بہتر ہے امیر المومنین نے یہہ کلمات عدی سے سنکر اُسکو تسلی دی مگر زید کو یہہ حال معلوم ہوا تو اُسکا خوف دوبالا ہوگیا اور وہ معاویہ کے پاس سے بھی بھاگ گیا اور کوہستان قبیلۂ طے مین اپنے عشائر و اقارب کے درمیان پھرتا اور اوقات بسر کرتا تھا جبتک کہ داعی اجل کو لبیک اجابت کہا **منقول** ہے کہ معاویہ نے نعمان بن بشیر و مسلمہ بن خویلد انصاری کو بلایا اور بجز ان دو شخصون کے انصار سے کوئی اُسکے ساتھ نہ تھا۔ اور کہا تمکو معلوم ہے کہ قبیلۂ اوس و خزرج سے مجھکو کیسی اذیتین پہنچین انہون نے اپنی تلوارسے اہل شام کے ساتھ وہ جنگ کئے کہ بڑے بڑے بہادر اُنکے سامنے نہ ٹھیر سکے جس مقتول کا حال دریافت کرتا ہون کہتے ہین کہ انصار کے ہاتھ سے قتل ہوا اب مین اُنکے مقابلہ کے لئے اُسیقدر آدمی قریش سے مقرر کرونگا کہ تمر و طفیشل کے کھانیوالے ہونگے۔ قسم بخدا کہ انصار نیکوکار تھے مگر اُنہون نے اپنی نیکی کو فاسد و ضائع کیا نعمان کو یہہ سنکر غیظ آیا کہا اے معاویہ انصار کو کثرت حسب پر ملامت نہ کر تحقیق کہ ایام جاہلیت مین بھی اُنکا یہی حال تھا اور صدر اسلام مین حضرت رسولِ خدا کی حمایت مین نوسے اُنکے جنگ مشاہدہ کئے ہین۔ اور اگر تو قریش کو بقدر اُنکے مقابلہ کے لئے بھیجیگا تو وہ اُنکے لئے کافی ہین اور تمر فی الحقیقت ہم لوگ کھاتے تھے مگر تم نے اُسکا مزہ چکھا اور ہمارے شریک ہوگئے لیکن طفیشل دراصل یہودیون کی غذا تھی ہم نے اُسکو کھایا تو ہم اس سے مشہور ہوئے جیسا کہ قریش سخینہ[1] کے نام سے مشہور ہین ایسا ہی کچھہ مسلمہ بن مخلد نے جواب دیا یہہ خبر جماعت انصار صحاب حضرت حیدرِ کرار کو پہنچی تو قیس بن سعد عبادہ نے سب کو جمع کیا اور خطاب کیا کہ تم نے معاویہ کا کلام سُنا اور جو تمہارے بھائیون نے اُسے جواب دیا اُنکو معلوم ہوا قسم بخدا کہ تم نے معاویہ کو آج ہی غضبناک نہین کیا بلکہ ہمیشہ سے کرتے رہے ہو اور اسلام ہی مین جنگ نہین کیا جبکہ وہ کافر تھا تب بھی اُس سے لڑاکئے ہو۔ اب اُسکے نزدیک تمہارا عظیم گناہ یہہ ہے کہ تم امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کی نصرت کرتے ہو پس آج وہ کوشش کرو کہ گزشتہ کوششین اُسکے آگے گرد ہوجائین اور کل وہ جد و جہد عمل مین لاؤ کہ آج کے کارنامے بھول جائین تم فضلِ خدا سے اُس علم کے ساتھ ہو جسکے داہنے جبرئیلؑ و بائین میکائیلؑ جنگ کرتے تھے درانحالیکہ یہہ لوگ ابوجہل و احزاب کے نشانون کے سایہ مین ہوتے تھے۔ لیکن تمر ما پس ہم نے اُنکو نہین لگایا بلکہ اُسکے لگانیوالون پر غالب آئے اور طفیشل اگر ہماری خورش ہوتی تو ہم بھی اس نام سے ایسے ہی مشہور ہوتے جیسے کہ قریش سخینہ کے نام سے۔ پس گھوڑون کو جولان کیا اور لشکر شام مین در آئے راوی کہتا ہے کہ اثنا رزد و خورد مین قیس نے ایک شخص کو قتل کیا جو بالکل معاویہ کے مشابہ تھا۔ بعد مین معلوم ہوا کہ وہ معاویہ

[1] طفیشل بروزن سمیدع ایک قسم کا شوربا ہے اور سخینہ بروزن سفینہ طعام گرم یا طعام جسکو روغن و آرد یا آرد و خرما سے ترتیب دین وہ حسب کتب لغات قاموس و صراح و منتہی الارب مطبوعہ رقیق ہوتا ہے چونکہ قریش کثرت سے کھاتے تھے لہذا اُنکو سخینہ طنزاً کہتے تھے ۱۲

نہ تھا۔ پھر دوبارہ حملہ آور ہوئے اُسوقت نعمان بن بشیر دونو لشکر کے درمیان آیا اور قیس سے کہنے لگا کہ جو دوسرون کو اس امر کی طرف دعوت کرے جسمین خود
شامل ہونا انصاف نہین گروہ انصار سے پہلے تو یہہ غلطی ہوئی کہ انہون نے بروز دار عثمان کی مدد نہ کی پھر جنگ جمل مین اُسکے خون کے طلبگارون کو انہون نے
قتل کیا اب صفین مین فوج کشی کی ہے عثمان کو مخذول کیا تھا تو چاہئے تہا کہ علی کی بھی حمایت نہ کرتے۔ مگر تم لوگون نے حق پر باطل کو اختیار کیا اب بھی
قناعت نہین کرتے کہ لشکر مین عام لوگون کی طرح رہو فخر و فوقیت کے خواہان ہو میدان مین نکلتے اور مبارز طلب کرتے ہو اور ہر شدت و مصیبت مین علی کو
وعدہ نصرت دیتے ہو۔ قیس یہہ باتین سنکر ہنسے اور کہا اے نعمان بخدا قسم کہ تو نے انصاف نہ کیا تو جو عثمان کا ذکر کرتا ہے اگر ابتک اُسکے حال سے اچھی طرح
واقف نہین تو اب سُن کہ مسلمانون نے جمع ہو کر اُسے قتل کیا اور اصحاب کبار رسول مختار اُسکی نصرت سے باز رہے اور اہل جمل کی ساتھ بسبب عہد شکنی اور نکث
بیعت یہہ جنگ کیا رہا معاویہ سو اگر تمام عرب بھی اُسپر متفق ہو جائے تب بھی انصار متفق نہونگے ہماری جنگ آج اُس سے ویسی ہی ہے جیسے کل حضرت رسول خدا
کے ساتھ ہو کر کرتے تھے تلوارین اپنے مونہہ پر لیتے اور برچھیان سینون پر برداشت کرتے تھے تا اینکہ حق ظاہر و آشکار ہوا ہر چند وہ کراہت کرتے تھے اے نعمان معاویہ
کے ساتھ بجز طلقا و اعراب چند اہل یمن کے جو اُسکے فریب مین آگئے اور بھی کوئی ہے دیکھ کہ مہاجرین و انصار و تابعین بالاحسان کس جانب ہین انصار
سے فقط تو اور تیرا رفیق مسلمہ اُس طرف ہو حالانکہ نہ تم بدری ہو نہ اُحدی نہ بیعت عقبہ مین شریک تھے نہ اسلام مین کوئی سابقہ رکھتے ہو نہ کوئی آیہ قرآنی تمہارے
حق مین نازل ہوئی ہے۔ کہتے ہین کہ لشکر کوفہ مین ایک مبارز بے مثل و نظیر عکبر بن جدیر اسدی تھا و نیز لشکر شام مین ایک مرد لاثانی عوف بن مجزاۃ مرادی
تھا اثناء جنگ مین مرادی نے باہر آکر مبارز چاہا عکبر اُسکے مقابل آیا قدرے نیزون سے لڑتے رہے آخر عکبر نے عوف کو قتل کیا معاویہ مع چند کس قریش
وغیرہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا اسکا نظارہ کرتا تھا۔ عکبر معاویہ کو علیحدہ پاکر کہنے لگے کہ شاید اُس پر دست قدرت پائے اُس طرف چلا قریب پہنچکر چند سوار کو
اُسکے صاحب گرا یا۔ مگر اور آدمی با شمشیر و سنان اُسکے درمیان حائل ہو گئے لاجرم عکبر پلٹا لیکن پکار کر کہا اے معاویہ مین عکبر اسدی ہون تو آج میرے
ہاتھ سے بچ گیا۔ حاضر خدمت امیر المومنین ہوا تو آپنے فرمایا جس طرح آپکے ہلاکت مین خون ... اس دوڑ دھوپ سے مدعا کیا تھا عرض کی چاہتا تھا
کہ معاویہ کو قتل کرون مگر بچ گیا شامیون پر عوف مرادی کا قتل ہونا اسلئے شاق گزرا اور معاویہ نے عکبر کا خون ہدر کیا عکبر نے کہا يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ يَدِ
مُعَاوِيَةَ خدا کہ معاویہ سے توانا تر ہے مومنین کا حافظ و نگہبان ہے۔ بالجملہ حضرت امیر المومنین کو قیس کی وہ باتین پہنچین تو اپنے پاس بلایا اور مدح کی
اور حمایت انصار پر انکو مسرور کی بخشی۔ راوی کہتا ہے کہ طلائع شام و عراق ہر دو میان مین باہم ملاقات کرتے اور اشعار پڑھتے اور بایکدگر فخر کرتے اور طلب
امان باہم بات چیت کرتے تھے **تاریخ اعثم کوفی** مین ہے کہ ایک روز صفین رستہ ہو چین اور لشکر نہایا جنگ ہوئے تو معاویہ نے نشانون کی طرف
غور دیکھا اسکو قبیلہ قضاعہ کا نشان نظر آیا ایک غلام کو نعمان بن جبلہ قضاعی کے پاس کہ سردار قبیلہ تھا بھیجکر پیغام دیا کہ تو اور تیرا قبیلہ اسوقت تک
میدان مین نہین آئے کسلئے جنگ مین سستی و کاہلی کرتا ہے اور مجھکو اس بات پر لاتا ہے کہ تجھکو ریاست قوم سے معزول کرکے بجائے تیرے دوسرے کو
کہ مخلص تر و بے عیب تر ہو مقرر کرون اس عرصہ مین وہ لوگ فوج فوج آکر اپنے محل و مقام مین ایستادہ ہو گئے معاویہ نے دور سے دیکھا کہ نعمان بن
جبلہ غضبناک اُسکی طرف آرہا ہے کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ لِسَانِ هٰذَا الْمُقْبِلِ پروردگارا مین تیری طرف پناہ لیجاتا ہون شرارت

طلیعۃ الجیش طلایہ لشکر یعنی ہراول ... طلائع جمع ۱۲ منہ

زبان اس مقبل سے پس نعمان معاویہ کے قریب پہنچکر گھوڑے سے اُترا اور تلوار آگے رکھکر سر جھکا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر خاموش بیٹھا تھا کہ معاویہ نے کہا اے ابو المنذر تجھکو معلوم ہے کہ مجھکو کسی قوم پر اس قدر بھروسا و اعتبار نہیں جتنا قبیلۂ قضاعہ پر ہے تم لوگ شجاع ترین سپاہ و سردار میری افواج کے ہو آج تمام قبائل اپنے اپنے نشانون سے میدان میں آگئے الّا قبیلۂ قضاعہ کہ تمام سے پیچھے آیا اس توقف و تراخی کا سبب معلوم نہیں کہ کیا ہے نعمان نے کہا اگر کوئی ہمکو خوان ہائے پُر از نعمات گوناگون پر بلائے اور مجالس مشحون بانواع ثمار و ریاحین کی طرف دعوت کرے تب بھی ہر روز آنے میں تاخیر ہو چہ جائیکہ تو ہمیشہ مبارزان حجاز و عراق و پہلوانان کوفہ و بصرہ سے لڑنے کو بلاتا ہے جنکا سردار علی بن ابی طالب ہے یہہ کار جسیا تو نے سہل سمجھ رکھا ہے آسان نہیں اور میون کو فدائے خنجر و سنان کرنا اور شمشیر بران کے آگے سر جھکانا بغایت دشوار آخر اس عظیم الشان کام کے لئے کچھ ساز و سامان بھی درکار ہے یا یہہ کہ سب سلاح لگائے کمر بستہ منتظر حکم بیٹھے رہتے ہیں کہ آواز طبل و کوس سنتے ہی میدان میں آجائیں اور تو کہتا ہے کہ مجھے سرداری قضاعہ سے معزول کر کے بجائے میرے کسی دوسرے کو کہ مخلص تر و بے عیب تر ہو مقرر کرے خوب اندیشہ کیا ہے اور عوض میرا یہی ہے جو دیتا ہے اگر میں اپنے دین کو دنیا کی عوض فروخت کرتا اور علی ابن ابیطالب کو چھوڑکر تیری اطاعت اختیار کرتا تو ایسی باتیں کیون سنتا قصور میرا ہے کہ دیدۂ و دانستہ راہ راست سے منحرف ہوا ع گنہ از من آمد خطائے تو نیست تجھکو معلوم ہے کہ سب سے پیشتر میں نے تیری دعوت ضلالت کو قبول کیا اور اسوقت سے برابر تیرا رفیق و ہوا خواہ رہا ہون کوئی تقصیر مجھ سے صادر نہیں ہوئی کہ مستوجب اس خطاب عتاب کا ہون۔ معاویہ نے کہا اے ابو المنذر تو نے کبھی شفقت و نصیحت میں کوتاہی نہیں کی تقصیر سب ہماری طرف سے ہے اگر زندگی باقی ہے تو ہم تیری خدمات شائستہ کی مکافات بوجوہ احسن کرینگے۔ اس پیغام سے صرف یہہ غرض تھی کہ تم لوگ جلد آجاؤ اور تمہاری جگہہ میدان میں خالی نہ رہے لیکن تیرا یہہ کہنا کہ راہ راست سے میں نے انحراف کیا سو کونسا راستہ اس سے زیادہ درست ہوگا کہ خون خلیفۂ مظلوم کا جسے بے جرم و عصیان قتل کیا طلب کرے نعمان نے کہا کیسی باتیں کرتا ہے کیا بھول گیا کہ جب عثمان نے تجھ سے مدد چاہی تو نے اُسکی مدد نہ کی اور جنگ سے مدلے باوجود قوت و شوکت اُسکو نجات نہ دی اب اُسکے خون کا خواہان ہے تجھکو علی کے ہوتے کہ خلیفۂ وقت ہے کیا منصب ہے کہ اُسکا خون طلب کرے تیرا مدعا اس تمام جوش و خروش سے طمع ریاست و حکومت کے سوا کچھ نہیں خطا بزرگ مجھسے صادر ہوئی کہ وطن آوارہ ہوکر تیری خدمت میں آیا اور تیری خاطر پسر عم و وصی رسول خدا کے ساتھ جنگ کرتا ہون جو سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لایا اور ہجرت کی۔ اگر میں اُسکے پاس رہتا تو میرے دین و دنیا کے لئے ہزار درجہ اس سے بہتر تھا علی تجھ سے زیادہ میری عزت کرتا۔ معاویہ نے یہہ باتیں سنکر سر جھکا لیا اور کچھ نہ کہا۔ عمرو بن مرۃ جہنی و حارث بن نمیر جرمی کہ خواص معاویہ سے تھے اور نعمان کے ساتھ قرابت قریب رکھتے تھے اُٹھے اور نعمان کو تحسین و آفرین کر کے خاموش کیا پس نعمان ع ہانسے اُٹھا اور میدان کو جہان اُسکا علم برپا تھا چلا گیا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ دو دستے سوارون کے افواج امیر المومنین علیہ السلام سے جدا ہوئے ایک قبیلۂ مذحج مالک اشتر کے ساتھ تھا دوسرا قبیلۂ ہمدان سعید بن قیس کے تحت میں دونو معاویہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور جنگ شدید کر کے اُنکو پس پا کیا۔ بہت اشخاص لشکر شام سے قتل ہوئے تھے کہ قریب تھا کہ تمام لشکر راہ فرار اختیار کرے معاویہ نے کسیکو نعمان قضاعی کے پاس بھیجا کہ اے ابو المنذر ہماری امداد کو پہنچ کہ وقت ہے نوبت بجان و کارد باستخوان پہنچی ہے نعمان نے قاصد سے کہا کہ معاویہ سے کہہ کہ اس جنگ کے لئے اُسکو بلا جو بے عیب تر و ناصح تر ہو معاویہ نے عمرو بن مرہ جہنی و حارث بن عمر جرمی سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ نعمان مجھکو ایسے وقت میں کیا جواب دیتا ہے تم اُسکے پاس جاؤ اور ملامت کرو اور وعدہ ہائے خوب میری طرف سے اُسکو دو کہ اس آفت سے نجات ملے بتحقیق کہ اُسکے سوا کسیکو اس گروہ سے یارائے مقاومت و مقابلت نہیں عمرو بن

مرہ نے کہا اے معاویہ امن و آرام مین تو ہمکو یاد نہین کرتا جس وقت کوئی مہم پیش آتی ہے اور دشوار کار تجھ پر وارد ہوتا ہے ہم سے ملتجی ہوتا ہے معاویہ نے کہا ان باتون کا یہہ موقع نہین پہلے اس بلا کو میرے سر سے دفع کرو پھر جو چاہنا سو کہنا پس دونو نعمان کے پاس آئے اور اسکو نصیحت کی اور بنرم و گرم باتون سے اسکا دل ہاتھ مین لائے کہ جو کچھہ تجھکو کہنا تھا وہ ہر وکہہ چکا اور دل کا غبار نکال لیا اب انکی رضامندی کا خیال چاہئے کہ ہمکو اسکے بغیر چارہ نہین علاوہ برین جبکہ ہم ایک کام کو شروع کر چکے تو بلا تمام کئے اسکو چھوڑنا عیب شمار ہے القصہ نعمان مع بنی قضاعہ میدان مین آیا اشتر و سعید بن قیس نے جب دیکھا کہ بنی قضاعہ انکی طرف متوجہ ہین گرم تر ہوئے اور آتش جنگ فیما بین دشمن ہوئی طرفین نے نام و نمود کے لئے سخت کوششین کین اور لڑائی شام تک ہوتی رہی انجام کار نعمان قتل ہوا راوی کہتا ہے کہ اس روز طرفین سے کسیکی نماز نہ ہوئی رات ہوئی تو ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور بنا برین قضا کین معاویہ مصلحۃً نعمان کے مارے جانے سے رنج و افسوس کا اظہار کرتا تھا مگر باطن مین اسپر خوش تھا کیونکہ نعمان امیرالمومنین کے ساتھ محبت رکھتا تھا **جنگ عباس بن ربیعہ** ابو الاعز تیمی سے روایت ہے کہ مین ہنگامہ کارزار مین دیکھا تھا کہ عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہتھیار بدن پر لگائے ہاتھ مین تلوار اسپ سیاہ پر سوار میدان مین جولان کر رہا ہے آنکھین بیرخود سے مثل بار افعی چمکتی ہین اتنے مین ایک مرد شامی نے جسکا نام عرار بن ادہم تھا آواز دی کہ اے عباس لڑائی نظر ہے تو مجھ سے ہم نبرد ہو عباس نے کہا مضائقہ نہین مگر اس شرط سے کہ گھوڑون سے اترلین کیونکہ مجال فرار مین کمتر ہے عرار نے قبول کیا اور دونو پیادہ ہوکر تلوار سے جنگ کرنے لگے زرہین دونو طرف مضبوط تھین چوٹین لگتی تھین مگر کارگر نہوتی تھین عرصہ دراز مین گزر گیا دونو لشکر اپنا کار و بار موقوف کرکے انکا نظارہ کر رہے تھے کہ یکایک عباس نے ایک رخنہ حریف کی زرہ مین دیکھ کر ایک ضرب اسجگہ لگائی کہ عرار اسکے صدمہ سے مونہہ کے بل گرا اور اسکا کام آخر ہو گیا صدائے تکبیر لشکر امیرالمومنین سے بلند ہوئی کہ زمین و زبان گونج گئے راوی کہتا ہے کہ امیرالمومنین میرے پیچھے سے تشریف لارہے تھے قریب پہنچکر پوچھا یہہ بہادر کون ہے مینے عرض کی آپکا برادرزادہ عباس بن ربیعہ حضرت نے اسکو بلا کر بعتاب خطاب کیا کہ مینے تجھکو حسنینؑ و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عباس کے ساتھ منع نہین کیا کہ اپنے مقام سے بلا اور مرکز کو نہ چھوڑو پھر کسلئے تونے میرے حکم کے خلاف کیا عباس نے کہا یا امیرالمومنین جب دشمن لڑنے کو طلب کرے تو کیا کیا جائے نہ جاؤن تو بزدلی ہے حضرت نے فرمایا اپنے امام کا حکم ماننا دشمن کی بات ماننے سے زیادہ لازم ہے تحقیق کہ معاویہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم سے ایک متنفس نہ رہے الا اسکا سینہ نوک سنان سے شگفتہ ہو اور قصد اسکا اطفاء نور خدا ہے وَیَأْبَی اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ؁ قسم بخدا کہ ہمارے رجال انکو قتل کرین گے اور لباس ذُل و ہوان انکو پہنائین گے اگر آئندہ ایسا قضیہ پیش آئے تو مجھکو خبر کر پھر فرمایا بار الہا عباس کی سعی مشکور کر اور اسکا گناہ عفو فرما پروردگارا مینے اسکو بخشدیا تو بھی بخشدے یہہ حال معاویہ کو معلوم ہوا تو بہت دلگیر ہوا اور کہا جو عرار کے بدلے عباس کو قتل کرے مین اسکو مال دنیا سے بے نیاز کردونگا دو مرد قبیلہ لخم سے بطمع مال لشکر سے نکلے اور عباس کے پاس آکر طالب نبرد ہوئے عباس نے کہا مین بے اجازت اپنے آقا اور امیر کے نہین لڑسکتا اور خدمت مبارک مین آکر کیفیت بیان کی حضرت نے کہا اپنا اسپ و سلاح مجھکو دے اور میرا گھوڑا لے پس سلاح و لباس عباس سے مزین ہوئے اور انکے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین تشریف لائے دونو لخمی کہ منتظر عباس کھڑے تھے آپکو دیکھکر بگمان عباس بولے تیرے امیر نے تجھکو اجازت دی حضرت امیر نے بجائے اسکے کہ نعم کہین فرمایا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ پس ہر ایک کو اسکی ایک ایک ضرب مین قتل کیا اور اپنے مقام کو مراجعت فرمائی معاویہ بہت پشیمان ہوا اور کہا لجاج و اصرار کسی امر مین شایان نہین جہان لجاج کیا ہے مخذول ہوا ہون عمرو عاص پاس موجود تھا بولا مخذول بیچارے لخمی ہوئے نہ کہ آپ معاویہ نے کہا خاموش کہ یہ تیرے بولنے کا موقع نہین عمرو عاص نے کہا اچھا تو خدا کرے کہ ہونگا کہ حق تعالی ان دونو بیچارے لخمیون کو بخش دے خیر جانتا ہون کہ وہ بخشے نہ جائین گے معاویہ نے کہا اگر کیفیت یہہ ہے تو وائے برحال تو۔ ابن عاص نے کہا یہہ درست ہے

اگر وعدۂ حکومت مصر درمیان نہ ہوتا تو میں کبھی یہ راہ اختیار نہ کرتا۔ معاویہ نے کہا درحقیقت طمع حکومت مصر نے تیرے دیدۂ بصیرت کو کور کر دیا ہے **مصنف** روضۃ الصفا
بعد نقل اس روایت کے کہتا ہے کہ معاویہ کو شکر کرنا چاہئے تھا کہ اسکی چشم بصیرت کور نہ تھی اور وہ حرص دنیا و طمع سلطنت و حکومت مطلقاً نہ رکھتا تھا بیچارہ ایک سیدھا سادہ
آدمی تھا کہ حیلہ حوالہ بالکل نہ جانتا تھا **مجلسی** علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں ایک شخص مسمی ابو نوح حمیری سے روایت کی ہے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ ابو نوح کہتا ہے
میں لشکر علی امیر المومنین میں تھا کہ ذو الکلاع حمیری میرے پاس آیا اور کہا مجھکو ایک حدیث کی تصدیق منظور ہے جو عمرو بن عاص نے عمر خطاب کے عہد میں روایت
کی تھی میں نے کہا وہ کیا حدیث ہے کہا اس نے حضرت رسول خدا سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اہل عراق و اہل شام باہم جنگ کریں گے و درآنحالیکہ حق و امام ہادی اس طرف
ہوگا جدھر عمار یاسر ہوگا۔ اور بیشتر عمار کو فئہ باغیہ قتل کرے گا۔ اور عمار حق سے مفارقت نہ کرے گا اور آگ اسکے بدن کے کسی جزو کو نہ جلا سکیگی میں نے کہا قسم بخدا کہ عمار ہماری
طرف ہیں اور تمہاری قتال میں بہت جد و جہد رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور اہل شام باطل پر اور ہمارے مقتول بہشتی ہیں اور انکے جہنمی گو وہ ہمکو مارتے
مارتے نخلستان ہجر تک پہنچا دیں ذو الکلاع نے کہا کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تو تھوڑی دیر کے لئے عمار کو لے آئے ادھر سے میں عمرو عاص کو لاؤں ان دونوں کو ایک مقام پر جمع
کریں شاید کہ ان دو عظیم گروہ میں کوئی صورت صلح کی نکل آئے ابو نوح کہتا ہے میں نے قبول کیا اور عمار کے پاس آکر ماجرائے گزشتہ بیان کیا بالجملہ ادھر سے عمار مع اپنے اصحاب
عبد اللہ بن عباس مالک اشتر ہاشم بن عتبہ حارثہ بن مثنی وغیرہ کے چلے ادھر سے عمرو عاص اپنے بیٹوں اور عتبہ بن ابو سفیان ابو الاعور سلمی حوشب ذی ظلیم ولید بن عقبہ
ابی معیط کے ساتھ آیا باہم کر ملاقات ہوئی تو عمرو عاص نے کہا اے ابو الیقظان تجھکو قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ اس نزاع و فساد کو رفع کر کہ عرب قتل ہوا جاتا ہے معلوم
نہیں کہ تم ہمارے ساتھ کس بات پر لڑتے ہو کیا ہم تمہارے رسول کو نہیں مانتے یا تمہارے قبلہ کیطرف نماز نہیں پڑھتے یا تمہاری کتاب کی تلاوت نہیں کرتے عمار نے کہا
الحمد للہ کہ تو نے اقرار کیا کہ رسول و قبلہ و قرآن ہمارا ہے تیرا اور تیرے اصحاب کا نہیں اب تو سن کہ ہم کس بات پر تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں واضح ہو کہ حضرت رسول خدا نے
مجھکو ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ کرنے کا امر کیا ہے سو پہلے گروہ سے میں لڑ چکا ہوں دوسرے قاسطین تو اور تیرے اصحاب ہیں رہے مارقین سو مجھکو امید
نہیں کہ اس وقت تک زندہ رہوں اے پسر عاص تو نہیں جانتا کہ حضرت رسول خدا نے علی کے حق میں فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ
وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ پس بموجب اس حدیث کے ہم دوستان و موالیان خدا ہیں نہ کہ تم۔ عمرو نے کہا قتل عثمان میں تم کیا کہتے ہو۔ عمار نے کہا
فَتَحَ لَكُمْ بَابَ كُلِّ سُوْءٍ یعنی اس قتل نے تم پر بدی کا دروازہ کھولدیا۔ عمرو نے کہا علی نے اسے قتل کیا یا نہیں عمار نے کہا علی علیہ السلام نے اسکو قتل نہیں کیا لیکن
خدا نے قتل کیا اور علی خدا کے ساتھ تھے۔ عمرو نے کہا تو بھی اسکے قاتلوں میں تھا۔ عمار نے کہا میں نہیں شریک تھا اور اب انکے ساتھ ہو کر جنگ کرتا ہوں عمرو عاص نے
کہا کیوں تم نے اسے قتل کیا کہا اس نے ہمارے دین میں تغیر ڈالنا چاہا ہمنے اسے قتل کیا عمرو عاص نے اپنے ہمراہیوں سے کہا اَلَا تَسْمَعُوْنَ قَدْ اَقَرَّ
بِقَتْلِ اِمَامِكُمْ یعنی سنتے ہو کہ اس شخص نے تمہارے امام کے قتل کرنے کا اقرار کیا۔ عمار نے کہا تجھ سے پیشتر فرعون نے بھی اپنے ندیموں سے اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ
کہا تھا پس اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور چلے گئے معاویہ نے یہہ سنا تو کہا اس عبد سود یعنی عمار نے عرب کو ہلاک کیا **تاریخ اعثم کوفی** میں ہے کہ معاویہ
کے لشکر میں حصین بن مالک حمیری و حارث بن عوف سکسکی دو مرد دل سے دوست و خیر خواہ امیر المومنین تھے اور ہمیشہ جویائے حال خیر مآل آنحضرت کے رہتے تھے
ایک روز حارث نے حصین کو خبر دی کہ آج عمرو عاص و عمار یاسر ایک مقام پر مجتمع ہو کر علی و معاویہ کے بارے میں بحث و مناظرہ کریں گے پس لازم ہے کہ ہم
اس مجلس میں حاضر ہوں اور گفتگو سنیں پس دونوں اس مقام پر آئے جہاں یہہ لوگ جمع تھے جب کلام عمار کہ امتیاز حق و باطل میں خطاب فاصل تھا اتمام

کیا اور عمرو عاص کو دیکھا کہ مثل خر درگل عاجز و حیران رہ گیا حارث نے حصین سے کہا دیکھا تو نے کہ ابن عباس کس طرح بیچارہ رہا اب ہم اس بات سے کس طرح چھوٹیں تحقیق
کہیں آپکو جنت و دوزخ کے درمیان متردد پاتا ہوں امیر المومنین کی خدمت اختیار کرتا ہوں تو خوف ہے کہ یہہ لوگ طعن و تشنیع کریں گے معاویہ کے ساتھ رہوں تو
یقینا ہمیشہ کا جہنم آئین ہے بہتر ہے کہ یہاں سے نکل جاؤں اور اس جنگ و جوش سے کنارہ کش ہوں حصین نے کہا کیا خوب رائے تیری ہے میرا بھی یہی خیال
ہے پس دونو لشکر شام سے نکلے اور ایک حمص دوسرا مصر کو چلا گیا - اودھر عمرو عاص اپنے مقام پر واپس گیا تو ایک گروہ اصحاب معاویہ کا اسکے پاس داخل
ہوا اور کہا اے عمرو تو نے ہم سے نہیں کہا کہ پیغمبر خدا نے عمار کے حق میں کہا یَدُوْرُ الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُمَا دَارَ (کہ حق عمار کے ساتھ گردش کرتا ہے جس
طرف کہ وہ گردش کرے کہا ہاں میں نے یہہ کہا ہے اور یہہ کلام زبان حقائق ترجمان آنحضرت سے سنا ہے لیکن تم کس واسطے متردد ہو کیا عمار کو ہم سے جدا جانتے ہو مگر
نہیں دیکھا تم نے کہ عمار ہمارے پاس آیا میں وہ ہم سے ہے اور ہم اس سے ذوالکلاع نے یہہ گفتگو عمرو کی دیکھی تو طیش میں آیا کہا اے عمرو خدا سے ڈر اور اس بیہودہ
سرائی و ہرزہ درائی سے باز آ تو اسکو عمار کا آنا کہتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے حالانکہ اس نے تجھکو شمشیر زبان سے خستہ و زخمی کیا اور تو اسکے جواب میں عاجز و گنگ
رہا کاش وہ نہ آتا اور ہمکو اسقدر ذلیل و خوار نہ کرتا - عبداللہ بن عمر عبسی کو کہ عباد و زہاد شام سے شمار ہوتا تھا اور شجاعت و قوت میں شہرۂ آفاق تھا حال ملاقات
عمرو و عمار معلوم ہوا تو یقین ہوا کہ معاویہ نے براہ کفر و عصیان علی مرتضیٰ پر خروج کیا ہے لاجرم تاریکی شب میں لشکر معاویہ سے نکلکر خدمت امیر المومنین
میں حاضر ہوا صبح کو معاویہ کو حال معلوم ہوا تو عمرو عاص پر بہت خفا ہوا کہ تو خلقت کو مجھ پر تباہ کرتا ہے کیا ضرورت تھی کہ یہہ احادیث عوام کے سامنے بیان
کرے کیا تمام احادیث پیغمبر سنی ہیں ضرور ہے کہ سب کے سامنے بیان کیا میں - عمرو نے کہا میں نے ایک کلمہ عمار کے حق میں رسول اللہ سے سنا تھا اسکو بیان
کیا جس وقت اسکو بیان کیا تھا نہ تیرا لشکر تھا نہ علی کا نہ اس جنگ و جدل کی کچھ اصل و بنیاد تھی - مجھکو کیا معلوم تھا کہ تیرے اور علی کے باہم لڑائی ہوگی اور عمار
علی کی طرف سے ہوگا معاویہ خاموش ہو گیا - اور نیز تاریخ اعثم کوفی میں ہے کہ معاویہ نے ایک روز عقیل بن مالک عبسی کو کہ بزرگان شام و شجاعان با ننگ و نام سے
تھا طلب کیا - یہہ عقیل باوجود جرأت و جلادت مصروف عبادت و مشغول صوم و صلوٰۃ رہتا تھا حاضر ہوا تو کہا کہ تو کس لئے علی اور اسکے اصحاب کے ساتھ جنگ نہیں کرتا
حالانکہ شام میں تجھ سے زیادہ دلیر و دلاور دوسرا نہیں ہے عقیل نے کہا میرا ارادہ تھا کہ اس جنگ میں جد و جہد بجا لاؤں - مگر جس روز سے عمرو عاص عمار یاسر و
ذوالکلاع و ابو نوح سے باہم گفتگو ہوئی شک و شبہہ مجھکو عارض ہوا اب میں کبھی انکے ساتھ نہ لڑونگا - کسواسطے کہ جہانتک سمجھتا ہوں علی کو حق پر پاتا ہوں معاویہ
یہہ سنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور عقیل کیطرف سے اسکے دل میں کینہ پیدا ہوا آخر یہ قصہ پاکر حکم دیا کہ تابعین معاویہ نے اس سعادتمند کو شہید کر ڈالا اور اسکا خون اپنے سر لیا
القصہ آسیا حرب گردان تھی کہ ایک مرد ہمام بن قبیصہ نمیری نام کہ امیر المومنین سے عداوت تمام رکھتا تھا میدان میں آیا اور مبارز چاہا عدی بن حاتم
اسکے مقابل ہوا اس ملعون نے زبان کو سب و شتم امیر المومنین میں دراز کیا - عدی نے کہا برا کہنا اور گالیاں دینا شیوہ عاجزوں اور بوڑھی عورتوں کا ہے
مرد میدان زبان خنجر و سنان سے بات کرتے ہیں یہہ کہکر نیزہ لیا اور اسپر حملہ کیا مدت تک نیزوں کے ساتھ جنگ ہوتی رہی آخر عدی نے ایک برچھی ایسی سینہ پر لگائی
کہ پشت سے پار نکل گئی اور نمیری گھوڑے سے گر کر فی النار ہوا عدی نے گھوڑے کو میدان میں جولان کیا اور اشعار پڑھتے پھر اپنے مقام پر واپس آیا - معاویہ اس
ہمام سے بہت دلتنگ ہوا اور کہا اگر عدی پر دست قدرت ہوئی تو اسکو سزا دہی دونگا - اسمیں اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب امیر المومنین علی عز شہادت پر فائز
ہوئے اور خلافت معاویہ کو ملی تو ایک روز عدی کسی ضرورت کیلئے معاویہ کے پاس گیا اسوقت اسکی مجلس میں عمرو عاص اور ایک مرد دوسرا بنی الوحید

حاضر تھا۔ عدی نے سلام کیا۔ حاضرین نے جواب سلام دیا۔ معاویہ نے کہا اے ابوطریف اب بھی دوستی علیؑ سے تیرے دل میں کچھ باقی ہے۔ عدی نے کہا میرے دل میں سوائے حب علیؑ دوسری شے نہیں معاویہ نے کہا میں سمجھتا تھا زمانہ دراز ہوا اور وقت بدل گیا اب محبت علیؑ تیرے دل سے محو ہوگئی ہوگی۔ عدی نے کہا معاذاللہ میں ہر لحظہ و ہر آن محبت اُس جناب کی اپنے دل میں زیادہ پاتا ہوں اور تیری عداوت بھی اے معاویہ میرے دل میں اسی قرار پر ہے کہ تجھکو معلوم ہے معاویہ ہنسنے لگا۔ اور کہا اے عدی قبیلہ طے عجب عادت رکھتے تھے کہ زاد و راحلہ حاجیوں کا چرا لیتے اور حرمت خانہ کعبہ کا پاس و لحاظ نہ کرتے تھے عدی نے کہا واقعی ایام جاہلیت میں اُنکی یہی کیفیت تھی مگر جب سے مشرف باسلام ہوئے ہیں کوئی اس قبیلہ کے برابر حجاج کی رعایت کرنے والا اور حرمت خانہ کعبہ کا نگاہ رکھنے والا نہیں۔ معاویہ نے کہا بہت بُری حالت تھی تمہاری کہ بہترین طعام تمہارا بلغ تھا۔ عدی نے کہا میں نے تجھکو اور تیری قوم کو دیکھا ہے کہ مُردار خوار تھے۔ عمرو عاص اور مروان و ولید ہی نے کہا اے امیر عدی کو زیادہ ایذا نہ دو کہ وہ خود دل گرفتہ خاطر ہے پس عدی وہاں سے اُٹھا اور رنجیدہ دل روانہ ہوا لیکن معاویہ نے کچھ مدت کے بعد اُسکی حاجت روا کی اور کچھ مال جائزہ اُسکے پاس بھیجا **قتل عُبید اللہ بن عمر خطاب** منقول ہے کہ ایک روز عُبید اللہ میدان جنگ میں امام حسن علیہ السلام سے ملا اور کہا اے حسنؑ میں تمکو نصیحت کرتا ہوں قبول کرو تو اس اُمت پر بڑا احسان کرو یہ سارے فتنے جھگڑے رفع ہو جائیں تمہارے باپ علیؑ ابن ابیطالبؑ کے ہاتھ سے جو صدمے عرب کو پہنچے تمکو معلوم ہیں اُنکی تیغ براں سے ایک عالم خستہ و نالان ہے وہ معاملے کسیکو نہیں بھولے مزید براں اب لوگ قاتل عثمان بھی اُنکو جانتے ہیں پس اس صورت میں دشوار ہے کہ امر خلافت اُن پر درست آئے اور اُمت دل سے اُنکی اطاعت کرے تم اس طرف چلے آؤ تو ہم سب تمہارے ساتھ بیعت کرکے تمکو خلیفہ بنائیں چونکہ تم فرزند رسولِ خدا ہو عرب کوئی بھی تمہارے مقدمہ میں اختلاف نہ کرے گا یہ آتش فتنہ و فساد جو اسوقت مشتعل ہے دب جائیگی امام عالیمقام نے فرمایا اے پسر عمر کیسی باتیں بناتا ہے چاہتا ہے کہ میں دین اسلام سے نکل جاؤں اور وصی رسولؐ و خلیفہ برحق کی خلاف میں کفر اپنے لئے اختیار کروں تحقیق کہ ابلیس لعین نے تجھکو اغوا کیا ہے کہ معاویہ کے فریب میں آگیا۔ اور اسکی اور اسکے خاندان کی دشمنی رسولِ خداؐ کے ساتھ تجھکو بھول گئی کہ بمقابلہ امیر المومنین نفس رسول رب العالمین اُسکی حمایت کرتا ہے دور ہو میرے سامنے سے کہ بہت روز نہ گذریں گے کہ تو اپنے خون میں رنگین ہوگا۔ اور زمین تیرا مسکن و ماویٰ ہوگی۔ عبداللہ ہنسنے لگا۔ اور معاویہ کے پاس جاکر کہا کہ میں نے چند باتیں کہیں تھیں کہ حسنؑ کو فریب دوں اور اسکے باپ سے علیحدہ کرکے اُسے یہاں لے آؤں۔ معاویہ نے کہا اے عبید اللہ حسنؑ پسر علیؑ بن ابیطالبؑ ہے وہ تجھ جیسوں کے فریب میں کب آتا ہے۔ **راوی** کہتا ہے کہ اس گفتگو کے بعد ایک روز بھی نہ گذرا تھا کہ عبید اللہ مذکور قتل ہوا اور قول امام حسنؑ راست آیا۔ نقل ہے کہ عبید اللہ کے ساتھ بروز قتل قاریان لشکر شام سے چار ہزار آدمی تھے اور ذوالکلاع حمیری مع قبیلہ حمیر کے اُسکی مدد پر تھا اس مجموعہ نے قبیلہ ربیعہ کیطرف کہ میمنہ لشکر عراق تھا رُخ کیا عُبید اللہ سب کے آگے آگے روان تھا۔ اور کہتا تھا اے اہل شام یہی قبیلہ ربیعہ قاتل عثمان و ناصر علیؑ ابن ابیطالبؑ ہے اگر تم نے اُنکو پچھاڑ لیا تو جاننا کہ قتل عثمان کا بدلا لے لیا پس نہایت شدت سے حملہ کیا قبیلہ ربیعہ نے بھی داد مردی و مردانگی دی اور خوب سینہ سپر ہوکر لڑے طرفین سے بہت سے مرد کام آئے پھر تو سو جوان سروں پر خود دھرے کثرت سلاح سے غرق دریائے آہن دونو صفوں سے جدا ہوئے اور باہم جنگ کرنے لگے لڑتے لڑتے تمام نیست و نابود ہوگئے ایک تنفس بھی اُن میں سے جان بر نہ ہوا نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ میدان صفین میں ایک ٹیلہ تھا لوگ اثنائے جنگ میں سروں کو کاٹ کر اس ٹیلہ پر پھینک دیتے تھے چنانچہ کثرت سرہائے کشتگان سے وہ ٹیلہ تل الجماجم کے نام سے مشہور ہوگیا تھا بالجملہ زیاد بن حفصہ رئیس ربیعہ نے قبیلہ عبدالقیس سے مدد طلب کی اور عبید اللہ کے صحاب پر حملہ آور ہوا سخت

خونریز لڑائی ہوئی اور عبیداللہ اور ذوالکلاع دونوں مارے گئے نصر کہتا ہے کہ اگلے روز حضرت امام حسن مع اپنے اصحاب کے اُس طرف سے گزرے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک
شخص ایک لاش کے پاس بیٹھا ہے اور اپنی سنان اُسکی آنکھ میں گاڑی ہے اور اپنا گھوڑا اُسکے پیر سے باندھ رکھا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا تحقیق کرو کہ یہہ کیا ماجرا ہے جو دریافت
ہوا کہ وہ مرد قبیلہ ہمدان سے ہے اور لاشہ عبیداللہ بن عمر خطاب کا ہے شام کو اُس نے عبیداللہ کو قتل کیا رات بھر بیٹھا لاش کی نگہبانی کرتا رہا بنابریں قبیلہ ہمدان کہتا تھا
کہ ہم نے عبیداللہ کو قتل کیا لیکن دوسری روایت یہہ ہے کہ قبیلہ ربیعہ سے کسی نے اُسے مارا چنانچہ جب سال جماعت آیا تو معاویہ نے کوفہ میں عبیداللہ کی تلوار کی تلاش کی
تو وہ ربیعہ بصرہ سے ایک شخص محرز بن صحیح کے پاس سے برآمد ہوئی اور دُوسرا یہہ ہے اُسکی وہ روایت جو نصر بن مزاحم نے نقل کی ہے کہ جب زیاد بن خصفہ کے لشکر نکلنے
لگے تو ایک طناب کے لیے میخ نہ تھی عبیداللہ کی لاش ایک بہشت کو زمین پر برہنہ پڑی تھی کسیقدر وہ رسی اُسکے پیر میں باندھ دی۔ القصہ عبیداللہ کی دو بیویاں اُس
لڑائی میں ساتھ تھیں اور خاص کر اس روز اپنی شجاعت دکھانے کو وہ اُنکو معرکہ جنگ میں ہمراہ لایا تھا قتل کے بعد وہ عورتیں لاش عبیداللہ کی تلاش میں خیمہ زیاد تک
پہنچیں اور در خیمہ پر کھڑی ہوکر فریاد و واویلا کرنے لگیں زیاد یہہ سنکر باہر آیا کسی نے کہا یہہ بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ شیبانی تیری بنت عم ہے زیاد نے پوچھا اے برادر زادی
کس لیے روتی ہے کہا میرے شوہر کی لاش مجھکو دلوا دے کہا جہہ سے لیجا ایک خچر وہاں لائی اور لاشہ کو اُس پر بار کیا اُسکے ہاتھ پیر دونو لٹکتے جاتے تھے لیکن
ذوالکلاع پر اسکا حال نصر بن مزاحم نے اس طرح پر بیان کیا ہے کہ وہ مع قبیلہ حمیر کے مصروف جنگ تھا ابوشجاع حمیری نے کہ شیعیان امیرالمومنین سے
تھا پکار کر کہا اے قبیلہ حمیر خدا انکو ہلاک کرے تم ایسے اندھے ہو گئے ہو کہ معاویہ کو علی سے فضل سمجھتے ہو تمہاری سعی نامشکور ہے اور اے ذوالکلاع ہم تجھکو مرد بینا
خیال کرتے تھے یہہ کیا حال ہے ذوالکلاع نے کہا اے ابوشجاع معاویہ ہرگز علی سے فضل نہیں الا میں خون عثمان پر جنگ کرتا ہوں کہتے ہیں کہ ذوالکلاع اُسی
حملہ میں خندف بکری کے ہاتھ سے قتل ہوا جب خبر قتل ذوالکلاع لشکر شام میں شائع ہوئی تو اُسکے بیٹے نے کسی کو اشعث بن قیس کے پاس بھیجکر اپنے باپ کی لاش
طلب کی اشعث نے کہا یہہ سوال حیہ بن قیس ہمدانی سے کرنا چاہیئے کسلیے کہ مجھکو لاش کے دینے میں خوف ہے کہ امیرالمومنین کے نزدیک متہم ٹھیروں اُس نے سعید کے
پاس پیام بھیجا سعید نے کہا خود لشکر میں آکر تلاش کر لے اور جہاں ملے اُٹھا لیجا امیرالمومنین ان امور میں کسی سے تعرض نہیں کرتے پسر ذوالکلاع معسکر عراق میں
داخل ہوا اور میمنہ سے میسرہ تک پھرا تب ایک جگہہ کسی خیمہ کی طناب سے لاش بندھی پائی در خیمہ پر آکر پکارا یَا اَهْلَ الْبَیْتِ اَنَا ذُنُوْبُنَا فِی طَنَبٍ
مِنْ اَطْنَابِ فُسْطَاطِکُمْ اے صاحبان خیمہ مجکو اپنے خیمہ کی ایک طناب کی اجازت دیتے ہو وہ لوگ سمجھ گئے اور اجازت دی اور ساتھہ ہی عذرخواہی بھی
کی کہ اگر ذوالکلاع امیرالمومنین پر بغاوت نہ کرتا تو ہم کبھی اُسکے ساتھہ یہہ سلوک نہ کرتے لاش پھول گئی تھی۔ اور ویسے بھی ذوالکلاع ایک بزرگ جثہ مرد تھا۔ بیٹے کے
ساتھہ ایک غلام مرد تھا۔ وہ دونو زور کیا لاش نہ اُٹھا سکے اُسوقت ایک شخص خیمہ سے نکلا اور کہا ہٹ جاؤ کہ اسکا قاتل ہی اُسے اُٹھائے گا۔ اور اُس نے تنہا اُٹھا کر
خچر پر لاد دیا اور رسیوں سے باندھ دیا یہہ روایت نصر بن مزاحم کی ہے اور اعثم کوفی کہتا ہے کہ بعد قتل عبداللہ بن بدیل و عمار خزاعی جب میدان
جنگ البیان بحر مواج پر جوش و خروش تھا تو ایک مرد حوشب بن ذی ظلیم نام لشکر شام سے نکلا رجز پڑھتا اور گھوڑے کو جولان کرتا سلیمان بن صرد خزاعی صف
امیرالمومنین سے اُسکے سامنے آیا اور اُسپر حملہ کرکے ایک نیزہ اُسکے سینہ پر لگایا کہ پشت سے باہر ہو گیا اور حوشب فی الفور گر کر فی النار ہوا۔ معاویہ پر حوشب کا مرنا بہت
شاق گزرا کسلیے کہ وہ اُسکے نامور سرداروں میں سے تھا بنابریں اُس نے اپنی سپاہ کو آواز دی کہ مردانہ رہو اور سلیمان بن صرد کو زندہ یا مردہ کر دو جسکے قتل کا سامان
میں قتل کریں اُدھر سے امیرالمومنین نے اپنے اصحاب کو جنگ اہل شام پر ترغیب دی۔ اور انصار نصرت شعار کی دلداری فرمائی پس انصار نے بہت شدت

حملہ کیا کہ لشکر معاویہ کو پس پا کر کے اُسکے خیموں تک پہنچا دیا اس حملہ میں خلق بے شمار قتل ہوئی اور ذوالکلاع حمیری اور حبیب اُسکے امثال و اشباہ خاک ہلاک پر گرے بالجملہ نصر کہتا ہے کہ ذوالکلاع کے قتل ہونے کی خبر معاویہ کو پہنچی تو اُس نے کہا مجھکو فتح مصر سے بھی وہ خوشی نہ ہوتی جو ذوالکلاع کے قتل ہونے سے حاصل ہوئی یہہ اسلیے کہ ذوالکلاع معاویہ پر اکثر امور میں انکار کرتا تھا۔ القصہ بعد قتل ذوالکلاع جنگ عظیم ہوئی قبیلہ عک لخم اشعریین نے شام کی طرف سے اور قبیلہ مذحج نے عراق سے متواتر جنگ کئے حصین بن منذر کہ ایک جوان رعنا تھا کہتا ہے کہ امیر المومنین نے مجھکو نشان ربیعہ عطا کیا اور فرمایا بسم اللہ کہکر روانہ ہو تجھکو معلوم ہو کہ ایسا نشان کبھی تیرے سر پر سایہ افگن نہوگا یہہ نشان حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہے ابو عرفار فہلی نے حصین سے کہا اے فرزند نہیں ہو سکتا کہ یہہ نشان ذرا اپنے چچا کو عنایت فرما دے حصین نے جانا کہ اُس نے جہاد پر کمر ہمت باندھی ہے اور شہادت کا مصمم ارادہ کیا ہے نشان کو اُسکے حوالے کیا ابو عرفار نشان قبیلہ لیکر اصحاب کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ایہا الناس جانتے ہو کہ کارہائے آخرت تمام دشوار و ناگوار طبیعت ہیں بخلاف دنیا کے کاموں کے کہ آسان و دلپذیر ہیں تحقیق کہ جنت میں وہ لوگ داخل ہونگے جو فرائض خدا کو پورا کریں اور فرائض خدا میں صعب و دشوار کام جہاد ہے اسلیے اُسکا ثواب حقتعالی کے نزدیک عظیم ہے جسوقت میں حملہ کروں تم بھی میرے ساتھ حملہ کرو کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ حقتعالی تمہارے گناہ بخشے اور داخل جنت کرے یہہ کہکر گھوڑا اُٹھایا اُسکے اصحاب اُسکے ساتھ تھے سخت خونریز لڑائی ہوئی اور قوم ربیعہ نے داد مردی و مردانگی دی۔ انجام کار ابو عرفار نے جام خوشگوار شہادت نوش کیا۔ **نصر** کہتا ہے کہ حریث بن جابر نے اُن ایام میں دو صفوں کے درمیان خیمہ سرخ لگایا تھا اور لشکر عراق کے لیے دودھ ستو پانی پینے کو اور گوشت مکھن کھانے کو وہاں مہیا کیا تھا اذن عام تھا کہ جو چاہے آئے اور کھائے پیئے۔ چنانچہ اُسکی تعریف میں اہل عراق نے اشعار نظم کیے راوی کہتا ہے کہ بعد سال جماعت معاویہ نے زیاد بن ابیہ اپنے عامل والی عراق کو لکھا کہ حریث بن جابر کو جو عامل ہمدان ہے اُسکے عمل سے برطرف کر تحقیق کہ جب مجھکو اُسکے صفین کے حالات یاد آتے ہیں آتش میرے سینہ میں مشتعل ہوتی ہے زیاد نے اُسکے جواب میں لکھا یا امیر المومنین کام سہل کر حریث بن جابر اس شرف و نفسیات پر پہنچا ہے کہ حکومت ہمدان سے معزول ہونا اُسکو نقصان نہیں پہنچاتا

الحاصل اُس روز لڑتے لڑتے تلواریں شکستہ ہوگئیں برچھیوں کے پھل گر گئے تھے ڈھیلے اور خاک باہم کر پھینکتے تھے اس پر صبر نہ آیا تو ایک دوسرے کو پکڑتا اور دانتوں سے گوشت کاٹتا آخر رات نے طرفین کی خصومت کا فیصلہ کیا اور دونو لشکر اپنے اپنے آرام گاہ کو لوٹے راوی کہتا ہے کہ اُس روز اہل عراق سے ایک مرد شامیوں کے پاس سے گزرتا اور پوچھتا کہ میں رایات بنی فلاں پر کسطرح پہنچوں وہ کہتے یہاں کو خدا تجھے ہدایت نہ کرے۔ علی ہذا شامیوں کے آدمی اہل عراق سے رستہ پوچھتے وہ کہتے تھے اس طرف کو لا حفظک اللہ اگلے روز بتاریخ دسویں صفر امیر المومنین علی الصباح برآمد ہوئے قوم ربیعہ حضرت کے گرد و پیش جمع تھی اور حلقہ سان اُس جناب کو چار طرف سے گھیر رکھا تھا عتاب بن لقیط نے کہا اے معشر ربیعہ آج علی علیہ السلام کی حمایت کرو اگر تمہارے درمیان خدانخواستہ اُنکو کچھ صدمہ پہنچا تو موہنہ دکھانیکو جگہہ نہ رہے گی تم نہیں دیکھتے کہ وہ حضرت اسوقت تمہارے نشانوں کے نیچے تشریف رکھتے ہیں شقیق بن ثور نے چلا کر کہا اے قوم ربیعہ اگر ایک مرد بھی تم سے باقی رہا اور امیر المومنین کو تمہارے ہوتے کوئی چشم زخم پہنچی تو یقین جاننا کہ عرب کے سامنے تمکو کوئی عذر نہوگا پس حفاظت کرو اُنکی جیسا کہ سزاوار ہے اور محاربہ کرو اُنکے دشمن کے ساتھ پس ربیعہ باہم ہم عہد و سوگند ہوئے اور سات ہزار مرد نے اُنمیں مصمم ارادہ کیا کہ تاوقتیکہ معاویہ کے خیمہ تک نہ پہنچیں جنگ سے موہنہ نہ پھرائیں پس تلواریں برہنہ کر کے حملہ آور ہوئے اور وہ جنگ کی کہ چشم فلک نے ایسا معرکہ نہ دیکھا تھا کہتے ہیں کہ اُس روز سے پیشتر ایسی لڑائی صفین میں نہ ہوئی تھی۔ یہہ حال مشاہدہ کیا تو خوف و ہراس عظیم معاویہ پر غالب آیا عمرو عاص سے کہا کہ

اسوقت کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ میرے اخوال اپنی قسم کو پورا کئے بغیر نہ رہیں گے موت پیش نظر متمثل ہوئی اور معاویہ خیمہ و خرگاہ چھوڑ کر بھاگا اور آخر لشکر میں جا کر
کسی چھوٹی سی پڑتل میں پناہ گزین ہوا اُسکا خیمہ باساز و سامان غارت کر لیا گیا۔ قوم ربیعہ میں ایک مرد خالد بن معمر حضرت امیر المومنین کی طرف سے ظاہر العقیدہ
نہ تھا معاویہ نے کسیکو اُسکے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ تمہاری فتح ہو چکی اگر اب بھی تو اس جنگ کو روک دے تو امارت خراسان کا تیرے لئے وعدہ کرتا ہوں وہ سیاہ
باطن راضی ہو گیا اور کہا اے قوم تمہاری قسم پوری ہو گئی بس کرو کہ اسیقدر کافی ہے یہ کہکر انکو واپس لے آیا راوی کہتا ہے کہ سال جماعت معاویہ نے حسب وعدہ
اُسکو امیر خراسان کر کے اس طرف کو روانہ کیا مگر منزل مقصود کو نہ پہنچا اور اثنا راہ میں مر گیا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ وَذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ
پھر نصر کہتا ہے کہ اس روز لشکر نصرت اثر سے قریب ایک ہزار جوان کے افواج شام میں گھر گیا کہ لشکر شام آہن اور اہل عراق میں حائل ہو گیا۔ حضرت امیر کو
اس وجہ سے کمال تشویش ہوئی فرمایا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو اپنی جان راہ خدا میں دریغ نہ کرے اور دنیا دے کر دین کو خریدے ایک شخص عبد العزیز بن حارث
نام اسپ سیاہ فام پر سوار زرہ پہنے ہتھیاروں سے مسلح قبیلہ جعف سے بر آمد ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھکو حکم کریں جو چاہیں فرمایا لشکر شام میں داخل ہو
اور اپنے صحابہ سے کہہ کہ سب مجتمع ہو کر تکبیر کہیں اور حملہ کریں ادھر سے ہم تکبیر کہیں اور حملہ آور ہوں تاکہ غرقہ سے نجات پائیں۔ اور وہ عارضہ کی آنکھ لئے بس مرد جعفی
گھوڑا مار کر لشکر شام میں گھس گیا۔ اور لڑتا جنگ کرتا صحاب امیر المومنین تک پہنچ گیا اور پیغام آنحضرت کا پہنچایا وہ سنکر شادمان ہوئے بالجملہ دو طرف سے
حملہ ہوا اور لشکر شام منتشر ہو کر صحاب امیر المومنین قید اعدا سے صحیح و سالم نکل آئے کہ ایک تنفس بھی اُنمیں مقتول نہوا حالانکہ اہل شام سے سات سو مرد اس روز
تہ تیغ ہوا تھا راوی کہتا ہے کہ سب سے زیادہ زحمت اس روز حضرت امیر المومنین کو ہوئی کسی نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آج آپنے بہت تکلیف اُٹھائی فرمایا کَلَّا
وَلٰكِنَّهُ الْجُعْفِيُّ یعنی ہرگز نہیں بلکہ زیادہ مشقت مرد جعفی کو ہوئی۔ ابن دیزیل نے کتاب صفین میں شریک بن نملہ محاربی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا لوگ
جنگ صفین میں لڑتے لڑتے اپنے مرکز و مقام سے جدا ہو جاتے اور جبتک غبار فرو نہوتا واپس نہو سکتے تھے ایک روز کثرت کارزار سے میدان جنگ پر از گرد و غبار
تھا تھوڑی دیر میں غبار دور ہوا تو دیکھا میں نے کہ علی علیہ السلام ہمارے (بنی محارب) کے نشانوں کے نیچے تشریف رکھتے ہیں آپنے مجھ سے پانی طلب کیا میں اپنا اداوہ[1]
آنحضرت کے نزدیک لے گیا اور اداوہ کا منہ کھولا کہا اُس سے پانی نوش کریں فرمایا آیا منع نہیں کیا ہم نے کہ دہان ظروف سے پانی نہ پئیں پھر تلوار کو ایک جگہ لٹکایا اور
خون اُس سے ٹپکتا تھا۔ میں نے حضرت کے دست ہائے مبارک پر پانی ڈالا آپنے ہاتھ دھو کر پاک کئے پھر کف دست سے پانی نوش کیا بعد ازاں سر بلند کر کے پوچھا کہ
مضر کہاں ہیں میں نے کہا اَنْتَ فِيْهِمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آپ انہیں کے درمیان تشریف رکھتے ہیں۔ فرمایا تم کون لوگ ہو بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ عرض کی بنی محارب
اُسوقت حضرت کو اپنا محل و مقام معلوم ہوا اور اپنی قرارگاہ کو مراجعت فرمائی **ابن ابی الحدید** نقل روایت کے بعد کہتا ہے کہ عہد رسولخدا
میں ایک شخص سر ظرف کو منہ لگا کر پانی پیتا تھا۔ اُسکے شکم میں سانپ جو اُس برتن میں تھا چلا گیا۔ اسلئے آپنے امر کیا کہ سر ظرف کو منہ لگا کر کوئی پانی نہ پئیو
نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام قبیلہ ربیعہ کو بسبب اُنکی حسن خدمات کے دوست رکھتے تھے یہ بات قبیلہ مضر پر دشوار معلوم ہوئی ابو الطفیل عامر بن
واثلہ کنانی و عمیر بن عطارد تمیمی و قبیصہ بن جابر اسدی و عبد اللہ بن الطفیل عامری مع اور چند روسائے قبائل کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے از انجملہ ابو الطفیل
نے عرض کی یا امیر المومنین جس قوم نے نیکی سے آپکے ساتھ خصوصیت حاصل کی ہم اُن پر حسد نہیں کرتے مگر قوم ربیعہ کا یہ خیال ہو رہا ہے کہ آپکے مطیع و

[1] اداوہ بالکسر مطہرہ ۱۲ انتہی

قربان ہو دا ہیں صحیح نہیں ہے چونکہ سب اکٹھے ہو کر جنگ کرتے ہیں ہماری کوشش حضرت پر اچھی طرح ظاہر نہیں ہوتیں ہماری التجا یہہ ہے کہ چند روز ربیعہ کو جنگ سے معاف رکھیں آپنے درخواست انکی قبول کی اور ربیعہ کو حکم دیا کہ چند روز لڑائی سے باز رہیں - کہتے ہیں کہ ان روزوں میں وہ بہمہ شام کے مقابل تھے پس اول روز ابو الطفیل مع جماعت کثیر قوم کنانہ نکلا اور کچھ شعار پڑھے اور سخت جنگ کی پھر خدمت آنحضرت میں واپس آکر عرض کی یا امیر المومنین آپنے فرمایا ہے کہ صبر نیک ہے اور شہید ہونا راہ خدا میں ثواب عظیم رکھتا ہے پس قسم بخدا کہ ہم نے صبر کیا حتے کہ بہت سے ہم سے مارے گئے الا ہمارے دین و یقین واثق ہیں کوئی شک و شبہ و ہوائے نفس اس میں خلل انداز نہیں ہو سکتی حضرت نے انکی مدح و ثنا کی دوسرے دن عمیر بن عطارد کہ رئیس مضر کوفہ تھا جماعت بنی تمیم کو ہمراہ لے کر میدان میں آیا اور کہا اے قوم میں ابو الطفیل کی طرح جنگ کرونگا تم میرا ساتھ دو پھر کچھ شعار آبدار پڑھ کر حملہ آور ہوا یہہ لوگ شام تک بہت کوشش سے لڑتے رہے شام کو عمیر ہتھیار بدن پر لگائے اسیطرح امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین میرا گمان اپنی قوم کی طرف نیک تھا مگر بخدا کہ وہ میرے گمان سے بڑھ کر نکلے اور خوب جنگ کی تیسرے دن قبیصہ بن جابر اور چوتھے روز عبد اللہ بن الطفیل نے میدان میں نکلکر خوب خوب جنگ کی اور شام تک لڑتے رہے امیر المومنین نے ان سب کی صفت و ثنا کی اور دعا خیر انکو دی قبیلہ مضر کلام امیر المومنین سے خوشدل و شادمان ہوئے اور جو عداوت کہ انکو ربیعہ کی طرف سے تھی زائل ہو کر باہم شیر و شکر ہو گئے - نصر کہتا ہے کہ عقبہ بن مسعود ثقفی نے جو امیر المومنین کیطرف سے عامل کوفہ تھا سلیمان بن صرد خزاعی کو کہ ہمراہ رکاب فیض انتساب تھا خط لکھا کہ اما بعد تمکو چاہئے کہ صبر و ثابت قدمی سے امیر المومنین کے آگے جہاد کرو تحقیق کہ اگر وہ لوگ تم پر غالب آ گئے تو ہمکو سخت عذاب کرینگے ورنہ اپنی ملت میں تمکو داخل کر لینگے پس تم کبھی فلاح نہ پاؤگے - نیز نصر بن مزاحم نے روایت کی ہے کہ ایام جنگ صفین میں ایک مرد عمار یاسر کے پاس آیا اور کہا میں اپنے گھر سے بصیرت و بینائی چلا تھا اور اس قوم کی ضلالت و گمراہی میں اصلا شک و شبہ نہ رکھتا تھا - الا آج رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ گویا ہمارے مؤذن نے اذان کہی اور انکے مؤذن نے بھی اذان کہی پس فریقین نے باہم بجماعت نماز ادا کی اور قرآن پڑھا اور دعا مانگی پس ہمارا قرآن ایک ہے رسول ایک مجھکو شک پیدا ہوا اور باقی رات کمال پیچ و تاب میں بسر کی صبح ہوئی تو امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرے بیان کیا آپنے فرمایا عمار یاسر کے پاس جا اور اپنا حال انکے روبرو بیان کر لہذا میں تمہارے پاس آیا ہوں - عمار نے کہا تو یہہ نشان سیاہ اپنے سامنے دیکھتا ہے (اشارہ کیا طرف نشان عمرو عاص کے) میں نے عہد رسولخدا میں تین بار جنگ احد بدر حنین میں اس نشان کے صاحب سے جنگ کیا ہے یہہ چوتھی بار ہے اور یہہ چوتھی بار ان تین بار سابق سے کسیطرح انکے لئے بہتر و خوشتر نہیں بلکہ انسے بدتر و پلیدتر ہے ہم ان ایام میں علم رسولخدا کے سایہ میں ہوتے تھے اور یہہ لوگ علم مشرکین و احزاب کے سایہ میں - قسم بخدا کہ یہہ تمام قوم جنکو تو دیکھتا ہے اگر سمٹ کر ایک شخص واحد ہو جائیں اور ہم انکو ذبح کریں تو میرے نزدیک انکا خون خون گنجشک سے زیادہ حلال ہے - پھر کہا یہہ لوگ ہمکو اپنی تلواروں سے ماریں گے اور کہیں گے کہ اگر ہم حق پر ہوتے تو تم پر غالب آتے - قسم بخدا کہ وہ بقدر چشم مگس بھی حق پر نہیں قسم بخدا کہ اگر وہ مارتے مارتے ہمکو نخلستان ہجر تک بھی ہنکاتے لیجائیں تب بھی میں یہی جانونگا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں

شہادت عمار یاسر و دیگر اصحاب اخیار حضرت حیدر کرار

مناقب و فضائل حضرت عمار یاسر ایسے نہیں کہ اس مقام پر کماحقہ بیان ہو سکیں وہ صحابہ کبار حضرت احمد مختار سے بڑے مومن و ابرار تھے ایمان و یقین انکے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھا کبھی دو امر میں مخیر نہیں ہوئے الا یہہ کہ انمیں سے سخت تر کو اختیار کیا - حضرت رسولخدا انکو جلدة بين عينى فرماتے یعنی جلد چشم سے تشبیہ دیتے تھے اخلاص و اعتقاد ان کا

نسبت بجناب مرتضوی آپ سے ظاہر ہے کہ جنگ صفین مین سن شریف نوّے یا بقولے چورانوے سال کا تھا۔ اور بباعث ضعیفی حربہ ہاتھ مین کانپتا تھا اسپر بھی
جو جد و جہد و سعی و کوشش حرب اعدا مین بجوش ایمان وہ رکھتے تھے اصحاب امیر المومنین سے کمتر کسیکو ہوگا **منقول** ہے کہ جب وہ دن آیا جسمین عمار کو شربت
شہادت نوش کرنا تھا تو جس وقت جبکہ تنور حرب گرم تھا خدمت امیر المومنین مین حاضر ہوکر خواستگار رخصت میدان ہوئے حضرت اسمین تامل تھے
دوبارہ عرض کی فرمایا مَهلاً يَرحَمُكَ الله توقف کرو اے عمار خدا تمکو رحم کرے مکرر عرض کی یا امیر المومنین یہہ وہی روز ہے جسکی میرے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ نے خبر دی ہے اور وعدہ شہادت فرمایا ہے اجازت دیجیے کہ جان نثار ہون اسوقت امیر المومنین آبدیدہ ہوئے اور گھوڑے سے اترکر عمار کو
سینہ سے لگایا اور فرمایا اے ابو الیقظان حقتعالی تمکو جزائے خیر دے تم بہتر دوست و برادر تھے۔ عمار نے عرض کی یا امیر المومنین یقینہ جو آپ کی متابعت کی تو بصیرت
و دانائی کی ہے مین نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے بروز حنین سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میرے بعد فتنہ و فساد برپا ہونگے اے عمار تو اسوقت علی کے ہمراہ رہنا
کیلئے کہ علی ہمیشہ حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ہمراہ۔ وہ ناکثین و قاسطین سے جنگ کریگا پس اے امیر المومنین حقتعالی تمکو اسلام کیطرف سے جزائے خیر دے جو کچھ تم پر تھا
ادا کیا۔ پھر وداع کرکے سوار ہوئے اور میدان مین آئے اور سر آسمان کی طرف بلند کرکے کہا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ مین ہر حال مین تیرا مطیع و فرمان بردار ہون
اگر مجھکو علم ہو کہ تیری رضا اسمین ہے کہ جلتے دریا مین غرق ہون یا جلتی آگ مین گر کر جل جاؤن تو مین ان امور سے درگزر نہ کرون پروردگارا اگر تو دوست رکھے تو
مین نوک سنان اپنے شکم پر رکھون اور زور کرون حتیٰ کہ پشت سے نکل جائے بارالہا جہانتک مجھکو علم ہے آج کوئی عمل تیری رضا کے واسطے ان فاسقون کے
ساتھ جنگ کرنے سے بڑھکر نہین اگر کوئی کام مجھکو اور معلوم ہوتا تو وہی کرتا اس مناجات سے فارغ ہوکر اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا جو اپنے رب کی
رضا جوئی چاہے۔ لازم ہے کہ محبت مال و اولاد سے اپنے دل کو فارغ کرے **اَيُّهَا النَّاس** یہہ لوگ خون عثمان کا دعویٰ رکھتے ہین مگر درحقیقت انکا ارادہ
طلب خون عثمان نہین انہون نے دنیا کا ذائقہ چکھا ہے اُسکے حصول کی فکر مین ہین اگر حق کو اختیار کرتے تو چونکہ اسلام مین کوئی سابقہ انکو نہین دو آدمی بھی انپر
متفق ہوتے اور مدار دل ہی دل ہی مین رہجاتا مگر انہون نے امت کو دھوکا دیا تاکہ بادشاہی کرین پس اس مرتبہ کو پہنچے اے معشر مسلمین قسم بخدا کہ یہہ فرزندان کفار
ہین جو بجبر و اکراہ اس دین مین داخل ہوئے و برضا و رغبت اس سے نکل گئے۔ قسم بخدا اگر وہ ہمکو اس قدر مارین کہ مارتے مارتے خرماستان ہجر تک جو ایک شہر
بحرین کا ہے پہنچادین تب بھی مین یہی کہونگا کہ وہ باطل پر ہین اور ہم حق پر ہے پروردگارا اگر تو ہمکو اس قوم پر نصرت دے تو یہہ تیرا فضل و احسان ہے تو ہمیشہ حق کی
تائید کرتا ہے اور جو مقدر اسکے خلاف ہو تو بروز قیامت انکو عذاب الیم مین گرفتار کیجیو کیونکہ انہون نے امت محمدیہ مین فساد عظیم برپا کیا ہے پس اپنے اصحاب
کے ساتھ جس طرف سے گزرتے تھے صحابہ رسول خدا انکے ہمراہ ہوتے تھے حتیٰ کہ ہاشم بن عتبہ مرقال علمدار امیر المومنین کے پاس آئے اور کہا اے ہاشم علم آگے بڑھاؤ کہ
جنت تلوارون کے سایہ مین ہے اور موت نیزون کے گرد اگرد دروازے آسمان کے اسوقت کشادہ ہین اور حور عین نے زیب و زینت کر رکھی ہے اَليَومَ
اَلقَى الاَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزبَهُ آج مین اپنے دوستون یعنے محمد مصطفےٰ اور انکے گروہ سے ملاقات کرونگا جب عمرو عاص کے ہاتھ مین نشان معاویہ دیکھا
تو کہا یہہ وہی علم ہے جس سے بدر و احد و خندق مین جنگ کیا آج یہہ چوتھی لڑائی اسکے ساتھ ہے قسم بخدا کہ یہہ چوتھی لڑائی پہلی تینون لڑائیون سے انکے حق مین
کوئی خیر و خوبی نہین رکھتی پس عمرو سے کہا وائے ہو تجھپر اے پسر عاص حرص امارت مصر نے تیرے دیدۂ دل کو اندھا کیا اور دین کو دنیا کے عوض تو نے بیچ ڈالا عمرو نے
کہا یہہ نہین بلکہ مین خون عثمان پر جنگ کرتا ہون عمار یاسر نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیرا کوئی کام خالص خدا کے واسطے نہین اے عمرو اگر آج قتل ہوسے

سے بچ رہا تو کل اپنی موت سے ضرور مریگا۔ اُسوقت دیکھیے گا کہ تجھکو تیری ہی نیت کے موافق جزا ملیگی المختصر باہم جنگ ہونے لگی اور اس شدت سے حملات ہوئے کہ چشم زمانہ نے کمتر ایسے معرکے دیکھے ہونگے عمار زرہ پہنے تھے اور کہتے تھے اَیُّهَا النَّاسُ اَلرَّوَاحُ اِلَی الْجَنَّةِ اے مردمان چلو جنت کو کشتون کے انبار لگ گئے اور کثرت اُنکی اس درجہ کو پہنچی کہ اگر طناب خیمہ کے لئے ضرورت میخ کی ہوتی تھی تو لاشون کے ہاتھ پیر سے باندھ دیتے تھے۔ اشعث بن قیس کہتا ہے کہ اس روز کوئی خیمہ میدان صفین نہ لگایا گیا الا یہ کہ اسکی طنابین کشتون کے ہاتھ پیرون مین باندھی گئین ابو سماک اسدی خنجر ہاتھ مین اور پانی اپنے ساتھ لئے زخمیون مین پھرتا تھا جہان جہان پاتا اسکے پاس کھڑا ہوتا اور پوچھتا امیر المومنین کون ہے اگر وہ علی علیہ السلام کا نام لیتا تو اسکے زخم دہوتا پانی پلاتا اور جو خاموش رہتا تو اسکو خنجر سے ہلاک کرتا چنانچہ اسکا نام مخضخض[له] رکھا گیا الحاصل عمار مصروف جنگ تھے کہ بموجب بعض روایات اٹھارہ شامیون کو انہون نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا یہانتک کہ ابن جوبیر ملعون نے ایک برچھی انکے سینہ پر لگائی عمار وہ ضرب کھا کر لوٹے چونکہ پیاس شدت سے لگی تھی پانی طلب کیا کچھ شیر صیاح[له] انکے واسطے لائے پیالہ شیر دیکھکر کہا اَللّٰهُ اَکْبَرُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رسولخدا نے درست فرمایا کہ آخر رزق میرا دنیا سے شیر صیاح ہوگا پھر کچھ اس مین سے نوش کیا مگر جو کچھ پیا تھا۔ زخم کی راہ باہر نکل گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد شہید ہوئے فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ بروایت دیگر ضرب سنان ابو العادیہ فزاری نے لگائی تھی اور ابن جوبیر ملعون نے بعد مین سر قلم کیا۔ بہرحال امیر المومنین علیہ السلام کو قتل عمار کی خبر ہوئی تو باچشم گریان لاشہ عمار پر تشریف لائے اور سر کو اپنے زانو پر رکھا اور یہ اشعار پڑھے ؎ اَلَا اَیُّهَا الْمَوْتُ الَّذِیْ لَیْسَ تَارِکِیْ ۞ اَرِحْنِیْ فَقَدْ اَفْنَیْتَ کُلَّ خَلِیْلٖ ۞ اَرَاکَ مُبْصِرًا بِالَّذِیْنَ اُحِبُّهُمْ ۞ کَاَنَّکَ تَنْحُوْ نَحْوَهُمْ بِدَلِیْلٖ یعنے اے موت کہ تو مجھکو چھوڑنے والی نہین۔ آ اور مجھکو راحت دے کہ تو میرے دوستون کو فنا کر چکی ہے مین دیکھتا ہون کہ میرے دوستونکو اس طرح ایذا پہنچاتی ہے یا دیکھ لیتی ہے کہ گویا کوئی دلیل وراہ نما ہے جو تجھے اُنکی جانب راہ دکھاتا ہے روضۃ الصفا مین ہے کہ امیر لاش عمار پر آئے تو فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اور فرمایا جو عمار کی وفات پر دلگیر نہو وہ اسلام و مسلمانی سے بے بہرہ ہے حقتعالے رحم کرے عمار کو کہ جس روز کہ قبور سے مبعوث ہون اور نیک و بد اعمال سے سوال کئے جاوین مین جب رسولخدا کی خدمت مین تین شخصون کو دیکھتا تھا تو عمار انمین چوتھے ہوتے جب چار شخص کو پایا تو وہ پانچوین تھے۔ بہشت عمار پر نہ ایک مرتبہ بلکہ بارہا واجب ہوا باعتبار بہشت اُسکے لئے مہیا ہون تحقیق کہ وہ حق پر قتل ہوا جیسا کہ حضرت رسولخدا نے اسکے باب مین فرمایا یَدُوْرُ الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُمَا دَارَ کہ حق عمار کے ساتھ گردش کرتا ہے جسطرف کہ وہ گردش کرے عمار کا قتل کرنے والا اور اُسکا دشنام دینے والا جہنمی ہے پھر قدم مبارک آگے بڑھایا اور عمار پر نماز پڑہی اور اُنکو دفن کیا کتاب کامل بہائی مین کتاب محیط قاضی عبد الجبار معتزلی سے نقل کیا ہے کہ علی قتل عمار سے پہلے ہرگز جنگ مین ابتدا نہ کرتے تھے جبکہ چھبیسوین روز عمار کو قتل کیا تو حکم کفار انپر جاری کیا بعد ازان لڑائی مین ابتدا کرتے تھے چنانچہ ایک اثنا مین پانچسو تیئیس شخص اپنے ہاتھ سے قتل کئے اور ہر مرتبہ تکبیر کہتے تھے جیسا کہ کافرون کے قتل مین کہتے ہین اور نیز کہتے تھے کہ مَنْ اَصَابَهُ سَیْفِیْ فَهُوَ فِی النَّارِ کہ جسکو میری تلوار لگے وہ جہنمی ہے۔ اور بعض کتب مین ہے کہ عمار نے وصیت کی کہ مجھکو مع میرے اس لباس خون آلود کے دفن کرنا کہ بروز قیامت یہی پہنے مبعوث ہون اور حقتعالی کے سامنے اپنے قاتل سے مخاصمت کرون۔ سنی و شیعہ نے بروایات متکثرہ معتبرہ

[له] مخضخض یعنی جنبش دہندہ خضخض الارض شیاء کرد زمین را و زیر و بالا کرد خضخضہ جنبانیدن آب است و مانیدن آن کذا فی المنتہی ابو سماک چونکہ مجروحون کو جنبش و حرکت دیتا تھا اور ہلاتا تھا اسلئے اسکا نام یہ رکھا گیا ۱۲ [له] صیاح خالص دودہ کو کہتے ہین جسمین غلیظ ہونے کی وجہہ سے کچھ پانی ملا ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے شہادتِ عمار سے خبر دی تھی اور فرمایا تھا یَا عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ اے عمار قریب ہے کہ تجھکو گروہ باغیہ قتل کرے منقول ہے کہ جب مدینہ مین مسجد رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ تعمیر ہوئی تو صحابِ رسولخدا ایک ایک پتھر لاتے تھے الا عمار یاسر کہ دو دو لاتے تھے حضرت نے فرمایا اے ابوالیقظان سقدر مشقت کیون کھینچتے ہو مسجد ربوجہ کسلئے نہین اٹھاتے جتنا کہ اور لوگ اٹھاتے ہین عمار نے عرض کی یارسول اللہ مین دوست رکہتا ہون کہ اس مسجد مین زیادہ کام کرون تاکہ زیادہ تر مستحق اجر و ثواب ہون پس حضرت نے بکمال ملاطفت پشت عمار پر ہاتھ پھیرا اور گرد جھاڑتے اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ عمار اہل جنت سے ہے گروہ باغیہ اُسے قتل کرے گی۔ وہ اُنکو جنت کی طرف دعوت کرے گا اور وہ دوزخ کیطرف بلاتے ہونگے بالجملہ بعد شہادت عمار لشکر شام مین اس حدیث کا چرچہ ہوا تو قریب تھا کہ فتنہ عظیم حادث ہو عمرو عاص معاویہ کے پاس آیا اور کہا ایہا الامیر قتل عمار نے خلائق مین جوش و ضطراب پیدا کیا ہے معاویہ نے کہا ہمنے عمار کو قتل نہین کیا اِنَّمَا قَتَلَهُ مَنْ اَخْرَجَهُ اُسکا قاتل درصل وہ ہے جو اُسے یہان لایا اور ہمارے حربون مین ڈالا پس اس حیلہ سے شورش اہل شام کو فرو کیا۔ حضرت امیر المومنین نے یہہ عذر بدتر از گناہ سنا تو فرمایا کہ اس صورت مین لازم ہے کہ امیر حمزہ سید الشہدا کو حضرت رسولخدا نے قتل کیا ہو کیونکہ وہ حضرت اُنکو لڑائی مین لیگئے۔ اور مشرکون کے سانے کیا **نقل** ہے کہ قتل عمار مین ابوالعادیہ فرازی و ابن جویر سکسکی دو لوگ شریک تھے اول کے ہاتھ سے سنان لگی دوسرے نے سر بدن سے جدا کیا۔ اسلئے دونو نزاع کرتے تھے اور ہر ایک اُسکے قتل کا دعویدار تھا یہہ قضیہ عمرو عاص کے پاس لائے عمرو نے کہا بخدا کہ تم دونو جہنم پر لڑتے ہو معاویہ کو یہہ سنکر طیش آیا کہ لوگ ہمارے لئے لڑتے اور جان دیتے ہین اور تو اُنکو جہنمی بتلاتا ہے عمرو نے کہا قسم بخدا کہ یہہ معاملہ اسیطرح پر ہے اور تجھکو بھی اسکی اصل حقیقت بخوبی معلوم ہے مگر مصلحۃً اُسکا اخفا کرتا ہے واللہ کہ مین دوست رکھتا تھا کہ آج سے بیس برس پیشتر مرجاتا بعض کتب مین حنظلہ بن خویلد سے نقل ہے کہ اُسنے کہا مین معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کہ دو شخص سر عمار یاسر لئے جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک اُنمین اُسکے قتل کا مدعی تھا عبداللہ بن عمرو عاص نے کہا کہ نزاع نہ کرو اور آرام پکڑو کسلئے کہ مینے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ عمار کو فرقہ باغیہ قتل کرے گا معاویہ نے کہا یابن عمرو اپنی زبان کو روک اور دیوانہ وار باتین نہ کر اگر امر اسیطرح پر ہے کہ تو کہتا ہے تو کسلئے تو ہمارے ساتھ ہے عبداللہ نے کہا ہر چند مین تمہارے ہمراہ ہون مگر جنگ مین تمہارا شریک نہین اور ساتھ اسلئے ہون کہ ایک مرتبہ میرے باپ نے حضرت رسولخدا سے میری شکایت کی تھی۔ تو آپنے فرمایا تھا کہ تا دم زیست اپنے باپ کی اطاعت کرنا **مناقب خوارزمی** سے منقول ہے کہ خزیمہ بن ثابت انصاری معروف بہ ذی الشہادتین جنگ جمل مین حضرت امیر المومنین کے ہمراہ تھا۔ مگر اُس نے تلوار میان سے نہین نکالی علیٰ ہذا جنگ صفین مین بھی لڑائی سے دست کشیدہ رہا اور کہتا تھا کہ کسی امام کے ساتھ نماز نہ پڑھونگا تا اینکہ عمار یاسر شہید ہوئے اُسوقت خزیمہ نے کہا کہ اب میری نماز درست ہوئی کیونکہ مینے حضرت رسالت پناہ سے سنا ہے یَا عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ یہہ کہکر مصروف جہاد ہوا اور جنگ کرتا تھا تا اینکہ شہید ہوا **نقل** ہے کہ ذوالکلاع حمیری معاویہ کی جانب سے قبل شہادت عمار قتل ہوچکا تھا۔ عمار شہید ہوئے تو عمرو عاص نے کہا کہ خوب ہوا کہ ذوالکلاع اسوقت موجود نہین زندہ ہوتا تو ضرور فتور برپا کرتا بلکہ تعجب نہ تھا کہ اپنی قوم سمیت علی ابن ابی طالب سے ملجاتا مناقب ابن شہر آشوب مین مروی ہے کہ شریک کے پاس بہت سے اہل حدیث جمع ہوئے تاکہ اُس سے حدیث عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ کو سماعت کرین شریک کو غصہ آیا اور کہا ایہا الناس علی کے لئے کچھ فخر نہین کہ عمار اُنکے ساتھ ہو کر قتل ہو۔ عمار کا البتہ فخر ہے کہ علیؑ پر جان نثار ہوا +

ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال ع یہہ ہاشم سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ۔ عمر سعد کے چچازاد بھائی ۔ اصحاب خاص شدید الاختصاص حضرت امیر المومنین سے تھے حضرت نے انکو علمداری تمام لشکر کی عطا کی تھی ۔ مروی ہے کہ بروز جنگ انہون نے دو زرہین پہن رکھی تھین حضرت امیر المومنین نے بطریق مزاح و خوش طبعی فرمایا اے ہاشم تمکو کوئی بزدل و جبان نہ کہے ہاشم نے عرض کی یا امیر المومنین اب خود معلوم ہوجائیگا کہ مین کیسا بزدل ہون قسم بخدا کہ طالب آخرت مین بہت سے سرون کو گردنون سے جدا کرونگا ۔ پھر ایک نیزہ منگایا اور اسکو ہلا کر دیکھا تو سخت معلوم ہوا دوسرا نرم و لچکدار منگا کر اسمین نشان باندھا تو بیان کرتے ہین اہل سے ایک شخص نے کہا اے ہاشم توقف کسلیئے کرتے ہو آگے بڑھو ہاشم نے پوچھا یہہ کون ہے حاضرین نے نام و نسب انکا بیان کیا کہا خوب مرد ہے اور قابل اسکے ہے کہ جب مین جنگ مین کام آؤن تو علم لشکر وہ لے پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ بند ہائے نعلین مضبوط کرو اور کمر مین تلوار باندھو جس وقت دیکھو کہ تین مرتبہ اپنے علم کو جنبش دی تو میرے ساتھ حملہ آور ہو لشکر معاویہ کی طرف نگاہ کی تو ایک فوج سامنے نظر آئی پوچھا یہہ کون لوگ ہین کہا قریش اہل مدینہ کہا میری قوم ہے مجھکو ان سے جنگ کی حاجت نہین ہے خیمہ سفید کے گرد کون گروہ ہے کہا یہہ معاویہ اور اسکے اصحاب ہین پس ہاشم بہت تیزی سے حملہ آور ہوئے کہتے ہین کہ اہل عراق کی علامت جنگ صفین مین کچھ سفید بال تھے کہ سر و دوش پر لگائے تھے علی ہذا شامیونکی علامت پارچہ سفید تھے کہ وہ بھی سر اور شانون پر رکھتے تھے اور شعار لشکر شام یہہ کلمات تھے نَحْنُ عِبَادُ اللّٰہِ حَقًّا یَالِثَارَاتِ عُثْمَانَ اور شعار لشکر عراق یَا اَللّٰہُ یَا اَحَدُ یَا رَحِیْمُ تھا اس روز فریقین شمشیر و گرز آہنی سے شام تک جنگ کرتے رہے مرقال بکمال جرأت لڑتے اور حملہائے گران کرتے تھے اور اپنے اصحاب سے کہتے کہ یہہ لوگ جو اپنے مقام پر قائم ہین اور وہان سے جنبش نہین کرتے یہہ صرف حمیت عرب ہے کہ اپنے نشانون کو نہین چھوڑتے ورنہ انہین ذرا شبہ نہین کہ یہہ قطعی ضلالت گمراہی مین اور تم حق و ہدایت پر ہو پس بندگان خدا صبر و ثبات پر کاربند ہو اور مطلقا انسے خوف نہ کرو اور رضاء خدا کے لیئے جنگ کرو جبتک کہ حق سبحانہ تعالی ہمارے درمیان حکم کرے اور وہ احکم الحاکمین ہے **روایت** ہے کہ اثناء جنگ مین ایک جوان لشکر شام سے تلوار سے جنگ کرتا اور زبان سے بیہودہ باتین بکتا تھا ہاشم کے نزدیک آیا تو انہون نے کہا ھٰذَا الْکَلَامُ وَبَعْدَہُ الْخِصَامُ وَھٰذِہِ الْقِتَالُ وَبَعْدَہُ الْحِسَابُ یعنی یہہ جنگ ہے اور اسکے بعد حساب آخرت ہے اور یہہ باتین ہین اور بعد ازان مواخذہ قیامت پس اے جوان خوف خدا کر کہ انجام کار سامنے اس جل شانہ کے جانا اور حساب دینا ہے جوان بالکل سادہ و دام فریب معاویہ مین گرفتار تھا کہنے لگا کہ مین تم سے اسلیئے لڑتا ہون کہ تم اور تمہارا صاحب نماز نہین پڑھتے اور خلیفہ بحق یعنی عثمان کو تم نے قتل کیا ہاشم نے کہا اے بیوقوف نادان تجھکو معلوم نہین کہ ہمارا صاحب یعنی امیر المومنین علیہ السلام وہ شخص ہین جنہون نے تمام عالم سے پہلے حضرت رسولخدا کے ساتھ نماز پڑھی اور سب سے زیادہ دین خدا مین فقہ و بصیرت رکھتے ہین اور تمام مسلمانون سے بڑھ کر آنحضرت سے قربت و نزدیکی انکو حاصل ہے جو لوگ انکے ساتھ ہین قاریان قرآن مجید و شب بیدار تہجد گزار ہین تحقیق کہ تجھکو اہل شام نافرجام نے دھوکا دیا اور عثمان و خون عثمان سے تجھکو کیا نسبت اسکو اصحاب رسولخدا نے قتل کیا کیونکہ دین خدا مین احداث کرتا تھا اور کتاب خدا کے برخلاف عامل تھا اصحاب رسولخدا صاحبان دین و دیانت ہین امور مسلمانان مین سب سے زیادہ بصیرت رکھتے ہین تو ان باتون کو نہین جانتا پس ان علوم کو انکے لیئے چھوڑ دے جو اسکے اہل و لائق ہون ۔ جوان نے کہا اے بندۂ خدا میرا گمان یہہ ہے کہ تو ایک مرد صالح ہے آیا اگر مین توبہ کرون تو میری توبہ قبول ہوسکتی ہے

مرقال انکو اس لئے کہتے ہین کہ لفظ مرقال کے معنے تیز رو کے ہین چونکہ وہ بروز صفین علم لشکر لیکر بہت تیز روی سے حملہ آور ہوئے تھے اس لئے اس نام سے مشہور ہوگئے ۱۲ منہ عفی عنہ

یا ہاشم نے کہا توبہ کر کہ حقتعالی تواب رحیم ہے هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ **ترجمہ** وہ ہے کہ توبہ اپنے بندون کی قبول کرتا ہے۔ پس جوان توبہ کنان اپنے لشکر کو لوٹ گیا۔ و بروایتے گھوڑے کو تازیانہ لگایا اور امیر المومنین کی خدمت مین داخل ہوا **بالجملہ** ہاشم اسیطرح مصروف جنگ تھے حتے کہ نو یا دس شامی اُنہون نے اپنے ہاتھ سے قتل کئے پس حارث بن منذر نے ایک برچھی اُنکے شکم مین لگائی جس سے شکم شگافتہ ہو کر زمین پر گرے۔ اتفاقاً امیر المومنین نے اُسیوقت کسی کو بھیجکر پیغام دیا تھا کہ نشان آگے بڑہائے مگر جبتک قاصد وہان پہنچے ہاشم زمین پر گر چکے تھے کہتے ہین کہ جس مقام پر ہاشم گرے تھے اُس سے نزدیک ہی عبداللہ بن عمر خطاب کی لاش پڑی تھی ہاشم گھٹنون کے بل گھسٹتے گھسٹتے وہان پہنچے اور اُسکے سینہ کو اس زور سے دانتون مین پکڑا کہ دانت اُسمین گڑ گئے۔ ہاشم کے بعد قبیلہ بکر بن وائل سے ایک مرد نے نشان لشکر لیا وہ بھی زخم کھا کر اسی مقام پر گرا اور عبداللہ کی چھاتی کو دوسری طرف سے اُس نے اپنے دانتون سے کاٹا اور دونو سینہ عبداللہ پر سرد ہوگئے۔ بعد ازان نشان لشکر پسر ہاشم نے لیا لیکن وہ لشکر شام مین گھر کر اسیر ہوا جب مسلسل و محبوس معاویہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو عمرو عاص نے کہا اَلْحَيَّةُ تَلِدُ الْحَيَّةَ سانپ سے سانپ پیدا ہوتا ہے اسکو زندہ چھوڑا چاہئے اے امیر مجھکو حکم دے کہ اپنی تلوار سے اسکو قتل کرون۔ پسر ہاشم نے کہا یا ابن عاص یہ شجاعت و مردانگی جو اب ظاہر کرتا ہے اُسوقت کہان گئی تھی جب مین معرکہ مین تجھکو دعوت پیکار کرتا تھا اور تیرا ایک قدم بخوف جان آگے نہ بڑھتا تھا معاویہ کو فصاحت کلام ابن ہاشم پسند آئی اور امر کیا کہ اُسے قید رکھین اور اُسکے قتل سے درگزرا **اُویس قرنی** جملہ شہدائے صفین سے اُویس قرنی ہے حبیب السیر وغیرہ مین ہے کہ اُویس کنارہ فرات پر وضو کرتا تھا۔ کہ ناگاہ صدائے طبل لشکر امیر المومنین اُسکے کان مین آئی پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے کسینے کہا طبل سپاہ شاہ ولایت پناہ ہے کہ جنگ معاویہ کے لئے تشریف لیجاتے ہین اُویس اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کوئی عبادت میرے نزدیک متابعت علی مرتضے سے فاضل تر نہین پس حاضر خدمت ہو کر ہمرکاب ہوا۔ مروی ہے کہ بروز جنگ اُویس پیادگان میمنہ مین شامل تھا اور دو تلوارین اُسنے باندھی تھین اور چند پتھر رکھتا تھا اور نیز اُسکے پاس ایک توبرہ سنگریزون سے پر تھا۔ پس امیر المومنین کے پاس آیا اور اُنکو وداع کیا اور مصروف جنگ ہوا حتے کہ شہید ہوا پس امیر المومنین علیہ السلام اُسکے جنازہ پر حاضر ہوئے اور نماز پڑھی اور دفن کیا۔ صاحب مجالس المومنین کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے اُویس قرنی کو نفس الرحمان و خیر التابعین فرمایا اور وہ زمانہ رسولخدا مین تھے اور غائبانہ آنحضرت پر ایمان لائے اور بسبب غلبہ حال و اشتغال بخدمت مادر پریشان حال، شرف صحبت اُس جناب پر فائز ہوئے وہ دن کو شتربانی کرتے تھے اُسکی اُجرت اپنی اور اپنی مان کی معاش مین صرف فرماتے اور بعض کتب نقل کیا ہے کہ ایکدفعہ اُویس اپنی مان کی اجازت سے زیارت پیغمبر خدا کے لئے مدینہ مین آئے اتفاقاً وہ حضرت اُسوقت دولت سرا مین تشریف نہ رکھتے تھے اُنکو مان نے اجازت توقف کی نہ دی تھی لاجرم مراجعت کی سرور کائنات گھر مین تشریف لائے تو ایک نور ساطع ملاحظہ کیا کہ پیشتر نہ دیکھا تھا دریافت کیا کہ کوئی شخص دروازہ پر آیا تھا معلوم ہوا کہ یمن سے ایک شتربان اُویس نام حاضر درگاہ ہوا تھا تحیۃ و سلام کہکر واپس چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا البتہ یہ نور اُس کا ہے کہ ہمارے لئے یہ چھوڑ گیا ہے۔ کتاب اختصاص مین حضرت محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ صفین مین تین شخص تابعین سے حضرت امیر المومنین کے ساتھ شہید ہوئے جنکے حق مین حضرت رسولخدا نے بہشتی ہونے کی شہادت دی تھی حالانکہ اُنکو دیکھا تھا۔ اُویس قرنی زید بن صوحان عبدی۔ جندب خیر ازدی مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین اسکا نقل اس روایت کے فرماتے ہین کہ یہ جندب جندب بن کعب ازدی ہے کہ جندب خیر و جندب فارق سے مشہور ہے فارق اسکو اسلئے کہتے ہین کہ عثمان کے زمانہ مین ولید بن عقبہ حاکم کوفہ کے سامنے اُسنے ایک ساحر کو قتل کیا تھا گویا اس نے حق و باطل مین یہ فرق ظاہر کیا۔ حقیر مؤلف کہتا ہے کہ زید بن صوحان کے بارے مین مشہور یہ ہے

کہ وہ جنگِ جمل میں شہید ہوا جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بالجملہ ان کے سوا اور بہت سے صحابہ و تابعین اصحاب امیر المومنینؑ سے جنگِ صفین میں کام آئے
چنانچہ بقول بعض مورخین ستر اشخاص صرف اہل بدر سے شہید ہوئے۔ اسیطرح بہت لوگ لشکر شام سے قتل ہوئے تھے کہ کہتے ہیں کہ تعداد کشتگان شام ایک لاکھ تیس ہزار
اور کشتگان لشکر مقدس حضرت امیر چونسٹھ ہزار کو پہنچی تھی اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ کل مدت قیام فریقین بمقابلہ یکدیگر بمقام صفین گیارہ مہینے تھی ان ایام
میں سوا شہر ہائے حرام اکثر اوقات مشغول کارزار رہتے تھے مگر جنگِ عظیم کہ متواتر و مسلسل رہی ماہ صفر ۳۷ھ ہجری میں تھا جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا۔ مگر بعض کا قول
ہے کہ کل نوّے لڑائیاں فریقین میں ہوئیں اور ایک سو دس دن قیام رہا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **جنگِ لیلۃ الہریر** جنگ لیلۃ الہریر آخری
جنگ ہے جنگہائے صفین سے اس سے پہلے بہت سے مقابلے و محاربے درمیان لشکر عراق و افواج شام کے واقع ہوئے مگر یہہ ہنگامہ سب میں سخت و صعب تھا بڑا کھیت
پڑا اور سخت کشت و خون ہوا ہزاروں آدمی فریقین کے علفِ تیغ بنے۔ کشتوں کے انبار لگ گئے اور خون کی نہریں بہ گئیں ہر چند جنگہائے سابقہ میں اکثر فوج
اصحاب امیر المومنینؑ ظفریاب ہوتے تھے۔ مگر اس روز بالخصوص جو کوشش اور جانفشانی موالیان خاص و شیعیان با اخلاص سے امر جہاد میں ظاہر ہوئی ہمیشہ
صفحہ تاریخ پر ماہ کامل کیطرح چمکتی رہیگی اہل شامیوں کا سارا زور و بل نکل گیا اور کوئی حالت منتظرہ انکی شکست و ہزیمت میں باقی نہ رہی تھی کہ معاویہ نے بارادۂ فرار
پائے ضلالت رکاب میں رکھ لیا۔ مگر مقدر اسکے برخلاف تھا حرام خور نفاق پیشہ اصحاب کھڑے ہو گئے اور بنا بنایا کام بگاڑ ڈالا یعنی اپنے انجام کو وہی ہوا جو ہونا
تھا اور کوئی فائدہ ان امور پر مترتب نہوا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مورخین نے لکھا ہے کہ جب جنگ صفین کو بہت طول ہو گیا اور ایک جماعت
کثیر آدمیوں کی طرفین سے لقمۂ کام اجل ہو چکی اس سے دونوں لشکروں کو نقصان پہنچا الا لشکر شام نے بیش از بیش صدمہ اٹھایا اور کمر ہمت انکی ٹوٹ گئی اور
جی چھوٹ گئے اسوقت معاویہ نے بجائے تیغ بازی نیرنگ سازی و حیلہ پردازی شروع کی اور ایک نامہ خدمت حضرت مرتضوی میں بدیں مضمون ارقام
کیا کہ **اَمَّا بَعْدُ** ہمکو اور تمکو اگر یہہ معلوم ہوتا کہ اس لڑائی کا انجام یہہ ہوگا اور اس جنگ و پیکار کی نوبت یہانتک پہنچے گی تو پہلے ہی سوچ سمجھکر کام کرتے اور
اس گرداب بلا میں اپنے کو نہ ڈالتے تم بھی یا علیؑ اپنی زندگی کے ایسے ہی طلبگار ہو جیسے کہ ہم ہیں اور موت سے اسیقدر خائف ہو جیسے ہم پہلے سابق میں تم سے
ملک شام طلب کیا تھا۔ اس شرط پر کہ تمہارے حلقۂ اطاعت میں داخل نہوں اور ربقۂ بیعت سے میری گردن آزاد رہے مگر تم نے اسکو قبول نہ کیا۔
پس جو تم چاہتے تھے خدا نے نہ چاہا اور تمہارا مدعا دلی نہ بر آیا اب کہ بہت سے صلحاء و اخیار اس امت کے قتل ہو چکے بقیۃ السیف پر رحم کرو اور ملک شام
اسی شرط سابق پر میرے پاس رہنے دو تحقیق کہ ہم دونوں اولاد عبد مناف سے ہیں اور کسی کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہیں وَالسَّلَامُ امیر المومنینؑ کے
پاس یہہ خط پہنچا تو اسطرح پر اسکا جواب رقم فرمایا **اَمَّا بَعْدُ** تیرا خط آیا اور کیفیت تیری بغاوت و عداوت کی بخوبی روشن ہوئی تو جو کہتا ہے کہ اگر
ہمکو پیشتر معلوم ہوتا کہ اس لڑائی کا یہہ انجام ہوگا تو اس کام کو شروع نہ کرتے سو میں آج تیرے جنگ و پیکار کا ویسا ہی شائق ہوں جیسا کہ پہلے تھا اور
یہہ خواہش میری روز بروز ترقی کرتی رہیگی اور تو لکھتا ہے کہ ہم بیم و امید خوف و رجا میں یکسان ہیں یہہ ہرگز صحیح نہیں کسلئے کہ تم اہل شک و ریب ہو
اور ہم ارباب ثبات و یقین اہل عراق ثواب آخرت کے امیدوار ہیں اور اہل شام دنیاء دوں کے طلبگار اور حکومت شام بے شرط بیعت و اطاعت منظور
نہیں آگے بھی تو نے اسکی خواہش کی تھی جو درجۂ اجابت کو نہ پہنچی اب کونسا حق ہمارے ذمہ ثابت کیا ہے جو پھر اسکا ذکر زبان پر لاتا ہے اور یہہ جو
لکھا ہے کہ ہم دونوں اولاد عبد مناف سے ہیں اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو لازم نہیں کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت نہو کسلئے امیہ ہاشم کی مثل نہ تھا اور

حرب عبد المطلب سے بدرجہا کمتر تھا ابو سفیان ابو طالب کے پایہ کو نہ پہنچا اور تجھکو اے معاویہ مجھسے کیا نسبت اور طلیق کو مہاجر اوّل سے کون مناسبت نہ اسلام
مین سابقہ رکھتا ہے نہ حضرت رسولخدا سے قرابت برخلاف میرے کہ برادر و ابن عم و داماد حضرت رسولخدا ہون و وارث علوم انبیا و اوصیا مجھکو آنحضرت سے وہ
نسبت ہے جو ہارون کو موسٰے سے تھی اگر ذات بابرکات سرور کائنات پر نبوت کا خاتمہ نہوچکا تو مسند نبوت میرے وجود سے زینت پاتی علاوہ برین مجھکو
حقتعالیٰ نے اور بہت سے فضائل و مناقب بخشے ہین جو کسی کو نہین دیے گئے اور کبھی خیال نہ کرنا کہ مین تیری جنگ سے ملول و دلگیر ہوگیا - اے معاویہ میری متابعت
و مبالعت تجپر اور تیرے صحاب پر لازم ہے اگر تو اس شرف سعادت سے محروم رہا تو یقین جاننا کہ عذاب ابدی مین مبتلا ہوگا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا
أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ جب یہہ خط معاویہ کے پاس پہنچا تو صلح سے مایوس ہوکر از سر نو جنگ کی تیاری مین مصروف ہوا - اگلے روز بروز پنجشنبہ دسوین
صفر المظفر ۳۷ھ ہجری ہنوز آفتاب عالمتاب افق مشرق سے برآمد نہوا تھا کہ دونو طرف کی فوجون نے اپنی منزل گاہ سے آکر میدان مین پرے جمائے امیر المومنین
نے اس روز عمامۂ حضرت رسولخدا سر پر باندھا زرہ آنحضرت کی بدن اقدس مین پہنی اور شمشیر نبوی حمائل کی اور تازیانۂ مشوق پیغمبر کا دست مبارک مین لیا اور
گھوڑے پر آنحضرت کے سوار ہوئے اور میدان مین تشریف لاکر ایک خطبہ بلیغ و فصیح ادا کیا خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ قسم بخدا اگر مین جانتا کہ ظالمان بیباک اپنی
طغیان سے دین خدا مین خلل و فساد نہ ڈالین گے اور حقوق مسلمانان انکے دست ستم سے پامال نہونگے تو قتال و جدال کو روا نہ رکھتا اور اپنے گھر مین آرام سے
بیٹھتا مگر اب ضرور ہے کہ اس جماعت گمراہ کو راہ راست پر لاؤن اور اتباع سنّت رسول اللہ کی طرف انکو دعوت کرون آگاہ رہو کہ یہہ کینہ بدر و احد و
ایام جاہلیت کا کینہ ہے جو معاویہ کے سینہ مین جوش مارتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنے دل کو ٹھنڈا کرے حقتعالیٰ اُسکی مراد نہ برلائے اور وہ اپنے مطلب پر کامیاب
نہو فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ شیعیان و فاشعار مہاجر و انصار نے عرض کی اب جبکہ عمار یاسر بھی شہید ہوچکے تو اگر کسی کے دل مین
قدرے قلیل کچھ شک شبہہ بھی تھا تو وہ دور ہوگیا اب سب کی بصیرت زیادہ ہوگئی اور یقین کامل حاصل ہوا کہ معاویہ اور اُسکے اصحاب اہل بغاوت و شقاوت
ہین جو کچھ حضرت حکم دین ہم اُسکی تعمیل کو بدل و جان کرتے ہین حضرت نے انکی مدح و ثنا کی اور ایک دستہ دس ہزار سوار جرار کا انتخاب کرکے لشکر شام کا قصد کیا
اور سب کو کہا کہ ایک دل و یکجہان ہوکر مثل شخص واحد حملہ کرین اس مثل برق و رعد صفہائے شام کو درہم برہم کر دیا اور اس قدر آدمی دشمنون سے قتل کئے
کہ ہاتھ پاؤن گھوڑون کے خون مین رنگین ہوگئے اس حملہ کے بعد لشکر شام مین تاب و توان باقی نہ رہی معاویہ نے عمرو عاص سے کہا اے ابو عبد اللہ
آج صبر چاہئے کہ کل شرف فتح حاصل ہو اُس نے کہا یہہ درست ہے مگر آج موت حق ہے اور حیات باطل اگر علی نے ایک حملہ ایسا ہی اس لشکر کے ساتھ اور
کیا تو ہم سے ایک متنفس زندہ نہ بچیگا نقل ہے کہ اُس روز ایک شخص اسپ کمیت پر سوار کثرت اسلحہ سے لوہے مین چھپا ہوا فقط آنکھین اُسکی نمودار تھین
ہاتھ مین نیزہ لئے صفوف افواج کو اُسکے اشارہ سے درست کرتا پھرتا تھا جب صفین راست ہوگئین تو اہل شام سے پشت موڑکر اپنے لشکر کے روبرو
کھڑا ہوا اور بعد حمد و ثنائے الٰہی اور درود حضرت رسالت پناہی کہا أَيُّهَا النَّاسُ مقام شکر و سپاس ہے کہ ہمارے امام و پیشوا ابن عم پسر عم رسول علی
بن ابی طالب ہین کہ اسلام مین سب سے اوّل اور ہجرت مین سابق ہین وہ ایک سیف خدا ہین دشمنان دین کے لئے جسوقت ہنگامۂ کارزار گرم ہوا اور مردان
میدان اپنے گھوڑون کو جولان کرین تو صبر و سکون کے ساتھ میرے ہمراہ رہو یہہ لشکر شام مین داخل ہوکر مصروف جہاد ہوا اور بہت زور و شور سے حملہ کیا نیزہ
کے ساتھ جنگ کرتا تھا اور شامیون کو اُس سے مارتا تھا کہ نیزہ اُسکا ٹوٹ گیا پس اپنے لشکر گاہ کو لوٹا اور نیزہ دوسرا اٹھایا اُسوقت معلوم ہوا کہ مالک اشتر ہین

روایت ہے کہ ایک شخص لشکر شام سے نکلکر دو صفون کے درمیان کھڑا ہوا اور امیر المومنین کو طلب کیا حضرت اُسکے پاس تشریف لائے تو عرض کی یا علی مین ایک بات عرض کرتا ہون اگر قبول کرو تو یہہ جنگ فساد موقوف ہوجائے وہ یہہ ہے کہ ملک شام ہمارے پاس اور عراق تمہارے پاس ہے نہ تمکو ہمارے شام سے تعرض ہو نہ ہمکو عراق سے اس قرار داد پر دونو اپنے اپنے مقام پر واپس جائین حضرت نے فرمایا مینے تیری نصیحت سُنی اور تیرا مطلب سمجھا آگاہ رہ کہ مینے اس امر مین بہت غور و تامل کیا تو یہی صورت نظر آئی کہ یا تو اس قوم سے جہاد کرون یا دین خدا سے نکلکر کافر ہوجاؤن تحقیق کہ دوستان و اولیائے خدا کا یہہ کام کہ دُنیا مین گناہ و معصیت شائع ہو اور وہ باوجود قدرت خاموش بیٹھے دیکھتے رہین امر بالمعروف و نہی عن المنکر عمل مین نہ لائین اس جہاد کرنا راہ خدا مین سہل ہے بہ نسبت عذاب شدید الیم آخرت کے اس شخص نے یہہ سنکر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور وہانسے چلا گیا پس فریقین نے اپنے مقام سے جنبش کی اور صفین ٹوٹ پھوٹ کر باہم و گر یکسان ہوگئے تیرون کی بوچھاڑ کی تا اینکہ ترکش خالی ہوگئے پتھر ڈھیلے برسائے حتّٰے کہ زمین پر سنگریزہ نہ رہا پھر سنان خنجر تیغ و تبر کام مین آئے گرز پہ گرز پڑتا اور لوہے سے لوہا بجتا تھا ہولناک آوازین بڑے بڑے دلاوروں کے دلون کو ہلاتین ہائے دہوی شور و شر سے ہنگامہ نبرد نمونہ رستخیز روز محشر ہوگیا ایک غبار غلیظ سطح زمین سے مرتفع ہوا کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا آفتاب کو گہن لگا روز روشن شب تار دکھائی دینے لگا وہ گرمی کا شدید الحرارت کٹھن روز لڑتے لڑتے صبح سے شام اور شام سے رات آگئی مگر پرُ دلونکے دل جنگ پیکار سے سیر نہوتے تھے چار نمازین ظہر عصر مغرب عشا صرف تکبیرات سے گھوڑون پر باشارہ ادا ہوئین کسیکو مہلت نہ تھی کہ نیچے اُترکر بشرائط نماز ادا کرے امیر المومنین و امام المسلمین سر مبارک آسمان کیطرف بلند کرتے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ نُقِلَتِ الْاَقْدَامُ وَ اَفْضَتِ الْقُلُوْبُ وَ رُفِعَتِ الْاَیْدِیْ وَ مُدَّتِ الْاَعْنَاقُ وَ شَخَصَتِ الْاَبْصَارُ وَ طُلِبَتِ الْحَوَائِجُ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشْکُوْ اِلَیْکَ غَیْبَۃَ نَبِیِّنَا وَ کَثْرَۃَ عَدُوِّنَا وَ تَشَتُّتَ اَھْوَائِنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ۔ خداوندا قدم تیری طرف بڑھتے ہین اور قلوب تیری طرف روان ہوتے ہین اور ہاتھ تیری درگاہ مین دراز ہوتے ہین اور گردنین تیری جانب بلند ہوتی ہین اور نظرین تیری سمت اُٹھتی ہین اور حاجتین تجھ سے طلب کیجاتی ہین پروردگارا ہم تجھ سے شکایت کرتے ہین اپنے نبی کی غیبت اور دشمنون کی کثرت اختلاف ہوا و ہوس کی خداوندا حکم کر ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان تحقیق کہ تو بہترین حکم کرنیوالونکا ہے یہہ کہتے تھے اور اس شب تا سحر میدان شامیون پر حملہ آور ہوتے اور بانیان شر و فساد کو قتل فرماتے تھے راوی کہتا ہے کہ قسم ہے خدائے عزوجل کی جس نے محمد کو برحق نبی مقرر کیا کہ ابتدائے عالم سے آجتک کسی رئیس قوم کو نہین سُنا جسنے ایک روز واحد مین اپنے ہاتھ سے اسقدر دشمن قتل کئے ہون جسقدر کہ آنحضرت نے لیلۃ الہریر مین قتل فرمائے منقول ہے کہ اس اثنا مین جب وہ حضرت کسیکو قتل کرتے تکبیر کہتے صحابہ سے ایک شخص نے جو ملازم رکاب سعادت انتساب تھا شمار تکبیرات کیا تو صبح تک کل تکبیرین پانسو تئیس ۵۲۳ ہوئین مگر بعض کتب مین معاویہ سے نقل کیا ہے کہ لیلۃ الہریر مین نوسے آدمی خاص حضرت امیر المومنین کے ہاتھ سے قتل ہوئے ۔ اور حقیر مؤلف نے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ لیلۃ الہریر مین صبح تک کل اٹھارہ ۱۸ سے تکبیرین حضرت سے سُنی گئین ہر تکبیر کے ساتھ دو ۲ رکعت نماز پڑھتے تھے اور ایک مرتد کو فوج شام سے فی النار فرماتے ۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ دو صفون کے درمیان مین مُصلّٰے حضرت کے لئے بچھا دیا تھا اسپر نماز پڑھتے تھے اور تیر سامنے اور راست و چپ آتے تھے اور کچھ خوف نفرماتے تھے اور جائے نماز سے نہ اُٹھے جبتک کہ اپنے تمام اوراد سے فارغ نہولئے ۔ نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ امیر المومنین قلب لشکر مین تھے اور مالک اشتر میمنہ پر اور مالک ہر طرف مثل شیر غضبناک اسپ کو جولان کرتے اور ہر قوم کو جنگ اعدا پر رغبت دلاتے اور کہتے اَلَا مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہٗ لِلّٰہِ وَ یُقَاتِلُ مَعَ الْاَشْتَرِ حَتّٰی یَظْھَرَ اَوْ یَلْحَقَ بِاللّٰہِ ترجمہ ہان کوئی ہے کہ اپنے نفس کو راہ خدا مین فروخت کرے

اور اشتر کے ساتھ ہو کر اعداء دین پر جہاد کرتے تا اینکہ فتح و ظفر حاصل ہو یا سعادت شہادت پا دے لوگ ہر طرف سے آ کر انسے ملحق ہوئے پس اشتر سب کو ساتھ لیکر متوجہ حرب اعدا ہوئے اپنا نیزہ آگے کو جھکاتے تھے اور صحاب کو اُس طرف بڑھنے کو کہتے پھر کمان پھینکتے اور کہتے میرے عم و خال تم پر فدا ہوں قدم آگے بڑھاؤ اور راہ خدا میں جہاد کرو کہ حقتعالی تم سے رضی ہو پس اس شدت سے حملہ کیا کہ ارکان سپاہ شام میں تزلزل پڑ گیا اور وہ پس پا ہو گئے افواج منصورہ آگے بڑھی چلی جاتی تھیں جو سامنے آتا شکار شہباز اجل ہوتا جتے کہ دھکیلتے دھکیلتے انکی خیمہ گاہ تک جا پہنچے اس مقام پر شامی بھی خوب جمکر لڑے اور ہزاران پڑا اور علمدار لشکر معاویہ مارا گیا امیر آثارات فتح و ظفر مشاہدہ کرتے اور لشکر مدد مالک اشتر کو بھیجتے تھے - ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ اشتر اور استاد اشتر یعنی علی بن ابیطالب علیہ السلام کی مثل عرب و عجم میں کوئی شجاع خلق نہیں ہوا تو وہ میرے نزدیک گناہ گار نہو گا کیا خوب کہا کسی کہنے والے نے جبکہ اس سے اشتر کی بابت سوال کیا گیا کہ کیا کہوں میں اس شخص کے حق میں جسکی حیات نے اہل شام کو ہزیمت دی اور اسکی موت نے اہل عراق کو اور امیر المومنین نے اسکی شان میں کہا کہ اشتر میرے لئے ایسا تھا جیسا کہ میں رسول خدا کے لئے - اور نیز نصر بن مزاحم نے کہ بقول ابن ابی الحدید ثبت صحیح النقل ہے اور ہوا نفسانی اور دغل سے نسبت نہیں رکھتا اور رجال حدیث سے ہے روایت کی ہے کہ اس روز خون تازہ آسمان سے برساتے کہ لوگ ظروف میں لیتے تھے جب وہ بھر جاتے تو پھینکدیتے تھے اس سے شامیوں کو بہت خوف ہوا اور قریب تھا کہ لشکر متفرق ہو جائے کہ عمرو عاص نے پکار کر کہا ایہا الناس یہہ ایک آیہ و علامت ہے آیات خدا سے آدمی کو اپنا معاملہ درمیان خود و خدا درست رکھنا چاہئے پھر پروا نہیں ہر چند کہ یہہ دو پہاڑ باہم ٹکرا جائیں اہل شام کو اسیقدر کافی ہوا اور بدستور مصروف جنگ ہوئے لیکن آثار فتح شکستگی و مہدم انہیں ترقی پذیر تھے خود معاویہ کا پائے ثبات متزلزل ہو گیا اور اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ معرکہ سے بھاگ جاوے چنانچہ ایک اسپ تیز و تند کو اسکے لئے لائے تاکہ اُسپر سوار ہو کر فرار کرے معاویہ کہتا ہے کہ میرا ارادہ ہو گیا تھا کہ دو کاموں سے ایک اختیار کروں یا عبداللہ بن عباس سے ملتجی ہوں کہ وہ علی سے کہکر مکہ میں رہنے کی اجازت دلوا دے یا قیصر روم کے پاس چلا جاؤں اور اسکی قلمرو سے کسی جزیرہ میں بود و باش اختیار کروں اسی فکر میں تھا کہ مجھکو یہہ اشعار ابن الطنابہ کے یاد آئے ۵ اَبَتْ لِی عِفَّتِی وَاَبیٰ بَلَائِی + وَاَخْذِی الْحَمْدَ بِالثَّمَنِ الرَّبِیْحِ ÷ وَاِعْطَائِی عَلَی الْمَکْرُوْہِ مَالِی ÷ وَضَرْبِی ھَامَۃَ الْبَطَلِ الْمُشِیْحِ ÷ وَقَوْلِی کُلَّمَا جَشَأَتْ وَجَاشَتْ ÷ مَکَانَکِ تُحْمَدِیْ اَوْ تَسْتَرِیْحِیْ ÷ لِاَدْفَعَ عَنْ مَاٰثِرَ صَالِحَاتٍ ÷ وَاَحْمِیْ بَعْدُ عَنْ عِرْضٍ صَحِیْحٍ — ÷ فَاِنْ فُزْتُ بِالشَّرَفِ الْمُعَلّٰی ÷ وَاِمَّا رُحْتُ بِالْمَوْتِ الْمُرِیْحِ ÷ یعنی انکار کرتی ہے عفت میری یا ہمت میری اور بلا میری یا جبا میری - اور دل لینا میرا حمد کو قیمت نافع دیکر اور عطا کرنا میرا مال کو مکروہات مصائب میں اور ضرب لگانا میرا دلیر جوان مرد کے سر پر - اور کہنا میرا اپنے نفس کو جب وہ برانگیختہ ہوا اور جوش میں آئے کہ اپنی جگہہ پر قرار لے اور آرام پکڑ میں یا تو ایک شرف عالی پر فائز ہونگا یا راحت دہندہ موت کی راہ پر چلا جاؤنگا معاویہ کہتا ہے کہ جب یہہ اشعار مجھکو یاد آئے تو میری ہمت بندہ گئی اور میں نے پاؤں کو رکاب سے نکال لیا اور اپنے مقام پر آگیا پس دنیا کی خیر و خوبی حاصل کی اور امید ہے کہ آخرت بھی میری درست ہو

نقل ہے کہ اشعث بن قیس ملعون نے اپنی قوم قبیلہ کندہ کو اُس رات جمع کر کے اغوا کیا کہ تم نے آج کی کیفیت دیکھی کیا بلاء عظیم عرب پر نازل ہوئی سنا سو گنو کہ میری بقدر سن آدمی نے اس طرح کا کشت و خون کبھی نہیں دیکھا تھا - اگر کل ایک لڑائی اور ایسی ہو گئی تو امید نہیں کہ ایک مرد ان دو لشکروں سے جان بچا لیجائے پس اپنی اولاد و عورات پر رحم کرو اور اس جنگ جوئی سے باز آؤ یہہ اسلئے کہ معاویہ نے اس سے پیشتر بہت سا روپیہ اشعث کے پاس بطور رشوت کے بھیجا تھا جب معاویہ کو یہہ کلام اشعث کا پہنچا تو بہت خوش ہوا اور اپنی تدبیر کی بنا اس پر رکھی باہم جنگ برابر تو قائم تھی ادھر کسی صورت بند نہو تی تھی اہل شام فریاد کرتے تھے کہ خدا سے ڈرو اور ان معدود دے چند پر جو ہزاران ہزار سے باقی رہ گئے ہیں رحم فرماؤ و عورات و اطفال پر ترس کھاؤ مگر کچھ فائدہ نہ تھا کوئی

نہ سنتا تھا حتے کہ تمام رات اسطرح پر گزری صبح آفتاب عالمتاب با شمشیر ہائے شعاع میدان مشرق میں منودار ہوا آسیا رحرب ہنوز گردان تھی سمبارزان طرفین متواتر حملہ کرتے اور قتل و قمع اعدا میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے تھے ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ تعداد کشتگان لیلۃ الہریر چھتیس ہزار کو پہنچی تھی چار ہزار لشکر امیر المومنینؑ سے اور بتیس ہزار افواج شام شوم سے **حیلۂ عمرو عاص** اسوقت معاویہ نے عمرو عاص سے کہا اے ابو عبد اللہ تیرے وہ حیلے آج کہان گئے جو تو نے ذخیرہ کر رکھے تھے یہہ وقت ہے اگر کوئی تدبیر ہو سکے تو کر ورنہ قسم بخدا کہ ہم ہلاک ہوئے تمام لشکر سے ایک نفر زندہ نہ بچے گا ۔ عمرو عاص عیار نے کہا لشکر کو حکم کر کہ جسقدر قرآن خیمون میں اُنکے پاس موجود ہین لاکر نیزون کے اوپر باندھین اور اہل عراق کے سامنے کرکے کہین کہ یہہ کلام خدا و وحی منزل من اللہ ہے ہم اسپر ایمان رکھتے ہین تم بھی مسلمان ہو اور خدا اور اسکے کلام پر اعتقاد رکھتے ہو ۔ تو یہہ کلام ہمارے اور تمہارے درمیان ہے اسکے موافق عمل کرو ۔ ہم نے اشعث بن قیس وغیرہ سرداران علیؑ کو رشوت دیکر پہلے سے توڑ لیا ہے وہ منتظر ہی ہین قرآن کو دیکھ کر کوئی قدم لڑنے کے لئے آگے نہ رکھے گا اور لڑائی موقوف ہو جائیگی یہی ایک حیلہ ہے جو ہمیشہ آجکے دن کے لئے مخزون و محفوظ رکھا تھا سب نے بالاتفاق اس تدبیر کو پسند کیا اور اپنے قرآن لیکر نشانون پر باندھے ۔ بعض نے جنکے پاس قرآن نہ تھے اینٹین پارچہ مین لپیٹ کر باندھ لین اور لشکر عراق کے ساتھ اُنکو کھڑا کیا اور جو قرآن[1] کہ مسجد اعظم شام مین رہتا تھا اور عثمان نے شام کو مدینہ سے بھیجا تھا اُسکو چار نیزون پر باندھا اور خاص امیر المومنینؑ کے مقابل کھڑا کیا اور بآواز بلند کہا اے اہل عراق یہہ مصحف مجید ہے ہم اسکے اوامر و نواہی کو مانتے ہین اور اسکے فرض و سنت کی پیروی لازم جانتے ہین تم بھی اگر خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اسکو کلام ربانی سمجھتے ہو تو بموجب اسکے عمل کرو اور عورات و اطفال پر رحم کھاؤ اگر ہم اسیطرح باہم لڑ بھڑ کر فنا ہو گئے تو اہل روم و فارس بدلے لینگا اور انکو قید کرکے اپنے ملکون مین لیجاینگے ۔ بالجملہ کل پانچسو یا پانچسو پچاس قرآن شریف تھے جو نیزون پر باندھ کر سامنے کئے گئے ۔ امیر المومنینؑ نے یہہ دیکھکر فرمایا پروردگارا تو خوب جانتا ہے کہ قرآن انکا مقصود نہین پس حکم کر ہمارے اور انکے درمیان کیلئے کہ تو بہتر ہے حکم کرنیوالونکا پس اصحاب آنحضرتؑ مین تفرقہ پڑ گیا ایک فریق نے کہا بدستور لڑائی جاری رکھو دوسرے محاکمہ قرآن پر راضی ہوئے اشعث بن قیس نے ان مصاحف کو دیکھا تو چونکہ در پردہ معاویہ سے سازش رکھتا تھا اور گویا اسکا منتظر ہی تھا فوراً امیر المومنینؑ کی خدمت مین آیا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ اب کوئی عذر باقی نہین رہا آپ ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ مین اُنکے ساتھ بموجب کتاب خدا و سنت رسولؐ عمل کرونگا اب وہ خود اسکے خواستگار ہین اسلئے قرآن پیش کئے ہین پس اُنکی درخواست کو قبول کیجیے ورنہ قسم بخدا کہ ہم آپکی اطاعت نہ کرینگے اور ایک پر تیر آپکے کیند سے اُنکی طرف نہ پھینکینگے امیر المومنینؑ نے فرمایا مین ان لوگون کو خوب جانتا ہون انکا مقصود قرآن اور حکم قرآن ہرگز نہین بلکہ انہون نے اپنی شکست اور ہماری فتح پر آگاہی پائی ہے چاہتے ہین کہ اس حیلہ سے ہمکو اپنے سر سے دفع کرین اور جان بچالے جائین زنہار اے اشعث تو انکے دام مکر مین نہ آ یہہ بالکل دہوکہ دیتے ہین ذرا صبر کر اور اپنے کام پر مستعد رہ کہ نسیم فتح و ظفر کوئی دم مین چلنے والی ہے ایسا نہو کہ کوئی اور تیرے موہنہ سے یہہ باتین سُنے اور شک و شبہ مین پڑے اشعث خبیث نے کہا معاذ اللہ مین کبھی راضی ہونگا کہ یہہ قوم کتاب خدا و سنت رسولؐ خدا کیطرف ہمکو دعوت کرے اور ہم اُنکے روبرو تلوار کھینچین اگر آپکو تردد ہے تو مجھکو اجازت دین کہ معاویہ کے پاس جاؤن اور اصل حال اُس سے دریافت کرون حضرتؑ نے فرمایا مین جو کچھ ان لوگون کی نسبت جانتا تھا تجھ سے بیان کیا اب جو تیرا جی چاہے کر پس اشعث لعین معاویہ کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا کہ یہہ قرآن تمنے کسلئے بلند کئے ہین معاویہ نے کہا اسلئے تاکہ ہم تم اس کلام اللہ کے موافق باہم مصالحہ کرین اور اس جنگجوئی سے دست بردار ہون اشعث نے کہا بہت خوب اور امیر المومنینؑ کے پاس آکر ماجرا بیان کیا پس ایک مرد اہل شام سے اسپ ابلق پر سوار قرآن کھول کر دو

[1] یہہ قرآن فرستادہ عثمان اسی سال یعنی ۱۳۱۱ ہجری مین جبکہ ہم اس کتاب کو لکھ رہے تھے مسجد جامع دمشق مین آگ لگ کر مع دیگر اسباب و عمارت مسجد کے جلکر خاکستر ہو گیا ۱۲ منہ عفی عنہ

صفوں کے درمیان کھڑا ہوا اور اس آیۂ شریفہ کی تلاوت کرتا تھا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنی نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جو کتاب خدا سے بہرہ و حصہ دئے گئے ہیں جب انکو کتاب خدا کی طرف بلاتے ہیں تاکہ انکے درمیان بحق حکم کریں تو انمیں سے ایک فرقہ پشت پھیرتا ہے اور قبول حکم سے اعراض و روگردانی کرتا ہے - بالجملہ معاویہ و عمرو عاص کا تیر تدبیر نشانہ پر بیٹھا - اور اشعث برملا آنحضرت کے خلاف ہو گیا اور اسکے ساتھ ہی اور اکثر دنیادار جنہوں نے معاویہ سے رشوتیں لی تھیں بگڑ گئے اور اختلاف عظیم لشکر عراق میں پیدا ہوا بعض کہتے تھے کہ یہ لوگ ہم کو کتاب خدا کی طرف دعوت کرتے ہیں ہمکو اس جنگ سے سخت صدمہ پہنچا ہمارے دلیر و دلاور مرد میدان نبرد میں کام آئے - اب جو یہ کہتے ہیں اسکو قبول کرو اور قتال و جدال سے ہاتھ اٹھاؤ تاکہ قدرے قلیل جو باقی رہ گئے ہیں نجات پائیں بعض دیگر جو اپنے دین و ایمان پر قائم تھے اسکے برعکس رائے دیتے تھے کہ یہ محض شامیوں کا مکر و فریب ہے حربے نے انکو عاجز و زبون کر دیا ہے ذرا صبر کرو کہ یہ قضیہ کوئی دم میں طے ہوا جاتا ہے سفیان بن ثور بکری نے کہا اے اہل عراق ہم شامیوں کے ساتھ اسلئے جنگ کرتے تھے کہ انکو کتاب خدا کی طرف بلاتے اور وہ اس سے انکار کرتے تھے - اب وہ ہمکو اسکی طرف دعوت کرتے ہیں کیسے اجابت نہ کریں اگر ہم اسکو اجابت نہ کریں گے تو انکو ہمارے ساتھ جنگ کرنا حلال ہوگا جیسا کہ پہلے ہمکو انکے ساتھ حلال تھا - تعجب ہے کہ علی بن ابی طالب پر اسکا کچھ اثر نہیں ظاہر ہوتا اور وہ بدستور اپنی پہلی رائے پر ہیں اور ہمکو جنگ کا حکم دئے چلے جاتے ہیں ہم میں اب طاقت جنگ باقی نہیں ہمارے تمام مرد ہلاک ہو گئے اب صلح کر لی چاہئے - عدی بن حاتم نے کہا یا امیر اگر ہمارے آدمی مارے گئے تو انکے بھی مارے گئے - ہم زخمی و مجروح ہیں تو وہ بھی اس سے خالی نہیں خدا کا شکر ہے کہ ہماری حالت پھر بھی انسے بدرجہا بڑھکر و بہتر ہے قلق و اضطراب انمیں ہویدا ہے اور فتح و نصرت ہمارے قریں **مالک اشتر** نے عرض کی یا امیر المومنین معاویہ کے پاس اسقدر مرد نہیں رہے جسقدر کہ آپکے پاس ہیں اور ہوتے بھی تو یہ جرأت و جسارت جو ہماری فوج میں ہے انکو حاصل نہیں - فَاَقْرِعِ الْحَدِيْدَ بِالْحَدِيْدِ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ الْحَمِيْدِ پس آہن کو آہن پر کوٹئے اور خدائے بزرگ برتر سے خواہان اعانت و امداد ہوجئے پس عمر بن الحمق خزاعی و رفاعہ بن شداد بجلی و حصین بن منذر و خالد بن معمر وغیرہ نے اسی قسم کے کلام کئے - یہ لوگ اپنی اپنی گفتگو یوں کرتے تھے اور حضرت خاموش بیٹھے تھے - نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ جب سب اپنے کلام ختم کر چکے تو امیر المومنین نے فرمایا اَيُّهَا النَّاس میں اجابت کتاب خدا کے لئے سب سے زیادہ احق و اولے ہوں - تمام عالم سے پہلے میں نے اس دعوت کو قبول کیا ہے تحقیق کہ معاویہ و عمرو عاص و ابن ابی معیط و ابن ابی سرح اہل دین و اہل قرآن سے نہیں میں بچپن اور جوانی میں انکے ساتھ رہا ہوں خیر و صلاح انمیں کبھی نہیں پائی گئی یہ صرف انکی شرارت و عیاری ہے کلمۂ حق کہتے ہیں مگر مقصود باطل ہے قرآن پاس رکھتے ہیں لیکن اسکے مطالب و معانی سے سروکار نہیں رکھتے - اور ہرگز اسپر عمل نہیں کرتے تھوڑی دیر صبر کرو اور اپنے سر و بازو ایک ساعت کیلئے ہمکو عاریتاً دو کہ حق اپنے منزل پر پہنچ گیا ہے ظلم کا قضیہ پاک ہوتا ہے - پس اسوقت قریب بیس ہزار مرد کے سلاح جنگی پہنے ہوئے پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ظاہر و عیاں تھے اور کثرت اسلحہ سے گویا دریائے آہن میں غرق تھے شمشیر ہائے برہنہ دوش پر رکھے ہوئے آئے مسعر بن فدکی و زید بن حصین و قراء قاریان قرآن جو بعد میں خوارج ہو گئے انکے پیشرو تھے اور بجائے امیر المومنین کے حضرت کا نام لیکر خطاب کیا کہ یا علی یہ قوم کتاب خدا کی طرف دعوت کرتی ہے اسکو اجابت کرو ورنہ قسم بخدا کہ ہم تمکو بھی اسیطرح قتل کرینگے جیسا کہ عثمان کو قتل کیا - حضرت نے فرمایا وائے ہو تم پر میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف دعوت کیا گیا اور تمام سے پیشتر اسکا قبول کرنے والا ہوں - کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی مجھکو اسطرف دعوت کرے اور میں اجابت نہ کروں اسیلئے ان سے لڑتا ہوں کہ احکام خدا کو نہیں اور کتاب اللہ پر کاربند ہوں تحقیق کہ انہوں نے خدا کی نافرمانی کی اور عہد خدا کو توڑا اور کتاب اللہ کو ترک کیا - آگاہ رہو کہ یہ قوم تمکو فریب دیتی ہے قرآن پر عمل کرنا انکا مقصود و مطلوب نہیں جنگ کو موقوف کرو کہ فتح میں اب کوئی

حالت منتظرہ باقی نہین - اُنہون نے کہا یا علی اِن باتون سے کچھ فائدہ نہین جلد کسی کو بھیجو کہ اشتر کو جنگ گاہ سے واپس بلائے - ورنہ ہم تمکو قتل کرتے ہین یا پکڑ کر دشمن کے حوالہ کرتے ہین نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ اشتر اُسوقت میمنہ لشکر پر مصروف جہاد تھے اور لڑتے لڑتے معاویہ کے پاس پہنچ گئے تھے اور قریب تھا کہ اہل شام شکست دکھا کر منہزم ہون - اور ہر چند یہ ان اخبار موحش سے ترتیب لشکر مین ابتری پھیل چلی تھی - اور فوج فوج قبائل صفون سے جدا ہو کر واپس ہونے لگے تھے مگر تاہم غلبہ اُسی طرف کو تھا بالجملہ امیر المومنین نے یہہ دیکھا تو تاسّف کا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا غَلَبَ ابْنُ هِنْدٍ یسر ہند غالب آیا اور یزید بن ہانی کو اشتر کے پاس بھیجا کہ اُسکو بلا لائے - یزید نے پیغام حضرت کا اشتر کو پہنچایا - اشتر نے کہا امیر المومنین سے کہہ - کہ یہہ موقع نہین کہ مین اپنے مقام سے جنبش کرون ذرا صبر کرین کہ دامن آرزو گل مراد سے پُر ہے - یزید نے واپس آکر یہہ جواب باصواب بیان کیا اور ساتھ ہی صدائے نعرہ ابطال و ہلہلہ رجال جانب اشتر سے بلند ہوئی - اور گرد و غبار سر بفلک اُٹھا - اور آثار فتح و ظفر مثل آفتاب روشن ظاہر و جلوہ گر ہونے لگے - خارجیون نے غل مچایا کہ معلوم ہوتا ہے تم نے اشتر کو بلایا نہین بلکہ تاکید کی ہے کہ جنگ مین زیادہ کوشش کرے حضرت نے فرمایا و بیکہ مین اُسکے ساتھ کوئی سرگوشی کی ہے کہ ایسا گمان ہو - تمہارے سامنے پیغام طلب بھیجا اور یزید کو پھر روانہ کیا - کہ اشتر سے کہے کہ یہان فتنہ عظیم حادث ہوا ہے یزید دوبارہ گیا اور جو سُنا و دیکھا تھا اُس سے بیان کیا - اشتر نے کہا ان قرآنون کے بلند کرنے سے یہہ فتنہ حادث ہوا ہے - یزید نے کہا ہان - مالک نے کہا واللہ مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہہ رفع مصاحف ضرور ہمارے لشکر مین اختلاف و تفرقہ ڈالے گا - کیا یہہ لوگ نہین جانتے کہ یہہ صرف ابن عاص کا ایک حیلہ ہے جب ہزیمت اُنکو یقین ہوئی تو قرآن کی پناہ مین بھاگتے ہین سلئے یزید مین کسطرح یہان سے جاؤن کیا تجھکو آثار فتح دکھائی نہین دیتے - یزید نے کہا تو یہہ کہتا ہے اور وہان پچاس ہزار شمشیر برہنہ امیر المومنین کے سر پر بلند ہین - اگر ذرا توقف کیا تو آنحضرت کو زندہ نہ پاوے گا - اشتر یہہ سُنکر بیقرار ہو گئے اور فوراً تلوار کو میان کیا اور کہا مجھکو بے روئے مبارک امیر المومنین سلطنت روئے زمین بھی درکار نہین لشکر گاہ مین آئے تو دیکھا کہ امیر کبیر زمین پر نطع بچھائے سر جھکائے خاموش بیٹھے ہین اور تمام لشکر با شمشیر ہای برہنہ حضرت کے گرد حلقہ زن ہے - اور بجز آپکے دو لخت جگر حسن و حسین و معدودے چند اصحاب خاص کے جو دس سے زیادہ نہ تھے کوئی ناصر و مددگار پاس نہین اشتر چلائے کہ اے اہل عراق اے صاحبان شقاق و نفاق تمہاری عقلین کہان گئین اور تمہاری فہم و بصیرت کو کون لے گیا جب وقت آیا کہ تمہاری جانکاہ عرق ریزیان بار آور ہون تو یکایک ناگاہ پسر نابغہ نے تمکو فریب دیا اور تم اُسکے دام تزویر مین مثل مرغ نادان اسیر ہو گئے قسم بخدا کہ وہ قرآن و احکام قرآن کو نہین جانتے اور صاحب قرآن رسول آخر الزمان کو نہین پہچانتے - ایک لحظہ مجھکو مہلت دو کہ پھر فتح تمہاری ہے زیادہ نہین تو اسی قدر توقف کرو کہ ایک بار اسپ کو میدان مین جولان کرون پھر دیکھنا کہ پردۂ غیب سے کیا بات بر روئے کار آتی ہے مگر افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ اُن ملاعین نے ایک نہ سُنا اور یہہ جواب دیا کہ اگر ہم ایسا کرین تو گناہ و عصیان مین تیرے ساتھ شریک ہون - مالک نے کہا کہ کل جبکہ اُنکے ساتھ جنگ کرتے اور اُنکو قتل کرتے تھے راہ صواب پر تھے یا گناہ کرتے تھے اگر گناہ کرتے تھے تو جو صلحا و ابرار تم سے قتل ہوئے سب کے سب جہنمی ہین - اُنہون نے کہا کہ اے اشتر ان باتون سے درگزر کہ ہم پیشتر خدا کے واسطے جنگ کرتے تھے اور اب خدا ہی کے واسطے اُسکو ترک کرتے ہین - اشتر نے کہا سوائے اسکے نہین کہ واللہ تم اُنکے فریب مین آگئے - اے سیاہ پیشانیون والو ہمارا گمان تھا کہ تمہارا نماز روزہ زہد و تقوے خدا کے لئے ہے - اب دریافت ہوا کہ تم موت سے بھاگتے ہو - اور دنیا کے طلبگار ہو - یاد رکھو کہ آج کے بعد کبھی عزت نہ پاؤ گے فَابْعُدُوْا كَمَا بَعُدَ الْقَالِسُوْنَ دور ہو جیسا کہ قوم ظالمین دور ہوئی پس اشتر نے اُنکو سب و شتم کیا - اُنہون نے اشتر کو سب و شتم کیا اُنہون نے اشتر کے گھوڑے کے موہنہ پر تازیانے لگائے اور اشتر نے اُنکے گھوڑون کے

نطع بالفتح گستردنی آنا دیم جمع انطاع و نطوع ۱۲ منتہی الارب

موہنہ پر تازیانے لگانے صحاب اشتر اُسکی امداد کو اُٹھے اور قریب تھا کہ فتنہ تازہ اور پیدا ہو۔ امیر المومنین نے فریقین کو منع کیا اور شور و شر سے باز رکھا خارجیوں نے غل مچایا کہ امیر المومنین راضی ہوگئے اور حکم قرآن کو اُنہوں نے قبول و منظور کرلیا۔ اشتر خاموش ہوگئے کہ جب امیر المومنین رضی ہین تو مین اُنکی رضا پر راضی ہون۔ صدائین چارون طرف سے بلند تھین اَلْمُوَادَعَةُ اَلْمُوَادَعَةُ قَدْ رَضِیَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ قَدْ قَبِلَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ اور حضرت امیر المومنین سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے اور زبان سے کچھہ نہ کہتے تھے پس اُٹھے اور سب لوگ خاموش ہوگئے فرمایا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَمْرِی لَمْ یَزَلْ مَعَکُمْ عَلٰی مَا اُحِبُّ اِلٰی اَنْ اَخَذَتْ مِنْهُمُ الْحَرْبُ وَقَدْ وَاللّٰهِ اَخَذَتْ مِنْکُمْ وَتَرَکَتْ وَاَخَذَتْ مِنْ عَدُوِّکُمْ فَلَمْ یَتْرُکْ وَاِنَّهَا فِیهِمْ اَنْکٰی وَاَنْهَکُ اَلَا اِنِّی کُنْتُ اَمْسِ اَمِیرًا فَاَصْبَحْتُ الْیَوْمَ مَاْمُورًا وَکُنْتُ نَاهِیًا فَاَصْبَحْتُ مَنْهِیًّا وَقَدْ اَحْبَبْتُمُ الْبَقَاءَ وَلَیْسَ لِی اَنْ اَحْمِلَکُمْ عَلٰی مَا تَکْرَهُونَ خلاصہ کلام بلاغت نظام یہہ ہے کہ اے مردمان تم ابتک میرے ساتھ تھے اور میری خواہش کے موافق اس قوم سے جنگ کرتے تھے تا اینکہ طرفین سے بہت آدمی کام آئے۔ مگر زیادہ تر صدمہ دشمن کو پہنچا چنانچہ ہم مین اب بھی بہت مردان کار موجود ہین اُنکا قریباً خاتمہ ہولیا۔ لیکن مین کل تمہارا امیر و حاکم تھا آج مامور و محکوم ہون کل تمکو امر و نہی کرتا تھا۔ آج تم مجھکو امر و نہی کرتے ہو۔ حقیقت یہہ ہے کہ تمنے بقا و حیات کو دوست رکھا اور مرگ ہلاکت سے کراہت کی مجھکو مقدور نہین کہ تمکو تمہارے خلاف طبع پر مجبور کرون۔ والسلام یہہ فرماکر بیٹھ گئے مگر خلقت کی زبان بند نہوتی تھی جو کچھ جسکے جی مین آتا تھا۔ کہتا تھا **تاریخ اعثم** کوفی مین ہے کہ اسوقت ابوالاعور سلمی گھوڑے پر سوار قرآن سر پر رکھے معاویہ کی طرف سے وہان آیا اور امیر المومنین کے سامنے کھڑے ہوکر کہنے لگا کہ بہت خلقت دونو طرف سے قتل ہوئی ہر فریق اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر جانتا ہے لاجرم ایک دوسرے کی بات کو نہین مانتا اور اُسپر کان نہین دھرتا۔ اگر یہہ جنگ پہلے سے اسیطرح اور قائم رہی تو سخت دشوار ہوگی۔ یا علی فردائے قیامت ہم سب سے اس کشت و خون کا حساب لین گے اور اس مقام سے جہان ہم کھڑے ہین سوال کرین گے اب مصلحت یہہ ہے کہ ایک حکم ہم سے اور ایک تمہاری طرف سے مقرر ہو وہ دونو متفق ہوکر بموجب مصحف مجید ہمارے درمیان فیصلہ بحق کردین پس خدا سے ڈرو اور اس صلاح پر راضی ہو۔ کہ خونریزی سے نجات ملے اور صلح و سلوک پیدا ہو۔ آپکے یہہ کلام اُسکا ہنوز ختم نہوا تھا۔ کہ اطراف و جوانب لشکر سے آوازین اُٹھین کہ ہم حکم قرآن پر راضی ہین ابوالاعور نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ توفیق رفیق ہو اور یہہ فتنہ اس تدبیر سے فرو ہو جائے پس معاویہ کے پاس گیا اور یہہ حال بیان کیا شامی یہہ سنکر مارے خوشی کے اُچھل پڑے اور تلوارین میان کین اور ہتھیار اُتار رکھے اور شب کہین پر آرام بالجزم و کیا۔ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کیون دیکھی میری عقل و تدبیر تو دریائے عراق مین غرق ہوگیا تھا کسطرح تمنے اس سے نجات دی۔ معاویہ نے کہا سچ کہتا ہے تمنے تجھکو ہمیشہ مناسب اپنے پایا ہے اور جب کار دین تجھہ پر چھوڑا و کیا خاطر خواہ مراد بر آئی سے پھر جہر روئی ہم پایہ جہ اپنی کمر ہو تو تو استوار مستحکم یا مضبوط تھا۔ **روضة الصفا** مین ہے کہ آور اُثنا مین عبداللہ بن حارث طائی کہ مرد عابد و زاہد تھا۔ اور نوبت اُسکی عبادت کی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ بیس سال تک شب و روز مین ہزار رکعت نماز صبح بجالایا تھا۔ اور جنگ لیلة الہریر مین ستر زخم اُسکے جسم پر پہنچے تھے امیر المومنین کے خیمہ مین داخل ہوا حضرت نے اُسکا اعزاز و اکرام کرکے اُس سے پوچھا اے عبداللہ تیرا کیا حال ہے عرض کی گمان میرا یہہ ہے کہ ایک روز یا کمتر میری حیات سے باقی رہ گیا ہے جناب مولا یا آپ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ خوشحال تیرا اے شیخ کہ رحمت خدا و مغفرت تجکو بہین داخل ہوتا ہے تیرا حشر زمرۂ مہاجرو انصار و شہدائے کبار کے ساتھ ہوگا۔ عبداللہ نے کہا اے امیر المومنین مجھے خلجان ہے کہ آپکے اصحاب بیسر مخالفت پر اور چاہتے ہین کہ آپ معاویہ سے صلح کرلین ہرگز آپ اُنکا کہنا نہ مانین اور جنگ سے دست کش نہون۔ امیر المومنین نے کہا کس

الموادعة باہم صلح و آشتی کردن ۱۲ منتہی الارب

لشکر اور کوئی نہ ناصر و مددگار سے جنگ کروں۔ اے عبداللہ مگر تو نہیں جانتا کہ حضرت رسولخدا باوجودیکہ چالیس پیغمبروں کی طاقت رکھتے تھے تین سال تک کیسکو اعلان اسلام کی طرف دعوت نہ کرسکے۔ بعد ازان اظہار نبوت کیا تو دس برس تک جنگ و جدال سے دست کش رہے جب اعوان و انصار ملے اسوقت جہاد پر مامور ہوئے۔ مجھکو بھی یار و مددگار بہم پہنچے تو جنگ کرونگا ورنہ صبر کرینگے مثل انبیاء و اوصیاء بہتر ہوگا۔ اے عبداللہ مجھکو رسولخدا نے ان تمام حالات کی خبر دی ہے جو واقع ہوتے ہیں یا آئندہ واقع ہونیوالے ہیں اور میں اس قوم کی بارگاہ احدیت میں شکایت کرونگا اور کوئی حرکت ایسی نہ کرونگا جس سے امامت سے باہر ہوجاؤں عبداللہ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ امام برحق و علم نصب کردہ میان خلائق و خالق ہیں خوش نصیب اسکا جو آپ کی پیروی کو سرمایہ سعادت جانے اور بدبخت و شقی وہ ہے جو آپ کی دائرہ اطاعت سے قدم باہر رکھے ۔

قضیہ نامرضیہ تحکیم حکمین جب حکم قرآن پر فریقین راضی و متفق ہوگئے تو قاریان قرآن اہل عراق و اہل شام سے باہر نکلے۔ اور دونوں لشکروں کے درمیان ایک مقام پر باہم جمع ہوکر اس مقدمہ میں گفتگو کرنے لگے قرآن ساتھ لیتے گئے تھے اسکو پڑھتے اور اسکے معانی و مطالب میں بحث کرتے تھے آخر یہ رائے قرار پائی کہ دونوں جانب سے دو حکم مقرر ہوں اور انکو ایک سال کی مہلت دیجائے کہ اس عرصہ میں غور و فکر کرکے اس معاملہ کو یکسو کریں پس جو کچھ وہ حکم کریں اُس میں کسی کو مجال حرف زدن نہو فریقین اس پر رضامند ہوگئے کہ حکم حکمین سے انحراف نہوگا۔ اہل شام نے کہا ہمنے عمرو عاص کو اپنا حکم مقرر کیا اشعث بن قیس اور اور لوگ جو بعد کو خارجی ہوئے بولے کہ ہم ابوموسیٰ اشعری کو اپنا حکم مقرر کرتے ہیں۔ امیرالمومنین نے کہا میں ابوموسیٰ پر راضی نہیں اسکو حکم نہیں کرتا کسی اور کو اس کام کے لئے اختیار کرو۔ اشعث بن قیس و یزید بن حصین و عبداللہ بن الکوا وغیرہ نے کہا ہم ابوموسیٰ کے سوا دوسرے کو نہیں چاہتے ۔ وہ اول ہمکو اس حادثہ سے خوف دلاتا تھا جس میں آج واقع ہوئے۔ امیرالمومنین نے کہا ابوموسیٰ نے مجھ سے مفارقت کی اور میرے کام میں خلل انداز ہوا مجھ سے مخالف تھا میں نے اسکو امین کیا۔ اور وہ مجھ سے عداوت رکھتا ہے اور مسلمانوں کو میری متابعت اور بیعت سے منع کرتا ہے اور برملا میری عیب جوئی کرتا ہے میں کسی صورت سے اُسپر رضامند نہیں عبداللہ بن عباس اس کام کے لئے انسب ہے انکو اختیار کرو انہوں نے کہا ہمارے نزدیک عبداللہ میں اور تم میں کوئی تفاوت نہیں ہم ایسے شخص کو چاہتے ہیں کہ تم سے اور معاویہ سے برابر نسبت رکھتا ہو۔ کیونکہ اسکی نظر میں ترجیح و تفوق نہو حضرت نے فرمایا شامیوں نے عمرو عاص کو پسند کیا ہے آیا اُسکے نزدیک میں اور معاویہ یکسان ہیں کہا وہ اپنی مصلحت آپ جانیں ہماری مصلحت تو اسی میں ہے کہ ابوموسیٰ ہمارا وکیل ہو امیرالمومنین نے کہا عبداللہ پر راضی نہیں ہوتے تو مالک اشتر اس کام کے لئے اولےٰ ہے اشعث ملعون نے کہا هَلْ سَعَّرَ الْاَرْضَ عَلَيْنَا اِلَّا الْاَشْتَرُ وَهَلْ نَحْنُ اِلَّا فِي حُكْمِ الْاَشْتَرِ کیا اب ہم اشتر ہی کے حکم میں نہیں ہیں اور کیا یہ آتش فتنہ و فساد اشتر کی روشن کی ہوئی نہیں کسی اور کی ہے اُسکا حکم تو یہ ہے کہ اسکو چھوڑ دو کہ کشت و خون کرے اور تلوارین مارتا رہے حتےٰ کہ تمہارا اور اُسکا مقصود حاصل ہو

نصر بن مزاحم نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب نصب حکمین کا قضیہ پیش آیا تو امیرالمومنین نے کہا کہ معاویہ نے عمرو عاص کو اختیار کیا ہے اسکے عقل و شعور پر اسکو وثوق کامل ہے تم عبداللہ عباس کو اپنا حکم مقرر کرو۔ کہ اسکا مقابلہ کرسکے بتحقیق کہ عمرو عاص قریش سے ہے قریشی ہی اسکا مقابل ہوگا۔ بتحقیق کہ عمرو کوئی گرہ نہ لگائیگا مگر یہ کہ عبداللہ اُسکو کھول دیگا۔ اور کسی کام کو وہ محکم نہ کریگا الا یہ کہ سست کریگا اور ہر نقض و ابرام میں اُسکے پہلو بہ پہلو رہیگا اشعث بن قیس نے کہا کلا واللہ کبھی نہوگا کہ دو مضری[۱] ہم پر حکومت کریں انہوں نے اہل مکہ سے ایک شخص کو مقرر کیا ہے ہم اہل یمن سے ایک کو کرتے ہیں حضرت نے فرمایا مجھکو خوف ہے کہ وہ تمہارے اس یمانی (ابوموسیٰ اشعری) کو فریب دیدے۔ کیونکہ عمرو عاص مرد عیار ہے اور وہ اپنے کاروبار میں مطلق خوف خدا منظور و ملحوظ نہیں رکھتا اشعث نے کہا قسم بخدا جو حکم ایک یمنی اور ایک مضری ملکر کریں ہمکو قبول ہے گو اس میں ہمارا نقصان ہی ہو اور دو مضریوں کا حکم قبول نہیں کرتے ہر چند وہ سراسر نفع پر مشتمل ہو

[۱] مضر بفتح میم و ضاد معجمہ بروزن زفر نام قبیلہ کا ہے جو منسوب ہے طرف مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور وہ اٹھارویں پشت میں اجداد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے ۱۲ منہ عفی عنہ

احنف بن قیس رئیس بنی تمیم حضرت کی خدمت میں داخل ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین ابو موسیٰ مرد کم خرد و کوتہ اندیش ہے ہرگز الیت اس کام کی نہیں رکھتا۔ اگر آپکی رائے مبارک مقتضی ہو تو مجھکو حکم مقرر کریں تحقیق کہ عمرو عاص جو حجت و دلیل معاویہ کے لئے پیش کرے گا میں اُس سے محکم تر آپکے لئے لاؤنگا حضرت نے یہہ بات اُن اشقیا کے سامنے بیان کی انکو بھی قبول نہ کیا حلی ہذا ابو الاسود دؤلی[1] ملتجی ہوا کہ مجھکو حکم نہیں کرتے تو ابو موسیٰ کے شامل اور اُسکا ثانی اُنہیں ہی بناؤ آگاہ رہو کہ اُسکا فہم و فراست ہرگز قابل اعتماد و اعتبار نہیں ہے اُسکی اسپتان کو اچھی طرح دوہا ہے مہلا نمی نہیں رکھتی۔ اور ابن حجر اسدی نے کہ معاویہ سے جدا ہو کر گوشہ گزین تھا کچھ اشعار بھیجے کہ اُنکی صلاح و فلاح اسی میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس کو حکم کریں ابو موسیٰ سے اُمید بہتری کی نہیں مگر چونکہ معاویہ نے بہتوں کو یمن سے بوعدۂ منصب و مال پہلے ہی سے توڑ لیا تھا۔ وہ کسی شخص پر جو ادنے میلان بھی امیر المومنین کیطرف رکھتا تھا راضی نہوتے تھے۔ اور ابو موسیٰ کے سوا کسیکو اُنہوں نے پسند نہ کیا اور انجام کو وہی ہوا جو اُنہوں نے چاہا۔ طرفہ تر یہہ کہ اکثر اُنہیں ملاعین سے جو دلدادہ تحکیم حکمین تھے اور ابو موسیٰ کا دم بھرتے تھے اسی قضیہ تحکیم سے بیزار ہو کر خارجی ہو گئے اور لا حکم الا للہ کا راگ گانے جیسا کہ آگے اسکا بیان آتا ہے **وضح** رہے کہ یہہ ابو موسیٰ عقل و دانش سے اس قدر بے بہرہ اور گول تھا کہ ضرب المثل اسکی افواہ عام تھی اور دلیل ہی دشمنی اہلبیت رسالت میں پورا حبشی تھا اور اسکی عداوت خود ذات بابرکات حضرت سرور کائنات سے بھی ثابت ہے بحار میں کتاب امالی شیخ سے نقل کیا ہے کہ عمار یاسر ایک مرتبہ ابو موسیٰ کو امیر المومنین سے باز رہنے اور آنحضرت کی بیعت میں داخل ہونے پر ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابو موسیٰ کیا باعث ہوا کہ تو امیر المومنین کی طاعت سے باہر ہے اگر کوئی شک تجھکو عارض ہوا ہے تو تو بالضرور اسلام سے خارج ہے ابو موسیٰ کہتا تھا۔ اے ابو الیقظان ترک عتاب کرو کہ میں تمہارا برادر مسلم ہوں عمار نے کہا تو میرا بھائی نہیں تجھکو حضرت رسولخدا نے لیلۃ العقبہ میں لعنت فرمائی ہے اور جو اُس رات کو تیرا ارادہ تھا تو اُس سے بخوبی واقف ہے ابو موسیٰ نے کہا اُسکے بعد آنحضرت نے میرے لئے استغفار کی عمار نے کہا میں نے لعنت سنی ہے استغفار نہیں سُنی۔ القصہ ابو موسیٰ جب سے حکومت کوفہ سے نکالا گیا تھا کسی قریہ میں قریات شام سے پناہ گزین تھا اور روپوشوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ اس قوم سور و لوم نے کسیکو اُسکے پاس بھیجکر اُسکو طلب کیا۔ نقل کرتا ہے۔ کہ اُسکے غلام نے اُس سے کہا کہ اہل عراق و شام کے باہم صلح ہو گئی اُس نے کہا الحمد للہ کہا تجھکو حکم مقرر کیا ہے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ۝ روضۃ الصفا میں ہے کہ ابو موسیٰ لشکرگاہ امیر المومنین میں آیا اور شرف ستا بوس اُس جناب سے مشرف ہوا چونکہ وہ شخص تھا یا میں فکر صائب نہ رکھتا تھا لاجرم جو شخص صحابۂ عظام سے اُسکے ساتھ ملاقات کرتا اُسکو وصیت و نصیحت کرتا کہ امر حکومت میں حزم و احتیاط ملحوظ رکھے آخر ابو موسیٰ سے خفا ہو کر کہا اگر مجھکو اس کام میں متہم رکھتے ہو۔ تو کسی اور کو اختیار کرو مالک اشتر نے کہا تو وہی نہیں کہ جس روز امام حسن کوفہ میں خطبہ پڑھتے تھے تو لوگوں کو اُنکے برخلاف دعوت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ علی مرتضیٰ سے اتفاق کرنا باعث فتنہ و فساد ہے۔ اس بلعون نے کہا درست ہے آج سُنی دن کی آگ میں جلتا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہارا شریک اور اس دریا میں تمہارے ساتھ غوطہ زن ہوں

کتابت صحیفہ صلح میان اہل عراق و ارباب شقاوت و نفاق

مورخین نے لکھا ہے کہ امر مصالحت قرار پا گیا۔ اور عمرو عاص و ابو موسیٰ عراق و شام کیطرف سے حکم معین ہو چکے تو امیر المومنین و معاویہ بن ابو سفیان اپنے اپنے اعیان و سرداران لشکر کے ساتھ ایک مقام پر دو لشکر گاہوں کے درمیان مجتمع ہوئے اور عبید اللہ بن ابو رافع کاتب امیر المومنین مامور ہوا کہ صلحنامہ تحریر کرے چنانچہ اُس نے لکھنا شروع کیا ھذا ما صالح علیہ امیر المؤمنین علی بن ابیطالب و معاویۃ بن ابی سفیان معاویہ نے کہا۔ اگر میں اقرار کروں کہ علی امیر المومنین

[1] کتاب مجالس المومنین میں ہے کہ سال جماعت جب ابو الاسود موضع نخیلہ میں معاویہ سے ملا تو اُس نے کہا سنا ہے کہ حکومت جنگ صفین میں تیرا نام بھی مذکور ہوا تھا اگر تو حکم ہوتا تو کیا حکم کرتا ابو الاسود نے کہا ہزار نفر مہاجرین و اولاد مہاجرین دہزار نفر انصار و اولاد انصار کو جمع کرتا اور اُنکے پوچھتا کہ مہاجر و انصار یا طلاقت [illegible] ایک [illegible] مہاجرین اور یمن کو [illegible] [illegible] سکی لوگوں نے [illegible] ابو الاسود کو [illegible] معاویہ لعون نے ابو الاسود [illegible]

مرنا اور پھر انکے ساتھ جنگ کرون تو مجھ سے بدتر خلقت میں کوئی نہوگا۔ عمرو عاص نے کہا امیر المومنین لکھنا ضرور نہیں صرف نام مع ولدیت کفایت کرتا ہے۔ احنف بن قیس نے کہا یا امیر المومنین زنہار آپ امارت مسلمانان اپنے اسم مبارک سے دور نہ کریں اگر یہہ لفظ آپکے اسم سامی سے جدا ہوا تو مجھکو خوف ہے کہ پھر کبھی آپکی طرف عود نہ کریگا حضرت نے فرمایا اللہ اکبر یہہ قضیہ بعینہ مثل قضیہ صلح حدیبیہ کے ہے جب میں حضرت رسولخدا اور سہیل بن عمرو کیطرف سے صلحنامہ لکھنے لگا تو لکھا هٰذَا مَا تَصَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو سہیل نے کہا ہم تمکو رسول اللہ جانتے تو تمہارے ساتھ جنگ کیون کرتے اور طواف خانۂ کعبہ سے کیسے تمکو مانع آتے۔ صرف محمد بن عبد اللہ لکھو۔ اور لفظ رسول اللہ کو موقوف کر دیجئے لفظ رسول اللہ کے محو کرنے سے انکار کیا۔ تو حضرت نے فرمایا یا علی میں رسولخدا و محمد بن عبد اللہ ہون صرف نام لکھا جائیگا تو اس سے میری رسالت میں فرق نہ آئیگا۔ حسب خواہش انکی محمد بن عبد اللہ لکھو۔ اور اے علی آگاہ رہ کہ تجھکو بھی ایک زمانہ میں اس طرح کا واقعہ پیش آئیگا پس وہ دن آج ہے جسکی حضرت رسولخدا نے خبر دی تھی۔ وہ صلح مشرکین مکہ کے ساتھ تھی یہہ انکی اولاد و احفاد کے ساتھ ہے۔ عمرو عاص نے کہا سبحان اللہ آپ ہمکو کفار و مشرکین کے ساتھ نسبت دیتے ہیں حالانکہ ہم مومن مسلمان ہیں حضرت نے اسکو جھڑک کر خاموش رہ اے پسر نابغہ تو کب مسلمانون کا دوست ہوا ہے اور کس روز تجھ سے کفار کی خیرخواہی ظاہر نہیں ہوئی زمانۂ حیات سرور کائنات میں مشرکین کے ساتھ ہو کر آنحضرت سے جنگ کرتا رہا انکی وفات کے بعد انکی امت میں تفرقہ اندازی کرتا ہے اور اس فتنہ و فساد میں سرگرم ہے۔ عمرو نے قسم اٹھا کر کہا اب میں کبھی آپکے ساتھ ایک مجلس میں جمع نہونگا۔ آپنے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہون کہ میری مجلس تجھ جیسون سے ہمیشہ پاک صاف رہے۔

ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ امیر المومنین نے اپنے دبیر کو کہا کہ لکھ یہہ اقرارنامہ ہے علی بن ابیطالب و معاویہ بن ابوسفیان کیطرف سے ابو الاعور اسلمی نے کہا کہ ابتدا معاویہ کے نام سے ہونی چاہئے مالک اشتر نے کہا چپ رہ اے ناکس تیرا یہہ مرتبہ نہیں کہ ان امور میں دخل دے ابتدا علی بن ابیطالب کے نام نامی سے ہوگی تحقیق کہ وہ معاویہ وغیرہ معاویہ سے سابق و مقدم ہیں۔ معاویہ نے کہا اے اشتر کاغذ لکھنے دے ہم منع نہیں کرتے جسکو تیرا جی چاہے مقدم کر۔ نصر کہتا ہے کہ انکار کرنا بہتر نہیں۔ کسی نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ راضی ہیں کہ معاویہ و اہل شام اس صحیفہ میں مومن مسلمان لکھے جائیں آپنے فرمایا مجھکو اس کا اقرار نہیں مگر وہ جو لقب اپنے لئے چاہیں اختیار کریں۔ اور جس نام سے آپکو چاہیں مسمی گردانیں پس کاتب نے لکھا یہہ اقرارنامہ ہے علی بن ابیطالب اور انکے شیعیان مومنان مسلمانان عراق و معاویہ بن ابوسفیان اور انکے متابعان مومنان مسلمانان شام کیطرف سے فریقین اقرار کرتے ہیں کہ کتاب خدا از ابتدا تا انتہا ہمارے درمیان ہے اسکے موافق عمل ہوگا جسکو وہ احیا کرے زندہ کرینگے جسکے افنا و اماتت کا فتویٰ دے اسکے مارنے میں شرائط سعی و کوشش بجا لائینگے علی و شیعیان علی کیطرف سے عبد اللہ بن قیس (ابوموسی) معاویہ و اہل شام کیطرف سے عمرو عاص حکم ہیں یہہ دو تو عہد استوار کرتے ہیں کہ بیشک کتاب اللہ کے موافق مسلمانون میں حکم کرینگے اور جو کسی امر کی تصریح کتاب اللہ میں نہ پائیں تو اسمیں سنت رسول اللہ پر کاربند ہونگے اور ہوائے نفسانی و تسویلات شیطانی کو اصلاً اس مقدمہ میں دخل نہ دینگے اور فریقین کا انکے ساتھ یہہ عہد و میثاق ہے کہ انکے حکم سے جو موجب کتاب و سنت ہو تجاوز نہ کریں اور جبکہ وہ امر حکومت میں شرائط امانت و دیانت ملحوظ رکھینگے انکے جان و مال و اہل و عیال کی بخوبی حفاظت کیجائیگی اور مدت حکم ایکسال کامل ہے اور محل حکم موضع دومۃ الجندل اگر بالفرض قبل اصدار حکم احد الحکمین فوت ہو جائے تو اس فریق کا امیر بجائے اسکے دوسرے کو نصب کرے اور جو مدت معینہ منقضی ہو جائے اور حکمین اس اثنا میں فیصلہ نہ کر سکیں تو پھر جانبین جنگ و صلح میں اختیار رکھتے ہیں جسطرح چاہیں عمل میں لائیں پس یہہ عہود و مواثیق ہیں جو باہم قرار پائے جو انمیں خلاف و نزاع کرے تمام امت پر لازم ہے کہ اسکے شر کو مسلمانون سے دفع کرے۔ جب یہہ صحیفہ تمام ہوا تو امام حسن امام حسین عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن جعفر و اشعث بن قیس وغیرہ نے اپنی اپنی گواہی اس میں درج کی۔ اور علی ہذا معاویہ کی طرف سے سرداران لشکر شام نے اپنی شہادتین ثبت

کہیں آخر میں تاریخ کتابت چارشنبہ ۲۳- بقولے ۱۳- صفر سنہ ۳۷ ہجری تحریر ہوئی۔ یہ بروایت نصر بن مزاحم کی ہے - اور ابن اعثم کوفی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اس کاغذ کے دو نسخے لکھے گئے ایک عبداللہ بن ابورافع کاتب امیرالمومنین نے لکھا اور اس پر شیعیان امیرالمومنین کی گواہی ثبت ہوئی وہ اہل شام کو دیا گیا - دوسرا عمر بن عباد کلبی دبیر معاویہ نے تیار کیا اور امرا لشکر شام نے اسپر گواہی لکھی وہ اہل عراق کو ملا۔ **روضۃ الصفا** میں ہے کہ جب عہدنامہ لکھ کر تیار ہوا تو اشعث بن قیس نے مالک اشتر سے کہا کہ اس پر گواہی لکھے اشتر نے کہا دست راست اشتر مقطوع و دست چپ مفلوج ہو اگر اس کاغذ پر اپنا نام لکھے۔ اشعث نے کہا جب تک تو اپنا نام اسپر نہ لکھے گا میں تجھ سے راضی نہ ہونگا مالک نے کہا تو کون ہے اور تیری رضا کیا چیز ہے راضی ہو یا ناراض - چونکہ اس مجلس میں بزرگان عرب مثل عدی بن حاتم وغیرہ موجود تھے - اشعث نے کہا مجھکو حرمت عظماء عرب ملحوظ ہے ورنہ جو جواب کہ تیرے لائق تھا تجھکو دیتا - مالک نے کہا کہ میری تیغ زبان تیری زبان سے تیزتر اور میری سنان تیری سنان سے نافذتر اور میرا قبیلہ تیرے قبیلہ سے بہتر برتر ہے میں دوست امیرالمومنین ہوں تو آنحضرت کا دشمن ہے اور تو نہیں مگر ایک بالغ[1] جاہ و ناعج برو یہ اسلئے کہا ہے کہ اہل یمن یہ کار کرتے تھے اور اشعث وہاں کا رہنے والا تھا اشعث کو یہ سنکر طیش آیا اور قبضہ شمشیر پر اسنے ہاتھ ڈالا اشتر نے بھی قائمہ شمشیر ہاتھ میں سنبھالا اور ابراہیم بن مالک اشتر نے تلوار میان سے نکال لی مالک نے اپنے فرزند دلبند کو نصیحت کر کے ساکن کیا اور اشعث کیطرف متوجہ ہوئے کہ اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو کبھی مرتد نہوتا - تو اول بجبر و اکراہ مسلمان ہوا بعد ازاں بطوع و رغبت کفر کیطرف رجوع کیا پھر بخوف جان دوبارہ اسلام لایا - اسکی خبر امیرالمومنین کو پہنچی تو فرمایا اے مالک اس قوم کے ساتھ مدارا کر یہ کیا کہدیا کرتا ہوں بدرستیکہ اشعث سے جو کچھ صادر ہوگا مجھکو حضرت رسولخدا نے اسکی خبر دی تھی اور جو اسکی اولاد سے میری اولاد کو صدمے پہنچینگے انسے آگاہ کیا ہے **مؤلف** روضۃ الصفا کہتا ہے کہ یہ کلام امیرالمومنین کا مشعر ہے اس پر کہ محمد بن اشعث نے امام حسین سے کربلا میں مقابلہ کیا - اور اسحاق بن اشعث نے اس سرزمین میں بیعت آئمین پر پانی آنحضرت سے بند کیا - حقیر مولف ان اوراق کا کہتا ہے اور نیز اس پر کہ جعدہ بنت اشعث نے زہر امام حسن کو پلا کر شہید کیا - پھر روضۃ الصفا میں فتوح ابومخنف سے نقل کیا ہے کہ جب لوگوں نے امیرالمومنین سے کہا کہ مالک اشتر مضمون صلحنامہ پر راضی نہیں فرمایا قسم بخدا کہ میں بھی راضی نہ تھا - اور چاہتا تھا کہ تم بھی راضی نہو مگر تم نے اسپر اتفاق کیا تو مجبور مجھکو رضامند ہونا پڑا اور اب رضا کے بعد اس سے رجوع کرنا لائق بحال خود نہیں دیکھتا کاش اشتر کی مانند ایک شخص اور تمہارے درمیان ہوتا - کہ ہم اعدا کو کفایت کرتا اور میرے دل کو ان آزار و افکار سے خلاصی بخشتا **حدوث فرقۂ ضالۂ خوارج لئام** منقول ہے کہ جب عہدنامہ مرتب ہوگیا تو ایک شخص سپاہ امیرالمومنین سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پانی طلب کیا پانی پی کر لشکر معاویہ پر حملہ آور ہوا اور چند آدمیوں کو اس نے زخمی کیا - اور واپس آیا پھر پانی پیا اور کچھ کلمات رجز زبان سے کہے اور لشکر پر پھر حملہ کیا - اور چند تن کو اس نے زخم لگایا - اسیطرح کبھی اس لشکر پر کبھی اس پر حملہ کرتا تھا - اور پکار کر کہتا تھا کہ اے مردمان آگاہ رہو کہ میں علی و معاویہ دونوں سے بیزار ہوں لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۔ کوئی حکم نہیں مگر خدا کے لئے ہر چند مشرکین اس سے کراہت کریں - آخرش ایک بار لشکر امیرالمومنین پر حملہ کر کے وہیں مقتول ہوا پس اول خارجی جو تیغ ہوا وہ تھا - اور نصر بن مزاحم نے نقل کیا ہے کہ جب صلحنامہ لکھا گیا - تو اشعث بن قیس اسکو لیکر افواج شام کیطرف گیا وہ اپنے اپنے نشانوں کے نیچے کھڑے تھے اس نے ایک طرف سے سب کے سامنے پڑھکر سنایا سب نے کہا ہم راضی ہیں - پھر لشکر عراق میں آیا اور قبیلہ بقبیلہ سنانا شروع کیا - جو سنتا کہتا ہم راضی ہیں الا قبیلہ عنزہ کہ چار ہزار مرد انسے امیرالمومنین کے ہمراہ تھے انکے سامنے پڑھا تو - دو جوان انسے نکلکر لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کہکر خارجی ہوگئے اور لشکر شام سے جنگ کرتے تھے کہ مقتول ہوئے بعد ازاں قبیلہ مراد کے پاس آیا صالح بن شقیق نے جو رؤسائے قبیلہ سے تھا پکار کر کہا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ اور خارجی ہوگیا پھر اشعث بنی راسب کے علموں کے پاس

[1] ناعج جاہ جو شتر کا بکلانے و صاف کرنے والا و ناعج بتے والا جادر بائے یمن کے معروف ہیں جیسا کہ آدم میں مشہور و معروف ہے ۱۲ منہ

آیا اور اُن لوگون کے سامنے اس کتبہ کو پڑھا انہون نے کہا ہم راضی نہین اور دینِ خدا مین حکومت رجال کو تسلیم نہین کرتے لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ پھر بنی تمیم کو سنایا ایک شخص اُنمین سے چلایا کہ حکومت نہین مگر خدا کے لئے وہی بحق حکم کرتا ہے اور خیر فاصلین ہے پس ہر طرف سے شور بلند ہوا اور صدائین آتی تھین لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ یا علی تمہارے لئے حکومت نہین ہم دین خدا مین حکومت رجال پر راضی نہین ہوتے حقتعالے نے حکم کر دیا تھا کہ معاویہ و صحاب معاویہ کو قتل کرین تاکہ وہ ہماری اطاعت مین داخل ہون مگر ہمنے خطا کی تحکیم حکمین پر رضامند ہوئے اب اُس خطا پر متنبہ اور اُس سے پشیمان ہین اور حقتعالی کیطرف رجوع کرتے ہین اور اس لغزش سے تائب ہوتے ہین تم بھی ہماری طرح اس گناہ سے توبہ کرو اور تحکیم حکمین سے باز آؤ ورنہ ہم تم سے بیزار ہین۔ امیر المومنین نے فرمایا وائے ہو تم پر عہد و پیمان کے بعد اُس سے رجوع کرنا کب روا ہے حقتعالی فرماتا ہے اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ عہدون کو پورا کرو اور نیز فرماتا ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِهَا یعنی پورا کرو عہد خدا کو جب تم عہد کر لو اور قسمہا موکد کو نہ توڑو پس امیر المومنین نے عہد شکنی سے انکار کیا اور خوارج الزام تفضیل و توہین حکمین پر اصرار رکھتے تھے کہ انہون نے امیر المومنین سے برات کی اور آپنے اُنسے برات کی۔ لفضر نے نقل کیا ہے کہ سلیمان بن صُرد خزاعی کتابت صحیفہ کے بعد امیر المومنین کیخدمت مین حاضر ہوا حالانکہ اسکے موہنہ پر زخمہائے شمشیر موجود تھے حضرت نے اسکا یہ حال دیکھ کر فرمایا فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا کہ بعض اُنمین ہین جو اپنی مدت کو پورا کر چکے ہین اور بعض وہ ہین کہ اسکا انتظار کرتے ہین اور انہون نے کچھ تبدیل و تحریف نہین کیا۔ اے سلیمان تو بھی ان لوگون سے ہے جو منتظر ہین اور انکی حالت مین کوئی تغیر نہین آیا سلیمان نے کہا یا امیر المومنین اگر مجھکو مددگار ملتے تو یہ صحیفہ کبھی نہ لکھا جاتا قسم بخدا کہ مین ان لوگون کے پاس بہت پھرا کہ وہ اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کرین۔ مگر خیر بہت کم لوگون مین پائی پس محرزین خویش نے عرض کی یا امیر المومنین کیا اس کتبہ سے رجوع کرنے کی کوئی سبیل نہین قسم بخدا کہ مجھکو خوف ہے کہ یہ ہمارے ذلت و نکبت کا باعث ہوگا۔ حضرت نے فرمایا حلال نہین کہ ہم ایک عہد محکم کرین اور اسکو توڑ ڈالین۔ پس قبیلہ ہمدان مثل رکن حصین و استوار حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور سعید بن قیس اور اسکا بیٹا عبد الرحمٰن انکے ساتھ تھا سعید نے کہا یا امیر المومنین میری قوم موجود ہے حضرت جو چاہین حکم دین ہم تعمیل مین لا دین گے حضرت نے فرمایا اگر قبل تحریر صحیفہ ایسا ہوتا تو مین تمکو لیکر دشمنون سے جنگ کرتا تا اینکہ یا انکو پا کرتا یا خود مقتول ہوتا مگر اب ایک قبیلہ واحد کو تمام لشکر کے آگے نہین کرتا مراجعت کرو درآنحالیکہ رشد و ہدایت یافتہ ہو۔ پس لوگ اپنے اپنے مُردون کے دفن کرنے مین مصروف ہوئے بعد ازان امیر المومنین نے حکم دیا کہ فوجین کوفہ کی طرف حرکت کرین اور معاویہ اپنے لشکرون کو لیکر شام کو چلا گیا۔ اور مقرر ہوا کہ عمرو عاص و ابوموسی میعادگاہ یعنی موضع دومۃ الجندل مین حاضر ہو کر امر خلافت مین بحث کرین امیر المومنین نے شریح بن ہانی کو پانچ ہزار سپاہ دیکر ابوموسی کے ساتھ کیا اور عبد اللہ بن عباس کو اُس جماعت کا امام صلوٰۃ مقرر فرمایا۔ اور معاویہ نے بھی اسیقدر سپاہ ابو الاعور اسلمی و شرجیل کندی کو دیکر عمرو عاص کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف آٹھ آٹھ سو مرد فریقین سے یعنے چار چار سو دونو طرف سے ساتھ تھے **بعض از معجزات امیر المومنین در صفین** مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب بحار الانوار مین روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین جنگ صفین کو جاتے تھے تو دریاے فرات کے کنارے کھڑے ہوئے اور فرمایا اَیْنَ الْمَکَانُ مُخَاضُ کہان ہے حاضرین نے کہا یا امیر المومنین آپ زیادہ دانا ہین حضرت نے ایک شخص کو اپنے صحاب سے کہا کہ اس ٹیلہ پر جا اور کہہ اے جلند مخاض کہان ہے وہ شخص گیا اور آواز دی پس اس قدر آوازین اسکے جواب مین زیر زمین سے بلند ہوئین کہ وہ حیران رہ گیا کہ کیا کہے اور کیا کیجے ناچار مراجعت کر کے حضرت مظہر العجائب و الغرائب

مخاض الماء پایاب دریا جس مقام سے سوار و پیادہ دریا سے گذر سکین ۱۲ منہ

کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرے بیان کیا۔ آپنے فرمایا اے قنبر تو جا اور کہہ اے جلندی بن کرکر مخاض کہاں ہے قنبر گئے اور بلندی کے ساتھ آواز دی۔ تو ایک آواز زیر زمین سے آئی کہ کون ہے جو میرا اور میرے باپ کا نام جانتا ہے حالانکہ مجھکو اس مقام پر تین ہزار سال ہو گئے کہ یہاں تک بھی میری گل گئیں صرف ایک کھوپری باقی ہے وہ مخاض کو مجھ سے پوچھتا ہے قسم بخدا کہ وہ خود مجھ سے زیادہ دانا ہے وائے ہو تم پر کس قدر بے بصیرت ہو تم پیروی کرو اسکی ادھر جہاں سے وہ عبور کرے عبور کرو تحقیق کہ وہ اشرف خلق ہے بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے **اور** کتاب خرائج الجرائح سے نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین جنگ صفین کے لئے تشریف لئے جاتے تھے دریائے فرات کو عبور کیا تو قریب ایک کوہ کے نماز عصر کا وقت ہو گیا آپنے وضو کیا اور اذان کہی اسوقت پہاڑ شگافتہ ہوا اور اسمیں سے ایک مرد سفید سر و سفید مو برآمد ہوا اور کہا سلام ہو تم پر و رحمات و برکات خدا اے سید و سردار وصیین و وصی خاتم المرسلین و قائد غر المحجلین حضرت نے فرمایا وعلیک السلام اے برادر شمعون بن حمون وصی روح القدس عیسیٰ بن مریم تیرا حال کس طرح پر ہے کہا بخیریت ہے نزول روح القدس عیسیٰ کا انتظار کھینچتا ہوں رحمت خدا ہو تم پر صبر کرو ان شاء اللہ و مصائب پر جو امت کے ہاتھ سے تمکو پہنچتے ہیں تا اینکہ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ سے ملاقی ہو جو انبیا و اوصیا تم سے پہلے گزرے تمکو معلوم ہے کہ انکو بنی اسرائیل کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائیں پہنچیں وہ آروں سے چیرے گئے دار پر کھینچے گئے تحقیق کہ تمہاری مصیبتیں راہ خدا میں شدید ہیں اور تمہارے مدارج دار آخرت میں بلند و رفیع۔ اگر تمہارے دشمن عقوبات آخرت سے جو انکے لئے مہیا ہیں واقف ہوں تو وہ البتہ تمہاری عداوت سے باز آئیں۔ اور تمہارے دوست اگر اپنے درجات بہشت کو جانیں تو تمنا کریں کہ انکے اجسام تمہارے لئے ریزہ ریزہ کئے جائیں یہہ کہکر جس جگہ سے برآمد ہوا تھا وہیں داخل ہوا اور شگاف کوہ اسی جگہ سے برابر ہو گیا پس عمار یاسر و مالک اشتر و ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص و ابوایوب انصاری و قیس بن سعد بن عبادہ انصاری۔ و عمرو بن حمق خزاعی و عبادہ بن صامت جنہوں نے اس واقع کو دیکھا انکے ایمان و یقین زیادہ ہوئے اور انکی کوششیں جہاد اعدا میں بڑھ گئیں عبادہ بن صامت و ابوایوب نے کہا یا امیر المومنین ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ قسم خدا کی ہم تمہاری اسطرح پر نصرت کریں گے جسطرح تمہارے بھائی رسولخدا کی نصرت کی تھی مہاجرین و انصار سے کوئی ہی شقی ہوگا جو آپکی نصرت سے پہلو تہی کرے گا پس حضرت نے انکو دعائے خیر دی۔

معجزہ ۱۲

اور نیز اسی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب صفین میں قیام لشکر کو طول ہوا اور زاد و علف سپاہ و چارپایہ ہائے سپاہ سے تمام ہو گیا۔ تو لوگوں نے انکی شکایت امیر المومنین کی خدمت میں کی آپنے فرمایا خوش دل ہو کہ کل تمام ضروریات تمہارے پاس پہنچ جائینگی صبح ہوئی تو اصحاب حضرت کی خدمت میں جمع ہوئے اور تقاضا کرتے تھے امیر المومنین ایک ٹیلہ پر جو صحرائے صفین میں تھا تشریف لے گئے اور دعا کی کہ پروردگار انکو طعام اور انکے چارپایوں کو دانہ گھاس عطا کر ہنوز وہانسے واپس نہ ہوئے تھے کہ ایک قافلہ لشکر میں وارد ہوا جسکے پاس گوشت خرما آرد وغیرہ تمام اشیا کھانے پینے کی موجود تھی۔ انہوں نے تمام سامان کو اونٹوں سے اتار کر صحرا میں انبار کر دیا اور خود شتران خالی لیکر جدہر سے آئے تھے چلے گئے اور لشکر امیر المومنین کو جملہ اشیا ضروری طعام و لباس اپنا اور اپنے اسپ اشتر کا رشتہ و سوزن تک بہم پہنچ گیا

معجزہ ۱۳

اور نیز بحار میں ہے کہ جب امیر المومنین جنگ صفین سے فارغ ہوئے تو دریائے فرات کے کنارہ پر آئے اور فرمایا اے دریا اپنا حال مجھے خبر دے کہ میں کون ہوں۔ پھر دریا سے ایک طلاطم عظیم دریا میں پیدا ہوا اور موجیں اسکی شگافتہ ہوئیں لوگ اسکی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک آواز دریا سے آئی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ کہ گواہی دیتا ہوں وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفیٰ پر اور اس امر پر کہ علی حجت خدا میں خلق پر

معجزہ ۱۴

اور خرائج سے نقل کیا ہے کہ ان حضرت نے لب فرات کھڑے ہو کر ایک تیر اپنے ترکش سے نکالا اور ایک چھڑی زرد رنگ کی آب فرات پر ماری اور فرمایا اے نہر ہو لئے آب دریا میں بارہ چشمے اس سے علیحدہ علیحدہ مثل کوہ عظیم نمایاں نظر آنے لگے سب آدمی دیکھتے تھے پھر آنحضرت نے کچھ کلام کیا جسکو کوئی نہ سمجھا اسوقت تمام مچھلیوں نے پانی سے سر

معجزہ ۱۵

تمہارا اور صدائے تکبیر و تہلیل اُٹھے۔ بلند ہوئی اور کہا سلام ہو تم پر اے حجّتِ خدا خلقِ خدا پر ملکِ خدا میں اور اے چشمۂ خدا بندگانِ خدا کے درمیان۔ اس قوم نے تمہاری نصرت
ترک کیا جیسا کہ ہارون بنِ عمران کی نصرت کو ترک کیا تھا امیرالمومنین حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے انکا کلام سُنا گواہ رہنا اس پر یہہ میری حجّت ہے اور
نیز خرائج سے نقل کیا ہے کہ عبدالواحد بن زید کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ حج کے لیے بیت اللہ کو گیا تھا۔ اثنائے طواف میں دیکھا میں نے کہ دو عورتیں رُکن یمانی کے نزدیک باہم
کچھ کلام کرتی ہیں ایک نے اُنمیں سے کہا یہہ معاملہ اسطرح پر ہے وَحَقِّ الْمُنْتَجَبِ لِلْوَصِيَّةِ الْعَادِلِ فِي الْقَضِيَّةِ بَعْلِ الْفَاطِمَةِ الرَّضِيَّةِ الزَّكِيَّةِ الْمَرْضِيَّةِ قسم ہے اُسکی
حق کی جو وصیت کے لئے برگزیدہ ہوا اور فصلِ قضایا میں انصاف کو مرعی رکھتا تھا شوہر فاطمۂ رضیہ مرضیہ تھا میں نے کہا اے بی بی کون ہے یہہ شخص جسکی تم اس قدر صفت
وثنا کرتی ہو۔ کہا وہ امیرالمومنین علی بن ابیطالب عَلَمِ اعلام و بابِ احکام قسیمِ جنّت و نار ربّانی اس اُمّت کے میں نے کہا تم اُنکو کہاں سے پہچانتی ہو عورت نے کہا کیونکر ہم اُنکو
نہ پہچانیں حالانکہ ہمارا باپ روزِ جنگ صفّین آنحضرت کے خدمت میں کام آیا وہاں سے واپس تشریف لائے تو ہمارے گھر پر آئے اور ہماری ماں سے کہا اے اُمّ الایتام تیرا کیا حال
ہے اُس نے کہا خیریت ہے اور مجھکو اور میری اس بہن کو حضرت کے سامنے لائے میری آنکھیں مرضِ چیچک میں جاتی رہی تھیں آنحضرت نے ہمکو دیکھ کر ایک آہ کی اور فرمایا

مَا اِنْ تَاَوَّهْتُ مِنْ شَيْءٍ رُزِيْتُ بِهٖ ۞ كَمَا تَاَوَّهْتُ لِلْاَطْفَالِ فِي الصِّغَرِ ۞ قَدْ مَاتَ وَالِدُهُمْ مَنْ كَانَ يَكْفُلُهُمْ ۞ فِي النَّائِبَاتِ وَفِي الْاَسْفَارِ وَفِي الْحَضَرِ

یعنے مجھکو کسی مصیبت میں اس قدر صدمہ نہیں ہوتا جتنا کہ اطفال کی صغرسنی پر ہوتا ہے۔ تحقیق کہ اُنکا باپ جو سختیوں اور سفر و حضر میں اُنکا کفیل کار تھا مر گیا۔ پس
اپنا دستِ مبارک میری دونوں آنکھوں پر پھیرا برکت اُسکی سے میری آنکھیں روشن ہوگئیں چنانچہ اب میں شبِ تاریک میں شتران گریختہ کو دور سے دیکھ لیتی ہوں ۞

مراجعت امیرالمومنین از جنگ صفّین نصر بن مزاحم نے کتاب صفّین میں عبدالرحمن بن جندب سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین نے
صفّین سے کوفہ کیطرف مراجعت کا قصد کیا تو ہم حضرت کے ہمراہ تھے۔ آپنے فرمایا آئِبُوْنَ عَائِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ عائد و راجع ہیں ہم اور
اپنے پروردگار کے حمد کرنیوالے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ پناہ لیتا ہوں میں پروردگار
تیری جانب سفر کی سختیوں اور بازگشت کے اندوہ سے اور نیز اس سے کہ اہل و مال میں کوئی بدی دیکھنے میں آئے اور بحار میں بعض کتب معتبرہ سے مطابق روایت
نصر بن مزاحم کے نقل کیا ہے کہ امیرالمومنین نے براہ دیگر یعنی سوا اُس راستہ کے جس سے تشریف لیگئے تھے مراجعت فرمائی۔ پس بَر کی راہ سے کنارہ فرات کو چلے تا اینکہ
ہیت میں پہنچے اور وہاں سے صندودا میں وارد ہوئے قوم انمار بنی سعد بن خزیم نے حضرت کا استقبال کر کے نزول کی درخواست کی لہذا اُس مقام پر شب باش
ہوئے۔ پس اسیطرح سے راہ طے کرتے تھے حتّٰی کہ نخیلہ سے گزر گئے اور مکانات کوفہ نظر آنے لگے۔ راوی کہتا ہے کہ ایک پیرمرد اہلِ کوفہ سے ایک مکان کی دیوار کے سایہ میں
بیٹھا تھا۔ جسکے چہرہ سے آثارِ علالت نمودار تھے امیرالمومنین اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور اُس پر سلام کیا۔ ہم نے بھی حضرت کے ساتھ اُس پر سلام کیا اُس نے ایسی
اچھی طرح سلام کا جواب دیا گویا وہ آپسے واقف اور آپکے حقوق کا عارف ہے حضرت نے فرمایا کیا باعث ہے کہ تیرا چہرہ متغیر و رنگ زرد ہے آیا کوئی مرض تجھکو
عارض ہوا ہے کہا البتہ بیمار ہوں فرمایا شائد تو اس مرض سے کراہت رکھتا ہوگا۔ کہا میں دوست نہیں رکھتا کہ ہمیشہ مبتلائے امراض رہوں الّا ان ایّام کو باعث
مزیدِ حسنات و رفعِ درجات تصوّر کرتا ہوں۔ فرمایا بشارت ہو تجھکو ساتھ رحمت خدا و غفران و مغفرتِ ذنوبِ عصیان کے اے بندۂ خدا تیرا نام و نشان کیا ہے اُسنے
کہا میرا نام صالح بن سلیم ہے قبیلہ سلامان بن طے سے ہوں جو قبیلہ سلیم بن منصور کے ساتھ ہم عہد و سوگند ہے۔ آپنے فرمایا سبحان اللہ کیا خوب ہے نام تیرا اور تیرے
باپ کا اور تیری قوم و قبیلہ کا اور اُس قوم کا جس سے تم منسوب ہو آیا تو اس جنگ میں ہمارے ساتھ تھا عرض کی میں ارادہ رکھتا تھا مگر شدّتِ مرض نے اس شرکت سے

محروم رکھا امیرالمومنین نے فرمایا لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ یعنی ضعیفون اور بیمارون اور
اور اُن لوگون پر کچھ حرج نہین جو خرچ کرنے کو کچھ اپنے پاس نہین رکھتے - پھر پوچھا لوگ ہمارے اور اہل شام کے مقدمہ مین کیا کہتے ہین شیخ نے کہا بعض اُنہین سے اس معاملہ کے
خوش و مسرور ہین وہ قطعی آپ کے دشمن ہین اور کچھ اس پر افسوس کرتے ہین اور رنجیدہ ہین - وہ آپکے خالص دوست ہین - حضرت نے فرمایا راست کہتا ہے تو
حقتعالیٰ تیرے مرض کو باعث مغفرت گناہان گردانے تحقیق کہ رنجوری باعث اکتساب اجر و ثواب نہین لیکن کوئی گناہ بندہ کے ذمہ باقی نہین رہتا الا یہ کہ اسکو
گرا دے اور دفع کر دیتی ہے ثواب صرف قول باللسان و عمل بالارکان سے حاصل ہوتا ہے اور حقتعالیٰ بسبب صدق نیت و سیرت صالحہ کے بھی بہت سے اپنے بندون کو
داخل جنت کریگا **نصر** کہتا ہے کہ بعد ازان امیرالمومنین قدرے پیشتر گئے تو عبداللہ بن ودیعہ انصاری سے ملاقات ہوئی - آپنے اُس سے پوچھا کہ لوگ ہمارے
معاملہ مین کیا کہتے ہین - کہا بعض اس صلح کو پسند کرتے ہین اور بعض اس سے کراہت رکھتے ہین اور خلقت کا یہی حال ہے کہ ہر امر مین اختلاف کرتی رہتی ہے
حضرت نے فرمایا مگر ارباب عقل کیا کہتے ہین - کہا ایسے لوگ عرض کرتے ہین کہ علی کے پاس بھاری جمعیت تھی انہون نے اسکو متفرق کر دیا حصن حصین رکھتے
تھے اسکو گرا دیا - اب کب تک اس انہدام کو ترمیم کرینگے اور اس تفرقہ کو کتنی مدت مین رو باصلاح لائینگے مقتضائے وقت یہ تھا کہ اہل طاعت کو لیکر اہل معصیت کے
ساتھ جنگ کرتے یا غالب آتے یا خود مقتول ہو جاتے حضرت نے فرمایا مینے انکے حصن کو گرا دیا یا انہون نے گرا دیا مینے انکو متفرق کیا یا وہ خود متفرق ہوئے اور یہ کہ مین انکے
ساتھ جنگ کرتا یا غالب آتا یا مارا جاتا - سو قسم بخدا کہ مین اپنے نفس پر سختی رکھتا تھا - اور جان دینے سے کراہت نہ رکھتا تھا - مگر مینے دیکھا کہ آگے بڑھتا ہون تو یہ دونو یعنی
حسن و حسین بھی میرے ساتھ سبقت کرتے ہین - پس خوف ہوا کہ یہ قتل ہوئے تو نسب محمد مصطفے اس اُمت سے منقطع ہو جائیگا یہ گوارا نہوا اور باز رہا - قسم بخدا
کہ اب جو وقت اعدا سے ملاقات کرونگا ہے (انکے ہمراہ لیکر کرونگا - راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت اور آگے چلے تھے کہ مکانات قبیلہ بنی عوف سے تجاوز کیا - پس ہم نے اپنے
دست راست پر سات یا آٹھ قبرین دیکھین امیرالمومنین نے فرمایا یہ قبور کیسی ہین - قدامہ بن عجلان ازدی نے عرض کی یا امیرالمومنین خباب بن الارت آپکے پیچھے
فوت ہوا - اُس نے وصیت کی تھی - کہ مجھکو پس پشت شہر دفن کرنا - حالانکہ پیشتر مردے مکانون کے اندر یا صحن مکانات مین دفن کرتے تھے پس جب اُسکی وصیت
سے اسکو اس جگہ دفن کیا ہے - بعد ازان اور اموات اُسکے گرد دفن کی گئین - فرمایا رحمت خدا ہو خباب پر فَلَقَدْ اَسْلَمَ رَاغِبًا وَهَاجَرَ طَائِعًا وَ
عَاشَ مُجَاهِدًا وہ اپنی رغبت سے اسلام لایا - اور بطیب خاطر ہجرت کی - اور مدت حیات کو جہاد مین بسر کیا - تحقیق کہ اُس نے اپنے جسم پر راہ خدا مین
مصیبتین برداشت کین اور بیشبہ حقتعالیٰ نیکوکارون کے اجر کو ضائع نہ کریگا - پس ان قبور کے نزدیک تشریف لائے اور فرمایا - سلام ہو تم پر اے صاحبان
دیار وحشت و مکانات مقفرہ تم ہمارے سلف و فرط[٥١] ہو اور ہم تمہارے پیروی کرنے والے اور عنقریب تم سے ملحق ہونیوالے ہین پروردگارا مغفرت کر ہمکو اور انکو - اور درگذر کر
ہمارے گناہون سے اور انکے گناہون سے پھر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْهَا خَلَقَنَا وَفِيهَا
يُعِيدُنَا وَعَلَيْهَا يَحْشُرُنَا طُوبَىٰ لِمَنْ ذَكَرَ الْمَعَادَ وَعَمِلَ لِلْحِسَابِ وَقَنَعَ بِالْكَفَافِ وَرَضِيَ عَنِ اللّٰهِ لِذٰلِكَ حمد ہے خدا کے لئے جسنے زمین کو
زندہ و مردون کا مجمع قرار دیا - حمد ہے خدا کے لئے جس نے ہمکو زمین سے پیدا کیا اور اُسی کی طرف ہمکو پھیرا دیگا اور اُسی سے حشر کریگا خوشا حال اُسکا جو معاد کو یاد
رکھے - اور حساب کے لئے عمل کرے اور بقدر کفاف قناعت کرے اور خدا سے اُس پر راضی ہو - **مولف** کہتا ہے کہ یہ روایت نصر بن مزاحم کی ہے لیکن شرح نہج البلاغہ ابن

[٥١] فرط بفتحتین ہر چیز پیش فرستادہ شود و از اجر و عمل و فرزند نارسیدہ و در حدیث ہست انا فرطکم علی الحوض ۱۲ منتہی الارب [illegible] ۱۲

عیثم۔ و ابن ابی الحدید سے معلوم ہوتا ہے کہ خباب[۱] مذکور جنگ نہروان تک زندہ تھا۔ اور صفین و نہروان دونوں لڑائیوں میں ہمراہ رکاب امیر المومنین حاضر تھا۔ اسکے بعد حضرت کے روبرو رحلت کی۔ اور حضرت نے اسپر نماز جنازہ پڑھی۔ مشہد اطہر کوفہ پر سبسے اول اسکا دفن ہونا بھی اسکے کلام میں مصرح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اور نہج البلاغہ میں ہے کہ امیر المومنین ان قبروں کے قریب آئے جو ظاہر کوفہ میں تھیں تو فرمایا اے اہل دیار وحشتناک و محال تفر و خالی و اے اہل غربت و تربت و اے اہل وحشت و دہشت۔ تم ہمارے فرط و سابق ہوا و ہم تمہارے تبع و لاحق۔ مکانات جو تم چھوڑ گئے تھے انمیں اور لوگ آباد ہوگئے اور ازواج تمہاری دوسرونکے نکاح میں آگئیں اور اموال تمہارے زندوں نے تقسیم کر لیے یہہ خبریں ہمارے پاس کی ہیں اب تم اپنے حال سے خبر دو کہ تم پر کیا گزری پس اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قسم بخدا اگر انکو مجال کلام ملے۔ تو بجز اسکے کچھ نہ کہیں کہ بہترین زاد راہ آخرت تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ القصہ امیر المومنین تو ہمدان میں پہنچے تو آواز گریہ و بکا سنی فرمایا یہہ کیسی آواز ہے۔ عرض کی کشتگان صفین پر روتے ہیں۔ فرمایا جو ان میں سے صابر اور بہ نیت درست قتل ہوئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ شہدا راہ خدا ہیں۔ پس شامیین میں پہنچے۔ وہاں زیادہ تر شور و غل گریہ و بکا کا سنا حرب بن شرجیل شامی کہ رؤسا قوم سے تھا۔ نکلکر حضرت کے قریب آیا۔ امیر المومنین نے اس سے کہا کہ تم اپنی عورات کو رونے اور چلانے سے منع نہیں کرتے۔ عرض کی یا امیر المومنین ایک دو گھر ہوں تو منع کیا جائے اس قبیلہ میں ایک سے اسی[۱۸۰] اشخاص قتل ہوئے ہیں۔ کوئی گھر نہیں جسمیں آہ و بکا نہو عورات روتی ہیں مردوں میں کوئی انکا شریک نہیں بلکہ مرد انکے شہادت پانے اور اس سعادت پر فائز ہونے سے خوش ہیں امیر المومنین نے فرمایا رحمت خدا ہو تمہارے کشتوں پر پس حضرت سوار جاتے تھے اور حرب پیادہ پا آپکے ساتھ تھا۔ فرمایا مراجعت کر کہ تجھ سے شخص کا میرے ساتھ پیادہ چلنا خوب نہیں یہہ امر والی کو فتنہ میں ڈالتا ہے اور مومن کے لئے ہتک و ذلت کا باعث ہے پس محلہ عاطبیین میں تشریف فرما ہوئے وہاں ایک شخص کو جسکا نام عبدالرحمن بن مرثد تھا کہتے ہوئے سنا کہ قسم بخدا علی نے خوب کام نہ کیا۔ گئے۔ اور بے فائدہ لوٹ آئے۔ امیر المومنین کو اس نے دیکھا تو خاموش رہ گیا۔ حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ جن لوگوں سے ہم ابھی جدا ہو کر آئے ہیں قسم بخدا کہ وہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہیں پھر یہہ اشعار پڑھے ؎ اَخُوْكَ الَّذِيْ اِنْ اَجْهَضَتْكَ مُلِمَّةٌ ۞ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَبْرَحْ مِنَ الدَّهْرِ وَاجِمًا ۞ وَلَيْسَ اَخُوْكَ بِالَّذِيْ اِنْ تَشَعَّبَتْ ۞ عَلَيْكَ اُمُوْرٌ ظَلَّ يَلْحَاكَ لَائِمًا ۞ یعنی تیرا دوست وہ شخص ہے کہ اگر کبھی تجھکو زمانے کے ہاتھ سے کوئی سختی پیش آئے تو وہ اس سے غمگین ہو وہ شخص تیرا دوست نہیں کہ جب تیرے کام میں خلل و پریشانی راہ پائے تو وہ الٹا تجھی کو ملامت کرنے لگے۔ پس ذکر خدا کرتے تھے کہ داخل شہر کوفہ ہوئے

ذکر اجتماع حکمین در موضع دومۃ الجندل و ظہور حماقت ابوموسیٰ اشعری و عداوت آن غوی بالنفس رسول امیر المومنین مرتضیٰ علی علیہ السلام

پیشتر گزرا کہ امیر المومنین نے شریح بن ہانی کو کچھ فوج دیکر اور عبداللہ بن عباس کو انکا امام نماز مقرر کر کے ابن اشعری بے شعور کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ احنف بن قیس نے بوقت وداع اسکو بہت کچھ سمجھایا اور عبداللہ ابن عباس اثنا راہ میں ہر کوچ و مقام پر فہمائش کرتے اور بار بار نصیحت فرماتے کہ عمرو عاص غابانہ مکار ہے زنہار اسکے دام فریب میں نہ آئیو اور ہرگز اسکی چکنی چپڑی

[۱] خباب فقراء مسلمانان و اخیار صحابہ سے ہے ایام جاہلیت میں پیشہ آہنگری کرتا تھا۔ اور تلواریں بناتا تھا۔ وہ قدیم الاسلام ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ ششم ہے اسلام لانیوالوں کا جنگ بدر اور اسکے بعد کے غزوات میں شامل تھا اور ان لوگوں میں تھا ہے جنہوں نے کفار قریش کے ہاتھ سے عقوبت پائی ہے۔ عمر نے ایک مرتبہ اپنی خلافت کے زمانہ میں جناب سے پوچھا کہ تجھکو اہل مکہ کے ہاتھ سے کیا کیا آزار پہنچے اس نے اپنی پشت کھول کر دکھائی عمر نے اسکی پشت دیکھکر کہا کہ میں نے آج تک ایسی صدمہ یافتہ پشت نہیں دیکھی جناب علی بن ابی طالب کے ساتھ جنگ صفین و نہروان میں حاضر تھا آنحضرت نے اس پر نماز جنازہ پڑھی وہ ۷۳ سال کی عمر میں فوت ہوا اور ظہر کوفہ میں دفن ہوا اور وہ اول ہے ان اموات کا جو پشت کوفہ میں مدفون ہوئیں کذا فی شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید

باتون پر نہ جاؤ۔ اور وہ بھی اسکا اقرار کرتا۔ اور انکو اطمینان دلاتا کہ ایسا نہین ہوسکتا کہ مین اُسکا دھوکہ کھاؤن مگر آخر کار کچھ اُسکی سادہ لوحی و حماقت اور زیادہ تر خباثت و شرارت سے وہی بر روئے کار آیا جسکی اُس سے اُمید تھی ع سے ترا دو چہ چشم آنچہ درآمد من است (?) مدائنی نے کتاب صفین مین روایت کی ہے کہ جب اہل عراق نے ابوموسیٰ کو تحکیم کے لئے طلب کیا اور وہ معسکر امیر المومنین مین داخل ہوا تو عبد اللہ بن عباس اُسکے پاس آئے۔ اور کہا اے ابوموسیٰ تجھکو ان لوگون نے بسبب کسی شرف و فضیلت کے اختیار نہین کیا بتحقیق کہ مہاجرین و انصار سے بہت سے اشخاص یہان پر موجود ہین جو تجھ سے فائق و سابق ہین۔ مگر چونکہ لشکر شام مین اہل یمن کثرت سے ہین اُنھون نے کہا کہ ہمارا حکم بھی یمنی ہونا چاہئے۔ قسم بخدا کہ میرا گمان یہہ ہے کہ یہہ امر ہمارے اور تیرے دونو کے لئے برا ہے اور یہہ ایک بلا ہے جو تیرے سر لگائی گئی ہے۔ آگاہ رہ کہ معاویہ مین کوئی وصف نہین جس سے وہ مستحق خلافت ہوسکے۔ اگر تیرا حق اُسکے باطل پر غالب آیا تو فبہا ورنہ وہ ضرور تجھ سے اپنی حاجت پوری کریگا۔ اے ابوموسیٰ تو جانتا ہے کہ معاویہ طلیق الاسلام ہے اور اُسکا باپ راس رئیس احزاب تھا وہ بلا مشورت و بیعت خواستگار منصب خلافت ہے اگر کہے کہ عمر و عثمان نے اُسکو عامل شام مقرر کیا تو یہہ درست ہے مگر اس سے خلافت تو نہین مل سکتی۔ عمر و عثمان کے اور بہت سے عامل تھے جو مدعی خلافت نہین۔ اور نیز عمر اُسکے لئے بمنزلہ طبیب تھا شہوات نفسانی سے اُسکو پرہیز دلاتا تھا اور مکروہ طبع کی طرف مائل و راغب کرتا۔ عثمان خلیفہ ہوا تو اُس نے عمر کی پیروی کی اور بدستور اُسکو اُس کام پر رہنے دیا۔ تجھ پر مخفی نہ رہے کہ عمرو عاص کے تمام کاروبار بظاہر تجھکو خوشنما معلوم ہونگے مگر باطن اُنکا خوب نہین۔ اور سمجھ لے تو بھولے یہہ بات ضرور یاد رکھنا کہ علیؑ کے ساتھ اُس قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابوبکر عمر عثمان کے ساتھ بیعت کی تھی۔ اور وہ بیعت ہدایت ہے۔ اور آنحضرت نے جو جنگ کی ہے تو صرف ناکثین و اہل عصیان کے ساتھ جنگ کی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا یرحمک اللہ قسم بخدا کہ مین بجز علیؑ کے کسیکو اپنا امام و پیشوا نہین جانتا۔ اور یہہ باتین تو نے کہین ہین اُن سب سے آگاہ ہون۔ اور دوست نہین رکھتا کہ حق کو چھوڑکر معاویہ و اہل شام کی مرضی کی پیروی کرون **نقل** ہے کہ کسینے ابن عباس سے پوچھا کہ علیؑ نے عمرو عاص کے مقابلہ مین تمکو حکم کیون نہ مقرر کیا۔ کیا بات اس سے مانع آئی کہا اسمین قضائے خدا حائل ہوئی اور مدت ابتلا و قصر تمت (?) نے منع کیا قسم بخدا کہ اگر مین حکم ہوتا تو سانس کو عمرو عاص کی بند کرتا اور ہر نقض و ابرام مین اُس پر غالب رہتا مگر مقدر نے سبقت کی اور افسوس باقی رہ گیا۔ لیکن آنیکے بعد کل آنیوالی ہے اور خیر (?) آخرت امیر المومنین کے لئے ہے **پا بجملہ** ابوموسیٰ دومۃ الجندل مین پہنچا تو عمرو عاص کہ پہلے سے وہان موجود تھا بڑھکے تپاک سے ملا دور سے آتا ہوا دیکھا سروقد تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا اور آگے بڑھکر استقبال کیا اور بکمال گرمجوشی سلام بجالایا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر اپنے سینہ پر رکھا اور کہا اے برادر بہت مفارقت کو طول ہوا اور شوق ملاقات نے غلبہ پایا۔ پس اُسکو اپنی مسند پر بٹھایا اور ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگا پھر کھانا منگایا دونو نے ملکر کھایا پس ابوموسیٰ اپنی قیامگاہ مین آیا۔ اُسکے بعد ہر روز اسیطرح باہم ملاقاتین کرتے ہنستے بولتے کھانا کھاتے باتین کرتے۔ مگر عمرو عاص اُسکی تعظیم و تکریم روز بروز زیادہ کرتا مؤدب سامنے بیٹھتا۔ اور مسائل شرعی اُس سے پوچھتا سوار ہوتا تو اُسکی رکاب پکڑتا مجلس سے اُٹھتا۔ تو نعلین اُٹھا کر اُسکے سامنے دھرتا۔ اور اُسکی خدمتگزاری مین بہت سے جہد بجالاتا۔ اور کہتا کہ تجھکو سابقہ اسلام و علم و عمل مین وہ مرتبہ ہے کہ دوسرے کو اُسکا یارا (?) زبان مین نہین۔ اس طرح پر اُسکو فریفتہ کیا۔ اور شمہ (?) بلا وجہ باتون کو آشنا کرتا تا آنکہ جب چند دن اس پر گذرے **قصہ** کرتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کہ مرد دانشمند اور قریش مین صاحب عزت و اعتبار تھا۔ اور علیؑ و معاویہ سے علیحدہ زیست کرتا تھا۔ ان ایام مین ان اخبار و آثار کی جستجو مین ارض بادیہ (?) آب بنی سلیم پر خیمہ زن تھا۔ عمر سعد جو قاتل امام حسینؑ ہے اُسکا بیٹا دومۃ الجندل سے اُسکے پاس گیا اور کہا اے پدر بتحقیق عمرو عاص و ابوموسیٰ فیصلہ مسلمانان مین بحث کرنیکے لئے یہان جمع ہوئے ہین قریش سے بہت اشخاص اُنکے ہمراہ ہین تو اصحاب رسول خدا سے ہے اور آنحضرت کا تیرے حق مین ارشاد ہے اِتّقوا دعوۃ سعد

پرہیزگار و دعا و سعد سے اور نیز اہل شوریٰ میں داخل ہونے کا فخر رکھتا ہے اور ابتک کسی ایسے کام میں داخل نہیں ہوا جو خلاف مصلحت عامہ مسلمانان ہو۔ پس دومۃ الجندل میں تیرا حاضر ہونا ضروریات سے ہے اور تو اسکے سزاوار ہے۔ سعد نے کہا آہستہ رہ اے عمر کہ مینے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ میرے بعد ایک فتنہ ہونیوالا ہے بہترین آدمیان اُسوقت وہ ہوگا۔ جو اس سے کنارہ کش رہے۔ علاوہ ازین میں ابتدا سے اس کام میں شریک نہ تھا تو اب آخر میں کیون داخل ہوں اور اگر میں اسمین داخل ہوتا۔ تو البتہ علی بن ابیطالب کے ساتھ ہوتا۔ مگر تجھکو معلوم نہیں کہ تیرے باپ نے بوقت شوریٰ اپنا حق اوروں کو بخشدیا اور خود علحدہ رہا عمر اپنے باپ کی رائے معلوم کرکے اُلٹا پھر گیا۔ اور نیز نصر نے روایت کی ہے۔ کہ عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر وغیرہ چند اشخاص قریش سے معاویہ کیطرف بدل مائل تھے۔ مگر جنگ میں اُسکی نصرت کرنے سے کراہت رکھتے تھے جنگ صفین موقوف ہوئی تو اُس نے پیغام بھیجکر اُنکو اپنے پاس بُلا لیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کہ طائف میں گوشہ گزین تھا۔ اُسکے پاس حاضر ہوا۔ معاویہ نے مغیرہ کو دومۃ الجندل بھیجا کہ حکمین کا حال دریافت کرے کہ کیا رائے رکھتے ہیں مغیرہ وہان پہنچکر اوّل ابوموسیٰ سے ملا۔ اور کہا اے ابوموسیٰ تو اُس شخص کے بارہ میں کیا کہتا ہے جو اس کُشت و خون سے علحدہ رہا اور طرفین سے کیسکا ساتھ نہ دیا کہا وہ بہترین خلائق ہے اُسکی پشت بار معاصی سے سبک و خفیف اور اُسکا شکم لقمہ حرام سے خالی ہے۔ پھر عمرو عاص کے پاس گیا اور اس سے یہی سوال کیا۔ اُس نے کہا ایسا شخص بدترین خلائق ہے نہ اُس نے نصرت حق حاصل کی۔ نہ باطل پر انکار عمل میں لایا۔ پس مغیرہ معاویہ کے پاس آیا اور کہا مینے ان دو مرد کا عندیہ دریافت کیا۔ عبداللہ بن قیس تو چاہتا ہے کہ اپنے صاحب کو خلافت سے خلع کرے۔ اور کسی دوسرے کو جو ان قضایا سے علحدہ رہا ہو نصب فرمائے لیکن عمرو پس تو جانتا ہے کہ وہ تیرا صاحب اور دوست ہے۔ الا بعض اشخاص کا خیال ہے کہ وہ خلافت کو اپنے لئے چاہتا ہے اور آپکو تجھ سے زیادہ اُسکا حقدار تصور کرتا ہے۔ نصر کہتا ہے کہ اس آخری فقرہ سے معاویہ کو بہت تردد ہوا اور اُس نے کچھ اشعار اس مضمون کے عمرو عاص کے پاس بھیجے عمرو نے چند اشعار اُسکے جواب میں معاویہ کو لکھ بھیجے جس سے اُسکی تشویش دور ہو گئی الحاصل جب کچھ عرصہ گزر گیا اور حکمین نابکار نے کوئی حکم صادر نہ کیا تو حاضرین پریشان ہوئے کہ مبادا مدت معینہ منقضی ہو جائے اور یہ قضیہ غیر منفصل رہے اور بضرورت ہمکو پھر جنگ کرنا پڑے۔ لاجرم انہون نے تقاضا کیا۔ پس عمرو عاص ابوموسیٰ کے پاس آیا اور پوچھا کہ تو نے اس مقدمہ میں کیا فکر کیا۔ ابوموسیٰ نے کہا میرے نزدیک صلاح اُمت و صلاے اُمت اسمین ہے کہ سنت عمر بن الخطاب زندہ کیجائے اور عبداللہ بن عمر کہ مرد عابد و پرہیزگار ہے اور اس اختلاف و افتراق میں مطلقاً شریک نہیں ہوا خلافت مسلمانان پر منصوب ہو۔ عمرو نے کہا کیون معاویہ میں تیرے نزدیک کیا قباحت ہے عثمان بظلم شہید ہوا وہ اُسکا ولیّ خون ہے حقتعالی فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا قریش میں وہ شرف رفیع و پایگاہ عالی رکھتا ہے اور حسن سیاست و آئین ملکداری میں ماہر ہے۔ اور اسکے صحابی رسولخدا برادر ام حبیبہ اُم المومنین زوجہ رسولخدا ہے اور واضح رہے کہ اُمر حکومت و امارت نے معاویہ پر قرار پکڑا تو جو خیر و برکت تجھکو اُس سے حاصل ہوگی دوسرے سے نہ پائیگا۔ ابوموسیٰ نے کہا خدا سے ڈر اے عمرو خلافت اسلام شرف و فخر دنیوی سے علاقہ نہیں رکھتی اگر اسی پر استحقاق خلافت ہو تو ابرہہ بن صباح کی اولاد اسکے لئے زیادہ موزون ہے کہ شرق و غرب عالم اُنکے قبضہ قدرت میں تھا۔ یہان دینداری و فضیلت کا کام ہے حالانکہ اگر شرف و منزلت پر بھی ہوتی تو بھی علی ابن ابیطالب سے زیادہ کوئی اسکے لائق نہیں۔ اور یہ کہ معاویہ وارث عثمان ہے پس میں مہاجرین اوّلین کے مقابلہ میں بنسبت عثمان کو معتبر نہیں جانتا اور یہ کہ فائدہ کیطرف جو تو نے اشارہ کیا تو قسم بخدا کہ میں دین خدا میں رشوت کا قبول کرنے والا نہیں۔ مگر ہم کو چاہئے کہ سنت عمر بن الخطاب کو زندہ کرین۔ یعنی عبداللہ کو خلیفہ بنائین نصر کہتا ہے کہ ایک مرتبہ نہیں ابوموسیٰ نے بارہا کہا کہ اگر میرا قابو ہوا تو عمر کے نام کو دوبارہ زندہ کرونگا۔ عمرو بن عاص نے کہا اگر

ابن عمر تیرے نزدیک دینداری و پرہیزگاری سے ممدوح و مقبول ہے تو میرا بیٹا عبداللہ موجود ہے اسکے تقوے و طہارت کا حال تجھ پر پوشیدہ نہیں اُسکو اختیار کر۔
ابوموسیٰ نے کہا درست ہے وہ اسکے لائق تھا مگر تو نے اپنے ساتھ اس فتنہ میں شامل کرکے اُسکو بگاڑ دیا۔ لیکن عبداللہ بن عمر اس آلائش سے پاک طیب و طاہر ہے
عمرو عاص نے کہا اے ابوموسیٰ اس کام کے لئے مرد شریف النفس کریم الطبع درکار ہے جو خود کھائے اور اوروں کو کھلائے اور ابن عمر اسکے لئے شایان نہیں۔ القصہ کہتا ہے
کہ امیرالمومنین نے شریح بن ہانی کو وصیت کی تھی۔ کہ جب عمرو عاص سے ملے تو آنحضرت کی طرف سے اُسکو کہے کہ افضل خلق خدا کے نزدیک وہ شخص ہے کہ کار
حق کو دوست رکھے گو اس میں نقصان اٹھائے۔ اور ابعد خلق اُس جلّ شانہ سے وہ ہے کہ امر باطل پر کاربند ہو ہر چند اسمیں نفع پائے۔ قسم بخدا کہ تو اے عمرو موضع حق کو
پہچانتا ہے پس تجاہل نہ کر اور بطمع دینار شوم دوستانِ خدا کی عداوت مت مول لے تحقیق کہ اسباب اموال دنیا معرض زوال میں ہیں کل بروز مرگ اس پر حسرت
پشیمانی اٹھائے گا اور آرزو کریگا کاش میرے ساتھ عداوت نہ کرتا۔ اور حکم خدا میں رشوت نہ لیتا۔ شریح کہتا ہے کہ میں عمرو سے دومۃ الجندل میں ملا اور پیغام
حضرت کا پہنچایا تو دیکھا میں نے کہ رنگ اُسکے چہرہ کا متغیر ہو گیا اور بولا کہ میں علی کے ساتھ کب مشورت کرتا تھا۔ اور کس روز اُنکی رائے پر چلتا تھا جو مجھکو یہ پیغام بھیجا۔
میں نے کہا اے پسر نابغہ کیا تجھکو مانع ہے کہ اپنے مولے و سید و سردار مسلمین سے مشورہ لے اور اُنکی صلاح مانے۔ ابوبکر و عمر جو تجھ سے بہتر تھے آنحضرت سے مشورہ لیتے تھے اور
اُنکی رائے پر عمل کرتے تھے کہا میں تجھ سے کلام نہ کرونگا میں نے کہا کیوں اپنے والدین پر میری ہمکلامی سے نفرت کریگا۔ آیا اپنے باپ وشنیظر پر یا ماں نابغہ پر۔ پس عمرو وہاں سے
اٹھکر چلا گیا اور میں بھی چلا آیا القصہ عمرو عاص اپنے کام میں مصروف تھا ابوموسیٰ کی طرح طرح سے خوشامد کرتا۔ صدر مجلس میں اُسکو جگہ دیتا۔ کلام و طعام میں کہ
کسی کام میں اُسپر سبقت نہ کرتا اور کہتا اے صاحب رسول اللہ تو عمر میں بیشتر و رتبہ میں بزرگتر ہے حضرت رسول خدا سے تجھکو میری نسبت زیادہ صحبت رہی ہے پس فوقیت
تجھکو ہے جب یہ عادت جاری و مستمر ہو گئی اور بادہ پختہ ہو کر تیار ہو گیا یعنی ابوموسیٰ اُسکے فریب میں پھنس گیا تو ایک روز خلوت میں اُس سے پوچھا کہ آخری رائے
تیری اس قضیہ میں کیا قرار پائی ہے۔ اُس ملعون نے کہا بہتر ہے کہ ہم ان دونو یعنے امیرالمومنین و معاویہ کو خلافت سے خلع کریں اور اس کام کو شورائے مسلمین کے حوالہ
کریں جسکو وہ چاہیں باتفاق خود اپنی حکومت کے لئے اختیار و انتخاب کریں۔ مگر بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون رائے اول عمرو عاص نے پیش کی اور ابوموسیٰ
نے اسکو پسند کیا بہرکیف اس گفت و شنید کے بعد ابوموسیٰ اپنے مقام پر آیا تو عبداللہ بن عباس نے اُسکے بشرہ سے حال کو تفرس کرکے کہا قسم بخدا کہ میرا گمان یہ ہے
کہ پسر نابغہ نے تجھکو فریب دیا۔ اے ابوموسیٰ اگر کسی امر پر تم دونو متفق ہو گئے ہو تو برائے خدا اس قدر التماس میری قبول کر کہ مجمع عام میں وہ اپنی رائے تجھ سے پیشتر اظہار
کرے تحقیق کہ عمرو عاص مرد غدار و مکار ہے مجھکو خوف ہے کہ اگر اس قرارداد کو تو نے پہلے بیان کیا تو وہ اس سے پھر جائیگا اور اپنی بارہ میں اُسکے برخلاف ظاہر
کریگا اور اس سے ایک فتنۂ عظیم حادث ہوگا کہ تدارک اُسکا احاطۂ امکان سے باہر ہوگا مگر اُس احمق کے ذہن کے ذرا درمیان میں نہ آیا اور کہا تو یہ کہتا ہے کہ جس
بات پر ہمارا اتفاق رائے ہو گیا ہے ممکن نہیں کہ کوئی اُس سے انحراف کرے۔ روضۃ الصفا میں ہے کہ دوسرے روز حکمین اور تمام آدمی جامع اعظم میں جمع ہوئے ابوموسیٰ
نے عمرو عاص سے کہا کہ منبر پر جا اور حدیث متفق علیہ کو سب کے سامنے بیان کر۔ عمرو نے کہا معاذاللہ ایسا کب ہو سکتا ہے کہ میں تجھ پر پیش قدمی کروں۔ حالانکہ شرف
و فضیلت تجھکو ہے پہلے تو کلام کر پس ابوموسیٰ حسب خواہش یار موافق منبر پر گیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کہا ایہا الناس ہم دونوں نے اس امت کی صلاح و بہبود
میں بغور نظر کی ہے ہمارے نزدیک کوئی بات اسکے لئے اس سے صلاح نہیں کہ ہم خلافت سے علی بن ابیطالب و معاویہ بن ابوسفیان کو معاف و معزول کریں

وشنیظر پسروان و نوکران مردم در روم درشت خوی و کوتاہ گروہ پراگندہ از ہر جا و ہر جنس کہ از یک اصل نباشند۔ ۱۲ منتہی الارب

اور مسلمین صلاح و مشورہ کرکے جس شخص کو اس منصب کی لائق جانین اُس سے بیعت کر لین - مین اپنی طرف سے علی و معاویہ دونو کو خلافت سے خلع کرتا ہون یہہ کہکر انگشتری
اپنے انگشت مجس سے تمثیل کیلئے نکال لی اور منبر سے اتر آیا - پس عمرو عاص منبر پر گیا اور کہا اے معشر حاضرین تم نے سُنا کہ ابو موسی نے اپنے صاحب یعنی علی بن ابیطالب کو
خلافت سے خلع کیا مین بھی اُسکو خلع کرتا ہون اور اپنے صاحب یعنی معاویہ بن ابی سفیان کو خلافت پر قائم و ثابت کرتا ہون - تحقیق کہ وہ ولی عثمان اور خواستگار
اُسکے خون کا ہے اور سب سے زیادہ جگہ پر بیٹھنے کا استحقاق رکھتا ہے - پس اپنی انگوٹھی کو اپنی انگلی مین پہن لیا - اسپر شور و غلغلہ حاضرین سے بلند ہوا اور ابو موسی عمرو عاص کو
دشنام دینے اور بُرا کہنے لگا کہ تونے غدر کیا اور عصیان خدا مین داخل ہوا ہمارے درمیان یہہ قرار نہ پایا تھا اِنَّمَا مَثَلُکَ مَثَلُ الْکَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ
تَتْرُکْهُ یَلْهَثْ تیری مثال کتے کی ہے - اُس پر حملہ کرین تو زبان نکال دیتا ہے نہ کرین اور چھوڑ دین تو زبان نکال دیتا ہے - عمرو عاص نے کہا اِنَّمَا مَثَلُکَ مَثَلُ الْحِمَارِ
یَحْمِلُ اَسْفَارًا تیری مثال گدھے کی ہے کہ اُس پر بھاری بھاری کتابین لادی جاتی ہین اور وہ اُنکے مضامین سے کچھہ خبر و آگاہی نہین رکھتا پس یہہ دونو گدھے
و کتے خوب باہم گالی گلوچ ہوے اور مثل مشہور گوشت خر دندان سگ ان پر راست آئی - عبدالرحمن بن ابوبکر نے کہا اے کاش ابو موسے موت تجھکو آئی ہوتی کہ یہہ حکم
تجھسے صادر نہوتا عبداللہ بن عباس نے کہا یہہ اسکا قصور نہین قصور اُسکا ہے جس نے اُسکو حکم مقرر کیا - شریح بن ہانی نے شدت غضب مین تازیانہ عمرو عاص کے
لگایا لوگون نے درمیان آکر اُسکو تسکین دی اسکے بعد شریح ہمیشہ افسوس کرتا تھا کہ کیون بیٹھے اُس روز بجائے تازیانہ کے تلوار عمرو کے سر پر نہ ماری کہ دنیا اُسکے نجس
وجود سے پاک ہو جاتی بعض حضار نے کہا حکومت صرف خدا کے لیئے ہے ابو موسی و عمرو عاص اُسمین دخل نہین رکھتے - اور ایک گروہ نے اہل عراق سے چاہا کہ شمشیر
انتقام کھینچکر زیر منبر ہی ہنگامہ کارزار گرم کرین لیکن عدی بن حاتم طائی نے یہہ کہکر کہ جہاد بے اذن امام علیہ السلام جائز نہین اُنکو روکا - اور یہہ صورت اہل حجاز
خصوصاً بنی ہاشم پر از بس ناگوار و شاق معلوم ہوئی اور اُنھون نے وہ اشعار پڑھے جو عباس بن عبدالمطلب عم رسول صلعم نے ابوبکر کی بیعت کیوقت تصنیف کئے تھے
ترجمہ فارسی اُنکا یہہ ہے ؎ ندانم خلافت چرا منصرف ـ شد از ہاشم آنگاہ از بوالحسن ـ نہ اول بدی و نہ قبل قبلہ بود ـ نہ او عالم وحی بعد و سُنن نہ اقرب بعہد نبی بود او ـ
نہ تعیین جبریل لغسل و کفن ـ جز او مجمع جملہ اوصاف کیست ـ ز تقدیر علمی و ز خلق حسن ـ جماعت قاریان قرآن جو اُس مجلس مین حاضر تھے ابو موسے کی مذمت کرنے
اور اُسکو گالیان دینے لگے کہ امیر المومنین علی تیری حماقت کو جانتے تھے کہ تجھکو حکم کرنے سے انکار کرتے تھے - اور بعض شیعیان امیر المومنین نے ارادہ اُسکے قتل کا کیا
مگر وہ وہان سے جان بچا کر مکہ کو بھاگ گیا - اور سعید بن قیس ہمدانی نے کہ بزرگان عرب اور مخلصان امیر المومنین سے تھا کہا قسم بخدا کہ اگر ابو موسی و عمرو عاص
راہ ہدایت و رشاد پر بھی ہوتے تب بھی ہمارے عقیدہ ون کو زیادہ نہ کر سکتے اب اُنکی ضلالت و گمراہی سے ہم پر کچھہ لازم نہین ہوا اور ہم ذرا اُسکی پروا نہین کرتے اُنسے
جیسی آغاز کار مین امید تھی ویسی ہی انجام مین ثابت ہوئی - ہم آج اُسی اپنے یقین کامل پر ہین جس پر کہ کل تھے - یعنی حکمین کا قول و عدول ہمارے نزدیک یکسان ہے
اور کردوس بن ہانی نے چند اشعار بکمال غیظ و غضب پڑھے جو متضمن بر مضامین امامت امیر المومنین و انکار خلافت معاویہ و تبرا از حکم حکمین تھے - علی ہذا اسیطرح ہر
اور لوگون نے کلام کئے - پھر یہہ مجمع متفرق ہو گیا - عمرو عاص اپنے ہمراہیون کی ساتھہ شام کو چلا گیا اور وہان پہنچکر معاویہ کو بخلافت سلام کیا - اور اہل عراق کوفہ کو

یہہ روایت روضۃ الصفا کی ہے اور اصل اشعار عربی یہہ ہین ؎ مَا کُنْتُ اَحْسَبُ هٰذَا الْاَمْرَ مُنْصَرِفًا ٭ عَنْ هَاشِمٍ ثُمَّ مِنْهَا عَنْ اَبِی الْحَسَنِ ٭ اَلَیْسَ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰی لِقِبْلَتِهِمْ ٭ وَاَعْلَمَ النَّاسِ بِالْاٰیَاتِ وَالسُّنَنِ ٭ وَاٰخِرَ النَّاسِ عَهْدًا بِالنَّبِیِّ وَمَنْ ٭ جِبْرِیْلُ عَوْنٌ لَهٗ فِی الْغُسْلِ وَالْکَفَنِ ٭ مَنْ فِیْهِ مَا فِیْهِمْ لَا یَمْتَرُوْنَ بِهٖ ٭ وَلَیْسَ فِی الْقَوْمِ مَا فِیْهِ مِنَ الْحَسَنِ ٭ مَاذَا الَّذِیْ رَدَّکُمْ عَنْهُ فَنَعْلَمُهٗ ٭ هَا اِنَّ بَیْعَتَکُمْ مِنْ اَوَّلِ الْفِتَنِ ٭
اور بعض نے کہا ہے کہ قائل ان اشعار کا حسان بن ثابت ہے اور وہ قبل اسکے کہ عثمان نے بیت المال سے اموال کثیر دیکر اپنا فدائی بنا لیا مستقیم الاعتقاد تھا - اور اصح موافق قول سید مرتضی علم الہدی کے یہہ ہے کہ قائل انکا ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے ۱۲ مجالس المومنین ٭

واپس آئے اور امیر المومنین کی خدمت میں ماجرے بیان کیا الغرض کتاب ہے کہ حضرت کو حکمین کی شرارت اور ابوموسے کی حماقت کا حال معلوم ہوا تو بہت غمگین ہوئے اور اپنے صحاب کو جمع کر کے یہہ خطبہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاِنْ اَتَى الدَّهْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ وَالْحَدَثِ الْجَلِيلِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ مَعَهُ اِلٰهٌ غَيْرُهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيقِ الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ تُورِثُ الْحَسْرَةَ وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ وَقَدْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ فِي هٰذِهِ الْحُكُومَةِ اَمْرِي وَنَخَلْتُ لَكُمْ مَخْزُونَ رَاْيِي لَوْ كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيرٍ اَمْرٌ فَاَبَيْتُمْ عَلَيَّ اِبَاءَ الْمُخَالِفِينَ الْجُفَاةِ وَالْمُنَابِذِينَ الْعُصَاةِ حَتَّى ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْحِهِ وَضَنَّ الزَّنْدُ بِقَدْحِهِ فَكُنْتُ وَاِيَّاكُمْ كَمَا قَالَ اَخُو هَوَازِنَ ـ اَمَرْتُكُمْ اَمْرِي بِمُنْعَرَجِ اللِّوَى + فَلَمْ تَسْتَبِينُوا النُّصْحَ اِلَّا ضُحَى الْغَدِ

یہہ خطبہ نہج البلاغہ میں مذکور ہے خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ تمام محامد حقتعالی کے لئے ثابت و مسلم ہیں ہرچند دہر غدار نے مصیبت عظیم و حادثہ جلیل واقع کیا۔ اور گواہی دیتا ہوں میں وحدانیت خدا پر کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور اسپر کہ محمد مصطفے اُسکے بندہ اور پیغامبر ہیں اما بعد ناصح شفیق و دانا و تجربہ کار کا حکم نہ ماننا بلاشبہ باعث حسرت و موجب ندامت ہوتا ہے پینے اس حکومت کے بارہ میں تمکو نصیحت کی اور اپنی مخزون رائے صاف صاف تمہارے سامنے بیان فرمائی مگر تم نے میری اطاعت نہ کی۔ اور مثل مخالف جفاکار و منکر عصیان شعار اسطرح پر رد و انکار عمل میں لائے کہ ناصح اُسکو دیکھکر نصیحت گری میں متزلزل ہوجائے اور زند یعنے چقماق مانند آتش زنہ ایسی حالت میں آگ نکالنے میں بخیلی کرنے لگے۔ پس میرا حال تمہارے ساتھ اخو ہوازن یعنے برادر قبیلہ ہوازن کے حال کی مانند ہے جس نے یہہ شعر کہا (امرتکم امری الخ یعنے تمکو وہ اپنی قوم کو کہتا ہے) مقام منعرج لوے میں حکم کیا۔ اور اپنی رائے جتا دی۔ مگر تم پر اسکا مضمون بوقت چاشت روز آئندہ آشکار ہوا جبکہ نقصان اٹھا چکے پھر فرمایا۔ آگاہ رہو کہ یہہ دو مرد جنکو تم نے حکم کیا تھا۔ حکم قرآن کے تارک اور اپنی ہوا و نفسانی کے تابع ہوئے انہوں نے زندہ کیا اُسکو جسکو قرآن مارتا تھا۔ اور بلا حجت و بینہ و سنت ماضیہ حکم کیا۔ علاوہ اسکے اپنے حکم میں اختلاف کیا۔ پس طریق رشاد و راہ سداد سے دور جا پڑے ہیں۔ پس تم جہاد کیلئے آمادہ ہوا اور چلنے کی تیاری کرو اور فلان تاریخ لشکرگاہ میں حاضر ہو۔ روضۃ الصفا میں کتاب مستقصی سے نقل کیا ہے کہ جب خلائق محاکمہ سے واپس آکر امیر المومنین کی خدمت میں داخل ہوئی تو معاویہ۔ و عمرو عاص و ابوالاعور و حبیب بن مسلم فہری و ضحاک بن قیس و ولید بن عقبہ و ابوموسے اشعری پر منبروں پر چڑہکر لعنت کرتے تھے معاویہ ملعون نے یہہ سنا تو حکم دیا کہ امیر المومنین علی۔ و امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن عباس و مالک اشتر پر لعنت کریں اَللّٰهُمَّ الْعَنْ جَمِيعَ اَعْدَاءِ اَهْلِ الْبَيْتِ لَعْنًا وَبِيلًا وَعَذِّبْهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا اَلِيمًا

بیان کفر معاویہ و عمرو عاص و غیرہما از اہل شام

آخوند مجلسی نے بحار الانوار میں کتاب عیون الاخبار سے نقل کیا ہے کہ

لَوْ كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيرٍ اَمْرٌ اگر قصیر کے حکم کی اطاعت ہوتی یہہ ضرب المثل ہے ہر ناصح مشفق صواب رائے کے لئے جسکی نافرمانی کی جائے اور جزا اس [illegible] اسکا یہہ سے مقصود یہہ ہے کہ اگر حکم قصیر کی اطاعت ہوتی تو تم بھی میرے حکم کی اطاعت کرتے اور قصیر لقب غلام عمرو بن عدی کا ہے بسبب اسکی قامت کوتاہ کے۔ اصل اس مثل کی یہہ ہے کہ جذیمہ ابرش نے کہ ملوک عرب سے تھا زبا ملکہ جزیرہ کے باپ کو قتل کیا تھا زبا نے براہ فریب اس سے کہلا بھیجا کہ یہاں آکر میرے ساتھ شادی کرلے جذیمہ اسکے فریب میں آگیا اور تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر اس طرف روانہ ہوا عمرو بن عدی اُسکے بھانجے نے جسکا لقب قصیر تھا اُسکو سمجھایا کہ عورت فریبی ہے مگر اس نے نہ مانا آخر زبا نے اسکو پکڑ کر قتل کیا۔ تب قصیر نے یہہ کلمہ کہا جو بطور ضرب المثل کے جاری ہوگیا یہہ شعر درید بن صمہ کا ہے اور تمام قصیدہ اسکا دیوان حماسہ میں مذکور ہے قصہ اُسکا اسطرح پر ہے کہ درید کے بھائی عبداللہ بن صمہ نے قبیلہ بنی ہوازن کے ساتھ جنگ کیکے اُن کے اموال کو غارت کیا۔ اور مقام منعرج اللوے پر آکر ٹھیرا دونوں کو انہیں سے خبر کیا جاوے درید نے اُسے سمجھایا کہ قوم تمہاری طلب میں ہے۔ ابھی الہام کر۔ مگر اُس نے نہ مانا اور توقف کیا۔ اور رات وہان ہی رہا علے الصباح اُس قبیلہ کے مردوں نے آکر ہجوم کیا اور عبداللہ بسبب سنان زخمی ہوا تب اپنے بھائی درید سے استغاثہ کیا۔ وہ لوگ عبداللہ کو چھوڑ کر درید پر آئے اور اسکو زخم لگا کر معرکہ میں گرادیا پس رات ہوگئی اور درید بعد صبح وقتی بیان بچا لیگیا۔ مگر عبداللہ زمین کے پشت سے الیس درید نے یہہ قصیدہ لکھا اور اس میں بیان کیا کہ عبداللہ نے میری نصیحت نہ مانی حتے کہ بوقت چاشت روز آئندہ جب آفتاب بلند ہوا اور انہوں نے نقصان اٹھا لیا تب مضمون نصیحت اُن پر منکشف ہوا الغرض حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے مقدمہ میں شعر درید سے استشہاد کیا۔ اور اپنے درید کو اخو ہوازن کہتے تھے تعلق سے ان کے ساتھ فرمایا اور ایسا کلام عرب میں بکثرت ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

[illegible] کربانی +

حضرت امام رضاؑ نے اپنے آبارکرام سے اور انہوں نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ مستفیلین صحابہ رسول اللہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اہل صفین کو اپنے نبیؐ کی زبان پر لعنت کی ہے اور مفتری بلاشبہ زیاں کار ہے۔ اور امام محمد باقرؑ و جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سورۃ الحاقہ امیر المومنینؑ اور معاویہ کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ سے آخر تک حضرت امیر المومنینؑ کی شان میں ہے اور وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ سے اسکے آخر تک معاویہ کے حق میں۔ یعنے چند آیات میں حقتعالیٰ نے اہل جنت ولغما جنت کا حال بیان کیا ہے سید و سردار انکے امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ اور دیگر چند آیتوں میں اہل جہنم اور انکے عقوبات کا ذکر فرمایا ہے مراد انسے معاویہ اور اسکے امثال ہیں۔ اور نیز حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ صاحب سلسلہ معاویہ ہے جسکا ذکر اس آیہ میں ہے خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ یعنے پکڑو اسکو اور غل و زنجیر میں قید کرو اور ایک زنجیر میں جسکا طول ستر ہاتھ کا ہے منسلک کرو تحقیق کہ وہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہ لاتا تھا۔ اور معاویہ فرعون ہے اس امت کا۔ اور کتاب خصال میں مطابق روایت نصر بن مزاحم کے کتاب صفین میں۔ ایک مرد شامی سے روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا میں نے حضرت رسول خداؐ سے سنا کہ شریر ترین خلق خدا پانچ شخص ہیں۔ ابلیس لعین۔ قابیل پسر آدم جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ فرعون ذی الاوتاد۔ اور ایک مرد بنی اسرائیل سے جسنے انکو انکے دین سے برگشتہ کیا۔ اور ایک مرد اس امت سے جسکے ساتھ باب لدّ پر بیعت کریں گے۔ مرد شامی راوی حدیث کہتا ہے کہ پس از مدت دراز دیکھا میں نے کہ لوگ معاویہ سے باب لد کے نزدیک بیعت کرتے ہیں مجھکو ارشاد حضرت رسالت پناہ کا یاد آیا اور معاویہ سے جدا ہو کر امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کتاب اختصاص میں یحییٰ بن طویل سے روایت کی ہے کہ میں سفر مکہ میں امام زین العابدینؑ کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ اپنے استر پر سوار تھے اور میں راحلہ پر اثنار راہ میں وادی ضجنان سے ہمارا گذر ہوا دیکھا ایک مرد سیاہ فام کو کہ زنجیر آہن اسکے گلو میں تھی دیکھا کہ ہماری طرف متوجہ ہے اور کہتا ہے یَا عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ اِسْقِنِیْ سَقَاكَ اللّٰهُ اے علی بن الحسین سیراب کر و حقتعالیٰ تمکو بروز قیامت سیراب کرے۔ حضرت نے سر جھکا لیا اور سواری کو مہمیز کیا۔ میں نے پھر کر دیکھا تو ایک مرد اسکو پیچھے سے کھینچتا ہے اور کہتا ہے اسکو پانی نہ دینا۔ خدا اسکو پانی نہ دے۔ پس میں نے بھی اپنے شتر کو ایڑ لگائی اور آنحضرت سے ملحق ہو گیا امامؑ نے فرمایا کہا دیکھا تو نے میں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا۔ فرمایا یہ معاویہ ملعون تھا اور نیز منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ اثنار سفر مکہ میں وادی ضجنان میں پہنچے تو تین مرتبہ فرمایا لَا غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ۔ خدا تجھکو نہ بخشے پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے کہ جانتے ہو کہ میں نے کس سے یہ کلام کیا۔ پھر خود فرمایا کہ معاویہ بن ابو سفیان میرے پاس سے گزرا اسکی گردن میں زنجیر تھی اور وہ مارے پیاس کے زبان نکالے تھا۔ اور مجھسے کہتا تھا کہ میرے لئے استغفار کرو۔ پھر فرمایا یہ ایک وادی ہے وادی ہائے جہنم سے۔ اور شیخ طوسی نے کتاب امالی میں روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ قنوت نماز صبح میں معاویہ عمرو عاص۔ ابو موسیٰ اشعری۔ ابو الاعور سلمی اور انکے اصحاب پر لعنت کرتے تھے اور یہ مضمون اکثر کتب اہل سنت میں مثل کنز العمال وغیرہ کے نقل کیا ہے پس جسکو امیر المومنینؑ قنوتات نماز میں لعنت کریں کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا اور نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں روایت کی ہے کہ علیؑ نے رایات اہل شام کو دیکھا تو فرمایا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا فرمایا کہ یہ لوگ اسلام نہ لائے تھے۔ مگر اس پر مجبور کئے گئے تھے جب اعوان و انصار ہم پہنچے تو ہماری عداوت کی طرف مراجعت کی۔ الا نماز کو انہوں نے ترک نہیں کیا

فرعون ذی الاوتاد۔ وتاد میخ اوتاد جمع۔ فرعون میخوں والا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ کسیکو عذاب کرتا تو اسکو زمین یا تختہ پر چت لٹا کر چار ہاتھ پاؤں میں چار میخیں ٹھونکتا اس لئے یہ لقب پایا ۱۲ کذا فی مجمع البحرین۔ [illegible] بالضم وہ ہے است اللسلطین گویند عیسیٰ علیہ السلام دجال را بر در آں دہ خواہد گشت ۱۲ انتہیٰ الارب۔ ضجنان کسکران کوہیست نزدیک معظمہ [illegible]

اور اُسی کتاب مین ہے کہ بروزِ صفین ایک شخص نے عمار یاسر سے کہا اے ابو الیقظان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے نہین فرمایا کا تِلُوا النَّاسَ حَتّٰی اَسْلَمُوْا فَاِذَا اَسْلَمُوْا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ کہ جہاد کرو تا اینکہ اسلام لائین جب مسلمان ہوگئے تو اُنکے جان ومال مجھسے محفوظ ہین عمار نے کہا البتہ رسولخدا نے یہہ فرمایا لیکن قسم بخدا کہ یہہ لوگ مسلمان نہین ہوئے بلکہ اسپر مجبور کئے گئے تھے جب انصار ومعوان ملے تو اپنے کفر کی طرف معاودت کی اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحاب رسولخدا سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب دیکھو کہ معاویہ میرے ممبر پر خطبہ کہہ رہا ہے اُسکو قتل کرو۔ ابو سعید خدری صحابی نے کہا فَمَا فَعَلُوْا وَلَا اَفْلَحُوْا اُنہون نے تعمیلِ ارشادِ نبوی نہ کی اور فلاح نہ پائی۔ اور عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ معاویہ ایک تابوت مین ہے درجہ زیرین جہنم مین اگر فرعون اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی نہ کہتا تو معاویہ سے نیچے درجہ مین کوئی نہوتا۔ اور نیز منقول ہے کہ معاویہ وفرعون مین ایک درجہ کا تفاوت ہے فرعون ایک درجہ نیچے اسلئے ہے کہ اُس نے خدائی کا دعوے کیا تھا۔ اور نیز ابنِ عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ معاویہ اسلام پر فوت نہوگا۔ اور جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ معاویہ مرے گا تو میری ملت پر نہوگا۔ اور امیر المومنین سے منقول ہے کہ مینے حضرت رسولخدا کو خواب مین دیکھا تو شکایت کی اوو ولد وامت کی یعنی انحراف اُمت اور اُسکی خصومت کا گلہ کیا۔ فرمایا نظر کر پس نظر کی مینے کہ معاویہ وعمرو عاص جہنم مین اُلٹے لٹکتے ہین اور اُنکے سر سنگہار دوزخ سے توڑے جاتے ہین مناقب ابنِ شہر آشوب مین کتبِ عامہ سے تفسیرِ آیہ کریمہ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ مین عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا ایک مرتبہ اُمّ ہانی خواہر امیر المومنین کے گھر مین استراحت کرتے تھے کہ یکایک مضطربانہ خواب سے بیدار ہوئے سبب اضطرار کا دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ حقتعالی نے اسوقت مجھکو عالمِ رویا مین قیامت کے احوالِ قیامت کی سیر کرائی اور جنت ونعمات جنت وجہنم وعذاب الیم کو مشاہدہ کرایا پس مینے دیکھا کہ معاویہ وعمرو عاص درمیان آتشِ جہنم کے کھڑے ہین اور اُنکے سر حجارۂ جہنم سے جو مثل آتش مشتعل ہین توڑے جاتے ہین اور اُنسے سوال کرتے ہین کہ کسلئے ولایتِ علی بن ابی طالب پر ایمان نہین لائے۔ کتاب معانی الاخبار مین امام محمد باقر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاویہ حضرت رسولخدا کے پاس بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا۔ حضرت نے دستِ مبارک سے اُسکی طرف اشارہ کرکے فرمایا جو اسکو پاوے درانحالیکہ یہہ امیر ہو تو چاہئے کہ تلوار سے اسکا پہلو چاک کرے۔ امام عالیمقام فرماتے ہین کہ ایک شخص جس نے یہہ حدیث زبان مبارک پیغمبر سے سُنی تھی۔ ایک مرتبہ شام مین حاضر تھا معاویہ کو دیکھا کہ ممبر پر خطبہ کہہ رہا ہے شمشیر میان سے نکالی اور اُسکی طرف بڑھا لوگون نے اُسے روکا کہ اے بندۂ خدا کیا چاہتا ہے اُس نے مضمونِ حدیث بیان کیا اور کہا چاہتا ہون کہ معاویہ کا شکم چاک کرون اُنہون نے کہا لیکن تجھکو معلوم ہے کہ کسنے اسکو امیرِ شام مقرر کیا ہے کہا نہین شامیون نے کہا امیر المومنین عمر خطاب نے اُس مرد نے کہا امیر المومنین کا حکم بسر وچشم قبول ومنظور ہے۔ اور نیز اُسی کتاب مین امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم اور آلِ ابو سفیان دو خانوادے ہین ہمارے درمیان خدا کے لئے عداوت ہے۔ ہمنے حق سبحانہ تعالیٰ کی تصدیق کی اُنہون نے اُسکی تکذیب کی۔ پس ابو سفیان نے حضرت رسولخدا کے ساتھ جنگ کیا اور معاویہ نے امیر المومنین کے سامنے تلوار کھینچی یزید پلید نے امام حسین کو قتل کیا اور سفیانی حضرت قائم آلِ محمد کے ساتھ لڑائی کریگا ؎ داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی۔ کہ از و وز سہ کس او بہ پیمبر چہ رسید۔ پدر او دُرِّ دندانِ پیمبر بشکست۔ مادر او جگر عم پیمبر بمکید۔ خود بناحق حقِ داماد پیمبر بگرفت۔ پسر او سرِ فرزند پیمبر ببرید۔ بر چنین قوم تو لعنت نکنی شرمت باد۔ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ یَزِیْدًا وَعَلٰی اٰلِ یَزِیْدَ اور کتاب عیون الاخبار مین نقل کیا ہے کہ حضرت امام رضا کے زمانہ مین خراسان مین ایک شخص نے اپنی زوجہ کے طلاق پر قسم کھائی کہ معاویہ صاحب رسولخدا سے نہین فقہاء وقت نے فتویٰ دقوعِ طلاق کا دیا امام رضا علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپنے فرمایا۔ طلاق واقع نہین

ہوا فقہا نے حضرت کی خدمت میں رقعہ لکھا کہ یا ابن رسول اللہ آپ کسطرح فرماتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوا حضرت نے اُسکے جواب میں لکھا کہ تم لوگوں نے
ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جو لوگ بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے اُنکو فرمایا اَنْتُمْ خَیْرٌ وَّاَصْحَابِیْ خَیْرٌ وَّلَا ہِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ
یعنی تم خوب ہوا اور میرے صحاب خوب ہیں اور ہجرت بعد فتح کے نہیں ہے بموجب اس حدیث کے اہل مکہ صحاب سے خارج اور ہجرت بعد فتح کے باطل ہے۔ پس
اُنہوں نے قول امام کی طرف رجوع کی اور نصر بن مزاحم نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ زبیر نے کہا ہم ایک روز معاویہ کے پاس آیا اُسوقت معاویہ و
عمرو عاص دونوں ایک چارپائی پر بیٹھے تھے۔ زبیر نے دیکھا تو اپنے آپ کو اُنکے درمیان ڈالا۔ عمرو عاص نے کہا تجھکو اور جگہ بیٹھنے کو نہ ملتی تھی۔ کہ میرے اور امیر المومنین کے
درمیان آکر حائل ہوا زبیر نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت رسالت پناہ ایک غزوہ پر تشریف لیجاتے تھے اور تم دونوں شامل لشکر تھے۔ ایک روز تمکو مجتمع دیکھا۔ اور تمکا و تند
تمہاری طرف دیکھتے رہے پھر دوسرے اور تیسرے روز باہم دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا جب معاویہ و عمرو عاص کو مجتمع دیکھو اُنمیں جدائی ڈالو تحقیق کہ وہ کبھی خیر پر اکٹھے نہونگے
اور علامہ زمخشری نے ربیع الابرار میں روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا کھڑے تھے ناگاہ ابو سفیان اپنے دراز گوش پر سوار ہوا اور معاویہ اُسکو آگے سے کھینچتا تھا اور یزید
پیچھے سے ہنکاتا تھا حضرت نے اُنکو دیکھا تو فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ الرَّاکِبَ وَالْقَائِدَ وَالسَّائِقَ۔ خدا لعنت کرے سوار اور کھینچنے والے اور ہنکانے والے پر۔ اور یہ
حدیث کتب معتبرہ اہل سنت میں بطرق متعددہ نقل ہوئی ہے۔ کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے
فرمایا کہ اے معاویہ حضرت رسولخدا نے بروز خندق تجھکو دیکھا کہ تیرا باپ شتر پر سوار اور آنحضرت کے جنگ پر لوگوں کو ترغیب دیتا ہے اور تو اُسکی سواری کو
پیچھے سے ہنکاتا ہے اور تیرا بھائی یزید[1] آگے سے اُسکو کھینچتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ الْجَمَلَ وَرَاکِبَہٗ وَقَائِدَہٗ وَسَائِقَہٗ اور یہی روایت حضرت
امام حسنؑ سے آخر عمر ابو سفیان میں جبکہ اُسکی بینائی جاتی رہی تھی۔ نقل کی ہے اور ابن ابی الحدید نے اپنے شیخ و اُستاد ابو عبد اللہ بصری متکلم سے اور اُس نے عاصم بن بہدلہ
سے اور اُس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہم مسجد رسولخدا میں داخل ہوئے تو دیکھا لوگ کہتے ہیں کہ پناہ لیجاتے ہیں ہم غضب خدا اور غضب رسولخدا سے
پس اسکا سبب پوچھا تو کہا معاویہ اسیوقت اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر لیگیا حضرت رسولخدا نے فرمایا لعنت کرے خدا تابع و متبوع پر بہت روز بہت
کے ہیں جو میری اُمت کو معاویہ ذی الاستاہ (بزرگ سرین) سے دیکھنی ہوگی۔ اور کتاب محاضرات رعوغب اصفہانی سے منقول ہے کہ معاویہ ایک دفعہ بیمار ہوا
طبیب اُسکے علاج کے لئے حاضر ہوا۔ اُسکو دیکھکر کہا کچھ خوف نہیں شفا ہو جائیگی ایسا ہی ہوا کچھ عرصہ کے بعد شفا ہوگئی چند مدت کے بعد پھر مریض ہوا ایک
نصرانی اُسکے پاس داخل ہوا اور کہا ہمارے پاس ایک تعویذ ہے جس بیمار کے باندھتے ہیں شفا پاتا ہے۔ معاویہ نے وہ تعویذ لیکر اپنے گلے میں باندھا۔ پس طبیب اُسکے
پاس آیا اور کہا یہ زندہ نہ بچیگا پس اُسی شب معاویہ فوت ہوا لوگوں نے طبیب سے پوچھا تو نے کسطرح دریافت کیا تھا کہ یہ ضرور مر جائیگا تو اُس نے کہا امیر المومنین
علی بن ابی طالبؑ سے روایت کی گئی ہے کہ معاویہ نہ مریگا الا یہ کہ اُسکی گردن میں صلیب ہوگی جب اُسکی گردن میں تعویذ دیکھا جسمیں صلیب کی صورت موجود تھی
بالجملہ احادیث کثیرہ شہیرہ کہ بطرق سُنّی و شیعہ مروی و ماثور ہیں دلالت واضحہ رکھتی ہیں کہ معاویہ اور اُسکے صحاب اصحاب ضلالت و غوایت تھے اور دین اسلام
سے اصلاً و مطلقاً واسطہ نہ رکھتے تھے لاجرم تمام فرق شیعہ اثنا عشریہ وغیرہ اُنکو قطعی دشمن خدا و رسول و داخل کفار مخلد فی النار جانتے ہیں اور مخالفین سے فرقہ معتزلہ نے بھی
مسئلہ میں اُنکے ساتھ اتفاق رائے کیا ہے چنانچہ عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی شروع شرح نہج البلاغہ میں کہتا ہے وَاَمَّا عَسْکَرُ الشَّامِ بِصِفِّیْنَ فَاِنَّہُمْ

---

[1] یزید بن ابو سفیان معاویہ کا بڑا بھائی تھا جو معاویہ سے پہلے حاکم شام پر شکن تھا۔ یزید بن معاویہ مدتوں اُسکے بعد پیدا ہوا اور اُسکے نام سے موسوم ہوا ۱۲ منہ عفی عنہ

هَالِكُونَ كُلُّهُمْ عِنْدَ اَصْحَابِنَا لَا يُحْكَمُ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ اِلَّا بِالنَّارِ لِاِصْرَارِهِمْ عَلَى الْبَغْيِ وَمَوْتِهِمْ عَلَيْهِ رُؤُسَاءُ هُمْ وَالْاَتْبَاعُ جَمِيْعًا

ترجمہ لیکن افواجِ شام جو صفین میں حاضر تھیں ہمارے صحابے نزدیک تمام ہالک ہیں ہر ایک اُنمیں جہنمی ہے۔ کیونکہ وہ بغاوت پر اصرار رکھتے تھے اور اسی پر مر گئے اُنکے رؤسا و اتباع سب کے سب۔ لیکن اشاعرہ اہلِ سنت کہ اکثر وہ ضریں صرف لفظ باغی خاطی کا اطلاق معاویہ پر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان حروب سے کوئی مذمت اُس کی طرف عائد نہیں ہوتی کیونکہ وہ مجتہد تھا۔ اور مجتہد خاطی مستحق ایک حسنہ کا ہے جیسا کہ مجتہد مصیب دو حسنہ کا استحقاق رکھتا ہے۔ اور بعض اہلِ حق کی گیر و دار سے تنگ ہو کر یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ وہ ایک بادشاہ تھا بادشاہانِ اسلام سے۔ اور بادشاہ اپنے افعال و اعمال میں خطا و گناہ سے بری نہیں ہوتے۔ مگر متعصبین اہلِ سنت کا مسلک بالاتر ہے وہ اُسکو منجملہ صحابہ جناب رسالتمآب صاحبِ فخر و فضیلت بسیار جانتے ہیں۔ اور بناء علیہ امام برحق کہا بہت سی احادیث پیغمبر اُسکی شان میں وارد اور اُنکو صحیح ثابت سمجھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے معاویہ کے حق میں دعا کی اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ بار الٰہا تو اُسکو حساب و کتاب تعلیم کر اور عذابِ آخرت سے بچا۔ اور نیز روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا پروردگار تو اُسکو ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ بنا۔ مگر شانِ الٰہی دیکھئے کہ انہیں سے ائمہ قوم نے مثل بخاری و ابن جوزی وغیرہ کے کہدیا ہے کہ معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ اور بعض نے اُنکے کہا ہے لَا اَعْرِفُ لَهُ فَضِيْلَةً اِلَّا لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ یعنے میں معاویہ کیلئے کوئی فضیلت نہیں جانتا الا یہ کہ پیغمبر نے اُسکے حق میں فرمایا خدا اُسکا شکم سیر نہ کرے فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ پھر کہہ ناظرین اور لائق اتباع سے معاویہ کے کفریات و نکو ہیدہ حرکات سے واقف ہیں۔ مزید آگاہی کیلئے اس مقام پر بعض حالات اُس منبع سیئات کے زیادہ تر توضیح کے ساتھ بیان ہوتے ہیں تاکہ گنجائش توجیہ و تاویل کی کیلئے ادنیٰ باقی نہ رہے اور ناظر انصاف گزین کو قبولِ حق میں ذرا تردد و تامل نہ ہو۔ اور مثل آفتاب درخشان ظاہر و عیان ہو جائے کہ یہ حضرات جو اُسکی حمایت میں اس قدر ساعی و سرگرم ہیں یہ محض انکا تعصب ہٹ دھرمی اور اعراض و انحراف ہے اہلبیت امجاد حضرت رسالتپناہ کیطرف سے بلکہ صریح انکا بغض و عناد ہے اُن حضرات کے ساتھ۔ اور نیز روشن ہو جائے کہ با وجود اُسکے آنحضرت کے ساتھ ہونے صحبت و دامادی و نسبتی قرابت و اقربا میں کچھ بھی نہیں۔ پس جاننا چاہئے کہ ایک فعل شنیع کہ سر آمد فسق و فجور اور موجب کفر و بیدینی معاویہ اور اُسکے اتباع کا ہوا اور وہ جنگ و جدال ہے ساتھ امام المسلمین امیر المومنین کے بروز صفین اور تلوار کھینچنا روبرو اُس جناب کے اور باعث ہونا قتل کا ہزاران ہزار مسلمانوں کے۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین بعد عثمان بالاتفاق امام برحق و خلیفہ مطلق تھے۔ اور اطاعت امام و خلیفہ کی بالاجماع علماء رعایا پر لازم و متحتم ہے علی الخصوص اطاعت امیر المومنین کہ مفاخر عالیہ و مناقب جلیلہ اُس جناب کے اسلام میں اظہر من الشمس ہیں علاوہ بریں حدیث صحیح يَا عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَكَ اِلَى النَّارِ جو پیشتر بھی مذکور ہوئی ہے۔ اور بقول شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں اہلِ سنت کے یہاں متواترات سے ہے۔ دلیل کافی و برہان شافی ہے ضلالت و گمراہی اہلِ شام پر۔ اور واضح رہے کہ ہر چند محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنی صحیح میں بنظر حفظ ناموس معاویہ جملہ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ اِلَى النَّارِ کہ عمار اُنکو جنت کیطرف دعوت کریگا اور وہ اُسکو جہنم کیطرف بلاتے رہیں گے۔ اخراج نہیں کیا۔ مگر اور معتبرین محدثین نے بطرق متعددہ اُسکو نقل کر کے بخاری کی قلعی کھول دی ہے۔ پس بیان سے ظاہر ہے کہ معاویہ[۵۲]

[۵۲] یہ عبارت جو حالات مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ نسائی میں نسائی سے مذکور ہے ۱۲ اعلامی الاصول ابن الجوزی نے کہا اس حدیث میں ایک زیادتی ہے جسکو بخاری نے حدیث کے اور لفظ فقط ذکر نہیں کیا اُنکو ہم حدیث ابن دو طریق سے پہنچی ہے اُنہی سواد کے اپنی غرض کیلئے اس زیادتی کو ذکر کیا ہو بالا حمیدی نے ابا بکر برقانی ... فرمایا ویح عمار تقتل الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار اور ابو مسعود دمشقی نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ بخاری نے اس زیادتی کو ذکر نہیں کیا۔ لیکن ... بن حماد و خالد بن عبد اللہ واسطی و یزید بن ابراہیم و وہب بن جریر ... اسی طرح ... کی وہ حدیث جو بخاری نے بغیر اس زیادتی کے اخراج کی ہے کہ ہماد واسطے بخاری کے اور طریق سے نہیں پہنچی ۱۱ منہ عفی عنہ

واہلِ شام اہلِ جہنم سے ہین تعجب ہے کہ یہہ حضرات ان باغیون طاغیون کی محبت مین ایسے غرق ہین - کہ احادیثِ صحیحہ کو جو اُنکے ناری ہونے پر صریح وصاف ہین پشت پر
ڈالتے ہین اور علی الزعم اُنکے انکو ماجور و ثواب کہتے ہین - آیا مقتضاے محبت اہلِ بیتِ پیغمبر یہی ہے کہ جو اُنکے ساتھ جنگ کرین اور درپے اُنکے قتل و افنا کے ہون
وہ گناہگار بھی نہ سمجھے جاوین بلکہ لکئے مستحق ایک حسنہ کے انکو ٹھیراوین - اگر ابوبکر و عمر کے ساتھ بھی کوئی اس طرح جنگ کرتا تو یہہ حضرات اُسکو بھی ایسا ہی
ہادی و مہتدی جانتے یا کچھہ اور کہتے - جنگ جمل مین تو بلا قصد طرفین لڑائی ہو جانے کے حیلے سے طلحہ زبیر کی حمایت کی تھی - یہان کونسا عذر پیش کرین گے
یہہ اجتہاد خوب تھا کہ حضرت رسول تو فرماوین یا علی حربک حربی علی کے ساتھ حرب کرنا بعینہ میرے ساتھ حرب کرنے کے برابر ہے اور قاتلان عمار کو
عذاب جہنم کی بشارت دین - اور یہہ بزرگوار معاویہ کو ان امور مین مجتہد جانین اور مستحق ایک حسنہ کا تصور فرماوین - کیا یہہ اجتہاد بمقابلہ نص بلکہ نصوص
کثیرہ جائز و مباح ہو سکتا ہے - نہین - ہرگز نہین - روضۃ الصفا مین حافظ ابرو سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا کہ تمام سے عجیب تر یہہ ہے کہ بعض مسلمان
معاویہ کو مخالفتِ امیر المومنین مین مجتہد جانتے ہین اور یہہ بات اُنکے نہایت تغافل اور تجاہل ہے - ابن ابی الحدید نے اپنے اُستاد ابو جعفر نقیب سے ابطال
تکلیت عدالتِ صحابہ مین ایک رسالہ نقل کیا ہے اُسکے آخر مین ایک کلام لطیف ایراد کیا ہے خلاصہ اُسکا اس مقام مین درج ہوتا ہے - کہتا ہے کہ تعجب ہے حشویہ و
اہلِ حدیث سے کہ وہ معاصی انبیاء کے اثبات مین جہد بلیغ رکھتے ہین حتے کہ اُسکے منکر پر طعن و تشنیع کرتے ہین اور قدریہ معتزلی کو ملحد مخالف نص کتاب اللہ
کے نام سے اُسکو یاد کرتے ہین چنانچہ ہمنے سینکڑون ہزارون کو اُنمین دیکھا ہے کہ کہتے ہین کہ یوسف زنِ عزیز سے اُس مقام پر بیٹھے جہان مرد عورت کے
پاس بوقت مجامعت بیٹھتا ہے - گاہے کہتے ہین کہ حضرت داؤد نے اوریا کو قتل کیا کہ اسکی عورت سے نکاح کرین - اور بیہودہ سرائی اس قوم کی اس حد کو
پہنچی ہے کہ حضرت رسول خدا کو قبلِ نبوت کافر بتلاتے ہین اور آدم مین قدح کرنا اور صدور معصیت کو اُنسے ثبوت کو پہنچانا تو اُنکی عادات مین داخل ہے بڑی
شد و مد سے اسپر بحث و مناظرہ کو تیار ہین - مگر جب معاویہ و عمرو عاص جیسے اشخاص مین کوئی کلام کرے - اور صدور ذنب و عصیان و ارتکاب فعل قبیح سے
اُنکے تئین نسبت دے تو اُنکے چہرے سرخ اور گردنین دراز ہوتی ہین اور آنکھین نکال کر کہتے ہین کہ یہہ بدعتی - رفضی ہے کہ صحابہ کی بدگوئی اور سلف صالح کو
سب و شتم کرتا ہے - پھر کچھ آگے بڑھکر نقیب مذکور کہتا ہے کہ ہم اُنسے پوچھتے ہین - کہ آیا بیعت علی صحیح اور تمام مسلمین پر اُسکا حکم عام تھا - یا نہ اگر صحیح تھی تو
جب کوئی خارجی امام وقت پر خروج کرے تو کیا مسلمانون کا فرض نہین کہ اُسپر جہاد کرین حتے کہ اُسکو اطاعت امام کیطرف پھیر لاوین پس کیا یہہ برأت و بیزاری
جو ہم اس زمانہ مین عمرو عاص و معاویہ سے کرتے ہین مثل اُسی جنگ و جدال کے نہین جو اُسوقت ہم پر لازم ہوتا - کیا ان دونو امر مین کچھہ تفاوت ہے - ہم اسوقت
صرف اسلئے اُن پر تبرا کرتے ہین کہ اُسوقت موجود نہ تھے کہ اپنے ہاتھ و تیغ سے اُن پر جہاد کرتے پس اب ہمارا انتہاے امر یہہ ہے کہ بجائے اس جنگ کے جسکی طرف ہمکو راہ
نہین اُنسے برأت و بیزاری عمل مین لاوین اور ان پر لعنت کرین **دیگر** یہہ کہ معاویہ روسیاہی جاوید اپنے لئے آمادہ و مہیا کرتا تھا کہ زبان کو سب و شتم امیر
و اولادِ طاہرین آنحضرت مین دراز کرتا تھا اور منبر پر اُس جناب کو (العیاذ باللہ من ذلک) لعن کرتا تھا - اور حسب الحکم اُس شقی کے تمام ممالک اسلام مین
یہہ وطیرہ جاری تھا - کہ جمعہ کے روز خطبہ مین حضرت امیر المومنین کی ذم و نکوہش کرتے تھے اور بعد اُسکے فی النار ہونے کے بھی سالہا سال دراز تک اُسکی اُس سُنت
خبیثہ پر عمل ہوتا رہا - تا اینکہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے عہد حکومت مین ایک حکمت عملی سے - اسکو موقوف کیا اور بجائے اسکے آیۂ قرآنی خطبہ مین داخل
کی **واقدی** مؤرخ معتبر اہلِ سنت نے روایت کی ہے - کہ جب معاویہ بعد بیعت امام حسن و اجتماع ناس عراق سے شام کو واپس گیا - تو اُس نے

خطبہ مین کہا ایہا الناس مجھکو رسولخدا نے خبر دی ہے کہ تو میرے بعد خلیفۂ اُمت ہوگا۔ پس اُسوقت ارض مقدسہ کو ختیار کرنا۔ کیونکہ اُسمین ابدال و اولیا خدا ہین۔
پس مینے تمکو ختیار کیا ہے فالعنوا ابا تراب لعنت کرو ابو تراب کو۔ ان ملاعین نے بموجب حکم اُس ملعون کے لعنت کی۔ دوسرے روز معاویہ نے ایک کتبہ اس
مضمون کا لکھا اور شامیون کو جمع کرکے انکے سامنے تلاوت کیا اور سنن ابن ماجہ مین کہ صحاح اہل سنت سے ہے اس طرح پر روایت کی ہے قَدِمَ مُعَاوِیَۃُ
فِی بَعْضِ حَجَّاتِہٖ فَدَخَلَ عَلَیْہِ سَعْدٌ فَذَکَرُوْا عَلِیًّا فَنَالَ مِنْہُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَ قَالَ تَقُوْلُ ہٰذَا الرَّجُلُ وَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ مَنْ
کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ وَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ الْیَوْمَ
رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنْتَہٰی معاویہ ایک مرتبہ حج کے لئے آیا سعد بن ابی وقاص اُسکے پاس داخل ہوا۔ حضرت علی کا ذکر آیا اُس مردود نے آنحضرت کی مذمت
کی سعد کو غصہ آیا اور کہا تو یہہ کہتا ہے۔ اور مینے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ کہتے تھے جسکا مین مولا ہون علی اُسکا مولا ہے اور نیز فرمایا کہ اے علی تو مجھ سے بمنزلۂ ہارون کے
ہے موسی سے۔ الا یہہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا۔ اور نیز رسولخدا سے سنا ہے کہ مین آج علم لشکر اُس شخص کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھے۔ اور صحیح مسلم مین کہ
بقول علماء اہلسنت صحیح ترین کتب ہے اور لائق صحت مین بخاری سے کمتر نہین ہے مروی ہے اَمَرَ مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ
تَسُبَّ اَبَا تُرَابٍ قَالَ اَمَّا ذَکَرْتُ ثَلٰثًا قَالَہُنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَلَنْ اَسُبَّہٗ لَاَنْ تَکُوْنَ لِیْ وَاحِدَۃٌ مِنْہُنَّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ یعنی معاویہ نے سعد کو امر کیا کہ جناب امیر کی سب کرے۔ اور کہا
کون چیز تجھکو اس سے مانع ہے۔ سعد نے کہا مجھکو تین باتین یاد ہین جو رسولخدا نے انکے حق مین فرمائی ہین پس مین ہرگز سب نکرونگا اگر ان مین سے ایک بھی میرے لئے
ہوتی تو میرے نزدیک محبوب تر تھی بہ نسبت شتران سرخ مو کے۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ کیون حضرات اب بھی آپ اس شخص کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
ہی کہین گے۔ اور محبوب بزرگ سمجھا ہے رسولخدا اسکی اقتدا کو موجب ہدایت پاوین گے۔ اگر حضرت رسولخدا نے بروز غدیر حضرت امیر کو وصی و خلیفہ نہین کیا تو کیا
انکی محبت و موالات کا بھی حکم نہین دیا کیا حدیث کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ بِبُغْضِ عَلِیٍّ الخ حدیث صحیح نہین۔ ذرا تامل کرنا اور سوچنا چاہئے اور بالمرہ انصاف
سے دست بردار نہو جانا چاہئے۔ آیا محبت علی اسی کا نام ہے کہ انکے دشمن بدگو ان کرنیوالون کو مومن صالح امام و پیشوا جانین۔ اور رسولخدا پر تہمت انکی مدح و ثنا کی کہین
اگر امیر المومنین کی بدگوئی سے معاویہ امام و پیشوا ہوا تو اور خلفا کے بدگو کیون اس شرف سے محروم رہین شیعون کو امام و پیشوا سمجھا ہین تو مومن مسلمان تو سمجھین
اور کتاب مستطرف سے منقول ہے کہ معاویہ ملعون مدینہ مین آیا تو منبر پر گیا۔ اور علی علیہ السلام کی مذمت شروع کی امام حسن اُسوقت اُٹھے۔ اور بعد حمد و صلوۃ کے کہا
کہ حق تعالی نے کوئی نبی مبعوث نہین کیا الا ایک دشمن انکا اہل مجرمین سے قرار دیا ہے۔ پس اے معاویہ مین پسر علی بن ابی طالب ہون۔ اور تو پسر صخر ...
ماں ہند ہے میری ماں فاطمہ زہرا۔ تیری جدہ قتیلہ ہے میری جدہ خدیجۃ الکبری۔ پس لعنت خدا ہو اُس پر جو ہم مین اُسکا نسب لئیم تر اور ... ذکر اُسکا ... قدیم
اور کفر اسکا عظیم اور نفاق شدید ہو۔ اہل مسجد نے باواز بلند کہا آمین۔ معاویہ نے اپنا خطبہ بند کیا۔ اور ... اور ابن ابی الحدید نے
ابو عثمان جاحظ سے نقل کیا ہے کہ بنی امیہ سے کچھ لوگون نے معاویہ سے کہا اے امیر المومنین اپنی آرزو پر فائز ہوا اگر اب اس مرد کی لعن سے باز آئے تو بہتر تھا۔ اُس
ملعون نے کہا لا واللہ جبتک کہ طفل اس پر کبیر ہون اور کبیر پیر نہو جاوین اور کوئی ذکر کنندہ اُنکی فضیلت کا ذکر کرنیوالا نہ رہے۔ اور ابوالحسن
مدائنی نے کتاب احداث مین روایت کی ہے کہ معاویہ نے بعد سال جماعت اپنے عمال کیطرف ایک نسخہ واحد تحریر کیا۔ کہ جو شخص ابو تراب کی فضیلت بیان کرے
ذمہ اُس سے اور اُسکے اہل بیت سے بری ہے۔ پس خطبا ہر شہر ... ہر منبر پر ... علی کو لعن کرتے اور ان سے بیزاری ڈھونڈتے اور انکی اور ان کے

اہلبیت کی مذمت کرتے تھے زیادہ تر مبتلاء بلا اُس زمانہ مین اہل کوفہ تھے کیونکہ وہان پر شیعہ علی بکثرت تھے پس زیاد بن سمیہ کو اُس نے حاکم کوفہ و بصرہ مقرر کیا وہ شیعون کی
تلاش کرتا تھا۔ حالانکہ اُنکو پہچانتا تھا۔ کسلئے کہ علی کے زمانہ مین خود اُنہین شامل تھا۔ پس اُس نے ہر سنگ کلوخ کے نیچے سے اُنکو نکالا اور قتل کیا ڈرایا ہاتھ پیر کاٹے
آنکھون سے کور کیا اور شاخہائے خرما پر دار کھینچا اور ملک بدر کیا حتے کہ عراق مین مشہور و معروف اُنمے کوئی باقی نہ رہا پس معاویہ نے اپنے عمال کو اطراف آفاق مین
لکھا کہ شیعہ علی و اہل بیت کی گواہی کو جائز نہ رکھین۔ اور نیز لکھا کہ نظر کرو طرف شیعیان و دوستان عثمان بن عفان کے اور اُسکے جو فضائل عثمان نقل و روایت کرے
پس اُس روایت کو مع نام روایت کنندہ اور نام اُسکے باپکے اور نام قبیلہ کے میرے پاس بھیجو پس اُنہون نے اُسکی تعمیل کی حتے کہ فضائل و مناقب عثمان
بکثرت و افراط شائع ہوئے کیونکہ معاویہ ایسے لوگون کو اپنے انعام و افضال سے مالا مال کرتا تھا۔ اور جاگیرین اور جائدادین اُنکو بخشتا تھا کچھ مدت اسطرح
گذری پھر اُس نے اپنے عمال کو لکھا کہ احادیث دربارۂ عثمان بہت ہوگئین اور دیار و امصار مین پھیل گئین اب خلقت کو دعوت کرو کہ مناقب صحابہ
و خلفاء اولین مین حدیثین روایت کرین۔ کوئی خبر ابو تراب کی شان مین نہ پاوین الا یہہ کہ ویسی یا اُس سے بڑھکر صحابہ کے حق مین بیان کرین بتحقیق
کہ یہہ امر میرے نزدیک محبوب تر اور میری آنکھونکا زیادہ روشن کرنیوالا ہے۔ اور نیز شیعیان علیؑ کی حجتین اس سے مضمحل و باطل ہوتی ہین۔ اور
یہہ اُن پر روایت مناقب عثمان سے زیادہ ناگوار ہے پس یہہ خطوط اُسکے عامۂ خلائق کے سامنے پڑھے گئے۔ اور اخبار کثیرہ مناقب صحابہ مین جنکی
کچھ بھی اصل نہ تھی وضع کئے اور بنائے گئے پس وہ لوگ اُن اخبار موضوعہ کی نقل و روایت مین جدّ و کد رکھتے تھے اور منبرون پر اُنکو پڑھتے تھے۔ پھر یہہ
اخبار معلمان مکاتب کو دیئے گئے کہ درس تعلیم مین داخل کرین پس بچے مثل قرآن اُنکو ازبر کرتے اور عورات و دختران کو گھرون کے اندر اُنکی تلقین ہوتی
اور نوکرون اور غلامون تک کو یاد کرائے جاتے تھے۔ پس معاویہ نے ایک نسخہ واحد تمام شہرون اور قصبون کیطرف لکھا۔ کہ جس پر گواہ گواہی دین کہ
علیؑ اور اُنکے اہلبیت کو دوست رکھتا ہے اُسکا نام دیوان عطا سے محو کرین اور اُسکا رزق و روزینہ بند کردین۔ پھر دوسرا خط اُس ملعون نے لکھا۔ کہ
جنکو دوستی علیؑ کی تہمت بھی لگائین اُنکو عقوبت کرین اور گھرون کو اُنکے مسمار کردین۔ پس عظیم و شدید بلا اسوقت اہل عراق خصوصًا اہل کوفہ کے لئے
تھی۔ اور نوبت اُنکی یہہ پہنچی تھی کہ کوئی شیعہ اپنے کسی معتبر دوست کے گھر جاتا تو چھپ کر اُس سے بات کرتا اور اُسکی زوجہ و خادم و غلام تک سے خوف کرتا
اور خود اُس دوست کے ساتھ لب کُشا نہوتا جبتک کہ سوگند غلیظ و شدید سے اُس سے عہد اخفاء راز کا نہ لے لیتا۔ پس بہتسے افترا و بہتان پیغمبر خداؐ پر
باندھے گئے کہ فقہاء و قضات و حکام اُن پر عمل کرتے تھے۔ اور قاریان قرآن سست ایمان جو ریاءً عبادت کرتے تھے جھوٹی حدیثین بناتے اور حکام و
ولات سے اُنکے صلہ مین عزت و توقیر حاصل کرتے۔ اور مال و منال و مکان و جاگیرین انعام مین پاتے تا اینکہ رفتہ رفتہ یہہ احادیث اہل دین و دیانت
تک بھی جو کذب و افترا کو حلال نہ جانتے تھے پہنچین اور اُنہون نے بگمان اُنکی راستی و حقیقت کے اُنکو روایت کیا بتحقیق کہ اگر وہ جانتے کہ یہہ کذب باطل ہے
تو کبھی اُنکو روایت نہ کرتے اور ہرگز اُن پر اعتقاد نہ لاتے پس یہی صورت رہی۔ تا اینکہ حسن بن علی نے دنیا سے رحلت کی اُسوقت بلا و فتنہ مین اور
شدت ہوئی ایک متنفس بھی اس گروہ کا نہ رہا۔ مگر یہہ کہ یا تو اپنی جان پر خائف رہتا۔ یا وطن آوارہ کوہ و صحرا مین مارا مارا پھرتا تھا۔ اور بعد قتل حسینؑ امر
دشوار تر ہوا عبدالملک بن مروان نے خلیفہ ہوکر شیعون پر اور بھی تشدد کیا۔ حجاج بن یوسف ظالم کو فرمانروائے عراق مقرر کیا۔ اُسکے یہان عبّاد و زہاد
نے بغض علیؑ ابن ابیطالبؑ کے ذریعہ سے بار پایا اور اُسکے اعدا کے ساتھ دوستی کا اظہار کرکے قرب منزلت حاصل کرتے تھے۔ پس روایت مناقب صحابہ اُنکی

اعدا کا بازار گرم ہوا اور سب و شتم و مطاعن آنحضرت نے ملک میں رواج پایا حتّٰی کہ حجّاج کے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ عبد الملک بن قریب یعنی اصمعی تھا۔ اور کہا اَیُّھَا الْاَمِیْرُ میرے والدین نے مجھکو عاق کیا ہے کہ میرا نام علی رکھا ہے۔ اور میں فقیر پریشان حال میرے جائزہ و انعام کا حاجتمند ہوں حجّاج ہنسا کہ اچھا ذریعہ سوال کا تو نے تجویز کیا۔ اور کہا تجھکو فلان تعام کی حکومت بخشی تمام ہوئی روایت ابو الحسن مدائنی کی اور مولانا مفتی محمد قلی کنتوری تشئید المطاعن میں افادہ فرماتے ہیں کہ ابو الحسن مذکور صدوق و ثقہ علماء اہلسنت سے ہے چنانچہ سمعانی نے کتاب انساب میں کہا ہے کہ حارث بن ابو اسامہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو الحسن مدائنی بصرہ میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی۔ کچھ مدت کے بعد وہ مدائن کو گیا اور وہاں سے بغداد آیا۔ اور وہان رہتا رہا حتّٰی کہ ماہ ذی قعدہ سنہ ۲۲۵ ہجری میں فوت ہوا وہ تاریخ النسان و اخبار عرب اور انکے انساب سے واقف تھا۔ اور عالم تھا فتوح و مغازی و روایت شعر کا۔ اور صدوق تھا اسمیں

ترک سبّ امیر المومنین از خطبہ ہائے بنی امیہ

عمر بن عبد العزیز اموی کہ بجائے ہشام بن عبد الملک سنہ ۹۹ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ کہتا ہے کہ میں ایام طفلی میں عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود سے قرآن شریف پڑھتا تھا۔ ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیلتا تھا کہ میرا معلم وہاں سے گذرا ہم اسوقت علی بن ابی طالب کی لعن (نعوذ باللہ) کرنے میں مصروف تھے۔ اس نے اس سے کراہ کیا۔ اور مسجد کو چلا گیا میں لڑکوں سے جدا ہو کر انکے پاس مسجد میں گیا کہ اپنا معمولی سبق پڑھوں وہ مجھکو دیکھ کر نماز پڑھنے لگا۔ اور اس قدر طول دیا کہ میں نے احساس کیا کہ مجھ سے اعراض کرتا ہے۔ نماز سے فارغ ہوا تو چین بر جبین میری طرف رخ کیا۔ میں نے کہا آج شیخ کا کیا حال ہے۔ کہا اے فرزند تو علی کی سب کرتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا تجھکو کب دریافت ہوا کہ حقتعالیٰ اہل بدر سے رضامند ہو کر پھر ان پر غضبناک ہوا۔ میں نے کہا کیا علی اہل بدر سے ہیں۔ کہا وَیْحَکَ مگر نہیں جانتا کہ بدر بالتمام علی علیہ السلام کے لئے ہے میں نے کہا میں پھر ایسا نہ کرونگا کہا واللہ کہ ایسا نہ کریگا۔ میں نے کہا ہاں۔ اُسکے بعد میں نے کبھی لعنت نہیں کی پھر عمر کہتا ہے کہ میرا باپ امیر مدینہ ہوا تو میں ہر جمعہ کو زیر منبر حاضر ہوتا وہ اسپر خطبہ کہتا تو میں دیکھتا کہ تمام خطبہ کمال فصاحت و بلاغت سے ادا کرتا ہے۔ مگر جب علی کی مذمت پر پہنچتا ہے تو تلجلج و اضطراب اسکی زبان میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ اے پدر تو فصیح خطیب ہے۔ کیا باعث ہے کہ جب اس مرد کی مذمت پر پہنچتا ہے تو تیری زبان لکنت کرنے لگتی ہے۔ اُس نے کہا اے فرزند یہ لوگ جو اہل شام وغیرہ سے زیر منبر جمع ہوتے ہیں اگر اس مرد کے فضائل و مناقب سے آگاہ ہوں جیسا کہ تیرا باپ آگاہ ہے تو سب ہم سے برگشتہ ہو جائیں اور ایک بھی ہماری اطاعت نہ کرے۔ اس کلمہ نے بھی میرے دل میں اثر کیا۔ علاوہ اسکے جو لڑکوں میں معلم نے تلقین کیا تھا۔ پس میں نے خدا کی درگاہ میں عہد کیا کہ اگر مجھکو خلافت ملی تو اس رسم بد کو البتہ یکقلم موقوف کرونگا۔ جب حقتعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے مجھکو خلیفہ کیا تو میں نے اسکو دور کیا۔ اور بجائے اسکے یہ آیۂ قرآنی خطبۂ جمعہ میں داخل کی إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْبَغْيِ وَالْمُنْكَرِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ تحقیق کہ حقتعالیٰ امر کرتا ہے ساتھ عدل و احسان کے اور دینے ذی القربیٰ کے اور منع کرتا ہے فحشا اور فواحش و بدکاری سے اور پند کرتا ہے تمکو تاکہ تم پند گیرو اور تمام اپنے قلمرو میں اس مضمون کے احکام جاری کئے تا اینکہ یہ ایک سنت ہو گئی اور روضۃ الصفا میں ہے کہ ایک یہودی نے عمر بن عبد العزیز کی تعلیم سے سر دربار جبکہ بزرگان شام و روسائے بنی امیہ انجمن تھے اسکی دختر کے ساتھ شادی کی درخواست کی عمر نے کہا یہ امر ہمارے دین میں کسی طرح صورت پذیر نہیں کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور تو دین و آئین سے بیگانہ یہودی نے کہا۔ مگر تمہارے پیغمبر نے اپنی لڑکی علی ابن ابیطالب کو دی۔ عمر نے کہا علی ارکان دین میں تھے و بزرگان ملت سے ہیں یہودی نے کہا اس صورت میں کیلئے ان پر لعن کرتے ہو۔ عمر نے حاضرین کیطرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ اسکا جواب دو ورنہ اس رسم بد کو

ترک کردو سب خاموش و ملزم ہوئے پس عمر نے حکم دیا کہ آئندہ کوئی زبان کو بالفاظ ناشائستہ امیر المومنین علی بن ابیطالب میں آلودہ نہ کرے **اور نیز** معاویہ نے فلذۂ کبد رسول خدا امام حسن مجتبیٰ کو زہر دلوا کر شہید کیا اور آنحضرت کی وفات پر اظہار سرور و شماتت کا کیا۔ مولانا مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ کتاب تشیید المطاعن میں فرماتے ہیں کہ عجائب حیرت افزا سے یہہ ہے کہ معاویہ نے جگر گوشۂ رسول و نور دیدۂ بتول جناب امام حسن کو زہر دیکر قتل کیا۔ پھر بھی اہل سنت اسکی دوستی سے دست بردار نہیں ہوتے اور اسکو امام و خلیفہ برحق جانتے ہیں۔ اسکے بعد بہت سی کتب معتبرہ اہل سنت سے اس حکایت کو نقل کیا ہے ہم اس مقام پر بعض عبارات کا خلاصہ ترجمہ وارد کرتے ہیں **از انجملہ** سبط ابن الجوزی نے کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں ترجمہ امام حسن میں روایت کی ہے کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث زوجہ امام حسن کو ورغلایا کہ آنحضرت کو زہر دے اور وعدہ کیا کہ اگر ایسا کریگی۔ تو ایک لاکھ درہم تجھکو دونگا۔ اور اپنے بیٹے یزید کے ساتھ تیرا نکاح کر دونگا۔ جب امام حسن نے شہادت پائی تو اس نے کسیکو معاویہ کے پاس بھیجکر وعدہ وفائی کی التجا کی۔ معاویہ نے مال اسکے پاس بھیجدیا۔ اور دوسرے امر کی نسبت کہا کہ مجھکو یزید سے محبت ہے اور اسکی زندگی کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر ایسا نہوتا تو البتہ تیری شادی اسکے ساتھ کر دیتا۔ یعنے جبکہ اس ملعونہ نے فرزند رسول خدا کے ساتھ وفا نہ کی تو اس شقی کے ساتھ کیا امید وفا ہوسکتی ہے **شعبی** کہتا ہے کہ مصداق اس قول کا یہہ ہے کہ حسن اپنی موت کے وقت کہتے تھے حالانکہ انکو معاویہ کا کام معلوم ہوگیا تھا لَقَدْ عَامَلَتْ صِفَتَہُ شَرْبَتَہُ وَبَلَغَ اُمْنِیَّتَہُ وَاللّٰہِ لَایَفِیْ بِمَا وَعَدَ وَلَایَصْدُقُ فِیْمَا یَقُوْلُ وہ اسکے شربت کی صفت کو جانتے تھے۔ وہ اپنی مراد کو پہنچا۔ قسم بخدا کہ اپنا وعدہ وفا نہ کرے گا۔ اور وہ اپنے قول میں راست گو نہیں۔ اور ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے چند بار اس جناب کو زہر دیا کیونکہ وہ حضرت اور انکے بھائی حسین شام میں جایا کرتے تھے۔ اور تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں ام بکر بنت مسور سے روایت کی ہے کہ حسن کو چند بار زہر پلایا۔ آخری باری میں انہوں نے وفات پائی کیونکہ انکا جگر ٹکڑے ہوا پس جب آنحضرت نے رحلت کی تو زنان بنی ہاشم ایک ماہ کامل ان پر نوحہ و بکا کرتی رہیں اور ابو عوانہ نے کہا کہ جعدہ بنت اشعث نے آنحضرت کو زہر پلایا اور چالیس روز آپ اس سے علیل رہے۔ اور تاریخ خمیس دیار بکری سے نقل کیا ہے کہ جب معاویہ کو شام میں وفات حسن کی خبر پہنچی تو اس نے تکبیر کہی اور اسکے ساتھ اہل شام نے تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قریظہ نے کہا اَقَرَّ اللّٰہُ عَیْنَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ خدا تیری آنکھوں کو خنک رکھے۔ کس امر پر تو نے تکبیر کہی معاویہ نے کہا حسن نے انتقال کیا۔ فاختہ نے کہا تو پسر فاطمہ کے مرنے پر تکبیر کہتا ہے۔ معاویہ نے کہا میں نے شماتت کی راہ سے تکبیر نہیں کہی۔ مگر میرے دل نے راحت پائی اسواسطے کہی۔ راوی کہتا ہے کہ شماتت نہیں مگر استراحت قلب اور کسی کا دل بجز شماتت کنندہ کے کسیکے مرنے پر راحت نہیں پاتا۔ اور زبیر بن بکار سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے پاس شام میں گئے اور اسکے پاس حسن بن علی کے مرنے کی خبر پہنچی پس اس نے سجدۂ شکر کیا اور شکر خدا بجالایا۔ اور آثار سرور و بشاشت اسکے چہرہ سے ہویدا تھے پس لوگوں کو اپنے پاس اندر آنے کی اجازت دی۔ انکے بعد ابن عباس کو بلایا اور کہا تو نے سنا کہ تیرے اہل میں کیا حادثہ واقع ہوا۔ کہا نہیں کہا ابو محمد نے وفات پائی حقتعالیٰ تیرے اجر کو اس مصیبت میں عظیم کرے۔ ابن عباس نے یہہ سنکر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم اس مصیبت کو خدا کے نزدیک محتسب کرتے ہیں اے معاویہ مجھکو تیرے سجدہ کرنیکا حال معلوم ہوا۔ میرا گمان یہہ ہے کہ تو نے آنحضرت کی وفات پر سجدۂ شکر کیا ہے۔ پس قسم بخدا اے معاویہ کہ حسن کا جسد تیری قبر کو بند نہ کرے گا۔ اور انکی اجل کے پورا ہونے سے تیری عمر زیادہ نہوگی ہم حسن کی مصیبت سے پیشتر اس سے بھی عظیم تر مصیبت برداشت کر چکے ہیں۔ معاویہ نے اس سے اعراض کرکے کہا کہ حسن کی کیا عمر ہوگی ابن عباس نے کہا شان حسن ارفع ہے اس سے کہ انکی تاریخ ولادت کسی پر مخفی ہو۔ معاویہ نے کہا میرا خیال ہے کہ حسن نے اولاد صغار چھوڑی۔ ابن عباس نے کہا ہم سب صغیر تھے پھر کبیر ہوئے ہیں کہا اے

ابن عباس اب سید و سردار قبیلہ تو ہے ابن عباس نے کہا ابو عبد اللہ الحسین خدا کے فضل سے زندہ و سلامت ہیں۔ پس ابن عباس اُٹھے اور اشک اُنکی آنکھوں سے جاری تھے۔ معاویہ نے کہا لِلّٰہِ دَرُّہٗ اُسکی نیکی خدا کے لیے ہے جب اُسکے ساتھ ملاقات کی تو اُسکو سید و سردار پایا اور نیز معاویہ ملحد بیدین منکر نبوت حضرت ختم المرسلین تھا۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح قول جناب امیر علیہ السلام لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِیْ فَلَیْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَاَخْطَأَہٗ کَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَاَدْرَکَہٗ میں کہا ہے۔ کہ مراد اس سے معاویہ اور اُسکے اصحاب ہیں کیونکہ اُنکا طرز و روش خارجیوں کے طرز و روش سے بدتر تھا خارجیوں میں یہی عیب و نقص تھا کہ وہ امیر المومنین سے برات اور اُنکی بدگوئی کرتے تھے اور فقط یہی سبب ہے کہ اہل حق و دین اس فرقہ پر رد و انکار کرتے ہیں ورنہ اسکے سوا وہ لوگ اپنے اکثر اقوال و عقائد میں ہمارے اصحاب کے ساتھ ایک مسلک پر ہیں۔ اور اظہار دین و التزام قواعد شرع متین و جہد فی العبادۃ و نہی عن المنکر میں امتیاز رکھتے ہیں بخلاف معاویہ اور اُسکے اصحاب کہ ہمہ تن مصروف لہو و لعب دنیا و لذات دنیا میں منہمک اور زندقہ و الحاد میں غرق تھے اسلیئے ہمارے اکثر اصحاب نے معاویہ کی تفسیق ہی پر بس نہین کی۔ بلکہ اُسکے دین و یقین میں قدح کی ہے کہ وہ ملحد تھا اور اعتقاد نبوت نہ رکھتا تھا۔ اور اُسکے بیساختہ کلمات و سقطات الفاظ سے بہت سی باتیں ایسی نقل کی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت واضحہ رکھتی ہیں۔ اور زبیر بن بکار نے کہ مخالفت و انحراف اُسکا علی علیہ السلام سے معروف و مشہور ہے۔ اور جسکا اعتقاد شیعہ سے مناسبت نہین رکھتا تھا۔ اور عداوت معاویہ میں بالکل متہم نہین کتاب موفقیات میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا میں اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ شام کو گیا۔ وہ اکثر معاویہ کے پاس جاتا اور اس سے باتیں کرتا لوٹ کر آتا تو مجھسے نقل و حکایت کرتا۔ اور اکثر معاویہ کی عقل و دانائی کا ذکر کرتا اور اُس پر اظہار تعجب کرتا۔ ایک شب جو وہان سے لوٹ کر آیا تو آثار حزن و ملال اُسکے چہرہ سے عیان تھے اور کھانا نہ کھایا۔ میں نے پہلے تو انتظار کیا پھر پوچھا کیا سبب ہے کہ میں آج تجھکو دلگیر پاتا ہون کہا میں خبیث و حقیر ترین نوع انسان معاویہ بن ابو سفیان کے پاس سے آیا ہون۔ آج خلوت میں اُس سے کہا تھا کہ اے امیر المومنین تو اپنی مراد پر فائز ہوا اب مین تیرا سن زیادہ آیا سزاوار ہے کہ عدل و انصاف کو بالمرہ ہاتھ سے نہ دے۔ بنی ہاشم تیرے اخوان و برادران ہین اُنکی طرف نگاہ لطف و مروت نظر کر اور شرائط صلہ رحم کو اُنکے ساتھ بجا لا قسم بخدا کہ اب اُنکے پاس کوئی ایسی شے نہین جو تیرے خوف و ہراس کا باعث ہو تحقیق کہ یہ امر تیرے لیئے موجب بقاء ذکر و حصول ثواب کا ہے اُس نے کہا ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ کس ذکر کے بقا کی اپنے لیئے امید کرون۔ اخو تیم (ابوبکر) خلیفہ ہوا اور عدل و انصاف کو اُس نے مرعی رکھا ہلاک ہوا تو اُسکا ذکر بھی اُسکے ساتھ ہلاک ہوا۔ اب بجز اسکے کہ کوئی کہنے والا کہے کہ ابوبکر تھا۔ کچھ اُسکے لیئے نہین۔ پس ازان اخو عدی (عمر) مالک سلطنت ہوا اور کس جد و جہد سے دس سال تک فرمانروائی کی مرا تو سوائے اسکے کہ کوئی کہے عمر تھا اور اُسکو کیا حاصل ہے۔ لیکن ابن ابی کبشہ کے لئے ہر روز و شب پانچ مرتبہ بلند اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا عالم میں شور ہوتا ہے پس کیا عمل اسکے بعد کسیکے لیئے باقی رہے گا اور کونسا عمل دوام پذیر ہوگا۔ اے مغیرہ قسم بخدا کہ ہم دفن ہونگے تو ہماری یاد بھی ساتھ ہی دفن ہوجائیگی اور دوسرے مقام پر کتاب اخبار الملوک احمد بن ابی طاہر سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے مؤذن کو سنا کہ اُس نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُس نے بھی کہا۔ پھر سنا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو معاویہ نے کہا لِلّٰہِ اَبُوْکَ اے پسر عبد اللہ تو بڑا بلند ہمت تھا بغیر اسکے راضی نہوا کہ اپنا نام رب العالمین کا ہم...

[illegible]

عمر نے خوارج کو مصیبت لیے قتل نہ کرو کیسے ...کہ طلب حق کیا ... وہ اُسکے ماننے ... باطل کو طلب کیا۔ اور اُسکو پا لیا ۱۲

ترین کرے۔ **اور نیز** معاویہ غالباً پابند شرع اقدس نہ تھا۔ علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہوتا شراب پیتا۔ غنا زنان مغنیہ سے سنتا اور ظروف طلا و نقرہ کا استعمال کرتا اور بے دھڑک احادیث نبوی کا رد و انکار کرتا۔ اب ان سب باتوں کے شواہد سنئے اور آنحضرات کے تعصب کو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ یہہ سب کچھ جانتے اور نقل کرتے ہیں اور باوجود اسکے اسکو امام برحق کہے چلے جاتے ہیں **مسند احمد بن حنبل** میں عبد اللہ بن بریدہ صحابی سے منقول ہے کہ اس نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ معاویہ کے پاس داخل ہوا اس نے ہمکو فرش پر بٹھایا اور کھانا طلب کیا پھر شراب منگائی پہلے خود پی پھر میرے باپ کو دی کہ پیئے اس نے انکار کیا اور کہا جب سے رسولخدا نے اسکو حرام کیا ہے میں نے کبھی نہیں پی۔ اور محاضرات راغب اصفہانی سے منقول ہے کہ کسی نے ہشام بن حکم سے پوچھا کہ معاویہ جنگ بدر میں شامل تھا اس نے کہا ہاں شامل تھا مگر کفار کی طرف سے۔ اور شریک بن عبد اللہ کے سامنے معاویہ کے حلم کا ذکر آیا تو اس نے کہا معاویہ فقط معدن سفاہت تھا۔ بخدا سوگند کہ جب اسکو خبر قتل امیر المومنین پہنچی تو تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ اس خبر کے سنتے ہی درست ہو بیٹھا پھر کہا اے لونڈی غنا و سرود کر کہ آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ اس نے گانا شروع کیا ۔ اَلَا اَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَخْرٍ ۔ فَلَا قَرَّتْ عُيُوْنُ الشَّامِتِيْنَا ۔ اَفِيْ شَهْرِ الصِّيَامِ فَجَعْتُمُوْنَا ۔ بِخَيْرِ النَّاسِ طُرًّا اَجْمَعِيْنَا ۔ قَتَلْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا ۔ وَاَفْضَلَهُمْ وَمَنْ رَكِبَ السَّفِيْنَا یعنی ہاں معاویہ بن ابوسفیان کو خبر دو کہ شماتت کرنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہونگی۔ تم نے ماہ صیام میں ہمکو ایسے شخص کے درد و غم میں مبتلا کیا جو تمام بنی نوع انسان سے بہتر تھا۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا جو بہترین تھا سواران شتر و اسپ وغیرہ کا۔ اور افضل تھا ان لوگوں کا جو کشتی پر سوار ہوتے ہیں معاویہ کے سامنے عمود پڑا ہوا تھا اٹھا کر اسکے سر میں اس زور سے مارا کہ بھیجا اسکا نکل پڑا اس روز اسکا حلم کہاں گیا تھا۔ اس روایت سے کس درجہ معاویہ کی عداوت امیر المومنین کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کہ انکی وفات پر مسرور ہوا اور اسکو باعث ٹھنڈک چشم سمجھا۔ اور ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں کہتا ہے لیکن اسکے افعال کہ ظاہر او صریحاً خلاف عدالت تھے مثل پہننے حریر اور اکل و شرب کرنے کے ظروف طلا و نقرہ میں حتےٰ کہ جب ابودردا صحابی نے اس پر انکار کیا کہ میں نے حضرت رسول اللہ سے سنا ہے کہ جو ظروف زر و سیم میں کھاتے پیتے وہ اپنے شکم میں آتش جہنم کو داخل کرتا ہے۔ تو معاویہ نے انکے جواب میں کہا لیکن میں تو اس میں کچھ خوف و باس نہیں دیکھتا۔ ابودردا نے کہا میں حدیث رسولخدا تیرے سامنے بیان کرتا ہوں اور تو اپنی رائے سے خبر دیتا ہے۔ قسم بخدا کہ میں کبھی تیرے ساتھ ایک ملک میں نہ رہونگا۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہہ خبر جیسی انکی عدالت میں قدح کرتی ہے اسیطرح انکے عقیدہ میں بھی قادح ہے کیونکہ جو شخص حدیث نبوی کے مقابلہ میں کہے کہ میں اس فعل میں کچھ باس نہیں دیکھتا جسکو آنحضرت نے حرام فرمایا ہے تو وہ ہرگز صحیح العقیدہ نہیں **حقیر مولف** کہتا ہے لَيْسَ هٰذَا اَوَّلَ قَارُوْرَةٍ كُسِرَتْ فِي الْاِسْلَامِ **ترجمہ** نہیں ہے یہہ پہلا شیشہ جو اسلام میں توڑا گیا ہے۔ صرف معاویہ ہی نے حدیث رسول اللہ پر رد و انکار نہیں کیا۔ اس سے پہلے حضرت خلیفہ ثانی نے سر منبر فرمایا تھا مُتْعَتَانِ كَانَتَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا اُحَرِّمُهُمَا وَاُعَاقِبُ عَلَيْهِمَا **دو متعہ** زمان رسول اللہ میں تھے میں انکو حرام کرتا ہوں اور ان پر عقاب کرتا ہوں شاید ابن ابی الحدید کو یہہ قول عمر کا اس مقام پر سہو ہو گیا کہ بے تامل کہدیا کہ ایسا شخص صحیح العقیدہ نہیں ورنہ ایسی جرأت نہ کرتا۔ کیونکہ معاویہ ہرچند اسکے نزدیک ہالک ہے مگر یہ حریم حرمت خلفائے ثلثہ میں وہ عامہ اہلسنت سے کمتر اہتمام نہیں رکھتا **صحیح ترمذی** میں ہے کہ ایک مرد نے اہل شام سے عبد اللہ بن عمر سے متعہ زنان کی بابت سوال کیا اس نے کہا حلال ہے شامی نے کہا تیرا باپ اس سے نہی کرتا تھا۔ ابن عمر نے کہا جس امر کو رسولخدا نے حلال کیا ہے وہ میرے باپ کے نہی کرنے سے حرام نہیں ہو سکتا **اور نیز** معاویہ نے ایک حرکت نہایت بیجا و ناز یبا یہہ کی کہ عائشہ زوجہ رسولخدا کو قتل کیا۔ امیر المومنین نے باوجود یکہ عائشہ آنحضرت کے ساتھ

سخت عداوت رکھتی تھی سے کہ جنگ پیش آئی اور باعث قتل صدہا ہزار شیعیان آنحضرت کی ہوئی۔ جب آپ نے فتح پائی تو اُسکا بال بھی بیکا ہونے دیا اور با احتیاط
روانہ مدینہ سکینہ فرمایا۔ اس بدبخت نے فقط اس بات پر کہ اُسے یزید کی بیعت پر ملامت کرتی تھی خفا ہو کر زندہ درگور کیا۔ اور ذرا پاس و لحاظ ابوبکر کا بھی اُسکے مقدسین نے کیا
اگر معتقدین معاویہ کو اس کلام سے تعجب ہو تو شاہد موجود ہے سنیں اور دیکھیں اور اس تپہ روزگار کی محبت سے دست بردار ہوں مُفتی محمد قلی شیعہ میں کتاب اوائل
جلال الدین سیوطی سے نقل کرتے ہیں کہ اولیات معاویہ سے ایک یہ ہے کہ وہ اول جس نے صفا مروہ کے درمیان سواری کی۔ اور اول ہے جس نے شرب نبیذ و سماع
غنا کا اظہار کیا اور اکل طین کو مباح جانا جس وقت منبر رسول اللہ پر اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لے رہا تھا کہ عائشہ نے اپنے حجرہ سے سر نکال کر کہا مَہْ[1] مَہْ کیا شیوخ اولین نے
اپنے بیٹوں کے لئے بیعت کی خواہش کی تھی جو تو کرتا ہے۔ کہا نہیں عائشہ نے کہا پھر کس کی پیروی کرتا ہے معاویہ شرمندہ ہو کر منبر سے اُترا اور اُنکے لئے ایک گڑھا کھودا
جس میں گر کر مرگئی۔ اور حبیب السیر میں ہے کہ تاریخ حافظ ابرو میں ربیع الابرار و کامل السفینہ سے منقول ہے کہ سنہ ۵۶ ہجری میں معاویہ اپنے بیٹے کی بیعت کے لئے مدینہ آیا
امام حسین و عبدالرحمن بن ابوبکر و عبداللہ بن زبیر اس سے آزردہ ہوئے عائشہ نے زبانِ ملامت و اعتراض اُس پر کھولی معاویہ نے ایک کنواں اپنے گھر میں کھود کر
اُسکا موہنہ خس و خاشاک سے بند کیا اور اسپر کرسی آبنوس کی رکھی اور بہ بہانۂ ضیافت طلب کر کے عائشہ کو اُس کرسی پر بٹھایا حتّٰی کہ اُس کنوئیں میں گر گئی معاویہ نے
اُسکا موہنہ گچ و آہک سے بند کرا دیا اور مدینہ سے مکہ کو چلا گیا۔ حکیم سنائی نے بھی حدیقہ میں معاویہ کا عائشہ کو قتل کرنے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ آخر صفت حرب جمل میں
کہتا ہے ؎ عاقبت ہم بدست آن باغی۔ شد شہید و بکشتن آن طاغی۔ ہر کہ با جفت مصطفےٰ زینسان۔ بد کند مرد را تو مرد مخوان **اور یہ** قبائح اعمال و فضائح
افعال معاویہ سے یہ ہے کہ اُس نے یزید پلید نابکار بدکردار کو اپنے بعد خلافت دیکر مسلمانوں پر مسلط کیا۔ نامۂ معتضد عباسی میں جسکو محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ
میں نقل کیا ہے۔ لکھا ہے کہ ان میں (معاویہ کی بدکاریوں میں) سے ایک یہ ہے کہ اُس نے یزید پلید شرابخوار کو کہ مرغوں چیتوں اور بندروں سے کھیلتا اور
طنبور و عود سے شوق رکھتا تھا خلافتِ خدا کے لئے اختیار اور بندگانِ خدا کی گردنوں پر سوار کیا۔ اور جبار مسلمین سے اُس شقی کے لئے بقہر و سطوت و تہدید و ارغاما
بیعت لی۔ حالانکہ اُسکی سفاہت و حماقت و خباثت و شرارت و فسق و فجور و کفر و بیدینی کو دیکھتا اور بخوبی جانتا تھا پس جب اُس ملعون کو سلطنت اسلام پر تمکن و
استقلال ہوا تو اُس نے مشرکوں کا خون مسلمانوں سے لیا اور اہل مدینہ پر واقعۂ حرہ میں وہ عذاب نازل کیا کہ اسلام میں اُس سے اقبح و اشنع کوئی واقعہ نہیں گذرا اور
اپنے نفس شوم کو قتل و قمع اہل مدینہ سے شفا بخشی اور اولیاء خدا سے انتقام اعداء اللہ حاصل کیا اور برملا اپنے کفر و شرک کا اظہار کیا جبکہ کہا ؎ لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ
شَهِدُوْا جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْاَسَلِ ۔ کاش میرے بزرگ جو جنگ بدر میں مارے گئے خزرج (انصار) کے نیزوں کے لگنے سے اُنکے اضطراب کو مشاہدہ
کرتے۔ بیشک کہ کشندہ والے کو نہ اور دین خدا اور کتاب خدا اور رسول خدا سے کوئی سروکار نہیں اور بجز رسول اللہ صلعم کا کینہ جسے لائے ہیں اُس سے اصلا واسطہ و علاقہ نہیں رکھتا
پس غلیظ و شدید ترین حرمت و خونریزی جو اُس پلید سے سرزد ہوئی وہ قتل امام حسین تھا۔ باوجود اُنکی قرب و قرابت کے رسول اللہ صلعم سے اور اُس منزلت و مرتبہ
کے جو دین خدا میں وہ رکھتے تھے۔ کہ وہ اُنکے بھائی امام حسن کے سید و سردار ہیں جوانان بہشت کے۔ یہ سب اُسکی جرأت و جسارت تھی امور خدا میں اور بغض و عداوت تھی
رسول خدا کے ساتھ اور بتانا ہے بے عزتی دین خدا کی تھی جو وہ ملعون کرتا تھا گویا کفر و شرک و ظلم کو قتل کرتا ہے۔ اور بطلانا عذاب آخرت سے نہیں ڈرتا اور قہر و سطوت
جناب باری کا مطلقا خوف نہیں کرتا **اور حرکات** ناشائستہ و زبون معاویہ و فنون سے جو دلالت اُسکی نایستہ و جہ کی بیباکی و نا بائستہ پر کرتی ہیں ملحق کرنا

[1] لفظ مَہ بسکون الہاء و کسرہا بالتنوین کلمہ ہے کہ بدان منکر را زجر کنند ایسے اسکت خاموش باش و اسم غیر واحد و پر دورسے یکسان است ۱۲ منتہی الارب

زیاد کا بے نسب ابوسفیان سے۔ تفصیل اس اجمال کی بموجب تصریح ابن خلکان وغیرہ مورخین اہلسنت کے یہہ ہے کہ حارث بن کلدہ ثقفی طبیب عرب کے ہان ایک غلام عبید نام اور ایک لونڈی مسماۃ سمیہ تھی۔ اُس نے ان دونوں کا باہم نکاح کر دیا پس زیاد مذکور بطن سمیہ سے جبکہ ابوسفیان پدر معاویہ اُسکے پاس آمد و رفت رکھتا تھا فراش عبید سے طور پر پیدا ہوا۔ معاویہ نے اپنے عہد سلطنت مین زیاد کی فہم و فراست حسن سیاست و ادب بلاغت مختصر اُسکو اپنے کام کا چلتا پرزہ دیکھ کر اپنی مصلحت اسی مین جانی کہ اُسکو ابوسفیان کا بیٹا اور اپنا بھائی بنا لے۔ چنانچہ ایک عام مجلس مین وہ زیاد بن عبید سے زیاد بن ابوسفیان بنا لیا گیا پس معاویہ نے اپنے باپ اور زیاد کی ماں سمیہ کو بلا ثبوت زناکار ٹھیرایا۔ اور بدروغ دعویٰ اخوت کر کے زیاد کو ابوسفیان سے ملحق کیا۔ اور حدیث پیغمبر اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ یعنے پسر صاحب فراش (شوہر) کا ہوتا ہے اور زناکار کے لئے پتھر ہے کی صریح مخالفت کی کہ سنگ حرمان عبید صاحب فراش کو دیا اور پسر حب زبان اپنے باپ ابوسفیان کے حوالہ کر کے خود اُس سے فائدہ اُٹھایا۔ پس یہہ حرکت نالائق اُسکی نہ صرف اُسکے قوم و قبیلہ نے ناپسند کی بلکہ جملہ قریش اور عام عرب مین نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھی گئی بہتون نے اُسکی ذم و نکوہش مین اشعار آبدار تصنیف کئے۔ یہان صرف ابن مفرغ حمیری کی شعار جنکو ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین نقل کیا ہے۔ مذکور ہوتی ہین وہ یہہ ہین ؎ اَلَا اَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَخْرٍ ❊ مُغَلْغَلَةً عَنِ الرَّجُلِ الْيَمَانِي ❊ اَتَغْضَبُ اَنْ يُقَالَ اَبُوْكَ عَفٌّ ❊ وَتَرْضٰى اَنْ يُقَالَ اَبُوْكَ زَانٍ ❊ فَاَشْهَدُ اَنَّ رَحْمَكَ مِنْ زِيَادٍ ❊ كَرَحْمِ الْفِيْلِ مِنْ وَلَدِ الْاَتَانِ ❊ وَاَشْهَدُ اَنَّهَا وَلَدَتْ زِيَادًا ❊ وَصَخْرٌ مِّنْ سُمَيَّةَ غَيْرُ دَانٍ ❊ یعنے ہان معاویہ بن صخر کو مرد یمنی کیطرف سے پیغام پہنچاؤ۔ کہ اگر کوئی تیرے باپ کو پاکدامن کہے تو غضبناک ہوتا ہے اور جو زناکار بتلادے تو تو راضی ہوتا ہے۔ پس مین شہادت دیتا ہون کہ تیری قرابت زیاد سے ایسی ہے جیسی فیل کی قرابت مادہ خر سے۔ اور نیز شہادت دیتا ہون کہ سمیہ سے زیاد تولد ہوا درآنحالیکہ ابوسفیان اُسکے نزدیک نہ گیا تھا۔ اور قباحت و شناعت معاویہ کے اس فعل کی اس درجہ کو پہنچی کہ متعصبین اہل سنت جو اُسکی حمایت و پردہ پوشی کو فرض و لازم جانتے ہین۔ اس مقام پر مجبور و معذور ہو کر اُس سے دست کش ہو گئے چنانچہ فضل بن روزبہان کہ تو شیعہ مین تصانیف رکھتا ہے۔ کہتا ہے لَمَّا بَلَغَ الْخِلَافَةَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بَعَثَ اِلَى الْكُوْفَةِ وَاسْتَلْحَقَ زِيَادًا وَهٰذَا مِنْ قَبَائِحِ الْاُمُوْرِ الصَّادِرَةِ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَلَا يُعْتَذَرُ لَهٗ کہ جب معاویہ کو خلافت پہنچی تو اُس نے زیاد کو کوفہ سے بلوایا اور ابوسفیان سے اُسکو ملحق کیا اور یہہ قبیح امرون سے ہے جو معاویہ سے صادر ہوئے اور کوئی عذر اسکے لئے نہین **اور ابن ابی الحدید** نے علی بن محمد مدائنی سے روایت کی ہے۔ کہ جب معاویہ نے زیاد کے استلحاق کا ارادہ کیا۔ اور وہ شام مین اُسکے پاس آ گیا تھا۔ تو حکم کیا کہ لوگ جمع ہون۔ پس ممبر پر گیا اور زیاد کو اپنے سے نیچے زینہ پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا ایہا الناس مجھکو معلوم ہوا ہے کہ زیاد ہم اہلبیت کے نسب مین شامل ہے جسکے پاس اس امر کی گواہی ہو اُٹھے اور شہادت دے پس لوگ اُٹھے اور بیان کیا کہ وہ بالتحقیق پسر ابوسفیان ہے ہمنے مرنے سے پہلے اُسکی زبان سے سُنا ہے کہ اسکا اقرار کرتا تھا۔ بعد ازان ابومریم سلولی کہ ایام جاہلیت مین شراب فروشی کا پیشہ کرتا تھا۔ اُٹھا اور کہا یا امیر المومنین مین شہادت دیتا ہون۔ کہ ابوسفیان طائف مین ہمارے ہان آیا مینے اُسکے لئے گوشت شراب طعام خرید کیا کھانے سے فارغ ہوا تو کہا اے ابومریم میرے لئے ایک زن فاحشہ لا پس مین سمیہ کے پاس گیا اور اُس سے کہا تجھکو ابوسفیان کی شرافت و سیر چشمی کا حال معلوم ہے وہ عورت فاحشہ کی خواہش رکھتا ہے اگر تو میرے ساتھ چلے تو تیرے حق مین بہتر ہے۔ اُس نے کہا کہ عبید ابھی بکریان لیکر آتا ہے۔ اور اُس زمانہ مین وہ بکریان چرایا کرتا تھا۔ وہ کھانا کھا کر فوراً لیٹ جاتا ہے تو مین آؤنگی جب آ کر ابوسفیان سے ماجرے بیان کیا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ سمیہ دامن کشان ایک انداز سے آئی اور اُسکے پاس مکان مین داخل ہو گئی دونو صبح تک وہان رہے لوٹا کر گھر گئی تو مینے ابوسفیان سے پوچھا کہ تو نے اپنی ہمخوابہ کو کیسا پایا اوس نے کہا خوب تھی اگر اُسکی بغلونکی

بولتے بدمزا آتی۔ اسپر زیاد بالائے ممبر سے بولا کہ اے ابو مریم لوگون کی ماؤن کو دشنام نہ دے کہ کوئی تیری مان کو گالیان نہ دیوے راوی کہتا ہے کہ جب معاویہ کا کلام اور
اضافہ شہادت مین اُس کا اہتمام ختم ہوا تو زیاد اُٹھا سب لوگ خاموش ہوگئے اور اُس نے حمد و صلوۃ کے بعد کہا۔ اَیُّہَا النَّاس جو کچھ معاویہ و شہود نے کہا تم نے سُنا مجھے تحقیق
نہین کہ آیا یہ حق ہے یا باطل یہ لوگ خود اسکے زیادہ دانا ہین مین اتنا کہتا ہون کہ عبید میرا مصور و والی سکور تھا۔ اور تشیید مین تاریخ ابن خلکان سے نقل کیا ہے کہ اس کے
بعد زیاد مذکور زیاد بن ابوسفیان کے نام سے مشہور ہوا جب ابوبکرہ اسکے بھائی نے سُنا کہ معاویہ نے اسکو ابوسفیان سے ملحق کیا اور وہ اس پر رضامند ہوا تو قسم کھائی کہ
کبھی اسکے ساتھ کلام نہ کرونگا۔ اس نے مان کو زنا سے نسبت دی اور باپ سے انتفا نسب کیا۔ قسم بخدا کہ جہانتک مجھکو علم ہے سمیہ نے کبھی ابوسفیان کو نہین دیکھا واے ہو اس پر
وہ ام حبیبہ زوجہ رسول سے کیا کریگا آیا اسکو دیکھنا چاہیگا۔ پس اگر اس نے پردہ کیا تو وائے فضیحت و رسوائی پائیگی۔ اور جو سامنے آئی تو مصیبت عظیم تر و بزرگتر
ہے کہ حرمت رسول اللہ کا ہتک کیا پس زیاد معاویہ کے زمانہ مین حج کو آیا اور مدینہ مین داخل ہوکر چاہا کہ ام حبیبہ کے پاس جائے۔ کیونکہ اسکے اور معاویہ کے گمان مین
وہ اسکی بہن تھی۔ مگر ابوبکرہ کا قول اسکو یاد آیا اور اس سے باز رہا اور بعض کا قول ہے کہ ام حبیبہ نے اسکو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ہمارے شیخ
ابوعثمان نے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ زمانہ حکومت بصرہ مین زیاد ابوالعریان عدوی کے پاس سے گذرا یہ ابوالعریان پیر سن رسیدہ و نابینا تھا و دیگر عوارض مین بھی
مبتلا تھا پوچھا یہ کیسی آواز ہے لوگون نے کہا کہ زیاد بن ابوسفیان جاتا ہے کہا واللہ کہ ابوسفیان نے معاویہ عتبہ عنبسہ حنظلہ۔ و محمد کے سوا کوئی بیٹا نہین چھوڑا یہ زیاد اُسکا بیٹا
کہان سے آیا۔ یہ کلام اسکا زیاد تک بھی پہنچا اور ساتھیون کیطرف کہا بہتر ہے کہ اس کتے کا مونہہ کچھ دیکر اپنی طرف سے بند کردے زیاد نے دو سو دینار ابوالعریان کے پاس بھیجے قاصد نے
جو دینار لیکر گیا تھا کہا تیرے ابن عم زیاد نے یہ دینار تجھکو بھیجا ہے کہ اپنی ضروریات مین صرف کرے۔ کہا قسم بخدا کہ یہ صلہ رحم ہے وہ در حقیقت میرا چچازاد بھائی ہے دوسرے
روز زیاد اپنے شرکت اہل شام کے ساتھ آیا اور اسکے پاس کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ ابوالعریان یہ سنکر رونے لگا سبب گریہ دریافت کیا گیا تو کہا کہ مجھکو زیاد کی آواز مین صاف
اپنے بھائی ابوسفیان کا لہجہ معلوم ہوا [illegible] اور نیز معاویہ دن رات کھاتا تھا اور کھاتے کھاتے تھک جاتا تھا مگر سیر نہ ہوتا تھا اور یہ اثر اس دعا
بد کا تھا جو حضرت رسالت پناہ نے اسکے حق مین فرمائی تھی صحیح مسلم مین عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا۔ مین ایکبار لڑکون مین کھیلتا تھا کہ
آنحضرت تشریف لائے مین ایک دروازہ کی آڑ مین ہو گیا حضرت وہان آئے اور دست مبارک میری پیٹھ پر مار کر کہا کہ جا معاویہ کو بلا لا۔ مین گیا تو دیکھا کہ وہ کھانا
کھاتا ہے۔ تھوڑی دیر مین پھر بھیجا اُسوقت بھی وہ کھانے مین مصروف تھا۔ جب دوبارہ آکر یہی کہا تو حضرت نے فرمایا لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ خدا اسکا پیٹ نہ بھرے
اور امیر المومنین نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ میرے بعد مسلط ہوگا تم پر ایک مرد فراخ حلقوم بزرگ شکم کہ جو پائیگا کھا جائیگا اور جو نہ پائیگا طلب کریگا پس اُسکو قتل کرنا ہرچند
کہ مین جانتا ہون کہ تم کبھی قتل نہ کروگے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ لوگ اس سے [illegible] مراد لیتے ہین مگر [illegible] نزدیک یہی ہے کہ مراد اس سے معاویہ ہے کہ کثرت شکم
زیادہ خوری سے موصوف تھا۔ اور شکم اسکا اس قدر بڑھ گیا تھا کہ بیٹھنے کے وقت رانون پر پڑتا تھا۔ اور کہتا ہے کہ معاویہ [illegible] اموال مین [illegible] اور طعام
مین نہایت کنجوس و بخیل تھا۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی کے ساتھ مزاح کی جو اسکے طعام پر حاضر تھا۔ اور مزہ بریان اسکے سامنے رکھا ہوا تھا معاویہ نے [illegible] اسکے
کھانے کو دیکھتا رہا پھر جب کھا گیا تو بولا کہ تو اسکو ایسا کھاتا ہے گویا اسکے باپ نے بھی تجھکو سینگون سے مارا ہے۔ اعرابی نے کہا مَا حَنُوکَ عَلَیْہِ اِذْ اَرْضَعَتْکَ اُمُّہٗ یعنے کیون
درد آتا ہے گویا اسکی مان کا دودھ تو نے نہین پیا اور نیز ایک عربی سے جو اُسکے روبرو کھانا کھاتا تھا اور اس نے اسکی ران کو زیادہ [illegible] کہا تیرے لئے [illegible]

ختم گذشتہ از [illegible] برانعام ہاشمی

منگاؤں اُس نے کہا۔ ہر شخص کی تسکین اُسکے شکم میں ہے یعنی میرے دانت کافی ہیں ضرورت چھری کی نہیں معاویہ نے کہا تم آرام کیا ہے کہا القیم کہا جبھی تو ایسے بڑے بڑے لقمہ مارتا ہے۔ اور اخبار بسکا شرہ وارد ہیں کہ آنحضرت نے معاویہ کو بُلوایا تو معلوم ہوا کہ کھانا کھاتا ہے پھر بلوایا پھر یہی جواب آیا فرمایا اَللّٰهُمَّ لَا تُشْبِعْهُ پروردگارا تو اُسکو سیر نہ کرنا ایک شاعر نے کہا ہے ؎ صَاحِبٌ لِي بَطْنُهُ كَالْهَاوِيَهْ ❊ كَانَّ فِي اَمْعَائِهِ مُعَاوِيَهْ ❊ میرا ایک دوست ہے جسکا پیٹ مانند دوزخ کے ہے گویا کہ اُسکی آنتوں میں معاویہ آگیا ہے۔ اور ابو الحسن مدائنی سے نقل کیا ہے کہ معاویہ ہر روز دن میں چار مرتبہ کھانا کھاتا تھا۔ آخری اُنمیں سے سب سے زیادہ ہوتا تھا۔ باوجود اسکے پھر رات کو ثرید نوش کرتا جس میں بہت سی پیاز و روغن ڈالتے تھے۔ اور روش اُسکے کھانے کی بہت خراب تھی ہر مرتبہ میں دو تین رومال آلودہ کرتا تھا۔ اور اس کثرت سے کھاتا کہ کھاتے کھاتے تھک کے پشت پر لیٹ جاتا اور کہتا اے غلام اُٹھا لے قسم بخدا کہ میں سیر نہیں ہوا الا تھک گیا ہوں اور مجھکو دعائے رسول خدا سے شرم آتی ہے۔ کہ آپنے فرمایا کہ اس فراخ حلق کو خدا سیر نہ کرے

نسبِ معاویہ جبکہ ذاتی حالات معاویہ جامع صفات کے کسیقدر بیان ہوئے تو مناسب ہے کہ کچھ حالات اُسکے ماں باپ اور قوم و قبیلہ کے بھی معرض بیان میں آئیں کہ خالی از فائدہ نہیں پس واضح رہے کہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ وہ ابو عبد الرحمن معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے اور اُسکی ماں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے اور ابو سفیان مذکور قریش کا جنگہار رسول خدا میں قائد و پیش رو تھا۔ اور ہند مکہ میں زنا و فجور سے مشہور تھی۔ اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں کتاب نزہۃ القلوب علامہ شیرازی سے نقل کیا ہے کہ اولاد زنا کامل و انجب ہوتی ہے کیونکہ مرد بشہوت و نشاط عورت سے زنا کرتا ہے پس طفل توانا اور پورا نکلتا ہے بخلاف حلال کے کہ وہاں تصنع و تکلف مرد و عورت کی نزدیکی واقع ہوتی ہے یہی باعث ہے کہ معاویہ و عمرو عاص زیاد دہشتان ناس سے تھے **اور علامہ حلی** نے کشف الحق میں کتاب مثالب ابو المنذر ہشام بن سائب کلبی سے نقل کیا ہے کہ معاویہ چار شخصوں یعنی عمارہ بن ولید مخزومی۔ مسافر بن ابی عمرو۔ ابو سفیان۔ اور ایک اور مرد سے نسبت کیا جاتا تھا۔ اور اُسکی ماں ہند مکہ میں زنان ذوات الاعلام سے تھی۔ اور دوست ترین مردان اُسکے نزدیک حبشی سیاہ فام تھے۔ جب بچہ سیاہ جنتی اُسکو زمین میں دفن کر دیتی۔ اور حمامہ جدہ معاویہ تھی کہ اُسکا علم ذی المجاز میں برپا رہتا تھا۔ اور **ابو سعید** اسمعیل بن علی سمعانی حنفی نے کہ علمائے اہلسنت سے ہے کتاب مثالب بنی اُمیہ میں اور شیخ ابو الفتوح جعفر بن محمد ہمدانی نے کہ انہیں کے علما سے ہے کتاب بہجۃ المستفید میں روایت کی ہے کہ مسافر بن عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس مرد صاحب جمال و باتواضع تھا۔ وہ ہند پر عاشق ہو گیا۔ اور اُسکے ساتھ زنا کیا یہہ خبر قریش میں شائع ہوئی۔ تھوڑے سے عرصہ میں جو حمل ہند کو اُس سے رہا تھا ظاہر ہو کر یہہ راز طشت از بام ہو گیا۔ تو مسافر اُسکے باپ عتبہ کے خوف سے حیرہ کو جہاں عمرو بن ہند سلطان عرب تھا چلا گیا۔ عتبہ پدر ہند نے ابو سفیان کو بوعدہ مال کثیر راضی کر کے ہند کا نکاح اُس سے کر دیا۔ نکاح کے تین مہینے بعد ہند سے معاویہ پیدا ہوا۔ بعد چندے ابو سفیان کو عمرو بن ہند کے پاس حیرہ جانے کا اتفاق ہوا تو مسافر مذکور نے جو وہاں تھا اُس سے اپنی معشوقہ ہند کا حال دریافت کیا ابو سفیان نے کہا اُسکا نکاح میرے ساتھ ہو گیا ہے مسافر اس غم سے بیمار ہو کر مر گیا۔ اور علامہ زمخشری نے ربیع الابرار میں روایت کی ہے کہ معاویہ چار شخصوں سے منسوب تھا مسافر بن ابو عمرو عمارہ بن ولید بن مغیرہ عباس بن عبد المطلب اور صباح مغنی عمارہ مذکور سے۔ اور نیز علامہ مسطور کہتا ہے کہ ابو سفیان بدشکل و کوتاہ قد تھا اور صباح کہ ابو سفیان کا غلام تھا۔ جوان زیبا منظر خوب رو ہند اُس پر فریفتہ ہو گئی اور اُسکو اپنی طرف دعوت کی۔ اور اُسکے ساتھ منہ کالا کیا کہتے ہیں کہ عتبہ بن ابو سفیان صباح مذکور کے نطفہ سے تھا۔ جب ہند کو درد زہ ہوا تو اُس نے اپنے گھر میں اُسکا جننا مناسب نہ جانا مقام اجیاد کو گئی اور وہاں عتبہ کی ولادت

ذی المجاز بازارے بود در جاہلیت ہر یک فرسخ از عرفہ بناحیہ کعبہ ۱۲ انتہی ❊ اجیاد زمینی است بمکہ یا کوہے است در آن ۱۲ انتہی

ہوئی۔ حسان بن ثابت نے بھی قبل عام فتح زمانہ مہاجرت درمیان مسلمین و مشرکین کے اس مضمون میں اشعار لکھے ہیں اور کتاب غارات ابراہیم بن محمد ثقفی سے نقل
کیا ہے کہ جب عقیل شام میں معاویہ کے پاس تھے تو ایک روز معاویہ نے اُن سے پوچھا کہ اے ابو یزید تو نے دو لشکر (عراق و شام) کا ملاحظہ کیا مجھکو ان دونوں کے حال سے
خبر دے عقیل نے کہا کہ لشکر امیر المومنین علی بن ابی طالب کو دیکھا تو اُنکی لیل و نہار بعینہٖ مثل لیل و نہار زمان رسول اللہ کے تھی۔ آل رسول اللہ اُنکے درمیان نہ تھے
تیرے لشکر میں آیا تو چند منافقین اسلام جنھوں نے شب عقبہ رسول خدا کی سواری کے اونٹ کو بھڑکایا تھا سامنے آئے اے معاویہ تیرے دست راست پر یہ کون
شخص ہے کہا عمرو عاص۔ کہا وہی عمرو عاص جسکے مقدمہ میں چھہ نفر قریش سے نزاع رکھتے تھے کہ آخر اُسکے ایک قصاب نے اُن سب پر غلبہ پایا۔ دوسرا کون ہے کہا
ضحاک بن قیس فہری کہا قسم بخدا کہ اسکا باپ بُز کا خصی النفس تھا۔ یہ تیسرا کون ہے معاویہ نے کہا ابو موسیٰ اشعری کہا یہ پسر مراقہ ہے جب معاویہ نے دیکھا
کہ عقیل نے اُسکے تمام ہمیوں کو آزردہ کیا تو کہا اے ابو یزید تم میرے مقدمہ میں کیا کہتے ہو عقیل نے کہا اِس سے درگذر کہا نہیں میری شان میں بھی کچھ کہو عقیل نے
کہا تو حمامہ کو جانتا ہے معاویہ نے کہا حمامہ کون۔ عقیل نے کہا بس بیٹے تجھکو کہدیا۔ اور عقیل وہاں سے چلے گئے۔ معاویہ نے نسّابہ کو بلوایا اور اُس سے حمامہ کا حال
دریافت کیا۔ اُس نے کہا مجھکو جان سے امان دے تو بیان کروں معاویہ نے امان دی۔ نسّابہ نے کہا وہ تیری جدہ ایک فاحشہ عورت تھی کہ زمانہ جاہلیت میں
اُسکا علم بیرا پر رہتا تھا۔ اور ابو بکر بن ذبیان سے نقل کیا ہے کہ یہ حمامہ ابو سفیان کی جدۂ مادری (زنانی) تھی۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ معاویہ نے بیالیس
سال حکومت کی بائیس سال صرف امیر شام رہا اور بیس سال بعد شہادت امیر المومنین خلافت کرتا رہا ۶۰ھ کہ سنہ ہجری میں اس جہان سے رحلت کی۔ اور وہ
کاتب پیغمبر نہ تھا۔ مگر اس کتابت میں اختلاف ہے محققین اہل سیر لکھتے ہیں کہ کتابت وحی علی و زید بن ثابت و زید بن ارقم سے متعلق تھی حنظلہ بن ربیع و معاویہ
بن ابو سفیان آنحضرت کے خطوط بادشاہوں و رؤسائے قبائل کیطرف لکھتے تھے اور دیگر ضروریات کو قلمبند کرتے تھے اور نیز جو اموال صدقہ آتے اور ارباب استحقاق کو
تقسیم ہوتے اُنکو بھی تحریر کرتے تھے حکیم سنائی غزنوی نے بقول صاحب روضۃ الصفا اُسکی شان میں کہا ہے ۔ پسر ہند اگرچہ خال من است ۔ دوستی و یم
بکار نیست ۔ در نوشتہ او خط زہر رسول بخلش نیز افتخارے نیست ۔ در مقابلہ شیر مردانند ۔ خط و خال اعتبارے نیست ۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ معاویہ
ابتداء امر سے علی علیہ السلام کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا تھا اور شدید الانحراف تھا آنحضرت سے۔ اور کیونکر ایسا نہ ہوتا حالانکہ اُسکا بھائی حنظلہ اور ماموں ولید
بن عتبہ روز بدر شمشیر علی سے قتل ہوئے تھے اور عتبہ اُسکے نانا اور شیبہ اُسکے چچا کے قتل میں علی اختلاف الروایۃ وہ حضرت شریک تھے۔ اور نیز آنحضرت نے اُسکے
چچازاد بھائیوں بنی عبد الشمس میں بہت سے بیرو و جنگجو جوانوں کو تہ تیغ کر دیا تھا۔ پھر حادثہ عظمیٰ قتل عثمان پیش آیا تو چونکہ وہ حضرت اُسکے اعانت سے دست کش

[illegible]
ازرہ مخصوص شد بخال ما ۔ ابن سفیان زبان حال ما ۱۲
یعنی محمد بن ابو بکر ۱۲

ہے اور نائلہ عثمان نے آپکی خدمت مین پناہ لی تو وہ تمام تر اس قتل کو آنحضرت سے منسوب کرتا تھا۔ پس عداوتین سوکہ ہوئیں اور کینے سینون مین جوش زن یہانتک کہ ہوا جو کچھ کہ ہوا۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین بعض کتب امامیہ سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان ایک مرتبہ اپنے شتر پر سوار تھا۔ یزید اسکا بیٹا پیچھے سے اسکو ہنکاتا تھا اور معاویہ آگے سے اسکی باگ کھینچتا تھا۔ اسوقت رسولخدا نے لعنت کی راکب قائد و سائق پر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان ایکروز حضرت رسولخدا کے پاس داخل ہوا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ آپ سے کچھ سوال کرون فرمایا تو کہے تو مین تجھکو خبر دون کہ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ بتحقیق کہ تو چاہتا ہے کہ مجھ سے میری عمر کی بابت سوال کرے کہ کسقدر ہوگی عرض کی ہان یارسول اللہ میری یہی خواہش ہے فرمایا مین کل ترسٹھ سال دنیا مین زندگانی کرونگا۔ ابوسفیان نے کہا مین شہادت دیتا ہون کہ آپ راست گو ہین حضرت نے فرمایا یہہ تیری شہادت صرف زبان سے ہے نہ دل سے نہین عبداللہ بن عباس راوی حدیث کہتے ہین کہ قسم بخدا کہ ابوسفیان منافق تھا ایکبار ہم اسکے ساتھ ایک مجلس مین تھے اور علی علیہ السلام بھی ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے کہ موذن نے اذان مین کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ - ابوسفیان نے کہا یہان کوئی ایسا شخص تو نہین جس سے ضرورت پردہ کرنے کی ہو کسیقدر کہا نہین ابوسفیان نے کہا۔ اے برادر ہاشمی (یعنے رسولخدا) تیری نیکی خدا کے لئے ہے۔ دیکھو اپنا نام کس مقام پر رکھا ہے علی نے کہا اَسْخَنَ اللّٰهُ عَيْنَيْكَ يَا اَبَا سُفْيَانَ خدا تیری آنکھون کو گرم کرے یہہ برادر ہاشمی نے نہین کیا بلکہ حقتعالی نے کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ط اور بلند کیا ہمنے تیرے ذکر کو ابوسفیان نے کہا میری آنکھ کو نہین خدا اسکی آنکھین گرم کرے جس نے کہا یہان کوئی غیر آدمی نہین **ابوالطفیل** عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے سات مقام پر ابوسفیان کو لعنت کی جو سب اسکے مقتضی تھے **پہلے** جبکہ رسولخدا ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کو جاتے تھے ابوسفیان شام سے واپس آتا ہوا راہ مین ملا۔ آپکو دیکھ کر برا کہنے اور دہمکی دینے لگا اور قصد کیا کہ آنحضرت کو مغلوب کرے پس حقتعالی نے اسکے شر کو انسے دفع کیا **دوسرے** بروز بدر جبکہ ابوسفیان قافلہ تجار قریش کا قائد و پیش رو تھا کہ انکو حضرت رسولخدا سے بچا لیجاوے۔ پس خدا و رسول نے اس پر لعنت کی **تیسرے** بروز احد ابوسفیان نے کہا اُعْلُ هُبَلُ (بلند ہو اے ہبل) حضرت رسولخدا نے کہا اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ خدا برتر و بزرگ ہے ابوسفیان نے کہا ہمارے عزی ہے تمہارے لئے نہین پیغمبر خدا نے فرمایا خدا ہمارا مولا ہے تمہارا نہین **چوتھے** بروز خندق کہ ابوسفیان لشکر ہا قریش کو مدینہ پر چڑھا لایا اور حقتعالی نے اسکو خائب و خاسر واپس کیا پس دو آیتین سورۂ احزاب سے نازل ہوئین اور اس روز ابوسفیان اور اسکے اصحاب کفار کے نام سے موسوم ہوئے معاویہ اسوقت مشرک عدو خدا و رسول تھا **پانچوین** بروز حدیبیہ کہ مشرکون حضرت رسولخدا کو دخول مسجد الحرام سے مانع آئے اور شتران قربانی کو نحرگاہ تک پہنچنے دیا پس وہ حضرت بغیر کئے طواف و بجالانے دیگر ارکان حج مدینہ کو واپس ہوئے خدا و رسول نے ابوسفیان پر لعنت کی **چھٹے** بروز احزاب جبکہ ابوسفیان جماعت قریش سے اور عامر بن طفیل قوم ہوازن سے اور عیینہ بن حصین غطفان سے آئے اور بنی قریظہ و بنی نضیر سے وعدہ آنے کا کیا۔ پس لعنت کی رسول اللہ نے پیشواؤن اور انکے تابعین پر۔ پس تابعین سے جو ایمان لایا لعنت رسولخدا سے محفوظ ہوا۔ مگر امامون اور پیشروون مین کوئی مومن ناجی نہ تھا **ساتوین** بروز عقبہ جبکہ منافقین حضرت رسول پر حملہ آور ہوئے یہہ کل سترہ اشخاص تھے بارہ بنی امیہ سے اور پانچ سائر ناس سے آنحضرت نے تمام اہل عقبہ کو باستثناء خود و ناقہ و قائد و سائق اسکے لعنت کی **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ بعد نقل اس روایت کے فرماتے ہین کہ یہہ روایت اس طریق پر وارد ہوئی لیکن صحیح یہہ ہے کہ اصحاب عقبہ چودہ اشخاص تھے اور مجلسی علیہ الرحمہ نے افادہ فرمایا کہ روز خندق و احزاب ایک ہے روایت مذکورہ مین دو مرتبہ شمار ہوا شاید یہہ تکرار بوجہ تکرار لعن کے ہو دو وجہ سے یا پہلی مرتبہ مین خدائے تعالی کا انکو لعنت کرنا اور کفار کے نام سے موسوم کرنا مقصود ہو دوسری مین حضرت رسولخدا کا لعنت کرنا۔ اور نیز مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دوسری روایت مین اس طرح پر وارد ہے ساتوین بروز ثنیہ

جبکہ بارہ اشخاص حضرت رسول پر حملہ آور ہوئے سات شخص بنی اُمیہ سے تھے پانچ باقی قریش سے اور شاید یہی اقرب بصواب ہوا ور جو کچھ صدوق علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ کُل چودہ تھے وہ عقبۂ ثانیہ کا حال ہو کیونکہ کہ ظاہر اخبار سے یہ ہے کہ منافقین نے دو مرتبہ حضرت پر کمین لگائی ایک بار عقبہ تبوک میں دوسری عقبہ غدیر میں جبکہ حجۃ الوداع سے واپس آتے تھے واللہ علم۔ اور حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ کفر کے دو باز وہیں بنی اُمیہ و آلِ مہلب[1] اور نیز آنحضرت سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک سے فرعون ہامان و قارون داخل ہونگے ایک سے کفار و مشرکین جو بقدر طرفۃ العین خدا پر ایمان نہیں لائے اور ایک باب مخصوص بنی اُمیہ کا ہے کہ کوئی شخص انکا مزاحم نہو گا۔ اور وہ ہے باب لظی و باب سقر و باب ہاویہ کہ نیچے لیجائیگا انکے تئین بقدر ستّر خریف کے جب تہ میں پہنچینگے تو آتش جہنم جوش و خروش میں آئیگی اور انکو اُٹھا کر اوپر کی طرف پھینکدیگی پھر اسی طرح وہ ستّر خریف نیچے کو چلے جائینگے اور یہی حال رہیگا انکا ابدالآباد۔ اور نیز ایک دروازہ ہے جس سے ہمارے مبغضین و محاربین و خاذلین داخل جہنم ہونگے وہ سب سے بڑا ہے اور حرارت اُسکی تمام سے شدید ہے راوی کہتا ہے کہ مینے عرض کی یا ابن رسول اللہ جو دروازہ بنی اُمیہ کے لئے مقرر ہے اُس سے صرف مشرکین و کفار بنی اُمیہ داخل ہونگے یا انکے مسلمان بھی۔ فرمایا مگر نہیں سُنا تو نے کہ مشرکین و کفار کے لئے ایک علیحدہ باب ہے۔ اس سے تمام کفار و مشرکین جو روز جزا پر ایمان نہیں لائے داخل ہونگے یہہ دوسرا دروازہ بنی اُمیہ کا فقط ابوسفیان و معاویہ و آلِ مروان کے لئے ہے وہ اس سے دوزخ میں جائینگے اور آگ انکا کچلا کریگی اور کوئی اُنکی فریاد کو نہ سُنیگا اور وہ وہاں نہ مرینگے نہ زندہ ہونگے **اور سُنی و شیعہ** نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر پر آنحضرت کے چڑھتے اور کودتے ہیں یہہ صورت باعث اندوہ و ملال طبع اقدس ہوئی حقتعالیٰ نے یہہ آیہ شریفہ نازل کی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ یعنی نہیں گردانا ہمنے وہ خواب کہ دکھلایا تجھکو الّا باعث مصیبت آدمیوں کے لئے اور شجرہ ملعونہ قرآن میں مراد شجرہ ملعونہ سے اس آیہ شریفہ میں بموجب اکثر تفاسیر کے بنی اُمیہ ہیں اور حضرت کو اُنکی بادشاہی کی خبر دی گئی منقول ہے کہ اسکے بعد کسینے آنحضرت کو خنداں نہیں دیکھا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ مینے خواب میں دیکھا کہ بندر میرے منبر پر چڑھتے ہیں یہہ دیکھ کر مجھکو رنج ہوا جبرئیل آئے اور بیان کیا کہ وہ بنی اُمیہ ہیں کہ تمہارے بعد بادشاہی کرینگے اور تمہارے منبر پر چڑھینگے مینے پوچھا کہ اُن کی مدت سلطنت کسقدر ہوگی کہا ہزار مہینے یہہ سنکر کمال رنج و الم مجھپر طاری ہوا جبرئیل نے مجھکو تسلّی دی اور سورۂ قدر لائے اور کہا شب قدر بہتر ہے بنی اُمیہ کی ہزار مہینے کی بادشاہی سے جنمیں شب قدر نہو گی۔ اور شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی میں عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے انتقال کیا اور وہ تین قبیلوں کو کراہت رکھتے تھے ثقیف کہ حجاج بن یوسف ظالم انسے ہے۔ بنی حنیفہ کہ مسیلمہ کذاب انسے ہے بنی اُمیہ کہ عبیداللہ زیاد قاتل امام شہید سید حسین علیہ السلام انسے ہے پھر شیخ مذکور کہتا ہے کہ تعجب ہے اس قائل سے کہ یزید کو اُسنے ذکر نہ کیا کہ عبیداللہ زیاد کا امیر تھا اور جو کچھ ابن زیاد نے کیا اُسکی رضا و حکم سے کیا۔ اور باقی بنی اُمیہ نے بھی اپنے کاروبار میں کوتاہی نہیں کی یزید و ولید ہی پر کیا موقوف تھا اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت نے خواب میں دیکھا کہ بندر میرے منبر پر بازی کرتے ہیں تعبیر اُس کی بنی اُمیہ سے کی۔ اور بعض کتب میں دیکھا گیا۔ کہ شریک بن اعور معاویہ کے پاس داخل ہوا۔ حالانکہ وہ کم رو کریہ منظر تھا۔ معاویہ نے کہا تو ذمیم (بد صورت) ہے اور صاحب جمال ذمیم سے بہتر ہوتا ہے۔ اور تیرا نام شریک ہے اور خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اور تیرا باپ اعور (یکچشم) ہے اور صحیح اعور کی نسبت بہتر

[1] آلِ مہلب منسوب بہ مہلب بن ابوصفرہ ازدی عتکی بصری کہ مرد شجاع تھا جس نے بصرہ کو خوارج کے دست تعدی سے نگاہ رکھا۔ اور اُسکے اُنکے ساتھ اہواز میں واقعات مشہور و معروف ہیں آخر میں پس از تقلب بسیار مہلب مذکور حجاج کی طرف سے والی خراسان ہوا اور وہیں فوت ہوا پس اُسکا بیٹا یزید اُسکی جگہہ مقرر ہوا اور وہ اسیطرح کہ بنی اُمیہ و بنی عباس کے زمانوں میں حکام و والیان امر ہوتے رہے اور اعانت و امداد خلفاء جور میں سرگرم تھے اور انکے واقعات کتب تواریخ میں مشہور ہیں ۱۲ کذا فی البحار

ہے تو کسطرح اپنی قوم کا سردار ہو گیا۔ اُس نے کہا معاویہؓ نہیں مگر ایک کتیا جو بانگ فریاد کرے اور اور کتّوں کو فریاد میں لائے اور تیرا باپ صخر اسکا بزرگ ہے
اور سہل (زمین ہموار) صخر سے بہتر ہے۔ اور تیرا دادا حرب (لڑائی) ہے اور سلم (صلح) حرب سے افضل ہے اور پردادا اُمیہ ہے جو تصغیر اَمت (لونڈی) کی ہے تو
کسطرح امیر المومنین ہو گیا **تاریخ** ابن اعثم کوفی و روضۃ الصفا وغیرہ میں مروی ہے کہ ایک روز ہشام بن عبد الملک صحرا میں جاتا تھا ناگاہ دور سے ایک
غبار ساطع اُسکو دکھائی دیا۔ ملازموں کو امر کیا کہ اس جگہ توقف کریں اور خود ایک غلام کو ساتھ لیکر اُسکی طرف چلا نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ ایک کاروان تجمل
زیست اور ہر قسم کا اسباب بار کئے ہوا آتا ہے ہشام نے بچشم حقارت اُنکی طرف دیکھا اور یہ جانا کہ خاکساران جہان را بحقارت منگر۔ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے
باشد۔ دیکھتے دیکھتے اُنکی آنکھ ایک پیر مرد کہن سال صاحب جمال پر پڑی کہ حسن صورت میں تمام قافلہ میں ممتاز تھا ہشام نے اُسکے مولد و موطن و قوم قبیلہ
سے سوال کیا۔ پیر مرد نے جواب دیا کہ مسکن مالوف میرا شہر کوفہ ہے اور قوم سے کیا مطلب اگر میں عزیز ترین قبائل عرب سے ہوں تو کچھ نفع تجھکو نہ ہوگا اور اذل خلائق
سے ہوں تو کوئی نقصان تیرا نہیں پس جس امر سے کوئی نفع و ضرر نہو اُسکا دریافت کرنا لاحاصل ہشام نے کہا معلوم ہوا کہ حیا تجھکو مانع ہے کہ اپنی حقیقت حال
بیان کرے چونکہ ہشام نہایت کریہہ منظر و احول چشم تھا۔ پیر مرد نے کہا کہ تیری پستی نژاد کا حال تو تیری قبح صورت و مکروہ طلعت سے دریافت ہوا۔ لیکن اگر میرا
نسب معلوم ہی کرنا ہے تو آگاہ رہ کہ میں فلاں قبیلہ سے ہوں اور فلاں فلاں اشخاص کے ساتھ قرابت رکھتا ہوں۔ ہشام نے کہا اللہ اکبر کیسا ناپسندیدہ
نسب تیرا ہے جو تیرے قبیلہ و عشیرہ سے ہو چاہئے کہ سجدات شکر درگاہ باری میں بجا لائے۔ پیر مرد نے کہا بایں وجود اس صورت زیبا و چشم شہلا کے کہ تو رکھتا ہے
سزاوار نہیں کہ اوروں کو عیب لگائے بارے تو بیان کر کہ کس خانوادہ سے ہے اور نسب تیرا کیا ہے ہشام نے کہا میں قریش سے ہوں پیر مرد نے کہا قریش قبیلہ
بزرگ ہے اور رادمند و اعلے صغیر و کبیر اس میں بکثرت ہیں تو کس بطن سے ہے۔ کہا میں اشراف بنی اُمیہ سے ہوں کہ آج شرف و بزرگواری میں کوئی اُنکی برابری
نہیں کرسکتا اور ربع مسکوں میں کسیکو مقدور نہیں کہ اُنکے مقابلہ کا خیال دل میں لائے پیر مرد نے یہ بات سُنی تو قہقہہ مار کر ہنسا۔ اور کہا مرحبا اے اخو بنی اُمیہ
تو نے ناحق اسوقت تک اپنے پاکیزہ نسب کو مخفی رکھا۔ اور مجھکو اتنی دیر حیرت و پریشانی میں ڈالا۔ بہت اچھا کیا اپنا قبیلہ بتلا دیا الحق عمدہ نسب ستودہ خاندان
عالی دودمان تیرا ہے معلوم ہوا کہ شرم و حیا تیرے لئے خلق نہیں ہوئی۔ مگر تو نہیں جانتا کہ بنی اُمیہ جاہلیت میں ربا خوار تھے۔ اسلام لائے تو غصب حقوق خاندان
نبوت پر دست درازی کی راس رئیس تمہارا سابق میں خمار اور اسوقت ایک جبار ہے یہی قبیلہ ہے جس نے چالیس معرکوں میں پیٹھ دکھائی اور ہزیمت کھائی
اپنے مردوں کو برباد کیا اور اپنی آبرو کو خاک میں ملایا اور آتش انتقام روشن کی اور پشیمان ہو کر خاکسار ہے وہ جماعت جسکا ناپاک طریق یہ ہے [illegible]
حضرت خاتم المرسلین قطعی جہنمی ہو تمہارے مرد نسب کی عار سے منہ نہیں دکھا سکتے اور تمہاری عورتیں غلبہ شہوت و خبث طینت سے سر اُٹھانے کے قابل
نہیں۔ عتبہ کہ روز بدر علمدار لشکر کفار تھا تم سے ہے اور ہندہ کہ مجموعہ عیوب و ذنوب تھی تمہارے سے نسبت رکھتی ہے۔ صخر بن حرب (ابو سفیان) کہ جاہلیت
میں خماری و بیطاری کا پیشہ کرتا تھا۔ جب فی الجملہ اسکو ثروت ہوئی تو چند مرتبہ مصطفیٰ پر لشکر کشی کی بعد ازاں طوعاً و کرہاً اسلام میں داخل ہوا تو ہرگز حسن
عقیدت و مناجات باطن کی توفیق نہ پائی تمہارا بڑا بھائی معاویہ کہ حضرت رسالت نے سات مرتبہ اُسکے حق میں ایسا اور ایسا کہا تمہارا مقتدا و پیشوا ہے اُسنے
ابن عم رسول کے ساتھ جنگ کی اور زیاد ولد الزنا کو اپنے ساتھ نسب میں شامل کیا۔ اور [illegible] اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے کر پھر حرام اسکے

معاویہ مادہ سگ کہ آرزمند گشن باشد و بچہ روباہ ۱۲ منتہی الارب

ساتھ عقد باندھا آخر جو وقت اُسکا آیا تو یزید پلید اپنے بیٹے کو کہ اُس نے سنت ہائے رسول اللہ کو بکلی اُٹھا دیا اور ہر سنت کے مقابلہ میں ایک بدعت ایجاد کی - ولیعہد کیا
اور جنون نے یزیدی مسلمانان کی اُسکو خصوصیت اجازت دی اور شیعیان علی بن ابی طالب پر تسلط بخشا ۔ عقبہ ابن ابی معیط کہ حضرت رسول نے اُسکے نسب کو قریش سے
منتفی فرمایا تھے اُسکو اپنے میں شامل کیا - اور اپنے اقربا سے اُسکو عورت دی اور وہ یہودیہ تھی اہل صفوریہ سے کہ امیر المومنین علی نے بامر سرور کائنات اُسکو قتل کیا
اور یہہ شرم و عار تمہارا ہے کہ ہمیشہ کوری پس یہہ امر ابی معیط تمہارا پسندیدہ و برگزیدہ ہے اور اُسکا بیٹا ولید جس نے کوفہ میں شراب پی اور امامت نماز کے لئے کھڑا ہوا
اور بجائے دو رکعت کے چار رکعت نماز پڑھ گیا - اور حقتعالی نے قرآن میں اُسکو بلفظ فاسق تعبیر کیا حیث قال أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ
ترجمہ آیا وہ شخص جو مومن ہو وہ اُسکی مثل ہے جو کافر ہو یہہ برابر نہیں ہوسکتے) تمہارا مرضی و محمود ہے - عبد الملک بن مروان کہ اسکا برا اسمین و مددگار و
امیر و سپہ سالار حجاج نابکار تھا - تمہارا بزرگ و پیشوا ہے - اور جماعہ بدکار ستمکار و غدار جنہوں نے اولاد رسول مختار کو قتل کیا او منجنیقیں لگا کر تیرو پلید ہی خانہ کعبہ پر پھینکی
تمہارے اعوان و انصار **الحاصل** اوّل تمہارے بدکار اوسط طرار اور آخر مکار ۔ ہین اور شریف تمہارے خار اور منبع غدار جب یہہ مرد نے یہہ کلمات
آبدار تقریر کئے ہشام حیران تھا کہ کیا کہے اور کیا دے مجبور و مقہور عنان معاودت اپنے لشکر کی طرف موڑی - اور غلام سے کہا تو نے دیکھا کہ اس بوڑھے سے کیا روز
سیاہ ہمکو پیش آیا تھا کہ اُسکے کلام سے کچھ یاد ہے کہ کسی سے بیان کر سکے غلام نے کہا لا واللہ میں اُسکی وحشتناک باتوں سے ایسا مدہوش ہوا کہ اپنے آپ کو
فراموش کیا مجھکو فریہ ایمان و لسان فصیح بیان تھا - ہشام نے کہا اگر تو اُسکے برخلاف کہتا تو میں تجھکو گردن مارتا - خبردار اگر اُسکی باتوں سے کچھ یاد ہوں تو کسیکے
آگے اُنکا ذکر نہ کیجو نہیں تو مارا جاویگا القصہ ہشام نے اپنے لشکر میں پہنچکر حکم کیا کہ ایک بوڑھا اس صفت و ہیئت کا فلان مقام پر ہے اُسکو میرے پاس لا دیجیو
اُسکی تلاش کے لئے صحرا میں پراگندہ ہوئے مگر کہیں پتا اُسکا نہ پایا - کسلئے کہ جب ہشام اُسکے پاس سے واپس ہوا تو اُس نے قیافہ سے جانا کہ یہہ سوار حکام وقت سے ہے
ضرور یہہ میری طلب میں آدمی بھیجیگا جلد کسی ایسے راستہ کو ہو لیا کہ گذرگاہ خواص و عوام سے علیحدہ تھا - ہشام ہمیشہ آرزومند تھا کہ وہ بوڑھا کہیں اُسکو ملے اور آتش حسرت
افسوس میں جلتا تھا کہ کسلئے اُس روز اُسکو گرفتار نہ کیا - ہشام کا غلام کہتا ہے کہ مجھکو اُس بوڑھے کی باتیں اول سے آخر تک حرف بحرف یاد تھیں مگر ہشام کے ساتھ
مصلحت وقت جانکر انکار کیا اور جب تک ہشام زندہ رہا کبھی کسیکے سامنے اس راز سے لب کشا نہوا

نبذے از حالات عمرو عاص وزیر با تدبیر معاویہ و خباثت نسب وے

مولانا مجلسی علیہ الرحمہ بحار میں فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل عمرو کا باپ اُن لوگون سے ہے جو حضرت رسول خدا
پر تمسخر و استہزا کرتے تھے اور ہمیشہ اُنکی عداوت کا اظہار کرتے اور درپئے اُنکے تکلیف و آزار کے ہوتے تھے اور آیہ شریفہ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ کہ ہمنے استہزا
کرنیوالون کو تجھ سے کفایت کیا اُسی عاص اور اُسکے اصحاب کی شان میں نازل ہوئی - اور نیز عاص مذکور اسلام میں بنام ابتر موسوم ہے کیونکہ اُس نے حضرت
رسولخدا کی نسبت کہا تھا کہ یہہ ابتر ہے چند روز میں مرجائیگا تو اسکا ذکر منقطع ہوجائیگا - پس حقتعالی نے آیہ شریفہ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ یعنی تیرا دشمن
ہی ابتر ہے نازل کی - اور زہیرہ ملعون آنحضرت کو دشنام دیتا اور پتھر آپکی راہ میں رکہتا کہ جب رات کو طواف خانہ کعبہ کے لئے جائیں تو پانون ٹھوکر کھائیں - اور
وہ اُن لوگون میں سے ہے جنہوں نے زینب بنت رسول اللہ کو ہودج میں تخویف کیا تا اینکہ حمل اُن جنابہ کا ساقط ہوا - آنحضرت نے یہہ حال سنا تو اُن سب پر لعنت
کی - اور خود عمرو نے بارہا حضرت کی ہجو میں اشعار تصنیف کرکے اپنے لئے روسیاہی دارین حاصل کی - اور عادت تھی اس ملعون کی کہ ہجو کرتا اور اطفال مکہ کو دیتا کہ
جہان راہ وغیرہ میں حضرت کو دیکھیں آپکے روبرو چلا چلا کر اُن شعرون کو پڑھتے - ایک روز جبرئیل میں نماز پڑھتے تھے آپنے فرمایا پروردگارا عمرو عاص نے

میری ہجو کہی ہے مین شاعر نہین تو اسکو بقدر اسکی ہجو کے لعنت کر۔ اور ابن ابی الحدید نے واقدی وغیرہ اہل حدیث سے نقل کیا ہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا خانہ کعبہ کے آگے نماز پڑھتے تھے کہ نضر بن الحارث و عقبہ بن ابی معیط و عمرو عاص ایک مشیمہ شتر جو وہان پر تازہ ذبح کیا تھا لائے اور جبکہ آپ سجدہ مین تھے ان ناپاکون نے وہ مشیمہ سر مبارک پر ڈال دیا کہ تمام پلیدی اسکی آپکے گردن و بدن پر بہہ نکلی۔ حضرت سجدہ مین گریان ہوئے اور سر سجدہ سے نہ اُٹھایا اور دعا بد اُنکے لئے کرتے رہے تا اینکہ دختر رسولخدا فاطمہ زہرا آئین اور اُس مشیمہ کو سر اطہر سے دور کیا۔ اور یہہ حال پُر ملال دیکھکر کھڑی روتی تھین اور وہ ملاعین ہنستے تھے پس آپنے سر اُٹھایا اور تین مرتبہ باواز بلند فرمایا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ پروردگارا قریش سے مواخذہ کر پھر تین بار فرمایا رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ بارالٰہا مین ستم رسیدہ ہون میری نصرت کر پھر اُٹھے اور داخل دولت سرا ہوئے یہہ وقوعہ وفات عم محترم اُس جناب ابوطالب کے دو ماہ بعد واقع ہوا اور ربیع الابرار مین زمخشری سے روایت کی ہے کہ نابغہ عمرو عاص کی مان قبیلۂ عنزہ سے ایک مرد کی لونڈی تھی۔ وہانسے اسیری مین لائی گئی مکہ مین اُسکو عبداللہ بن جدعان تیمی نے خرید کر آزاد کیا وہ ایک زن فاحشہ زناکار تھی ایک مرتبہ ابولہب بن عبدالمطلب و اُمیہ بن خلف جمحی و ہشام بن مغیرہ مخزومی و ابوسفیان بن حرب و عاص بن وائل سہمی نے طہر واحد مین اُس سے نزدیکی کی اور حاملہ رہ کر اُس سے عمرو مذکور پیدا ہوا۔ پس اس جماعت کے درمیان عمرو کی نسبت پر تکرار ہوئی ہر ایک اُسکا دعوی کرتا تھا۔ آخر اُس کی مان نے فیصلہ کیا کہ وہ عاص بن وائل کے نطفہ سے ہے یہہ اسلئے کہ عاص اُسکو خرچی اوروں سے زیادہ دیتا تھا ورنہ صورت ظاہری مین وہ ابوسفیان سے بہت مشابہت رکھتا تھا اور کتاب الانساب ابو عبیدہ معمر بن المثنی سے نقل کیا ہے کہ بروز ولادت عمرو ابوسفیان و عاص بن وائل کے درمیان تنازعہ ہوا پس دونو نے اُسکی مان کو اس مقدمہ مین حکم کیا اُس نے عاص بن وائل سے اُسکو ملحق گردانا۔ ابوسفیان نے کہا اگر مجھکو ذرا شک نہین کہ مین نے اُسکو نابغہ کے شکم مین رکھا ہے نابغہ نے قبول نہ کیا اور عاص بن وائل ہی پر اصرار رکھتی تھی۔ کسینے اُس سے کہا کہ ابوسفیان نسب مین شریف تر ہے اُس پر کیون نہین راضی ہوتی۔ کہا عاص کثیر الانفاق ہے اور ابوسفیان بخیل کنجوس حسان بن ثابت نے بمقابلہ ہجو رسولخدا کے جو عمرو عاص کی ہجو کہی اُس مین کہتا ہے ؎ اَبُوْكَ اَبُوْسُفْيَانَ لَا شَكَّ قَدْ بَدَتْ: لَنَا فِيْكَ مِنْهُ بَيِّنَاتُ الدَّلَائِلِ ؛ فَفَاخِرْ بِهٖ اَمَّا فَخَرْتَ فَلَا تَكُنْ ؛ تُفَاخِرُ بِالْعَاصِ الْهَجِيْنِ بْنِ وَائِلٍ خلاصہ یہہ کہ ہمکو بلاشبہ بدلائل روشن معلوم ہو گیا ہے کہ تیرا باپ ابوسفیان ہے۔ پس اے عمرو اگر تو فخر کرتا ہے تو ابوسفیان پر کر نہ عاص بن وائل ناکس و فرومایہ پر **مؤلف** کہتا ہے۔ کہ الحق ایسی ہی نجس و ناپاک جس کی مخلوق ہو سکتی ہے جو نصب عداوت اہل بیت اطہار کی قابلیت رکھے۔ اور ان ذوات قدسیہ و نفوس طیبہ و طاہرہ کی دشمنی انہین خبیثہ پلید طینتون کا کام ہے ورنہ حلال زادہ طاہر الاصل ہرگز ان برگزیدگان کبریا و مقربان بارگاہ جل و علا سے بغض و عداوت نہ رکھے گا و حدیث شریفہ وَلَدُ الزِّنَا لَا يُفْلِحُ (زنا زادہ فلاح نہ پاویگا) اس مطلب پر بخوبی دلالت رکھتی ہے اور احادیث معصومیہ مین وارد ہے کہ دشمن نہین رکھتا ہمکو مگر نطفۂ حرام بیرم خان خانخانان کا شعر ہے ؎ مجست شہ مردان مجو ز بے پدرے ؛ کہ دست غیر گرفتہ ست پائے مادر او۔ اور نیز حدیث مین ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا یَا عَلِیُّ لَنْ یُّبْغِضَكَ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَعِیٌّ وَمِنَ الْعَجَمِ اِلَّا شَقِیٌّ وَمِنَ النِّسَاءِ اِلَّا سَلْقَلِقِيَّةٌ[1] یعنے اے علی دشمن نہین رکھتا تجھکو عرب۔ مگر حرام زادہ اور عجم سے الا بدبخت شقی اور عورات جو تیرے ساتھ عداوت رکھتی ہین سلقلقیہ ہوتی ہین اور منقول ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کوچہ ہائے مدینہ مین گشت کرتے تھے اور وہان کی مجالس و

[1] مجلسی علیہ الرحمہ نے فردوس الاخبار دیلمی سے نقل کیا ہے کہ ایک عورت حضرت امیر المومنین کی خدمت مین آئی اور کہا یا علی مین تم سے بغض و عداوت رکھتی ہون حضرت نے فرمایا تو جاہے کہ تو سلقلق ہو عورت نے کہا سلقلق کسے کہتے ہین کہا حضرت رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا اے علی کوئی عورت تجھکو دشمن نہ رکھیگی الا یہ کہ وہ سلقلق ہوگی مینے کہا یا رسول اللہ سلقلق کسے کہتے ہین فرمایا وہ عورت جسکو خون حیض براہ دبر آئے عورت نے کہا راست کہا رسول اللہ نے مجھکو یہہ مرض ہے اور میرے ماں باپ تک اسکی خبر نہین رکھتے ۱۲ منہ عفی عنہ

محافل میں داخل ہوتے تھے اور کہتے ایہا الناس علی افضل بشر ہیں جو اس سے انکار کرے کافر ہے اے معشر انصار اپنی اولاد کو محبت علی بن ابی طالب پر تادیب و تہذیب کرو
جو اسکو نہ مانے اور اباو امتناع کرے اسکی ماں کے حال میں نظر کرو تحقیق کہ یہہ قصور اسکی ماں کی آلودگی سے ہوگا ۔ ہر کرا ہست با علی کینہ ۔ در سخن حاجت درازی نیست ؎
نیست دستش در آستین پدرش ۔ دامن مادرش نمازی نیست ۔ اور جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایکبار روز حضرت رسول خدا
کے ساتھ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک پیر مرد کہ ضعف پیری سے اسکی پشت خم تھی اور موئے ابرو اسکی آنکھوں پر پڑے تھے عصا ہاتھ میں اور کلاہ سرخ سر پر اور پیراہن
موئینہ بدن میں پہنے ہوئے حضرت کے پاس آیا اور کہا آپ میرے حق میں دعا کریں کہ حق تعالی مجھکو بخشدے ۔ آپنے فرمایا آرزو تیری روا نہیں اور عمل تیرا کچھ نافع نہیں کہتا
یہہ سنکر اُس نے پشت موڑی ۔ جناب رسالتمآب نے مجھ سے فرمایا یا علی تو نے اسکو پہچانا ۔ عرض کی نہیں فرمایا یہہ شیطان ہے امیر المومنین نے جو یہہ سنا دوڑکر اسکو پکڑ لیا اور
زمین پر ڈالکر چاہا کہ گلا گھونٹ کر ہلاک کریں اُس نے کہا اے علی میرے ہلاک کرنے کا قصد نہ کرو ۔ تحقیق کہ حقتعالی نے مجھکو قیامت تک کی مہلت دی ہے ۔ اور اے علی
واللہ کہ میں تمکو دوست رکھتا ہوں اور تمہارے دشمنوں کی ماں کی وطی میں شریک ہوتا ہوں پس وہ سب حرام زادے پیدا ہوتے ہیں ۔ یہہ سنکر جناب امیر علیہ السلام نے
تبسم کیا اور اسکو چھوڑدیا اور نیز مروی ہے کہ عمرو عاص بتقلید خلیفہ ثانی ۔ اہل شام سے کہتا تھا ۔ کہ بیشک علی کو اسلئے خلیفہ نہ بنایا کہ اُس میں مزاح و مطایبہ ہے ۔ امیر المومنین نے
یہہ سنا تو خطبہ کہا جو نہج البلاغہ وغیرہ میں مذکور ہے ۔ خلاصہ اسکا یہہ کہ تعجب ہے کہ پسر نابغہ اہل شام سے کہتا ہے کہ میرے میں مزاح و خوش طبعی ہے اور میں لہو و لعب کو دوست
رکھتا ہوں ۔ تحقیق کہ اُس نے باطل کہا اور عصیان خدا سے گویا ہوا اور بدترین کلام کذب و بہتان ہے وہ کلام کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے وعدہ کرتا ہے اور اس سے پھر جاتا
ہے ۔ خود سوال کرتا ہے تو ہمیں اصرار و الحاح کرتا ہے اُس سے سوال کیا جاتا ہے تو بخل و کنجوسی دکھاتا ہے ۔ عہد میں خیانت کرنا اور قطع رحم عمل میں لانا اسکی عادات
مستمرہ سے ہے لڑائی میں تاوقتیکہ نوبت بہ تیغ و سنان نہیں پہنچی کیا کچھ امر و زاجر وہ ہے ۔ جب استعمال تیر و شمشیر کا وقت آتا ہے ۔ تو بڑا حیلہ اُسکا یہہ ہے کہ اپنی شرمگاہ لوگوں کو
دکھادے ۔ قسم بخدا کہ مجھکو یاد مرگ لہو و لعب سے باز رکھتی ہے اور اسکو آخرت کا بُھلادینا قول حق سے مانع آتا ہے ۔ اور اُس نے معاویہ سے بیعت نہیں کی جبتک کہ شرط
نہیں کرلی کہ حکومت مصر اسکو عطا کرے ۔ اور ابن ابی الحدید نے تاریخ بلاذری سے نقل کیا ہے کہ عمرو عاص نے ایکبار موسم حج میں خطبہ کہا اور اُس میں معاویہ و بنی امیہ
کی صفت و ثنا و بنی ہاشم کی مذمت کی اور اپنے مشاہد و مفاخر روز صفین و روز تحکیم حکمین کے شمار کئے ۔ عبد اللہ بن عباس نے کہا اے عمرو تو نے اپنا دین معاویہ کے ہاتھ
فروخت کیا ۔ پس تو نے جو کچھ تیرے پاس تھا اسکو دیا ۔ اور اُس نے جو کچھ اسکے ہاتھ میں تھا تجھکو اُمیدوار بنایا پس جو تجھسے لیا وہ بہتر ہے اُس سے کہ تجھکو دیا اور
جو تو نے پایا کمتر ہے اُس سے کہ تو نے عطا کیا اور تم دونوں اس بیع و شرا پر راضی ہو ۔ جب مصر تیرے ہاتھ آئیگا تو ضرور ہے کہ معاویہ نقض عہد کرے اور تجھکو اُسکی
حکومت سے معزول فرمائے ہر چند کہ تیری جان اسکے غم میں بدن سے نکل جائے اور روز تحکیم کا تو نے ذکر کیا ہے پس واللہ اسکے وزن کرتے دیکر سر فرو کیا اور فتح و
فجور پر ڈینگیں مارتا ہے اور تو نے جو اپنے مشاہد صفین کے یاد کئے ۔ قسم بخدا کہ ہمکو تیرا وہاں چلنا پھرنا ذرا گوارا نہ تھا اور تیری جرأت و جلادت سے کسیکو کچھ نقصان نہیں پہنچا
فقط زبان تیری اُس موقع پر دراز تھی ۔ مگر کار و بار سست و کوتاہ ۔ تو جنگ کے پیچھے رہتا تھا ۔ اور فرار میں سب سے آگے ۔ تحقیق کہ تیرے دو ہاتھ میں ایک نیزہ کشیدہ
دوسرا اشکر کی طرف کشادہ علی بڑا دوست رکھتا ہے ایک ہلالی سے متوحش دوسرا آدمی کے ساتھ مانوس ۔ بھلا اپنے طور کا تم ہے کہ جو شخص اپنے دین کو دوسروں کے دنیا کے
بیچ ڈالے وہ زیادہ لائق ہے اسکے کہ کف افسوس ملے اور انگشت حسرت دانتوں سے کاٹے ۔ آگاہ رہ کہ تجھ میں طاقت بیان ہے مگر بلا و خطل کے ساتھ اور ... دیتا ہے
رکھتا ہے مگر عین و بزدلی سے کتر عیب تیرا بزرگتر ہے اوروں کے لئے ۔ اور نہج البلاغہ میں ہے کہ امیر المومنین نے عمرو عاص کو نامہ لکھا اما بعد فانک جعلت دینک

تبعاً لدنیا امرء ظاهر غیّہ مہتوک سترہ یشین الکریم بمجلسہ ویسفہ الحلیم بخلطتہ فاتبعت اثرہ وطلبت فضلہ اتباع الکلب للضرغام یلوذ الی
مخالبہ وینتظر ما یلقی الیہ من فضل فریستہ فاذہبت دنیاک وآخرتک ولو بالحق اخذت ادرکت ما طلبت فان یمکن اللہ منک ومن ابن ابی سفیان اجزکما
بما قدّما وان تعجزا وتبقیا فما امامکما شرٌّ لکما خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ بعد حمد و صلوٰۃ تحقیق کہ تابع گردانا تونے اپنے دین کو ساتھ دنیا ایسے شخص کے کہ غوایت
گمراہی اُسکی ظاہر ہے اور پردہ اسکا ہتوک دریدہ ہے - کریم اُسکی مجلس مین عیب لگایا جاتا ہے اور حکیم اُسکے اختلاط سے سفاہت پکڑتا ہے تونے اُسکی تبعیت و پیروی
کی اور اُسکے فضلہ کا خواستگار ہوا جیسا کہ کتا شیر کی تبعیت کرتا ہے اور اُسکے پنجوں مین پناہ گیر ہوتا ہے - اور منتظر رہتا ہے کہ وہ اپنے شکار سے کب اُسکی طرف پس خوردہ ڈالے
پس تونے اپنی دنیا و آخرت دونو کو تباہ کیا - اگر حق کو اختیار کرتا تب بھی بقدر کفایت اُس سے مطلب حاصل کر لیتا - اگر حقتعالیٰ نے مجھکو قدرت دی تو تم دونو کو
تمہاری بدکاریون کی سزا پہنچاؤن گا - اور جو میرے ہاتھ سے چھوٹ گئے تو جو راہ تمکو درپیش ہے تمہارے لئے بدتر ہے والسلام ابن ابی الحدید اس خط کی شرح مین
کہتا ہے کہ لاریب غوایت معاویہ اُسکی ضلالت و بغاوت سے ظاہر و باہر ہے - لیکن ہتک ستر اُسکا پس بیشک نہین کہ اُسکے ہان ہزل بازی خدع فریب
بکثرت تھے - قصہ گویون سے صحبت گرم رکھتا تھا - اور اصلا صاحب وقار و سکینہ نہ تھا اور قانون ریاست کا بالکل التزام نہ رکھتا تھا - الا جبتک کہ امیر المومنین پر
خروج کیا وہ وقت تھا کہ حاجت ننگ و ناموس کی محسوس کی ورنہ عثمان کے زمانہ مین وہ سخت متہتک اور ہر قباحت و خبیث موسوم تھا - عمر کے زمانہ مین ہر چند
اُسکے خوف سے اپنی ناکردنی حرکات کو کسیقدر با خفا کرتا تھا تب بھی لبس حریر و استعمال ظروف طلا و نقرہ سے باز نہ آتا تھا - اُسکی سواری کے گھوڑے سونے
چاندی کی زین سے آراستہ اور دیبا رنگا رنگ کی پوششون سے پیراستہ رہتے تھے اور یہہ زمانہ اُسکے عین شباب کا تھا جبکہ نشہ جوانی مین چور و شراب امارت و
حکومت سے سرمست و مخمور تھا - ارباب سیر نے نقل کیا ہے کہ وہ عثمان کے زمانہ مین شام مین شراب پیتا تھا لیکن بعد وفات امیر المومنین اختلاف ہے - بعض نے
کہا ہے کہ پھر نہین پی اور باقی اسپر ہین کہ اُسوقت بھی چھپکر پیتا تھا - مگر اس مین اتفاق ہے کہ غنا برابر سنتا اور سہر طرب کرتا اور صلہ و انعام بخشتا تھا اور قول
امیر المومنین یشین الکریم بمجلسہ الخ سو فی الواقع اُسکی مجلس مین سوائے بدگوئی و برائی بنی ہاشم کے دوسرا تذکرہ نہ تھا - اسلام پر بہ کنایہ و تعریض طنز و تشنیع ہوتی رہتی
تھی ہر چند بظاہر خود اسلام سے منسوب تھا - مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب سلیم بن قیس ہلالی سے نقل کیا ہے کہ عمرو عاص نے شام مین خطبہ کہا کہ مینے حضرت رسولخدا سے
سوال کیا کہ سب سے زیادہ آپکے نزدیک محبوب کون ہے فرمایا عائشہ مینے کہا اور مردون سے فرمایا اُسکا باپ پس ابوبکر رسولخدا کے نزدیک محبوب ترین آدمیان
ہے - علی ہمین اور عمر و عثمان مین نقص و عیب لگاتے ہین اور نیز مینے آنحضرت سے سُنا کہ فرمایا ان اللہ ضرب بالحق علی لسان عمر و قلبہ کہ حقتعالیٰ نے
حق کو عمر کی زبان و دل پر جاری کیا اور عثمان کے حق مین فرمایا کہ ملائکہ اُس سے حیا کرتے ہین اور خود علی سے زمانہ رسولخدا مین سُنا اگر جھوٹ کہون تو دونو کانون
سے بہرہ ہو جاؤن کہ کہتے تھے - کہ رسولخدا تشریف رکھتے تھے اور عمر ابوبکر وہان سے گزرے آپنے فرمایا اے علی یہہ دونو سردار ہین کہول اہل جنت کے سوا انبیا و مرسلین
کے - مگر ان سے اس کا ذکر نہ کرنا مبادا کہ ہلاکت مین پڑین - امیر المومنین نے یہہ حال سُنا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا تعجب ہے کہ طاغیان شام عمرو کی باتون کو قبول اور تصدیق
کرتے ہین حالانکہ اُسکے کذب و دروغ و قلت ورع کی یہہ نوبت پہنچی ہے کہ اُس نے حضرت رسولخدا پر دروغ باندھا اور آنحضرت نے اُسکو اور اُسکے صاحب کو جسکی طرف
وہ خلافت کو دعوت کرتا ہے بارہا لعنت کی اور اُس نے حضرت رسول اللہ کی ہجو مین ایک قصیدہ ستر شعرون کا لکھا پس آنحضرت نے فرمایا خداوندا مین شعر نہین
کہتا نہ اسکو اپنے لئے حلال جانتا ہون پس تو اوسپر ہر شعر کی عوض اُسکو ایک لعنت بھیج جو قیامت تک اُسکے اعقاب مین جاری رہے - پھر جبکہ ابراہیم

بن رسول اللہ نے رحلت کی۔ تو عمرو نے کہا محمد ابتر ہوگئے اب انکی نسل دنیا مین باقی نہ رہیگی اور ہبتیر کہا مین سبسے زیادہ انکا بدگو اور شانی یعنی دشمن ہون حقتعالی
نے یہہ آیہ نازل کی اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کہ ابتر تیرے دشمن ہین۔ قسم بخدا کہ جو کچھ اُس نے عائشہ اور ابوبکر کے حق مین کہا اُس سے معاویہ کو خوشنود کیا اگر خداے
عزوجل کو ناراض و غضبناک کروانا اور جو حدیث کہ میری طرف نسبت کی قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو شکم مادر سے وجود
مین لایا کہ یہہ اُسکا محض سراسر بہتان ہے بیشبہ سر و علانیہ مین کبھی اُسنے یہہ نہین کہا خداوندا تو لعنت کر معاویہ و عمرو عاص کو کہ وہ تیرے راستہ سے خلقت کو مانع
آتے ہین اور تیری کتاب کی تکذیب کرتے ہین اور تیرے نبی کا استخفاف کرتے ہین اور آنحضرت پر اور مجھ پر تہمت و بہتان لگاتے ہین **بعضے از لطائف**
مکالمات و مناظرات جو درمیان معاویہ و عمرو عاص گذشت کتاب استیعاب سے منقول ہے کہ ایک روز بعد استقرار خلافت
معاویہ نے عمرو عاص سے کہا۔ اے ابو عبداللہ مین جب تجھکو دیکھتا ہون تو خندہ بے اختیار مجھ پر غلبہ کرتا ہے تحقیق کہ مجھکو وہ روز یاد آتا ہے جبکہ صفین مین ابو تراب
نے تجھ پر حملہ کیا اور تو نے اُسکی نوک سنان سے جان بچانے کو اپنی شرمگاہ اُسکے آگے برہنہ کی۔ عمرو عاص نے کہا درست ہے لیکن مجھکو اُس سے زیادہ ہنسی آتی ہے
جب یہہ یاد آتا ہے کہ علی نے تجھکو جنگ کے لئے طلب کیا اور خون تیرا خشک ہوگیا اور بدن تھر تھر کانپنے لگا۔ اور وہ حالت تیرے اوپر طاری ہوئی کہ اُس کے
بیان سے شرم آتی ہے معاویہ نے کہا جبکہ ہم دونو سے جُبن و فرار برروے کار آیا تو جا عیب و عار کیطرے نہین **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی مین روایت
کی ہے کہ معاویہ نے ایک روز عمرو عاص سے پوچھا اے ابو عبداللہ بھلا ہم دونو مین از روے عقل و دہا کون زیادہ تر ہے عمرو نے کہا مین بہدا ہتہ بے اندیشہ
کئے اور تو لے معاویہ رویہ و فکر کے ساتھ۔ معاویہ نے اسنے نہ مانا اور کہا فی البدیہہ جو بات میری سمجھ مین آتی ہے تیرا ذہن وہان نہین پہنچتا۔ عمرو عاص نے کہا تیرا
یہہ ذہن رسا اُس روز کہان گیا تھا جبکہ بروز صفین بیٹے مصاحف نیزون پر بلند کرلئے۔ معاویہ نے کہا واقعی اُس روز تو مجھ پر سبقت لیگیا۔ اے ابو عبداللہ اب
ایک بات تجھ سے پوچھتا ہون راست بتلانا۔ عمرو عاص نے کہا جو چاہے دریافت کر راست کہونگا جھوٹ بولنا بہت برا کام ہے معاویہ نے کہا کبھی تو نے میری
نصیحت و خیرخواہی مین فریب و دغل بھی کیا ہے۔ کہا ہان کہا البتہ کیا ہے مگر نہ ہر موقعہ پر صرف ایک مرتبہ جبکہ علی بن ابی طالب نے مجھکو جنگ کے لئے طلب کیا اور مینے
تیرے ساتھ مشورہ کیا تو تو نے کہا کفو کریم ہے اور مجھکو اُس سے جنگ کرنے کی صلاح دی حالانکہ تو خوب جانتا ہے کہ علی کون شخص ہے۔ اسوقت مینے جانا تھا
کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی۔ عمرو عاص نے کہا اے امیرالمؤمنین ایک مرد عظیم المرتبہ جلیل القدر نے تجھکو اپنے سے لڑنے کو دعوت کی تجھکو اسکی لڑائی مین دو خوبیون مین سے
ایک بہرحال حاصل تھی۔ یا تو اُسکو قتل کرتا تو ایک شجاع بیمثل و ہمتا قاتل اعزہ و اقربا جسکے ہاتھ سے مارا جاتا پس تیرا شرف مرتبہ دو بالا ہوتا اور ملک خار اغیار سے
صفائی پاتا۔ اور یا خود قتل ہوکر شہدا و صالحین کی رفاقت مین داخل ہوتا وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا۔ معاویہ نے کہا یہہ اُس سے بھی زیادہ شرارت کی بات
ہے۔ واللہ کہ مین خوب جانتا ہون کہ اگر علی کو قتل کرتا تو داخل جہنم ہوتا اور علی مجھکو قتل کرتے تو جہنم مین جاتا۔ عمرو نے کہا یہہ جانتا ہے تو کاہے کو اُسکے ساتھ جنگ

حاشیہ: مشہور یہہ ہے کہ یہہ آیہ [illegible] جبکہ عبداللہ بن رسول خدا نے وفات پائی عاص بن وائل وغیرہ کے حق مین نازل ہوئی ہے [illegible] مذکور ہوا۔ اور اس حدیث [illegible] واقعہ ابراہیم
مین حق عمرو عاص نزول پایا جاتا ہے [illegible] مین شک نہین کہ عمرو عاص [illegible] اس آیہ کا مصداق اور [illegible]
[illegible] احادیث مین [illegible] ابتر کہا گیا تھا اور [illegible] نازل ہوئی [illegible]
[illegible] نزول [illegible] نازل ہوئی [illegible]
نازل ہوئی تھی۔ [illegible] وفات [illegible] عمرو عاص [illegible]
[illegible] اُس جناب کے حق تعالی [illegible] ۱۲ [illegible]

کی۔ معاویہ نے کہا ملک و حکومت کے لئے۔ کہ عقیم ہے اور لحاظ و پاس نیا و دین کا ہمین نہین ہوتا اور کوئی دوسرا تیرے سوا اس بات کو مجھ سے نہ سُنے گا۔ ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کہ کوئی لذت دنیوی باقی ہے جسکا تو نے ادراک نہ کیا ہو معاویہ نے کہا تمام لذائذ جو انسان کو میسّر آسکتی ہین مینے حاصل کین حتٰے کہ کثرت التذاذ سے ملول اور عاجز آگیا۔ اب بڑی لذت میری یہی ہے کہ روز گرم مین آب سرد پینے کو ہو اور میرے اطفال بنین و بنات میرے گرد کھیلتے پھرین اے ابو عبد اللہ تیرے لئے کون لذت باقی ہے کہا ایک چشمہ جوشندہ میرے لئے ہو جسکے گرد درختان میوہ دار سایہ افگن ہون لے وردان (غلام عمرو عاص) تیری لذت کس چیز مین ہے۔ کہا اُس سرور مین جو مین برادران و اخوان کے قلوب مین داخل کرون۔ اور نیکی و احسان جو ایک مرد کریم کے حق مین بجالاؤن۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا شاہد رہو یہ ہماری بیہہ مجلس بیہہ غلام ہم دونو پر سبقت لیگیا۔ پھر کہا اے وردان اس کام کے لئے مین تجھ سے زیادہ احق و اولےٰ ہون وردان نے کہا مینے تجھکو موقعہ دیدیا جو کرسکے کر۔ اور تشئید مین تحفۃ الاحبا جمال الدین محدث سے نقل کیا ہے کہ جب خبر شہادت امیر المومنین علی ابن ابیطالب معاویہ کو شام مین پہنچی تو کہا اب عداوت منقطع ہوئی اور ایک مجلس مین جو خاص اشراف شام سے مشحون تھی ایک بدرہ زر سرخ اپنے آگے رکھ کر کہا کہ جو کوئی فضائل و مناقب علی ابن ابیطالب اسوقت بیان کرے بیہہ روپیہ اُسکا حق ہے۔ عمرو عاص کی رگ طمع بیہہ سنکر حرکت مین آئی۔ اور بیہہ اشعار فی البدیہہ اُس نے تصنیف کئے ؎ بِآلِ مُحَمَّدٍ عُرِفَ الصَّوَابُ ۞

وَفِي أَبْيَاتِهِمْ نَزَلَ الْكِتَابُ ۞ وَهُمْ حُجَجُ الْإِلٰهِ عَلَى الْبَرَايَا ۞ بِهِمْ وَبِجَدِّهِمْ لَا يُسْتَرَابُ ۞ وَلَا سِيَّمَا أَبُو حَسَنٍ عَلِيٌّ ۞ لَهُ فِي الْحَرْبِ مَرْتَبَةٌ تُهَابُ ۞ طَعَامُ سُيُوفِهِ مُهَجُ الْأَعَادِيْ ۞ وَفَيْضُ دَمِ الرِّقَابِ لَهَا شَرَابُ ۞ وَضَرْبَتُهُ كَبَيْعَتِهِ بِخُمٍّ ۞ مُعَاقِدُهَا مِنَ الْقَوْمِ الرِّقَابُ ۞ عَلِيٌّ الدُّرُّ وَالذَّهَبُ الْمُصَفّٰى ۞ وَبَاقِي النَّاسِ كُلُّهُمُ تُرَابُ ۞ هُوَ الْبَكَّاءُ فِي الْمِحْرَابِ لَيْلًا ۞ هُوَ الضَّحَّاكُ إِذَا اشْتَدَّ الضِّرَابُ ۞ هُوَ النَّبَأُ الْعَظِيمُ وَفُلْكُ نُوحٍ ۞ وَبَابُ اللّٰهِ وَانْقَطَعَ الْخِطَابُ ۞ خلاصہ ترجمہ ان اشعار کا یہ ہے

کہ آل محمد سے راہ صواب معروف ہوئی اُنہین کے گھرون مین کتاب خدا نازل ہوئی۔ وہ حجتہاے خدا ہین خلائق پر اُنکی اور اُنکے بزرگ کے بارے مین شک و شبہہ نہین ہوسکتا۔ علی الخصوص ابو الحسن علی کو جنگ مین ہیبت ناک رتبہ حاصل ہے اُنکی تلوار کا طعام ارواح دشمنان ہین اور گردنون کا بہتا ہوا خون اُنکی شراب یعنی پانی ہے اُنکی ضربت مانند اُنکی بیعت کے غدیر خم مین قوم کی گردنون پر نہار ہے۔ علی موتی اور زر خالص ہین اور باقی عام آدمی مٹی خاک۔ وہ رات کو محراب مین کھڑے ہوتے ہین تو شدت سے گریہ کرنے والے ہین اور ہنگامہ کارزار مین خندان ہین وہ نبأ عظیم و کشتی نوح ہین اور دروازہ خدا و فصل خطاب کلام ہین ؎ اور کشکول شیخ بہائی علیہ الرحمہ مین ہے کہ معاویہ بیٹھا تھا۔ اور اُسکا بیٹا یزید اور عمرو عاص اُسکے پاس حاضر تھے کہ کچھہ روپیہ جو کہین سے لائے تھے اُسکے سامنے پیش ہوا معاویہ نے کہا اگر اسوقت کوئی اور تمہارے سوا میرے پاس ہوتا تو اس مال کو بیت المال مین بھیجدیتا لیکن اب جو تمہارے سے کوئی عمدہ شعر کہے اُسکے لئے ہدیہ ہے دونو نے کہا پہلے تو کہکر دکھا کہ کسطرح کے شعر تیرے مرغوب طبع ہے پھر اُسی نہج پر ہم کہین گے پس معاویہ نے کہا ؎ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ بَعْدَ أَحْمَدَ حَيْدَرٌ ۞ فَالنَّاسُ أَرْضٌ وَالْوَصِيُّ سَمَاءُ ۞ کہ بہترین خلائق بعد محمد مصطفےٰ حیدر کرار ہین۔ اور لوگ مثل زمین کے ہین اور وصی رسول اُنکے مقابلہ مین آسمان کا رتبہ رکھتا ہے۔ یزید نے کہا ؎ وَمَلِيحَةٌ شَهِدَتْ لَهَا ضَرَّاتُهَا ۞ وَالْحُسْنُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الضَّرَّاءُ ۞ ایک حسین عورت ہے کہ اُسکے لئے اُسکی سوکن گواہی دیتی ہے اور حسن وہی ہے جسکی سوکنین گواہی دین۔ پس عمرو عاص نے کہا ؎ وَاللّٰهِ قَدْ شَهِدَ الْعَدُوُّ بِفَضْلِهِ ۞ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ ۞ قسم بخدا کہ اُسکے دشمن نے اُسکی فضیلت پر گواہی دی اور فضیلت وہی ہے جسکی دشمن شہادت دین۔ ناسخ التواریخ مین آٹھہ شعر مذکورہ بالا نقل کرکے کہا ہے کہ ایک

مرتبہ جنگِ صفین مین جبکہ دن تمام ہوا اور دونو لشکر اپنے منزل و مقام کو گئے معاویہ بن ابوسفیان نے شجاعت علی علیہ السلام کی بہت مدح و ستائش کی۔ اسوقت عمرو عاص نے کہا ہے ومَنَاقِبٌ شَهِدَ الْعَدُوُّ بِفَضْلِهَا ۞ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ ۞ صاحب تاریخ لکھتے ہین کہ لوہیہ اور تین اشعار اور کل بارہ اشعار عمرو عاص سے مدح و ثنا حیدر کرار و اہلبیت اطہار مین یادگار رہین۔ چونکہ مقرر ہے کہ حقتعالی بعوض ہر بیت کے جو مدح اہلبیت رسولخدا مین کہے جائے ایک بیت (مکان) بہشت مین اُسکے کہنے والے کو عطا کرے۔ اور عمرو عاص کو نصیب تھا کہ بہشت مین جائے اسلئے ایک روز امام حسن نے اس سے کہا کہ ان اشعار کو بیچتا ہے اُس نے کہا مضائقہ نہین پس حضرت نے وہ بارہ اشعار اس سے بارہ ہزار درہم پر خرید کرلئے **ذکر بعضے از احتجاجات کہ ارباب فقہ و حدیث از صحابہ و غیرشان پیش روی معاویہ آوردہ او را ملزم و ملوم ساختند** ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب مین اور شیخ عبدالحق نے رجال مشکوٰۃ مین روایت کی ہے کہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ کہ صحابی جلیل القدر تھا۔ ایک مرتبہ معاویہ کے پاس آیا معاویہ نے اس سے کہا کہ تو اپنے خلیل ابوالحسن پر کسقدر آپ کو محزون و غمگین پاتا ہے کہا بقدر حزن ام موسیٰ کے مفارقت موسیٰ علیہ السلام پر اور شکایت کرتا ہون حقتعالی کیطرف اپنی تقصیر سے انحضرت کے بارہ مین معاویہ نے کہا تو بھی اُن لوگون مین تھا جنہون نے عثمان کو محصور کیا تھا۔ کہا محاصرین سے تو نہ تھا۔ مگر حاضرین مین البتہ شامل تھا۔ کہا کسلئے تونے اسکی امداد مین پہلوتہی کی۔ ابوالطفیل نے کہا تو نے کیون اسکی نصرت نہ کی حالانکہ اہل شام تیرے ساتھ اور تمام تیرے یار و مددگار تھے۔ معاویہ نے کہا یہہ میرا اسکی خون کو طلب کرنا تیرے نزدیک اسکی نصرت نہین ہے کہا ہان نصرت ہے۔ مگر ایسی جیسی کہ شاعر کہتا ہے ؎ لَا أُلْفِيَنَّكَ بَعْدَ الْمَوْتِ تَنْدُبُنِي ۞ وَفِي حَيَاتِي مَا زَوَّدْتَنِي زَادِي ۞ یعنی ہر آئینہ پاتا ہون مین تجھکو کہ میرے مرنے کے بعد مجھ پر نوحہ و بکا کرتا ہے۔ حالانکہ میری زندگی مین تونے میرے لئے زاد مہیا نہ کیا۔ شیخ طبرسی نے احتجاج مین سلیم بن قیس سے نقل کیا ہے کہ جب معاویہ بعد شہادت امیرالمومنین مدینہ مین آیا تو ایک مجلس کے پاس اسکا مرور واقع ہوا جہان جماعت قریش حلقہ زن تھی سب اسکو دیکھکر تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے الا عبداللہ بن عباس کہ نہ اُٹھے۔ معاویہ نے کہا اے ابن عباس تونے میرے لئے قیام نہ کیا تحقیق کہ کینہا صفین جو تمہارے سینون مین بھرے ہوئے ہین تجھکو اس سے مانع آئے۔ لیکن یہہ سزاوار نہین کسلئے کہ مین ابن عم و وارث عثمان بن عفان ہون جسکو تیغ ستم شہید کیا۔ اور مراد اسکی اس کلام سے یہہ تھی کہ تم نے اسکو قتل کیا۔ ابن عباس نے اسکے مقصود سے اعراض کرکے کہا کہ کیا کیا جائے عمر بن خطاب بھی مظلوم قتل ہوا معاویہ نے کہا عمر کو کافر نے قتل کیا ابن عباس نے کہا اور عثمان کو کسنے کیا معاویہ نے کہا اسکو مسلمانون نے قتل کیا۔ ابن عباس نے کہا یہہ تیرے دعوے کے باطل کرنے کے لئے حجت کافی ہے کسلئے کہ مسلمانون نے کبھی ناحق قتل نہ کیا ہوگا۔ پس معاویہ خجل ہوکر کلام کو اور طرف لے گیا۔ اور کہا مینے اطراف ملکت مین حکم کیا ہے کہ لوگون کو ذکر مناقب علی اور اسکے اہلبیت سے نہی کرین تو بھی اپنی زبان کو اس سے بند کر۔ ابن عباس نے کہا تو ہمکو قرآن پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ معاویہ نے کہا نہین کہا اسکے معنی سمجھنے سے باز رکھتا ہے کہا ہان ابن عباس نے کہا تو قرآن پڑہین اور اسکے معانی کو جو حقتعالی نے اُس سے ارادہ کئے ہین نہ سمجھین اور نہ اُسکی موافق عمل کرین۔ معاویہ نے کہا۔ اسکے معنے اُن لوگون سے دریافت کر جو تیرے اور تیرے اہلبیت کے برخلاف اُسکی تاویل کرتے ہین۔ ابن عباس نے کہا حقتعالی نے قرآن ہم اہلبیت پر نازل کیا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم اسکے معنے پوچھنے کو آل ابوسفیان و آل معیط کے پاس جائین۔ معاویہ اس کلام سے ملزم ہوا اور کہا اے پسر عباس آہستگی و آرام پکڑ اور اپنی زبان کو نگاہ رکھ۔ اگر بغیر ذکر مناقب چارہ نہین تو خفیہ اور پوشیدہ اُنکا ذکر کر کوئی تجھ سے نہ سنے۔ اور نیز احتجاج مین ہے کہ جب معاویہ اپنے عہد خلافت مین ادائے مناسک حج کے لئے حجاز مین آیا مدینہ کے قریب پہنچا تو اہل شہر اسکے استقبال کے لئے نکلے معاویہ نے دیکھا کہ اُنکے درمیان انصار سے کوئی نہین شہر مین آکر شہرا

تو پوچھا کہ انصار کو کیا ہوا جو میرے استقبال کو نہ آئے کہا وہ اس قدر محتاج ہیں کہ سواری کیلئے پاس نہیں معاویہ نے کہا شتران آبکش کہاں گئے انہیں پر سوار ہو لیتے قیس بن سعد عبادہ الگ گوشہ میں بیٹھے تھے بولے کہ شتران انصار بروز بدر و احد و دیگر غزوات رسول خدا ہلاک ہوئے جبکہ تجھکو اور تیرے باپ کو نصرت اسلام میں نیزہ و شمشیر مارتے تھے حتیٰ ظَهَرَ اَمْرُ اللهِ وَاَنْتُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ تا اینکہ امر خدا ظاہر ہوا حالانکہ تم اس سے کراہت رکھتے تھے معاویہ خاموش ہو گیا اور کچھ نہ بولا۔ اور زبیر بن بکار نے کتاب موفقیات میں اور آخوند مجلسیؒ نے بحار میں اس سے نقل کیا ہے۔ کہ معاویہ نے عبداللہ بن عباس و دیگر بنی ہاشم کو خطاب کر کے کہا کہ تم خلافت کے بھی مستحق بننا چاہتے تھے جیسا کہ نبوت کے مستحق ہوئے یہہ دونوں ایک جگہہ جمع نہیں ہوتیں خلافت میں تمہاری حجتیں لوگوں کو شبہ میں ڈالتی ہیں جبکہ تم کہتے ہو کہ ہم اہل بیت نبی ہیں انکی خلافت ہماری ہونی چاہئے پس یہہ شبہہ ہے یعنی مشابہ حق ہے نہ حق ہے خلافت کو دھوکہ ہوتا ہے۔ ورنہ خلافت قبائل قریش کے لئے ہے انکے درمیان برضائے عامہ و شوریٰ خاصہ گردش کرے گی۔ چونکہ تمہاری امارت میں خلائق کے دینی و دنیاوی فائدے نہیں اسلئے وہ نہیں چاہتے کہ تم اس پر والی و فرمانروا ہو۔ اور تمہارا یہہ گمان کہ قائم مہدی کے زمانہ میں ہماری ہی حکومت ہو گی معقول نہیں مہدی تو فقط عیسیٰ بن مریم ہے اور امر حکومت ہمارے ہاتھ میں رہیگا حتیٰ کہ ہم انکو تفویض کریں۔ اور بخدا سوگند کہ اگر سلطنت تمہارے لئے راست ہو جائے تو صرصر عاد و صاعقہ ثمود نے اس قوم کو کیا ہلاک کیا ہے جو تم کو تباہ و برباد کرے۔ ابن عباس نے کہا جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اب اسکا جواب سن۔ تیرا یہہ کہنا کہ ہم بسبب نبوت کے مستحق خلافت ہوا چاہتے ہیں تو اگر نبوت سے اس کے مستحق نہوں تو پھر کس چیز سے ہوں اور یہہ کہ خلافت و نبوت جمع نہیں ہوتیں پس نظر کر طرف قول حق سبحانہ تعالیٰ کے فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا کہ عطا کی ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور بخشا انکو ملک عظیم۔ پس مراد کتاب سے نبوت حکمت سے سنت اور ملک سے خلافت ہے۔ اور ہم آل ابراہیم میں داخل اور انہیں شامل ہیں اور تیرا یہہ قول کہ ہماری حجتیں از قسم شبہ ہیں بخدا کہ وہ ضیاء شمس و نور قمر سے زیادہ روشن ہیں اور تو بھی انکو خوب جانتا ہے۔ مگر تیرے جد و خال و عم و برادر کے قتل ہونے نے جو ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تیرے رخ کو ہماری طرف سے پھیر دیا اور رخسارے کو کج کر دیا۔ پس تو جہنمی ارواح کو روتا اور پیشروں کے خون پر غضبناک ہوتا ہے۔ اور یہہ کہ ہم پر لوگ جمع نہیں ہوتے پس جس بات سے انہوں نے ہمکو محروم کیا وہ اذل و اقل ہے اس سے جس سے ہم نے انکو محروم کیا۔ اور تو نے کہا کہ ہمارا گمان ہے کہ بادشاہی کریں گے یہہ گمان نہیں یقینیات و حتمیات سے ہے ہر ایک اسکی شہادت دیتا ہے۔ اگر ایک روز بھی عمر دنیا سے باقی ہوگا اس میں بھی حقتعالیٰ ہم سے ایک شخص کو مبعوث کریگا کہ زمین کو عدل و داد سے معمور کرے بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو گی اے معاویہ ایک روز تمہاری سلطنت ہو گی تو البتہ دو روز ہماری ہو گی۔ ایک ماہ یا ایک سال تم حکومت کرو گے تو دو ماہ اور دو سال ہمارے واسطے ہے۔ اور تیرا یہہ قول کہ مہدی وہی عیسیٰ بن مریم ہے سراسر غلط ہے عیسیٰ صرف دجال کی خاطر نزول کریں گے وہ انکو دیکھ کر ایسا پگھل جائیگا جیسے چربی پگھل جاتی ہے۔ ہم سے جو امام ہو گا عیسیٰ اسکے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اگر کہے تو نام و نسب اس امام عالیمقام کا تجھکو بتلا سکتا ہوں اور باد عاد و صاعقہ ثمود و عذاب خدا قہر جو کفار پر نازل ہوتے ہماری حکومت عنایت الٰہی سے رحمت خدا ہے عالمیان پر وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

رجال کشی میں ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ کہ خیار مسلمین سے ایک مرد تھا۔ اور معاویہ کا رشتہ میں ماموں زاد بھائی ہوتا تھا امیر المومنین علیہ السلام نے وفات پائی تو معاویہ نے اسکو گرفتار کر کے ارادہ اسکے قتل کا کیا۔ پھر زندان میں بھیج دیا ایک مدت کے بعد ایک روز اپنے دل میں کہنے لگا کہ ہم اس احمق یعنی محمد بن ابی حذیفہ کو بلوائیں اور اسکی نکبت و ضلالت پر تنبیہ کریں شاید کہ راستہ پر آجائے اور کھڑا ہو کر علیؑ کی سب کرے۔ پس کسیکو بھیجکر اسکو مجلس میں اپنے پاس طلب کیا۔ حاضر ہوا تو کہا اے محمد بن ابی حذیفہ ہنوز وقت نہیں آیا کہ تو اپنی گمراہی یعنی محبت

علیؑ بن ابی طالب کو چھوڑ کر بصیرت حاصل کرے۔ مگر تجھکو معلوم نہیں کہ عثمان مظلوم شہید ہوا ہم اُسکے خون کے طلبگار ہیں اور عائشہ و طلحہ و زبیر نے اسی خون کے طلب میں خروج کیا تھا۔ علیؑ ہی ہے جس نے لوگوں کو ورغلا کر اُسکو قتل کرایا۔ ابن ابی حذیفہ نے کہا اے مُعاویہ تو جانتا ہے کہ میں قرابت کی رو سے سب سے زیادہ تجھ سے قریب نزدیکی رکھتا ہوں پس قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ میرے علم میں عثمان کا قاتل تو ہے تو نے ہی لوگوں کو اُسکے قتل پر برانگیختہ کیا۔ کیا نہ تھے کہ اُسنے تجھکو اور تیرے امثال کو عامل مقرر کیا۔ مہاجرین انصار نے کہا کہ تمکو معزول کرے اُس نے نہ مانا اُن سب نے جمع ہوکر اُسکو قتل کیا جیسا کہ تو جانتا ہے۔ اور قسم بخدا کہ عائشہ و طلحہ و زبیر اوّل سے آخر تک اُسکے قتل میں شریک تھے۔ انہوں نے اُسکے برخلاف گواہی دی اور لوگوں کو اُسکے قتل پر اُکسایا۔ عبدالرحمٰن بن عوف و عبداللہ مسعود و عمار یاسر اور تمام انصار اس میں شامل تھے اور گواہی دیتا ہوں کہ جاہلیت اور اسلام میں جیسے ہمیشہ تجھکو جانا ہے تیرا وہی ایک طریقہ ہے۔ اسلام نے کم و بیش کچھ تجھ میں تغیر نہیں کیا۔ اور یہ علامت ظاہر اُسکی یہ ہے کہ تو علی علیہ السلام کی محبت پر مجھکو ملامت کرتا ہے۔ حالانکہ ہر قائم اللیل صائم النہار و جملہ مہاجرین و انصار اُنکے ساتھ تھے۔ جیسا کہ تمام منافقین طلقا و عتقا اور اُنکی اولاد تیرے ہمراہ ہیں تو نے اُنکو اُنکے دین سے فریب دیا۔ اُنہوں نے تجھکو تیری دنیا سے فریب دیا۔ قسم بخدا کہ اے معاویہ نہ تو تیرے کام تجھ پر پوشیدہ ہیں نہ اُنکے کام اُن پر مخفی وہ خوب جانتے ہیں کہ تیری رضامندی کی طلب میں اُنہوں نے حقتعالی کو اپنے اوپر غضبناک کیا۔ میں ہمیشہ خدا و رسول کے لئے علی کا دوست رہونگا اور دوام اُنکی خاطر تجھکو دشمن رکھونگا۔ معاویہ نے کہا تو ابتک ویسا ہی اپنی ضلالت و گمراہی میں مبتلا ہے اور حکم کیا کہ اسکو پھر قید خانہ میں لیجائیں پس اُسکو پھر لیجا کر قید کیا اور قید ہی میں رہا یہانتک کہ وفات پائی فرحمۃ اللہ علیہ مؤلف کہتا ہے کہ راست و درست فرمایا ہے امیر المومنین نے جبکہ فرمایا کہ اگر مومن کی خیشوم پر تلوار ہی لگائیں کہ مجھکو دشمن رکھے کبھی دشمن نہ رکھیگا اور تمام دولت دنیا منافق کو بخشیں کہ میرے ساتھ محبت کرے ہرگز ایسا نہ کریگا۔ اور یہ اس سبب سے ہے کہ نبی اُمّی کی زبان پر جاری ہوگیا ہے کہ یا علی لَا یُبْغِضُکَ مُؤْمِنٌ وَلَا یُحِبُّکَ مُنَافِقٌ اے علی دشمن نہیں رکھتا تجھکو مومن اور دوست نہیں رکھتا منافق

کتاب کامل بہائی میں بعض کتب اہل سنت سے نقل کیا ہے کہ ضرار بن حمزہ شبلی صاحب امیر المومنین ایک مرتبہ معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ نے اس سے کہا کچھ علی کا حال بیان کر ضرار نے کہا اس سے تو مجھکو معاف ہی رکھ کہا لابد تجھکو بیان کرنا ہوگا ضرار نے کہا میرا استعفا قبول نہیں تو سُن کہتا ہوں قسم بخدا کہ وہ دراز ہمت و شدید القوی تھے۔ علم کی نہریں اُنکے اطراف و جوانب سے بہتیں حکمت و دانائی کی باتیں زبان پر جاری رہتیں دنیا و تازگی دنیا سے وحشت کرتے اور تاریکی و تنہائی شب سے اُنس پذیر تھے۔ فکر اُنکا دراز و گریہ و بکا اُنکا شدید تھا۔ لباس خشن و درشت کو پسند کرتے اور طعام خشک ناگوار رغبت سے کھاتے۔ ہاتھ کو ہاتھ پر ملتے اور اپنے نفس سے مخاطب ہوتے خطاب کرتے۔ ہمارے درمیان ہم جیسے ایک تھے پاس جاتے تو نزدیک بٹھلاتے دعوت کرتے تو اجابت فرماتے۔ باوجود اس قرب و نزدیکی کے وقار و ہیبت کا یہ عالم تھا کہ کلام میں اُنکے سامنے ابتدا نہ کر سکتے تھے۔ تبسم فرماتے تو دندان مبارک مثل عقد مروارید نہایت نمایاں ہوتے۔ اہل دین کو مقدم کرتے اور مساکین کو فضیلت و بزرگی بخشتے قوی اُنسے باطل کی طمع نہیں کرسکتا اور ضعیف اُنکی عدالت سے مایوس و محروم نہ جاتا تھا۔ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اُنکو ایک موقع پر دیکھا حالانکہ پردہ ہائے شب تاریک روئے زمانہ پر چھوٹے ہوئے تھے اور ستارہ ہائے آسمان نیچے اُتر گئے تھے۔ کہ وہ حضرت اپنی ریش مقدس کو ہاتھ میں لئے محراب عبادت میں کھڑے تھے مثل مار گزیدہ کے مضطرب و بیقرار تھے اور مثل شیفتہ و دردمند کے گریاں اور فرماتے تھے اے دنیا تو مجھ سے متعرض ہوتی اور میرا شوق رکھتی ہے ہیہات ہیہات ہنوز تیرا وقت نہیں آیا کسی اور کو فریب دے کیونکہ مینے تجھکو تین طلاق دیئے ہیں جنکے بعد رجوع نہیں۔ تیری زندگانی حقیر اور تیرا خطر کمتر اور تیری عمر کوتاہ ہے آہ زاد کی کمی اور سفر کی درازی اور راستہ کی وحشت سے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ حال سنکر معاویہ باوجود سنگدلی کے رونے لگا اور اشک اُسکی ڈاڑھی پر رواں ہوئے وہ آستین سے اُنکو پونچھتا تھا۔ اور حاضرین

لی شدت گریہ سے آواز گلو مین بند ہو گئی تھی - پس معاویہ نے کہا رحمت خدا ہو ابو الحسن پر بیشک وہ ایسے ہی تھے - اے ضرار تیرا انکی جدائی مین کیا حال ہے کہا جو ایک بچہ والی عورت کا ہو جبکہ اسکی گود مین اس بچہ کو ذبح کرین کہ اسکی حرارت ساکن نہین ہوتی اور اسکے آنسو نہین تھمتے - معاویہ نے کہا اگر میرے اصحاب میرے مرنے کے بعد اگر لوگ میرا حال دریافت کرے تو ہرگز ایسا بیان نہ کرین گے **مؤلف** کہتا ہے کہ ابن ابی الحدید نے اس خبر کو کتاب عبد اللہ بن اسمعیل بن احمد حلبی سے اور ابو عمر بن عبد البر کی کتاب استیعاب سے باندک تفاوت نقل کیا ہے - اور بعض روایات مین ہے کہ معاویہ نے یہہ سنکر اپنے اصحاب سے کہا کہ قسم بخدا کہ اگر تم سب کے سب بھی جمع ہو تب بھی میری طرف سے وہ ادا نہ کرسکو جو اس جوان نے اپنے صاحب کیطرف سے اسوقت ادا کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ صحابت بقدر صاحب کے ہوتی ہے - یعنی جیسا تو آدمی ہے ویسے ہی تیری خادمی ہے **مجلسی** علیہ الرحمہ نے کتاب فضائل شاذان سے نقل کیا ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہا کہ مین شام مین معاویہ کے پاس تھا - ایک روز ہم بیٹھے تھے کہ دور سے صحرا مین ایک پیر مرد جانب عراق سے آتا ہوا دکھائی دیا - معاویہ نے کہا چلو اس کے پاس چلین اور پوچھین کہ کہان سے آتا ہے اور کدھر کا قصد ہے اسوقت اس کے پاس ابو الاعور سلمی خالد و یزید پسران معاویہ و عمرو بن عاص تھے ہم سب چلے حتٰے کہ شیخ مذکور کے قریب پہنچے - دیکھا کہ بہت بوڑھا سالخوردہ ہے ہاتھ مین بجائے عصا ایک حربۂ آہنی رکھتا ہے اور کمر لیف خرما سے کسی ہوئی اور رسی لیف خرما کی نعلین پیرون مین پہنے ایک گلیم کہنہ و بوسیدہ اوڑھے ہوئے استخوان رخسار چہرہ سے نمایان اور موئی ابرو دراز ہو کر آنکھون پر آویزان مین معاویہ نے اس سے کہا اے شیخ کہان سے آتا ہے اور کدھر کا عزم رکھتا ہے مگر وہ خاموش تھا اور کچھ جواب نہ دیا - عمرو عاص نے کہا اے بوڑھے کسلئے امیر المومنین کے کلام کا جواب نہین دیتا - شیخ نے کہا لیکن حقتعالی نے تحیۂ مسلمانان اس کے سوا مقرر کیا ہے - معاویہ نے کہا راست کہتا ہے واقعی ہم نے خطا کی اور تو راہ صواب پر ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ پیر مرد نے کہا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ معاویہ نے کہا اے شیخ تیرا نام کیا ہے کہا جبل پوچھا کہان سے آتا ہے اور کس طرف جائے گا - کہا عراق سے آتا ہون اور بیت المقدس کا ارادہ ہے پوچھا عراق کو کس حال پر چھوڑا - کہا خیر و برکت و نفاق مین - کہا شاید تو غری کوفہ سے آتا ہے شیخ نے کہا غری کیا کہا جہان ابو تراب قیام پذیر ہے شیخ نے کہا ابو تراب کون - کہا علی بن ابی طالب شیخ نے کہا خاک بدہان تیرے تیرا منہہ ٹوٹے اور ناک تیری زمین پر رگڑی جائے لعنت خدا ہو تیرے مان باپ پر جنسے کہ تو پیدا ہوا ہے ایسی بے ادبی سے آنحضرت کا نام پاک لیتا ہے - کیون نہین اسطرح پر کہتا اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالْغَيْثُ الْهَاطِلُ يَعْسُوبُ الدِّيْنِ وَقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ سَيْفُ اللّٰهِ الْمَسْلُوْلُ ابْنُ عَمِّ الرَّسُوْلِ وَزَوْجُ الْبَتُوْلِ تَاجُ الْفُقَهَاءِ وَكَنْزُ الْفُقَرَاءِ خَامِسُ اَهْلِ الْعَبَاءِ اللَّيْثُ الْغَالِبُ اَبُو الْحَسَنَيْنِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ معاویہ نے کہا اے شیخ معلوم ہوتا ہے کہ محبت علی بن ابی طالب نے تیرے گوشت پوست مین سرایت کی اور تیرے رگ و پے مین بھر گئی ہے اگر علی فوت ہون تو تیرا کیا حال ہو - کہا مین حقتعالی کی جانب یہہ گمان بد نہین رکھتا کہ وہ کریم مجھکو یہہ حادثۂ عظمی و مصیبت کبرے دکھلائے - بالفرض ایسا ہوا بھی تو حقتعالی بجائے انکے ایک حجت قائم انکی اولاد طاہرین سے مقرر کریگا تا روز قیامت - عمرو عاص نے کہا اے امیر المومنین یہہ شخص شاید تجھکو پہچانتا نہین اسکو جتلا دینا چاہئے معاویہ نے کہا اے شیخ تو جانتا ہے کہ مین کون ہون کہا نہین تو کون ہے - کہا مین شجرۂ زکیہ و فرع علیہ سید و سردار بنی امیہ معاویہ بن ابو سفیان ہون شیخ نے کہا تو ملعون ہے زبان رسول اللہ پر اور کتاب خدا مین تجھ پر لعنت آئی ہے اور آیہ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ تمہارے حق مین نازل ہوئی اور تو ہی شجرہ خبیثہ اور بیخ بریدہ خسیس جسنے اپنے نفس اپنے رب پر ظلم کرکے خلافت مسلمانان غصب کی حالانکہ رسول خدا نے فرمایا کہ خلافت پسر ابوسفیان زنیم بن زنیم و پسر آکلۃ الاکباد پر حرام ہے جبکہ ظلم بندگان خدا

زنیم کا معنی مردے بلقوے چسپیدہ کہ نہ از ایشان بود و لپسر خواندہ و ناکس دست فرومایہ و بدخوئی کہ در ناکسی معروف باشد ۱۲ منتہی الارب

مین آشکار و عیان ہے۔ معاویہ کو اسوقت نہایت طیش اور غیظ آیا اور دست قائمۂ شمشیر پر لیگیا کہ تلوار کھینچکر پیر مرد کو قتل کرے۔ پھر کہا اگر عفو و صفح اخلاق پسندیدہ سے نہوتا
تو مین ضرور اسوقت تیرا سر قلم کرتا۔ بھلا اگر تجھکو مار ڈالتا تو کیا ہوتا شیخ نے کہا قسم بخدا اگر ایسا کرتا تو مین سعادت شہادت پر فائز ہوتا اور تو زمرۂ اشقیا مین جگہ پاتا
بہتیرے مجھ سے بہتر گزرے ہین کہ تجھ سے بدتر دن کے ہاتھ سے مارے گئے معاویہ نے کہا اے شیخ تو بروز دار بھی حاضر تھا یا نہ کہا روز دار کیا کہا جس دن علیؑ نے عثمان کو
قتل کیا شیخ نے کہا قسم بخدا کہ علیؑ نے اسکو قتل نہین کیا وہ قتل کرتے تو تیغہائے تیز دست ہائے شدید مین بلند ہوتین اور آپ وہ خدا اور رسول کے اطاعت گزار تھے۔ معاویہ نے
کہا تو بروز صفین حاضر تھا کہا ہان تھا۔ پوچھا کیا کرتا تھا۔ کہا اطفال کو اہل شام کے یتیم اور عورات کو بیوہ بناتا تھا۔ کبھی مثل شیر درندہ تلوار مین مارتا اور کبھی نیزے لگاتا
تھا معاویہ نے کہا کوئی وار تو نے میرے اوپر بھی کیا۔ کہا مینے تہتر تیر تجھ پر چلائے مین ہون صاحب ان دو تیرونکا جو تیری چادر مین لگے اور ان دو تیرونکا جو سجدہ گاہ
مین پہنچے اور لگانے والا ان دو تیرونکا جو تیرے بازو مین در آئے اگر کپڑا اپنے بدن سے ہٹائے تو تجھکو نشان انکے دکھادون معاویہ نے کہا اے شیخ بروز جمل بھی تو حاضر تھا
کہا روز جمل کیا کہا وہ روز کہ جس روز عائشہ علیؑ کے ساتھ لڑی تھی۔ کہا مین اس سے غائب تھا۔ معاویہ نے کہا تیرے نزدیک علیؑ حق پر تھے یا عائشہ کہا علیؑ بلا کلام حق پر
تھے۔ معاویہ نے کہا اور حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ اور رسول اللہ نے انکو ام المومنین کہا۔ پیر مرد نے کہا اور حق تعالیٰ کہتا ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ وَقَرْنَ
فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى اے زنان رسول تم اپنے گھرون مین قرار پکڑو اور جاہلیت اولی کی مانند اپنے کو دکھاتی نہ پھرو۔ اور
رسولخدا نے فرمایا اے علیؑ تو میری ازواج و اہل پر میرا خلیفہ و جانشین ہے میرے بعد اور انکا طلاق تیرے اختیار مین ہے تو عائشہ کو برحق کہتا ہے جس نے اسلام مین فتنہ
برپا کیا اور ہزارون مسلمانون کو ناحق قتل اور انکے اموال و اسباب کو تباہ و برباد کیا لعنت خدا ہو قوم ظالمین پر عائشہ و حفصہ ازواج نوح پیغمبر کی طرح ناری ہین
وَلَبِئْسَ مَثْوَى الْكَافِرِیْنَ برا ٹھکانا ہے کافرونکا۔ معاویہ نے کہا اے شیخ تو نے ہمارے لیے کوئی بات نچھوڑی جس سے ہم تعجب لائین آیا اس امت پر ایسی تیرگی
و تاریکی کس سبب چھائی اور قنادیل رحمت کس لئے گل ہوگئین کہا جب سے تو انکا امیر اور عمرو عاص وزیر ہوا۔ معاویہ کو اس کلمہ سے بجائے رونے اور سر پیٹنے کے ایسی ہنسی آئی کہ
ہنستے ہنستے پیچھے کو الٹ گیا۔ پھر کہا۔ اے شیخ ہمارے پاس ایسی شے ہے جس سے ابھی تیری زبان کو قطع کردین کہا وہ کیا ہے۔ کہا ہین ناقہ سرخ موئے شتر و گندم
روغن سے لدے ہوئے اور دس ہزار درہم نقد کہ تجھکو بخشین تاکہ تو انکو اپنے اور اپنے عیال کے صرف مین لائے اور اوقات بسری مین انسے اعانت امداد چاہے پیر مرد نے
کہا مین اسکو قبول نہین کرتا کیونکہ مینے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ ایک درہم حلال بہتر ہے ہزار درہم حرام سے۔ معاویہ نے کہا اگر مینے سنا کہ تو نے اس شہر مین توقف کیا تو
تجھکو قتل کردونگا اس نے کہا مین خود دوست نہین رکھتا کہ جس شہر مین تو ہو قیام کرون کس لئے کہ حقتعالی فرماتا ہے لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ (ترجمہ مت میل کرو تم طرف ان لوگون کے جنہون نے ظلم کیا ہے پس مس کریگی تمکو آتش جہنم اور نہین ہے سوائے
خدا کے کوئی تمہارا دوست) اور تو اول سے ظالم تھا اور آخر سے انتہے پس بیت المقدس کیطرف کو چلا گیا علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کتاب کشف الحق مین بعض کتب
عامہ سے روایت کی ہے کہ اروی بنت حارث بن عبد المطلب معاویہ کے عہد خلافت مین شام کو گئی حالانکہ وہ عجوزۂ کبیر السن تھی معاویہ نے اسے دیکھا تو کہا مرحبا ہو اے خالہ
بخیر ہے کہا خیریت سے ہون اے پسر برادر تو کیسا ہے ہر آئینہ کفران نعمت کیا تو نے اور حق صحبت اپنے ابن عم کی بدی سے مکافات کی جس نام کا سزاوار نہ تھا اس سے
اپنے کو موسوم کیا۔ اور غیر کا حق بظلم غصب کر بیٹھا۔ بعد اسکے کہ تم دین اسلام سے کافر ہوئے اور حقتعالی نے تمہارے بزرگون کو خوار و بیقدار فرمایا۔ اور تمہارا خسارہ کھو

سله اسکا قصہ الافحام مین قصہ اروی بنت حارث کو چند کتب اہلسنت مثل روض المناظر فی علم الاوائل والاواخر تالیف محب الدین حلبی و تاریخ ابو الفداء وغیرہ سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

خاک ذلت پر گرا اور کلمۂ خدا نے بلندی پائی اور آنحضرت اپنے دشمنوں پر مظفر و منصور ہوئے ہرچند کہ مشرکین اسے کراہت کرتے تھے۔ پس ہم اہلبیت از روئے قدرت
و عنا اس امت میں عظیم تھے اور قدر و منزلت میں سب سے عالی۔ تا اینکہ رسول خدا نے رحمت خدا کی طرف انتقال کیا۔ درانحالیکہ مسرور و مغفور تھے اور انکا مرتبہ خدا کے
نزدیک اسقدر بلند و رفیع اور وہ جل شانہ انسے راضی و خوشنود تھا۔ پس بنی تیم و عدی اور انکے بعد بنی امیہ اُٹھے اور ہمارے حقوق کو مرتبہ بمرتبہ ہم سے مسلوب
و مغصوب کیا اور انکی ہدایت سے مہتدی اور انکے راستہ کا سالک تھا پس ہم تمہارے درمیان اس طرح پر رہ گئے جیسے کہ بنی اسرائیل آل فرعون کے درمیان تھے کہ انکے بچوں کو
ذبح کرتے تھے اور انکی عورات کو زندہ چھوڑتے تھے اور ہمارے سید و آقا کا وہی حال ہوا جو موسیٰ کی غیبت میں ہارون انکے بھائی کا ہوا تھا چنانچہ انہوں نے بھی ہارون
کی طرح کہا یَا بْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ۔ اے پسر مادر قوم نے مجھکو ضعیف و مضمحل کیا اور قریب تھا کہ قتل کریں پس رسول اللہ کے بعد ہمارے
لئے شمول و اجتماع نے صورت نہ باندھی اور ہماری دشواری پھر مبدل بسہولت نہ ہوئی۔ لیکن ہم اس حال پر راضی و شاکر ہیں کیونکہ انجام ہمارا بہشت ہے اور خاتمہ
تمہارا دوزخ۔ عمرو عاص نے کہا اے پیرہ زن گمراہ اپنا کلام کوتاہ اور نظر نیچی کر اروی نے پوچھا یہ کون ہے کہا عمرو عاص اروی نے کہا اے پسر نابغہ اپنی زبان کو تھام
اور اپنے اندازہ اور قدر کے موافق پاؤں رکھ بتحقیق کہ تیرا حسب النسب قریش میں درست نہیں پانچ شخص تیرے دعویدار تھے ہر ایک انمیں کہتا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے تیری
ماں سالہا دراز تک مکہ میں فاحشہ کا پیشہ کرتی اور چند درہم پر زنا کراتی رہی ہمارے غلام چیپنے دیکر اسکی حاجت روائی کرتے تھے۔ پس تو انہی غلاموں کی شباہت
رکھتا ہے اور وہی مشابہت ظاہر ہے۔ مجلسیؒ نے کتاب معالم العترہ جنابذی سے اور اس نے ذکوان مولائے (غلام) معاویہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ
معاویہ نے کہا کہ آگاہ ہو کوئی ان دونوں حسن و حسین کو پسران رسول اللہ نہ کہے جو کہیگا میں اسکے ساتھ ایسا اور ایسا کرونگا صرف پسران علی کہنا چاہئے ذکوان کہتا
ہے کہ اس بات پر عرصہ دراز گزر گیا بہت روز گذرے تو معاویہ نے ایکبار مجھ سے کہا کہ میں اسکی اولاد یعنی پسران کے نام بترتیب شرف و رتبہ لکھ کر اسکے سامنے پیش
کروں بیٹے انکے بیٹوں اور پوتوں کے نام لکھے اور نواسوں کے نام ترک کئے وہ فہرست معاویہ کے پاس لیگیا اس نے انہیں نظر کی اور کہا وائے ہو تجھ پر تو نے
میری اولاد سے بہتوں کو چھوڑ دیا میری لڑکیوں کے لڑکے تو درج کئے ہی نہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ تیری لڑکیوں کے لڑکے تیری اولاد میں داخل ہوں اور ابناء فاطمہ
پسران رسول اللہ نہوں کہا کیا ہوا تیرے تئیں خدا ہلاک کرے مجھکو کسی اور کے سامنے ایسی بات نہ کہدینا فقط۔ تمت ههنا و قائم مقامها والحمد للہ رب العالمین

حالات مصر و مصریان در زمان خلافت حضرت امیر مومنان صلوات اللہ علیہ

ابن ابی الحدید معتزلی نے کتاب غارات ابراہیم بن محمد ثقفی سے نقل کیا ہے کہ اہل مصر کو محمد بن ابی حذیفہ[1] نے قتل عثمان پر برانگیختہ کیا اور انکو مدینہ بھیجا کہ اسے قتل کریں چنانچہ جب
ان لوگوں نے مدینہ پہنچکر اسکے گھر کا محاصرہ کیا تو ابن ابی حذیفہ مذکور مصر میں تھا اس نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جو عثمان کی طرف سے مصر کا حاکم تھا وہاں سے
نکال دیا اور خود لوگوں کو نماز پڑھانے لگا عبداللہ مصر سے نکلکر فلسطین کے نزدیک سرحد پر کسی مقام میں ٹھیر گیا اور منتظر رہا کہ عثمان کا کیا انجام ہوتا ہے۔ جب اسکو قتل

[1] روضۃ الصفا میں ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بڑا عابد و زاہد شخص تھا جب اسکا باپ جنگ یمامہ میں شہید ہوا تو وہ عثمان کے پاس مدینہ میں چلا آیا اور رفتہ رفتہ حضرت عثمان سے تقرب
حاصل کیا بعد ازاں باشارۂ خلیفۃ الثالث مصر کو گیا اتفاقاً محمد بن ابی بکر بھی انہی ایام میں وہاں ہی تھا یہ دونوں جب بظاہر عامل عثمان یعنی عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ دم موافقت بھرتے تھے الا در پردہ دوستان و
شیعیان علی بن ابیطالب سے تھے اہل مصر نے جب اوصاف حمیدہ محمد بن ابی حذیفہ مشاہدہ کئے بدل و جان انکے گرویدہ ہوگئے اور نہایت تعظیم و تکریم انکی کرنے لگے وہ اہل مصر کے سامنے عبداللہ کی کرتوت اور انکے فسق و
فجور کی مذمت کرتا اور کہتا نہ معلوم عثمان نے کس لئے ایسے بدکاروں ظالموں کو مسلمانوں پر حاکم بنایا ہے ابن ابی سرح نے اسکی شکایت عثمان کو لکھی ادھر تیار کیا جانے ایک خلعت فاخرہ قیمتی اور ہزار درہم ابن ابی حذیفہ
کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مبلغ تیس ہزار درہم خزانہ مصر سے اسکو اور دیں محمد وہ روپیہ اور خلعت لیکر جامع مسجد میں آیا اور مجمع عام میں کہا کہ دشمنوں نے میری شکایت عثمان کو لکھی تھی اس نے یہ خلعت اور رقم
بطور رشوت کے میرے پاس بھیجا ہے مصریوں کو یہ حالات معلوم ہوئے تو بہت برہم ہوئے اور برملا عثمان پر انکار کرنے لگے اور اسکو برا کہنے لگے اور اسکی اطاعت سے باہر ہوکر محمد بن ابی حذیفہ کو اپنا حاکم بنا لیا خلیفہ الثالث
نے یہ سنکر ہر چند محمد کو خطوط لکھے اور اپنے حقوق سابقہ یاد دلائے مگر کوئی فائدہ ان امور پر مترتب نہوا۔ منہ عفی عنہ

عثمان کی خبر پہنچی تو معاویہ کے پاس شام میں چلا گیا - امیر المومنین متولی امر خلافت و امامت مسلمانان ہوئے تو انہوں نے قیس بن سعد عبادہ انصاری کو حکومت مصر
کے لیے اختیار و انتخاب کیا اور حکم دیا کہ اپنے اعوان و انصار سے ایک لشکر جرار ہمراہ لیکر روانہ مصر ہووے - اور وصیت کی کہ اُن لوگوں کے ساتھ بہ رفق و مدارا پیش آنا
نیکوں کے ساتھ احسان اور بدوں پر شدت و سختی اپنا دستور مقرر کرنا قیس نے یہہ سب باتیں قبول کیں الا لشکر کے بارہ میں التماس کیا کہ مجھکو ضرورت ہمراہ لیجانے کی نہیں
صرف پانچ سات شخص جو میرے اہلبیت سے میرے ساتھ ہونگے کافی ہیں لشکر کو حضرت کے لئے چھوڑتا ہوں کہ آپکے پاس رہے اور بوقت حاجت کام آئے الغرض قیس
مصر پہنچے اور ممبر پر جا کر اول نامہ امیر المومنین جو اہل مصر کے نام تھا اور مواعظ شافیہ متابعت و اتفاق و ترک نزاع و نفاق انہیں درج تھیں لکھے روبرو پڑھا پھر خود بکمال
فصاحت ایک خطبہ ادا کیا اور اُنسے بیعت امیر المومنین کی درخواست کی تمام حاضرین نے بیعت کی اور مصر مع اُسکے علاقہ و مضافات کے قیس کے قبض و تصرف میں آگیا اُنہوں نے
اپنی طرف سے جا بجا عامل و ناظم بھیجے الا ایک قریہ کہ اُن پر قتل عثمان بہت گران گذرا تھا ایک مرد یزید بن حارث نام انکا پیشرو تھا اُس نے قیس کو کہلا بھیجا کہ ملک
تمہارا ہے جہاں چاہو عمال مقرر کرو خراج لو مگر بیعت سے ہمکو معاف رکھو تا کہ ہم دیکھیں کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے - اور مسلمہ بن مخلد انصاری طلب خون عثمان پر
لوگوں کو دعوت کرنے لگا قیس نے اُسکو لکھا وائے ہو تجھ پر تو مجھ سے بغاوت کرتا ہے حالانکہ قسم بخدا کہ میں تیرا قتل نہیں چاہتا گو اسمیں مجھکو ملک مصر و شام ہاتھ آئیں
پس ناحق اپنے خون کے درپے ہو مسلمہ نے جواب میں لکھا کہ جبتک تو والی مصر ہے کوئی خلاف حرکت مجھ سے صادر نہ پائیگا - راوی کہتا ہے کہ قیس بڑے دانشمند
اور محتاط شخص تھے انہوں نے اُس قریہ والوں کو کہلا بھیجا کہ بیعت پر تمکو مجبور نہیں کرتا اور اُنسے اور مسلمہ بن مخلد سے اُنہوں نے صلح کر لی اور بلا کسی خرخشہ کے خراج
مصر کی تحصیل میں مصروف ہوئے **نقل** ہے کہ قبل اسکے کہ قیس مصر میں پہنچیں معاویہ نے عمرو عاص کو چند آدمی ہمراہ کر کے وہاں بھیجا تھا کہ جس طرح ہو محمد بن حذیفہ کو
شام میں لے آئے اُس زمانہ میں محمد مصر کے نزدیک پہنچا عمرو نے محمد کو پیغام دیا کہ میں معاویہ کی بیعت سے نادم ہوں علی ہر پہلو سے اشرف و افضل اور اولیٰ ہیں لیکن صحبت ابن
ابو سفیان سے روگرداں ہو کر اس طرف آیا ہوں کہ تیرے ساتھ ہم داستان ہوں ہم دونو اگر حتی المقدور حمایت و اعانت امیر المومنین علی بن ابی طالب میں
سعی کریں بس بہتر ہے کہ تو علیحدہ کسی جگہ مجھ سے ملاقات کرے تا کہ جو کچھ گفت و شنید ہو بالمشافہ ہو جائے - محمد بیچارہ اُس عیار مکار کے دام تزویر میں گرفتار ہو گیا
اور آتے ہی قید ہو گیا شام میں پہنچا تو معاویہ نے طوق و سلاسل کر کے زندان میں بھیجدیا چند روز بعد زوجہ معاویہ نے جو رشتہ داران محمد سے تھی کھانے میں
سوہن پوشیدہ کر کے اُسکے پاس بھیجا اُس نے طوق و زنجیر کو اُس سے کاٹ کر مصر کیطرف فرار کیا - مگر راہ میں معاویہ کے آدمیوں کے ہاتھ سے جو اُسکے پیچھے گئے تھے قتل
ہوا مگر صحیح یہہ ہے کہ محمد بن حذیفہ زندان معاویہ میں تھا اور شہادت امیر المومنین کے بعد تک زندہ رہا جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا **مروی** ہے کہ جب امیر المومنین مدینہ
سے جنگ جمل کے لیے برآمد ہوئے تو قیس مصر پر تھے - بعد فتح بصرہ سے کوفہ کو تشریف فرما ہوئے تب بھی وہ بدستور اپنے کام پر مقرر رہے - مگر معاویہ کو قیس کا والی
ہونا نہایت ناگوار تھا وہ چاہتا تھا کہ کسی پیچ سے انہیں اس طرف سے توڑ کر اپنے میں شامل کر لے - چنانچہ ابھی حضرت کوفہ ہی میں تشریف رکھتے تھے اور جنگ صفین کو
روانہ نہ ہوئے تھے کہ معاویہ نے قیس کو لکھا کہ تمہارے صاحب یعنی امیر المومنین نے لوگوں کو بہکا کر عثمان کو قتل کروا دیا اور منع نہیں کرتے تھے اور تیرے تمام قبیلے نے
اس امر میں اسکی اعانت کی پس گناہ عظیم اور خطائے بزرگ تم سے سرزد ہوا توبہ کر اے قیس توبہ اور اس مظلوم کی خونخواہی میں متوجہ ہو کہ تلافی ما مضی تجھ سے
عمل میں آئے آخر میں یہہ لکھا کہ اگر تو طالب خون عثمان ہو میرے ساتھ بیعت کرے تو میں تیرے لئے بعد فتح تا دم زیست حکومت عراق عرب و عراق عجم کا وعدہ کرتا ہوں
اور حکومت حجاز بھی تیرے عزیز کو اپنے کنبہ سے چاہے دیدیا - اسکے علاوہ اور جس بات کو تیرا جی چاہے طلب کر کہ تجھکو عطا کر دوں - قیس نے اس خط کا جواب گول مول

اس طرح پر لکھا **اما بعد** تیرا خط آیا آگاہ رہ کہ مین اور میرا قبیلہ کبھی عثمان کے بدخواہ نہ تھے اور یہہ جو لکھا ہے کہ میرے صاحب نے اُسے قتل کرایا یہہ ایک ایسی بات ہی
کہ جس پر مین مطلع نہین ہوا اور طلب خون عثمان پر جو بیعت چاہی ہے تو مین اُس مین غور و فکر کرونگا کیلئے کہ ایسے کام جلدی کے نہین ہوتے مجھ سے کوئی امر صادر
نہوگا جو تیرے مکروہ طبع ہو والسلام۔ معاویہ کی اس جواب سے تشفی نہوئی پھر لکھا اے قیس مین ایسی باتون سے فریب مین آنیوالا نہین ہون۔ جو کچھ مینے تجھکو لکھا
ہے اگر قبول و منظور ہے تو بہتر ہے مین نے بھی جو وعدے لکھے ہین اُنکے ایفا کے لئے آمادہ ہون ورنہ آگاہ رہ کہ مین ملک مصر کو سوار و پیادون سے تجھ پر تنگ کردونگا
الحاصل جب قیس نے جانا کہ ان باتون سے کارروائی نہوگی اور معاویہ اس دفع الوقتی سے باز نہ آئے گا تو اپنا اعتقاد صاف صاف یون لکھا کہ یہہ خط
ہے قیس بن سعد کیطرف سے معاویہ بن ابوسفیان کے نام **اما بعد** تعجب ہے کہ تو مجھکو ایسے شخص کی اطاعت سے نکلنے کو کہتا ہے کہ جو امر خلافت و امامت کے لئے
تمام جہان سے فضل و اولےٰ ہین اور سب سے زیادہ کلمۃ الحق کے قائل اور راہ راست کے ہادی اور کل کی نسبت حضرت رسولخدا سے قرابت قریبہ رکھنے والے
ہین اور تو اپنی اطاعت کیطرف بلاتا ہے حالانکہ اس کام کے استحقاق مین سب سے زیادہ دور اور محض ضلالت و گمراہی مین مبتلا اور آنحضرت سے سب سے زیادہ بُعد کرتا
ہے تحقیق کہ جو لوگ تیری ہمراہ ہین سب گمراہ ہین اور خلقت کو گمراہ کرنے والے طاغوت ابلیس ہین اور یہہ جو لکھا ہے کہ سوار و پیادون سے تجھ پر مصر کو بھردونگا
سو اسمین شک نہین کہ اگر مین تجھکو مانع نہ آؤن تو جو کچھ تجھ سے ہوسکے تو دریغ کرنے والا نہین ہے۔ یہہ خط معاویہ کے پاس پہنچا تو اُسے قیس کیطرف سے
کلّی یاس ہوگئی۔ اور چونکہ اُسکی قوت و شوکت سے خائف تھا تو اُس نے چاہا کہ جس طرح ہوسکے قیس کو حکومت مصر سے معزول کرانا چاہئے اسکے لئے وہ یہہ چال چلا
کہ اہل شام سے کہنا شروع کیا کہ قیس نے میرے ساتھ خفیہ بیعت کرلی اور پہلا خط قیس کا اُسکی شہادت مین پیش کیا اور ایک خط جعلی اس سے بھی صریح تر اُسکی طرف سے بناکر
شامیون کو دکھایا۔ پس شام مین مشہور ہوگیا کہ قیس نے معاویہ سے صلح کرلی رفتہ رفتہ یہہ خبر امیر المومنینؑ کو پہنچی اور حضرت پر نہایت شاق گزرا اور متعجب ہوئے
آپنے حسنین علیہما السلام اور عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابوبکر سے اس بارہ مین مشورہ کیا عبداللہ نے کہا یا امیر المومنینؑ آپ اتنے جلیل القدر کام پر مشتبہ شخص کو کیون
رکھتے ہین فرمایا قسم بخدا مجھکو قیس سے ایسا یقین نہین ہوتا۔ اتفاق سے اُنہین ایام مین قیس کا خط پہنچا اسمین اُنہون نے اہل قریہ ہوا خواہان عثمان کا ذکر لکھا تھا جنکے
ساتھ اُنہون نے صلح کرلی تھی۔ عبداللہ نے کہا یا امیر المومنینؑ اب قیس کا حال اچھی طرح کھلجائیگا۔ آپ اُسکو حکم دین کہ اہل قریہ سے جنگ کرے اور مغلوب کرکے بجبر و
اکراہ اُنسے بیعت لے اگر بقدم اطاعت پیش آیا تو بہتر ورنہ بالضرور آپ اُسکو معزول کریں کیونکہ وہ معاویہ کے ساتھ سازش رکھتا ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے
قیس کو لکھا کہ اگر یہہ لوگ اور مسلمانون کیطرح بیعت مین داخل ہون تو اُنسے بیعت لے نہین تو اُنکے ساتھ جنگ کر قیس نے اُسکے جواب مین لکھا یا امیر المومنینؑ
تعجب ہے کہ آپ مجھکو اُن لوگون سے لڑنیکو کہتے ہین جو خاموش ایک طرف بیٹھے ہوئے فتنہ و فساد سے کچھ سروکار نہین رکھتے مصلحت یہہ ہے کہ حضرت اس معاملہ مین میری
رائے پر عمل کرین اور اُنکے حال سے تعرض نہ فرماوین۔ جس وقت یہہ جواب قیس کا کوفہ پہنچا تو عبداللہ جعفر نے کہا یا امیر المومنینؑ آپ قیس کو معزول کرکے محمد بن ابوبکر کو
اُسکی جگہہ مقرر فرماوین قسم بخدا کہ مینے سُنا ہے کہ قیس کہتا ہے کہ اگر محمد بن مسلمہ کے قتل مین مجھکو ملک مصر و شام بھی ہاتھ آئے تو مجھکو منظور نہین عبداللہ اور محمد چونکہ
برادران اخیافی ایک مان یعنی اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھے اسلئے عبداللہ کی دلی آرزو تھی کہ اُسکا بھائی سلطنت مصر پر فائز ہو۔ پس حضرت نے قیس کو معزول
کرکے فرمان ایالت مصر محمد بن ابوبکر کے نام لکھا یہہ روایت ابراہیم بن محمد ثقفی کی ہے کتاب غارات مین۔ مگر مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین بعد نقل اس روایت کے
فرمایا ہے کہ مینے بعض کتب مین دیکھا ہے کہ قیس کی معزولی حضرت امیر المومنینؑ کے ارادہ و اختیار سے عمل مین نہین آئی بلکہ اس امر مین بھی اُنکے صحابہ نے غلبہ کیا اور مثل قضیہ

تحکیم حضرت کو مجبور و مضطر کیا اور یہی اقرب بصواب معلوم ہوتا ہے۔ بہرکیف قیسؓ مصر سے مدینہ میں آئے تو حسان بن ثابت کہ عثمانی الرائے تھا شماتت کے لئے آنکے پاس
آیا اور کہا تو نے عثمان کو قتل کیا علیؑ نے تجھ سے حکومت چھین لی وہ گناہ تیری گردن پر رہا اور فائدہ کچھ نہ ہوا۔ قیس نے اُسے جھڑکا کہ اے دل کے اور آنکھوں کے اندھے
میرے سامنے سے دور ہو قسم بخدا کہ اگر مجھکو اپنے اور تیرے قبیلہ کے درمیان جنگ ہو جانے کا خوف نہوتا تو اسیوقت تجھے گردن مارتا مروان حکم نے بھی یہی قسم کی
باتیں کہیں مگر قیس علے الرغم انکے سہل بن حنیف انصاری کو ساتھ لیکر کوفہ میں حاضر خدمت امیرالمومنینؑ ہوئے اور تمام ماجرے مصر کا زبانی عرض کیا۔ حضرت نے تصدیق کی اور
قیس اور سہل دونو جنگ صفین میں ملازم رکاب فیض انتساب امیرالمومنینؑ تھے منقول ہے کہ قیس قدآور اور شجاع اور آزمودہ کار سردار تھے اور وہ اپنی عمر بھر حضرت امیرالمومنینؑ
اور اُنکی اولاد طاہرین کے مخلص ہوا خواہ رہے **بالجملہ** محمد حکومت مصر پر متعین ہوئے تو حضرت نے زبانی بہت سی پند و نصائح اُنکو کہیں اور فرمان ایالت میں
مواعظ شافیہ درج فرمائیں انکے علاوہ ایک اور مکتوب لکھا جسمین مسائل حلال و حرام سُنن و آداب اور مواعظ بہت بسط و تفصیل سے ارقام فرمائے محمد مصر میں ہمیشہ اسکو دیکھتے
اور اس سے علوم و آداب اخذ کرتے تھے حتّٰے کہ عمرو عاص نے مصر کو فتح کیا اور محمد نے شہادت پائی اُسوقت وہ کاغذ اُس نے معاویہ کے پاس بھیجا معاویہ بھی اُسکو
دیکھا کرتا اور فائدہ اُٹھایا کرتا تھا۔ ایکروز ولید بن عقبہ نے اُسے دیکھ کر کہا کہ اس مکتوب کو جلا دے مجھکو خوف ہے کہ لوگ کہیں گے کہ ابوتراب کے کلام سے استفادہ کرتا
اور علم سیکھتا ہے معاویہ نے کہا وائے ہو تجھ پر مجھکو ایسے علوم کے جلانے کا امر کرتا ہے قسم بخدا کہ ایسا جامع اور مضبوط علم ابتک نہیں دیکھا پھر کچھ سوچ کر اہل مجلس سے کہا کہ یہہ
مکتوب علی ابن ابیطالبؑ کا نہیں ہے بلکہ نزدیک میرے ابوبکر کا ہے جو اُسکے بیٹے کے پاس تھا پس جو فائدہ ہم اس سے اُٹھاتے ہیں وہ ابوبکر کے کلام سے ہے نہ ابوتراب کے کلام سے کہتے
ہیں کہ یہہ مکتوب خزائن بنی اُمیہ میں محفوظ رہا حتّٰے کہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا اُس نے ظاہر کیا کہ یہہ خط امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ہے **مؤلف**
کہتا ہے کہ وہ مکتوب کتب بسوط بحارالانوار وغیرہ میں منقول ہے یہاں بوجہ طول نقل نہیں ہوا **المختصر** محمد ابوبکر داخل مصر ہوئے تو انہوں نے اوّل خطبہ میں کہا
امّا بعد ایُّہا النّاس امیرالمومنینؑ نے مجھکو تمہارا والی امور اور حاکم مقرر کیا ہے میں تا مقدور خود تمہاری بہتری میں جد و جہد کرونگا اور حقتعالی سے خواہان توفیق خیر ہونگا
پس اگر میرے کار و بار میں طاعت خدا اور تقویٰ و پرہیزگاری کو مشاہدہ کرو تو اُس سبحانہ کا شکر بجالاؤ کیونکہ وہی ہادی ہے نیکی کی طرف اور جو اسکے خلاف پاؤ تو مجھکو تنبیہ
کرو میں اس سے مدد حاصل کرونگا اور تم حقتعالی کے نزدیک ماجور و مثاب ہوگے حق سبحانہ تعالی مجھکو اور تمہیں توفیق خیر دے **ابراہیم** کہتا ہے کہ محمد کو مصر میں
پہنچے پورا ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے اہل قریہ کو لکھا کہ یا تو ہماری اطاعت اختیار کرو ورنہ اس ملک سے نکل جاؤ انہوں نے وہی پہلا جواب دیا کہ چھوڑ دے ہمکو
اسیطرح رہنے دو ہم دیکھتے ہیں کہ اخیر انجام مسلمانوں کا کیا ہوتا ہے اور جلدی سے انہوں سے انتزاع کیا۔ ادھر سے اصرار تھا اور اُس طرف سے انکار کہ اسی اثنا میں قضیہ
جنگ صفین پیش آیا پہلے تو وہ محمد سے ڈرتے تھے مگر جب دریافت ہوا کہ معاویہ شام کو واپس آیا اور معاملہ تحکیم پر قرار پکڑا دلیر ہوگئے اور مقابلہ اور محاربہ کے لئے اپنے مسکن
سے باہر آئے چنانچہ انہوں نے تین شخصوں کو جو محمد ابوبکر کی طرف سے اُنکے لڑنے کو گئے تھے قتل کیا۔ اُدھر سے معاویہ بن خدیج نے جو کہ عدو امیرالمومنینؑ تھا لوگوں کو طلب
خون عثمان پر دعوت کرنے لگا بہت سے اراذل غارت پیشہ اُسکے ساتھ ہوگئے اور فتنہ و آشوب عظیم سرزمین مصر پر ظاہر ہوا **جب** یہہ اخبار وحشت آثار کوفہ میں گوش زد
امام ابرار ہوئے تو خیال ہوا کہ بغیر کسی آدم پختہ تجربہ کار مثل قیس بن سعد یا مالک اشتر کے اب معاملہ مصر درست نہوگا مگر قیس کو تا انفصال امر تحکیم اپنے پاس افواج پر
رکھنا مدنظر تھا اور نیز حکومت آذربائیجان اُنکے نام مقرر ہو چکی تھی لاجرم مالک اشتر کو کہ بعد اتمام جنگ صفین جزیرۃ العرب کو اپنے کام پر چلے گئے تھے طلب
کیا۔ اور فرمایا اے اشتر تم سے اقامت عمود دین میں مجھکو مدد پہنچی ہے اور فساق فجار کی گردن نخوت تمہارے ہاتھ سے ٹوٹی ہے تو میں ملک مصر کو دستبرد اعدا سے تمکو

سے بچانے والے ہو۔ یعنے محمد بن ابوبکر کو والیٔ مصر مقرر کیا تھا مگر وہ جوان ناتجربہ کار فنون جنگ سے ناآشنا ہے خارجیوں نے خروج کیا۔ اپنے ہاں بجز تمہارے دوسرے کا
کام نہیں پس تم مصر کو جاؤ اور وہاں کا انتظام کرو چونکہ تمہاری عقل و دانائی پر کافی بھروسہ ہے ضرورت زیادہ نصیحت و وصیت کی نہیں سختی کے ساتھ نرمی اور
شدت و غلظت کی ہمراہ رفق و مدارا کو اپنا شعار کرنا بلکہ جہانتک نرمی سے کار برآری ہو سکے درشتی کے پاس نہ جانا۔ اور اہل مصر کو لکھا کہ میں تمہارے پاس اُس شخص کو
بھیجتا ہوں کہ ایام خوف میں آرام نہیں لیتا اور دشمن سے نہیں ڈرتا فساق فجار کے لیے حرنا سے زیادہ دل آزار ہے عیب عار سے بری مالک بن حارث اشتر نخعی صاحب
اصیل و صبر جمیل اُسکی بات سنو اور حکم مانو تحقیق کہ اُسکا حکم میرا حکم ہے میں اُسکو صرف تمہارے نفع پہنچانے اور دشمن کے دفع کرنے کے لیے اپنے سے جدا کرتا ہوں۔ حقتعالیٰ
تمکو ہدایت پر محفوظ رکھے اور توفیق تقویٰ عنایت کرے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحاصل مالک اشتر مصر جانے کے لیے تیار ہوئے اور معاویہ کے مخبروں
نے اُسکو یہ خبر شام میں پہنچائی اُسکو بہت فکر و اندیشہ ہوا کیونکہ وہ مصر پر دندان طمع تیز کیے بیٹھا تھا اور محمد ابا بکر کو چنداں اپنا سدراہ نہ سمجھتا تھا بہت غور و فکر کے
بعد اُس نے ایک دہقان سے سازش کی جسکا علاقہ سر راہ اور اشترؓ کو وہاں سے گزرنا تھا اُس سے وعدہ کر لیا کہ اگر تو اشتر کو قتل کرکے اس تشویش سے میرے دل کو نجات
بخشے تو میں ہمیشہ کے لیے اُس نواح کا خراج تجھ پر معاف کر دونگا پھر اہل شام کو جمع کرکے کہا کہ علی بن ابیطالب نے اشتر کو حاکم مصر مقرر کیا ہے اس شخص سے ہمکو اندیشہ
زیادہ ہے دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ اُسکے شر کو ہم سے کفایت کرے۔ اہل شام نے ہر نماز کے بعد اُس بزرگوار کے لیے دعائے بد کرتے تھے القصہ جب اشترؓ اُس نواح میں پہنچے
تو دہقان مذکور بقدم مکر و زور پیش آیا اور بہت الحاح سے اُنکو اپنے یہاں مہمان کیا اور تمام لوازم مہمانداری بااحسن وجوہ مہیا کیے آخر شہد سم آمیختہ کھلا کر اُس جناب کو
شہید کیا رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت میں ہے کہ معاویہ نے ایک شخص کو زہر دیکر شام سے روانہ کیا تھا۔ وہ آکر راہ مصر میں صحاب مالک میں داخل ہوا اور اسقدر
فضائل امیرالمومنینؑ اور بنی ہاشم بیان کیے کہ اشترؓ کو اُسکی طرف سے اطمینان ہو گیا اُس نے موقعہ پاکر شربت میں اُنہیں زہر پلا یا بہر حال جب معاویہ کو یہہ خبر
پہنچی تو نہایت مسرور ہوا اور شامیوں سے کہا کہ دعائیں تمہاری مقبول ہوئیں اور حق سبحانہ تعالیٰ نے مالک اشتر کو اثنائے راہ میں ہلاک کیا اور یہہ بھی کہا کہ علیؑ
بن ابی طالب کے دو ہاتھ تھے ایک عمار یاسر دوسرے ہاشم مرقال۔ وہ بروز صفین قطع ہوا دوسرا مالک اشتر ہوا اب تمہاری دعا کی برکت سے مارا گیا۔ ایہا الناس
خدا کے بہت سے لشکر ہیں منجملہ اُسکے زنبور عسل بھی ہے۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے اشترؓ کی رحلت سنکر فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ رَحِمَ اللّٰهُ مَالِكًا وَفٰى عَهْدَهٗ
وَقَضٰى نَحْبَهٗ وَلَقِيَ رَبَّهٗ رحمت خدا ہو مالک پر اُس نے اپنا عہد پورا کیا اور اپنی مدت تمام کی اور اپنے خدا سے ملاقات کی۔ وفات اشترؓ نے ایک جہان کو محزون
اور ایک عالم کو مسرور کیا لیکن ہم اہلبیت بعد مصیبت حضرت رسولخدا کے مصائب کے عادی ہو گئے ہیں کیونکہ مصیبت آنحضرت کی عظیم مصائب ہے جو ہم پر پڑی ہے۔
باوجود اسکے مدت تک اثر حزن و ملال صفحات حال اُس جناب سے آشکار رہا اور نیز حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا لِلّٰهِ دَرُّ مَالِكٍ مَا مَالِكٌ لَوْ كَانَ جَبَلًا لَكَانَ فِنْدًا اَوْ لَوْ
كَانَ حَجَرًا لَكَانَ صَلْدًا اَهْلَ فَامَتِ النِّسَاءُ عَنْ مِثْلِ مَالِكٍ وَهَلْ هُوَ مَوْجُوْدٌ كَمَالِكٍ یعنی مالک اشتر کیا خوب تھا اگر پہاڑ تھا تو وہ بہت اونچا پہاڑ
تھا اور اگر سنگ تھا تو سنگ خارا کی مشابہ تھا عورتیں مثل مالک دوسرا نہ جنینگی اور اُسکی مثل دوسرا موجود نہیں مؤلف کہتا ہے کہ مناقب محامد مالک اشترؓ میں
ایک روایت صاحب مجالس المومنین نے مجموعہ ورّام بن ابو فراس سے نقل کی ہے جس سے عیاں ہے کہ وہ جناب جیسے حلیۂ عقل و شجاعت و امارت و ریاست سے آراستہ
تھے ویسے ہی زیور علم و زہد و فقر سے بھی پیراستگی رکھتے تھے الحق ایسے ہی ذات شریف مظہر متابعت و فرمانبرداری امیرالمومنینؑ نفس رسول رب العالمین۔
ہو سکتے ہیں کہ وساوس شیطانی و ہواجس نفسانی کو ترک کرکے شدت ریاضت و مجاہدت میں آنحضرت کی پیروی کر سکے روایت مذکور یہہ ہے کہ اشترؓ ایک روز بازار

کوفہ سے جارہے تھے چونکہ پیراہن کرپاس غلیظ زیب تن تھا اور اُسی کرپاس کا عمامہ سر پر باندھے تھے ایک مرد بازاری نے جو اپنی دوکان پر بیٹھا تھا اُنکو نہ پہچانا اور وہ
اس شکل و صورت میں اُسکی نظر میں حقیر معلوم ہوئے بطور حقارت شاخ بقلہ کہ اُسکے ہاتھ میں تھی اشتر کی جانب پھینکدی - اشتر نے بکمال حلم اُسکو برداشت کیا اور وہاں سے گزر گئے
حاضرین سے ایک شخص نے جو اشتر کو پہچانتا تھا اُس بازاری سے کہا وائے ہو تجھ پر جانتا ہے کہ جس شخص کی تو نے حقارت کی کون ہے کہا نہیں اُس نے کہا یہہ مالک اشتر
صاحب امیر المومنین ہیں یہہ سنکر لرزہ مرد بازاری کے بدن میں پڑگیا اور اشتر کے پیچھے دوڑا کہ نزدیک جاکر عذر تقصیر بجا لائے دیکھا کہ اشتر ایک مسجد میں داخل ہوکر
مشغول نماز ہیں اسقدر صبر کیا کہ نماز سے فارغ ہوے پس اپنے آپ کو اُنکے قدموں پر ڈالا اور پیروں کو چومتا تھا اشتر نے اُسکا سر اُٹھایا اور کہا یہہ کیا کرتا ہے کہا
اُس گناہ و گستاخی کی معذرت خواہی کرتا ہوں کہ مجھ سے سرزد ہوئی اشتر نے کہا کوئی گناہ تجھ پر نہیں بخدا قسم کہ میں اسوقت مسجد میں اسلیئے آیا تھا کہ تیرے واسطے استغفار
کروں اور حقتعالی سے تیرے گناہ کی معافی چاہوں **پالجملہ** ابراہیم کہتا ہے کہ جب محمد بن ابوبکر کو مالک اشتر کا مصر کی حکومت پر مقرر ہونا دریافت ہوا تو اُنکو گونہ
ملال ہوا حضرت امیر المومنین نے بعد وفات اشتر اُنکو لکھا اما بعد مجھکو قضیہ اشتر میں تیری نارضامندی معلوم ہوئی تحقیق کہ یہہ امر تیری کسر شان کا باعث
نہ تھا ہم اگر مصر تجھ سے لیتے تو بعوض اُسکے کوئی اور ملک اُس سے بہتر تجھکو دیتے لیکن مالک اشتر پس ہمارا خالص دوست اور ہمارے دشمنوں کا شدید دشمن تھا رحمت
خدا ہو اُس پر اُسنے اپنے ایام حیات کو پورا کیا عالم عقبیٰ کو انتقال کیا - ہم اُس سے راضی ہیں حقتعالی اُس سے رضامند ہوا اور ثواب بے حساب بخشے پس اب تجھکو چاہیئے
کہ مقابلہ خصم غدار کیلئے آمادہ و تیار ہو اور حقتعالی سے اعانت و امداد کا خواستگار کہ وہ کریم تمہاری اور ہماری اعانت کرے - کہتے ہیں کہ جب قضیہ تحکیم اُس طرح
انجام پذیر ہوا کہ مذکور ہوا تو معاویہ کی قوت اور شوکت پہلے سے زیادہ ہوگئی اور اُس نے خلافت کے نام سے شامیوں سے بیعت لی اب اُسکو صرف مصر کا فکر تھا اسکیئے
اُس نے عمرو عاص حبیب بن مسلمہ بسر بن ارطاة ضحاک بن قیس عبدالرحمن بن خالد شرحبیل بن سمط ابوالاعور سلمی حمزہ بن مالک کو مشورہ کے لئے بلایا - عمرو عاص نے کہا
اب خدا نے تیرے دشمن کو ذلیل کیا اور تجھکو عزت بخشی صلاح یہہ ہے کہ ملک مصر کو بزور شمشیر فتح کرے باقیوں نے بھی عمرو عاص کی تائید کی لاجرم معاویہ نے ایک خط
مسلمہ بن مخلد انصاری اور معاویہ بن خدیج کندی کو کہ اعداء عدو امیر المومنین تھے لکھا اور طلب خون عثمان پر اُنکو برانگیختہ کیا انہوں نے جواب میں لکھا کہ جسقدر
ہوسکے جلد اپنی سپاہ کو اس طرف بھیج کہ ہم تیرے مطیع و مددگار ہیں اور ہمکو امید کامل ہے کہ مصر تیرے لئے مفتوح ہو جائیگا بنابرآن معاویہ نے عمرو عاص کو چھ
ہزار سوار دیکر اُس طرف روانہ کیا عمرو عاص مصر میں پہنچا تو شیعہ عثمانی وہاں تھے سب اُس سے آملے اور ایک انبوہ کثیر اُسکے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگیا پس اُسنے محمد کو
لکھا کہ اے برادرزادہ یہہ ملک تیرے برخلاف اور تیری طاعت سے نادم و پشیمان ہے اور قریب ہے کہ یہی لوگ جو تیرے ساتھ ہیں تجھکو پکڑ کر ہمارے حوالہ کردیں مگر میں
نہیں چاہتا کہ ایک ناخن بھی میری طرف سے تجھکو پہنچے پس بہتر ہے کہ تو کسی طرف چلا جائے - اور اُسکے ساتھ ہی معاویہ کا خط اُسکے پاس بھیجا جسمیں اُس خلیفہ زادہ
کی نسبت بہت سے الفاظ درشت لکھے تھے اور قتل عثمان بکمال صراحت اُسکے ذمہ لگایا تھا محمد نے یہہ دونوں خط لیکر امیر المومنین کی خدمت میں روانہ کئے اور لکھا
کہ عمرو بن عاص شام سے ایک لشکر جرار لیکے مصر میں داخل ہوا اور یہاں پر جو لوگ بنی امیہ کے ہوا خواہ تھے سب اُس سے ملگئے اب یا امیر المومنین اگر آپ کو مصر کی حاجت
ہے تو مال اور رجال سے میری اعانت کرو بعد ازان دو ہزار سوار کنانہ بن بشر کندی کو دیکر عمرو عاص کے مقابلہ کو روانہ کیا - اور آپ باقیماندہ دو ہزار کے ساتھ پیچھے
سے سوار ہوا کنانہ نے لشکر شام کے قریب پہنچکر جنگ شروع کی اور بہت دلیرانہ حملے کئے عمرو عاص سپاہ شام کو فوج فوج کرکے کنانہ کے سامنے بھیجتا اور وہ جری مارتے
تلواروں کے اُنکا موںہہ پھیر دیتے کہ وہ عمرو عاص کے پاس پہنچکر دم لیتے - عمرو عاص نے یہہ دیکھکر معاویہ بن خدیج سے مدد چاہی وہ ایک جانب سے نکلکر آپڑا اور کنانہ نے

میں گھر گیا اُسوقت زندگی سے مایوس ہوکر اپنے صحاب سمیت گھوڑوں سے اُتر لیا اور تلوار سونت کر لشکرِ اعدا میں گھس گیا اور کہتا تھا مَا کَانَ لِنَفْسٍ اِلَّا اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا کوئی نفس بے اذن خدا نہ مرے گا ہر ایک کی اجل لکھی ہوئی ہے یہہ کہتا تھا اور دشمنوں پر حملہ کرتا تھا یہانتک کہ شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ - ایک روایت میں ہے کہ کنانہ بشر کا بیٹا نہ تھا کنانہ بن معاویہ ہی معاویہ بن خدیج عدوے امیر المومنینؑ کا بیٹا تھا اور اسی کے ہاتھ سے اثنار جنگ میں مارا گیا چنانچہ اُس نے قتل کے وقت کہا اگر تو قاتلِ عثمان ہوتا تو میں تجھکو ہرگز قتل نہ کرتا یہ اسلئے کہ کہتے ہیں کہ پہلی کاروجو عثمان پر لگی وہ کنانہ مذکور کے ہاتھ کی تھی - بروایت اول جب ابنِ عاص نے کنانہ کے کام سے فراغت پائی تو محمد بن ابوبکر کی طرف بڑہا وہاں اُنکے صحاب پہلے ہی سے متفرق ہو گئے تھے مجبور محمد تنہا ایک طرف کو روانہ ہوا چلتے چلتے راہ میں ایک خرابہ میں پناہ گیر ہوا عمرو عاص مظفر و منصور فتوح خیموں میں داخل ہوا اور معاویہ بن خدیج کو محمد کی تلاش کے لئے مقرر کیا اُس نے تھوڑی سی جستجو میں اُسکو ایک خرابہ میں گرفتار کیا اور لشکر میں لایا - عبد الرحمن بن ابوبکر برادر محمد عمر عاص کے لشکر میں تھا بولا قسم بخدا ایسا نہو گا کہ میرا بھائی اس مظلومیت سے مارا جاوے معاویہ کو حکم دے کہ اسکے قتل سے باز آوے مگر معاویہ نے کہا لَا وَاللّٰہِ یہہ ہرگز نہو گا کہ میرے ابنِ عم یعنی کنانہ بن بشر کو تم قتل کرو اور میں محمد کو چھوڑ دوں چنانچہ اُس ملعون نے اُس مظلوم کو اپنے دست نجس سے شہید کیا اور لاش کو شکمِ حمار میں رکھکر جلا دیا فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی قَاتِلِہٖ لَعْنًا وَبِیْلًا ابراہیم کہتا ہے کہ یہہ ابن خدیج ملعون بہت بڑا خبیث تھا زبان کو سب و شتم امیر المومنین علی علیہ السلام میں پلید کرتا تھا - ایک روز حضرت امام حسنؑ مسجد مدینہ میں تشریف رکھتے تھے کہ یہہ ملعون داخل ہوا آپ نے فرمایا واے ہو تجھپر اے معاویہ تو امیر المومنین کی مذمت کرتا ہے قسم بخدا اگر تو آنحضرت کو دیکھے بروز قیامت (اور میرا گمان نہیں کہ تو اُنکو دیکھ سکے گا) تو پائیگا کہ آپ کنارہ حوض پر کھڑے ہیں اور تجھ جیسے منافقوں کو وہانسے دور کرتے ہیں جیسے اجنبی اونٹوں کو پانی پر سے ہٹاتے ہیں بالجملہ جب قتلِ محمد کی خبر اُسکی بہن عائشہ کو مدینہ میں پہنچی تو زار زار روئی اور عیال اور اولادِ محمد کو تسلی و دلاسا دیکر اپنے ساتھ شامل کر لیا چنانچہ قاسم بن محمد نے دامنِ تربیت عائشہ میں پرورش پائی اور وہ ہر نماز کے بعد معاویہ بن ابوسفیان اور عمرو عاص و معاویہ بن خدیج پر لعنت کیا کرتی تھی اور عبد اللہ بن شداد سے روایت کی ہے کہ عائشہ نے بعد قتلِ محمد گوشت بریاں کھانا چھوڑ دیا تھا جبتک زندہ رہی گوشتِ بریاں نہ کھایا اور جب چلنے میں اُلجھتی یا ٹھوکر کھاتی تو ان تینوں شخصوں کے لئے دعاء بد کرتی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا کے زمانہ میں ابوبکر کسی لڑائی پر گیا ہوا تھا اسمار بنت عمیس نے جو اُس زمانہ میں زوجۂ ابوبکر تھی خواب میں دیکھا کہ اُسکا سر و ریش مہندی سے خضاب ہے اور سفید لباس پہنے ہوئے ہے یہہ خواب اُس نے عائشہ سے بیان کیا عائشہ سنکر رونے لگی اور بولی اگر یہہ خواب صحیح ہے تو میرا باپ قتل ہوا تحقیق کہ اُسکا خضاب خون سر ہے اور سفید کپڑے کفن ہی اثنار میں حضرت رسالت پناہ تشریف فرما دولت سرا ہوئے اور عائشہ کے رونیکا سبب دریافت فرمایا وہ خواب اسمار کا حضرت کے سامنے بیان کیا گیا آپنے فرمایا عائشہ نے درست تعبیر نہیں کی - ابوبکر اس سفر سے صحیح و سالم واپس آئے گا - اور اسمار اُس سے بار ور ہوگی اور ایک لڑکا جنیگی جو یہہ اسکا نام ہو گا وہ کفار و منافقین کے لئے قہرِ خدا ذو الجلال ہو گا بس ویسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے خبر دی تھی **المختصر** مصر کا خاتمہ اس طرح پر ہوا کہ ذکر ہوا کہ کوفہ کی کیفیت یہہ کہ محمد کے خطوط اور قاصد طلبِ امداد کے لئے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچتے تھے اور وہ حضرت نہایت اہتمام اس بارہ میں رکھتے تھے کہ افواج کوفہ حفاظت مصر کے لئے روانہ ہوں مگر نفاق پیشہ صحاب کی کثرت سے کچھ نہو سکتا تھا حبیب بن عبد اللہ کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا کہ عبد اللہ قعین محمد بن ابوبکر کا فرستادہ مصر سے آیا حضرت نے لوگوں کے جمع ہونیکا حکم دیا اور ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس پسر نابغہ دشمنِ خدا و رسول مصر پر مع فوج اہل شام کے آیا ہے اور محمد بن ابوبکر اور تمہارے مصری بھائی خواہان امداد و اعانت ہیں پس اُنکی فریاد رسی میں تعجیل کرو اور مصر کی طرف روانہ ہو ایسا

ہو کہ سستی میں ملکِ مصر ہاتھ سے نکل جائے اور پھر بجز حسرت و افسوس کچھ نہ ہو سکے تحقیق کہ ملکِ مصر وسعت اور زرخیزی میں شام سے بڑھکر ہے اُسکا تمہارے قبضہ میں
رہنا تمہاری شوکت اور عشرت اور تمہارے دشمن کی نکبت اور ذلت کا باعث ہے پس جلد بیرونِ شہر جرعہ میں کو فہ و حیرہ جمع ہو تاکہ ہم دیکھکر تمکو اُس طرف روانہ کریں۔
راوی کہتا ہے کہ دوسرے روز علی الصباح حضرت مقامِ مذکور پر تشریف لیگئے دوپہر تک رہے سو آدمیوں سے زیادہ وہاں نہ پہنچے تھے۔ پس حزین و غمگین داخلِ قصر دار الامارہ
ہوئے رات کو اشرافِ کوفہ کو طلب کیا حاضر ہوئے تو بکمال غیظ فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے مجھکو تم جیسے نافرمان عاصی فرقہ کے ساتھ مبتلا کیا کہ جس کار کو کہتا ہوں نہیں
مانتے جو حکم دیتا ہوں اطاعت نہیں کرتے کہاں گیا تمہارا جوشِ حمیت اور کیا ہوا تمہاری غیرت و غضب کو تم بیٹھے دیکھتے ہو کہ دشمنِ غدار نے تمہارے ملک پر
دستِ قتل و غارت دراز کر رکھا ہے اور تم کچھ تدارک اسکا نہیں کرتے قسم بخدا کہ میں راضی ہوں کہ موت مجھکو آ دیوے اور تمہاری صحبت کے عذاب سے نجات بخشے کیا تعجب کا مقام
نہیں کہ معاویہ ظالم شام کو سال میں دو دو تین تین مرتبہ بلاوے اور جس کار کو چاہے بھیجدے وہ بیچون و چرا برضا و رغبت اُسکی اطاعت کریں اور تم کو کہ بزرگانِ قبائل و
شرفائے عرب ہو میں جہادِ اعدا کیطرف دعوت کروں اختلاف و تفرقہ تم میں پڑ جاتا ہے اور انجام کار عصیان و نافرمانی تم سے صادر ہوتا ہے اُسوقت مالک بن کعب ارحبی اُٹھا اور
عرض کی یا امیر المومنین میں اس مہم کے لئے سپاہ جمع کرتا ہوں تحقیق کہ ثواب بغیر تکلیف و مشقت کے نہیں ملتا اور اُن لوگوں سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اپنے امام امیر المومنین
کی دعوت قبول کرو پس اگلے روز حضرت نے اپنے غلام سعد نام کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ مالک کے ہمراہ لشکر روانۂ مصر ہو راوی کہتا ہے کہ مالک وجیہ و شکیل آدمی تھا
لوگ اُسکی امارت سے کراہت کرتے تھے ایک مہینہ یہیں گزر گیا آخر مالک کے پاس جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ اُنکو لیکر شہر کے باہر نکلا حضرت امیر المومنین بھی وہاں تشریف
لیگئے فوج کا شمار کیا تو کل دو ہزار آدمی تھے فرمایا بنامِ خدا روانہ ہو مگر مجھکو امید ہے کہ تم ہنوز وہاں تک پہنچنے بھی نہ پاؤگے کہ اُنکا قضیہ فیصل ہو جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا مالک کو اُس طرف روانہ ہوئے پانچ ہی روز گزرے تھے کہ حجاج بن غزیہ انصاری نے مصر سے کوفہ آکر تمام ماجرائے قتل محمد بن ابو بکر کا بچشم دید خود بیان کیا۔ اور عبد الرحمن
بن مسیب نے شام سے پہنچکر کہا کہ میرے سامنے شام میں فتحِ مصر و قتل محمد ابو بکر کے مژدے پہنچے یا امیر المومنین اہلِ شام کی مسرت و شادمانی کا اس موقعہ پر کوئی حد نہیں میں نے کبھی
ایسی خوشی نہیں دیکھی۔ حضرت نے فرمایا لیکن ہمارا رنج والم بھی اس حادثہ میں اُنکی خوشی ہی کے برابر ہے بلکہ بدرجہا اُس سے بڑھکر پس حضرت نے کسیکو بھیجا وہ مالک بن کعب کو
اثنائے راہ سے واپس لے آیا۔ اور قتلِ محمد سے آثار رنج والم چہرۂ انور سے نمایاں ہو گئے۔ کتاب نہج البلاغت میں ہے کہ محمد بن ابو بکر کے مقتول ہونے اور مصر کے قبضہ سے
نکل جانے پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا قَدْ اَرَدْتُ تَوْلِیَۃَ مِصْرَ ہَاشِمَ بْنَ عُتْبَۃَ لَوْ وَلَّیْتُہٗ اِیَّاہَا لَمَا خَلّٰی لَہُمُ الْعَرْصَۃَ وَلَا اَنْہَزَہُمُ الْفُرْصَۃَ بِلَا ذَمٍّ لِمُحَمَّدٍ فَلَقَدْ کَانَ
کَانَ اِلَیَّ حَبِیْبًا وَکَانَ لِیْ رَبِیْبًا یعنی میرا ارادہ تھا کہ حکومتِ مصر پر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو مقرر کروں اگر وہ امیرِ مصر ہوتا تو دشمنوں کے لئے میدان خالی
نہ چھوڑتا اور اُنکو مہلت اور موقعہ نہ دیتا تاہم اس کلام سے مقصود مذمتِ محمد نہیں ہے تحقیق کہ وہ میرا حبیب اور پیارا تھا اور ربیب[1] تھا ابراہیم کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین
نے خطبہ میں فرمایا۔ کہ آگاہ رہو کہ مصر فسقہ فجرہ بانیانِ جور و ستم کے ہاتھ پر مفتوح ہوا اور محمد ابن ابو بکر رحمتِ خدا ہوا اُسپر وہاں کام آیا قسم بخدا کہ وہ منتظر قضا اور کردگار تھا

---

[1] ربیب (پرورش کردہ) عربی میں اُس بچہ کو کہتے ہیں جو عورت کے شوہر سابق کے نطفہ سے ہو اور اُس کے ساتھ آئے اور شوہر ثانی کے زیر سایہ پرورش پائے۔ مادر محمد اسماء بنت عمیس خثعمیہ اول جعفر طیار برادر امیر المومنین کے عقد میں آئیں چنانچہ جب جعفر نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اسماء اُنکے ہمراہ تھیں وہاں اُنسے عبد اللہ جعفر المشہور جواد متولد ہوئے جب جعفر جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تو اسماء کا نکاح ابو بکر بن ابو قحافہ کے ساتھ ہوا اور اُس سے ایک لڑکا یہی محمد بن ابو بکر دوسری لڑکی ام کلثوم جو عمر کے نکاح میں آئی پیدا ہوئی بعد رحلت ابو بکر اسماء کا نکاح حضرت امیر المومنین کے ساتھ ہوا آپ کے سایہ عاطفت میں محمد اور کلثوم نے پرورش پائی اسی لئے حضرت امیر المومنین محمد کو بمنزلہ اپنے فرزند صلبی کے سمجھتے تھے اور بہت محبت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ محمد میرا بیٹا ہے صلب ابو بکر سے اور محمد نے بھی چونکہ بچپن سے دلارا اور تشیع بجائے شیر مادر نوش کیا تھا امیر المومنین کے سوا کسی کو اپنا باپ نہ جانتے تھے اور کسی کو ان حضرت پر فضیلت نہ دیتے تھے منہ عفی عنہ

اور ثواب آخرت کے لئے کارگزار تھا مومنوں کا دوست اور فاسقوں کی شکل سے بیزار تھا اور قسم بخدا کہ میں اپنے آپ کو کسی عجز و تقصیر پر ملامت نہیں کرتا تحقیق کہ میں رائے صواب پر قائم اور وجوہ احتیاط کا دانا تھا بہ بانگ بلند فریاد کرتا اور تم سے امداد طلب کرتا رہا۔ مگر تم نے میری بات کو نہ سنا اور میرا حکم نہ مانا تم لوگوں سے نہ کسی خون کا بدلا لیا جاسکتا ہے نہ کوئی اور غرض پوری ہوسکتی ہے کچھ زیادہ پچاس روز تک میں تمہارے روبرو شور مچاتا رہا اور چلایا کہ اپنے بھائیوں کی فریاد کو پہنچو اور انکو دشمن کے پنجوں سے نجات دو مگر تم ٹالتے رہے گویا تمکو ثواب کی کچھ پروا نہیں اور جہاد دشمن تمہارے نزدیک کوئی شے ہی نہیں بعد ازاں تم سے ایک ضعیف قلیل لشکر برآمد ہوا كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ گویا کہ انکو موت کی طرف کھینچے لئے جارہے ہیں اور وہ دیکھ رہے ہیں پس افسوس ہے تم پر اور عبداللہ بن عباس کو بصرہ کو لکھا اما بعد مصر فتح ہوا اور محمد بن ابوبکر نے شہادت پائی ہم اسکا حساب حقتعالی کے نزدیک سمجھتے ہیں پیشتر اس حادثہ کے وقوع سے پیشتر لوگوں کو جنگ جہاد کی طرف دعوت کی اور بہت غیرت دلائی مگر کچھ فائدہ نہوا بعض نے بکراہت قبول کیا بہتوں نے حیلے حوالے پیش کئے باقی ویسے ہی گھروں میں بیٹھ رہے پس حقتعالی سے سوال کرتا ہوں کہ جلد مجھکو ان لوگوں سے فرج و کشائش بخشے قسم بخدا کہ اگر طمع شہادت دامنگیر نہوتی تو مجھکو ایک روز بھی انکے ساتھ رہنا گوارا نہ تھا حقتعالی تمکو اور مجھکو ہدایت نیک کرے اور توفیق تقوے و پرہیزگاری بخشے والسلام ابن عباس نے جواب میں لکھا یا امیر المومنین آپکا نامہ پہنچا اس میں حضرت مصر کے فتح ہوجانے اور محمد کی شہادت پانے کی خبر دی تھی میں بعد ازاں حقتعالی سے درخواست کرتے ہیں کہ اس رعایا سے جس میں آپ مبتلا ہیں جلد رہائی بخشے لیکن میں اے مولا میرے اس جل شانہ سے خواستگار ہوں کہ آپکا کلمہ بلند ہو اور مراد دلی برآوے اور امید واثق ہے کہ وہ تعالی اپنے فضل وکرم سے میری اس دعا کو قبول و منظور کرے اور ہمارے دشمن منکوب و مخذول ہوں اور یا امیر المومنین میں آپکو خبر دیتا ہوں کہ لوگوں کا حال ہمیشہ ایک طور پر نہیں رہتا انقباض اور کشیدگی ہوتی ہے پھر انبساط اور کشادگی ہوجاتی ہے پس رفق و مدارا کو کام میں لاویں اور حقتعالی سے خواستگار اعانت و امداد رہیں کیونکہ وہ جملہ امور میں کافی و وافی ہے والسلام۔ اور بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن عباس محمد کی تعزیت کے لئے بصرہ سے کوفہ میں آئے اور تا دام الحیوۃ خدمت عالی حضرت امیر المومنین سے جدا نہیں ہوئے

حال خسران مآل قوم ملاعین مسمّٰی بخوارج و ملقب بہ مارقین علیہم اللعنۃ الی یوم الدین

قبل اسکے کہ یہ حال پر ملال بیان کیا جائے چند احادیث نبوی جو متضمن خبر قتال خوارج اور مخبر انکے کفر کی ہیں مذکور ہوتی ہیں **شیخ ابوجعفر طوسی** نے کتاب امالی میں اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی تحقیق کہ حقتعالی نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں تجھکو اپنا برادر اور وصی بناؤں پس تو میرا وصی و برادر و خلیفہ ہے میرے اہل بیت پر میری حیات میں اور بعد وفات کے جس نے تیری متابعت کی اس نے میری متابعت کی اور جو تجھ سے پھرا وہ مجھ سے پھرا اور جو تجھ سے کافر ہوا وہ مجھ سے کافر ہوا اور جس نے تجھ پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ اے علی اگر تو نہوتا تو اہل نہروان اور ارباب بغی و عدوان کے ساتھ قتال واقع نہوتا امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ اہل نہروان کون لوگ ہیں فرمایا وہ ہیں جو اسلام سے اس طرح باہر نکل جائینگے جیسے تیر کمان سے۔ اور بخاری و مسلم وغیرہ صحاح اہلسنت میں بطرق متعددہ روایت کی ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے ذو الخویصرہ تمیمی معروف بہ ذی الثدیہ حاضر تھا بولا یا محمد اعدل یعنی اے محمد عدل کرو آپنے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں ہی عدل نہ کرونگا تو پھر کون عدل کریگا عمر بن الخطاب حاضر تھا عرض کی اگر مجھکو اجازت ہو تو اسکا سر کاٹ لوں فرمایا دعہ جانے دے کہ اسکے چند صاحب ہیں کہ تمہارے نماز روزے انکے نماز روزوں کے مقابلے میں حقیر ہونگے قرآن پڑھیں گے اور انکے حلقوم سے نہ گزرے گا۔ دین سے نکل جائینگے جسطرح کہ تیر کمان سے اور انکا نشان یہ ہے کہ انمیں ایک مرد مخدج ہوگا اسکی ایک چھاتی مثل پستان عورت بزرگ ہوگی۔ بروایتے راوی حدیث یعنے ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں

کہ میں نے یہہ حدیث حضرت رسولخدا سے سنی ہے اور گواہی دیتا ہون کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اُنسے مقاتلہ کیا حالانکہ میں اُن حضرت کے ساتھ تھا پھر حکم دیا کہ اُس شخص کو تلاش کریں چنانچہ وہ اُسی صفت پر پایا گیا جیسا کہ حضرت رسولخدا نے خبر دی تھی اور میں نے بچشم خود دیکھا۔ اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں اور اوروں نے اور کتابوں میں روایت کی ہے کہ ایک روز ذو الثدیہ مذکور کی کثرت عبادت کا حضرت رسولخدا کے سامنے ذکر آیا حضرت نے فرمایا میں اُس شخص کو نہیں پہچانتا یہی ذکر تھا کہ ناگہاں ذو الثدیہ بھی نمودار ہوا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ شخص یہہ ہے حضرت نے فرمایا تم یہہ کہتے ہو مگر میں اُسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سیاہ نشان پاتا ہوں جو شیطان کی جانب سے ہے پھر آپ اُس ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب تو ہمارے سامنے آیا کیا تیرے دل میں یہہ بات نہیں آئی تھی کہ ان سب میں میری مثل کوئی نہیں اُس نے کہا ہاں آئی تھی یہہ کہکر مسجد میں چلا گیا اور نماز پڑھنے لگا حضرت رسولخدا نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو جائے اور اُسکو قتل کرے ابوبکر بن ابو قحافہ اُسکی طرف گیا وہاں جاکر دیکھا تو ذو الثدیہ رکوع میں تھا دل میں کہا کہ ایسے آدمی کو کہ رکوع میں ہو اور لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہو کسطرح قتل کروں یہہ خیال کرکے واپس آیا آپ نے فرمایا بیٹھ جا تو اُس کار کا نہیں پھر فرمایا کون ہے جو اس ملعون کو واصل جہنم کرے عمر بن الخطاب اُٹھا وہاں جاکر دیکھا تو وہ سجدہ میں ہے۔ کہا ایسے شخص کو جو سجدے میں ہو اور لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہو کیسے قتل کروں یہہ کہکر لوٹ آیا حضرت نے فرمایا اے عمر یہہ تجھ سے نہوگا یا علی تو کھڑا ہوا اور اسکو قتل کر علی علیہ السلام وہاں تشریف لیگئے تو وہاں اُسکو نہ پایا۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ اگر آج یہہ قتل ہوجاتا تو اوّل فتنہ آخر ہوتا یعنی جو فتنہ ہونیوالا ہے نہوتا **مؤلف** کہتا ہے ہرچند یہہ دونوں حدیثیں کتب اہلسنت سے ہیں تاہم انمیں جو اختلاف ہے کہ ایک میں حضرت نے عمر کو قتل ذو الثدیہ سے منع کیا دوسری میں اسکا حکم دیا اس طرح رفع ہوسکتا ہے کہ دوسری حدیث میں آپ نے شیخین کو حکم قتل بنظر امتحان و آزمائش دیا کہ دریافت کریں کہ یہہ حضرت کسقدر تابع فرمان خدا و رسول ہیں سو معلوم ہوگیا کہ شیخین اس امتحان میں پورے نہ اُترے ورنہ کونسا موقع تھا کہ حضرت رسولخدا بتکرار ایک شخص کے قتل کرنے کو کہیں اور اسکے سوء عاقبت سے خبر دیں اور یہہ دونوں بخیال اُسکی نماز اور کلمہ گوئی کے کہ بغیر رضامندی حضرت رسالتپناہ ہرگز اُس پر کوئی ثواب مترتب نہیں ہوسکتا تعمیل ارشاد نبوی سے باز رہیں۔ اور ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے اپنی سنن میں ابو سعید خدری اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا عنقریب میری اُمت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا اُس میں ایک فرقہ ہوگا کہ جنکے قول اُنکے فعلوں کے مطابق نہونگے زبان سے اچھی اچھی باتیں کہیں گے لیکن اُن پر عمل نہ کریں گے قرآن پڑھیں گے مگر اُنکے حلقوم سے نہ گذرے گا دین سے باہر نکل جائینگے جسطرح تیر کمان سے شریر ترین خلائق ہونگے خوشحال اُسکا جو اُنکو قتل کرے یا اُنکے ہاتھ سے مقتول ہو کتاب خدا کی طرف اور و نکو دعوت کریں گے اور خود اُسکے کسی حکم کو نہ مانیں گے جو اُنسے قتال کرے گا خدا تعالیٰ کے نزدیک اُنسے فضل ہوگا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ جن احادیث نبوی میں قاتلان خوارج کے لئے وعدہ ہائے ثواب کئے گئے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں کہ حد تواتر کو پہنچ گئے ہیں۔ اور بعض کتب اہلسنت میں ابو لیس انصاری سے منقول ہے کہ عائشہ نے اُس سے پوچھا کہ خارجیوں کو کسنے قتل کیا اُس نے کہا علی ابن ابی طالب نے عائشہ نے کہا میرے دل میں جو علی کی طرف سے ہے وہ حق الامر کہنے کو نہیں روک سکتا میں نے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ فرمایا بہترین اُمت میرے بعد اُنکو قتل کریگا اور میں نے اُن حضرت کی یہہ بات بھی سنا ہے کہ علی حق کیساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ اور مسروق سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ عائشہ نے مجھ سے کہا اے مسروق تو میرے نزدیک اکرم فرزندان ہے اور بہت زیادہ عزیز پایا تجھکو کچھ خبر مخدج کی ملی ہے میں نے کہا ہاں مجھکو معلوم ہے کہ علی ابن ابی طالب نے اُسکو نہر پر قتل کیا جسکے دونوں طرف تابرا اور اسفلہ نہروان کہتے ہیں بیان ہے اخافیق اور طرفا کہتے مسروق کہتا ہے کہ عائشہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس بات پر گواہ لا کہ علی ہی نے اُسے قتل کیا میں دس مرتبہ ساٹھ ساٹھ کر کے ستر آدمیوں کو اُسکے پاس

الاخافیق جمع اخفوق شگاف ہا زمین ۱۲

حاضر کیا سب نے گواہی دی کہ علی نے مخدج کو نہر پر قتل کیا جسکے سُفل کو تامرا اور اعلی کو نہروان کہتے ہین درمیان اخافیق وطرفا کے۔ عائشہ نے کہا خدا لعنت کرے عمرو عاص کو اُس نے مجھکو لکھا کہ میں نے اُسکو نیل مصر پر قتل کیا۔ میں نے کہا اے مادر مجھکو خبر دے جو اُسکے بارہ مین تو نے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے عائشہ نے کہا میں نے سُنا ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے هُم شَرُّ الخلقِ والخليقة تقتلهم خيرُ الخلقِ وَاقربهم عِندَ اللهِ وَسِيلَةً يَومَ القِيامَةِ یعنی وہ بدترین خلائق ہین انکو وہ لوگ قتل کرین گے جو تمام خلقت سے بہتر ہین اور جنکا وسیلہ خدا کے نزدیک بروز قیامت سب سے زیادہ نزدیک ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ مسروق مذکور ابتداء امر مین معاندان خاندان اہل بیت عصمت و طہارت سے تھا اور بتاثیر صحبت بعض از ازواج حضرت رسالت پناہ جو غالبا یہی بی بی عائشہ ہونگی یا انکی ہم مشرب بی بی حفصہ بنت جناب خلیفۂ ثانی۔ زبان کو ہجو و مذمت حضرت مرتضوی مین آلودہ کرتا تھا بالآخر عائشہ سے حدیث خوارج مذکور سُنکر اپنے عقیدۂ فاسدہ سے تائب ہوا اور پشیمان ہوا ان حضرت سے تخالف کرنے پر چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا اسود بن زید و مسروق بن اجدع بعض ازواج حضرت رسولخدا کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور اس سبب سے علی علیہ السلام کی بدگوئی کرتے تھے۔ اسود نے تو اُسی حال پر انتقال کیا لیکن مسروق نہ مرا مگر یہہ کہ نماز کے بعد آنحضرت پر درود بھیجتا تھا باعث ایک حدیث کے جو اُس نے عائشہ سے سُنی تھی اور بروایت دیگر سلمہ مذکور کہتا ہے کہ مین اور زبید یامی مسروق کی زوجہ کے پاس اُسکے انتقال کے بعد گئے اُس نے کہا کہ مسروق اور اسود بن زید مذمت علی بن ابی طالب مین افراط رکھتے تھے پھر مسروق نہ مرا الا یہہ کہ میں نے ہر نماز کے بعد اُسکو آنحضرت پر صلوات بھیجتے ہوئے سُنا لیکن اسود پس اُس نے اُسی حالت پر انتقال کیا راوی کہتا ہے کہ میں نے مسروق کی حالت بدل جانے کی وجہہ دریافت کی تو اُسکی بی بی نے کہا کہ اسکا سبب ایک حدیث تھی جو اُس نے خوارج کے مقدمہ مین عائشہ سے سُنی تھی۔ اور شعبی سے روایت کی ہے کہ مسروق حضرت کی ہمراہی سے بیٹھ رہنے پر پشیمان تھا۔ خلاصہ یہہ کہ حدیث سور خاتمہ خوارج نے جو بی بی عائشہ کے موہنہ سے بے سابقۂ فکر و ردیہ بیان ہو گئی مسروق کو اس قدر نفع بخشا کہ اُسکا انجام بخیر ہو گیا۔ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اور یزید بن زیاد سے نقل کیا ہے کہ جب عائشہ کے سامنے اہل نہروان کا مذکور آیا تو اُس نے کہا میں دوست نہ رکھتی تھی کہ یہہ کام اُسکے یعنی امیر المومنین کے ہاتھ سے سرانجام پاوے لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو کہا میں نے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ دعا کرتے تھے پروردگارا یہہ لوگ اشرار اُمت ہین انکو اخیار اُمت کے ہاتھ سے قتل کیجیو اور میرے اور اُسکے یعنی علی کے درمیان کوئی امر نہین مگر وہ جو کہ عورت اور اُسکے سسرال کیطرف کے رشتہ دارون کے درمیان ہوتا ہے۔ بالجملہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بعد نقل چند روایات کے اس قسم سے بحار مین فرمایا ہے وَقَدْ وَرَدَ هٰذَا عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِعِدَّةِ طُرُقٍ اِقْتَصَرْنَا عَلٰی مَا اَوْرَدْنَا یعنی یہہ روایت جو مسروق عائشہ سے کرتا ہے متعدد طریقون سے وارد ہوئی ہے ہم نے قدر مذکور پر اختصار کیا بعدازان کتاب غارات ابراہیم بن ثقفی سے نقل کیا ہے کہ ایک بار عبد اللہ بن الکوا نے حضرت امیر المومنین سے اس آیہ شریفہ کی تفسیر پوچھی هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ترجمہ آیا خبر دین ہم تمکو اُن لوگون کے حال سے کہ زیانکار ترین مردمان ہین از روئے اعمال کے وہ لوگ کہ بیکار گئین اُنکی تمام کوششین جو زندگانی دنیا مین وہ بجا لائے اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام کرتے ہین۔ حضرت نے فرمایا یہہ لوگ کفرۂ اہل کتاب ہین پہلے حق پر تھے پھر اپنے دین مین بدعتیں احداث کین اور مشرک ہو گئے وہ عبادت مین سعی کرتے ہین اور یہہ جانتے ہین کہ ہم راہ راست پر ہین پس وہ ہین زیانکار اپنے اعمال مین اور وہی ہین کہ اُنکی زندگی بھر کی سعی و کوشش برباد ہو گئی اور وہ جانتے ہین کہ ہم نیکوکار ہین پھر حضرت نے باواز بلند فرمایا وَمَا اَهْلُ النَّهْرَوَانِ غَدًا مِنْهُمْ بِبَعِيْدٍ اہل نہروان سے کل کچھ دور نہین پھر واسطے آپ نے فرمایا اَنْتُمْ يَا اَهْلَ حَرُوْرَاءَ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اے اہل حروراء تم ہو وہ لوگ جن پر یہہ آیہ صادق آتی ہے

کہ وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام کرتے ہین۔ ابن کوا نے عرض کی یا امیر المومنین مین تمہارے سوا کسیکی اطاعت نہ کرونگا اور تمہارے سوا کسی سے کوئی بات دریافت کرونگا آپنے فرمایا جب یہہ موقعہ پیش آوے ایسا ہی کرنا ✦ **ذکر مخالفت خارجیان با امیر مومنان علیہ السلام و اجتماع ایشان بمقام نہروان**[۱] کتاب مناقب ابن شہر آشوب مین منقول ہے کہ جب امیر المومنین بعد جنگ صفین و تحکیم حکمین کوفہ مین داخل ہوئے تو بہت سے خوارج آپکے ہمراہ آئے اور بہت سے نخیلہ وغیرہ مین بیرون شہر ٹھہر گئے اور شہر مین داخل نہوئے پس حرقوص بن زہیر ذی الثدیہ تمیمی اور زرعہ بن برج طائی وغیرہ کہ سردار خوارج سے تھے آپکی خدمت مین داخل ہوئے اور کہا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰہِ خدا کے سوا حکومت کسیکو نہین حضرت امیر المومنین نے یہہ سنکر فرمایا کَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ کہ یہہ کلمہ حق ہے مگر اس سے معنی باطل مراد لیتے ہین۔ صحیح معنے اسکے یہہ ہین کہ جب اللہ تعالی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو حکم کرتا ہے کہ ہوجا وہ ضرور واقع ہوتا ہے بخلاف ماسوی اللہ کے کیونکہ اور ونکو یہہ بات حاصل نہین چنانچہ فرماتا ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ شَيْئًا فَيَقُوْلُ لَہٗ كُنْ فَيَكُوْنُ پس اس اعتبار سے بیشک سوائے خدا کے کسیکو حکومت نہین لیکن یہہ لوگ اس کلمہ سے بالکلیہ حکومت و امارت کی نفی کرتے ہین یہہ معنی باطل ہین جو اس کلمہ حق سے مراد لیتے ہین اور کتاب نہج البلاغت مین ہے کہ آپنے یہہ کلام خوارج نافرجام کا سنکر فرمایا نَعَمْ لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلٰكِنْ ھٰؤُلَاءِ يَقُوْلُوْنَ لَا اِمْرَةَ وَاِنَّہٗ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِيْرٍ مُؤْمِنٍ اَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِيْ اِمْرَتِہٖ الْمُؤْمِنُ وَيَسْتَمْتِعُ فِيْهَا الْكَافِرُ وَيُبَلِّغُ اللّٰہُ فِيْهَا الْاَجَلَ وَيُجْمَعُ بِہِ الْفَيْءُ وَيُقَاتَلُ بِہِ الْعَدُوُّ وَتَاْمَنُ بِہِ السُّبُلُ وَيُؤْخَذُ بِہٖ لِلضَّعِيْفِ مِنَ الْقَوِيِّ حَتّٰى يَسْتَرِيْحَ بَرٌّ وَيُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ یعنی یہہ درست ہے کہ حکومت حقیقیہ صرف خدا کے لئے ہے مگر یہہ لوگ کہتے ہین کہ کسیکے لئے سوائے خدا کے بالکل حکومت نہین اور حالانکہ لوگون کے لئے ایک امیر ضرور ہونا چاہئے مومن ہو یا فاجر تاکہ مومن کی عہد حکومت مین نیکوکار اعمال صالحہ بجا لائین اور فاجر کے دور مین کافر تمتع حاصل کرین اور اللہ تعالی عمر ونکو اس مین تمام کرے خزانہ اس سے جمع ہو دشمنون کے ساتھ مقاتلہ کیا جائے راستون مین امن ہو اور ضعیف اپنا حق قوی سے لے تاکہ نیک لوگ آرام پائین اور بدکارون سے راحت ملے ✦ **القصہ** حرقوص نے کہا یا علی اپنے گناہون سے توبہ کرو اور ہمکو ہمراہ لیکر معاویہ کی طرف روانہ ہو کہ داد جہاد دین اور راہ خدا مین جنگ کرین تاکہ اس جل شانہ سے ملاقات کرین حضرت نے فرمایا کہ مین تم سے یہی چاہتا تھا تم نے میرا کہا نہ مانا۔ اب ہمارے اور اس قوم کے درمیان عہد و پیمان مضبوط ہو چکے خدا تعالی فرماتا ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰہِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ الآیۃ وفا کرو عہد خدا پر جسوقت کہ تم عہد کرو حرقوص نے کہا کہ حکمین پر راضی ہونا ایک گناہ تھا کہ تمکو اس سے توبہ کرنا لازم ہے حضرت نے فرمایا کہ مین تم کو مانع آتا تھا تم نے نہ مانا اب تم اسکو گناہ سمجھتے ہو آگاہ رہو کہ وہ گناہ نہین لیکن عجز رائے اور سست تدبیری ہے اور تمہین تمکو اس سے منع کیا تھا عبد اللہ بن الکوا نے کہا اب ہمکو تحقیق معلوم ہوگیا کہ تم امام نہین اگر امام ہوتے تو جہاد سے گریز نہ کرتے امیر المومنین نے کہا وائے ہو تجہپر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے سال حدیبیہ کیونکر جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا تھا کیا وہ پیغمبر نہ تھے العیاذ باللہ۔ زرعہ بن برج نے کہا واللہ کہ اگر تم حکومت رجال سے توبہ نہ کروگے تو مین طالباً لوجہ اللہ تمکو قتل کرونگا۔ حضرت نے فرمایا بوئسا لک تیرا برا ہو تیرا کسقدر شقی ہے گویا مین دیکھتا ہون کہ تو زمین پر کشتہ پڑا ہے اور ہوا نے خاک تجہ پر اڑا رکھی ہے زرعہ لعین بولا کہ مین یہی چاہتا ہون کہ ایسا ہو یہی گفتگو مین درمیان مین تھین کہ ابو موسی دومۃ الجندل کو گیا اور وہان اس سے وہ حماقت اور بیدینی ظاہر ہوئی کہ مذکور ہوئی جب یہہ خبر مین کوفہ مین پہنچی

[۱] نہروان بفتح النون والراء تین قریے ہین درمیان واسط و بغداد کے اعلیٰ و اوسط و اسفل اور مجمع البحرین مین ہے کہ وہ ایک شہر معروف ہے چار فرسخ کے فاصلہ پر بغداد سے ۱۲ الخ
یہہ کلمہ خوارج نافرجام کا تہا جو کلام خدا تعالی اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کے اور مراد وہان یہہ ہے کہ جسوقت وہ سبحانہ تعالی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے بخلاف اور ونکے کہ انکو یہہ قدرت حاصل نہین۔ خارجیون نے حضرت امیر المومنین کی تحکیم حکمین پر ہر چند وہ حضرت ... اسپر رضا مند نہ تھے انکار کیا اور اس سے یہہ مراد لے کر کہ کوئی حکم ہو ہی نہین سکتا اپنے مطلب پر حجت لاتے تھے حالانکہ یہہ معنے محض باطل ہین حقتعالی نے بہت سے معاملات میں مخلوق کے حکم کو جاری اور جائز رکھا ہے جیسا کہ آئندہ ہو وسے گا ۱۲ منہ دفی عنہ

تو خارجی بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ علی کا خون حلال ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو خلافت سے خلع کیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین جماعت اصحاب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور قرائت جہریہ تھی کہ ابن الکوا نے پیچھے سے کہا لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ یعنی حقتعالی اپنے نبی کے خطاب میں فرماتا ہے کہ تجھ پر اور جو تجھ سے پہلے نبی گزرے اُن پر یہہ بات وحی کی گئی ہے کہ اگر تم شرک لاؤگے تو البتہ تمہارے اعمال حبط اور ضائع ہوجائینگے اور تم زیانکاروں مین قرار پاؤگے اور غرض اُسکی تلاوت آیہ شریفہ سے یہہ تھی کہ معاذ اللہ امیر المومنین بسبب تحکیم حکمین کافر ہوگئے اور اُنکے اعمال صالحہ ضائع گئے اور وہ زیانکاروں میں ہین حضرت بپاس تعظیم قرآن خاموش ہوگئے جب ابن الکوا نے آیتہ تمام کی پھر حضرت نے قرائت شروع فرمائی جب آپ مشغول قرائت ہوئے وہ پکارہ پکار کر پھر اُسی آیہ کو پڑھنے لگا حضرت پھر ٹھہر گئے یہانتک چند مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت بحرمت قرآن خاموش ہوجاتے پھر جب شروع کرتے وہ اسی آیہ کا تکرار کرتا آخر کار آپنے اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَا یَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ پس صبر کر تو بتحقیق کہ خدا کا وعدہ حق اور صدق ہے اور نہ خفیف کرین تجھکو وہ لوگ کہ ایمان نہین لائے یہہ سنکر ابن الکوا خاموش ہوگیا اور پھر نہ بولا حضرت امیر المومنین نے نماز کو تمام کیا۔ اور نیز مروی ہے کہ ایک شخص ان ملاعین سے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں آیا آپ اُسوقت مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور اصحاب مثل ستارہ ہائے آسمان گرد اُس ماہ تابان کے جمع تھے خارجی نے باواز بلند کہا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ حکومت صرف خدا کے لئے ہے گو مشرک اُس سے کراہت کرین لوگ مونہہ پھیر کر اُسکی طرف ملتفت ہوئے اُس نے کہا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُلْحِدُوْنَ یعنے حکومت خدا کے لئے ہے ہر چند مونہہ پھیرنے والے اور التفات کرنے والے اسکو مکروہ سمجھین اسی اثنا مین جناب امیر المومنین نے سر مبارک اُس ملعون کی طرف اُسکے دیکھنے کے لئے بلند کیا اُس نے کہا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَوْ كَرِهَ اَبُوْ حَسَنٍ حضرت نے فرمایا کہ ابو الحسن اس سے بالکل کراہت نہین کرتا کہ حکومت مطلقہ محض خدا کے لئے ہے پھر فرمایا مین تمہارے مقدمہ مین منتظر حکم خدا ہون حاضرین نے عرض کی یا امیر المومنین کیون توجہہ نہین کرتے کہ ان اشقیا کو نیست و نابود فرماوین حضرت نے فرمایا یہہ فنا نہون گے بلکہ قیامت تک مردون کی پشت اور عورتون کے رحم میں باقی رہینگے

القصہ چار ہزار شخص ون سے کہ عُبّاد و زُہّاد اصحاب امیر المومنین سے تھے اس عقیدۂ فاسدہ پر متفق ہو کر اپنا دین و ایمان برباد کردیا اور کلمہ لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ کا تکرار کرتے تھے حتےٰ کہ قریب آٹھ ہزار کے اور لوگ اہل بصرہ وغیرہ سے اُنکے ہمراہ ہوگئے اور اس جم غفیر اور انبوہ کثیر نے کہ بارہ ہزار مرد کو پہنچ گیا تھا موضع حرورا یا صحرا حرورا کو جو قریب کوفہ ہے اپنا لشکر گاہ قرار دیا چنانچہ اسیواسطے ایک نام اس فرقہ ناشائستہ کا حروری بضم بالفتح ہابھی ہے۔ اور اُنکے منادی نے آواز دی اَلَا اِنَّ اَمِیْرَ الْقِتَالِ شَبَثُ بْنُ رِبْعِیٍّ وَاَمِیْرَ الصَّلٰوةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْكَوَّا وَالْاَمْرُ شُوْرٰی بَعْدَ الْفَتْحِ وَالْبَیْعَةُ لِلّٰهِ عَلَی الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ یعنی آگاہ رہو کہ امارت جنگ شبث بن ربعی سے اور امامت نماز عبد اللہ بن الکوا سے متعلق ہے اور مہمات خلائق بعد الفتح مشورہ سے فیصل ہونگی اور بیعت خدا کے لئے ہے بشرط امر بالمعروف نہی عن المنکر کے جب یہہ خبر نحوست اثر معروض رائے امیر المومنین علیہ السلام ہوئی تو عبد اللہ بن عباسؓ کو طلب کرکے فرمایا کہ اس قوم مورد لوم کی جانب روانہ ہو اور دریافت کر کہ بنا ر کاران اشرار کا کیا ہے اور کسلئے یہہ سب مجتمع ہوئے ہین اور گوش نصیحت نیوش عبد اللہ کو دُر غُرر مواعظ و حکم سے گران بار فرما کر روانہ حرورا کیا منقول ہے کہ منجملہ کلام بلاغت نظام کے جو عبد اللہ سے وقت روانگی کیا یہہ کلمات بھی تھے لَا تُخَاصِمْهُمْ بِالْقُرْاٰنِ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ حَمَّالٌ ذُوْ وُجُوْهٍ تَقُوْلُ وَیَقُوْلُوْنَ وَلٰكِنْ حَاجِّهِمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّهُمْ لَنْ یَّجِدُوْا عَنْهَا مَحِیْصًا ۔ یعنی اُنکے ساتھ قرآن مجید سے مباحثہ نہ کرنا کیلئے کہ قرآن مین احتمالات اور وجوہات پیدا ہوسکتے ہین تو کچھ کہیگا وہ کچھ کہینگے بلکہ اُن پر احادیث نبوی کو حجت لا کہ اُنسے اُنکو مخلصی نہو گی۔ ابن ابی الحدید معتزلی اسکی شرح مین لکھتا ہے کہ احتجاج بہ سُنّت و حدیث نبوی مثل

حدیث مشہور عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ یَدُوْرُ الْحَقُّ حَیْثُمَا دَارَ ہے اور اسکے سوا اور نصوص کثیرہ مستفیضہ ہے کہ فضیلت امیر المومنینؑ پر دلالت واضحہ رکھتی ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے عبد اللہ بن عباس کو خوارج کی طرف روانہ کیا تو انہوں نے اپنے تمام لباس سے بہتر لباس زیب بدن کیا اور عمدہ خوشبو سے آپ کو معطر کیا اور گھوڑوں میں جو عمدہ گھوڑا تھا اس پر سوار ہوئے جب انکے سامنے آئے تو خارجیوں نے کہا یا ابن عباسؓ تو بہترین مردمان سے تھا حالانکہ تو نے یہہ لباس جو ظالمونکا ہے اختیار کیا اور اس سواری پر کہ مخصوص جباروں سے ہے سوار ہوا ابن عباس نے یہہ سنکر کہا ہم پہلا امر ہے جسمیں میں تمہارے ساتھ بحث کرتا ہوں پھر اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ترجمہ کہہ اے محمدؐ کس نے حرام کیا ہے اس زینت کو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اسکو پیدا کیا ہے اور لذیذ کھانوں کو پھر کہا کہ مومنوں کو عمدہ لباس پہننا اور زینت کرنا سزاوار ہے کس لئے کہ خداوند عالم صاحب جمال ہے اور جمیل شے کو دوست رکھتا ہے۔ مگر شرط یہہ ہے کہ وجہہ حلال سے ہو بروایتے ابن عباس نے پوچھا کہ تم امیر المومنینؑ کس لئے منحرف ہوئے انہوں نے کہا وہ پہلے امیر المومنینؑ تھے مگر جبکہ دین خدا میں حکم مقرر کیے ایمان سے خارج ہوگئے اگر اب اپنے کفر کا (معاذ اللہ) اقرار کرکے توبہ کریں تو ہم باز آئیں ابن عباسؓ نے کہا مومن کے لئے سزاوار نہیں جبتک اپنے دین میں کوئی خلل نہ دیکھے اپنے لئے کفر کا اقرار کرے انہوں نے کہا جبکہ علیؑ نے تحکیم کا حکم دیا مومن کہاں رہے ابن عباسؓ نے کہا حقتعالیٰ نے ایک شکار کے قتل میں تحکیم کا امر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ الآیہ پس امامت مسلمین میں جبکہ اشتباہ واقع ہو کسطرح حکم قرار دینا جائز نہیں انہوں نے کہا علیؑ نے حکم مقرر کیے پھر انکے حکم پر راضی نہوئے ابن عباسؓ نے کہا حکومت بھی مثل امامت کے ہے امام جبکہ فاسق ہوجائے تو اسکا قول مقبول نہیں اسیطرح حکمین کے اقوال جو خلاف قرآن ہوں مردود و مطرود سمجھے جائینگے خارجی یہہ سنکر باہم یکدیگر کہنے لگے کہ قریش کے ساتھ حجت نہ کرو کیونکہ یہہ وہی قوم ہیں جنکے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے بَلْ ہُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۔ بلکہ وہ جھگڑالو قوم ہے۔ اور موافق روایت اول جب عبد اللہ انکے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے ابن عباسؓ تو اپنے پروردگار سے کافر ہوگیا جسطرح پر کہ تیرا صاحب علی بن ابیطالب (نعوذ باللہ منہ) کافر ہوگیا ابن عباسؓ نے کہا میں تم سب کے ساتھ گفتگو نہیں کرسکتا ایک شخص جو تم سے عالم تر اور امور میں زیادہ خوض کرسکتا ہو آگے آوے کہ اس سے ہمکلام ہوں یہہ سنکر عتاب بن اعور سامنے آیا اور ابن عباسؓ میں اور اسمیں دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر کار خارجیوں نے کہا ہَیْہَاتَ ہَیْہَاتَ یا ابن عباسؓ ہم کبھی علیؑ کے ساتھ تولا نہ کرینگے اب تو اس کے پاس جا اور اسکو یہاں بھیج کہ ہم ان پر اپنی حجت بیان کریں وہ ہمارا کلام سنیں اور ہم انکی گفتگو پر دھیان دیں شاید کوئی بات نکل آوے ابن عباسؓ حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آئے اور یہہ ماجرا حضرت کے سامنے بیان کیا آپ ایک سو آدمیوں کو اپنے اصحاب سے ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور حروراء میں تشریف لائے ادھر سے یہہ خبر سنکر عبد اللہ بن الکوا سو آدمیوں کے ساتھ باہر آیا امیر المومنینؑ نے فرمایا یا ابن الکوا باتیں بہت سی ہیں تو اپنے ساتھیوں سے جدا ہوکر میرے سامنے آکہ تجھ سے کہوں اس نے کہا کہ میں تمہاری تلوار سے ایمن ہوں امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس طرف سے بیخوف رہ پس ابن الکوا دس شخصوں کے ساتھ علیحدہ ہوا امیر المومنینؑ بھی دس نفر کے ساتھ جدا ہوئے ابن الکوا چاہتا تھا کہ کچھ کلام شروع کرے صحاب امیر المومنینؑ سے ایک شخص نے کہا کہ خاموش تب حضرت نے فرمایا کہ تمکو قسم دیتا ہوں خداء عز وجل کی کہ تمکو یاد ہے جب اہل شام نے قرآن نیزوں پر بلند کئے تم نے کہا ہمکو کتاب اللہ کی طرف دعوت کرتے ہیں کسطرح اجابت نہ کریں مینے کہا کہ اس قوم حیلہ جو کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں یہہ تمکو فریب دیتے ہیں لڑائی نے انکو زبون کردیا ہے مجھے جنگ سے مانع نہ آو تم نے ایک نہ سنی اور اسیطرح اصرار کئے گئے۔ اسکے بعد مینے چاہا کہ عبد اللہ بن عباسؓ کو اپنی طرف سے حکم کروں کیونکہ اسکو یہہ شخص فریب بھی کی طرح نہیں کرسکتا تم نے اس سے بھی انکار کیا اور ابو موسیٰ اشعری کو لائے کہ ہم اسکو چاہتے ہیں مینے مجبور اسی کو

قبول کیا اگر اسوقت مجھکو تمہارے سوا اور معین و مددگار دستیاب ہوتے تو ہرگز یہہ باتین نہ مانتا اور ضرور دشمنانِ دین پر جہاد کرتا ابن الکوا نے کہا جو آپ کہتے ہین
سب صحیح و درست ہے مگر سوال یہہ ہے کہ اب آپ اُنکے جنگ کے لئے کیون نہین جاتے امیرالمومنین نے فرمایا کہ جبتک مدّت مقررہ منقضی نہولے تب تک نہین جا سکتا
ابن الکوا نے کہا اسکے بعد ارادہ جہاد رکھتے ہین فرمایا ایسا کب ہوسکتا ہے کہ مین اسکے سوا کسی اور بات کا قصد کرون یا ابن الکوا تیرا گمان یہہ ہے کہ مین اپنے ارادہ سے باز
رہون اور اپنے حق کے طلب مین پہلوتہی کرون ابن الکوا نے یہہ سنکر اپنے گھوڑے کو تازیانہ لگایا اور مع دس آدمیون کے جو اُسکے ہمراہ تھے امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر
ہوگیا اور دین خوارج سے تبرا کیا امیرالمومنین مع صحاب کوفہ کو واپس تشریف لائے اور خوارج منتشر ہوگئے اور کہتے تھے کوئی حکم نہین سوائے خدا کے اور جو خدا کی نافرمانی
کرے اُسکی اطاعت نہین لیس عبداللہ بن وہب راسبی اور حرقوص بن زہیر ذی الثدیہ کو انہون نے اپنا امیر مقرر کیا ابو العباس مبرد نے کتاب کامل مین روایت کی
ہے کہ حضرت امیرالمومنین نے ابتداء خروج خوارج مین صعصعہ بن صوحان عبدی کو بلایا حالانکہ قبل ہی سے اُسکو مع زیاد بن نضر حارثی کے عبداللہ بن عباس کے ساتھ اُنکے
پاس بھیجا تھا پس اُس سے دریافت کیا کہ اس قوم مین سب سے زیادہ مطاع اور مقبول القول کون ہے اُس نے کہا یزید بن قیس ارحبی حضرت سوار ہوکر مقام حرورا مین جہان
خارجی قیام پذیر تھے تشریف لیگئے اور اُنکے درمیان سے گذرتے ہوئے خیمہ یزید بن قیس مین داخل ہوئے اور دو رکعت نماز وہان بجالائے پھر بیرون خیمہ ایک جگہ کمان
ٹیککر کھڑے ہوئے خارجی گرد و پیش آنحضرت کے جمع تھے اور کہتے تھے یا علی ہم سب نے حکمین مقرر کرنے مین گناہ عظیم سرزد ہوا ہے ہم اُس سے توبہ کرچکے تم بھی ہماری
طرح توبہ کرو کہ ہم تمہاری طرف پھر آئین حضرت نے فرمایا مین جملہ گناہون سے توبہ کرتا ہون یہہ کلمہ حضرت سے سنکر خوارج راضی ہوگئے اور سب کے سب کہ چھہ ہزار شخص
تھے ترک بغاوت و سرکشی کرکے حضرت کے ساتھ ساتھ کوفہ مین آئے اور مشہور کیا کہ امیرالمومنین نے تحکیم حکمین سے اُسکو ضلالت جانکر رجوع کیا اب منتظر ہین کہ اموال
باہر سے آجاوین اور سامانِ سفر درست ہوجائے پھر ہمکو لیکر شام کو چلین اشعث بن قیس یہہ سنکر حضرت کی خدمت مین آیا اور کہا یا امیرالمومنین لوگ کہتے ہین آپنے تحکیم
حکمین کو کفر و ضلالت سمجھکر اُس سے رجوع کیا حضرت اُسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور خطبہ فرمایا جو کہے کہ مینے حکومت سے رجوع کیا وہ کاذب ہے اور جو اسکو گمراہی
جانے وہ خود گمراہ ہے خارجیون نے یہہ سنکر آواز لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کی بلند کی اور مسجد سے نکل گئے ابن ابی الحدید معتزلی بعد نقل اس روایت کے کہتا ہے کہ
امیرالمومنین کے عہد حکومت مین جسقدر فساد واقع ہوئے اور جتنی خلل و خرابیان اُس مین حادث ہوئین اُن سب کی اصل یہی اشعث بن قیس ہے اس مرتبہ بھی اگر وہ
سرِعام امیرالمومنین سے یہہ سوال نکرتا تو جنگ نہروان واقع نہوتا اور حضرت اُن لوگون کو ساتھ لیکر معاویہ پر جاتے اور شام فتح ہوجاتا آنحضرت نے اس موقعہ پر توریہ
(لفظی) کا مسلک اختیار کیا تھا اور حدیث نبوی ہے الحرب خدعۃ خارجیون کی درخواست تھی کہ تم بھی اسیطرح توبہ کرو جسطرح ہم نے کی تاکہ ہم تمہارے ساتھ
لڑائی کو چلین حضرت امیرالمومنین نے اُنکے جواب مین ایسا کلمہ ارشاد کیا جو انبیاء و معصومین کے شایان ہے اور وہ اسکو اپنے سوال کا جواب سمجھکر راضی ہوگئے چنانچہ اُنکے
قلوب حضرت کی طرف سے صاف اور نیتین خالص ہوگئین بغیر اسکے کہ اس کلمہ مین کوئی کذب یا معصیت ہو مگر اشعث نے سوال کرکے حضرت کی تدبیر کو درہم برہم کردیا اور
کام بنا ہوا بگاڑا خوارج اُسی اپنے پہلے شبہ پر چلے گئے پس یہی حال ہوتا ہے اُن دولتون کا جنہین زوال آنیکو ہوتا ہے اور اشعث جیسے مفسد وہان پیدا ہوجاتے ہین
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا (ترجمہ عادت خدا ہے اُن لوگون مین کہ پیشتر گزر گئے اور تو عادت خدا مین تبدیل و تغیر
نہ پائیگا) نیز مبرد کہتا ہے کہ پھر یہہ لوگ نہروان کی طرف روانہ ہوئے اور اُنکا ارادہ مدائن کا تھا اُنکی عجیب حکایتون مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ راہ مین ایک مسلمان
اور ایک نصرانی سے ملے مسلمان کو قتل کیا کیونکہ وہ اُنکے نزدیک کافر و مطلق تھا اور نصرانی کو وصیت کی کہ تم شرائط ذمہ پر محافظت کرو کہ جان و مال سے امان مین رہو

پھر یہ قوم جفا کار عبداللہ بن خباب صحابی حضرت رسولِ خدا سے ملاقی ہوئے اُسوقت عبداللہ کے گلے مین قرآن شریف حمائل تھا اور اپنے گدھے پر وہ سوار تھا اور اُسکی بیوی جو اُن ایام مین حاملہ تھی اُسکے ہمراہ تھی خارجیون نے کہا جو چیز کہ تیرے گلے مین ہے ہمین تیرے قتل کا حکم دیتی ہے - عبداللہ نے کہا تمہین چاہئے قرآن جسکو زندہ رکھتا ہے زندہ رکھو اور جسکے قتل کا حکم دیتا ہے اُسے قتل کرو - پھر ایک خارجی اُنمین سے ایک خرمے کے دانہ کی جانب چلا جو درخت سے گرا تھا اور اُسے اُٹھا کر مونہہ مین رکھ لیا اور چاہتا ہی تھا کہ نگل جائے کہ اور خوارج چلائے اُس نے اُسیطرح اُگل دیا - اسیطرح ایک نے اُنمین سے ایک سُور کو مار ڈالا اُنہون نے اُسکو ملامت کیا اور کہا یہہ منجملہ فساد فی الارض کے ہے اور انکار کیا قتل خنزیر پر - پھر ابن خباب سے کہا کوئی حدیث جو تجھے تیرے باپ سے پہنچی ہو روایت کر اُس نے کہا مینے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ حضرت رسول خدا فرماتے تھے کہ میرے بعد ایک فتنہ ہونیوالا ہے اُس مین قلوب مرینگے جسطرح اجسام کو موت آتی ہے شام کو مومن سوویگا صبح کو کافر اُٹھے گا - پس اے عبداللہ تجھے چاہئے اپنے فتنہ مین قتل ہو جا اور کسیکو قتل نہ کر پوچھا ابوبکر اور عمر کے بارہ مین تیری کیا رائے ہے عبداللہ نے اُنکی صفت و ثنا کی پھر کہا علیؑ کے بارہ مین بعد تحکیم حکمین اور عثمان کے مقدمہ مین اُسکے پچھلے چہہ سال خلافت مین کیا کہتا ہے - عبداللہ نے اُنکو بھی نیکی سے یاد کیا - پھر کہا تحکیم حکمین جو علی ابن ابیطالب کی رضا و رغبت سے واقع ہوئی وہ صحیح و درست تھی یا ناصواب باطل عبداللہ نے کہا اتنا جانتا ہون کہ علیؑ احکام خدا کو تم سے زیادہ جانتے ہین اور اُنکی دینداری اور پرہیزگاری تمہاری دینداری اور پرہیزگاری سے زیادہ ہے - خارجیون نے کہا تو ہدایت کی پیروی نہین کرتا بلکہ رجال کا پیرو ہے اور ایک روایت مین ہے کہ جب اُنہون نے حدیث کی درخواست کی تو عبداللہ نے کہا - مینے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ایک طائفہ دین سے باہر نکل جائیگا جسطرح کہ تیر کمان سے قرآن پڑھین گے اور اُنکے حلقوم سے نہ گذریگا خلاصہ یہہ کہ بعد اس گفتگو کے عبداللہ کو نہر کے کنارہ پر لیگئے اور چت لٹا کر اُسکو ذبح کیا - منقول ہے کہ جسقدر خون اُسکا نہر مین گرا آب نہر مین مخلوط نہوا بلکہ پانی کے درمیان مثل ایک ڈورے کے علیحدہ نظر آتا تھا پھر اُسکی بیوی کو بُلا کر اُسکا شکم چاک کیا اور جنین کو جو پیٹ مین تھا ہلاک کیا - نقل ہے کہ کسی نصرانی سے اُنہون نے درخواست کی کہ اُسکے درخت سے اپنے اونٹ چرالین نصرانی نے کہا تمکو اجازت ہے اُنہون نے کہا ہم بغیر قیمت دیئے اُسکو نہ چرائین گے نصرانی نے کہا واعجباہ عبداللہ جیسے شخص کو بیگناہ قتل کرتے ہو اور ایک درخت کے پتے بے قیمت قبول نہین کرتے - جامع اوراق کہتا ہے کہ عجب انداز زمانہ ناہنجار کا ہے - اور ہمیشہ سے اسکا یہی وطیرہ رہا ہے کہ فاسق بدکار اُسکی بدولت چین کرین اور نیک پاک دوستان خدا اُسکے ہاتھ سے طرح طرح کی ایذائین اُٹھائین تکلیفین جھیلین کیا فتنۂ خوارج کہ عہد خلافت حضرت امیر المومنینؑ مین حادث ہوا عجائبات نیرنگ زمانہ سے نہین کہ بڑے بڑے عابد زاہد حافظ قرآن پیشانیون پر کثرت عبادت سے نشان شب بیدار تہجد گذار ایک بیک فراست و وسوسۂ شیطانی سے تباہ و خراب ہو کر دین سے اسطرح نکل گئے جسطرح کہ تیر کمان سے کیا یہہ کم تعجب کا مقام ہے کہ یا تو جنگ صفین کے ردکتے اور اُس فتح عظیم مبین کے جو کوئی دم مین حاصل ہونیوالی تھی اور جو اسوقت سے تلک زمانہ ظہور موفور السرور حضرت صاحب الامر ہی پر جا رہی درہم برہم کرتے ہین ان لوگون کو اس بلا کا اہتمام تھا کہ جسطرح ہو طرفین سے حکم مقرر ہون چنانچہ حضرت امیر المومنینؑ کو اس پر مجبور کیا اور اپنا قول پورا کرایا - اور یا جب بعد خرابی بصرہ بلکہ بعد خرابی کوفہ و بصرہ ہر دو حکمین مقرر ہو گئے اور عہدنامہ ترتیب پا گیا تو اس طرح بگڑ بیٹھے کہ تحکیم رجال دین خدا مین جائز نہ تھی خطا منہم ثم صادر ہوئی اور لگے لاحکم الا للہ کا راگ گانے اور مسلمانون کو بہکانے پھر یہی نہین کہ ایک گناہ تھا جرم تھا ہو گیا نہین یہہ گناہ تخریب ملت اسلام یہہ جرم مستند دین و ایمان امیر المومنینؑ بھی مثل ہماری اسکو کفر و ضلالت کہکر توبہ کرین تو فبہا ورنہ ہم سے بُرا کوئی نہین اعداء عدو ہم ہین کہ پھر اس پر ایسے لگر کے فقیر بنے کہ مرتے مرگئے مگر وہی تسمیہ نہ رفع ہوا فاعتبروا یا اولی الابصار حقیقت یہہ ہے کہ اہل بیت اطہار کو ہاتھ سے اُمت جفا کار کے کسیطرح آرام نہ تھا نہ یون نہ وون

امیر المومنین مدۃ العمر اس طرح پر مبتلائے بلا رہے بعد آنحضرت کے آپکی اولاد امجاد انکے ہاتھ سے نالان رہی امام حسن علیہ السلام نے انہین اصحاب غدار مکار کے ہاتھون تنگ ہوکر معاویہ کے ساتھ صلح کی تو اعتراض کیا کسلئے فرزند رسولخدا نے فاسق فاجر کی بیعت قبول کی اور اسی بات پر اُس جناب کو کافر کہنے لگے اور اس پر بھی بس نہین کیا بلکہ خیمہ امام مظلوم پر چڑھ گئے اور اُسکو لُوٹ لیا اور آنحضرت کے قتل کے درپے ہوئے چنانچہ ایک شقی نے تلوار لگائی جو پائے مبارک پر لگی۔ یہہ سلوک اُنکا سبط اکبر کے ساتھ تھا۔ اُنکے چھوٹے بھائی حضرت ابوعبداللہ الحسین نے تھوڑے ہی دلون بعد یزید پلید کی بیعت سے انکار کیا اور جنگ جہاد کے لئے کھڑے ہوئے تو جتنون نے کربلا مین اس سرور کا ساتھ دیا سب کو معلوم ہے عیان را چہ بیان

ذکر عزیمت امیر مومنان بجانب نہروان قتیصال آن نابکاران وایصال ایشان بجحیم وعذاب نیران بفضل ایزد منان

روضۃ الصفا مین منقول ہے کہ جب خبر اجتماع اس طائفہ طاغیہ کی بمقام نہروان کوفہ مین مشہور ہوکر رائے امیر مومنان ہوئی تو ایک خط اس مضمون کا لکھکر انکی جانب روانہ کیا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبِ الرَّاسِبِیِّ وَیَزِیْدَ بْنِ حُصَیْنٍ وَمَنْ تَبِعَهُمَا یہہ خط ہے بندہ خدا امیر مومنان کی جانب سے عبداللہ بن وہب راسبی اور یزید بن حصین اور اُنکے تابعین کی طرف سلام ہو تم پر **امابعد** تحقیق کہ ان دو مرد یعنی ابوموسیٰ اشعری اور عمرو عاص نے جنکی حکومت پر ہمنے رضامندی ظاہر کی تھی کتاب خدا کی مخالفت کی اور اپنے نفسانی خواہشون کی متابعت آور وہ ہدایت خدا پر کاربند نہوئے نہ اُنہون نے سنت رسولخدا پر عمل کیا نہ کتاب خدا کی موافق حکم دیا لیس ہم اُنکی حکومت سے بیزار ہیں اور اپنی پہلی رائے پر ہین اسلئے تمکو چاہئے کہ ہمارے پاس آؤ تاکہ ہم تم بالاتفاق اپنے دشمن کی جانب کوچ کرین اور اُسکے ساتھ جنگ کرین حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان حکم کرے اور وہ ہے بہترین حاکمان جب یہہ مکتوب ہدایت اسلوب اُس جناب کا خارجیون کے پاس پہنچا تو اُن ملاعین نے جواب مین لکھا **امابعد** تونے اپنے پروردگار پر غضب نہین کیا بلکہ اپنے نفس پر کیا ہے جبکہ تحکیم حکمین پر راضی ہوا (معاذ اللہ) تو کافر ہو گیا اب اگر تو اپنے گناہ سے توبہ کرے تو جو ہم سے مطلوب مقصود ہو سب قبول و منظور ہے ورنہ ہم تجھکو طریق مستقیم کی طرف عوت کرین گے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل خیانت کو دوست نہین رکھتا۔ جسوقت یہہ تحریر خارجیون کی کوفہ مین پہنچی تو امیر المومنین علیہ السلام اُنکی اطاعت سے مایوس ہوگئے اور قصد کیا کہ اُنکو اسی حال پر چھوڑکر متوجہ شام ہون اور وہان پہنچکر معاویہ کو مناسب گوشمال دین بنابرین کوفہ سے برآمد ہوکر مقام نخیلہ مین خیمہ کیا۔ اور اصحاب کو حکم دیا کہ آمادہ سفر شام ہون کسلئے کہ ہمنے عمال و حکام ولایات کو احکام بھیجے ہین اور اُنکو اپنی ہمراہی کے لئے طلب کیا ہے سب جمع ہوکر ہم شام کو روانہ ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ سپاہ کوفہ موافق ارشاد تہیہ سفر شام مین مشغول ہوئی اور اس جناب نے قاصدان بادپیما کو اطراف و جوانب ممالک محروسہ مین بھیجکر تاکید تحریر کیا کہ دوستان ہوا خواہ جسقدر جلد ہوسکے سپاہ لیکر متوجہ لشکرگاہ ہون اور ایک خط مخصوص عبداللہ بن عباس کو بمقام بصرہ کہ وہان کی حکومت اُنسے متعلق تھی لکھا کہ افواج بصرہ کو ساتھ لیکر جانب درگاہ عدالت پناہ ہو چنانچہ ابن عباس سات ہزار سپاہ بصرہ سے لیکر حاضر ہوئے اور مقام نخیلہ مین شرف دستبوس حاصل کیا اور لوگ اطراف و جوانب سے شریک عسکر نصرت اثر ہوکر قریب اسی ہزار کا مجمع ہوگیا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا مین کہ امیر المومنین عازم ملک شام تھے اور تہیہ سفر مین مشغول کہ خبر آئی کہ خوارج نے دست ظلم وستم دراز کر رکھا ہے اور کوئی دقیقہ لوٹ مار کا باقی نہین چھوڑا جو شخص یہہ خبر لایا اُس نے یہہ بھی بیان کیا کہ یہہ لوگ راہ مین عبداللہ بن خباب صحابی رسولخدا اور ایک اور شخص سے ملاقی ہوئے اور اُن سے دریافت کیا کہ تم تحکیم ابوموسیٰ اشعری اور عمرو عاص پر راضی تھے اُنہون نے کہا البتہ راضی تھے بمجرد اسکے اُن دو نو مظلومون کو تہ تیغ کیا منقال بن عبداللہ کو بھی اسی جرم مین خلعت شہادت پہنایا اور ہنوز ہمان آتش در کاسہ بدستور قتل و غارت مین مصروف ہین امیر المومنین نے

یہہ حالات سنکر حارث بن مرّہ کو نہروان کی طرف روانہ کیا کہ خبر تحقیق لاوے وہ بے گناہ بھی نہروان مین پہنچکر ان ظلمہ سفاک کے ہاتھ سے مقتول ہوا جب اخبار موحش متواتر گوش زد امرا رعالیمقدار بارگاہ حیدر کرار ہوئے تو سب نے کہا قرین مصلحت نہین کہ ان گمراہون کو اس حال پر چھوڑ کر شام کا ارادہ کیا جائے کہ پیچھے یہہ ظالم بے تکلف مسلمانون کا خون کرین اور انکا مال و اسباب لوٹ لین اور رفتہ رفتہ فساد اس گروہ بیداد کا کوفہ تک سرایت کرے پس بہتر ہے کہ اوّلاً مع اس لشکر انبوہ کے اس گروہ بے شکوہ کی طرف توجہ ہو اور اطاعت و فرمان برداری کی طرف انکو دعوت کرین اگر بقدم قبول پیش آئین تو بہتر ورنہ تیغ آبدار سے اس طائفۂ جفا کار کو راہی دار البوار کرین پھر باطمینان روانہ شام ہون یہہ رائے موافق رائے جہان آرائے حضرت امیر المومنین ہو کر منادی کو حکم ہوا کہ ندا دے کہ لشکر بجانب نہروان نہضت کرے ابو حمزہ ثمالی نے امام ہمام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین نے نہروان کا عزم کیا تو اہل کوفہ کو جمع کر کے حکم دیا کہ مدائن کی طرف روانہ ہون چنانچہ لوگ چلنے لگے لیکن شبث بن ربعی اور عمرو بن حریث اور اشعث بن قیس اور جریر بن عبد اللہ نے تعمیل حکم مین توقف کیا اور عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ چند روز بعد اپنی حوائج سے فرغت کر کے حاضر خدمت ہو جائین حضرت نے فرمایا جو قصد تمہارا ہے خوب نہین تحقیق کہ تم کوئی حاجت در پیش نہین رکھتے کہ اس تخلف کا باعث ہو بجز اسکے کہ چاہتے ہو کہ لوگون کو میری ہمراہی سے ملنے آؤ ۔ اور نیز فرمایا گویا مین دیکھتا ہون کہ قصر خورنق[1] مین تم وارد ہوا اور دستر خوان طعام کچھا ہے اور ایک سوسمار کو پکڑ کر اسکے ساتھ بیعت کی ہے اور میری بیعت سے نکل گئے ہو پس یہہ لوگ جسطرح پر کہ حضرت امیر المومنین نے خبر دی تھی وارد خورنق ہوئے اور کھانا تیار کر کے دستر خوان پر چنا اور کھانے کو بیٹھتے تھے کہ اتنے مین ایک گوہ نکلا انہون نے لڑکون سے پکڑ وایا اور شبث وغیرہ نے اسکو لیا اور اسکے ہاتھون پر اپنے ہاتھ پھیرے بعد ازان یہہ قافلہ مدائن مین پہنچکر شامل لشکر نصرت اثر ہوا امیر المومنین نے انہین دیکھکر فرمایا بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا یعنی ظالمون کے لئے برا عوض ہے حقتعالی بروز قیامت البتہ تمکو اس گوہ کے ساتھ کہ تمہارا امام ہے محشور کرے گا گویا مین دیکھتا ہون کہ تم بروز قیامت اپنے اس امام سوسمار کے ساتھ مبعوث ہوئے ہو اور وہ تمکو جہنم کی طرف کھینچتا ہے پھر فرمایا آگاہ رہو کہ اگر حضرت رسولخدا کے ساتھ منافق تھے ہر آئینہ میرے ہمراہ بھی موجود ہین قسم بخدا کہ اے شبث اور اے ابن حریث تم میرے فرزند حسین سے مقاتلہ کروگے اسیطرح مجھکو حضرت رسولخدا نے خبر دی ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ اس سے پہلے بروایت ابن شہر آشوب گذرا کہ شبث بن ربعی کو خوارج نے اپنا امیر قتال مقرر کیا تھا اور اس مقام پر اسکا امیر المومنین کے ہمراہ ہونا پایا جاتا ہے شاید اسکی وجہہ یہہ ہو کہ ابتدا خروج مین بمقام حرورا شبث مذکور خارجیون کے ساتھ ہو لیا بعد ازان جبکہ وہ نہروان کی طرف روانہ ہوئے اس نے اپنی مصلحت انسے علیحدگی مین دیکھی ہو اور انسے علیحدہ ہو کر کوفہ مین آگیا ہو چنانچہ دوبارہ جس مقام پر عبد اللہ وہب اور ذی الثدیہ کے امیر خوارج ہونے کا ذکر ہے وہان شبث کا ذکر نہین اور محتمل ہے کہ یہہ نام دو شخصون کا ہو بہرحال شبث کی شقاوت اور سوء عاقبت مین کچھہ کلام نہین وہ معرکۂ کربلا تک زندہ موجود تھا اور جیسا کہ امیر المومنین نے خبر دی تھی وہ اور ابن حریث حضرت سید الشہدا کے مقابلہ و مقاتلہ مین شریک تھے شبث بن ربعی تو لشکر عمرو بن سعد مین بروز عاشورا اسکے تمام پیادون پر امیر تھا اور عمرو بن حریث بھی سرداران عبید اللہ بن زیاد سے تھا مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین کے اصحاب مین ایک مرد نجومی تھا جب آپنے کوفہ سے جنگ خوارج کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تو اس نے عرض کی یا امیر المومنین آپ اسوقت سفر نہ کرین بلکہ دن سے تین ساعت گذرنے کے بعد سفر کرین اگر اسوقت سفر کرین گے تو آپکو اور آپکے اصحاب کو سخت تکلیف اور شدید ضرر پہنچیگا اور اس ساعت مین جسمین کہ مین کہتا ہون سفر ہوگا تو فتح و نصرت حاصل ہوگی یہہ کلام ناملائم طبع اقدس ہو کر ارشاد ہوا کہ تجھے معلوم ہے کہ میری گھوڑی کے شکم مین

---

[1] خورنق بروزن فرزدق قصر ہے دوستانہ قریب کوفہ کے جسکو نعمان اکبر نے تعمیر کیا تھا یہ لفظ معرب ہے لفظ خورنگہ فارسی کا جس کے معنی کھانا کھانے کی جگہ ہے ۱۲ کذا فی القاموس

جو بچہ ہے نر ہے یا مادہ نجومی نے کہا اگر حساب کرون تو یہ بھی بتلا سکتا ہون حضرت نے فرمایا کہ جو تیری اس بارہ مین تصدیق کرے اُس نے قرآن کی تکذیب کی حقتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ الخ یعنی بیشک خدا کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور وہ بارش برساتا ہے اور جو چیزین رحمون مین ہین اُن پر اُسکا علم محیط ہے - پھر فرمایا کہ جس علم کا تو دعویدار ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ اُسکا دعویٰ نہ رکھتے تھے - تیرا گمان یہہ ہے کہ مجھکو وہ ساعت معلوم ہے کہ اگر اُس مین سفر کو جائین تو نفع اُٹھائین اور بُری ساعت سے محفوظ رہین پس جس نے تیری اس دعوی مین تصدیق کی اُسکو نفع شدائد مین ضرورت استعانت کی خداوند عالم سے نہین اور جو تیری باتون پر یقین کرے چاہئے کہ وہ سزاوار حمد تجھکو جانے نہ اللہ تعالیٰ کو کیونکہ تو نے اپنے زعم مین اُسکو وہ وقت بتلایا ہے کہ اُس مین سفر کرنا موجب حصول منفعت و دفع مضرت ہے پس جس نے تیری تصدیق کی وہ میرے نزدیک دوسرے خدا کا قائل ہوگیا -

اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا ضَيْرَ اِلَّا ضَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا غَيْرُكَ پروردگارا کوئی شگون و فال نہین مگر وہ جو تیری جانب سے ہوا اور کوئی ضرر و نقصان نہین اِلا جو تجھ سے پہنچے اور تیرے سوا کوئی معبود نہین - پھر فرمایا اے نجومی مین تجھ سے مخالفت کرتا ہون اور اُسی ساعت مین روانہ ہوتا ہون جس مین تو نے منع کیا ہے اور فرمایا اَيُّهَا النَّاسُ علم نجوم کو نہ سیکھو مگر جسقدر کہ تاریک اوقات مین سفر دریا اور صحرا مین اعانت کرے تحقیق کہ منجم مثل کاہن کے ہے اور کاہن گناہ و معصیت مین مثل کافر کے ہے اور ملجا و ماوائے کفار بلاشبہ عذاب نار ہے قسم بخدا کہ اگر مین پھر سنا کہ تو موافق علم نجوم کے عمل کرتا ہے تو تجھکو حبس کرونگا جسوقت تک کہ مین زندہ رہون اور ہر اسباب عطایا کو تجھ پر مسدود رکھونگا تاوقتیکہ مجھکو سلطنت رہے بعد ازان جس ساعت مین نجومی نے ممانعت کی تھی اُسی مین سوار ہوئے اور خوارج پر فتح پائی - پھر فرمایا کہ اگر مین اُسوقت سوار نہوتا اور نجومی کی ممانعت سے ممتنع رہتا تو لوگ کہتے چونکہ نجومی کے کہنے کے موافق عمل کیا اسلئے فتح پائی آگاہ رہو کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے لئے کوئی منجم تھا نہ ہمارے لئے بعد آنحضرت کے ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ممالک کسریٰ و قیصر پر ہمکو مظفر و منصور کیا اَيُّهَا النَّاسُ خدا پر توکل کرو اور اُسی پر بھروسہ رکھو اسلئے کہ وہ غیر سے کافی ہے

باب چہارم حضرت امیر المومنینؑ مع لشکر ہائے جرار کوفہ سے نہروان کی طرف روانہ ہوئے اور دو فرسخ پر نہروان سے پہنچکر نزول اجلال فرمایا اور خوارج کو بذریعہ تحریر خط اپنی اطاعت کی طرف دعوت کی جب مفید نہوئی تو عبداللہ بن عباس کو اُنکے پاس بھیجا اور خود بھی ایسے مقام پر کھڑے ہوئے جہان کہ اُنکو دیکھا اور اُنکا کلام سن سکین خارجیون نے کہا یا ابن عباس ہمارے پاس بہت سے وجوہ و دلائل ہین جنسے تمہارے صاحب یعنی امیر المومنینؑ کا (العیاذ باللہ) کفر و استحقاق جہنم ثابت ہوتا ہے اوّل اُنہین سے یہہ ہے کہ جب اُنکی اور معاویہ کے درمیان عہدنامہ تحریر ہوا تو اُنہون نے اپنے نام سے امارت مومنین کو خود محو کیا جب وہ اپنے اقرار سے امیر المومنین نہ رہے تو ہم مومنین ہین ہم بھی راضی نہین کہ وہ ہم پر حکومت کرین اور ہمارے امیر ہون دوسرے اُنہون نے اپنے بارہ مین شک کیا جبکہ حکمین سے کہا کہ تم غور کرو اگر معاویہ کو اس کام کے لئے احق سمجھو تو اُسکو خلافت پر منصوب کرو ورنہ مجھکو پس جبکہ اُنکو خود اپنے معاملہ مین شک تھا کہ خلافت کے وہ مستحق ہین یا معاویہ تو ہم اس شک مین زیادہ اولےٰ ہین تیسرے اُنہون نے حکومت غیر کو دی حالانکہ ہمارے نزدیک زیادہ سزاوار حکم کے وہ تھے - چوتھے اُنہون نے دین خدا مین تحکیم رجال واقع کی اور آدمیون کو حکم کرنا اُنکو جائز نہ تھا پانچوین بعد اختتام جنگ جمل دواب و سلاح ہم پر تقسیم کئے اور عورات و اطفال کو ہم سے منع کیا - چھٹے وہ وصی رسولخدا تھے اُنہون نے وصیت کو ضائع کیا - ابن عباس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپنے گفتگو اس قوم کی سُنی اب آپ ہی اُنکے جواب کے لئے لائق تر ہین حضرت نے فرمایا یا ابن عباس اُنسے دریافت کرو کہ یہہ احکام خدا اور رسولخدا کو بھی مانتے ہین ابن عباس نے خارجیون سے دریافت کیا اُنہون نے کہا ہان قبول کرتے ہین امیر المومنینؑ نے فرمایا تو مین بھی اوّلاً اُسی امر سے شروع کرتا ہون جس سے اُنہون نے

ابتدا کی تھی پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جس زمانہ میں حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ابوسفیان و سہیل بن عمر سے صلح کی تو کاتب وحی و قضایا و شروط و امان اُس
جناب کا میں تھا پس میں نے لکھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ هٰذَا مَا اصۡطَلَحَ عَلَیۡهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَ اَبَا سُفۡیَانَ وَ سُهَیۡلِ بۡنِ عَمۡرٍو یعنی یہہ صلح نامہ ہے درمیان محمد مصطفےٰ
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ اور ابوسفیان و سہیل بن عمر کے سہیل نے کہا کہ ہم رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے اور تمہارے رسول ہونے کا اقرار نہیں رکھتے تمہارے لیے یہی
شرف کافی ہے کہ تمہارا نام صلحنامہ میں ہمارے ناموں سے مقدم لکھا جاوے گو ہم سن میں تم سے زیادہ اور میرا باپ تمہارے باپ سے بڑا تھا۔ حضرت رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ نے فرمایا کہ بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بِاسۡمِكَ اللّٰهُمَّ لکھہ میں نے موافق حکم بسم اللہ کو محو کیا اور اُسکی جگہہ بِاسۡمِكَ اللّٰهُمَّ لکھہ دیا اور لفظ رسول اللہ کو
محو کرکے بجائے اُسکے محمد بن عبد اللہ لکھا۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی تجھے بھی ایک دن ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا سو ایسا دن ہوا جب امیرے اور معاویہ اور
عمرو عاص کے درمیان صلحنامہ لکھا جانا قرار پایا تو کاتب نے لکھا یہہ صلح نامہ ہے درمیان امیر المومنین اور معاویہ اور ابن عاص کے اُنہوں نے کہا کہ اگر ہم باوجود
اس اقرار کے کہ تم امیر المومنین ہو تمہارے ساتھ جنگ کریں تو ظالم ہیں پس لکھو هٰذَا مَا اصۡطَلَحَ عَلَیۡهِ عَلِیُّ ابۡنُ اَبِیۡطَالِبٍ پس میں نے بھی جسطرح حضرت رسولخدا نے
رَسُوۡلُ اللّٰهِ کا لفظ محو کر دیا تھا لفظ امیر المومنین کو محو کیا اگر تم اس پر انکار کرتے ہو تو منکر فعل پیغمبر کے ہو خارجیوں نے کہا تمہاری حجت قوی ہے اور تم اس
سوال سے بری ہو۔ امیر المومنین نے فرمایا اور تم جو یہہ کہتے ہو کہ میں نے اپنی امامت میں شک کیا جبکہ حکمین سے کہا کہ غور کرو اگر معاویہ کو سزاوار اس امر کا پاؤ تو اُسکو
خلافت پر نصب کرو تحقیق کہ یہہ کہنا شک کی وجہہ سے نہیں تھا بلکہ ایک منصفانہ کلام تھا جو مجھہ سے سرزد ہوا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَنَا وَاِیَّاكُمۡ لَعَلٰی هُدًی اَوۡ فِیۡ
ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ یعنی میں اور تم بیشک ہدایت پر ہیں یا سخت گمراہ ہیں یہہ ارشاد باری تعالیٰ کسی شک کی وجہہ سے نہیں کسلیے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً جانتا تھا کہ اُسکا
نبی حق پر ہے خارجیوں نے کہا هٰذِهٖ لَكَ یہہ بھی تمہارے لیے ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا اور یہہ بات کہ میں نے حکومت غیر کو دی حالانکہ تمہارے خیال میں سب سے
زیادہ سزاوار حکومت میں خود تھا پس حضرت رسولخدا نے بروز بنی قُرَیۡظَه سعد بن معاذ کو حکم مقرر کیا حالانکہ وہ جناب سب سے زیادہ حکم کرنے کے لائق تھے حقتعالیٰ فرماتا
ہے لَقَدۡ کَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ کہ تمہارے لیے رسول کی نیک پیروی ہے کہا یہہ بھی درست ہے اور تم اس الزام سے بھی نکل گئے
امیر المومنین نے فرمایا اور تم جو یہہ کہتے ہو کہ میں نے دین خدا میں آدمیوں کو حکومت دی سو میں نے آدمیوں کو حکومت نہیں دی بلکہ کلام ربانی کو کہ حقتعالیٰ نے اُسکو اُس کے
اہل کے درمیان حکومت دی ہے حکم کیا ہے یعنی اصل حکم اس مقدمہ میں کلام الٰہی تھا چونکہ اُسکے سمجھنے اور اُسکے موافق حکم کرنے کے لیے ضرورت آدمیوں کی ہوئی اسلیے آدمیوں کا
دخل لازم آیا۔ حالانکہ حکومت رجال شرعاً ممنوع بھی نہیں حقتعالیٰ نے ایک طائر کے باب میں آدمیوں کو حکم کروانا چنانچہ فرماتا ہے وَمَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡکُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ
مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡکُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ ترجمہ جو قتل کرے اُسکو تم میں سے دیدہ و دانستہ پس بدلا اُسکا یہہ ہے کہ مثل اُسکی جسکو قتل کیا ہے چارپاؤں
میں سے دے حکم کریں اس بارہ میں تم سے دو صاحب عدل۔ پس مسلمانوں کے خون طائر کے خون سے عظیم تر ہیں اور پروانے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حقتعالیٰ نے
ایک مرد اور ایک عورت کی خلاف مرضی میں حکم مقرر کرنے کا حکم دیا چنانچہ فرماتا ہے فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا کہ ایک حکم مرد کے اہل سے اور
ایک حکم عورت کے اہل سے مقرر کرو خارجیوں نے کہا یہہ حجت بھی آپ کی قوی ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ تمہارا یہہ کہنا کہ بروز جمل جبکہ خدائے تعالیٰ نے ہمیں اہل بصرہ پر فتحمند
کیا تو میں نے سلاح و دواب تم پر تقسیم کیے اور زنان و اطفال سے منع کیا۔ پس میں نے اُن لوگوں پر احسان کیا او منت رکھی جیسا کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے بعد
فتح مکہ اہل مکہ پر احسان کیا تھا او منت رکھی تھی دوسرے یہہ کہ مردوں نے ہم پر بغاوت کی تھی ہم اُنکو قتل کرچکے بچوں اور عورتوں نے ہا کیا کیا تھا جو اُنکو قید کرتے علاوہ ان

تم مین سے کون ہے جو عائشہ کو اپنے حصہ مین لینا قبول کرتا خوارج نے اسکو بھی تسلیم کیا پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ تم جو یہہ کہتے ہو کہ مین وصی رسولخدا تھا مینے
وصیت کو ضائع کیا۔ پس آگاہ رہو کہ تم مجھسے پھر گئے اور بغاوت اختیار کی چاہتے ہو کہ حکومت و امارت کو مجھسے مسلوب کرو اوصیا پر لازم نہین کہ اپنی طرف
لوگون کو دعوت کرین اسکے لیے حقتعالی انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرتا ہے کہ وہ لوگون کو اپنی طرف دعوت کرین اور اوصیا کو چونکہ انبیاء علیہم السلام انکی طرف
دلالت کرتے ہین خود اپنے نفسون کی طرف دعوت کی احتیاج نہین یہہ اسکے لیے ہو خدا و رسولخدا پر ایمان رکھتا ہے روشن ہے حقتعالی فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی اللہ کا فرض ہے لوگون پر کہ خانہ کعبہ کا حج ادا کرین جو کہ زاد راہ پر استطاعت رکھتے ہون پس اگر لوگ حج کو ترک کردین
تو خانہ کعبہ کافر نہوگا بلکہ وہ لوگ ترک حج سے خود کافر ہونگے۔ اسلیئے کہ خانہ کعبہ ایک نشان منصوب من اللہ ہے اسیطرح سے مین خدا کی جانب سے ایک علم منصوب
ہون چنانچہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا یا علیؑ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ الْكَعْبَةِ تُؤْتٰی وَلَا تَاْتِیْ کہ اے علیؑ تو میری جانب سے مثل کعبہ کے ہے تیرے پاس
لوگون کو آنا چاہیئے تجھکو ضرورت نہین کہ کسیکے پاس جاوے **منقول** ہے کہ یہہ بیانات شافی و حجج کافی امیر المومنین کے سنکر لشکر مارقین مین ایک شور بلند ہوا اور
چارون طرف سے صدا اَلتَّوْبَةُ اَلتَّوْبَةُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بلند ہوئی حضرت نے علم امان ابو ایوب صحابی رسولخدا کے ہاتھ مین دیکر ایک طرف کھڑا کر دیا ابو ایوب پکار پکار کر
کہتے تھے جو کوئی اس نشان کی طرف آئے یا اس مجمع سے علیحدہ ہو جائے امان مین ہے پس آٹھ ہزار مرد خوارج سے اپنے عقیدہ سے تائب ہو کر لوٹ آئے ما بقی چار ہزار
اپنے انکار پر مصر رہے یہانتک کہ امیر المومنین نے انکو تیغ صاعقہ بار سے فی النار کیا جندب بن زہیر ازدی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جب خارجیون نے علیؑ سے
مخالفت کی اور ہم انسے لڑنے کو نہروان کو روانہ ہوئے تو راہ مین ایک مقام پر میرے دل مین شک پیدا ہوا کہ یہہ سب لوگ برادران مسلم ہین جو کل ہمارے ساتھ تھے
اب ہم انسے جنگ کے لیے جاتے ہین یہہ سوچ کر مینے اپنے گھوڑے کی باگ روکی اور اس پر سے اترا اور ایک جگہہ نیزہ گاڑ دیا اور ڈھال رکھکر زرہ اس پر پھیلا دی
اور مشغول نماز ہوا اور دعا مانگتا تھا کہ پروردگارا اگر اس قوم کے ساتھ جنگ کرنا متضمن تیری رضامندی اور خوشنودی کا ہے تو میرے لیے کوئی علامت اسکی حقیقت
کی ظاہر کر اور جو تو اس سے ناخوش ہے تو مجھکو محفوظ رکھ ابھی یہہ دعا تمام نہوئی تھی کہ امیر المومنین بغلۂ حضرت رسولخدا پر سوار وہان تشریف لائے اور میرے پاس ہی
ایک جگہہ اتر کر پانی وضو کے لیے طلب کیا اور وضو کرکے مشغول نماز ہوئے اتنے مین ایک سوار ہراول لشکر کا نہروان کی طرف سے آیا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ
بشارت ہو کہ خوارج نہروان سے عبور کر گئے پھر دوسرا سوار گھوڑا دوڑائے پہنچا اور پہلے کی طرح بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ انہون نے عبور نہین کیا اور نہ کرین گے
بلکہ وہ یہانسے اسی طرف مقتول ہونگے اور دس سے زیادہ ہم سے قتل نہونگے اور دس سے زیادہ انسے سلامت نہ رہین گے نہ مین جھوٹ کہتا ہون نہ جھوٹ مجھسے
کہا گیا ہے لوگ یہہ سنکر متعجب تھے اور مین دل مین کہتا تھا کہ جو کچھ یہہ کہتے ہین اگر صحیح ہے تو مجھکو اور دلیل کی حاجت نہین اور بروایتے اس نے کہا کہ مین علیؑ کے
قریب رہونگا اگر قوم نہر سے گزر گئی ہوگی تو اپنے اس نیزہ کی نوک کو انکی آنکھ مین داخل کردونگا یہہ علم غیب کا دعوے رکھتے ہین اسی اثنا مین ایک اور سوار
آیا اور عرض کی یا امیر المومنین خوارج نے ہنوز عبور نہین کیا اور وہ نہر سے اسی طرف پڑے ہوئے ہین پس حضرت نے نماز ظہر کو جماعت سے پڑھکر وہان سے
کوچ کیا **راوی** کہتا ہے کہ مینے پکار کر کہا کہ مجھسے پہلے کوئی پل کی طرف نہ جائے پھر گھوڑا دوڑا کر اول مین وہان پہنچا دیکھا تو واقعی خارجیون نے عبور نہین
کیا تھا میرے دل مین جو شک تھا زائل ہوگیا اور آٹھ خارجیون کو مینے اپنے ہاتھ سے واصل جہنم کیا۔ اور پھر اپنے گھوڑے سے اتر کر حضرت امیر المومنین کی خدمت
مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھکو آپکے بارہ مین شک ہوا تھا اب توبہ کرتا ہون اس سے آپکے اور حقتعالی کے سامنے میرا قصور معاف کیجیے آپنے فرمایا

اللہ تعالیٰ غافر الذنوب ہے یہہ کہکر اُسکے لئے استغفار کیا۔ روضۃ الصفا مین تحریر ہے کہ جب شاہ ولایت نے جانا کہ تیغ تیز کے سوا ان گمراہون کا تصفیہ فیصل نہین
ہوسکتا آراستگیِ لشکر ظفر پیکر مین مشغول ہوئے میمنہ سپاہ کو حجر بن عدی بن حاتم طائی کے وجود سے زینت بخشی اور میسرہ پر شیث بن ربعی کو مقرر کیا اور سوارون کا سالار
ابو ایوب انصاری کو مقرر فرمایا پیادون کی حکومت ابو قتادہ کو عطا کی۔ اُس طرف سے خوارج مخذول نے بھی اپنی فوجین مرتب کین میمنہ لشکر کا یزید بن حصین کے
وجود نحس سے ملوث ہوا میسرہ شریح بن ہانی کے اہتمام مین سپرد ہوا حرقوص بن زہیر نے سوارون کی ریاست قبول کی حکومت پیادگان پر عبداللہ بن الکوا تعین
ہوا یہہ روایت روضۃ الصفا کی ہے مگر ابن الکوا کے بارہ مین قول معتبر کہ مفاد اکثر احادیث و روایات کا ہے وہی ہے جو پیشتر مذکور ہوا کہ وہ قبل از وقوع جنگ
نہروان مقام حرورا مین اپنے عقائد فاسدہ سے تائب ہو کر شامل سپاہ ظفر پناہ ہوگیا تھا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **منقول** ہے کہ بعد تسویہ صفوف امیر المومنین نے
ارشاد کیا تھا کہ افواج منصورہ سے کوئی جنگ کی طرف پیش قدمی نہ کرے جبتک کہ دشمن کی طرف سے ابتدا نہو راوی کہتا ہے کہ خارجیون نے چند تیر ہماری
جانب پھینکے ہم نے یہہ خبر امیر المومنین کی خدمت مین عرض کی فرمایا تم ابھی توقف کرو پھر دوسری مرتبہ اُدھر سے تیر آئے دوبارہ عرض حال کر کے اجازت پیکار چاہی پھر
اُس بحر علم کان حلم سے وہی جواب ملا جو پہلے ملا تھا۔ یہانتک کہ تیسری بار پھر خارجیون نے تیرون کی بوچھاڑ کی اُسوقت فرمایا اَلْاٰنَ طَابَ لَکُمُ الْقِتَالُ فَاحْمِلُوْا عَلَیْہِمْ
اب تمہارے لئے جہاد روا ہے حملہ کرو اس قوم نابکار پر پھر قریب صف تشریف لائے اور فرمایا کوئی ایسا ہے کہ یہہ قرآن مجید مجھسے لے اور اس قوم جفاکار کی طرف
جا کر اُنکو کتاب خدا اور سنت حضرت رسول خدا کی طرف دعوت کرے اور درجۂ شہادت پر فائز ہو کر بہشت جاودان اپنے لئے حاصل کرے۔ کسی نے اسکا جواب نہ دیا
اِلّا ایک جوان رعنا قبیلۂ بنی عامر بن صعصعہ سے خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین یہہ خدمت مجھکو دیجئے حضرت کو اُسکی جوانی پر رحم آیا فرمایا کہ تو ٹھہر جا
اور پھر اُسی کلام متین کا اعادہ کیا پھر بھی سوا اُس جوان صالح کے لشکر منصور سے کسی کو جرأت نہوئی کہ بقدم قبول پیش آوے حضرت نے قرآن اُس جوان کو دیا
اور خارجیون کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ اس مین شک نہین کہ تو مقتول ہوگا جوان حامل القرآن اُس فرقۂ ضالہ کی طرف راہی ہوا اور اُنکے قریب پہنچکر اُنکو آواز
دی پھر دستۂ آواز کے چارون طرف سے خارجیون نے اُس مظلوم کو گھیر لیا اور تیر اُس بے گناہ پر یہانتک برسائے کہ کثرت تیر و پیکان سے تن نازنین اُسکا مثل جسم سیہہ کے
ہو گیا تھا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ایک روایت مین ہے کہ آپ نے قبل شروع جنگ خارجیون سے عبداللہ بن خباب کا ذکر کر کے اُنکے خون کا اقرار چاہا سب نے بالاتفاق اقرار
کیا کہ ہمنے اُسکو قتل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ فرقہ فرقہ اور گروہ گروہ علحدہ ہو کر اسکا اقرار کرین خارجیون نے ایسا ہی کیا۔ اور حسب خواہش آنحضرت کے فرقہ فرقہ نے
علحدہ اسکا اقرار کیا اور کہا کہ ہم تم کو بھی اسیطرح قتل کرینگے جسطرح کہ اُسے کیا تھا۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر تمام عالم اسطرح اُس مظلوم کے قتل کا اقرار کرے
اور مجھکو اُنکے قتل کی قدرت ہو تو البتہ سب سے جنگ کرون یہہ کہکر اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حملہ کرو اس قوم جفاکار پر کیونکہ مین اول ہون حملہ کرنے والون
سے اور ذوالفقار کھینچکر تین مرتبہ اُن پر عظیم حملے کئے ہر مرتبہ تلوارین مارتے تھے یہانتک کہ تیغ کثرت ضربات سے ٹیڑھی ہو جاتی۔ تو حضرت معرکۂ جنگ سے علحدہ ہوتے اور
اپنے گھٹنون سے اُسکو سیدھا کرتے اور پھر حملہ آور ہوتے یہانتک کہ اُنکو نیست و نابود کر دیا کہتے ہین کہ گروہ مخذول سے سب سے اول جس نے معرکۂ جنگ مین قدم بڑھایا
وہ اخنس بن عزیز طائی تھا عجب حالت ہے کہ یہہ شخص معرکۂ صفین مین جان نثاران خاص جناب مرتضوی مین داخل تھا اور بہت سے کارہائے نمایان اُسکے ہاتھ سے
وہان ظاہر ہوئے کتنے ہی مخالفین اُسکی تیغ تیز سے بیجان ہوئے اب سب سے پہلے اُس نے سفر جہنم کے لئے اپنی کمر کو چست باندھا اور صفین چیر کر دو لشکرون کے
درمیان آیا اور دلیرانہ کمر بستہ ہو کر چند شعر متضمن اپنے مناقب و مفاخر کے پڑھے پھر مثل شیر دلاور لشکر منصور پر حملہ آور ہو کر صف در صف کو برہم کرتا ہوا دوسری جانب لشکر کے

نکل گیا۔ حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے جب یہہ جرأت اُس بیحیا کی مشاہدہ کی تو بنفسِ نفیس اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور ایک ضربِ ذوالفقار اُسکو ماری سے
سبکدوش فرمایا اور روضۃ الصفا میں جو لکھا ہے کہ اول مرتبہ وہ ضربتِ حیدری کے صدمہ سے زمین پر گر کر پھر سنبھل کر سوار ہوا اور حضرت کے مقابل ہوکر چاہتا تھا کہ وار کرے
حضرت نے پیشدستی کر کے اُس پر دوسری ضرب لگائی اُس سے اُسکا کام تمام ہوا بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتا کسلیئے کہ مشہور ہے کہ منجملہ معجزات جنابِ مرتضوی کے ایک
یہہ بھی معجزہ تھا کہ جب آپ ایکبار وار کرتے تھے احتیاج دوسرے کی وہان باقی نہ رہتی تھی چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغت میں لکھا ہے وَلَا بَارَزَ
أَحَدًا إِلَّا قَتَلَهُ وَلَا ضَرَبَ ضَرْبَةً قَطُّ فَاحْتَاجَتِ الْأُولٰى إِلَى الثَّانِيَةِ کہ لڑائی میں آپ کیکے مقابل نہیں ہوئے مگر یہہ کہ اُسے قتل کیا اور کبھی
کوئی ضربت نہیں لگائی کہ دوبارہ لگانے کی حاجت رہی ہو۔ بعد اُسکے حرقوص بن زہیر تمیمی معروف بہ ذوی الثدیہ نے قصدِ ستیز کیا اور گھوڑا اُٹھا کر مقابلِ شیرِ خدا ہوا
جونہیں چاہتا تھا کہ اُس جناب پر ہاتھ بڑہائے کہ یکہ تازِ میدانِ ہل اتیٰ نے پیشدستی کر کے ایک تلوار ایسی اُسکے سرِ نحس پر لگائی کہ سر اُسکا دو نیم ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور لگام اُسکے ہاتھ
سے چھوٹ کر گھوڑا اُسے لیکر بھاگتا تھا یہانتک کہ میدان سے دور کنارہ نہروان پر ایک خراب گڑھے میں ڈالدیا جہان سے وہ سیدھا جہنم کو پہنچ گیا پھر مالک بن الوضاح ذوی الثدیہ کا
چچازاد بھائی امیر المومنین کے سامنے آیا اور بضربِ یداللّٰہی جانِ عزیز مالکِ جہنم کے سپرد کی جب عبداللہ بن وہب راسبی نے کہ خمیر مایۂ فتنہ و فساد اور راس رئیس قوم بیداد کا تھا
صورتِ حال کو مشاہدہ کیا تو روز روشن اُسکی آنکھوں کے آگے تیرہ و تار ہوگیا اور دنیا تاریک معلوم ہونے لگی صف سے باہر آکر پکارا کہ یا ابن ابیطالب کب تک دستِ تعدی دراز
کرکے بندگانِ خدا کو ہیجان کریگا اب میرے ساتھ جنگ کر کہ حملۂ مردان اور دستبرد گردان کو ملاحظہ کرے قسم بخدا کہ میں اس معرکہ سے قدم باہر نہ رکھونگا جبتک کہ تجھکو
قتل نہ کرون یا خود جام شہادت نوش کرون اور یہہ اشعار بطور رجز زبانِ نحس پر جاری کیئے ؎ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِي الشَّارِي[97] ؎ أَضْرِبُ فِي الْقَوْمِ لِأَخْذِ الثَّارِ ؎ حَتّٰى
يَزُولَ دَوْلَةُ الْأَشْرَارِ ؎ وَتَرْجِعَ الْحَقُّ إِلَى الْأَخْيَارِ ؎ میں ہون فرزند وہب راسبی کہ خریدا ہے یعنے دین کو دنیا بیچ کر۔ میں قوم مخالف میں تلوارین مارونگا عوض خون لینے
کے لیئے یہانتک کہ اشرار کی سلطنت زائل ہوجائے اور حق نیکون کی طرف رجوع کرے یہہ کلام اُس نافرجام کا سنکر امیر المومنین متبسم ہوئے اور فرمایا ہلاک کرے اُس کو خدا تعالیٰ
یہہ مرد کسقدر بیحیا ہے حالانکہ مجھکو خوب پہچانتا ہے کہ ابتدائے سنِ شعور سے تیغ و سنان سے اُلفت رکھتا ہون پھر مجھکو اپنی مبارزت کے لیئے طلب کرتا ہے مگر اپنی زندگی سے
سیر ہوگیا ہے اور جانِ شیرین سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے یہہ کہکر اُس نابکار کو قتل کیا ابن وہب کے قتل ہوتے ہی سپاہ منصور چارون طرف سے ٹوٹ پڑی اور تھوڑی ہی دیر مین
خارجیون کا قضیہ فیصل ہوگیا راوی کہتا ہے کہ صبح کو لڑائی شروع ہوئی تھی اور ابھی دوپہر پوری نہ ہوئی تھی کہ ہم خوارج سے فراغت حاصل ہوگئی اور بہت کچھ مالِ
غنیمت لشکرِ نصرت اثر کے ہاتھ لگا چار ہزار خارجی جو معرکۂ کارزار میں موجود تھے سب کے سب طعمۂ تیغ بیدریغ ہوئے الّا نو آدمی اُن میں سے کہ جان بچا کر بھاگ نکلے اور
جسکو جس طرف راہ ملی چلا گیا۔ چنانچہ دو نے اُن سے خطۂ خراسان کو ملوث کیا اور سیستان وغیرہ میں اُنکی نسل پھیلی اور دو عُمان میں جاکر سکونت پذیر ہوئے اور وہان اُنکی
اولاد باقی رہی اور دو یمن میں پہنچے اور وہان اُنکی اولاد اباضیہ کے نام سے مشہور ہوئی اور دو جزیرۃ العرب میں کنارہ فرات پر جاکر مقیم ہوئے اور باقی ایک تل مورون
اور لشکر امیر المومنین سے صرف نو شخصون نے جام شہادت نوش کیا اسامی اُنکے یہہ ہیں۔ رویبہ بن وبرہ بجلی رفاعہ بن وائل ارحبی فیاض بن خلیل ازدی کیسوم بن سلمہ جہنی
حبیب بن عاصم ازدی اور چار اور شخص اور یہہ امر معجزات متواترات اُس جناب سے ہے کسلیئے کہ بروایتِ مخالف و مؤالف قبلِ وقوعِ معرکہ زبانِ معجز بیان سے

[97] شاری کے لغوی معنی خرید کرنیوالے کے ہیں مشتق شرا سے جو بمقابلہ بیع کے ہے لیکن خارجیون نے اسکو اپنا لقب قرار دیا تھا اسلیئے کہ اُنھون نے اپنے زعمِ فاسد میں دنیا کو بیچ کر دین کو خرید کیا تھا یا امامانِ جور سے جدا ہوکر اپنے آپکو جنت کے لیئے خریدا تھا جمع اُسکی شُراۃ آتی ہے جیسے قاضی کی جمع قضاۃ ۱۲ منہ عفی عنہ عُمان کہبان شہر ہے سمت شام ۱۲ منتہی الارب

گذرا تھا نقتلھم ولا یقتل منا عشرۃ ولا یسلم منھم عشرۃ کہ بتایید الٰہی ہم انکو قتل کریں گے اور ہم سے دس نفر مقتول نہ ہونگے اور انکے دس آدمی زندہ نہ بچیں گے۔ سنّی و شیعہ نے اپنی اپنی کتابوں میں متعدد طریقوں سے روایت کی ہے کہ جب خوارج مخذول بالکل نیست و نابود ہو چکے اور سوائے ان چند نفر مذکور کے جو فرار ہوئے کوئی متنفس ان میں باقی نہ رہا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ چند آدمی جائیں اور جماعت کشتگان میں مرد مخدج یعنی کوتاہ دست کو کہ اسکی چھاتی پر کچھ گوشت زائد مثل پستان عورت کے ہے تلاش کریں لوگ حسب الارشاد ڈھونڈنے لگے ہرچند تمام لاشوں کو لوٹ پوٹ کر دیکھا مگر کوئی آدمی اس وصف صورت کا نظر نہ آیا آپنے فرمایا نہ میں جھوٹ کہتا ہوں نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے دراز گوش حضرت رسولخدا کو میرے لئے حاضر کرو پس حضرت اس پر سوار ہوئے اور لوگ حضرت کے ہمراہ تھے ایک ایک لاش کو اٹھواتے اور ملاحظہ کرتے یہانتک کہ چالیس لاشوں کے تلے سے اسکو نکالا اور بروایتے آپنے فرمایا کہ بغلہ رسولخدا میرے لئے لاؤ کہ وہ خود مجھکو ذی الثدیہ تک پہنچا دیگا پس اس پر سوار ہوکر اسکی لاش تک پہنچ گئے۔ اور یزید بن رویم کہتا ہے کہ بروز نہروان امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آج چار ہزار خوارج کہ منجملہ انکے ذی الثدیہ ہے مقتول ہونگے۔ جب تمام خوارج فیصل ہو چکے اور آپ لاش ذی الثدیہ کی تلاش کے لئے سوار ہوئے تو میں بھی حضرت کے ہمراہ تھا فرمایا کہ چار ہزار گھاس کے تنکے ہم پہنچاؤ میں گھاس کے تنکے کاٹ لایا اور حسب الحکم ہر لاش پر ایک تنکا رکھتا تھا اور حضرت میرے پیچھے اور تمام مجمع صحابہ کا آپ کے ہمراہ چلا آتا تھا یہانتک کہ میرے ہاتھ میں صرف ایک تنکا باقی رہ گیا میں نے حضرت کی طرف نگاہ کی تو آثار تغیر چہرۂ مبارک سے نمایاں تھے فرمایا ماکذبت ولا کذبت نہ میں جھوٹ بولتا ہوں نہ جھوٹے سے میں نے سنا ہے اتنے میں ایک خراب گڑھے پر پہنچے جہاں کہ پانی بھرا ہوا تھا حضرت نے فرمایا کہ اسکے اندر تلاش کر میں نے اس میں اتر کر دیکھا تو ایک لاش مجھے وہاں محسوس ہوئی ہاتھ جو ڈالا تو ایک پیر اسکا میرے ہاتھ میں آیا باہر نکال کر پکارا کہ یہ آدمی کا پیر ہے حضرت یہ دیکھ کر جلد خچر سے اترے اور دوسرا پیر پکڑ کر ہم دونو نے کھینچا تا بہت لاش کو باہر نکالا دیکھا تو وہی لاش مخدج لعین کی تھی امیر المومنین علیہ السلام نے مسرور ہوکر باواز بلند تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی جو حضرت کے ہمراہ تھے تکبیر کہی۔ راوی کہتا ہے کہ گویا میرے سامنے ہے کہ وہ ایک مرد سیاہ رنگ بدبو ہے اسکے صدر میں ایک پارہ گوشت زائد موجود ہے اگر اسے کھینچتے ہیں تو مثل ہاتھ کے دراز ہو جاتا ہے اگر چھوڑ دیتے ہیں تو سمٹ کر صاف ثدئے یعنی پستان عورت کی شکل معلوم ہوتا ہے اور اسکے سر پر چند بال سخت ہیں جیسے کہ بلی کے موہنہ پر ہوتے ہیں خلاصہ یہ کہ جوقت ذی الثدیہ کی لاش ملی تو تمام لشکر اور امیر المومنین کو کمال مسرت ہوئی اس پارۂ گوشت زائد کو کاٹ کر ایک نیزہ پر نصب کیا اور حضرت باواز بلند فرماتے تھے صدق اللہ تعالیٰ وبلغ رسولہ کہ حق تعالیٰ نے راست فرمایا اور اسکے رسول نے درست پہنچایا۔ اور اس کلمہ کا تکرار کرتے تھے اور اصحاب بھی آپ کے ساتھ کہتے تھے تا کہ عصر کے وقت سے مغرب کا وقت آگیا +

نقل کلام بلاغت نظام

نہج البلاغت میں ہے کہ بروز نہروان ہنگام مرور بر کشتگان خوارج امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بؤسا لکم لقد ضرکم من غرکم تمہارا برا ہو ضرر پہنچایا تمہیں جس نے کہ تمکو بہکایا۔ لوگوں نے عرض کی یا امیر المومنین کسنے انکو بہکایا۔ فرمایا الشیطان المضل والانفس الامارۃ بالسوء وفسحت لھم فی المعاصی ووعدتھم الاظہار فاقتحمت بھم النار شیطان گمراہ کنندہ نے اور انکے نفسوں نے جو ہمیشہ انکو برائی کی طرف حکم کرتے ہیں اور بہکایا انکو ساتھ امیدہائے دور دراز کے اور وسعت دی باب گناہاں کو ان پر اور وعدہ کیا فتح کا اور مددگاری کا پس داخل کیا انکو عذاب جہنم میں۔ اور نیز نہج البلاغہ میں ہے کہ جب خارجی قتل ہو چکے تو کسی نے عرض کی یا امیر المومنین یہ قوم تمام ہلاک ہو گئی فرمایا کلا واللہ انھم نطف فی اصلاب الرجال وقرارات النساء کلما نجم منھم قرن قطع حتی یکون آخرھم لصوصا سلابین ہرگز نہیں قسم بخدا وہ مردوں کے پشتوں اور عورتوں کے رحموں میں موجود ہیں جب کوئی گروہ انکا اٹھے گا قتل کیا جائیگا تا اینکہ آخر میں وہ چور اچکے رہ جائینگے روایت ہے کہ خارجیوں سے کچھ لوگ اس لڑائی میں حاضر نہیں ہوئے اور امیر المومنین نے ان پر دست قدرت نہیں پایا اور نو شخص ان سے جان

بجائے اسکے یہہ سب دور دراز ملکوں میں جاکر آباد ہوئے اُن ملکوں اور شہروں میں اُنکے بدعتیں ظاہر ہوئیں اور قریب بیس فرقہ کے اُنکے ہو گئے چنانچہ بڑے بڑے فرقے اُنکے یہہ چند فرقے ہیں **ازارقہ** نافع بن ازرق کے اصحاب وہ سب سے بڑا فرقہ تھا اُنہوں نے عبداللہ زبیر کے زمانہ میں اہواز اور کچھ حصہ فارس اور کرمان کا تسخیر کر لیا تھا **نجدات** جنکا رئیس نجدہ بن عامر حنفی تھا **بیہسیہ** ابو بیہس ہیصم بن جابر کے صحاب تھے جو حجاز میں تھا اور ولید کے زمانہ میں قتل ہوا **عجاردہ** عبدالکریم بن عجرد کا گروہ تھا **اباضیہ** عبداللہ بن اباض کے اصحاب جو مروان بن محمد کے زمانہ میں مارا گیا **ثعالبہ** ثعلبہ بن عامر کے صحاب ہر ایک فرقہ کے تحت میں چند فرقے ہوئے اور اُنکے رئیس کون کون تھے کس کس نے اُنکو قتل کیا یہہ سب حالات کتب مبسوطہ تاریخ میں مذکور ہیں۔ زیادہ تر جنکے ساتھ اس فرقہ خوارج کے جنگ جدال رہے وہ مہلب بن ابی صفرہ اور اُسکی اولاد تھی جو انیس۱۹ برس تک اُنسے لڑتے رہے آخر حجاج کے زمانہ میں اُنکا خاتمہ کیا۔ انجام کار جب یہہ لوگ بہت ہی تباہ اور خستہ ہو گئے تو اطراف اصفہان و اہواز و نواح عراق میں چوری اور قزاقی سے بسر اوقات کرتے تھے جیسا کہ امیر المومنینؑ نے اُنکے حال سے خبر دی تھی۔ نیز نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت نے فرمایا لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِیْ فَلَیْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَاَخْطَاَهُ کَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَاَدْرَکَهٗ خلاصہ ترجمہ یہہ کہ میرے بعد خارجیوں کو قتل نہ کرو کسلئے کہ جو طلب حق کرے اور اس میں اُس سے خطا واقع ہو وہ اُسکی مانند نہیں جو باطل کو طلب کرے اور اسکو پا لیوے مراد اس سے معاویہ اور اُسکے صحاب ہیں کیونکہ وہ بغیر کسی شک و شبہ کے آنحضرت کی امامت سے انکار کرتے تھے بخلاف خارجیوں کے اور نیز معاویہ اور اُسکے اصحاب کی طرح وہ فاسق و فاجر بھی نہ تھے بلکہ بیشتر اُنکے عابد زاہد اور احکام شرعیہ کے ظاہرا پابند تھے **مجلسی** علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شاید مراد اس کلام سے کہ خوارج کو قتل نہ کرو معاویہ کے زمانہ تک کی ممانعت ہو کسلئے کہ اوّل اُس پر جہاد کرنا ضروری تھا کہ وہ ملعون سب کرتا تھا آنحضرت کی اور جمعہ و عیدین کو سر منبر حضرت سے بیزاری چاہتا تھا **حکایت** **دوم** راوندی بحار میں نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے نہروان میں نزول کیا تو جمیل بن بصبہری کاتب نوشیروان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ ہنوز زندہ و سلامت ہے حضرت نے اُسکو بلوایا حاضر ہوا تو دیکھا کہ اُسکے ہوش و حواس بجز بینائی کے سب درست ہیں اور وہ ذہن صافی و طبع کامل رکھتا ہے پوچھا اے جمیل تیرے نزدیک انسان کو کیسا ہونا چاہیے اُس نے کہا کہ لازم ہے کہ دوست کم اور دشمن بہت رکھتا ہو فرمایا تو نے عجیب بات کہی لوگ اسکے برخلاف کثرت احباب کو دوست رکھتے ہیں کہا اُنکا گمان غلط ہے جب بہت سے دوست کسی کام میں سعی کرتے ہیں وہ کام خراب ہو جاتا ہے مثال اسکی کشتی ہے کہ ملاحوں کی کثرت سے غرق ہو جاتی ہے حضرت نے فرمایا کہ خیر تو نے اسکا تجربہ کیا ہو گا تجھے صواب معلوم ہوا ہو گا لیکن دشمنوں کی کثرت سے کیا فائدہ ہے یہہ تو بیان کر کہا یہہ اسلئے کہ جب دشمن بکثرت ہوتے ہیں تو آدمی خبردار ہوشیار رہتا ہے بات کہتا ہے تو خوب سوچ سمجھکر کام کرتا ہے تو بکمال احتیاط کہ مبادا کوئی گرفت و مواخذہ کرے پس اس سبب سے ہمیشہ خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ رہتا ہے حضرت امیر المومنینؑ نے اُسکی بات کو پسند فرمایا **انقل لطیف** کتاب ارشاد القلوب میں مروی ہے کہ ایک رات امیر المومنینؑ مسجد کوفہ سے نکلکر دولت سرا کیطرف جاتے تھے اور کمیل بن زیاد کہ شیعیان ابرار و محبان جان نثار بارگاہ حیدر کرار سے تھے اُسوقت آپکے ہمراہ تھے اثنائے راہ میں ایک مکان کے دروازہ سے حضرت کا گزر ہوا کہ ایک شخص اُس میں بآواز حزین و دردناک قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا اور اُسوقت یہہ آیہ شریفہ اُسکی زبان پر تھی اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ **ترجمہ** یا وہ شخص کہ دعا مانگتا ہے تمام رات سجدہ کرتے ہوئے اور خوف رکھتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی کہہ تو دے محمد آیا برابر

اہواز بلاد مشہورہ میں نواح بصرہ میں کہتے ہیں کہ اہواز سات شہر ہیں کہ ہر شہر کا اُنکے علحدہ نام مشہور ہے ۱۲ مجمع البحرین

ہوتے ہیں اہل علم اور وہ لوگ جو نہیں جانتے - اس بات کو یاد نہیں کرتے مگر صاحبان عقل - کمیل کو اُسکی حالت بہت خوب معلوم ہوئی اور بغیر اسکے کہ زبان سے کچھ
کہے دل ہی دل میں اُسے بہت پسند کیا امیر المومنین نے کمیل کی طرف مڑ کر فرمایا یا کمیل تجھکو اس شخص کا پڑھنا پسند آوے تحقیق کہ یہہ مرد اہل جہنم سے ہے کمیل حضرت امیر المومنین
کے اس انکشاف سے اور اُس شخص کی نسبت دخول جہنم کی شہادت سے حیران تھے اسلئے کہ حالت ظاہری اسکی بالکل منافی اس گواہی کے تھی بعد ازان مدت دراز گذری
تا اینکہ قضیہ خوارج پیش آیا اور امیر المومنین نے ان اشقیا سے جنگ کر کے اُنکو قتل کیا اُسوقت آپ ایک مقام پر کھڑے تھے اور شمشیر خون چکان جس سے اُنکا خون ٹپکتا تھا آپکے
ہاتھ میں تھی - اور کمیل بھی سامنے ایستادہ تھے حضرت نے سر تلوار کو ایک سر پر اُن سروں سے رکھکر فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا الخ یعنی اے
کمیل یہہ وہی شخص ہے جو اُس رات اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرتا تھا اور تجھکو اُسکا پڑھنا بہت پسند آیا تھا - کمیل نے پائے مبارک امام کو بوسہ دیا اور استغفار
کی **مجلسی** علیہ الرحمہ کتاب زاد المعاد میں بیان فضائل نوروز میں لکھتے ہیں اور اسی روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام خوارج نہروان کے ساتھ جنگ
کر کے اُن پر مظفر و منصور ہوئے اور سر گروہ اُنکا معروف بذی الثدیہ اسی روز مقتول ہوا اور بحار میں مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کرتے ہیں کہ یہہ واقعہ
۹ صفر المظفر ۳۸ ہجری میں واقع ہوا **ذکر بعضے از معجزات آن سرور کہ در وقت مراجعت در راہ کوفہ ظاہر
شدہ** شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام جنگ نہروان سے واپس تشریف لاتے تھے تو اُنکا گذر زمین
براثا پر ہوا فرمایا تحقیق کہ یہہ ارض براثا ہے یہاں سے گزر جاؤ کہ اس سے علحدہ ہو جائیں کسلئے کہ در آنا اس میں اور دھنس جانا اقرب ہے بہ نسبت در آنے میخ
کے نکالے یعنی بھوسی میں پھر آگے بڑھکر ایک مقام پر دریافت کیا کہ اس زمین کو کیا کہتے ہیں صحابہ نے عرض کی کہ ارض نحر کہتے ہیں فرمایا زمین شور ہے اس سے
دہنی جانب کو ہو جاؤ جب دہنی جانب کچھ دور چلے تو ایک راہب سے ایک صومعہ میں ملاقات ہوئی امیر المومنین نے فرمایا اے راہب میں یہاں پر نزول
کروں اُس نے کہا مع لشکر یہاں نزول نہ کرنا کسلئے کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ مع لشکر اس زمین پر نہیں اُتر سکتا مگر نبی یا وصی نبی کہ راہ خدا میں جہاد
کرے حضرت نے فرمایا اے راہب میں وصی سید الانبیا ہوں اور بہتر اوصیا ہوں راہب نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ تم اصلع[1] قریش ہو وصی محمد مصطفی ہو
فرمایا ہاں میں وہی ہوں یہہ سنکر راہب اپنے عبادت خانہ سے نیچے اُترا اور عرض کی مجھکو شرائع اسلام تلقین کیجیے کہ میں تمہارے اوصاف انجیل میں پاتا ہوں
اور آپ ارض براثا خانہ مریم اور ارض عیسیٰ پر وارد ہونگے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا خاموش رہ اور ہمکو کسی بات کی خبر دے پھر ایک مقام پر تشریف
لائے اور فرمایا کہ اس جگہہ کو کھودو وہیں پائے مبارک اُس جگہہ مارا تو ایک چشمہ آب جوش مارنے لگا فرمایا یہہ وہی چشمہ ہے کہ حضرت مریم مادر عیسیٰ کے لئے نکلا تھا
پھر فرمایا کہ اس سے سات ہاتھ پر زمین کو کھودیں وہاں کھودا تو ایک سفید پتھر اُس جگہہ سے بر آمد ہوا فرمایا کہ یہہ وہی مقام ہے کہ جہاں حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو
اپنے شانہ سے اُتارا تھا اور نماز ادا کی تھی پس امیر المومنین نے اُس جگہہ پتھر نصب کیا اور اُس پر نماز پڑھی اور چار روز تک وہاں قیام فرمایا اور نماز کو تمام پڑھتے تھے
اور اہل حرم کو وہاں سے خیمہ میں علیحدہ ایک آواز کی دوری پر اُتارا اور فرمایا کہ یہہ زمین براثا مکان مریم ہے یہی موضع مقدس ہے جہاں انبیا نے نماز پڑھی تھی
حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں ہمکو معلوم ہے کہ اُس مقام پر قبل عیسیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی ہے - اور بحار الانوار میں جویریہ بن
مسہر سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ جب ہم نے بعد معرکہ نہروان امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مراجعت کی اُثنا راہ میں ہمارا گذر زمین بابل پر ہوا نماز عصر کا

[1] اصلع ہونے سے رفتگی بال سر اگلی طرف مراد ہے ۱۲

وقت قریب آگیا تھا امیر المومنین علیہ السلام سواری سے اُترے اور سب لوگ آپکے ہمراہ اُترے فرمایا ایہا الناس یہہ ارض ملعونہ ہے تین مرتبہ عذاب الٰہی اس پر نازل ہو چکا ہے اور وہ بھی مؤتفکات سے ہے اور اوّل مقام ہے جسپر بُت پرستی واقع ہوئی حلال نہین نبی اور نہ وصی نبی کو کہ اس جگہ نماز پڑھے پھر حکم دیا کہ لوگ راہ سے دہنی بائین جانب ہٹکر اُترین پس اُترکر مشغول نماز ہوئے لیکن امیر المومنین اپنے استر رسولخدا پر سوار ہوکر ایک سمت کو روانہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ مینے کہا قسم بخدا کہ مین انکے ساتھ جاؤنگا اور آج نماز آنحضرت کے ساتھ پڑھونگا یہہ کہکر ساتھ ہو لیا اور ہم چلے جاتے تھے حتّٰی کہ سورا کے پل سے بھی نہ گزرے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا - مین اپنے دلمین حضرت کو بُرا کہنے لگا یا اسکا ارادہ ہی تھا کہ آپ پشت موڑ کر میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا جویریہ ہے مینے عرض کی نعم یا امیر المومنین پس ایک مقام پر اُترے اور وضو کرکے ایستادہ ہوئے اور کچھ تکلم کیا کہ میرا گمان یہہ ہے کہ عبرانی زبان مین تھا پھر پکار کر فرمایا اَلصَّلٰوۃ قسم بخدا کہ مینے دیکھا کہ آفتاب دو پہاڑون کے درمیان سے ظاہر ہوا اور نکلتے وقت ایک آواز سخت اس سے سُنی جاتی تھی پس امیر المومنین نے نماز عصر ٹھیک اُسکے وقت مین پڑھی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے پھر اُسیطرح سے رات ہوگئی جیسے کہ پہلے تھی اُسوقت حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جویریہ حقتعالیٰ فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ تسبیح کر اپنے رب کی ساتھ اسکے بزرگ نام کے - پس مینے اسکے عظیم اور بزرگ نام کے ساتھ اُس سے التجا کی آفتاب میرے لئے لوٹ آیا

ذکر وقائع دیگر کہ علاوہ جنگ نہروان درمیان امیر مومنان و فرقہ طاغیہ مارقان رو داد

منجملہ اُن خارجیون کے جنہون نے سوائے شہر نہروان امیر المومنین علیہ السلام پر خروج کیا اور تیغ سیاست حضرت یداللّٰہی سے واصل جہنم ہوئے ایک خرّیت بن راشد لعین بھی ہے ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین کتاب غارات ابراہیم بن ہلال ثقفی سے اسکا مفصل حال نقل کیا ہے اور آخوند مجلسی نے خلاصہ اسکا بحار الانوار مین درج کیا ہے یہہ حقیر حاصل ترجمہ اسکا ذیل مین لکھتا ہے - مخفی نہ رہے کہ خرّیت مذکور قبیلہ بنی ناجیہ[1] سے ہے جنہون نے بعد جنگ جمل و فتح بصرہ امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت نہین کی تھی حالانکہ تمام اہل بصرہ اسوقت بیعت جناب مرتضوی مین داخل ہوگئے تھے - مگر خود خرّیت بن راشد داخل بیعت بلکہ معرکہ صفین مین شامل لشکر ظفر پیکر تھا بعد وقت تحکیم حکمین اور خوارج کے ساتھ لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کہکر خارجی ہوگیا جب امیر المومنین علیہ السلام کوفہ مین تشریف لائے تو تیس شخصون کے ساتھ حضرت کی خدمت مین آیا اور کہا قسم بخدا کہ مین تمہاری اطاعت نہ کرونگا اور نہ تمہارے ساتھ نماز پڑھونگا اور کل تم سے جدا ہو جاؤنگا - حضرت نے فرمایا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ تیری ماں تیرے ماتم مین بیٹھے اگر تو ایسا کریگا تو اپنے عہد و پیمان کا توڑنے والا اور اپنے پروردگار کا عاصی ٹھیریگا - اور اسکا ضرر نہین ہے مگر تیرے واسطے بارے یہہ تو بتلا کہ اس تمرّد اور سرکشی کا سبب کیا ہے - کہا تمنے کتاب خدا مین حکم مقرر کئے اور جب وہ وقت قریب آیا کہ ہماری کوششین ثمر ہون تو طلب حق مین ضعیفی دکھائی اور اہل ظلم کی طرف مائل ہوگئے - پس ہم تمپر رد کرنے والے ہین اور اُن پر معترض اور فریقین سے برأت اور بیزاری ڈھونڈتے ہین امیر المومنین نے جب یہہ باتین اُس سے سُنین فرمایا وائے ہو تجھ پر تو کسی وقت میرے پاس آ کہ تیرے ساتھ بموجب سنت حضرت رسولخدا مباحثہ و مناظرہ کرون اور حقانی باتون کو جنمین مین تیری نسبت زیادہ تر واقف ہون تجھ پر واضح کرون شاید کہ جن باتون کا تو اب منکر ہے اقرار کرنے لگے اور جو پردہ جہالت تیری بصر بصیرت پر پڑا ہے دور ہو جائے خرّیت نے کہا تو مین کل صبح تمہارے پاس آؤنگا آپنے فرمایا ضرور آنا ایسا نہو کہ شیطان تجھکو دھوکہ دیکر رائے فاسد اختیار کرائے اور چند جہلاء بے علم تجھے گمراہ کرین بخدا قسم کہ اگر تو مجھ سے رشد و نصیحت کا طالب ہوگا اور میرے قول پر کاربند ہوگا تو مین تجھکو طریق مستقیم کی طرف ہدایت کرونگا - خرّیت یہ باتین

---

[1] جب بعد فتح بصرہ عامل امیر المومنین فوج لیکر اُن پر گیا تو انکے تین فرقے ہوگئے ایک نے کہا ہم نصاریٰ تھے مسلمان ہوگئے اور سب کے ساتھ فتنہ و فساد مین شامل ہوگئے اب جسطرح سب نے بیعت کی ہم بھی کرتے ہین اور وہ راہ راست پر آگئے فرقہ دوم نے کہا ہم نصاریٰ تھے ہمکو یہہ لوگ زبردستی اپنے ہمراہ لیگئے تھے اب انہون نے شکست پائی ہم بدستور جزیہ دینے کو تیار ہین تیسرے گروہ نے کہا ہم نصاریٰ ہی سے مسلمان ہوگئے ہین مگر ہمکو اسلام پسند نہ آیا اسلئے نصاریٰ ہوئے ہین ہم سے بھی جزیہ لو - عامل نے کہا تم توبہ کرو انہون نے انکار کیا تو انکے ساتھ جنگ کرکے فوج نے انکو شکست دی اور انکے زن و اطفال کو قید کرلیا - کذا فی الشرح

سنکر وہان سے نکلا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا عبداللہ بن قعین راوی اس روایت کا کہتا ہے کہ مین بھی اُسکے پیچھے چلا کہ اپنے طور پر کچھ اُسے سمجھاؤن اور نیز اُسکا حال معلوم کرون جب وہان پہنچا تو دیکھا کہ خریت اپنے اصحاب کے پاس گیا اور اُنسے کہا کہ میری رائے یہہ ہے کہ اس مرد یعنی امیرالمومنین سے مفارقت کرون - ہر چند اسوقت مین اُس سے وعدہ کر آیا ہون کہ صبح کو وہان جا کر جو کچھ وہ کہے سنون مگر میرا پختہ ارادہ ہے کہ اُس سے بالکل نہ ملون اور کسی طرف کو چلا جاؤن اُنمین سے اکثرون نے کہا ایسا نہ کر بلکہ اول صبح کو اُنکے پاس جا کر گفتگو کر اُنکی باتین غور سے سن اگر خیال مین آوین قبول کر نہین علیحدگی اور مفارقت سے تجھے کوئی چیز مانع نہین خریت نے کہا یہہ درست ہے راوی کہتا ہے کہ اسکے بعد مین اپنے دوست مدرک بن ریان ناجی خریت کے چچازاد بھائی سے ملا اور یہہ شخص بزرگان عرب سے تھا اور اُس سے کہا کہ مجھہ پر تیرے حقوق ہین اوّل تو یہہ کہ تو میرا دوست ہے ادائے حق دوستی لازم دوسرے تو محسن اور مین تیرا ممنون احسان ہون تیسرے ہر مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے مسلمان کی نسبت جو کلمۃ الخیر کہتا ہو پوشیدہ نہ کرے - اپنے چچازاد بھائی خریت کا تو نے حال سُنا پس چاہیے کہ اس رائے فاسد سے تو اُسکو باز رکھے اور جتا دے کہ یہہ امر عظیم ہے اسکو حقیر نہ سمجھے اگر امیرالمومنین علیہ السلام سے مفارقت کی تو مجھکو خوف ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور تمام اپنے کنبہ قبیلہ کو ہلاکت مین ڈالیگا مدرک نے کہا کہ حقتعالی تجھے جزائے خیر دے تو نے دوستی کا حق بخوبی ادا کیا بیشک اگر وہ ایسا کرے تو اپنے ہلاکت کے آپ درپے ہے مین اُسکو حتی المقدور فہمائش کرونگا اگر نہ مانیگا تو مین اُس سے جدا ہو جاؤنگا - ابن قعین کہتا ہے کہ یہہ باتین کرکے مین اپنے گھر آیا اور جب صبح ہوئی اور دن چڑھا تو امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر ہو کر ماجرائے گزشتہ من وعن حضرت کے سامنے بیان کیا - آپنے فرمایا جانے دے اُسکو اگر قبول حق کرکے اس عقیدے سے تائب ہونا چاہیگا تو ہم اُسکو سمجھائینگے اور اُسکے عذر قبول کرینگے - مینے عرض کی یا امیرالمومنین اسوقت اُسکو گرفتار کرکے کیون مطمئن نہین ہو جاتے - فرمایا اگر ہم ہر متہم سے ایسا سلوک کرین تو قید خانے ایسے اشخاص سے پُر ہو جائین مین مناسب نہین دیکھتا کہ جبتک لوگ یکایک مجھسے مخالفت کا اظہار نہ کرین تب تک اُنکی گرفتاری پر مبادرت کرون اور اُنکو عذاب دون - پھر مجھکو نزدیک بلا کر آہستہ سے فرمایا کہ اُس کے گھر پر جا اور حال دریافت کر مین خریت کے مکان پر گیا تو کوئی متنفس وہان نہ دکھائی دیا - پھر اُس کے رفیقون کے گھرون پر گیا تو وہان بھی سناٹا پایا لوٹ کے یہہ خبر امیرالمومنین کی خدمت مین عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ حقتعالی نے اُنکو دفع کیا جیسے کہ قوم ثمود کو قسم بخدا کہ اُنکو تیغ وسنان پہنچین گی اُسوقت وہ نادم وپشیمان ہونگے شیطان نے اُنہین گمراہ اور فریفتہ کر رکھا ہے اور فردائے قیامت اُنکا ساتھ نہ دیگا چھوڑ کر الگ ہو جائیگا اُسوقت زیاد بن خصفہ اُٹھا اور عرض کی یا امیرالمومنین ان لوگون سے اگر ہمکو صرف یہی ضرر پہنچتا کہ ہم سے علیحدہ ہو جاتے تو چندان اندیشہ کا مقام نہ تھا مگر اب ہمکو خوف اس بات کا ہے کہ یہہ بہت سی آپکی رعایا اور اہل طاعت کو بگاڑینگے اسلئے اُمیدوار ہون کہ آپ مجھکو اجازت دین کہ اُنکا تعاقب کرون اور جس طرح ہو سکے اُنکو اس طرف واپس لے آؤن انشاء اللہ تعالی فرمایا بہتر ہے اُنکے عقب مین روانہ ہو پھر فرمایا رحمک اللہ خدا تجھہ پر رحم کرے ابھی دیر ابوموسی مین ٹھہرنا اور جبتک میرا حکم تمکو نہ پہنچے وہانسے آگے نہ بڑھنا اور مین گرد نواح کے عاملون کو اس مقدمہ مین لکھتا ہون پھر اس مضمون کا فرمان لکھ کر تمام عمال کے نام جاری کیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہہ فرمان ہے بندۂ خدا امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی جانب سے جملہ عمال کے نام جنکے مطالعہ مین آوے اما بعد چند کس عاصی ہو کر یہانسے فرار ہوئے ہین گمان یہہ ہے کہ وہ بصرہ کی سمت کو روانہ ہوئے تمکو چاہیے کہ دیہات مین اُنکا حال دریافت کرو اور تمام اپنے علاقہ مین ہر طرف اُنکی تفتیش کے لئے جاسوس بھیجواؤ اور جو کچھ اُنکی کیفیت دریافت ہو ہمکو اُس سے مطلع کرو القصہ زیاد بن خصفہ حضرت کی خدمت سے باہر آئے اور اپنے گھر پہنچکر اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ایک سو بیس مرد میدان اپنے ہمراہ لیکر دیر ابوموسی مین منزل کی عبداللہ بن وال تیمی کہتا ہے کہ بعد اس قضیہ کے ایک مرتبہ مین امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر تھا کہ قرظہ بن کعب انصاری حضرت کے عامل کے پاس سے ایک قاصد خط لیکر آیا اُس مین

قرظہ بحرکت رائے وظائے معجمہ صحابی ہے ١٢ منہ

لکھا تھا کہ وہ گروہ کوفہ سے چلکر اس طرف سے گزرا راہ مین ایک شخص قریات سفلی فرات کا باشندہ زادان فروخ نام جو تازہ مسلمان اور نمازی تھا اور اپنے اخوال کے
یہان سے آتا تھا دوچار ہوا اُس سے پوچھا تو مسلمان ہے کہا ہان - پوچھا علی کے بارہ مین تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا وہ امیر المومنین سید البشر وصی رسول رب العالمین
ہین کہا اے عدو خدا تو کافر ہوگیا اور چند آدمیون نے اُنکے اُس بے گناہ پر حملہ کرکے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا عجیب تر یہہ کہ اُسکے ساتھ ایک یہودی کو بھی گرفتار کیا
مگر اُسے یہہ کہکر کہ ہمکو اُسکی طرف کوئی سبیل نہین رہا کر دیا امیر المومنین نے جواب مین لکھا **اما بعد** ہمکو تیری تحریر سے معلوم ہوا کہ یہہ گروہ اس طرف سے ہوکے
گزرا مرد مومن صالح کو اُنہون نے قتل کیا اور مشرک مخالف کو امان بخشی تحقیق کہ یہہ وہ لوگ ہین جنہین شیطان نے فریب دیا ہے اور گمراہ ہوگئے ہین اولئک
قوم فلا سیھوا هم الشیطان فضلوا کالذین حسبوا ان لا تکون فتنة فعموا وصموا فاسمع لهم وابصر بهم یوم یحشر اعمالهم تجھے چاہئیے کہ اپنے کام پر بحال رہے
اور تحصیل خراج مین مصروف تحقیق کہ تو طریقہ طاعت اور اخلاص پر مستقیم ہے جیسا کہ تیرے خط سے معلوم ہوتا ہے والسلام پھر زیاد بن حفصہ کو لکھا اما بعد مینے
تجھکو دیر ابوموسی مین نزول کرنے اور تا صدور حکم ثانی وہان ٹھیرے رہنے کو کہا تھا - اسلئے کہ اُسوقت تک مجھکو ٹھیک معلوم نہ تھا کہ اہل بغاوت کس طرف سے
گئے ہین اب دریافت ہوا کہ وہ سوار کے قریون مین سے گزرے ہین پس تو اُنکا تعاقب کر اور اُنکی خبر لے کسلئے کہ اُنہون نے اُن لوگون سے ایک مرد مسلم کو مار ڈالا
جب تو اُنسے ملے تو اول مراجعت کی درخواست کرنا اگر قبول کرین تو بہتر ورنہ جہاد کر اور پروردگار عالم سے خواستگار اعانت ہو تحقیق کہ اُنہون نے حق سے مفارقت
کی اور خون حرام بہایا اور راہ کو خوفناک کیا والسلام اور یہہ خط راوی قصہ عبد اللہ دال کو دیکر اس طرف کو روانہ کیا عبد اللہ کہتا ہے کہ مینے حضرت سے وہ خط
لے لیا اور اُس زمانہ مین مین بھی جوان پر زور تھا مینے اجازت چاہی کہ بعد ادائے رسالت زیاد کے ہمراہ دشمن سے لڑنے کو جاؤن حضرت نے فرمایا تیرے لئے اجازت
ہے بخدا قسم کہ مجھکو امید ہے کہ تو طلب حق مین ہمارا مددگار ہوگا اور قوم جفا پیشہ پر ہماری نصرت مین کوتاہی نہ کرے گا قسم بخدا کہ مین اس کلمہ کو جو زبان حقائق
ترجمان امیر علیہ السلام سے برآمد ہوئے اپنے حق مین شتران سرخ مو سے بہتر سمجھتا ہون دست بستہ عرض کی یا امیر المومنین ایسا ہی ہوگا اور وہی امر واقع
ہوگا جو حضرت کو پسند ہے یہہ کہکر وہان سے چلا اور خط کو زیاد کے پاس پہنچا کر اُسکے ساتھ ہو لیا پس ہم سب خوارج کی تلاش مین نکلے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے
مدائن مین اُنسے ملاقی ہوئے زیاد نے رئیس الخوارج خریت بن راشد لعین کو اپنے پاس بلایا اور کہا تم کس بات پر امیر المومنین سے ناخوش اور ہم سے جدا ہوگئے
اُس نے کہا مین اُنکی امامت پر راضی نہین اور تمہارے طریقہ کو پسند نہین کرتا اسلئے میری رائے یہہ ہے کہ تم سے جدا ہوکر اُسکے ساتھ ہون جو شوریٰ کی طرف دعوت
کرے پھر جب تمام اُمت کسی شخص پر برضا و رغبت متفق ہوجائے اُس سے بیعت کرلون زیاد نے کہا وائے ہو تجھ پر اُمت کو متفق و مجتمع ہونے کے لئے علی علیہ السلام
سے بہتر کون ہاتھ آئے گا وہ کتاب خدا کے عالم اور سنت حضرت رسول خدا کے دانا - اور اس جناب سے از روئے قرابت نزدیک تر اسلام مین سب سے زیادہ
سبقت رکھنے والے ہین خریت نے لاجواب ہوکر کہا میری رائے یہی ہے جو مینے بیان کی - زیاد نے کہا بھلا تم نے ایک مرد مسلم بے گناہ کا کسلئے خون کیا کہا مینے
اُسے قتل نہین کیا کچھ لوگ میرے اصحاب سے اسکے مرتکب ہوئے تھے کہا اُنکو ہمارے سپرد کر کہ قصاص لین خریت نے کہا یہہ نہین ہوسکتا زیاد نے کہا تو تجھ سے کسیطرح
فلاح کی اُمید نہین اُس بے حیا نے کہا ایسا ہی ہے راوی کہتا ہے کہ اس گفت و شنید کے بعد زیاد نے اپنے لشکر کو بلایا اور خریت نے اپنے آدمیون کو آواز دی
اور جنگ فیما بین شروع ہوگئی اور اس قدر کشت و خون ہوا کہ بخدا قسم مینے کبھی ایسی لڑائی نہین دیکھی اول نیزہ و سنان سے لڑائی ہوئی یہانتک کہ تمام نیزے
ٹوٹ پھوٹ گئے جب کسی کے پاس برچھی نہ رہی تو تلوارین سنبھالین اور اُنکے ساتھ لڑتے رہے تا اینکہ تلوارین مارتے مارتے جو لوٹن کے خم ہوگئین گھوڑے سواری کے

سے کردیے گئے تھے اور سواروں کا یہہ حال تھا کہ سرتاپا لہو میں نہائے ہوئے تھے اسکے ماورا دو غازیوں نے شربت شہادت بھی نوش کیا ایک علمدار لشکر زیاد کا غلام
سُوید نام تھا دوسرے بہادر کا نام واقد تھا - اور خوارج سے پانچ شخصوں نے جہنم کی راہ لی کہ اس اثنا میں پردۂ شب ہمارے اور انکے درمیان حائل ہوگیا چونکہ کثرت
پیکار سے چور ہوگئے تھے اس طرف خارجیوں میں بھی دم باقی نہ رہا تھا - زیاد کے بھی زخم آئے تھے میں بھی مجروح تھا بہت غنیمت سمجھا اور شب باشی کے قصد سے ایک طرف کو
ہوکر بیٹھ گئے خارجیوں نے بھی کچھ ہٹ کر ایک سمت خیمہ کیا مگر دیر تک نہ ٹھیرے کچھ رات گزری وہانسے کوچ کرگئے ہم صبح کو اُٹھے تو وہاں کسیکو نہ پایا خوشی خوشی بصرہ کی
راہ لی وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ یہہ لوگ اہواز میں پہنچے اور اسکے ایک جانب فروکش ہیں اور قریب دو سو آدمیوں کے منفعار کوفہ سے کہ اوّل خروج میں ساتھ نہیں ہوسکے تھے
اور انکے شامل ہوگئے ہیں زیاد نے امیر المومنین کی خدمت میں بدین مضمون عریضہ لکھا کہ امّا بعد ہم نے دشمن خدا ناجی ناری اور اسکے اصحاب سے مدائن میں ملاقات
کی اور انکو قبول ہدایت اور حق اولی الامر اور کلام سوا رکی طرف دعوت کیا مگر انہوں نے اسکے قبول سے انکار کیا اور گناہ کی محبت نے انہیں نہ چھوڑا اور شیطان نے انکے اعمال کو انکے
لئے زینت دی اور طریق مستقیم سے روکا پس انہوں نے ہمارا قصد کیا اور ہم نے انکا تا اینکہ ظہر سے لیکر غروب آفتاب تک باہم سخت جنگ ہوتی رہی ہم سے دو مرد صالح
گلگونۂ شہادت سے سرخرو ہوئے اور انمیں سے پانچ آدمی مارے گئے اور تیر طرفین سے بہت لوگ زخمی ہوئے مگر میدان ہمارے ہاتھ رہا اور خوارج مخذول تھوڑی رات گزری
تھی کہ تاریکی شب میں فرار کرگئے اور اہواز کی راہ لی اب سنتا ہوں کہ اسکے ایک جانب مقیم ہیں ہم بصرہ میں اپنے مریضوں کے علاج و دوا میں مصروف اور حضرت کے حکم کے امیدوار
ہیں والسلام جب یہہ خط زیاد کا حضرت کے پاس پہنچا تو آپ نے اسکو مجمع صحابہ کے سامنے پڑھا معقل بن قیس ریاحی اسوقت حاضر تھا اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین یہہ
لوگ عرب میں انکے لئے ایک ایک کے مقابلہ میں دس دس مسلمان بھیجنے چاہئیں تا کہ سرے سے ان بدبختوں کو نیست و نابود کردیں اور صفحۂ دہر سے انکا نام بیک قلم مٹا دیں
اور جبتک یہہ ہوگا اسوقت تک یہہ جہاد رفع نہونگے ویسے ہی اڑے رہینگے کیونکہ ہم عدد سے مقابلہ کرنا کوئی بڑی بات نہیں فرمایا اے معقل تو انکے مقابلہ کے لئے تیار ہو
اور دو ہزار مرد اہل کوفہ سے جنمیں یزید بن معقل بھی تھا حضرت نے انکے ہمراہ کئے اور عبد اللہ بن عباس کو بصرہ میں لکھا کہ اپنے پاس سے کسی مرد دلاور و شجاع کو جو صلاح میں
میں مشہور ہو دو ہزار اہل بصرہ کے ساتھ معقل کی مدد کو روانہ کر بصرہ اور راہ میں وہ امیر لشکر ہے جب معقل سے ملیں تو فرمانبردار اور اطاعت گزار معقل بن قیس ریاحی ہے اسکی بات کو
مانیں اور اسکے حکم کی تعمیل کریں اور زیاد بن خصفہ کو حکم کر کہ اپنے صحاب سمیت یہاں آجائے وہ خوب آدمی ہے اور اسکا قبیلہ عمدہ قبیلہ ہے - اور خود زیاد کو لکھا کہ تیرا خط
پہنچا جو کچھ ناجی اور اسکے صحاب کا حال تونے لکھا سب دریافت ہوا حق تعالی نے انکے دلوں پر مہر لگادی ہے اور شیطان نے انکے اعمال کو انکی نظر میں زینت بخشی وہ حیران
نابینا ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نیکوکار ہیں - اور تو نے اپنے کام کا انجام انکے ساتھ بیان کیا پس تمہاری سعی خدا کیلئے ہے اور اسی پر اسکا بدلا دیتا ہے اور کمترین ثواب خدا مومن
کے لئے تمام دنیا سے بہتر ہے جبکہ جہاد جان فدا کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
ترجمہ جو تمہارے پاس ہے تمام ہوجائیگا اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے پس البتہ ہم صبر کرنیوالوں کو ان اعمال سے بہتر جزا دینگے جو وہ کرتے ہیں اور تمہارے
دشمن کو جنسے تمنے جنگ کی یہی بات کافی ہے کہ وہ ہدایت سے نکل گئے اور ضلالت میں ڈوبے اور حق کا انکار کرتے ہیں اور بیابانوں میں حیران پریشان پھرتے ہیں
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ وَدَعْهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ پس تو انکو انکی افترا پردازیوں پر چھوڑ اور انکی طغیان میں اندھا بنا رہنے دے عنقریب تجھکو انکا حال
معلوم ہوگا کہ کچھ مقتول ہوئے اور کچھ اسیر کرلئے گئے ہیں پس اب تم مثاب و ماجور اسطرف مراجعت کرو تحقیق کہ تم نے اطاعت کی اور سنا اور خوب جہاد کیا والسلام راوی
کہتا ہے کہ ناجی اہواز میں بعد القصہ بہت سے اراذل عوام وہاں کے باشندے جو کہ خراج کے خواستگار تھے اور چور اور جنگلی خانہ بدوش جو اسکے نزدیک خواسدین انکے

شریک تھا اُسکے ہمراہ ہوگئے عبداللہ بن فعین کہتا ہے کہ مین اور میرا بھائی کعب بن قعین معقل بن قیس کے لشکر مین تھے جب ہم کوفہ سے چلنے لگے تو معقل حضرت امیر المومنین
کی خدمت مین رخصت کے لیے حاضر ہوا آپ نے چند کلمات نصیحت کے اُسکو فرمائے اور وہ یہہ ہین یا ابن قیس خوف خدا کو ہمیشہ اپنے دل پر مستولی رکھ کہ مومنون کے لیے یہہ
وصیت خدا ہے اور اہل قبلہ کے ساتھ جنگ نہ کر اور اہل ذمہ کو آزار نہ دے اور تکبر نہ کر تحقیق کہ خداوند تعالی متکبرون کو دوست نہین رکھتا معقل نے کہا جملہ امور مین
خدائے تعالے سے استعانت چاہتا ہون اور وہی بہتر ہے اُنکا جنسے اعانت چاہی جائے - پھر سوار ہوا اور ہم اُسکے ساتھ سوار ہوئے یہانتک کہ زمین اہواز پر پہنچے مگر
لشکر بصرہ کے انتظار مین ایک جگہہ پر بیٹھ گئے تھے کہ چند روز بعد خالد بن معدان طائی مع لشکر بصرہ کے عبداللہ بن عباس کے پاس سے پہنچا اور معقل کے پاس آکر
اُس پر بلفظ امیر سلام کیا سب خوش ہوئے اور دونون لشکر اکٹھے ہوکر ناجی ناری کی طرف روانہ ہوئے - خارجیون نے یہہ خبر پاکر کوہ رامہرمز پر چڑھنے کا ارادہ کیا کہ
وہان جو مستحکم قلعہ ہے اُس مین پناہ گزین ہون ہمکو زمیندارون کی زبانی یہہ کیفیت دریافت ہوئی تو فوراً کوچ کیا اور ابھی پہاڑ پر چڑھنے نہ پائے تھے کہ جاکر
انکا راستہ روک لیا - اور صف بندی کرکے آگے بڑھے اُسوقت میمنہ لشکر یزید بن معقل ازدی اور میسرہ پر منجاب بن راشد ضبی تھا - حریث نے بھی ٹھہر کر اپنی
فوج کو مرتب کیا - بنی ناجیہ وغیرہ جسقدر کہ عرب تھے اُسکے ساتھ تھے میمنہ پر اور عوام اراذل و اوباش اہواز و اہل بادیہ وغیرہ کو میسرہ پر لیکر ہمارے مقابل ہوا معقل
ہمارے درمیان لوگون کو جنگ اعدا پر تحریص کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا بندگان خدا خاموش رہو گردنین جھکائے دلون کو نیزہ و شمشیر کا متحمل بناؤ اور اس جنگ
پیکار مین متوقع ثواب عظیم و اجر جسیم رہو کیونکہ تمہارے مقابلہ مین وہ لوگ ہین جو دین سے اس طرح سے نکل گئے ہین جیسے تیر کمان سے یا وہ اوباش ہین جو کہ خراج
کی طمع مین جمع ہوگئے یا چند چور تھے لٹیرے اور منتظر رہو کہ جسوقت مین حملہ کرون تو تم سب ساتھ ملکر حملہ آور ہونا - یہہ کہتا ہوا تمام صف کے آگے سے نکل گیا اور پھر آکر
وسط صف یعنے قلب لشکر مین کھڑا ہوا تمام کی نظرین اُسکی طرف تھین کہ کیا کرتا ہے اُس نے دو مرتبہ اپنے نشان کو حرکت دی تیسری دفعہ مین مانند شیر دلاور
حملہ آور ہوا اُسکے ساتھ ہم سب بھی حملہ آور ہوئے قسم بخدا کہ ایک ساعت بھی اُنسے ہمارے مقابلہ مین صبر نہو سکا اور پشت موڑ کر بھاگے ہمنے ستر آدمی بنی ناجیہ وغیرہ
کے عرب اور قریب تین سو کے عام لوگون سے اُس حملہ مین قتل کئے حریث وہان سے بھاگ کر کنار بحر سے کسی مقام پر جہان اُسکے رشتہ دار تھے پناہ گزین ہوا اور وہان
لوگون کو بہکاتا اور فریب دیتا پھرتا تھا امیر المومنین کی مخالفت کی طرف دعوت کرتا اور اُنسے مفارقت کی خوبیان بیان کرتا تھا حتے کہ پھر اُس بدبخت نے ایک گروہ
اجل رسیدون کا فراہم کرلیا معقل نے اہواز مین مقام کیا اور وہین سے ایک فتحنامہ امیر المومنین کی خدمت مین لکھا اور مجھکو دیا مین یہہ مژدہ حضرت کی خدمت مین
لے گیا اُس مین تحریر تھا کہ ہم نے مارقین ملحدین سے ملاقات کی وہ مشرکون سے قوی پشت ہوکر ہمارے مقابل ہوئے ہمنے بہتون کو اُنسے تہ تیغ کیا باقی بھاگ گئے مگر
ہمنے حضرت کے طریق و سنت کے موافق بھاگتون کا تعاقب نہین کیا اور نہ مجروحون اور اسیرون کو قتل کیا پس خدا کا شکر ہے کہ اُس نے امیر المومنین اور جماعت مومنین
مسلمین کو کفرہ فجرہ پر مظفر و منصور فرمایا - حضرت نے اُس خط کو پڑھا اور اصحاب کو سنایا اور اُنسے اس بارہ مین مشورہ طلب کیا سبنے بالاتفاق عرض کی کہ ہمارے
نزدیک ضرور ہے کہ معقل اُنکے عقب مین جاوے اور اُنکے پیچھے رہے حتے کہ اُنکو نیست و نابود کردے یا دائرہ اسلام سے باہر نکالکر ملک کو اُنکی آلائش سے پاک و صاف
کردے کہ مسلمان اُنکے شر سے محفوظ ہوجائین پس حضرت نے پھر مجھکو معقل کی طرف روانہ کیا اور اُسکے خط کے جواب مین لکھا کہ شکر ہے خدا کا کہ اُس نے اپنے دوستونکی
نصرت کی اور دشمنان دین کو منکوب مخذول فرمایا اے معقل تمکو اور تمہارے اصحاب کو حقتعالی جزائے خیر دے کہ تم نے بلا کو برداشت کیا اور جو خدا نے ہم سب پر فرض
کیا ہے اُسکے ادا کرنے مین کوتاہی نہ کی پس اب مناسب ہے کہ ان لوگون سے غافل نہو جہان ہون اُنکا سراغ لگاؤ اور جہان سنو کہ اُنہون نے دم لیا ہے وہین جاؤ

اور بہ تیغ سیاست انکو قتل کرکے زمین کو انکے لوث وجود سے پاک کر دیا بعینہ اسلام سے باہر نکال دو تحقیق کہ ناجی اپنی شرارت سے کبھی باز نہ آئیگا وہ ہمیشہ مسلمانوں کا
دشمن اور فسقہ فجرہ کا مددگار رہا ہے معقل نے یہہ خط پڑھکر خریت کا پتا و نشان دریافت کیا کہ کدھر کو گیا اور اب کہاں ہے معلوم ہوا کہ ملک فارس میں کنارہ بحر پر
پڑا ہوا ہے اور اپنی تمام قوم کو اطاعت امیر المومنین سے پھیرتا ہے اور قبیلۂ عبد القیس اور اسکے آس پاس کے لوگوں کو اہل عرب سے اس نے فاسد کر دیا ہے اور اسکی قوم نے
جنگ صفین کے ایام میں ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا اس سال بھی نہیں دیتے یہہ سنکر مع لشکر کوفہ و بصرہ معقل اس طرف کو روانہ ہوا اور فارس میں داخل ہوکر سیدھا
کنارہ بحر کو ہو لیا۔ خریت کو یہہ معلوم ہوا تو اس نے بہت ہاتھ پیر نکالے چاروں طرف فریب کے جال پھیلا دئے۔ خارجیوں سے تو اس نے یہہ کہا کہ ہم تم ایک مذہب میں
واقعی علی کو نہیں چاہئے تھا کہ دین خدا میں آدمیوں کو حکم کریں خود ہی حکم مقرر کئے اور اس پر رضامند ہوئے پھر آپ ہی انکی مخالفت کا حکم کرتے ہیں ان پر جہاد واجب ہے
اور عثمان کے جانبداروں سے کہا کہ مجھکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے بیشک عثمان مظلوم اور مجبور شہید ہوا انکو اس طرح پہر رہنی کیا جو لوگ ادائے صدقات سے انکار
رکھتے تھے انکے پاس گیا اور کہا تم نے خوب کیا اپنا ہاتھ روکے رہو اور اموال کو صلۂ رحم میں صرف کرو ورنہ اپنی ہی قوم کے فقراء میں تقسیم کردو۔ غرض ع لستی وادہیا
بہ نگے ہر فرقہ کی دل لگتی بات کہکر انہیں راضی کیا اس نواح میں بہت سے نصاریٰ لوگ مسلم تھے جب انہوں نے اسلام میں یہہ تفرقہ دیکھا تو کہنے لگے واللہ کہ جس
دین کو ہم نے چھوڑا ہے اس سے تو وہی بہتر ہے یہہ کیسا دین ہے کہ ان لوگوں کو ناحق خونریزی سے باز نہیں رکھتا یہہ کہکر مرتد ہو گئے خریت مکار انکے پاس گیا
اور کہا واہ تم کو معلوم ہے کہ علی کا ان نصاریٰ کے بارے میں جو ایکبار مسلمان ہوکر مرتد ہو جائیں اور دین عیسائی اختیار کرلیں کیا فتویٰ ہے قسم بخدا کہ وہ انکا
کوئی عذر نہیں سنتے نہ انہیں توبہ کو کہتے ہیں نہ انکی توبہ کو قبول کرتے ہیں انکا حکم یہہ ہے کہ ایسے لوگوں پر جب دسترس ہو قتل کئے جائیں پس اب تمکو بجز اسکے کوئی چارہ
نہیں کہ انکے ساتھ جنگ کرو اور انکے مقابلہ میں صبر و استقلال سے کام لو اور بہتسی اسیطرح کی فریب کی باتیں انسے بنائیں یہانتک کہ بہتوں کو انسے اپنے ساتھ کر لیا۔
راوی کہتا ہے کہ خریت ملعون بڑا مکار اور زبان آور تھا اس نے پھر اسیطرح بہت سے مرد بہ نیجۂ اجل کے گرفتار جمع کر لئے۔ جب معقل وہاں پہنچا تو پہلے
اس نے مکتوب ہدایت اسلوب امیر المومنین کا ان لوگوں کے سامنے پڑھا مضمون یہہ تھا کہ یہہ خط بندۂ خدا علی امیر المومنین بن ابی طالب کی جانب سے ہے تمام مسلمین
و مارقین اور نصاریٰ مرتدین کی طرف کہ جنکے سامنے وہ پڑھا جائے سلام ہو ان لوگوں پر کہ جنہوں نے طریق مستقیم ہدایت کی پیروی کی اور قرآن و حدیث و حشر و
نشر پر ایمان لائے اور جو عہد حقتعالیٰ کے ساتھ کیا تھا اسکو بلا خیانت پورا کیا اما بعد میں تم لوگوں کو کتاب خدا و سنت رسول خدا کی طرف دعوت کرتا ہوں تاکہ
تمہارے درمیان بیشک مطابق قرآن عمل کروں پس جو تم سے اپنا ہاتھ روک کر معرکہ سے ایک طرف ہو جائے اور اس مارق ہالک کو جس نے خدا و رسول کے
ساتھ جنگ کی اور زمین پر فساد کرنے میں کوشش کرتا ہے چھوڑ دے اسکی جان و مال امان میں ہے ورنہ جو ہماری اطاعت سے نکلا اسکے ساتھ ہوگا اور ہم سے
جنگ کریگا تو ہم بھی اسکے مقابلہ میں حقتعالیٰ سے امیدوار اعانت ہیں اور اس جبل شاہد کو اپنے اور اسکے درمیان کرتے ہیں تحقیق کہ وہ ولایت کے لئے کافی ہے
والسلام۔ معقل نے یہہ خط انکو سنایا اور ساتھ ہی علم امان لشکر سے باہر ایک طرف کھڑا کر دیا اور پکار دیا کہ سوائے خریت اور اسکے صحابہ کے جو اول مرتبہ کوفہ سے
اسکے ہمراہ نکلے آئے جو کوئی اس نشان کے نیچے آ جائیگا وہ امان میں ہے یہہ دیکھکر سب متفرق ہو گئے اور اسکے ساتھ بجز اسکی قوم بنی ناجیہ کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ پھر
معقل نے اپنے لشکر کو ترتیب دیکر دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑا کیا خریت کے ساتھ اسکی تمام قوم تھی کچھ انمیں مسلمان تھے اور بہت سے نصاریٰ اور بہتیرے مانعین زکوٰۃ
مسلمانوں کو اس نے دہنی جانب رکھا اور ان دو گروہوں کو بائیں جانب ہر ایک سے کہتا تھا کہ اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کرو اور بچوں اور عورتوں کی طرف سے لڑو

بخدا قسم کہ اگر ان لوگون نے تم پر فتح پائی تو تمہین قتل کرین گے اور تمہارے عیال و اطفال کو اسیر بنا لین گے ایک شخص نے اُنہین سے کہا وَ اللہ کہ تیری ہی زبان اور ہاتھ نے ہمکو ان مصیبتون مین ڈالا ہے کہا اب جنگ کرو کہ ملامت کا موقع نہین - علیٰ ہذا معقل قیس میمنہ و میسرہ لشکر مین اپنے اصحاب کو تحریص جنگ کرتا تھا اور کہتا تھا ایہا الناس تمکو معلوم ہے کہ اس مقام پر تمہارے لئے کسقدر ثواب آخرت مہیا کیا گیا ہے قسم بخدا کہ تم اُن لوگون سے لڑتے ہو کہ جنہون نے ادائے زکوٰۃ سے سرتابی کی یا بیعت کو توڑ ڈالا یا دینِ اسلام چھوڑکر مرتد ہو گئے ہو آج اس مقام پر تم سے مقتول ہوگا مین اسکا ضامن ہون کہ وہ قطعی جنتی ہے اور جو زندہ رہے گا تو بفضلِ خدا اُسکی آنکھین ضرور فتح عظیم سے ٹھنڈی ہونگی پھر میمنہ کی طرف اشارہ کیا وہ آگے بڑھے اور لڑائی شروع کی خارجیون نے بھی خوب جواب دئے آخر کار وہ اپنے مقام کو لوٹ آئے پھر میسرہ لشکر آگے گیا انہون نے بھی بہت کوشش کی مگر بے نیل مقصود پھرے تب معقل نے ایک بار تمام لشکر کو دھاوا کرنے کا حکم دیا سبنے بالاتفاق حملہ کیا - مگر خارجی بھی دل کھولکر لڑے ایک ساعت کامل خوب زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی ہنگامۂ کارزار گرم ہی تھا کہ نعمان بن صہبان راسبی نے موقع پاکر حریث لعین پر حملہ کیا اور اسکو گھوڑے سے تلے ڈالدیا پھر گھوڑے سے اترکر اُسپر وار لگایا جس سے حریث زخمی ہوا اسیطرح ایک دو ہاتھ طرفین سے ہوئے آخر کار حریث نعمان کے ہاتھ سے مارا گیا - اور اُسکے لشکر سے ایک سو ستر[۱۷۰] مرد کام آئے باقی جو بچے تھے بامین جسکو جسطرف راہ ملی بھاگ گیا معقل نے کچھ سوارون کو اُسکی قیام گاہ پر بھیجا انہون نے مرد عورت بچہ بوڑھا جسکو وہان پایا قید کرلیا - مگر جب معقل کے سامنے آئے تو اُس نے مسلمانون سے بیعت لی اور مع عیال و اطفال اُنکو چھوڑ دیا اور جو اسلام چھوڑکر مرتد ہو گئے تھے اُن پر اسلام کو عرض کیا اور حکم دیا جو قبولِ اسلام کرکے تائب ہو رہا ہو ورنہ قتل کیا جائے سبنے اسلام قبول کیا اِلّا ایک پیر مرد نصرانی ریاض بن منصور نام نے قبول اسلام سے اِبا کیا اور اپنے دین پر مُصر رہا وہ معقل کے حکم سے قتل ہوا پھر اُن سب سے جو زر زکوٰۃ و خُمس وغیرہ اُنکے ذمہ تھا وصول کیا اور نصاریٰ کو قید کرکے اپنے ہمراہ لیا جب وہانسے کوچ کا ارادہ کیا تو مسلمان اُن نصاریٰ کی مشایعت کو نکلے جو معقل نے اپنے ہمراہ لئے تھے جب حکمًا اُنکو روکا تو شور مچانے اور فریاد کرنے لگے معقل نے کہا مینے ان پر وہ رحم کیا ہے جو اُنسے پہلے کسی پر نہوا تھا اور نہ آئندہ اُمید ہے کہ کسی پر ہو یعنی بہ سبب توڑ ڈالنے شرائط ذمہ کے بحکم شرع یہ سبکے سب مستوجب قتل تھے مینے قید کرنے پر اکتفا کی - پس معقل نے ایک خط امیر المومنین کی خدمت مین بدین مضمون لکھا کہ یا امیر المومنین مین آپکے لشکر اور دشمنانِ خدا کی بابت خبر دیتا ہون کہ کنارہ بحر[۱] ہمارا اور اُنکا مقابلہ ہوا بہت سے قبائل اُنکے ساتھ ہوکر ہم سے جنگ کو آمادہ تھے مگر جب ہم نے اتفاق کلمہ اور اطاعت امیر المومنین اور قرآن و سنت کی طرف اُنکو دعوت کیا اور امیر المومنین کا مکتوب بہ ہدایت اسلوب اُنکے روبرو قرأت کیا - اور علم امان بیرون لشکر برپا کردیا تو بہتون نے ہم سے قبول حق کیا اور ہمارے شامل ہو گئے باقی جو کفر و عصیان پر مُصر رہے اُنسے ہم نے موافقِ حکم خدا و رسول و امیر المومنین کارزار کی حقتعالی نے ہماری اعانت کی اور ہم دشمنانِ دین پر مفتوح و مظفر ہوئے پس جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ہم نے اُن پر اسلام عرض کیا سب قبول کرکے تائب ہوئے اِلّا ایک شخص جس نے اصرار کیا الکفر پر وہ مارا گیا - اور نصاریٰ کو اسیر کرکے ہم نے اپنے ساتھ لے لیا ہے تاکہ اور اہل ذمہ کے لئے مقام عبرت ہو اور پھر کوئی ادائے جزیہ سے انکار کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے پر جرأت نہ کرسکے اور وہ اس خواری کے مستحق ہین حقتعالی اپنی رحمت تم پر نازل کرے یا امیر المومنین اور نعمات بہشت سے آپکو بہرہ ور فرمائے وَالسَّلَام یہ خط حضرت کی خدمت مین روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے اسیرون کو ساتھ لیکر کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ زن و مرد کل پانچسو آدمی تھے - ابراہیم کہتا ہے کہ اثنائے راہ مین اس لشکر اور اُسرا کا گزر مقام اردشیر خُرّہ پر ہوا جہان مصقلہ بن ہُبیرہ شیبانی حضرت علیؑ کی جانب سے حکومت کرتا تھا یہ شخص رحم دل مگر بہت ناعاقبت اندیش تھا جب قیدی اُسکے پاس سے گزرے تو عورتین اور بچے رونے اور واویلا کہنے لگے اور مردون نے چلا کر کہا

[۱] بضم خاء و تشدید راء مفتوحہ کور من کور العارس ۱۲

اے ابوالفضل اے متحمّل بارہائے گران اے ملجا و ماوائے ضعفا و گناہ گاران ہم پر کرم کر اور انکے ہاتھ سے ہم کو خرید کر نجات دے۔ مصقلہ نے بغیر اسکے کہ کچھ سمجھے سوچے
یا اپنے مال و مقدرت کا اندازہ کرے بے تامل کہا کہ مین ان پر تصدق و خیرات کرونگا تحقیق کہ حقتعالی صدقہ و خیرات کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے معقل نے کہا
قسم بخدا کہ اگر مجھکو معلوم ہوا کہ وہ اس کلمے سے اُن پر حسرت و افسوس کرتا ہے اور ہمدردی ظاہر کیا چاہتا ہے یا میری ہتک عزت کا خیال رکھتا ہے تو مین اسکو قتل
کرونگا ہر چند سہین بنی تیم و بکر بن وائل دونو قبیلے کام آوین القصہ مصقلہ نے ذہل بن حارث کو بھیجکر پیغام دیا کہ نصارائے بنی ناجیہ کو ہمارے ہاتھ بیچدو معقل نے
کہا منظور ہے اور دس لاکھ درہم قیمت کے کہے مصقلہ نے کمی کی درخواست کی اور طرفین سے گفتگو مین ہوکر پانچ لاکھ درہم پر معاملہ طے ہوگیا قیدی مصقلہ کے حوالے
کردئے اور اس سے کہدیا کہ یہہ مال بہت جلد امیرالمومنین کی خدمت مین روانہ کر دینا مصقلہ نے کچھ مال سردست اور کچھ کسیقدر عرصہ کے بعد بھیجنے کا وعدہ کیا معقل نے
کوفہ پہنچکر تمام ماجرے امیرالمومنین کی خدمت مین بے کم و کاست عرض کیا حضرت اس مال کے پہنچنے کے منتظر ہی تھے کہ خبر آئی کہ مصقلہ نے تمام اسیرون کو رہا کر دیا اور
اس مال و فدیہ کے ادا کرنے مین کسیطرح اُنسے خواہانِ اعانت و امداد ہوا آنحضرت نے فرمایا کہ مصقلہ اپنی طاقت سے زیادہ بار گران کا متحمل ہوا ہے مین دیکھتا ہون
کہ وہ اسکی برداشت نہ کرسکے گا اور عنقریب وعدہ خلافی اس سے سرزد ہوگی پس مصقلہ کو خط لکھا کہ بڑی خیانت وہ ہے جو اُمّت کے ساتھ ہو اور عظیم غش و غل
وہ ہے جو رعایا اپنے امام کے ساتھ عمل مین لاوے اموال مسلمین سے تیرے پاس پانچ لاکھ درہم ہین جسوقت حامل خط وہان پہنچے چاہیے کہ یہہ مال ادھر بھیجدے
ورنہ بفور دیکھتے اس خط کے روانہ اس طرف کا ہو کیسلئے کہ مینے اُسے کہدیا ہے کہ وہ بغیر ادائے مال تجھے آرام نہ لینے دیگا ابوحُرّہ حنفی نے یہہ خط مصقلہ کو پہنچایا اُس نے
خط کو پڑھا چونکہ کوئی صورت ادائے مال کی نتھی ناچار قاصد کے ہمراہ کوفہ مین آیا چندروز تو حضرت نے اسکو کچھ نہ کہا بعد ازان مال کا مطالبہ کیا مصقلہ نے دو لاکھ درہم
بمشکل تمام ادا کئے باقی سے عجز ظاہر کیا اور زیادہ تر حماقت یہہ کی کہ بجائے اسکے کہ ادائے مال کی کوئی تدبیر سوچے یا امیرالمومنین سے خواہان مہلت ہو خفیہ نکل بھاگا
اور سیدھا شام مین معاویہ کے پاس پہنچکر دم لیا معاویہ ہمیشہ ایسے شکار کی تلاش مین رہتا تھا بہت خوش ہوا اور بڑے تپاک سے ملاقات کی۔ ذہل بن حارث کہتا ہے
کہ ایک روز مجھکو مصقلہ نے اپنے مکان پر بلایا مین گیا تو اُس نے کھانا منگایا ہم دونو نے ساتھ کھایا پھر کہنے لگا امیرالمومنین ضرور مجھ سے یہہ مال طلب کرینگے قسم بخدا کہ
مجھکو اُسکے ادا کی طاقت نہین مینے کہا کہ اگر تو چاہے تو اسی جمعہ تک تیرے پاس اس قدر مال جمع ہوسکتا ہے اُس نے کہا مین نہین چاہتا کہ اپنی قوم کو اسکے لئے زیربار
کرون یا کسی اور کے آگے دست حاجت دراز کرون قسم بخدا کہ اگر پسر ہندؔ اس موقع پر ہوتا تو کبھی طلب نہ کرتا یا ابن عفان ہوتا تو ضرور چھوڑ دیتا تجھکو عثمان کا حال
معلوم نہین کہ کسطرح ایک لاکھ درہم خراجِ آذربایجان سے سال بسال اشعث بن قیس کو دیا کرتا تھا۔ مینے کہا علیؑ کی یہہ رائے نہین وہ ایک کوڑی بھی تیرے پاس نہ
چھوڑینگے یہ سنکر خاموش ہوگیا۔ راوی کہتا ہے کہ ایسے ہی روز اس تذکرہ کو ہوا تھا کہ ہم نے سُن لیا کہ مصقلہ معاویہ کے پاس شام کو بھاگ گیا۔ خلاصہ یہہ کہ امیرالمومنینؑ نے
یہہ سُنا تو فرمایا قَبَّحَ اللّٰهُ مَصْقَلَةَ فَعَلَ فِعْلَ السَّادَةِ وَفَرَّ فِرَارَ الْعَبِيدِ فَمَا أَنْطَقَ مَادِحَهُ حَتَّى أَسْكَتَهُ وَلَا صَدَّقَ وَاصِفَهُ حَتَّى بَكَّتَهُ وَلَوْ أَقَامَ لَأَخَذْنَا مَيْسُورَهُ
وَانْتَظَرْنَا بِمَالِهِ وُفُورَهُ۔ خدا مصقلہ کا بُرا کرے اُس نے سیدون اور سردارون کا کام کیا اور غلامون کی طرح فراری ہوا پس اُس نے اپنے ثنا خوان کو اچھی طرح بولنے
نہ دیا تھا کہ خاموش کردیا اور مدح کی تصدیق نہ کی تھی کہ اسکو جھڑک دیا اگر ہمارے پاس ٹھیرتا تو جو اُس سے بن آتا لے لیتے اور باقی کے لئے اُسکے مال کی زیادتی کے منتظر رہتے
پس حکم دیا کہ اُسکا مکان منہدم کردیا جائے۔ منقول ہے کہ مصقلہ کا بھائی نعیم بن ہبیرہ شیبانی دوستان و شیعیان امیرالمومنین سے تھا مصقلہ نے شام پہنچکر اُسکو خط لکھا
کہ مینے معاویہ سے تیرا ذکر کیا تھا اُس نے تیری عزت و توقیر کا وعدہ کیا ہے اور امارت و حکومت دینے کو کہا ہے پس تجھے چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اس خط کے اس طرف کو روانہ

ہو یہہ خط ایک شخص عیسائی مذہب حلوان نام کے ہاتھ جو نصارائے بنی تغلب سے تھا کوفہ کو روانہ کیا۔ کوفہ مین آیا تو مالک بن کعب ارحبی نے اُسکو مع خط کے حضرت امیر المومنین
کی خدمت مین حاضر کیا حضرت نے اُس خط کو پڑھا اور اس جرم مین حلوان کا ہاتھ قلم کرا دیا نصرانی اس صدمہ کی تاب نہ لا کر جان بحق تسلیم ہوا اور نعیم نے مصقلہ کے جواب مین
یہہ چند اشعار آبدار لکھ بھیجے ؎ قد کنت فی خیرِ مصطافٍ و مرتبعٍ * تحمی العراقَ و تُدعی خیرَ شیبانا * حتی تقحمتَ امراً کنتَ تکرهه * للراکبین له سراً و اعلانا * لو کنتَ
ادیتَ مالَ اللهِ مصطبراً * للحقِ ذکیتَ احیاءً و موتانا * لکن لحقتَ باهلِ الشامِ ملتمساً * فضلَ ابنِ هندٍ فذاک الرایُ اشجانا * فالیومَ تقرعُ سنَّ العجزِ
من ندمٍ * ماذا تقولُ و قد کان الذی کانا * اصبحتَ تبغضک الاحیاءُ قاطبةً * لم یرفعِ اللهُ بالبغضاءِ انسانا * یعنی تو پائے گاہ عالی اور منصب رفیع پر عراق کا حامی اور قبیلہ
شیبان کا بہتر و بہتر شمار ہوتا تھا حتے کہ ایسے امر مین داخل ہوا کہ اُسکے مرتکبون کو تو خود مکروہ جانتا تھا۔ اگر مالِ خدا کو صبر و استقلال کے ساتھ ادا کرتا تو دنیا و عقبیٰ مین پاک ہوتا
مگر تو اہلِ شام سے ملگیا اور پسر ہند کے فضل و کرم کا متوقع بنا یہہ بُری رائے ہے۔ جس دن کہ عجز کی ندامت سے دانت چبین گے (یعنی بروز قیامت) تو کیا
جواب دیگا حالانکہ تجھ سے سرزد ہوا جو کچھ کہ ہوا۔ صبح کی تو نے در آنحالیکہ تمام قبیلے تجھ سے بغض رکھتے ہین خدائے تعالیٰ بغض و عداوت سے کسیکو بلند مرتبہ نہین کرتا جب
شام مین بنی تغلب کو حلوان کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو مصقلہ کے پاس آئے اور کہا کہ حلوان کی ہلاکت کا باعث تو ہے اُسکا خون بہا تجھ سے لین گے ورنہ تُجکو
حاضر کر مصقلہ نے خون بہا ادا کیا۔ مروی ہے کہ جب مصقلہ بھاگ گیا تو اصحاب نے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین عرض کیا چونکہ اسیرون کی قیمت تمام وصول
نہین ہوئی اُنکی آزادی باطل ہوگئی اب حضرت اُنکو قید کرکے بقیہ مال وصول کرین فرمایا یہہ درست نہین وہ خریدار کے خرید لینے اور آزاد کرنے سے آزاد ہو گئے باقی رہا
ہمارا مال سو وہ فروشندہ خریدار کے ذمہ ہے نیز علامہ **مجلسی** علیہ الرحمہ نے کتاب کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے کہ جنگ نہروان کے بعد اشرس بن عوف شیبانی نے مقام دسکرہ مین
دو سو آدمیون سے خروج کیا اور انبار مین آیا۔ علی علیہ السلام نے اشرس بن حسان کو تین سو مرد دیکر اُسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا ماہِ ربیع الثانی ۳۸ھ ہجری مین تلاقی
طرفین واقع ہوئی۔ انجام کار شیبانی قتل ہوا پھر ہلال بن علقمہ نے جو قبیلہ تیم الرباب سے تھا خروج کیا اُسکے ہمراہ اُسکا بھائی مجالد بھی تھا۔ ماسبذان مین آیا۔ امیر المومنین نے
معقل بن قیس ریاحی کو اُنکی سرکوبی کے لئے مقرر فرمایا چنانچہ معقل نے اُسکا مع دو سو کس اُسکے اصحاب کے کام تمام کیا پھر اشہب بن بشر بجلی نے ایک سو اسی مرد کے
ساتھ خروج کیا اور جس مقام پر ہلال اور اُسکے اصحاب مقتول پڑے تھے آیا لاشون کو جمع کیا اُن پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ امیر المومنین نے جاریہ بن قدامہ سعدی اور
بقولے حجر بن عدی کو اُسکے مقابلہ مین بھیجا۔ مقام جرجرایا پر دونو لشکر دوبرو ہوئے اور بالآخر اشہب اور اُسکے ساتھی مارے گئے۔ پھر سعید بن قفل تیمی نے ماہ رجب
مین مقام بندنیجین مین خروج کیا دو سو مرد اُسکے ساتھ تھے۔ وہ رنجان مین جو مدائن سے دو فرسخ پر ہے آیا سعد بن مسعود ثقفی عامل امیر المومنین نے مدائن سے نکلکر اُسکو
قتل کیا۔ پھر ابو مریم سعدی نے خروج کیا اُسکے ساتھ بیشتر غلامون کا مجمع تھا حتے کہ بقولے اہل عرب کل چھہ ہی شخص تھے جنمین ایک وہ خود تھا۔ مگر بعد کو بڑھتے بڑھتے
دو سو پھر چار سو کی بھیڑ بھاڑ ہو گئی اور آتے آتے کوفہ سے پانچ فرسخ پر مقام کیا۔ امیر المومنین نے کسیکو اُسکے پاس بھیجکر اس تمرد کو ترک کرنے اور اپنی بیعت مین داخل
ہونے کی طرف دعوت کی مگر اُس نے قبول نہ کیا اور کہا ہمارے بیچ بجز جنگ اور امید نہ رکھین۔ لاجرم حضرت نے شُریح بن ہانی کو سات سو آدمی ساتھ کرکے اُس طرف
روانہ کیا۔ خارجیون نے شریح پر اس شدت سے حملہ کیا کہ بہت سے اُسکے اصحاب متفرق ہو گئے اور دو سو آدمیون سے زیادہ اُسکے ساتھ نہ رہے لاچار ایک گانو مین پناہ گیر
ہوا وہان کچھ لوگ بھاگے ہوئے اُس سے آملے باقی کوفہ مین چلے گئے یہہ حال دیکھکر امیر المومنین بنفس نفیس برآمد ہوئے اور جاریہ بن قدامہ کو مقدمۃ لشکر کرکے آگے روانہ
کیا اُس نے بموجب قرآن ان لوگون کو بہت سمجھایا اور قتل ہونے سے ڈرایا مگر اُنہون نے قبول نہ کیا۔ پھر حضرت نے خود پہنچکر حسب عادت خود بہت کچھہ فہمائش کی مگر خارجیون

ایک نہ سُنا - آخرکار تیغِ صاعقہ بار حیدرِ کرار سے سبکے سب فی النار ہوئے صرف پچاس کس اُنمین سے جان بر ہوئے جسمین چالیس زخمی تھے حضرت نے حکم دیا کہ کوفہ مین لیجاکر انکا معالجہ کیا جاوے علاج ہوا اور سب نے صحت حاصل کی بعض کتب معتبرہ مین منقول ہے کہ دو خارجیون مین نزاع تھی اُنھون نے حضرت امیر المومنین کے سامنے اپنا قضیہ پیش کیا - حضرت نے اُنکے درمیان حکم کیا ایک نے اُنمین سے کہا کہ تو نے اس فیصلہ مین عدل نہ کیا حضرت نے فرمایا اِخْسَأْ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ دور ہو اے دشمن خدا یہ کہنا تھا کہ وہ خارجی فوراً کُتّا بن گیا اور اسکے بدن کے کپڑے ہوا مین اڑ گئے - پس وہ کُتّا دم کو ہلاتا تھا اور آنسو اسکی آنکھون سے جاری تھے حضرت امیر المومنین کو اسکی حالت زار پر رحم آیا دعا کی پھر جیسا تھا ویسا ہی آدمی بن گیا اور وہی کپڑے ہوا سے لوٹ آئے - پس امیر المومنین نے فرمایا اَیُّہَا النَّاس آصف بن برخیا وصی سلیمان تھے ایک طرفۃ العین مین تخت بلقیس انکے روبرو منگا دیا چنانچہ حقتعالیٰ قرآن مین اسکی خبر دیتا ہے وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ترجمہ کہا اُس نے جسکے پاس علم کتاب تھا یعنے آصف نے کہ مین لاؤنگا اسکو تیرے پاس قبل اسکے کہ تیری آنکھ جھپکے پس ہمارے پیغمبر بلاشک خدائے تعالیٰ کے نزدیک سلیمان سے زیادہ مکرم ہین لوگون نے کہا یا امیر المومنین تمکو معاویہ کی لڑائی مین انصار کی کیا ضرورت ہے فرمایا مین انکو ثبوت حجت اور کمال محنت کے لئے دعوت کرتا ہون ورنہ اگر اسکی ہلاکت کی دعا کی اجازت دیجائے تو اجابت مین ذرا توقف نہو ظہور نائرۂ ستم و بیداد و شیوع رسوم فتنہ و فساد اعنی تاخت و تاز افواج شام بر ثغور و حدود اسلام و تفاقم مصائب از وقوع آن ایام و شکایات اصحاب کہ از ان سرور صدور یافتہ مخفی نرہے کہ قضیۂ نامرضیۂ تحکیم کے بعد اساس خلافت حقہ سست و مضمحل و ارکان سلطنت ایمانیہ مضطرب و متزلزل ہو گئے تھے فتنہ جو مفسدہ پرداز اطراف و اکناف ممالک مین کثرت سے اور بنی اُمیّہ کے ہوا خواہ عثمان کے سوگوار جو آتش نیم افسردہ کی طرح ہر گوشہ و کنار مین خاموش پڑے تھے ہوائے زمانہ دیکھکر پھر بیباک ہو کر اُٹھے تھے معاویہ کی طرف سے جو اعانت و اشتعال کہ ان کو پہنچتی تھی وہ بمفاد زَادَ عَلَی الطُّنْبُوْرِ نَغْمَۃً مزید برآن وہ مال سے رجال سے ہر طرح تسلی و دلاسہ سے کوئی دقیقہ انکی دلدہی اور دلداری کا اُٹھا نہین رکھتا تھا - پس ان پشت گرمیون سے یہہ لوگ اگر ایک تھے تو ہزار دو بارہ تھے تو شمار نظر آتے تھے چارون طرف بغاوت و سرکشی کے جھنڈے بلند تھے افواج شام دقتاً فوقتاً موقع تاک کر آتین اور قتل و غارت کے بعد پھر الٹے پاؤن پلٹ جاتین علی السویّہ تقسیم اموال کا قاعدہ جو خدا و رسول نے اسلام مین جاری کیا اور عہد خلافت ابوبکر مین اس پر عمل درآمد ہوتا رہا اور خلیفۂ ثانی نے نظر بمصالح خود بلا حجت شرعی اسکو ترک کیا معاویہ نے اسکو متروک ہی نہین کیا بلکہ سپرد خزانہ کیا بجائے بیت المال کے بیت المال مسلمانان اس نے بیت مال اللہ نام رکھا تھا اور مال مسلمین کو مال خدا کہکر بے خوف و خطر جس طرح چاہتا تھا اُڑاتا تھا - دروازے خزائن کے کشادہ تھے اور ہزارون لاکھون کا کچھ حساب و شمار نہ تھا - رشوت کا بازار گرم تھا نقد و روپیہ کی بھرمار و عہدہ ہائے حکومت کی بوچھاڑ اچھے اچھے پرہیزگارون کے پیر ڈگگا جاتے تھے خود کوفہ مین اسکے دام تزویر بچھے تھے اور بہت سے صحاب نفاق دین فروشون کی گردن طوق آہنین بنا - لاجرم یہان سے کوئی انتظام انسداد ایسا کہ قلع مادہ فساد کرے نہین ہو سکتا تھا امام عالیمقام ہمارے پر غیبت ولائے خطبہائے بلیغ ادا فرماتے کچھ اثر نہ تھا شور و غل مچاتے کوئی نہ سنتا تھا حتّٰی کہ اسی حال پر ملال پر اس ولی ذو الجلال نے رحمت خدائے متعال کیطرف انتقال فرمایا اور سلطنت اسلام بنی اُمیّہ کے لئے راست ہو گئی اور اس شجرہ ملعونہ نے جڑ پکڑی وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا

اِخْسَأْ ایک کلمہ ہے جسکو اہل عرب کتّے وغیرہ کے دور کرنے مین استعمال کرتے ہین ۱۲ عفی عنہ

مروی ہے کہ جب امیر المومنین جنگ نہروان سے فارغ ہوئے تو چاہا کہ بموجب قرارداد سابق مع افواج آراستہ متوجہ شام ہون پس لوگون کو جمع کیا اور حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا اے مردمان حقتعالی نے تمپر کمال فضل و احسان کیا کہ تم اس جنگ مین مظفر و مفتوح ہوئے اب مناسب یہہ ہے کہ جلد معاویہ سے لڑنے کے لئے شام کو نہضت کرو۔ اشعث بن قیس اٹھا اور سب کیطرف سے عرض کی یا امیر المومنین زاد راہ جو ہمارے ساتھ تھی ختم ہو چکی اور سلاح ہمارے کند و بیکار ہوگئے تلوارین شکستہ ہوگئین اور برچھیون سے پھل گر گئے پہلے ہمکو کوفہ لے چلین وہان از سر نو سامان تیار ہو جائین اور جو جماعت ہم سے کم ہو گئی ہے بجائے انکے دیگر آدمی اپنے مین شامل کر لین اسوقت شام کا ارادہ کرین۔ کیونکہ اس سے ہماری قوت و شوکت بڑھ جائیگی اور منہال بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا یا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ؀ یعنی اے گروہ مہاجرین زمین مقدس مین داخل ہو جو خدا نے تم پر فرض کیا ہے اور اپنی پشتون کو نہ موڑو کہ زیانکار واپس آؤ گے۔ لوگ یہہ سنکر رونے لگے کہ سردی شدت سے ہے اور یہ لڑائی موسم سرما مین ہوئی تھی حضرت نے فرمایا اس قوم کو بھی سردی ایسی ہی لگتی ہے جیسی کہ تمکو مگر انہون نے نہ مانا اور اسپر اصرار کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا افسوس ہے تم پر تمہاری عادت یہی ہو گئی ہے نیز مروی ہے کہ جب حضرت امیر المومنین نے جنگ نہروان سے مراجعت کی تو اثنائے راہ مین ایک مقام پہ لوگون کو جمع کرکے جہاد کیطرف رغبت دلائی اور چاہا کہ وہین سے شام کو روانہ ہون مگر انہون نے انکار کیا اور سردی اور کثرت جراحات کا عذر و بیان لائے حالانکہ جنگ نہروان مین لوگ کثرت سے زخمی ہوئے تھے حضرت نے فرمایا ان لوگون کو بھی سردی سے ایسی ہی ایذا ہوتی ہے جیسی کہ تمکو۔ مگر وہ شام کو جانے پر رضی نہوئے مجبور کوفہ کو مراجعت کی یہان بہت سے اصحاب آپکے متفرق ہوگئے بعض نے طریق خوارج اختیار کیا اور بعض اپنے کام مین مشکوک و مشتبہ تھے۔ ایک روایت مین ہے کہ نہروان سے مراجعت کرکے حضرت امیر المومنین کوفہ مین داخل نہ ہوئے بیرون شہر نخیلہ مین قیام کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ لشکر گاہ مین ٹھیرین اور جہاد کی تیاری کرین اور اپنے اہل و عیال سے کمتر ملاقات کرین چند روز تو یہی کیفیت رہی پھر آہستہ آہستہ متفرق ہونے اور کوفہ مین جانے لگے جو شہر مین جاتا واپس نہ آتا تا اینکہ آپکے ہمراہ تھوڑے سے آدمی رہ گئے اور تمام معسکر خالی ہو گیا اسوقت مجبور داخل شہر ہوئے اور زہیر عبسی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین سعار ہمدان سے گزرے تو ایک گروہ خوارج لیام کا سامنے آیا اور کہا یا علی تو نے مسلمانون کا بے جرم و قصور خون کیا اور امر خدا مین مداہنہ روا رکھا اور طالب ملک و سلطنت ہوا اور دین خدا مین رجال کو حکومت دی لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ حضرت یہ باتین ان بے حیاؤن کی سنکر کمال آزردہ ہوئے اور فرمایا حکم خدا تمہاری گردنون مین ہے اور سر و ریش مبارک کی طرف اشارہ کرکے کہا کیا چیز مانع ہے شقی ترین مردم کو کہ اسکو اسکے خون سے رنگین کرے تحقیق کہ مین نہ مرونگا بلکہ قتل کیا جاؤنگا۔ پس داخل قصر دار الامارہ ہوئے۔ ابراہیم کہتا ہے کہ امیر المومنین نے کوفہ مین داخل ہوکر لوگون کو بہت ترغیب جہاد کی مگر سب بے سود تھی اور لڑائی اس سال باطل ہو گئی اور ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے اے معشر مسلمین اور اے پسران مہاجرین جاؤ طرف پیشوایان کفر اور بقیہ احزاب اور اولیائے شیطان کے اور چلو ان لوگون کی طرف جو حمال معاصی و ذنوب مین قسم ہے اس خدائے عزوجل کی جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو خلعت وجود پہنایا کہ وہ لوگ حمال خطایا ہین اور قیامت تک انکے وزر و گناہ سے کچھ کم نہو گا۔ اور نیز فرمایا اے اہل کوفہ مینے تمکو درہ سے بسبب سفہا و حمقا کو نصیحت کرتا ہون تادیب کیا مگر تم بیکار کرنہوا سوط و تازیانہ کو کام مین لایا اس نے بھی کچھ فائدہ نہ بخشا اب فقط ایک تلوار باقی ہے سو قسم بخدائے عظیم کہ مین جانتا ہون کہ وہ تمہاری درستی کے لئے کافی ہے۔ مگر مین اسکو دوست نہین رکھتا ہون۔ تعجب ہے کہ امیر شام عصیان و نافرمانی خدا کرے اور اہل شام

اسکے مطیع و فرمان بردار ہون اور تمہارا امیر ہمہ تن طاعتِ خدا مین مصروف ہو اور تم اسکے ساتھ خلافِ عصیان ظاہر کرو مین تمکو جہاد کے لیے کہتا ہون تم سردی کا
حیلہ کرتے ہو کیا تمہارے نزدیک ان لوگون کو سردی نہین لگتی جیسی کہ تمکو سردی لگتی ہے پس تم اس قوم کے ساتھ مشابہ ہو جنکو رسولِ خدا نے فرمایا انفروا فی سبیل اللہ
راہِ خدا مین لڑائی کو چلو انکے عظماء و کبراء نے کہا کہ گرمی مین مت جاؤ حقتعالی نے اپنے نبی سے فرمایا قل اسنے کہہ دے نار جہنم اشد حرا لو کانوا یفقہون
آتشِ جہنم شدت حرارت مین زیادہ ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہین قسم بخدا کہ اگر مومن کے موہنہ پر تلوار لگاؤن کہ مجھسے دشمنی کرے تو وہ ایسا نہ کرے گا اور کافر کو اگر دنیا و
مافیہا دیدون کہ مجھکو دوست رکھے تو اس سے یہہ نہو سکے گا اور یہہ ایک امر ہے جو نبی امی کی زبان پر فیصل ہو چکا ہے جبکہ انہون نے فرمایا لا یبغضک مؤمن
ولا یحبک کافر وقد خاب من افتری یعنے اے علی مومن تجھکو دشمن نہ رکھے گا اور کافر تجھسے محبت نہ کرے گا زیانکار ہے وہ جو افترا کرے
اے اہلِ کوفہ قتالِ دشمن مین صبر و سکون اختیار کرو ورنہ قسم بخدا کہ حقتعالی تم پر اس قوم کو مسلط کریگا جسکی نسبت تم بدرجہا حق کے لیے اولے ہوگے پس وہ
تمکو عذاب کرین گے بعد ازان حقتعالی انکو تمہارے ہاتھ سے یا جسکے ہاتھ سے کہ چاہے گا عذاب کرے گا - اے اہلِ کوفہ تم قتل ہونے سے ڈرتے ہو اور بستر مرگ کو
معرکہ نبرد پر ترجیح دیتے ہو - مین شہادت دیتا ہون کہ مینے حضرت رسولِ خدا سے سنا ہے اور آنحضرت نے جبرئیل سے اور جبرئیل نے ربِ جلیل سے خبر دی ہے
کہ ہزار تلوارون کی چوٹین کھانا بستر پر پڑکر مرنے سے بہتر ہے - ابراہیم کہتا ہے کہ اشرافِ کوفہ علی علیہ السلام کیطرف سے مخشوش تھا اور انکے قلوب بجمیعہا معاویہ کی
طرف مائل تھے اسلیے کہ امیر المومنین کسیکو اسکے حق سے زیادہ ایک حبہ دینار روا نہ رکھتے تھے اور معاویہ نے عطیاتِ شرفا و عوام مین دو ہزار درہم کا تفاوت کر چھوڑا تھا
اور عبدالرحمن بن جندب سے نقل کیا ہے کہ باشندگانِ دومۃ الجندل بنی کلب علی و معاویہ سے کسیکی اطاعت مین نہ تھے اور کہتے تھے کہ ہم اسی حالت پر رہین گے
جبتک کہ عامۂ مسلمانان امامِ واحد پر مجتمع نہون معاویہ کو ایک مرتبہ انکا خیال آیا مسلم بن عقبہ کو وہان بھیجا کہ صدقاتِ زکوٰۃ وغیرہ جمع و تحصیل کرے اس نے
آکر انکا محاصرہ کر لیا - امیر المومنین کو یہہ حال معلوم ہوا تو مالک بن کعب ارحبی کو عین التمر سے جہان کہ وہ عامل تھا طلب کیا اور ایک ہزار سوار دیکر دومۃ الجندل کو
بھیجا مالک اور مسلم بن عقبہ مین ایک روز از صبح تا شام لڑائی ہوئی اگلے روز نمازِ صبح پڑھ کر مسلم شام کو لوٹ گیا اور مالک نے دس روز وہان ٹھیرکر انکو صلح و
اطاعت کی طرف دعوت کیا مگر انہون نے قبول نہ کیا مجبور کوفہ واپس آیا **دستبرد ضحاک بن قیس فہری** ابن ابی الحدید معتزلی نے کتاب
غارات ابراہیم بن محمد ثقفی سے نقل کیا ہے کہ بعد واقعہ تحکیم سب سے پہلے غارت عراق مین ضحاک بن قیس فہری کی تھی کیفیت اسکی یہہ ہے کہ دنیکہ تحکیم کے بعد جب
معاویہ نے سنا کہ امیر المومنین شام پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہین تو دمشق سے باہر نکلکر خیمہ زن ہوا اور اطراف و جوانبِ شام مین کسیکو بھیجکر اعلان کیا کہ علی بن
ابیطالب عنقریب تم پر حملہ لانے والا ہے اور ایک اشتہار اطلاعِ عام کے لیے لکھکر امر کیا کہ تمام قریات و قصبات مین اسکو لوگون کے سامنے قرأت کرین مضمون
اسکا یہہ تھا **اما بعد** ہمارے اور علی بن ابی طالب کے درمیان عہد نامہ بشروط و پیمان تحریر ہوا اور دونو نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو حکم مقرر کیا
تاکہ وہ بموجب کتابِ خدا ہمارے درمیان حکم کرے - اور عہد واثق کیا کہ فریقین حکمین کے فیصلہ سے تجاوز نہ کرین پس میرے حکم نے مجھکو خلافت پر منصوب کیا اور
علی کے حکم نے انکو معزول فرمایا اب وہ عہد شکنی کرکے بظلم اس طرف آرہے ہین پس تمکو چاہیے کہ مہیائے جنگ ہو کر جلد ہمارے پاس آجاؤ - پس ہر سمت سے سپاہ
اس کے پاس جمع ہوگئی اکثر اہلِ شام مقام صفین کو اپنے واسطے مبارک جان کر اس طرف چلنے کی صلاح دیتے تھے - مگر عمرو عاص نے کہا کہ ملک کے درمیان اپنے ارض
جزیرۃ العرب پر چڑھائی کرین کہ اس سے ہمارا رعب داب دوبالا ہوجائیگا اسی قیل و قال مین دو تین روز گزر گئے تا اینکہ جاسوس کوفہ سے خبر لائے کہ جناب علی بنفس نفیس

وتفرقہ پیدا ہوا اور ایک فرقہ انکار حکمین کرکے اُنسے جدا ہوگیا اب وہ بجائے اسکے کہ شام پر آئیں آپسمیں لڑنے کو گئے ہیں اہل شام نے یہہ سنکر خوشی کے نعرے مارے معاویہ ابھی اسی جگہ مقیم تھا کہ خبر آئی کہ علیؑ نے اُن لوگوں کو قتل کیا اُسکے بعد چاہتے تھے کہ لشکر سمیت اس طرف کو رخ کریں مگر اصحاب نے اسے قبول نہیں کیا اور لیت و لعل درمیان لائے۔ یہہ خبر اور بھی شامیوں کے سرور و خوشی کا باعث ہوئی پس معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری کو بلا کر تین چار ہزار سوار اُسکے ساتھ کئے اور کہا کہ نواح کوفہ تک سیر کر مگر شہر کوفہ سے احتراز کر جو راہ میں جسقدر اہل بادیہ اعراب کو علیؑ کی اطاعت میں پاوے انکا مال و اسباب لوٹ لے سب اسلاح چھین لے صبح کو ایک بستی میں ہو تو شام کو دوسری میں حتی الامکان فوج دشمن سے مقابلہ نہ کر پس ضحاک وہاں سے روانہ ہوا اور راہ میں جو اعراب صحرانشین ملے انکو قتل و غارت کرتا ہوا ثعلبیہ تک پہنچا وہاں قافلہ حجاج کو لوٹا۔ عمرو بن عمیس بن مسعود ہذلی برادرزادہ عبداللہ بن مسعود صحابی سے راہ حج میں ملا اسکو ایک جماعت اصحاب کے ساتھ قطقطانہ کے قریب قتل کیا۔ منقول ہے کہ عمرو کے قتل پر وہ ملعون ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں ہوں ضحاک بن قیس ابو انیس قاتل عمرو بن عمیس **المختصر** امیر المومنینؑ نے سنا تو منبر پر گئے اور فرمایا اے اہل کوفہ بندہ صالح عمرو بن عمیس کا تم نے حال سنا باہر نکلو اور دیکھو کتنے آدمی تم سے فوت ہوئے دشمن کے دفع میں سعی کرو کہ تمہارے گھر محفوظ رہیں حاضرین نے باواز ضعیف حزین جس سے سستی و عجز ظاہر تھا جواب دیا حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ تم سے سو مرد کے بجائے انکا ایک آدمی میرے ساتھ ہوتا اور معاویہ مجھ سے دینار و درہم کا مبادلہ کرے قسم بخدا کہ میں اپنی بینہ صادق و بصیرت کامل پر موت سے کراہت نہیں کرتا بلکہ بہت آسائش اور عظیم راحت اسی میں جانتا ہوں وائے ہو تم پر میرے ہمراہ جنگ کے لیئے نکلے پھر کیا سمجھ کر دبا گئے آہ میں کہانتک تمہارے ساتھ مدارا کروں جیسا کہ پارچہ کہنہ سے کرتے ہیں کہ ایک طرف سے اُسکو سیتے ہیں تو دوسری طرف سے پھٹ جاتا ہے قسم بخدا کہ ذلیل ہے وہ شخص جسکے تم مددگار ہو اور خائب و خاسر ہے وہ جسکے تم حصہ میں آؤ۔ تم ایک تیر بیپکان شکستہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے ہو کہ دشمن کو کچھ مضرت نہیں پہنچا سکتا۔ گھروں میں کثیر دکھائی دیتے ہو نشانوں کے تلے قلیل ایسے گھر کے بعد پھر کس گھر کی حفاظت کروگے مجھ سے بہتر کس امام کے ساتھ ہو کر جہاد بجالاؤگے بعد ازاں منبر سے اُترے اور نخیلہ تک تشریف لائے وہاں حجر بن عدی کے لیئے علم ترتیب دیا اور چار ہزار مرد اسکے ساتھ روانہ کیئے۔ حجر طلب ضحاک میں روانہ ہوا حتے کہ سماوہ میں جو علاقہ بنی کلب تھا پہنچا وہاں امرء القیس بن عدی بن اوس کلبی خسر امام حسینؑ[1] سے ملاقات ہوئی وہ لوگ حجر کو پانی اور راہ پر دلالت کرتے تھے اور وہ طلب ضحاک میں شتابی کرتا تھا تا اینکہ نواح تدمر میں تلاقی فریقین ہوئی تھوڑی دیر باہم جنگ ہوئی ضحاک کے انیس آدمی مارے گئے اور اصحاب حجر سے دو شخصوں نے شہادت پائی کہ اتنے میں رات حائل ہوگئی ضحاک نے تاریکی شب کو غنیمت جانکر نکل گیا چنانچہ صبح کو دیکھا اُسکا اور اُسکے اصحاب کا نشان نہ تھا **ابراہیم** کہتا ہے کہ انہیں ایام میں عقیل بن ابی طالبؑ نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا **اما بعد** اے برادر اے پسر مادر خداتعالی تجھکو ہر بلا و بدی سے اپنے حفظ و امان میں رکھے تحقیق کہ میں ادائے عمرہ کے لیئے مکہ میں آیا راہ میں عبداللہ بن ابی سرح مع چالیس کس اپسران طلقا کے ملا جنکے چہروں سے آثار شرارت نمودار تھے میں نے کہا اے ابنائے شانئین کہاں جاتے ہو کیا اس لیئے جاتے ہو کہ معاویہ سے ملحق ہو اور اسکا امر قدیم سے خدا میں سعی کرو ہمیشہ سے اور آجکے درمیان بہت گفتگو ہوئیں ہو میں مکہ میں آیا تو سنا کہ ضحاک بن قیس نے حیرہ کو غارت کیا اور سالما و غانما مراجعت کی ایسی تف ہے یا علی ہماری اس زندگی پر کہ ضحاک جیسے ناچیز شخص کو تیرے سامنے جرأت ہو۔ میں سنا ہے کہ اصحاب تمہاری نصرت سے پہلو تہی کرتے ہیں پس اے برادر اپنی رائے سے آگاہ کر اگر تم نے انجام ان امور کا موت کو سمجھ لیا ہے تو ہمکو لکھو کہ ہم تمام آل ابوطالب تیرے پاس آئیں اور اپنی جانیں تجھ پر نثار کریں

[1] رباب بنت امرء القیس کلبی ازواج جناب سید الشہداء علیہ السلام میں داخل تھیں انکے بطن سے سکینہ بنت الحسینؑ پیدا ہوئیں ۱۲ منہ عفی عنہ

قسم بخدا کہ مین دنیا مین تیرے بغیر مجھے زندہ رہنا نہین چاہتا اور تمہارے بعد عیش ہمکو سخت ناگوار ہے والسلام حضرت نے اسکے جواب مین لکھا یہ خط ہے بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے عقیل بن ابوطالب کے نام **اما بعد** تیرا خط عبدالرحمن بن عبید ازدی کے ہاتھ آیا تو نے مجھ ابن ابی سرح کا تذکرہ کیا ہے پس وہ ہمیشہ سے دشمن خدا و رسول ہے اور قریش اپنی قدیمی ضلالت اور گمراہی مین مبتلا - آگاہ رہ کہ اسوقت اہل عرب تیرے بھائی کی دشمنی پر متفق ہین جیسا کہ اس سے پہلے حضرت رسول خدا کی دشمنی پر متفق تھے انہون نے اسکا حق بھلا دیا اور اسکی فضیلت سے انکار کیا اور جنگ کرتے ہین خداوند تو میری طرف سے قریش کو جزائے بد دے کہ انہون نے قطع رحم کیا اور میرے حق سے مجھکو روکا اور میرے بھائی کی سلطنت مجھ سے چھین کر ان لوگون کو دی جو نہ میری مانند قرابت رکھتے ہین نہ سابقہ - اور تو نے لکھا ہے کہ ضحاک نے حیرہ کو غارت کیا پس وہ زیادہ ذلیل ہے اس سے کہ حیرہ تک آئے مگر کچھ فوج کے ساتھ سماوہ سے بڑھا تھا اور قطقطانہ سے گزرا مینے ایک لشکر انبوہ مسلمانون کا اس پر بھیجا یہ سنکر اس نے فرار کیا انہون نے تعاقب کیا قریب شام ایک مقام پر گھیر لیا مگر تلوار کے سامنے ذرا نہ ٹھیر سکا اور پشت دکھائی انیس آدمی اسکے مارے گئے باقی شکستہ و خستہ بحال تباہ ورطۂ اجل سے جان بچا لیگئے اور جو کہ استدعا کی ہے کہ مین اپنی رائے لکھون سو تحقیق کہ میری رائے ان لوگون پر جہاد کرنیکی ہے تا اینکہ خدائے عزوجل سے ملاقات کرون نہ مجھکو کثرت اصحاب مغرور کرتی ہے نہ انکی قلت سے متوحش ہوتا ہون کسلئے کہ قسم بخدا کہ مین حق پر ہون اور اس حالت مین موت کے آنے سے کراہت نہین کرتا کسلئے کہ محق کے لئے جتنی خیر و خوبی ہے موت کے بعد ہے اور جو تو نے مع تعلقات آل ابوطالب اس طرف آنے کو لکھا ہے مجھے اسکی کچھ حاجت نہین تم اپنے مقام پر باطمینان و آرام رہو تحقیق کہ مین دوست نہین رکھتا کہ مین ہلاک ہون تو تم بھی میرے ہمراہ ہلاک ہو والسلام **مروی** ہے کہ ایک مدت دراز کے بعد اس واقعہ کے جب ضحاک کوفہ آیا تو اس نے عبدالرحمن بن عبید سے پوچھا کہ مینے جنگ تدمر مین ایک مرد کو دیکھا تھا جسکا مثل آج تک نظر نہین آیا وہ کچھ آدمیون سے ہم پر حملہ آور ہوا مینے اسکے برچھی لگائی مگر کارگر نہ آئی اور وہ واپس ہوا تھوڑی دیر بعد پھر نکلا اور مجھ پر ایک ضرب تلوار کی لگائی لیکن خالی گئی پشت موڑ کر چلا تھا کہ مینے ایک تلوار اسکے سر پر لگائی تو استخوان سر مین گھس گئی - بخدا کہ میرا گمان تھا کہ اب نہ آئیگا - مگر یہ گمان غلط نکلا وہ پھر عمامہ سے سر کو لپیٹ کر آموجود ہوا - مینے کہا وائے ہو تجھ پر تجھکو اس ضربت نے آنے سے باز نہ رکھا کہا مین جو کچھ کرتا ہون رضائے خدا کے لئے کرتا ہون پس اس نے مجھ پر برچھی لگائی اور مینے اس پر اس اثنا مین اسکے اصحاب آگئے اور رات ہمارے درمیان حائل ہو گئی عبدالرحمن نے کہا یہ ربیعہ بن ماجد شجاع قبیلہ ہے اس لڑائی مین شریک تھا ضرور اس جوان مرد کے حال سے واقف ہوگا - ضحاک نے ربیعہ سے پوچھا تو اس مرد کو پہچانتا ہے کہا ہان پوچھا کون ہے کہا مین ہی ہون ضحاک نے اسکا سر دیکھا تو نشان زخم موجود تھا کہا اب بھی تیری وہی رائے ہے جو پہلے تھی ربیعہ نے کہا اب جیسے سب کی رائے ہے ویسی ہی میری ہے ضحاک نے کہا کچھ خوف نہین جبتک تم سے کوئی خلاف حرکت ظاہر ہو امان مین ہو مگر تعجب ہے کہ تو زیاد کے ہاتھ سے کسطرح بچ گیا - کہا اسکو خدا تعالیٰ نے میرے قتل سے باز رکھا -

غارت نعمان بن بشیر ابراہیم کہتا ہے کہ قبل جنگ صفین جبکہ معاویہ نے قاصد بھیجکر قاتلان عثمان کو امیر المومنین سے طلب کیا تا کہ انکی عوض مین قتل کرے اور مقصود اصلی اسکا اس نامہ و پیام سے صرف یہ تھا کہ شامیون کے سامنے اسکی حجت تمام ہو اور انکا معذور ہونا روشن ہو جائے تو اسوقت پہلے ابو مسلم خولانی پھر ابوہریرہ و نعمان بن بشیر یہ پیام لیکر حضرت کی خدمت مین آئے آپنے نعمان سے فرمایا کہ مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ تیری تمام قوم یعنی انصار حق پر ہے یا تو تنہا کہا بلکہ تمام قوم حق پر ہے حضرت نے فرمایا کہ تمام انصار بجز دو تین شخصون کے میری اطاعت مین داخل ہین پھر تو کسلئے علاحدہ ہے کہا میری غرض یہان آنے سے یہی ہے کہ آپکی خدمت مین رہون اور دلی آرزو ہے کہ تم دونو کے درمیان صلح ہو جائے اگر ایسا ہوا تو بہتر ورنہ مین بہر حال خدمت مین حاضر ہون پس ابوہریرہ شام کو واپس چلا گیا اور نعمان کوفہ مین رہا - مگر

بعد چندے بھاگا اور راستے میں مقام عین التمر پر مالک بن کعب ارحبی عامل امیر المومنینؑ کے ہاتھ میں گرفتار ہوا آخر بعد زاری و سماجت و شفاعت رہا ہوکر شام میں پہنچا اُسوقت سے مُعاویہ کے پاس رہتا تھا کہ بعد قضیۂ تحکیم اُس نے افواج لوٹ مار کے لئے بھیجنی شروع کیں پس ضحاک کے بعد نعمان کو بھی دو ہزار سوار دیکر عراق کو روانہ کیا اور اسکو بھی وہی وصیت کی جو قزاق راہزن اپنے شاگردوں کو کرتے ہیں کہ شہروں سے بچنا مجمعوں اور گروہوں سے کترا تا چلا جانا ہوا اور نیز یہ کہ اہل سلاح کو زیادہ تر غارت کرنا اور جلد واپس آ۔ نعمان شام سے چلکر اُسی عین التمر میں آیا جہاں پہلے پکڑا گیا تھا اور وہی مالک بن کعب یہان عامل تھا مالک کے پاس لیک ہزار مرد کارزار رہتا تھا مگر اُسوقت اُس نے سب آدمی کوفہ کو بھیجدئے تھے صرف ایک سو آدمی باقی تھے لاجرم ایک خط امیر المومنینؑ کی خدمت میں لکھکر عرض حال کیا اور ایک شخص عبد اللہ بن حوزہ ازدی نام کو قرظہ بن کعب انصاری و مخنف بن سلیم کے پاس جو عاملان امیر المومنینؑ اور اس مقام سے نزدیک تر تھے روانہ کیا کہ اُنسے طلب نُصرت کرے اور خود اُن سو آدمیوں کو جمع کرکے کہا کہ تمکو معلوم ہے کہ نعمان ہم پر چڑھ کر آیا ہے اُسکے ساتھ دو ہزار آدمی ہیں اور ہم کل ایک سو مرد ہیں۔ مگر اس سے بے دل ہونا چاہئے کس لئے کہ حقتعالی بیشتر اوقات دس کو سو پر اور سو کو ہزار پر اور قلیل کو کثیر پر فتح و ظفر عنایت کرتا ہے۔ پس دیوار ہائے قریہ کو پس پشت لیکر دلیرانہ جنگ کرو عبد اللہ بن حوزہ کہتا ہے کہ مالک کا پیغام لیکر میں اول قرظہ کے پاس گیا اُس نے کہا میں صرف تحصیل خراج پر مقرر ہوں میرے پاس اس قدر آدمی نہیں کہ تمہاری مدد کروں پس میں مخنف کے پاس گیا اُس نے اپنے بیٹے عبد الرحمن بن مخنف کو پچاس آدمی دیکر میرے ساتھ کیا۔ اُدھر مالک اور نعمان کے درمیان جنگ شروع ہوگئی تھی ہم قریب عصر وہان پہنچے تو اصحاب مالک میں دم باقی نہ رہا تھا لڑتے لڑتے تلواریں ٹوٹ گئی تھیں اگر ہم تھوڑی دیر اور نہ پہنچیں تو اُنکی ہلاکت میں شک نہ تھا پس ہم نے دوسری طرف سے حملہ کیا شامیوں کو گمان ہوا کہ ہمارے پیچھے اور کمک ہے اُنکے قدم اُکھڑ گئے ہم نے تین شخصوں کو اُنکے قتل کیا اتنے میں رات ہوگئی اور شامی سپاہی شب میں فرار ہوگئے مالک نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں فتحنامہ لکھا **اما بعد** نعمان بن بشیر مع افواج شام شدم ہم پر نازل ہوا میرے اعظم اصحاب اُسوقت مجھ سے جدا تھے تو کلا علے اللہ تقریکو لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا شام تک اُسکے ساتھ لڑتا رہا اور مخنف بن سلیم سے امداد کی درخوست کی اُس نے عبد الرحمن اپنے بیٹے کو پچاس مرد شیعیان امیر المومنینؑ سے ہمراہ کرکے کمک کو بھیجا ہم سب نے بالاتفاق دشمن پر حملہ کیا حقتعالی نے ہماری نصرت کی اور دشمن مغلوب ہوا اور فوج خدا مظفر و منصور پس خوب جوان ہے عبد الرحمن اور اچھے انصار ہیں اُسکے صحاب و الحمد للہ رب العالمین والسلام علی امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مروی ہے کہ جسوقت مالک کا پہلا خط کوفہ میں پہنچا تو حضرت امیر المومنینؑ نے اسکو جماعت حاضرین کے سامنے پڑھا اور فرمایا اے اہل کوفہ افواج شام تمہارے ملک پر حملہ لاتی ہیں اور تم گھروں میں بیٹھ کر دروازہ بند کرلیتے ہو میں پکارتا ہوں نہیں بولتے فریاد کرتا ہوں نہیں سنتے اب نعمان بن بشیر عین التمر پر لشکر لایا ہے تمہارا بھائی مالک بن کعب تم سے خواستگار اعانت و امداد ہے اُسکی فریاد سنو اور دستگیری کرو حضرت نے فرمایا مگر ان پر کچھ اثر نہوا تب آپنے رؤسا و نقبائے شہر کو علیحدہ طلب کرکے فرمایا کہ عوام کو حث و ترغیب کریں اُسوقت بمشکل تمام تین سو مرد کے قریب جمع ہوئے۔ یہ امر باعث ملال ہوکر ممبر پر تشریف لے گئے اور بکمال عتاب خطاب کیا کہ میں اُس قوم میں مبتلا ہوں کہ اُنکو بلاتا ہوں اور نہیں آتے حکم کرتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتے ایہا الناس کس لئے یہ پس و پیش ہے اور نصرت خدا میں کاہے کا انتظار ہے آیا تم کوئی دین نہیں رکھتے کہ تمکو جمع کرے یا غیرت و حمیت باقی نہیں جو تمکو جوش میں لاوے میں تم سے تمہارے بھائیوں کی امداد کی درخوست کرتا ہوں تم تکاسل کرتے ہو اور گھر سے نہیں نکلتے اور نکلے تو بہت ضعیف قلیل گویا اُنکو موت کی طرف لیجا رہے ہیں اور وہ دیکھتے ہیں پس ممبر سے اُترکر داخل دولت سرا ہوئے۔ عدی بن حاتم طائی نے اُٹھکر کہا قسم بخدا کہ یہ خذلان ہے ہم نے امیر المومنینؑ سے اس بات پر بیعت نہیں کی پھر حضرت کی خدمت میں داخل ہوکر عرض کی یا امیر المومنینؑ ایک ہزار مرد قبیلۂ طے سے میری اطاعت میں ہیں اگر حضرت ارشاد کریں تو میں اُنکو

لیکر جاؤن فرمایا مین ایک قبیلہ کو قبائل عرب سے دشمن کے سامنے نہین بھیجتا - مگر تو باہر نکلکر نخیلہ مین قیام کر پس حضرت نے ہر شخص کے لئے آٹھ سات سو درہم مقرر کئے اور عدی کے پاس سوائے اسکی قوم کے ایک ہزار مرد جمع ہوگئے مگر ابھی اس لشکر نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی تھی کہ نعمان کی ہزیمت کی خبر آگئی **مفسدہ بصرہ و قتل عبد اللہ بن عامر الحضرمی** ابراہیم بن محمد نے کتاب غارات مین روایت کی ہے کہ جب محمد بن ابوبکر مصر مین مقتول ہوا تو معاویہ نے چاہا کہ عبد اللہ بن عامر حضرمی کو بصرہ بھیجے کہ اہل بصرہ کو طلب خون عثمان کی طرف دعوت کرے اس نے اس مقدمہ مین عمرو بن عاص سے جو اسوقت اسکی طرف سے عامل مصر تھا مشورہ کیا ابن عاص نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور لکھا کہ اس سے تیرے دوست شاد اور دشمن قرین حزن وملال ہونگے پس معاویہ نے ابن حضرمی کو اس طرف روانہ کیا اور ایک خط اپنی طرف سے مشتمل بر ترغیب و تحریص بطلب خون عثمان اہل بصرہ کے نام لکھکر اسکو دیا تاکہ انکے سامنے قرأت کرے اس نے بصرہ مین آکر معاویہ کا خط انکے سامنے پڑھا بصریون مین اختلاف ہوا بعض نے اس دعوت سے انکار کیا اکثرون نے قبول و منظور کر لیا عامل بصرہ اسوقت عبد اللہ بن عباس کی طرف سے زیاد بن عبید تھا اور خود ابن عباس تعزیت محمد کے لئے امیر المومنین کی خدمت مین کوفہ گئے ہوئے تھے زیاد نے جب بصریون کی رجوع ابن حضرمی کی طرف زیادہ دیکھی تو قبیلۂ ازد مین پناہ گزین ہوا اور خط لکھکر ابن عباس کو تمام ماجرے کی اطلاع دی - اور انکے ذریعہ سے یہہ کیفیت معروض رائے عالم آرائے امیر المومنین ہوئی معہذا اتمام کوفہ مین یہہ خبر شائع و ذائع ہوگئی - اہل کوفہ از روئے رشک و حسد مختلف اشخاص کی نسبت رائے دیتے تھے کہ اس فساد کے دفع کے لئے بصرہ کو بھیجے جائین یہہ باہمی بغض و عناد ناملائم طبع ہمایون ہوا فرمایا ایہا الناس اس تباغض و تحاسد کو ترک کرو منظور رہے کہ وقار اسلام تمکو باہمی تنازع و تکرار سے باز رکھے اپنے کلمہ کو واحد کرو اور دین خدا کو لازم پکڑو اور اخلاص فیمابین سے مضبوطی دو کہ کفار پر اتمام حجت ہو تحقیق کہ سوائے اسلام کے کوئی دین کسی فرد بشر سے قبول و منظور نہ کیا جائیگا - یاد کرو کہ تم قلیل مشرک بایکدگر دشمن و متفرق تھے اسلام نے تمکو کثیر و مجتمع و متحد و بایکدیگر دوست بنایا پس محبت کے بعد عداوت نہ کرو اور اجتماع کے بعد تفرقہ کو راہ نہ دو جہان آتش فساد مشتعل دیکھو اور فرقہ فرقہ جدا پاؤ تلوار لیکر بہتر و مہتر قوم کے ساتھ ہو تا اینکہ خدا اور کتاب خدا اور سنت رسول خدا کو پاؤ لیکن یہہ نفسانیت خطوات شیاطین سے ہے اس سے باز رہو کہ فلاح و نجاح پاؤ **واقدی** کہتا ہے کہ علی علیہ السلام چاہتے تھے کہ قبیلۂ بنی تمیم سے کوئی شخص بصرہ کو جائے اور وہان اپنی قوم کو حمایت ابن حضرمی سے مانع آئے مگر کوئی مانتا نہ تھا حتے کہ چند روز اس طرح پر گزر گئے تب آپنے فرمایا تعجب ہے کہ قبیلۂ ازد میری اعانت کرے اور بصرہ سے خذلان ظاہر ہو اور اس سے بھی زیادہ تر عجیب یہ ہے کہ بنی تمیم بصرہ نے مجھسے مخالفت کی اور بنی تمیم کوفہ میری نصرت سے تقاعد کرتے ہین مین کہتا ہون کہ چند اشخاص اٹھے وہان جائین اور انکو طریق رشاد کیطرف ہدایت کرین وہ صم بکم کچھ جواب نہین دیتے اسکا باعث صرف جبن و بزدلی ہے اور یہہ کہ زندگانی چند روزہ دنیا کو دوست رکھتے ہین - پھر فرمایا کہ ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ اپنے باپ بھائی بیٹے اور اعمام و اخوال کو راہ خدا مین قتل کرتے تھے اور اس سے ہمارے ایمان و تسلیم زیادہ ہوتے تھے - جہاد اعدائے دین مین مراسم سعی و اجتہاد بجالاتے تھے اور ہنگام نزول بلا صبر کو اپنی سپر بناتے ایک مرد ہم سے اور ایک دشمن سے نکلتا اور باہم جنگ جو ہوتا کبھی یہ اسکو کاسۂ مرگ سے سیراب کرتا کبھی وہ جام شہادت اسکو پلاتا پس جب حقتعالی نے ہماری صدق نیت و اخلاص طویت کو مشاہدہ کیا تو فتح و نصرت ہم پر اور ادبار و نکبت ہمارے دشمنون پر نازل کی تا اینکہ بیخ اسلام مستحکم ہوگئی قسم بخدا کہ اگر ہم تمہاری طرح ہوتے تو عمود دین ہرگز قائم نہوتا اور شجر اسلام سے ایک سبز شاخ نہ نکلتی قسم بخدا کہ تم اپنے اس کردار پر پشیمان ہوگے اور نقصان اٹھاؤ گے پس اعین بن ضبیعہ مجاشعی اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین

مین انشاء اللہ تعالیٰ اس مہم کو آپکے کفایت کرتا ہون یا ابن حضرمی کو بصرہ سے نکال دونگا یا قتل کرونگا۔ حضرت نے اُسے اجازت دی اعین کوفہ سے بصرہ
آیا اور زیاد سے ملاقات کرکے اپنے آنیکی علت اُس سے بیان کی وہ بنی ازد مین مقیم تھا اسی اثنا مین زیاد کے پاس امیر المومنین کا نامہ پہنچا اُس مین مرقوم تھا
کہ مینے اعین بن ضبیعہ کو تیرے پاس بھیجا ہے کہ اپنی قوم کو ابن عامر سے دور کرے اگر بحسب مظنون اُس نے ان اوباش کو پراگندہ کردیا تو بہتر ورنہ جو لوگ
تیرے مطیع ہین اُنکو لیکر اہل عصیان سے جہاد کر اگر فتح میسر ہو فہو المراد نہین تو اُنکے ساتھ جنگ مین مماطلہ و درنگ کرتا رہ تاوقتیکہ افواج مسلمین تجھ پر سایہ افگن ہون
حقتعالے ظالمون مفسدون کو ہلاک کرے اور مومنین مظفر و منصور ہون والسلام زیاد نے یہ خط پڑھکر اعین کو دیا اُس نے پڑھا اور کہا مجھکو امید ہے کہ انشاء اللہ
تعالیٰ یہہ کار روبراہ ہوجائے پھر وہانسے اپنی قیامگاہ پر آیا کچھ لوگ اُسکی قوم کے اُسکے پاس جمع ہوگئے اُسنے کہا کیون اپنی جانِ عزیز سے سیر ہوکر اپنے قتل کے
درپے ہوا اور چند سفہا و اشرار کے ساتھ ہلاک ہوتے ہو قسم بخدا کہ مین تمہارے پاس نہین آیا الا یہہ کہ افواج تمہارے واسطے تیار ہین اگر حق کیطرف مراجعت کیتو
بہتر ہے ہم قبول کرین گے اور گزشتہ کو معاف کردین گے نہین تو واللہ کہ تمہارا استیصال و ہلاکت ہے اُنہون نے کہا ہم تیری بات سُنتے ہین اور اطاعت کرتے
ہین پس اعین اُنکو ہمراہ لیکر ابن عامر اور اُسکے اصحاب کیطرف گیا وہ اپنے مقام سے نکلکر صف آرا ہوئے اعین تمام روز اُنکو فہمائش کرتا رہا کہ نکث بیعت نہ کرو
اور مخالفت امام سے باز آؤ مگر اُسکا اثر برعکس ہوا وہ اُسکو دُشنام دیتے تھے آخر شام کو اپنے مقام پر واپس آیا تو دس نفر خوارج سے اُسکے درپے ہوئے اُنہون نے
رات کو جسوقت وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا تلوارون سے اُسے زخمی کیا اعین بات عُریان وہانسے نکلا کہ جان بچاوے مگر خارجیون نے اثنائے راہ مین اُسے قتل کیا
زیاد نے تمام ماجرے امیر المومنین کی خدمت مین لکھا اور التجا کی کہ حضرت جاریہ بن قدامہ کو اس مہم پر بھیجین وہ مطاع قوم اور صاحب فہم و فراست ہے اور دشمنان
امیر المومنین پر شدت و حدت اُسکی زیادہ ہے حضرت امیر المومنین نے زیاد کا خط پڑھکر جاریہ کو بلایا اور یہہ حال اُسکے روبرو بیان کیا۔ اُس نے عرض کی یا امیر المومنین
آپ مجھکو وہان بھیجین اور حقتعالیٰ سے خواستگار اعانت ہون فرمایا یا برکت خدا روانہ ہو کعب بن قعین کہتا ہے کہ جاریہ پچاس شخص بنی تمیم سے ساتھ لیکر نکلا
مین بھی اُسکے ساتھ تھا اور بجز میرے کوئی یمانی اُنمین نہ تھا۔ مین شدید التشیع تھا مینے جاریہ سے کہا اگر تو کہے تو مین تیرے ساتھ چلون نہین تو اپنی قوم کیطرف
لوٹ جاؤن اُس نے کہا نہین بلکہ ہمارے ہمراہ چل قسم بخدا کہ مین چاہتا تھا کہ وحش و طیر ہماری مدد کرین چہ جائیکہ انسان پس جاریہ بصرہ مین آیا۔ پہلے اُس نے
زیاد سے ملاقات کی۔ اور اُنکے درمیان تھوڑی دیر باتین ہوتی رہین بعد ازآن وہان سے نکلا اور بنی ازد مین کھڑا ہوکر کہا حقتعالیٰ تمکو جزائے خیر دے تم نے اپنے
امیر کی اطاعت کی اور حق کو لازم پکڑا جبکہ اورون نے اس سے انکار کیا۔ پھر نامۂ امیر المومنین جو اہل بصرہ کے نام تھا سب کے سامنے پڑھا اُس مین مندرج تھا کہ
حقتعالیٰ کریم و حلیم ہے عقوبت مین تعجیل نہین کرتا اور مذنب کو اوّل وہلہ مین نہین پکڑتا بلکہ مواخذہ کو تراخی و تانّی مین ڈالتا ہے پھر توبہ کو قبول کرتا ہے اور
معصیت سے درگزر کرتا ہے تاکہ حجت تمام ہو اور عذر کی گنجائش نہ رہے اے اہل بصرہ تم اپنے گزشتہ خلاف و شقاق پر مستوجب عقوبت و عذاب تھے مگر مین نے
تمہارے جرمون کو عفو کیا مُقبِل سے قبول کیا مُدبر کو چھوڑ دیا اور تم سے بیعت لی پس اگر تم نے عہد کو پورا کیا اور قبول نصیحت کرکے طریق مستقیم اطاعت پر
قائم رہے تو مین تمہارے درمیان بموجب کتاب خدا عمل کرونگا اور سبیل ہدایت و ارشاد کو تم پر کھول دونگا قسم بخدا کہ مین بعد رسول خدا اس امت پر کوئی
والی نہین جانتا کہ علم و عمل مین مجھ سے فائق ہو اور جو اس جہالت و سفاہت سے باز نہ آئے اور فتنہ و فساد ہی پر اصرار کیا تو بخدا سوگند تمکو وہ روز مصیبت
پیش آئیگا کہ روز جمل اُسکے سامنے حقیر و ناچیز دکھائی دیگا مگر مجھکو اُمید ہے کہ تم اپنے نفسون کی طرف راہ کشادہ نہ کروگے مین یہ خطاب تمام حجت کے لئے تمکو

لکھتا ہون اسکے بعد اور خط نہ لکھونگا۔ جب یہ مکتوب بصریون کے سامنے پڑھا گیا تو صبرہ بن شیمان اٹھا اور کہا سَمِعنَا وَاَطَعنَا نَحنُ حَربٌ لِمَن حَارَبَ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ وَسِلمٌ لِمَن سَالَمَہٗ یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی جو امیر المومنین سے لڑے ہم اس سے لڑینگے اور جو انکے ساتھ صلح کرے اس سے بصلح پیش آوینگے ۔ اے حارثہ اگر تیری قوم تجھکو کفایت کرے تو بہتر ورنہ ہم تیری نصرت کے لئے موجود ہین اسیطرح اور چند رؤسا و اشراف قبیلہ نے اٹھکر تقریرین کین مگر حارثہ نے کسیکو اپنے ساتھ نہ لیا اور خود بنی تمیم مین گیا ۔ اور انسے اس مقدمہ مین گفتگو کی سب خاموش تھے اور کچھ جواب نہ دیتے تھے الا اراذل و اوباش نے اسکو بہت سب و شتم کیا اور آمادہ فساد ہوئے پس حارثہ نے بنی ازد سے طلب اعانت کی وہ زیاد کے ساتھ وہان آئے ادھر سے عبداللہ عامر اپنے اصحاب کو لے کر باہر آیا شریک بن اعور حارثی کہ شیعہ امیر المومنین اور حارثہ کا دوست تھا آکر حارثہ کے ساتھ شامل ہوگیا۔ تلاقی صفین کے بعد تھوڑی دیر جنگ ہوتی رہی آخرش بنی تمیم منہزم ہوئے حارثہ نے انکا تعاقب کیا وہ سبیل سعدی کے مکان مین متحصن ہوئے حارثہ اور زیاد نے اس مکان کا محاصرہ کرلیا اور حارثہ نے آتش طلب کی کہ اس مکان کو ان پر جلادے بنی ازد نے کہا ہم تجھکو اس کام کے لئے نہین کہتے یہہ لوگ تیری ہم قوم ہین جو چاہے انکے ساتھ سلوک کر حارثہ نے اس گھر کو آگ دیدی اور عبداللہ حضرمی مع ستر آدمیون کے جلکر ہلاک ہوئے اور بنی ازد نے زیاد کو دار الامارہ مین لیجا کر قصر و بیت المال پر قبض و تصرف کرادیا اور کہا اب ہم تیرے حق جوار سے فارغ ہوئے زیاد نے امیر المومنین کی خدمت مین کوفہ کو خط لکھا اور حارثہ کی مدح کی کہ اسی کی بدولت یہ فتح نصیب ہوئی دشمنون سے کچھ آدمی آگ مین جلائے گئے بعض پر سقف و دیوارین گرائی گئین باقی علاوہ تیغ بیدریغ ہوئے جو زندہ بچے چونکہ اپنے کردار پر نادم و پشیمان اور اس سے تائب تھے انسے عفو و صفح عمل مین آیا حضرت امیر المومنین نے یہہ خط مجمع اصحاب کے روبرو پڑھا اور جملہ حضار ان اخبار کو سنکر شادمان ہوئے اور حارثہ اور بنی ازد کی صفت و ثنا کی اور بصرہ کی مذمت فرمائی کہ یہی شہر ہے جو سب سے اول حرق و غرق سے خراب ہوگا تا اینکہ اسکی مسجد مثل جوجو سفینہ پانی سے باہر رہیگی باقی سب ڈوب جائیگا۔

غارت سفیان بن عوف غامدی برانبار غامد ایک قبیلہ ہے یمن سے جو ایک شاخ بنی ازد کی ہے اور یہہ لقب تھا عمرو بن عبداللہ بن کعب ازدی سرقبیلہ کا ۔ اسکے معنے ڈھانپنے اور پوشیدہ کرنے والے کے ہین چونکہ مذکور نے ایک مفسدہ کو جو اسکے قبیلہ مین تھا رفع و دفع کیا تھا ۔ اسلئے یہہ لقب پایا اور انبار ایک عراق کے مشہور و معروف شہر کا نام ہے کیفیت اس واقعہ کی یہہ ہے کہ معاویہ نے سفیان بن عوف سے کہا کہ مین تجھکو ایک لشکر انبوہ کے ساتھ عراق پر بھیجتا ہون وہانسے فرات کے کنارہ کنارہ چلا جا تا اینکہ ہیت پہنچے اگر لشکر وہان ملے تو اسکو غارت کر اور انبار کیطرف متوجہ ہو اگر وہان لشکر نہ ملے تو مدائن کا رخ کر اور خبردار کوفہ کے نزدیک نہ جائیو اور تجھکو معلوم رہے کہ اگر مدائن اور انبار کو غارت کیا تو ایسا ہے گویا کوفہ کو غارت کیا ۔ اے سفیان یہ غارات عراق مین ہمارے رعب کو زیادہ کرینگے جو لوگ ہمارے دوستون سے وہان ہین اور انکے درمیان سے نکلنا چاہتے ہین انکے حوصلے بڑھ جائینگے پس تو جس جگہ سے گزرے چاہئے کہ اسکو تباہ و خراب کرے جس مرد کو اپنے برخلاف پاوے اسے قتل کرے اور مال و متاع کو اسکے لوٹ لے کہ یہہ بھی قتل سے کم نہین بلکہ اس سے زیادہ دل دکھانے والا ہے۔ سفیان کہتا ہے کہ معاویہ نے چھ ہزار آدمی میرے ساتھ کئے مین انکو لیکر شام سے نکلا اور بموجب اسکے اشارہ کے کنارہ فرات کو ہولیا اور جلد جلد جاتا تھا تا اینکہ ہیت مین پہنچا وہ لوگ میرا آنا سنکر فرات کو عبور کر گئے تھے کوئی آدمی وہان دکھائی نہ دیا لاجرم وہان سے گزرتا ہوا صندوداء گیا وہان بھی کوئی متنفس نظر نہ آیا پس انبار مین آیا وہان سے کچھ سپاہ مسلح مقابلہ کو نکلی مین انکو دیکھکر ٹھٹکا کچھ اطفال قریہ نظر آئے انکے پاس جاکر دریافت کیا کہ انبار مین اصحاب علیؑ کی کسقدر جمعیت ہوگی انہون نے کہا کہ صاحب سلاح فوج پانچسو تھی مگر اب متفرق ہوگئی بہت سے انمین کوفہ کو چلے گئے شاید اب

دوسو آدمیون کے قریب باقی ہون پس مین یہ سنکر وہین اُترا اور لشکر سے گروہ گروہ علیحدہ کرکے اُنکے مقابلہ کو بھیجنے شروع کئے قسم بخدا کہ وہ اُنکا مقابلہ کرتے اور ثابت
قدمی سے لڑتے تھے جب مینے یہ دیکھا تو قریب دوسو جوان کے اکٹھے بھیجے اور اُنکے پیچھے کچھ سوار روانہ کئے جب یہ سوار و پیادے اُن پر پہنچے تو اُنکے قدم اکھڑ گئے اور
تھوڑی دیر مین تمام متفرق ہو گئے اور اُنکا سردار مع تیس چالیس آدمیون کے مارا گیا اور ہمنے داخل شہر ہوکر جو مال و اسباب ہان پایا لوٹ لیا اور
صحیح و سالم مراجعت کی قسم بخدا کہ کوئی لڑائی جو دل کو سرور اور آنکھون کو نور دے مینے ایسی نہین دیکھی معلوم ہوا کہ اُس سے ہماری ہیبت چھا گئی شام کو واپس
آیا تو معاویہ سے تمام سرگذشت بیان کی اُس نے کہا قسم بخدا کہ مجھ کو تیری طرف سے یہی گمان تھا قسم بخدا کہ بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ ہم نے دیکھا کہ لشکر عراق
سے بہت لوگ علیؑ سے رو گردان ہوکر ہماری طرف آرہے ہین - جندب بن عوف کہتا ہے کہ مین اشرس بن حسان بکری کے ساتھ لشکر انبار مین تھا کہ سفیان مع
افواج شام ہمارے سامنے نمودار ہوا ہم اُنکی زرق برق دیکھ کر خائف ہوئے اور جانا کہ اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے - پس اپنے سردار کے ساتھ باہر
نکلے اور ہمارے اُنکے درمیان لڑائی ہوئی مگر تھوڑی ہی دیر مین منہزم ہوئے اُسوقت ابن حسان گھوڑے سے اُترا اور اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرتا تھا -
فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ؕ یعنی بعض تو اُنسے مرچکے ہین اور بعض منتظر مرگ ہین اور کوئی تغیر و تبدل اُنہون نے
نہین کیا - پس اپنے صحاب سے کہا کہ جو شخص تم سے ملاقات خداے تعالیٰ کا ارادہ نہین رکھتا ہے اور موت پر راضی نہین اُسکو چاہئے کہ جبتک ہم اُنکے ساتھ
لڑنے مین مصروف ہین قریہ سے نکلجائے تحقیق کہ ہماری لڑائی اُنکو فراریون کے تعاقب سے باز رکھے گی اور جو آخرت کا طلبگار ہے پس جو حق تعالیٰ کے
پاس نیکون کے لئے آمادہ ہے دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے - تیس شخص اُسکے ساتھ مہیائے کارزار ہوئے راوی کہتا ہے کہ مینے بھی چاہا کہ اُنکے ساتھ ہون مگر میرا
نفس اسپر راضی نہوا پس یہ لوگ آگے بڑھے اور جنگ کی تا اینکہ سبکے سب مقتول ہوئے اور ہم بھاگ گئے جب اس حادثہ کی خبر قاصدون کی زبانی امیر المومنینؑ
کو کوفہ مین پہنچی تو ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس سفیان بن عوف نے لشکر شام سے انبار پر چڑھائی کی اور تمہارا بھائی اشرس بن حسان اس معرکہ مین
مقتول ہوا بخدا قسم کہ اُسکو گمان نہ تھا کہ ایسا ہوگا پس دھوکہ کھایا اُس نے اور دار عقبیٰ کو دنیا پر اختیار کیا پس اجابت کرو اہل انبار کی اور تعاقب کرو شامیان
نا ہنجار کا تحقیق کہ اگر کچھ آدمی بھی اُنسے تمہارے ہاتھ پر قتل ہوگئے تو تم ہمیشہ کے لئے اُنکو عراق سے نکال دوگے پس خاموش ہوئے بامید اسکے کہ کچھ جواب دین
یا کوئی کلمہ انجیر اُنکے موہنہ سے نکلے - مگر سب خاموش تھے - لہذا غضبناک ممبر سے اُترے اور پا پیادہ نخیلہ کیجانب روانہ ہوئے اصحاب حضرت کے ساتھ تھے
اور جوش غضب سے ردائے مبارک زمین پر لٹکتی جاتی تھی نخیلہ مین پہنچ کر ایک بلند جگہہ پر کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی اور درود حضرت رسالت پناہی
فرمایا کہ جہاد ایک باب ہے ابواب جنت سے جسکو حقتعالیٰ نے اپنے خاص دوستون کے لئے کھولا ہے وہ لباس ہے تقوی و پرہیزگاری کا اور زرہ حصین و سپر
وثیق خدا ہے جو اس سے نفرت کرے حقتعالےٰ اُسکو ثوب ذلت و ہوان پہناتا ہے اور مبتلائے بلا و آفت فرماتا ہے وہ خواری و فضیحت کھینچتا ہے اور رنج و مصیبت
جھیلتا ہے دشمن اس پر غالب آتے ہین اور انصاف سے محروم رہتا ہے تحقیق کہ مینے رات دن خفیہ و علانیہ تمکو دعوت کی کہ اس قوم کے ساتھ جنگ کرو قبل اسکے
کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کرین قسم بخدا کہ کسی قوم نے اپنے گھر کی دیوار تلے لڑائی نہین کی اِلّا یہہ کہ ذلیل ہوا مگر تم نے میرا حکم نہ مانا اور بہ لیت و لعل اُسکو ٹالتے رہے
تا اینکہ اب چارون طرف سے غنیم تمپر غارت لا رہا ہے اور تمہارے ملک کو پامال اور تمہارے قبضہ سے اُسکو نکال رہا ہے یہہ پسر عوف غامدی انبار پر لشکر لایا اور
ابن حسان میرے عامل کو قتل کیا اور ہماری سپاہ کو سرحد سے ہٹا دیا وہ ستمگر گھرون مین گھس گئے اور زنان مسلمہ و کافرات ذمیہ کے ہاتھ پیر کان اور گلے سے زیور

اُتارتے تھے عورتین غل مچاتی تھین کوئی نہ سنتا تھا فریاد کرتی تھین کوئی اُنکی فریاد رسی نہ کرتا تھا پس مال فراوان لیکر معاودت کی اور ایک کس بھی اُن سے نہ تلف ہوا نہ کسیکو زخم آیا - اگر مردِ مسلم اس حادثۂ دردناک کو سنکر افسوس کرتے کرتے مر ہی جاوے تو میرے نزدیک ملوم نہین بلکہ اُسکے سزاوار ہے بخدا قسم کہ ان لوگون کا باطل پر جمع ہونا اور تمہارا حق سے پریشان و متفرق ہونا قلوب کو مارتا ہے اور غم و الم کو زندہ کرتا ہے واے ہو تم پر کہ ہدف تیر بلا بنگئے تاراج ہوتے ہو اور کچھ نہین کرتے حملے تم پر کئے جاتے ہین اور بیٹھے دیکھتے ہو ملک مین معاصی خدا واقع ہوتے ہین اور راضی ہو اگر تابستان مین تم سے کہتا ہون کہ اُس طرف چلو تو گرمی کا عذر پیش کرتے ہو زمستان مین کہتا ہون تو سردی کا بہانہ لیتے ہو پس جبکہ تم گرما و سرما سے اسطرح بھاگتے ہو تو بخدا قسم کہ آتش تیغ سے زیادہ تر بھاگو گے - ای مردان صورت تم واقع مین مرد نہین ہو بلکہ اطفال خوردسال و زنان مخدرۂ فی الحجال سے بزدل تر ہو - مین نہین چاہتا کہ تمہاری صورت دیکھون بلکہ میرے اور تمہارے درمیان تعارف ہو کہ بجز افسوس و ندامت اس سے کچھ حاصل نہین تم نے میرے دل کو صدیدِ ریم بنا دیا اور میرے سینہ کو غیظ و غضب سے پُر کر دیا - اور مجھکو درد و الم کے گھونٹ پینے پڑے اور تمہاری نافرمانی نے میری رائے و تدبیر کو برہم کر دیا - حتے کہ قریش کہتے ہین کہ پسر ابوطالب مردِ شجاع ہے الا فنِ حرب سے ناآشنا ہے - مین کہتا ہون کہ مجھ سے بڑھ کر اس فن مین کس کو مہارت ہوگی اور میرے سے زیادہ اسکا ماہر کہان ملیگا ہنوز بیس سال کا نہین ہوا تھا کہ جنگ و جدال مین پڑا اب اسی کار مین ساٹھ برس کو پہنچا - پھر تین مرتبہ فرمایا لٰکِنْ لَا رَاْیَ لِمَنْ لَا یُطَاعُ - یعنے جسکی اطاعت نہ کیجائے اُسکی کوئی رائے نہین - ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغۃ کہتا ہے کہ یہ خطبہ خطبہ مشہورۂ امیر المومنین علیہ السلام سے ہے بہت لوگون نے اسکو آنحضرت سے نقل کیا ہے اور ابوالعباس مُبَرّد نے شروع کتاب کامل مین اسکو وارد کیا ہے اور بموجب ایک روایت کے یہ خطبہ اُس جناب نے نخیلہ مین نہین فرمایا بلکہ اُسوقت اصحاب حضرت کے ساتھ گئے اور شرفا و رؤسا نے گرد جمع ہو کر کہا یا امیر المومنین ہم سفیان بن عوف کی مہم کو آپ سے کفایت کرین گے حضرت گھر کو واپس چلین حضرت فرماتے تھے کہ تم نہ مجھ سے کفایت کروگے نہ اپنے نفسون سے اور وہ اصرار کرتے تھے حتے کہ واپس لے آئے پس حضرت امیر المومنین نے سعید بن قیس کو آٹھ ہزار مرد دے کر سفیان کے عقب مین روانہ کیا - اور آثار حزن و ملال ناصیہ حال اُس جناب مین نمایان تھے المختصر سعید روانہ ہوا اور قنسرین تک سیر کی - مگر سفیان نکل گیا اور اُسکے ہاتھ نہ آیا کوفہ کو واپس آیا تو اُن ایام مین امیر المومنین علیل تھے اور اسقدر طاقت نہ تھی کہ لوگون مین خود کھڑے ہو کر خطبہ فرماوین پس مسجد مین آکر قریب باب سُدّہ متصل مسجد بیٹھے اور حسنین علیہما السلام و عبداللہ بن جعفر حضرت کے ہمراہ تھے سعد اپنے غلام کو کاغذ دیا جسمین یہ خطبہ لکھا ہوا تھا اور حکم دیا کہ لوگون پر قرأت کرے وہ پڑھتا تھا اور حضرت مع جملہ حضار سُنتے تھے اور دیکھتے تھے کہ لوگ کیا جواب دیتے ہین جب خطبہ ختم ہوا تو جندب بن عفیف ازدی مع عبدالرحمن بن عبداللہ بن عفیف اپنے برادرزادہ کے اٹھ کر حضرت کے قریب آیا اور عرض کی یا امیر المومنین مین اور میرا یہ بھائی ایسے ہین جیسا حقتعالی نے حضرت موسٰی کے حال کی حکایت کی ہے رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ پروردگارا مین بجز اپنے نفس اور اپنے بھائی کے کسی کا مالک نہین ہون پس حضرت ہمکو حکم دین ہم اُسکے بجا لانے کو موجود ہین گو آتش پارہ ہائے زخشان یا خار ہائے قتاد ہمین حائل ہون حضرت نے اُنکو دعائے خیر دی اور فرمایا اَیْنَ تَقَعَانِ مِمَّا اُرِیْدُ جس بات کا مین ارادہ رکھتا ہون تم دو اسمین کیا کر سکتے ہو شیخ ابوجعفر طوسی نے کتاب امالی مین روایت کی ہے کہ جب معاویہ بن ابوسفیان نے سفیان بن عوف غامدی کو چھ ہزار آدمیون سے انبار پر بھیجا اور اُس نے اکثر بیت و انبار کو تاراج کیا اور مسلمانون کو قتل اور اُنکی عورات کو بردہ و اسیر بنایا اور برأت و بیزاری امیر المومنین کی

خلائق پر عرض کیا تو حضرت نے چاہا کہ اُنکے دفعیہ کے لیے سپاہ روانہ ہو مگر اہل کوفہ اُنہیں تکاسل و تقاعد کرتے تھے اور خذلان اُس جناب پر اُنہوں نے اتفاق کیا تو حضرت نے منادی کو حکم دیا کہ لوگ مجتمع ہوں پس کھڑے ہوئے اور بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا ایہا الناس قسم بخدا کہ تم لوگ تعداد میں انصار مدینہ سے کہیں زیادہ ہو جنہوں نے حضرت رسولخدا اور اُنکے اصحاب مہاجرین کی حفاظت و حمایت پر عہد کیا تا کہ وہ حضرت رسالات خدا کو خلقت تک پہنچا دین وہ صرف دو قبیلے اوس و خزرج تھے جو تعداد میں تمام اہل حرب سے کچھ مناسبت نہ رکھتے تھے نہ اُنکا توالد و تناسل کچھ زیادہ تھا پس جب اُنہوں نے حضرت رسولخدا کو پناہ دی اور اس جناب کی نصرت و حمایت کا بیڑہ اٹھایا تو تمام عرب اُنکی جان کا دشمن ہو گیا - یہود نے اُنکے برخلاف باہم معاہدے کیے اور قبائل یکے بعد دیگرے اُنکے دشمن ہوتے گئے پس وہ دین کے لیے تنہا رہ گئے اور تمام علاقے جو اہل عرب سے اُنکو تھے قطع کر دیے اور یہود کے ساتھ جو عہد و پیمان اُنکے بندھے ہوئے تھے اُنکو توڑ ڈالا - اور اہل نجد و تہامہ و مکہ و یمامہ و دشت و جبل کے لیے نشان اسلام نصب کیا اور غزوات صعب و دشوار میں صبر و سکون اختیار کیا تھا کہ ملک عرب حضرت رسولخدا کے لیے تسخیر ہو گیا - اور قبل اسکے کہ اس جہان سے وہ حضرت رحمت خدا کی طرف انتقال کریں اُنکی آنکھیں فتوحات سے ٹھنڈی ہوئیں تم بلا شبہ قوت و شوکت و عدت میں انصار سے زیادہ ہو پس ایک مرد گندم گون طویل القامت اٹھا اور کہا ما انت لمحمد ولا نحن کاولئک الذین ذکرت فلا تکلفنا بما لا طاقۃ لنا بہ یعنی نہ تو مثل محمد کے ہے اور نہ ہم اُن لوگون کی مانند ہیں جنکا تو نے ذکر کیا پس ہمکو اس امر کی تکلیف نہ دے جسکی ہم طاقت نہیں رکھتے حضرت نے فرمایا ثکلتکم الثواکل ماتم کریں والیان تمہارے ماتم میں بیٹھیں تم ہمیشہ رنج و ایذا دہی کے اور بھی کچھ جانتے ہو جب کہا کہ میں مثل محمد کے ہوں اور تم انصار کے مانند یہ کلام صرف بطور مثال کے تھا اور امید ظاہر کی تھی کہ تم اُنکی پیروی کرو - پھر ایک مرد اور اٹھا اور کہا امیر المومنین اس وقت اصحاب نہروان کے جنکو قتل کیا کسقدر حاجتمند ہیں پس ہر گوشہ و کنار سے صدائیں بلند ہوئیں کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ ایک شخص نے کہا مالک اشتر کا مرنا اہل عراق پر ظاہر ہو گیا اگر وہ زندہ ہوتا تو اسطرح ہر شخص کو مجال کلام نہ تھی جو کچھ کوئی کہتا سوچ سمجھکر کہتا - امیر المومنین نے فرمایا ہبلتکم الہوابل روئے والیان تمکو روئیں کیا میرا حق تم پر اشتر کی برابر بھی نہیں آیا اشتر کا حق تم پر اس سے زیادہ ہے تب تک کہ ایک مسلمان کا دوسرے پر ہوتا ہے یہ فرمایا اور غضبناک ممبر سے اُترے - پس حجر بن عدی و سعید بن قیس اُٹھے اور عرض کی یا امیر المومنین یہ باتیں آپ کو اندوہگین نہ کریں ہم حاضر ہیں جو چاہیں حضرت ہمکو حکم دیں بخدا کہ اُنکی اطاعت میں پروا نہیں رکھتے کہ ہمارے مال تلف ہو جائیں یا ہماری قومیں قتل ہو جائیں حضرت نے فرمایا کہ جنگ اعدا کی تیاری کرو اور داخل دولت سرا ہوئے پس بزرگان اصحاب حضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ میرے لیے ایک مرد مخلص ذی صلابت کو معین کرو کہ نواح سے لشکر جمع کرے - سعید بن قیس نے عرض کی یا امیر المومنین ایسا شخص معقل بن قیس تمیمی ہے فرمایا درست ہے اسکو بلا کر اس کام پر مقرر کیا مگر ہنوز معقل واپس نہ آیا تھا کہ امیر المومنین درجہ اعلی شہادت پر فائز ہوئے

قصہ یزید بن شجرہ رہاوی ابراہیم کہتا ہے کہ معاویہ نے یزید بن شجرہ کو بلا کر کہا کہ میں ایک راز تجھسے کہتا ہوں اسکو کسی سے نہ کہیو جب تک کہ ملک شام سے باہر نہ چلا جائے میں چاہتا ہوں کہ تجھکو حرم خدا اور اپنے اہل و عشیرہ و مولد و موطن کو بھیجوں وہاں وہ لوگ مجتمع ہیں جو عثمان کے خون میں شریک تھے پس تو بنام خدا مکہ کیطرف روانہ ہو اور موسم حج میں اُن لوگون سے ملاقات کر کے ہماری اطاعت و بندگی کیطرف دعوت کر اگر قبول کریں تو اُنسے باز رہ اور اُنکی بات کو سن - رو گردانی کریں تو اُنکے ساتھ جنگ کر مگر پہلے میرا کلام اُنکو پہنچا لے اور خبردار کر دے کیونکہ وہ میرے اصل اور میری قوم ہے میں اُنکی بقا و زندگی کو دوست رکھتا ہوں اور اُنکا استیصال مکروہ جانتا ہوں پس اُنکو نماز پڑھا اور کار و بار حج کا متولی ہو - یزید نے کہا تو مجھکو اہل اللہ و مجمع صلحا کے پاس بھیجتا ہے اگر راضی ہے کہ میں اُنہیں جسطرح اپنی رائے کے کار کروں اور حسب طریق سے کہ مجھکو اُمید ہے کہ حقتعالی تیرے اور اُنکے درمیان موافقت کرے عمل میں لاؤں تو میں وہاں جاتا ہوں اور جو تیری یہ مرضی ہے

کہ تلوار پکڑون اور خواہی نخواہی اُنکو ڈراؤن دھمکاؤن اُنکے عذرون کو نہ سنون تو مین اس کام کا نہین اِسکے لئے کسی اور کو طلب کر معاویہ نے کہا مین تیری
رائے و تدبیر پر راضی ہون بیاری کی متوجہ مقصد ہو راوی کہتا ہے کہ یزید عابد و زاہد اور عثمانی الرائے تھا اور جنگِ صفین مین معاویہ کی جانب شامل تھا یہ
دمشق سے نکلا اور دعا کی بارالٰہا اگر اس لشکر کے اور تیرے حرم کے باشندون کے درمیان لڑائی مقدر ہو چکی ہے تو مجھکو اسکی شرکت سے محفوظ رکھ بتحقیق کہ
مین قاتلان و خاذلانِ عثمان کے ساتھ جنگ کرنیکو اس قدر اہم نہین جانتا جسقدر کہ تیرے حرم محترم مین خونریزی کو عظیم جانتا ہون۔ تھوڑی دور چلکر حارث بن
نمیر کو آگے روانہ کیا اور آپ اُسکے پیچھے چلا رفتہ رفتہ وہ لوگ وادی القریٰ سے گذر کر جحفہ اور وہان سے دسوین ذی الحجہ کو مکہ مین داخل ہوئے۔ عباس بن
سعد انصاری سے نقل کیا ہے کہ جب قثم بن عباس کو جو امیر المومنین کیطرف سے مکہ پر عامل تھا یزید بن شجرہ کے آنے کی خبر جحفہ سے پہنچی۔ تو وہ ممبر پر گیا اور بعد
حمد و صلوٰۃ اہلِ مکہ کو جنگِ یزید کیطرف دعوت کیا۔ یہہ ذکر ۳۹ھ ہجری کا ہے اور کہا جو کچھ تمہارا ارادہ ہے اُس سے مجھکو آگاہ کرو اور فریب مت دو۔ لوگ ابھی
خاموش تھے کہ خود ہی کہا مجھکو تمہارا عندیہ معلوم ہوا ہے یہہ کہکر چاہتا ہی تھا کہ ممبر سے اُترے شیبہ بن عثمان نے کہا ایہا الامیر خدا تجھکو رحم کرے تیرا کار ہمارے درمیان
کچھہ نہین بگڑا ہم بدستور اپنی اطاعت اور بیعت پر ہین اور تجھکو اپنا امیر اور اپنے خلیفہ کا ابن عم جانتے ہین ہمکو بقدر ہماری وسع و طاقت کے جس کار کو چاہے حکم کر
مگر قثم نے نہ مانا اور اپنا اسباب چارپاؤن پر بار کیا کہ مکہ سے باہر جائے۔ ابو سعید خدری صحابی اُسکے پاس آیا اور پوچھا کیا ارادہ رکھتا ہے۔ کہا یزید بن شجرہ شام سے آتا
ہے میرے پاس اس قدر فوج نہین کہ اُسکا مقابلہ کرون اگر کوفہ سے لشکر آگیا تو اُسکے ساتھ جنگ کرونگا نہین تو اپنی جان بچاؤنگا۔ اُس نے کہا مین مدینہ سے
آیا ہون وہان عراق سے تجار آئے ہین بیان کرتے ہین کہ ایک لشکر بسرداری معقل بن قیس ریاحی عنقریب تیری امداد کو آنیوالا ہے قثم نے کہا ھیھات ھیھات
اے ابو سعید جبتک وہ آئینگا ہمارے سب قتل ہو چکین گے ابو سعید نے کہا رحمک اللہ تو اپنے ابن عم یعنی امیر المومنین اور اہلِ عرب کو کیا جواب دے گا کہ جنگ سے
پہلے ہی بھاگا جاتا ہے کہا اے ابو سعید تو اپنے دشمن سے نہین بھاگتا اور اپنے اہل و عیال کو نہین بچاتا۔ یہہ کہکر امیر المومنین کا خط جو اُسکے پاس آیا تھا اُسکے آگے
ڈالدیا کہ اسکو پڑہ ابو سعید نے وہ خط پڑھا اُسمین تحریر تھا **اما بعد** میرے ایک مخبر نے مجھکو مغرب سے لکھا ہے کہ ایک قوم سیاہ دل کور باطن کہ حق و باطل مین
امتیاز نہین کرتی اور عصیانِ خالق مین اطاعتِ مخلوق کو اختیار کرتے ہین موسم حج مین مکہ کا قصد رکھتے ہین پس آگاہ رہ کہ نیکی کو نہین پہنچا مگر فاعل اُسکا اور
جزا و ثواب نہین پاتا مگر عمل کرنیوالا۔ مین تیرے پاس بہادر مسلمانون کی ایک جماعت کو مع مرد صلیب شجاع متقی معقل بن قیس ریاحی کے بھیجتا ہون وہ اُنکے
آثار کی پیروی کرین گے اور اُنکے عقب مین رہین گے حتے کہ ملکِ حجاز سے اُنکو نکال دین پس تو بکمالِ احتیاط و اجتہاد اپنے ملک کی نگہبانی کر اور اپنے نفس کو
سختی اور جفاکشی کی عادت ڈال اور سستی و غفلت کو اپنے سے دور رکھ والسلام جب ابو سعید اس خط کو پڑھ چکا تو قثم نے کہا مجھکو اس خط سے کیا فائدہ جبکہ لشکرِ شام پاس
آگیا اور وہ لوگ نہ آئے آیا اسپر بعد القضائے موسم آیئن گے ابو سعید نے کہا اگر تو اپنے امام کی اطاعت مین جد و جہد کریگا تو ملامت سے نکلجا دیگا اور جو حق تجھ پر
ہے اُسکو ادا کیا ہوگا اور اہلِ شام سے اندیشہ نہ کر بتحقیق کہ تو حرم خدا اور محلِ امان مین ہے بارے اُسکی فہمائش سے قثم اپنا ارادہ فسخ کرکے مکہ مین ٹھیرا پس یزید ایک
روز قبل از یوم الترویہ داخل ہوا اور اُسکے منادی نے پکار دیا کہ سب خلائق امان مین ہے الا جو کہ ہم سے کسی نوع پر متعرض ہو لوگون نے جو یہہ صورت دیکھی تو اہل مکہ
وغیرہ صلحائے صحابہ و غیرِ صحابہ اُنکے درمیان مین آئے اور دونو سے طالبِ صلح ہوئے چنانچہ قثم و یزید دونو صلح پر راضی ہو گئے قثم تو اسلئے کہ اُسکو اہلِ مکہ پر وثوق نہ
تھا اور اُمید اخلاص اُنسے نہ رکھتا تھا اور یزید ایک مردِ عباد و زہاد سے تھا نہین چاہتا تھا کہ اُسکی جانب سے کوئی شر حرم خدا مین حادث ہو۔ ابراہیم کہتا ہے کہ

یزید بن شجرہ نے مکہ مین خطبہ پڑہا کہ اے اہل مکہ مین اسلئے یہان پر آیا ہون کہ تمکو اکٹھا کرکے نماز پڑہاؤن اور امر بالمعروف نہی عن المنکر تمہارے درمیان جاری کرون مگر والی شہر ہمارے ساتھ نماز پڑہنے سے کراہت رکہتا ہے اور ہم اُسکے ساتھ نماز پڑہنے سے کراہت رکہتے ہین پس بہتر ہے کہ وہ جدا نماز پڑہے اور مین علیحدہ پڑہون اور اہل مکہ کو چھوڑ دین کہ وہ اپنے لئے ایک امام نماز اختیار کرین قسم بخدا کہ اگر مین چاہون تو تمام کو نماز پڑہاؤن اور اُسکو مع اُسکے اصحاب کے پکڑ کر شام کو لیجاؤن اور کوئی مجھکو مانع نہ آئے مگر مین اس شہر معظم کی حرمت نگاہ رکہتا ہون راوی کہتا ہے کہ پھر یزید ابو سعید خدری کے پاس گیا اور اُس سے کہا خدا تجھکو رحمت کرے تو اس مرد یعنی قثم بن عباس کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ وہ اپنے آدمیون کے ساتھ جدا نماز پڑہے اور مین جدا اور اہل مکہ کو چھوڑ دین کہ وہ اپنے لئے ایک تیسرے شخص کو اس کام کے لئے اختیار کرین قسم بخدا کہ اگر مین چاہون تو تجھکو اور اُنکو اپنے ساتھ نماز پڑہنے پر مجبور کر سکتا ہون مگر یہ باتین جو تو سنتا ہے انکا سبب رضائے الہی اور حرمت خانۂ خدا ہے تحقیق کہ یہہ تقوے اور پرہیزگاری کے اقرب ہے اور بہتر ہے دنیا اور آخرت کے لئے ابو سعید نے کہا مین نے اہل مغرب سے ایسا حسن الکلام و صائب رائے کسیکو نہین دیکھا اور قثم کے پاس آکر ماجرے بیان کیا اور قرار پا گیا کہ طرفین اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑہین اور لوگون نے شیبہ بن عثمان کو اپنا امام نماز بنا لیا جسوقت حج ادا ہو گیا اور یزید نے شام کو مراجعت کی اسوقت معقل بن قیس مع افواج کوفہ مکہ مین آیا اور شامیون کے لوٹنے کی خبر پاکر اُنکے عقب مین روانہ ہوا حتّٰی کہ مقام وادی القرے مین جبکہ یزید وہان سے نکل رہا تھا اُس پر جا پہنچا اور کچھ آدمی اُسکے پکڑ لئے اور مال و اسباب اُنکا چھین لیا اور ان سب کو ساتھ لیکر کوفہ مین خدمت امیر المومنین مین حاضر ہوا حضرت نے اُن قیدیون کا اُن آدمیون سے جو آپ کے معاویہ کے پاس قید تھے مبادلہ کر لیا اُسرائے طرفین نے اس طرح پر نجات پائی **ابراہیم** کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا اے اہل کوفہ مین دیکھتا ہون کہ یہہ لوگ تم پر غالب آجائینگے اُنہون نے عرض کی یا امیر المومنین یہ کیسلئے فرمایا اُنکے حوصلے بلند اور تمہاری حرارتین سرد ہوتی جاتی ہین اُنکو اپنے کام مین جد و جہد ہے تم اُس مین سست ہو وہ ایک دل اور مجتمع ہین تم متفرق و پریشان وہ اپنے امیر کے اطاعت گزار فرمان بردار ہین تم میرا حکم نہین مانتے قسم بخدا کہ جب میرے بعد اُنکو تسلط ہوگا تو تم اُن کو بدترین حکام پاؤگے گویا مین دیکھتا ہون کہ ملک و حکومت تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور وہ تمہارے ملک کا خراج جمع کرتے ہین اور اپنے شہرون کو لیجاتے ہین اور تم مثل سوسمار باہم چرچر کرتے ہو اور کچھ کر نہین سکتے نہ کسی حق کو تھام سکتے ہو نہ حرمت خدا کی حفاظت کر سکتے ہو اور گویا میرے پیش نظر ہے کہ وہ تمہارے قرّاء و عبّاد کو قتل کرتے ہین اور جملہ عطیّات سے تمکو محروم کیا ہے اور شمشیر تمہارے درمیان کار فرما ہے اسوقت اپنی تقصیر و تفریط پر پشیمان ہوگے مگر اسوقت کی پشیمانی کچھ نفع نہ دیگی - اور عبد الرحمن بن ابو بکرہ سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین فرماتے تھے کسی کو آدمیون سے وہ پیش نہین آیا جو مجھکو پیش آیا یہ فرما کر گریان ہوئے اور تاریخ الخلفا مین ہے کہ حضرت امیر المومنین انگشت مبارک دانتون مین کاٹتے تھے اور فرماتے تھے اُعْصٰی وَیُطَاعُ مُعَاوِیَۃ افسوس کہ میری نافرمانی ہو اور معاویہ کی اطاعت کی جائے **شیخ مفید** علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد مین حکیم بن جبیر سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رحبہ کوفہ مین خطبہ کہتے تھے منجملہ اُسکے فرمایا ایہا الناس جو بات مین کہنا نہین چاہتا تھا تم باصرار مجھسے کہلواتے ہو قسم بخدائے سموات و ارض کہ مجھسے میرے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہے کہ اُمّت تیرے ساتھ غدر و بیوفائی کرے گی اور نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ جب سے حقتعالی نے محمد مصطفٰے کو پیغمبری پر مبعوث کیا مینے آرام و آسائش نہین پائی اور خدا کا شکر ہے - قسم بخدا کہ مین صغرسنی سے خوف و خطرہ مین رہا بڑا ہوا تو قتال مشرکین اور معادات منافقین مین ہمہ تن مصروف کی تا اینکہ آنحضرت نے رحمت خدا کی طرف انتقال کیا پس مصیبت عظیم و بلائے جسیم مجھ پر نازل ہوئی اور ہمیشہ ترس و بیم مین رہا اور خائف تھا کہ اس حالت مین صبر و قرار نہو سکیگا

سینے خیر و خوبی ہی پائی قسم بخدا کہ میں آدانِ صبا سے اسوقت تک راہِ خدا میں تیغ بُران کا استعمال کرتا رہا اور تا دم واپسین ایسا ہی رہونگا امید وار ہوں کہ حق تعالیٰ جلد مجھکو اس سے فرج و روح کرامت کرے تحقیق کہ میں اسکے اسباب دیکھ لئے ہیں کہتے ہیں کہ اس کلام کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس حضرت نے شہادت پائی۔ **فتنۂ بسر ابن ارطاۃ لعین درسالِ چہلم از ہجرت** ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں روایت کی ہے کہ صنعا میں کچھ لوگ شیعیانِ عثمان سے سکونت پذیر تھے کہ ان پر اُنکا قتل ازبس گران گزرا تھا۔ مگر چونکہ اُنکا کام غیر منتظم تھا اور کوئی والی و سرپرست نہ رکھتے تھے اسلئے ابتدا میں دبے دبائے علی علیہ السّلام کی بیعت میں داخل ہو گئے تھے جب کہ عراق میں اختلاف پیدا ہوا اور محمد بن ابو بکر مصر میں مارا گیا اور شامیوں نے نواحِ عراق میں دستِ غارت دراز کیا تو اُنہوں نے بھی اپنا رنگ بدلا اور اظہارِ بغاوت کرکے لوگوں کو طلبِ خونِ عثمان کیطرف دعوت کرنے لگے اور ادائے صدقات سے بالکل ہاتھ کھینچ لیا۔ عامل صنعا امیر المومنینؑ کی طرف سے عبید اللہ بن عباس تھا اور سالاری لشکر سعید بن نمران سے متعلق تھی عبید اللہ نے کسیکو اُنکے پاس بھیجکر وجہ اس شور و غوغا کی دریافت کی تو اُنہوں نے کہا کہ ہم قتلِ عثمان کے منکر اور اُنکے قاتلوں کے دشمن ہیں اُن پر جہاد کرینگے پس جو لوگ شہر اور لشکر میں اُنکے ہم رائے تھے اُنمیں شامل ہو گئے اور ایک جماعت مانعین زکوٰۃ کی ملحق ہو کر انبوہ کثیر ہو گیا۔ عبید اللہ اور سعید نے باہم مشورہ کرکے ایک خط اس حال کا امیر المومنینؑ کی خدمت میں ارسال کیا اور اُنکی جمعیت و قوت و شوکت سے اعلام کیا حضرت امیر المومنینؑ مضمونِ خط سے مطلع ہو کر کمال اندوہگین ہوئے اور جواب میں لکھا کہ تمہارا خط آیا اُس سے تمہارے بزدل و جبان ہونے کا پورا ثبوت ملا یہی تمہاری جبن و بزدلی ہے جس نے اُنکو تم پر گستاخ و دلیر کر دیا ہے بعد اسکے کہ تم سے خائف رہے اور تم سے فاسد و تباہ گردانا حالانکہ پہلے دم موافقت بھرتے تھے۔ پس جس وقت میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تم اُنکے پاس جا کر تقوے و پرہیزگاری خدا کی طرف دعوت کرو اور یہ خط جو اُنکے نام ہے اُنکے سامنے قرأت کرو۔ اگر قبولِ اطاعت کریں تو بہتر ورنہ ہم اُنکے ساتھ حرب کرینگے اور پروردگارِ عالم سے اُمید وارِ اعانت و امداد ہونگے بیشک وہ سبحانہٗ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور عثمانیوں کو لکھا **امّا بعد** مجھکو تمہارا اشقاق و لفاق دریافت ہوا اور تم نے جو بیعت کے بعد بغاوت اور اتفاق کے بعد اختلاف و افتراق اختیار کیا پایۂ ثبوت کو پہنچا۔ تحقیق کہ تمہارے پاس کوئی عذر ظاہر اور حجت واضح اور قولِ جمیل اس عذر و فساد میں نہیں پس سزاوار ہے کہ اپنی اس ناپسیدہ حرکت سے باز آؤ اور اپنے مواطن و مساکن کو مراجعت کرو کہ ہم تمہارے درمیان بموجب قرآن بعدالت و انصاف حکومت کریں اور جو یہ منظور نہیں تو ایک لشکرِ عظیم الشان منیع البنیان کے آنے کا انتظار کرو جو تمکو اس طرح پیس دیگا جسطرح سنگِ آسیا غلہ کو فَمَنْ اَحْسَنَ فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا اِنَّ رَبَّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یہ خط ایک مرد ہمدانی کے ہاتھ اُس طرف کو روانہ کیا جب یہ مضمون اُنکے سامنے پڑھا گیا تو اُنہوں نے بطور دفع الوقتی کے کہا کہ ہمکو اطاعت امیر المومنینؑ کی قبول و منظور ہے الا ان دو مرد عبید اللہ و سعید بن نمران کو ہم نہیں چاہتے امیر المومنینؑ اُنکو معزول کرکے کسی اور کو اُنکی جگہہ مقرر کریں۔ اِدھر تو یہ کہا اور اُدھر معاویہ کو تمام ماجرے لکھکر اُس سے امداد طلب کی معاویہ نے اُنکا خط پڑھا تو بسر بن ارطاۃ عامری کو بلایا یہ شخص نہایت سنگدل سخت گیر بے رحم سفاک تھا تین ہزار آدمی اُسکے ساتھ کئے اور اُسکو کہا کہ مکہ و مدینہ کی راہ لے اور یمن تک گردش کر جس جگہہ شیعۂ علی ابن ابی طالبؑ میں پہلے تو اُنکو زجر و تہدید کر بازنہ آئیں تو تیغ تیز اُنمیں رکھ جو سامنے آئے اُسے قتل کر اور مال و اسباب کو اُسکے تاراج کر لے مدینہ میں داخل ہو تو اُن پر ایسا ظاہر کر کہ گویا تو اُنکا قصد رکھتا ہے اور کسیطرح اُنکو تیرے ہاتھ سے نجات

نہین کوئی عذر انکا مسموع وقبول نہین پھر ہماری بیعت کو اُن پر عرض کر قبول کرین تو خوب ورنہ قتل کر پھر مکہ مین داخل ہو مگر وہان کسی سے تعرض
نہ کر لیکن مابین مدینہ و مکہ خلقت کو بہت دہشت دلا اور خوب اپنا رعب قائم کر جہان اتفاق واختلاف یکے پراگندہ کرتے کہ صنعا مین پہنچے وہان ہمارے
بہت سے شیعہ ہین چنانچہ انکا خط میرے پاس آیا ہے بسر ملعون نے سب باتین قبول کین اور فوج لیکر حجاز کیطرف روانہ ہوا ابراہیم کہتا ہے کہ یہہ لوگ
جب پانی پر پہنچتے وہان کے باشندون کے اونٹ پکڑتے اُن پر سوار ہوتے اور اپنے گھوڑون کو کوتل کرکے ہمراہ لیتے دوسرے چشمہ پر پہنچکر اُنکو چھوڑ دیتے
اُس جگہہ کے اونٹ بیگار مین پکڑ کے اُن پر سوار ہوتے اسیطرح اُترتے چڑھتے مدینہ پہنچے — اور ایک روایت مین ہے کہ بنی قضاعہ نے بسر کا استقبال کیا اور
اپنے اونٹ نحر کرکے اُسکے اصحاب کی ضیافت کی اور مدینہ تک سواری باربرداری کا اپنے پاس سے انتظام کر دیا **القصہ** مدینہ مین اُسوقت ابوایوب
انصاری صاحب منزلِ رسول اللہ امیر المومنین کیطرف سے عامل تھے۔ بسر ملعون کی خبر سُنکر ایک سمت کو نکل گئے اُس نے داخل مدینہ ہوکر اہل شہر کو
بہت زجر و توبیخ کیا اور کہا حقتعالی نے جو قرآن مین ایک قریہ والون کی مثال بیان کی ہے کہ وہ باامن واطمینان زندگی بسر کرتے تھے اُنکا رزق ہر طرف سے
بے زحمت وکلفت چلا آتا تھا۔ پس اُنہون نے نعماتِ خدا کی ناشکری کی خدا نے بھوک اور خوف کا مزہ اُنکو چکھایا۔ یہہ مثال بیشک تم پر صادق آتی
ہے اور یہہ کیفیت اللہ تعالے نے تمہاری ہی بیان کی ہے تمہارا شہر دار ہجرت اور موطن پیغمبر آخر الزمان تھا اور قبور آنحضرت کی اور اُنکے یارغارون کی یہان ہین
تمکو چاہیئے تھا کہ ان نعمات کا شکر ادا کرتے اور اپنے اماموں اور خلیفون کے حقوق مرعی ملحوظ رکھتے مگر تم نے کچھہ نہ کیا عثمان تمہارے شہر مین تمہارے روبرو
قتل ہوا تم دیکھتے رہے بعض تم مین سے اُسکے قتل مین شرکت کی باقی تارکِ نصرت واعانت رہے اور کچھہ اسپر شماتت کرنے والے طالب امارت وحکومت
تھے پھر انصار کو کہا اے معشر یہود بنی نجار وبنی عبد الاشہل وغیرہ قسم بخدا کہ مین تمکو ایسا زیر وزبر کرونگا کہ قلوب مومنین اُس سے شفا پاوین اور آنکھین
آلِ عثمان کی ٹھنڈی ہون اور اسقدر تہدید کیا کہ لوگون نے جانا کہ ضرور قتل کریگا۔ پس حویطب بن العزی سے جو اُسکی مان کا شوہر تھا شفاعت خواہ ہوئے
حویطب نے منبر کے تلے کھڑے ہوکر فریادی کہ یہہ تیرے قوم وعشیرہ ہین اور انصار رسولخدا درگذر کر انہون نے ہرگز عثمان کو قتل نہین کیا بارے اپنے سوتیلے باپ کی فہمائش
سے کچھہ جوش کم ہوا اور معاویہ کے لیے بیعت لینے لگا سبنے بے چون وچرا بیعت کی پھر چند گھرون کو جنمین ابوایوبؓ کا بھی گھر شامل تھا پھونک دیا۔ بروایتے
کہا اے اہلِ مدینہ تم نے عثمان مظلوم کو محصور کرکے مار ڈالا اپنی ڈاڑھیون کو خضاب کرتے ہو قسم بخدا کہ مین حضار مسجد سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور حکم دیا
اپنے اصحاب کو کہ دروازہ ہائے مسجد پر کھڑے ہوجاوین کہ کوئی باہر جانے نہ پاوے آخر بشفاعت عبد اللہ بن زبیر وغیرہ باز رہا۔ جابر بن عبد اللہ انصاری اس خوف
سے ڈر کر پوشیدہ ہوگئے تھے اُنکا حال دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ مین جابر کو نہین پاتا۔ اے بنی سلمہ اُسکو حاضر کرو ورنہ تمکو امان نہین ناچار جابر حضرت ام سلمہؓ زوجہ
رسولخدا کے پاس حاضر ہوئے اُنہون نے کسیکو بھیجکر اُنکے لیے امان کی سفارش کی مگر بسر نے کہا جبتک معاویہ کی بیعت مین داخل نہوگا امان نہین اُم سلمہ نے جابر کو بھیجا
اور اپنے بیٹے عمر کو بھی اُنکے ساتھہ کیا کہ بیعت کر دو دونے جاکر بیعت کی۔ اور ایک روایت مین ہے کہ جابر کہتے ہین کہ جب بسر نے میری قوم کو دھمکایا تو مین رات کے
وقت خفیہ اُم سلمہؓ ام المومنین کی خدمت مین گیا اور اُنسے تمام ماجرے بیان کیا اُنہون نے کہا کہ جا اور بیعت کر کہ تیرے قوم وقبیلہ کی جان بچے تحقیق کہ مینے اپنے بھتیجے کو
بھیجکر بیعت کرائی حالانکہ جانتی ہون کہ یہہ بیعت ضلالت ہے۔ پس بسر ملعون چند روز مدینہ مین ٹھیرا اور اُنسے کہا اے اہل مدینہ اب مین تمکو بخشتا ہون ہر چند یہ تمہارا
گناہ قابلِ معافی نہ تھا جو قوم اپنے امام کو قتل کرے ہرگز اس لائق نہین کہ اُنسے عذاب اُٹھایا جائے اگر دار دنیا مین تم میرے عذاب سے بچ رہے تو دار آخرت مین

کبھی رحمت خدا انکو نہ پہنچیگی - مین ابوہریرہ کو تم پر امیر مقرر کرتا ہون خبردار کہ اسکی مخالفت تم سے سرزد نہو - بعد ازان مدینہ سے نکلکر مکہ کو چلا - وہان قثم بن عباس
عامل امیر المومنین اسکی آمد آمد سنکر یمن کو بھاگ گیا تھا بسر نے داخل مکہ ہوکر انکو بہت لعنت ملامت کیا اور سخت گالیان دین پس شیبہ بن عثمان کو ان پر امیر مقرر
کیا ابراہیم کہتا ہے کہ حرمین شریفین کے درمیان راہ مین اس نے بہت کشت و خون کیا اور مال و اسباب خلقت کا لوٹ لیا - یہ خبر مکہ مین پہنچی تو اکثر اہل مکہ گھرون کو
چھوڑکر نکل گئے بسر نے داخل مکہ ہوکر طواف بیت اللہ کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر کہا اے اہل مکہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمکو عزت دی اور ہمارے دشمن کو خوار
کیا یہ پسر ابوطالب عراق مین مضیق و ضنک[1] مین گرفتار ہے (معاذ اللہ) اور اپنی معصیت کی پاداش اٹھا رہا ہے اسکے اصحاب اس سے برگشتہ ہوگئے ہین پس صاحب
امر معاویہ طالب خون عثمان ہے اٹھو اور اسکی بیعت کرو سبنے بیعت کی سعید بن عاص کو تلاش کیا نہ ملا - اسیطرح ابوموسی اشعری روپوش ہوگیا تھا مگر بسر کے
آدمیون نے ڈھونڈھکر اسکو پیدا کیا - اور اسکے سامنے لائے اس نے پوچھا تو کسلئے چھپا تھا - کہا جان کے خوف سے بسر نے کہا معاویہ کا حکم نہین کہ مین یاران پیغمبر کو قتل
کرون لیکن معاویہ کی بیعت ضرور لونگا ابوموسی نے بیعت کی اور اپنے گھر کو چلا گیا - پس بسر مکہ سے طائف کو روانہ ہوا - راہ مین اس نے ایک مرد قریشی کو کچھ آدمی
ساتھ دے کر مقام تبالہ کو جہان شیعہ امیر المومنین تھے روانہ کیا کہ انکو قتل کرے قریشی نے وہان پہنچکر انکو پکڑا - مگر اور لوگون نے شفاعت کی کہ اپنی قوم کا خون نکر
ہم ابن ارطاۃ کے پاس سے خط امان طلب کرتے ہین اور ایک شخص انمین سے منیع باہلی نام طائف مین آکر اہل طائف سے شفاعت خواہ ہوا انھون نے بسر سے اس مقدمہ
مین گفتگو کی اس مردود نے کئی روز مین جبکہ اسکو گمان ہوا کہ قریشی انکو قتل کرچکا ہوگا نامہ امان لکھا مگر باہلی نے مکتوب لیکر آگے پیچھے کچھ نہ دیکھا اور اپنے ناقہ پر سوار ہوکر
روانہ ہو دوڑا ایک دن اور ایک رات برابر چلتا رہا کہین دم نہ لیا تا آنکہ روز دوم وقت چاشت منزل مقصود پر پہنچا وہان انتظار خط دیکھکر قیدیون کو قتل کے لیے باہر نکالا تھا
اور ایک کو انمین سے قتل بھی کرچکے تھے کہ باہلی نے دور سے تلوارون کی چمک دیکھکر اپنا کپڑا ہلایا اشارہ سے دیکھکر متوقف ہوئے باہلی نے نزدیک پہنچکر خط دیا اور
قیدی رہا ہوئے روایت ہے کہ جب اہل مکہ خبر آمد بسر سنکر افتان و خیزان شہر سے بھاگے تو انہین دو لڑکے سلیمان و داؤد پسران عبید اللہ عباس بھی تھے
جو حوریہ بنت خالد حارث کنانی کے شکم سے تھے پیچھے راہ بھولکر بسر کے آدمیون کے ہاتھ مین پڑے اس ظالم نے ان معصومون کو قتل کیا - بموجب روایت دیگر انکا نام
عبدالرحمن و قثم تھا اور وہ بنی کنانہ مین اپنے اخوال کے یہان تھے جب بسر طائف سے چلکر قبیلہ کنانہ مین منزل گزین ہوا تو اس نے ان بچون کو طلب کیا - ایک مرد
جسکو انکے باپ نے انہین سونپا تھا شمشیر بکف باہر آیا بسر نے اس سے کہا کہ ہمکو تجھ سے کچھ تعرض نہین تو ناحق اپنے آپکو کیون ہلاک کرتا ہے مگر اس نے کہا یہ لڑکے
میری حفاظت مین تھے مین انکے پیشتر قتل ہونگا تاکہ فردائے قیامت خدا اور رسول کے سامنے سرخرو رہون پس تلوار سونت کر شامیون پر حملہ کیا اور قتل ہوا
بعد ازان لڑکون کو لائے اور بکمال بیرحمی انکو ذبح کیا - منقول ہے کہ کچھ عورتین زنان بنی کنانہ سے نکلین ایک نے انمین سے کہا کہ یہ لوگ مردون کو تو قتل کرتے
ہین بچون نے انکا کیا بگاڑا ہے جو انکو بھی نہین چھوڑتے قسم بخدا کہ بچون کا قتل نہ جاہلیت مین درست تھا نہ اسلام مین - اور بخدا قسم کہ جو سلطنت بچون اور بوڑھون
کے قتل کرنے اور ترک رحم و قطع رحم سے قوت پکڑے وہ بُری سلطنت ہے - ابن بسر نے کہا واللہ مین تمکو بھی قتل کیا چاہتا تھا اس عورت نے کہا بخدا سوگند کہ مین
اپنے قتل ہونے کو دوست رکھتی ہون - موافق ایک روایت کے یہ لڑکے معاویہ ہی کے ہاتھ سے مقتول ہوئے وَاللهُ اَعْلَمُ القصہ بسر نے نجران مین پہنچکر
عبداللہ بن عبدالمدان خسر عبیداللہ عباس کو اور اسکے بیٹے مالک بن عبداللہ کو قتل کیا - اور اہل نجران کو جمع کرکے بہت زجر و توبیخ کیا اور ارحب مین آیا وہان

[1] ضنک بالفتح تنگی ۱۲

ابوکرب کہ شیعہ دیندار اور رابیہ ہمدان کا سردار و سالار تھا اُسکے دستِ نحس سے قتل ہوا۔ اور اسیطرح قتل و قمع کرتا چلا جاتا تھا معمول یہ تھا کہ جب کسی قریہ کے قریب پہنچتا تو ایک شخص اُسکے صحاب سے آگے جاتا اور اہلِ قریہ پر سلام کرتا اور اُنسے پوچھتا کہ یہ شخص جو کل مدینہ مین مارا گیا (عثمان) تمہاری اسکے بارہ مین کیا رائے ہے اگر کہتے کہ مظلوم قتل ہوا تو اُنسے کچھ تعرض نہ کرتا اور جو کہتے سزاوارِ قتل تھا تو تیغ بیدریغ رکھتا اور ایک طرف سے قتل کرنا شروع کرتا۔ حتےٰ کہ قطعِ منازل کرکے داخل صنعا ہوا صنعا مین اُسوقت عبیداللہ عباس و سعید بن نمران سے کوئی نہ تھا۔ عمرو بن اراکہ ثقفی بہ نیابت عبیداللہ حکومت کرتا تھا۔ وہ بسر کو دخولِ شہر سے مانع آیا باہم لڑائی ہوئی آخر عمرو مارا گیا۔ اور بسر نے شہر مین داخل ہوکر بہت سے باشندون کو تہ تیغ کیا اور بنا بر روایتِ سابق پسرانِ عبیداللہ کو طلب کیا وہ ایک عورت کے پاس سے اولادِ فارس سے جسکا نام اُمّ النعمان بنتِ بزرج تھا برآمد ہوئے بسر نے شارعِ عام مین اُن بچّون کو قتل کیا اور اُس قوم سے سو آدمیون کو اس جرم مین قتل کیا کہ انکو چھپا رکھا تھا۔ ابراہیم کہتا ہے کہ زرارہ بن قیس وہ شخص تھا جس نے علی علیہ السلام کو بسر کے حجاز مین داخل ہونیکی خبر پہنچائی۔ حضرت یہ حال معلوم کرکے ممبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا ایّہا النّاس پہلا تفرقہ اور اوّل نقصان تمہارا یہ ہے کہ تم مین جو اشخاص عقیل اور ذی رتبہ تھے کہ جس کار کی طرف دعوت کیے جاتے تھے اُسکو قبول کرتے جو زبان سے کہتے تھے کر دکھاتے تھے تمہارے درمیان سے اُٹھ گئے قسم بخدا کہ مینے خفیہ و علانیہ رات دن صبح و شام جہادِ اعدا کی طرف تمکو بلایا فَلَمْ یَزِدْکُمْ دُعَآئِیْٓ اِلَّا فِرَارًا مگر تمپر اُسکا اثر برعکس پڑا اور بجائے رغبت کے تمہاری نفرت زیادہ ہوئی اب بسر بن ارطاۃ حجاز مین وارد ہے ایک شخص اس مہم کے لئے مہیا ہو کہ جاکر اُسکو حدودِ ملک سے خارج کرے۔ حضرت فرماتے تھے اور لوگ مثل نقشِ دیوار خاموش تھے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مین تم سے کلام کرتا ہون اور تم جواب نہین دیتے کیا تمہارے منہ مین زبان نہین یا تم گونگے ہو۔ پس ابو بردہ بن عوف ازدی نے عرض کی یا امیرالمومنین اگر آپ اُس طرف کا عزم کرین تو ہم ہمراہ رکاب ہین فرمایا تونے خطا کی یہ رائے صواب نہین آیا سزاوار ہے کہ مین شہر و لشکر و بیت المال کو چھوڑدون اور انصرام مہامِ امورِ عام کو مثل جمع خراج و قضائے مسلمانان و نظر بحقوقِ ناس کے ترک کرون اور چند لیٹرون قزاقون کے پیچھے کوہ و صحرا مین آوارہ پھرون قسم بخدا کہ مین تمہاری طرف سے بہت دلگیر ہون اگر آرزوئے شہادت مانع نہوتی تو دوست رکھتا تھا کہ اپنے ناقہ پر سوار ہون اور درمیان سے نکلجاؤن اور عمر بھر تم سے ملاقات نہ کرون قسم بخدا کہ تمہاری مفارقت مین میری روح اور جسم دونو کے لئے آسائش ہے۔ پس جاریہ بن قدامہ سعدی اُٹھا اور عرض کی یا امیرالمومنین خدا وہ دن نہ کرے کہ آپ ہمارے درمیان نہون مین اس قوم مردود لوم کے لئے کافی ہون حضرت مجھکو حکم دیجئے فرمایا خوب ہے روانہ ہو تحقیق کہ جہانتک مجھکو معلوم ہے تو ایک مرد میمون نقیبہ مبارک رائے ہے اسکے بعد وہب بن مسعود خثعمی اُٹھا کہ یا امیرالمومنین مین اس مہم کے لئے سپاہ جمع کرتا ہون فرمایا جمع کر خدا تجھکو برکت دے اور ممبر سے اُترے پس جاریہ بن قدامہ کو بصرہ بھیجا کہ وہان سے دو ہزار مردانِ کار لیکر متوجہ مقصد ہو اور خثعمی کے لشکر کوفہ سے دو ہزار مرد ہمراہ کئے اور دونو کو حکم دیا کہ بسر کا تعاقب کرین جس جگہہ دونو لشکر باہم ملاقات کرین امیر سب پر جاریہ بن قدامہ ہے۔ عبدالرحمن بن عبید کہتا ہے کہ جب امیرالمومنین کو بسر کا حجاز مین در آنا اور پسرانِ ابن عباس اور اُسکے خسر وغیرہ کا اُس کے ہاتھ سے مارا جانا دریافت ہوا تو مجھکو ایک خط دے کر جاریہ کے عقب مین روانہ کیا مینے اثنائے راہ مین اُس کے پاس پہنچکر اُسکو خط پہنچایا اُسمین تحریر تھا کہ مینے چلتے وقت تجھکو تقویٰ و پرہیزگاری حقتعالیٰ کی وصیت کی تحقیق کہ وہ تمام خیر و برکت کی اصل ہے۔ مگر بعض وصیتین ذکر سے رہ گئین جواب لکھتا ہون زنہار کسی خلقِ خدا کو خفیف و حقیر نہ جاننا راہ مین کسی کا شتر یا خچر بیگار مین نہ پکڑنا ہر چند بغیر اسکے تجھکو پیادہ چلنا پڑے یا کسی مقام پر رُکے رہنے کا اندیشہ ہو جب کسی چشمہ یا کوئین پر پہنچے تو پانی لینے مین اُنکے مالکون پر سبقت نہ کر اُنکی اجازت و رضامندی سے پانی لے کسی مسلمان مرد یا عورت کو اسیر و بردہ نہ بنا کافرِ ذمی کے آزار کا روادار نہو نمازون کو اُنکے اوقات پر ادا کر اور ذکرِ خدا کو کبھی اپنے دل سے فراموش نہ کر اور چلتا ہو

شئے کر دشمن کو ملک سے باہر کر دے وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ منقول ہے کہ جب عبید اللہ بن عباس و سعید بن نمران صنعا سے بھاگ کر کوفہ میں آئے تو
امیر المومنینؑ نے انہیں عتاب کیا کہ کس لئے تم نے بسر لعین کے ساتھ لڑائی نہ کی سعید نے عرض کی قسم بخدا یا امیر المومنینؑ میں نے اسکا مقابلہ کیا مگر ابن عباس نے میری
نصرت نہ کی جب بسر نزدیک آگیا تو میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنینؑ بدون جنگ ہم سے کبھی راضی نہ ہونگے کہا ہمکو طاقت اسکے مقابلہ کی نہیں پھر بھی میں نے جو لوگ میری
ساتھ تھے ان کو لیکر جنبش کی اور مقابل میں گیا مگر وہ مجمع جلد متفرق ہو گیا مجبور میں بھی واپس ہوا۔ پس حضرت امیر المومنینؑ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس
بسر بن ارطاۃ داخل یمن ہو گیا یہ ابن عباس و ابن نمران صنعا سے بھاگے ہوئے آئے ہیں جو تمہارے سامنے موجود ہیں میں دیکھتا ہوں کہ اہل شام عنقریب
تم پر غالب آئینگے کیونکہ وہ اپنے باطل پر مجتمع ہیں اور تم حق سے متفرق ہو وہ اپنے امام کے اطاعت گزار ہیں تم عاصی و نافرمان وہ اسکے ساتھ بامانت پیش آتے
ہیں تم نے مجھ سے خیانت کی اب مجھکو تم سے کوئی امید نہیں رہی اور وثوق و اعتماد اٹھ گیا۔ پروردگارا یہ لوگ مجھ سے سیر ہو گئے ہیں اور میں انسے وہ مجھ سے ملول
ہو گئے ہیں اور میں انسے پس مجھکو ان سے بہتر اصحاب عنایت کر اور ان پر بجائے میرے حکام جور مسلط فرما پروردگارا ان کے دلوں کو اسطرح گلا جیسے نمک پانی میں گھلتا
ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ آخری خطبہ ہے جو اس جناب سے شکایت قوم میں سنا گیا اسکے بعد چند روز میں وہ حضرت درجہ اعلیٰ شہادت پر فائز ہوئے اور مصاحبت ارواح
انبیا و اوصیاء اختیار کی اور کوفہ اور اہل کوفہ کے لئے زمانہ نکبت و ادبار شروع ہوا ظالم سفاک نے ان پر تسلط پایا۔ چنانچہ منقول ہے کہ جس روز حضرت نے یہ خطبہ
فرمایا اسی روز حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوا اور اس ناپاک نے جو جو ظلم کوفیوں پر کئے معروف و مشہور ہیں اور کتب تاریخ میں مفصل مسطور ہیں مجلسی علیہ الرحمہ نے
بحار میں نقل کیا ہے کہ بعد اس خطبہ کے لوگوں نے باہم ملاقات کر کے ایک دوسرے کو ملامت کی اور اشراف کوفہ و شیعیان باہمدگر مشورہ کرنے لگے پس حضرت کی
خدمت میں داخل ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ ہم سے جس شخص کو چاہیں اختیار کریں کہ لشکر لیکر جائے اور اس مہم کو آپ سے کفایت کرے سوا اسکے جو کچھ حضرت
ارشاد کریں ہم بجا لائینگے اب آپ کوئی امر جو کہ وہ طبع ہو ہم سے مشاہدہ نہ فرمائینگے حضرت نے فرمایا میں نے اسکی طرف ایک شخص کو بھیجا ہے جو بغیر اسکے کہ اسکو
قتل کرے یا ملک سے باہر نکال دے واپس نہ ہوگا۔ لیکن تم جنگ معاویہ کے لئے تیار رہو۔ سعید بن قیس ہمدانی نے عرض کی یا امیر المومنینؑ اگر آپ ہمکو پیادہ و بلا عطا
دفعۃً قسطنطنیہ اور رومیہ جانے کا بھی حکم دیں تو میں اور میری قوم اس سے انحراف نہ کریگی فرمایا صَدَقْتُمْ جَزَاکُمُ اللّٰہُ سچ کہتے ہو تم حقتعالیٰ جزائے خیر دے
تمکو۔ پھر زیاد بن حفصہ و علی بن محدوج اٹھے اور کہا ہم سے کبھی حضرت کی نافرمانی ظاہر نہ ہوگی فرمایا تم بھی درست کہتے ہو سفر شام کی تیاری کرو سب لوگوں نے بسر و چشم
قبول و منظور کیا۔ اور معقل بن قیس ریاحی مامور ہوا کہ سواد کوفہ سے لشکر جمع کرے یہی انتظام درپیش تھا کہ حضرت نے شہادت پائی اور روضۃ الصفا میں نقل
کیا ہے کہ شروع سنہ ۴۰ ہجری میں بنا بر اخبار موحشہ کے جو شام سے کوفہ میں پہنچیں چالیس ہزار مرد نے علی الفور امیر المومنین علی علیہ السلام سے بیعت کی کہ دفع مخالفاں
میں سعی و کوشش کریں مگر تقدیر الٰہی موافق انکی تدبیر کے نہ تھی مرتضیٰ علیؑ انہیں ایام میں روضۂ رضوان کو تشریف لے گئے۔ بالجملہ جاریہ طالب بسر یمن جلد جلد جاتا
تھا جو قریئے قلعے راہ میں آتے تھے انکی طرف ملتفت نہ ہوتا اگر کسیکے پاس اسکے اصحاب سے زاد ختم ہو جاتا اوروں سے کہتا کہ اسکے ساتھ سلوک کرو کسیکا شتر وغیرہ
سواری کا جانور مر جاتا تو اسے دوسروں کے پیچھے بٹھلاتا اور چلنے میں توقف روا نہ رکھتا تا اینکہ یمن میں داخل ہوا عثمانی اسکے خوف سے جنگلوں پہاڑوں کو
بھاگ گئے شیعیان علی نے انکا تعاقب کیا اور بعض کو انسے قتل کو پہنچایا لیکن بسر صنعا سے حضرموت کو گیا اور وہاں اس نے عبد اللہ بن ثوابہ کو قتل کیا تفصیل
اس اجمال کی یہ ہے کہ وائل بن حجر نام ایک شخص عثمانی الرائے رئیس حضرموت سے کوفہ میں امیر المومنینؑ کی خدمت میں رہتا تھا وہ حضرت سے اجازت لیکر

اپنے وطن کو گیا اور اُس نے بسر کو خط لکھ کر حضرموت میں بلایا اور دس ہزار درہم اپنے پاس سے دئے چونکہ عبداللہ بن ثوابہ مذکور کے ساتھ اُسکو خلاف رہائے
اور عناد تھا - وہی بسر کو اُسکے قتل پہ باعث ہوا چنانچہ اُس بدبخت نے جاکر اُسکے قلعہ کا کہ اُس زمانہ میں بہترین عمارات سے تھا محاصرہ کر لیا - پھر امان دیکر
اپنے پاس بلایا اور بدعہدی اور دغا کی عبداللہ نے غسل کیا سفید کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر کہا بار خدایا تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے پس بسر نے
اُسے قتل کیا اور تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیا امیر المومنینؑ کو یہہ حالات دریافت ہوئے تو پسران وائل کو جو کوفہ میں تھے حبس کر لیا الحاصل جب بسر کو
معلوم ہوا کہ لشکر کوفہ اُسکی طرف آرہا ہے تو حضرموت سے نکلکر جس راستہ سے آیا تھا اُسکو چھوڑ کر دوسری طرف کو ہولیا جاریہ اُسکے پیچھے پیچھے روان تھا یہانتک
کہ حدود ممالک یمن سے نکل گیا اُسوقت جاریہ نے مقام جرش پر دم لیا اور اپنے تھکے ماندے لشکر کو آرام لینے کو کہا چنانچہ ایک مہینے تک یہہ لوگ وہان رہے
پھر جاریہ نے بسر کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مکہ میں ہے پس اُسکی طرف روانہ ہوا مگر بسر ملعون وہان سے بھی نکل گیا - جاریہ نے مکہ میں
داخل ہو کر کہا کہ اے اہل مکہ تم نے معاویہ سے بیعت کی اُنہوں نے کہا بجبر و اکراہ کی کہا مجھکو خوف ہے کہ تم اُن لوگوں میں ہو جنکی شان میں حقتعالی فرماتا ہے
وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ یعنی جب وہ ملاقات کرتے ہیں اُن لوگوں سے جو ایمان
لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ خلوت کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم صرف تمسخر کرتے ہیں - اٹھو اور بیعت کرو
اُنہوں نے کہا رحمت خدا ہو تجھ پر کس سے بیعت کریں امیر المومنینؑ نے تو شہادت پائی پھر معلوم نہیں کہ سرانجام خلائق کا کیا ہوا اور کسکے ساتھ بیعت ہوئی کہا سوائے
فرزند رسولخدا حسن مجتبیٰ کے اور کس سے بیعت ہوتی پس اہل مکہ نے حضرت امام حسنؑ کے نام پر بیعت کی اور جاریہ مکہ سے مدینہ کو آیا وہاں ابوہریرہ سے امامت نماز پر صلح
ہوگئی تھی جب اُسکو جاریہ کے آنیکی خبر پہنچی پوشیدہ ہوگیا جاریہ مدینہ پہنچکر منبر حضرت رسولخدا پر گیا اور بعد حمد و ثنائے الہی و درود حضرت رسالت پناہی کہا ایہا الناس
علی علیہ السلام روز ولادت سے وفات تک بندہ صالح خدا و سید و سردار مسلمین و مہاجرین و ابن عم رسولخدا تھے اُنہوں نے رحمت خدا کی طرف انتقال کیا - قسم ہے
اُس خدائے عزوجل کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر مجھکو معلوم ہوا کہ کسی نے تم سے اس مصیبت عظیم میں شماتت کی تو میں طلبگار رضائے خدا اُسکا سر قلم کرکے اُسکو واصل جہنم
کرونگا اُٹھو اور حسن بن علیؑ کی امامت پر بیعت کرو تمام حاضرین نے اُٹھکر بیعت کی جاریہ اُس روز وہان ٹھیرا اگلے روز صبح کو کوفہ کی طرف متوجہ ہوا اُسکے چلے جانے
کے بعد ابوہریرہ پھر بدستور نماز پڑھانے لگا اور بسر کو جاریہ کا واپس ہونا معلوم ہوا تو دمشق سے لوٹا اور براہ سماوہ متوجہ شام ہوا جاریہ نے کوفہ پہنچکر حضرت امام حسنؑ کو تعزیت
امیر المومنینؑ کی اور بیعت کی آنحضرت کے ساتھ - مگر بسر کو مراجعت کے وقت بسبب اُسکی غلظت و درشت خوئی کے راہ کی لوگوں کے ہاتھ سے بہت زحمت پہنچی یعنی
اُنہوں نے اپنے حدود سے گزرتے وقت کسیقدر اُسکے اسباب سے بھی چھین لیا - بہرکیف جب معاویہ کے پاس پہنچا تو کہا یا امیر المومنین خدا کا شکر ہے کہ میں اس لشکر انبوہ
کے ساتھ تیرے دشمنوں سے لڑنے کو گیا اور آمدورفت میں ہمارے ایک آدمی کو بھی صدمہ نہیں پہنچا معاویہ نے کہا حقتعالی نے کیا جو کچھ کیا نہ کہ تو نے - کہتے ہیں کہ اس
سفر میں اُس شقی کے ہاتھ سے تیس ہزار آدمی مقتول ہوئے اور نیز بہت مخلوق آگ میں جلائی گئی - ابراہیم کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے بسر کے لئے دعائے بد کی اور
کہا خدایا بسر نے دین کو دنیا کی عوض بیچ ڈالا اور حرام کاموں کا مرتکب ہوا اور فاجر بدکار کی اطاعت کو تیری طاعت پر ایثار و اختیار کیا ہے پروردگارا اُس کو نہ مار الا یہہ کہ
پہلے اُسکی عقل کو زائل کر اور اپنی رحمت سے اُسکو باز رکھ بارالہا لعنت کر بسر بن ارطاۃ اور عمرو بن عاص اور معاویہ بن ابوسفیان پر اور اپنا قہر و غضب اُن پر نازل کر اور
اُنکو اُس عقوبت و عذاب میں مبتلا کر جسمیں تو قوم مجرمین کو مبتلا کرتا ہے راوی کہتا ہے کہ بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ بسر کی عقل سلب ہوگئی اور وہ ہذیان بکتا تھا کہ مجھکو تلوار

دو کو قتل کر دون اور اسی کلمہ کا تکرار کرتا تھے کہ اسکے لئے ایک لکڑی کی تلوار بنوا دی تکیہ اسکے آگے رکھدیتے تھے اور وہ اس پر کاٹھ کی تلوار مارے جاتا تھا یہانتک کہ غش کر جاتا تھا اسی حال پر رہا تا اینکہ فی النار ہوا - نقل ہے کہ ایک روز معاویہ کے پاس عبید اللہ بن عباس و بسر بن ارطاۃ بیٹھے ہوئے تھے - عبید اللہ نے کہا تو نے ہی اس ستمگار بے رحم کو حکم دیا کہ میرے بیٹون کو قتل کرے معاویہ نے کہا میں نے اسکو حکم نہیں دیا اور نہ اس حرکت پر اس سے رضامند تھا - بسر کو غصہ آیا اور تلوار کو میان سے نکال کر پھینک دیا اور کہا لے اپنی تلوار تو نے مجھکو یہہ دی اور کہا خلائق کو اس سے قتل کر اب جبکہ اسکی بدولت مطلب پر کامیاب ہوا تو کہتا ہے میں نہیں کہا میں رضی نہ تھا - معاویہ نے کہا اے سکین اپنی تلوار اٹھا بنی عبد مناف سے ایک مرد کے آگے تلوار ڈالتا ہے جسکے دو بیٹون کو کل قتل کر چکا ہے عبید اللہ نے کہا کیا تیرا یہہ گمان تھا کہ میں اس تلوار سے اسکو قتل کر دون ایک لڑکا عبید اللہ کا اپنے باپ کے ساتھ تھا بولا کہ ہم انکی عوض یزید و عبد اللہ پسران معاویہ کے سوا اسکو قتل نہ کرتے معاویہ ہنسنے لگا کہ یزید و عبد اللہ کی کیا خطا ہے - ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ جسقدر ظلم و ستم بسر بن ارطاۃ نے اہل حجاز و یمن وغیرہ پر معاویہ کی طرف سے کئے ویسے ہی اسکے بیٹے یزید کیطرف سے مسلم ابن عقبہ نے اہل مدینہ پر کئے بہت ہی مشابہت ہے اس مقام پر بیٹے کو اپنے باپ سے الولد سر لابیہ

سیرۃ پسندیدہ سیرت امیر المومنین علیہ السلام در جنگہائے خود

بحار الانوار مین ابو صادق حضرمی سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین بروز جمل و صفین و نہروان فرماتے تھے بندگان خدا تقوی و پرہیزگاری خدا کو برپا رکھو نظر کو زیر اور آواز کو پست و دھیمی کرو دل کو محاربہ و مقاتلہ پر لگاؤ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ خدا کو بہت یاد کرو تا فلاح پاؤ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ یعنی باہم اختلاف و نزاع نہ کرو کہ سست و ضعیف ہوجاؤ اور تمہاری عزت و شکست جاتی رہے اور صبر کرو تحقیق کہ حقتعالی صابرون کے ساتھ ہے - آخر مین فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْهُمُ الصَّبْرَ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِمُ النَّصْرَ وَاَعْظِمْ لَهُمُ الْاَجْرَ پروردگار فتح و نصرت کو ان پر القا کر اور صبر نازل فرما اور انکے اجر و ثواب کو عظیم کر - اور نیز مروی ہے کہ وہ حضرت ہر معرکہ مین اپنے اصحاب سے کہتے تھے - کہ اس قوم سے قتال نہ کرو جبتک کہ وہ ابتدا نہ کرین تحقیق کہ تم بفضل خدا حجت و برہان پر ہو اور جنگ سے تمہارا دست کش رہنا تا اینکہ وہ ابتدا کرین دوسری حجت ہے منہزم کا تعاقب کرو نہ زخمی کو قتل کرو پردہ دری کیسی کی روا نہ رکھو کشتون کو مثلہ نہ بناؤ - حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علی زوال آفتاب سے پہلے لڑائی شروع نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دروازے آسمان کے اسوقت وا ہوتے ہین اور توبہ تائب کی قبول کیجاتی ہے - فتح و نصرت کا نزول ہوتا ہے چونکہ یہہ وقت شام سے نزدیک تر ہے سزاوار ہے کہ قتل و قمع بہت کمتر واقع ہو طالب مراجعت کرے اور منہزم بچ نکلے - نہج البلاغہ مین ہے کہ آپنے امام حسن سے فرمایا اے فرزند کسیکو جنگ کیطرف دعوت نہ کر اگر کوئی تجھکو اسکی طرف دعوت کرے تو اسکو اجابت کر تحقیق کہ دعوت کنندہ جنگ باغی ہے اور بغاوت پیشہ مستحق قتل ہوتا ہے اور نیز منقول ہے کہ کسی نے ایک مرد کو بنی ہاشم سے جنگ کیطرف دعوت کیا اس نے انکار کیا امیر المومنین نے فرمایا کسلئے تو نے اسکی دعوت کو قبول نہ کیا عرض کی وہ شخص شجاع عرب تھا خوف ہوا کہ مجھکو مغلوب کرے امیر المومنین نے فرمایا اس نے تجھ پر بغاوت کی تھی اگر جنگ کرتا تو البتہ اس پر غالب آتا تحقیق کہ اگر ایک کوہ دوسرے کوہ پر بغاوت کرے تو باغی اسکے ریزہ ریزہ ہوجائیگا - نیز بحار مین عدی بن حاتم طائی سے کہ حروب مین ملازم رکاب نصرت انتساب امیر المومنین رہتا تھا منقول ہے کہ لیلۃ الہریر کو

قولہ تعالی وتذہب ریحکم یعنی تذہب صولتکم و قوتکم و نصرتکم و دولتکم ریح بیان کنایہ ہے کسی کا کہ حسب المراد موافق مرضی جاری ہونے سے عرب کہتے ہین ھبت ریح فلان جبکہ کسی کا کام حسب مرضی رواں ہو ۱۲ کذا فی مجمع البحرین مثلہ یا انف گوش و بینی بریدہ اسم مصدر ہے ۱۲ منتہی الارب

جبکہ وہ حضرت معاویہ کے نزدیک تھے تو باواز بلند فرماتے تھے تاکہ اصحاب اسکو سنین کہ مین البتہ معاویہ اور اسکے اصحاب کو قتل کرونگا آخر مین آہستہ سے انشاء اللہ تعالیٰ فرماتے مین حضرت کے نزدیک ہتا عرض کی مینے یا امیر المومنینؑ اول آپنے اپنے قول پر حلف کیا پھر انشاء اللہ کہا اس سے کیا مطلب ہے فرمایا مین اپنے اصحاب کے نزدیک راست گو ہون پس چاہا مینے کہ انکو اس کلام سے طمع دلاؤن تاکہ دلیر تر ہون اور فرار نہ کرین والحرب خدعۃ تو اسکو سمجھہ کہ منتفع ہوگا۔ نیز بحار مین عبداللہ بن شریک سے نقل کیا ہے کہ بروز جمل امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ گریختہ کا تعاقب نہ کرو اور مجروح کو قتل نہ کرو جو دروازہ بند کرلے امن مین ہے۔ مگر بروز صفین ایسا نہ کیا اس اختلاف کا یہ سبب ہے کہ جنگ جمل مین طلحہ زبیر قتل ہوچکے تھے اور جنگ صفین مین معاویہ زندہ و قائم تھا اور یحییٰ بن اکثم نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سبب اختلاف سیرت امیر المومنینؑ کا درمیان اہل جمل و اہل صفین کے استفسار کیا تو آنحضرت نے اسکے جواب مین لکھا۔ کہ اہل جمل کا امام قتل ہوچکا تھا انکا کوئی مجمع باقی نہ رہا تھا جسکی طرف وہ رجوع کرتے پس وہ اپنے گھرون کو واپس ہوتے اور جان بری کو غنیمت جانتے تھے بلا اسکے کہ جنگ کیطرف معاودت کرنیکا خیال بھی انکے دلمین ہو پس حکم انکا یہی تھا کہ تلوار انکے اٹھالیجائے اور ایذا و آزار سے انکو معاف رکھا جائے بخلاف اہل صفین کے کہ انکی بازگشت ایک جماعت آمادہ و مستعد کیطرف تھی۔ انکا امام موجود تھا کہ درع و سلاح انکے لئے مہیا کرتا اور نیزہ و شمشیر بہم پہنچاتا نقصانات کا جبر کرتا صلات و عطیات کا وعدہ دیتا مرضیٰ کی عیادت اور جرحے کی مداوات کرتا تھا پیادہ کو سواری اور برہنہ کو لباس و سامان بخشتا تھا اور انکو بھیجتا تھا کہ جنگ کرین پس دو فرقون کے درمیان مساوات کسطرح ہوسکتی ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ کا سلوک اہل بصرہ کے ساتھ انکے شیعون کے لئے تمام ان اشیاء سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے کسلئے کہ وہ حضرت جانتے تھے کہ ان لوگون کے لئے سلطنت و حکومت ہونیوالی ہے پس اگر انکو اسیر کرتے تو انکے شیعہ ہمیشہ اسیر و بردہ بنائے جاتے۔ اور امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ اگر علی علیہ السلام اپنے محاربین کو بردہ و اسیر بناتے اور غنیمت انسے اخذ کرتے تو انکے شیعون کو ان لوگون سے بلائے عظیم پیش آتی **مؤلف** کہتا ہے کہ باوجود اس سیرت پسندیدہ امیر المومنینؑ کے معاویہ و پیروان معاویہ بنی امیہ اور انکے عقاب السال و احزاب امثال نے جو سلوک آنحضرتؑ کے شیعون کے ساتھ کئے کتب تاریخ و سیر مین مفصل مسطور و مذکور ہین اور اس رسالہ مین بھی کسیقدر انسے اپنے موقعہ و مقام پر مسطور کہ طرح طرح کے آزار و اہانت سے انکو قتل کیا قید رکھا اموال و اسباب انکے لوٹ لئے جلاء وطن بے خان و مان آوارہ دشت و جبل گردانا اور ذرا پاس لحاظ کلمہ گوئی کا بھی انکے بارہ مین نہ کیا یزید بن معاویہ لعین اور اسکے تابعین اخوان الشیاطین نے خود اہل بیت طاہرین حضرت خاتم النبیینؐ پر وہ ظلم و ستم کئے کہ جمادات و نباتات بھی اسکی گواہی دین تو عجب نہین زمین و آسمان نے ان پر گریہ و بکا کیا اور اجنہ و ملائکہ نے اس ماتم مین حصہ لیا۔ فرزندان رسولؐ خدا تین دن کے بھوکے پیاسے لب دریا مثل گوسفندان قربانی ذبح کئے گئے عورات و اطفال کو اسیر کرکے لیگئے دختران فاطمہ زہرا بے مقنع و چادر شتران بے کجاوہ و عماری پر شہر بشہر پھرایا چنانچہ کتب اسفار ان حالات سے مملو ہین پس ہر زمانہ مین ان لوگو انکا شیعون کے ساتھ یہی طرز مدارات رہا انکو ایذائین دین شکنجہ عذاب مین کھینچا قتل کیا۔ اسیر و بردہ بنانے مین بھی دریغ نہ کیا ۔۔ ہمارے اسی زمانہ مین امیر عبدالرحمن خان والی کابل ثانی عبدالرحمن بن ملجم نے کیا کچھ سختی اور تشدد شیعیان باشندگان اس ملک پر نہین کئے اور نہین کرتا ہے ابتدائے سند نشینی سے ہمت خبیثہ اسکی اس قوم کے ستانے اور آزار دینے پر مقصود رہی۔ اول فتاویٰ کفر انکی نسبت ہر چہار طرف ملک مین شائع کرکے واجب القتل ٹھیرایا پھر جابجا دین سے کہ رہنے کے مکانات تک بھی انکے ضبط اور اموال غصب کیا لئے باحال پریشان محتاج پارچہ و نان کچھ ہندوستان مین دربدر مارے پھرتے ہین کچھ حدود ایران و توران مین جہان جسکے سینگ سمائے چلا گیا اقوام ہزارہ کہ قدیم الایام سے کوہستان شمالی افغانستان مین آباد تھے چنانچہ قریب دو لاکھ زن و مرد انکے شمار ہوتے تھے۔ افواج بھیجکر فقط بجرم تشیع انکو قتل و قمع کیا زنان و اطفال کو ان کے

غلام و کنیز بنایا چنانچہ گروہا گروہ اُنکے گرفتار ہو کر شہر کابل میں لائے گئے اور سر بازار سستی بولی پر نیلام کئے گئے کہ ایک ایک عورت تین تین روپیہ پر بک گئی جب اس سے بھی مطلب پورا نہوا تو باقی کے لئے دوکانیں بردہ فروشی کی کابل غزنی جلال آباد وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں کھول دی گئیں کہ اب وہاں یہہ لوگ سر عام مثل چارپایان و دیگر اشیا فروخت ہوتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہہ کیا غضب ہو رہا ہے سرکار انگریزی بھی کہ تمام جہان سے بردہ فروشی کا انسداد کرتی پھرتی ہے یہاں خاموش بیٹھی ہے پہلو میں یہ ستم برپا ہے اور وہ سب کچھ سنتی و دیکھتی اور اخباروں میں پڑھتی ہے مگر کچھ نہیں کرتی۔ اور اُلٹا ایسے ظالم سفاک کی زیادہ عزت بڑھاتی اور اُسکو سر چڑھاتی چلی جاتی ہے

تتمہ در بعضے از فضائل جہاد

شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے جامع الاخبار میں روایت کی ہے کہ علیؑ ایک مرتبہ جہاد کے بارہ میں خطبہ فرماتے تھے کہ ایک جوان اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین ہمکو فضیلت جہاد راہ خدا سے خبر دیجئے فرمایا میں ایکبار رسولِ خدا کا ردیف تھا اور ہم غزوہ ذات السلاسل[۱] سے واپس آتے تھے میں نے آنحضرت سے یہی سوال کیا جو اسوقت تو نے مجھ سے کیا تو رسولِ خدا نے فرمایا کہ غازی جب قصد جہاد کرتے ہیں حقتعالی اُنکے لئے برأت آتش جہنم سے لکھتا ہے جب سامان جہاد اور اُسکی تیاری میں مصروف ہوتے ہیں تو حقتعالی فرشتوں پر اُنکے فخر و مباہات کرتا ہے جب اہل و عیال کو وداع کرتے ہیں تو خانہ و دیوارہائے خانہ اُنپر گریہ و بکا کرتی ہیں اور وہ گناہوں سے اسطرح باہر آتے ہیں جیسے سانپ اپنے پوست سے باہر آئے پس حقتعالی ہر شخص پر اُنکے چالیس فرشتے موکل کرتا ہے کہ اُسکی رو و پشت و یمین و لیسار سے محافظت کرتے ہیں کوئی نیکی وہ نہیں کرتا مگر یہہ کہ اُسکا ثواب مضاعف ہوتا ہے اور اُسکے لئے ایک ہزار آدمیوں کی عبادت لکھی جاتی ہے جو ہزار سال برابر عبادت بجالائیں جبکہ ہر سال اُنکے تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن کا ہو اور ہر دن بقدر تمام عمر دنیا کے ہو پس جسوقت وہ دشمن کے روبرو ہوتے ہیں تو علم اہل دنیا کا اُنکی ثواب کی مقدار کو احاطہ نہیں کرسکتا جب استعمال نیزہ و تیر شروع کرتے ہیں اور کوئی اُنسے مقابلہ دشمن کے لئے نکلتا ہے تو ملائکہ اُسکو اپنے پروں سے حفاظت کرتے ہیں۔ اور فتحمندی اور ثابت قدمی کی اُنکے لئے دعا مانگتے ہیں پس ایک منادی آواز دیتا ہے اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ کہ بہشت تلواروں کے سایہ میں ہے پس زخم نیزہ و شمشیر اُسپر زیادہ آسان و گوارا ہو جاتا ہے بہ نسبت آب سرد کے روز گرم میں جسوقت مرد شہید بضرب شمشیر و سنان گھوڑے سے گرتا ہے تو ہنوز زمین پر نہیں پہنچا کہ حقتعالی اُسکی زوجہ کو حوریں سے اُسکے پاس بھیجتا ہے کہ اُسکو کرامتہائے خدا کی جو اُسکے واسطے آمادہ ہیں بشارت دیتی ہے زمین پر پہنچتا ہے تو زمین کہتی ہے مرحبا ہو روح پاک و پاکیزہ پر جو جسد پاک و پاکیزہ سے باہر آئی ہے بشارت ہو تجھکو ساتھ لذات بہشت کے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کان نے سُنی ہیں نہ کسی دل پر گذری ہیں پس حقتعالی فرماتا ہے میں اُسکی اہل پر خلیفہ ہوں جس نے اُنکو راضی کیا مجھکو رضامند کیا جس نے اُنکو ناراض کیا مجھکو کیا۔ پس ارواح اُنکی حوصلہ ہائے مرغان سبز میں داخل کیجاتی ہیں کہ بہشت بریں سے جہاں چاہیں پرواز کریں اور قنادیل طلا میں جو عرش سے آویختہ ہیں جائے گزیں ہوں اور ہر ایک شخص کو اُنسے ستر غرفہ غرفہ ہائے فردوس سے عطا کرتا ہے کہ فاصلہ درمیان ہر غرفہ کے برابر فاصلہ شام و صنعا یمن کے ہے نور اُسکا مابین مشرق و مغرب کو پُر کرتا ہے اور ہر غرفہ میں اُن غرفات سے ستر باب ہیں اور ہر باب میں ستر کواڑ سونے کے اور ساٹھ شباک یعنی جالیاں اور ہر ایک غرفہ کے اندر ستر خیمہ ہر خیمہ کے اندر ستر تخت سونے کے بچھے ہیں جنکے قوائم (پائے) موتی اور زبرجد کے شاخہائے زمرد سے وصل کئے ہوئے اور ہر تخت پر چالیس فراش یعنی بچھونے کہ موٹائی اور عمق اُنکا بمقدار چالیس

---

[۱] سلاسل نام ایک چشمہ کا ہے زمین قبیلہ جذام میں جسکا ارادہ اس غزوہ میں کیا گیا تھا اور وہ مدینہ سے دس روز کے فاصلہ پر تھا اور بعض نے کہا ہے کہ اس لئے اس غزوہ کو ذات السلاسل کہتے ہیں کہ بعض کفار نے سلسلوں یعنی زنجیروں میں آپ کو بخوف فرار باندھا تھا ۱۲ روضۃ الاحباب

ہاتھ ہر ایک بچھونے پر ایک زوجہ حوریعین سے جلوس کئے کہ سب کی سب جوان ہم عمر با کرشمہ و ناز خندان لب شوہر نواز کہ گنتے ہر ایک کے لئے ستر کنیزین
با تاجہائے مروارید اور ستر غلام بے ریش رخشان روئی بہنا دیں گردنون مین باندھے جام و ابریق ہاتھون مین لئے قسم ہے اُس خدائے بزرگ و برتر کی کہ
میری جان اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے کہ جب بروز قیامت وہ شہدا اپنے محل و مقام سے حرکت کرین گے تو اگر انبیائے خدا بھی اُنکو راہ مین ملین گے
تو اُنکی رونق و بہا کو دیکھ کر پیادہ پا ہو جاینگے پس وہ چلتے رہین گے تا اینکہ بائدہ ہائے جواہرات پر آکر جلوس فرمائین گے اور ایک ایک شخص اُنمنے ستر ستر
ہزار آدمیون کے اپنے اہل و ہمسایون سے شفاعت کریگا تا اینکہ ہمسائگان فیما بین نزاع کرین گے کہ کون اُس سے نزدیک تر تھا از روئے جوار کے پس وہ لوگ
میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بائدہ ہائے خلد پر نشست کرین گے اور ہر شام و پگاہ رحمت ہائے خدائی سنان کا نظارہ کرتے رہین گے +

ذکر بعضے از اجلۂ اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحاب امیر المومنین علیہ السلام کہ تا آخر بر محبت و نصرت آنحضرت قائم و ثابت ماندند و مفارقت آنجناب اختیار نہ کردند

بموجب روایت اختصاص شیخ مفید جو بحار الانوار مین نقل کی ہے۔ سلمان فارسی ابوذر
غفاری۔ مقداد بن اسود کندی۔ عمار یاسر ابو سنان و ابو عمر انصاریان سہل و عثمان پسران حنیف انصاری۔ جابر بن عبد اللہ انصاری صحابہ سے
اور صفیائے اصحاب امیر المومنین۔ عمرو بن الحمق خزاعی۔ میثم تمار۔ رشید ہجری۔ حبیب بن مظاہر اسدی۔ محمد بن ابو بکر۔ اور اولیا آنحضرت
علم ازدی سوید بن غفلہ جعفی۔ حارث بن عبد اللہ معروف بہ اعور ہمدانی۔ ابو عبد اللہ جدلی۔ ابو یحیی حکیم بن سعد حنفی۔ اور شرطۃ الخمیس[1] اُس جناب کے
ابو الرضی عبد اللہ بن یحیی حضرمی۔ سلیم بن قیس ہلالی عبیدہ سلمانی۔ اور خواص آپکے میثم بن خزیم تاجی قنبر مولی امیر المومنین۔ ابو فاختہ مولی بنی
ہاشم عبید اللہ بن ابو رافع کاتب آور بروایت دیگر اسی کتاب اختصاص کے ارکان اربعہ سلمان مقداد و ابوذر عمار صحابہ سے۔ تابعین سے اویس
بن انیس قرنی کہ بقدر قبیلہ ربیعہ و مضر شفاعت کرین گے۔ عمرو بن الحمق۔ رشید ہجری میثم تمار کمیل بن زیاد نخعی قنبر غلام امیر المومنین محمد بن ابو بکر۔ مزرع
مولی امیر المومنین عبد اللہ بن یحیی جسکو امیر المومنین نے فرمایا اے پسر تجھے بشارت ہو کہ تو اور تیرا باپ شرطۃ الخمیس سے ہو حقتعالی نے بالائے آسمان تمہارا
یہ نام رکھا ہے۔ جندب بن زہیر العامری اور بنی عامر تمام شیعہ علی تھے۔ حبیب بن مظاہر اسدی۔ حارث بن عبد اللہ اعور ہمدانی مالک بن حارث الاشتر
العلم الازدی۔ ابو عبد اللہ الجدلی جویریہ بن مسہر العبدی۔ احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ جنت چار شخصون کی مشتاق ہے علی عمار سلمان مقداد۔ اور
نیز منقول ہے کہ زمین سات شخصون کے لیے خلق ہوئی ہے انہین سے ہے سلمان فارسی۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار یاسر۔ حذیفہ بن الیمان۔ اور امیر المومنین سید
و سردار ہین اُنکے یہی اشخاص ہین جنہون نے نماز جنازہ حضرت فاطمہ زہرا ادا کی۔ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ بعد وفات حضرت رسولخدا
دروازہ ہائے ضلالت و گمراہی اہل مشرق و مغرب پر کھل گئے تھے۔ الا تین شخص سلمان ابوذر مقداد پھر عمار یاسر ابو سنان انصاری و حذیفہ صاحب
سر رسولخدا و ابو عمرہ اُنسے ملحق ہوئے اور اسطرح پر تعداد اُنکی سات کو پہنچی **مولف** کہتا ہے کہ فی الواقع۔ بعد رحلت حضرت رسالت پناہ

[1] قولہ شرطۃ الخمیس۔ خمیس لشکر کو کہتے ہین اسلئے کہ اسکے پانچ حصے مقدمہ میمنہ میسرہ قلب ساقہ ہوتے ہین اور شرطہ بمعنی اشرو طا مراد ہے کہ شرط کیا ہوا لشکر۔ کسینے اصبغ بن نباتہ سے پوچھا تھا کہ امیر المومنین تم لوگو کو شرطۃ الخمیس کیون کہتے ہین اُس نے کہا کہ ہم نے اُنسے شرط کی کہ انکے ساتھ جہاد کرینگے جبتک کہ قتل ہون یا ظفر پاوین اور انہون نے ہم سے شرط کی اور ضامن ہوئے کہ اُس جہاد کی عوض مین ہمکو بہشت مین داخل کرینگے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ شرطۃ الخمیس سے ہو اسکے معنی یہ ہین کہ اسکو اور امیر المومنین کے درمیان عہد بندگی منعقد ہو چکا ہے مروی ہے کہ جن لوگون نے حضرت سے یہ شرط کی تھی چھ ہزار مرد تھے جو سب کے سب شرطۃ الخمیس کہلاتے ہین

ابتدائے خلافت ابوبکر مین مخالفت امیرالمومنینؑ عامۂ صحابہ مین وبا کی طرح پھیل رہی تھی۔ چنانچہ چند ہی اشخاص ایسے تھے جو بنی ہاشم کے ساتھ اُس جناب کی اطاعت پر ثابت رہے نہین تو بہت سے وہ تھے جنہون نے پہلے سے امر خلافت اور اسکے مستحق و غیر مستحق مین فکر و تامل نہین کیا تھا۔ حضرت کے انتقال فرماتے ہی حضرت خلیفہ ثانی کی کارسازی و سقیفہ پردازی سے ابوبکر کی بیعت مین داخل ہو گئے۔ مگر بعد چندے جب انہون نے اس مقدمہ مین غور و فکر کیا اور حق واضح اُن پر آشکار ہوا تو متنبہ و مستبصر ہو کر حضرت امیرالمومنینؑ کیطرف رجوع کی۔ چنانچہ قاضی نوراللہ شستری علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس المومنین مین افاضل و اشراف صحابہ بنی ہاشم وغیرہ مہاجرین و انصار سے ایک سو ایسے اشخاص شمار کئے ہین جنکا خاتمہ بالخیر محبت و ولائے جناب مرتضوی پر ہوا۔ اور مشہور ہے کہ بارہ نفر نے اجلۂ صحاب جناب رسالت مآب سے ابوبکر پر سر منبر در بارہ اُسکی خلافت کے انکار کیا اور قصد کیا کہ منبر رسول خدا سے اُسکو اتار دین وہ بارہ اشخاص یہ ہین مہاجرین سے مقداد بن اسود ابوذر غفاری سلمان فارسی۔ بریدہ اسلمی۔ خالد بن سعید۔ عمار یاسر انصار سے ابوالہیثم بن تیہان عثمان بن حنیف سہل بن حنیف خزیمہ بن ثابت اُبی بن کعب۔ ابوایوب۔ روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ مجاہدہ کہ عصیان و نافرمانی حقتعالی کے مرتکب نہین ہوتے عرض کی مجاہدہ کون فرمایا محمد بن جعفر طیار۔ محمد بن ابوبکر محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ابن خال معاویہ۔ اور محمد بن حنفیہ فرزند دلبند امیرالمومنینؑ **حجر بن عدی کندی** جلہ عظمائے صحابہ رسول خدا و خالص اصحاب امیرالمومنینؑ سے ہے یہ بزرگوار ہر چند حضرت رسولؐ کے زمانہ مین صغیر السن تھے مگر دوران خلافت امیرالمومنینؑ مین بڑے بڑے کار اُنسے متعلق تھے جنگ صفین مین امارت قبیلۂ کندہ رکھتے تھے اور جنگ نہروان مین امیر لشکر تھے۔ آخر وقت تک حمایت و اعانت امیرالمومنینؑ مین ساعی و سرگرم رہے بعد شہادت آنحضرت کے ۵۱ھ ہجری مین بجرم محبت اُس جناب کے معاویہ ظالم کے ہاتھ سے ملک شام مین بکمال ظلم و ستم شہید ہوئے کتاب کامل بہائی مین مسطور ہے کہ جب زیاد بن ابیہ نے چاہا کہ حجر بن عدی کو جو راس و رئیس شیعہ کوفہ تھا قتل کرے روسائے کوفہ سے اُس نے طوعاً و کرہاً گواہی دلوائی کہ حجر نے بغاوت معاویہ نقض بیعت کی۔ اور ابوبردہ پسر ابوموسیٰ اشعری نے ایک محضر تیار کیا کہ حجر بن عدی نے طاعت کو چھوڑا اور جماعت سے مفارقت کی اور فتنہ و فساد کی طرف خلقت کو دعوت کرتا ہے اور نکث بیعت امیرالمومنین معاویہ بن ابوسفیان کا ارادہ رکھتا ہے زیاد نے روسائے کوفہ سے بجبر اُس محضر پر گواہی ثبت کرائی اور شام کو بھیجدیا معاویہ نے اس بہانہ سے حجر کو مع پانسو کس شیعیان امیرالمومنینؑ کے قتل کیا **روضۃ الصفا** مین ہے کہ زیاد نے حجر کو مع اُسکے صحابی کے گرفتار کرکے مع ایک سو نفر اپنے معتمدین کے شام کو بھیجا جب یہہ لوگ دمشق کے قریب پہنچے تو معاویہ نے ایک سرہنگ کو اُنکے پاس بھیجا کہ محبت علی ابن ابیطالبؑ سے تبرا کرین نہین تو سب کو قتل کرے ایک تن اثنین سے دور سے اُس سرہنگ کو دیکھکر کہا کہ ہم سے نصفی مارے جائینگے اور نصفی خلاص ہونگے لوگون نے کہا یہہ تونے کسطرح پر جانا اُس نے کہا یہہ شخص جو ہماری طرف آتا ہے کچھ ہے اسکو دیکھکر یہہ بات میرے خیال مین آئی پس ایسا ہی ہوا جب وہ سرہنگ قریب آیا اور سب سے ولائے علیؑ سے رجوع کرنیکو اُن پر عرض کیا تو نصف نے اُنسے اسکو قبول کیا اور چھوٹ گئے اور نصفی ثابت قدم رہے اور شہادت پائی چنانچہ قبرین اُن کی موضع عذرا مین دو فرسخ پر ہین دمشق سے **عدی بن حاتم طائی** صحابۂ کبار رسول مختار سے تھے اُنکے اسلام لانے کے روز آنحضرتؐ کو کمال مسرت ہوئی تھی اور ردائے مبارک اپنی عدی کے لئے بچھا دی تھی اور فرمایا اِذَا اَتَاکُمۡ کَرِیۡمُ قَوۡمٍ فَاَکۡرِمُوۡہُ جب تمہارے پاس کوئی قوم کا بزرگ آئے تو اُسکی تعظیم کرو بعد ازان جنگ جمل و صفین و نہروان مین ہمراہ رکاب فیض انتساب امیرالمومنینؑ تھے۔ نقل ہے کہ بعد شہادت امیرالمومنینؑ ایکدن عدی کا گذر مجلس معاویہ مین ہوا معاویہ نے براہ شماتت عدی سے کہا تیرے بیٹے طریف و طرافہ و طرفہ کہان گئے اُس نے کہا علیؑ ابن ابی طالبؑ کے ساتھ

لڑائی مین مارے گئے معاویہ نے کہا پسر ابوطالبؑ تجھ سے انصاف نہ کیا کہ اپنے بیٹون کو سلامت رکھا اور تیرے بیٹے مروا ڈالے - عدی نے کہا بلکہ مینے آنحضرت سے انصاف نہ کیا کہ وہ شہید ہوگئے اور مین ہنوز زندہ ہون ؎ دور از حریم کوئے تو شرمندہ ماندہ ام شرمندہ ماندہ ام کہ چرا زندہ ماندہ ام معاویہ خاموش ہوگیا **عمرو بن الحمق خزاعی** انکو امیر المومنینؑ سے وہ نسبت تھی جو سلمان فارسیؓ کو رسولخداؐ سے رجال کشی مین مذکور ہے کہ حضرت رسولخدا نے ایک قوم پر کچھ فوج بھیجی اور فرمایا کہ تم رات کو راہ گم کروگے پس بائین جانب کو متوجہ ہو کہ وہان ایک شخص تم سے ملیگا جو تمہارا دلیل راہ ہوگا - مگر جبتک تم کو اپنے ہان کھانا نہ کھلالے گا راستہ نہ بتائیگا جب ایسا کرے تو تم اُسکو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ رسول اللہ مدینہ مین ظاہر ہوا ہے پس یہ لوگ روانہ ہوئے اور بموجب خبر رسولخدا راہ بھولے اور دست چپ کو چلے تھوڑی دور چلکر عمرو بن الحمق خزاعی کے مکان پر پہنچے اور راستہ کا حال اُس سے دریافت کیا اُس نے اسی طریق سے جیسا کہ حضرت رسولخدا نے خبر دی تھی کہا جبتک نہ ٹھیرو اور کھانا نہ کھاؤگے راستہ نہ بتاؤنگا پس وہان اُترے اور کھانا تناول کیا تو عمرو اُٹھا اور راہ بتانے کو اُنکے آگے چلا - مگر اُنکو بھول گیا کہ حضرت کا سلام و پیام اُسکو پہنچاوین عمرو نے خود دریافت کیا کہ مدینہ مین کوئی رسول ظاہر ہوا ہے اُنہون نے کہا ہان اور اُنہون نے تجھکو سلام بھی کہا ہے - عمرو سلام کو سنکر بہت خوش ہوا اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر اسلام لایا اور بہت دنون حاضر خدمت رہا بعد ازان آپنے اُسکو اُسکی قوم کیطرف بھیجا اور فرمایا کہ جب علی ابن ابی طالب کوفہ مین جائین اُنکے پاس حاضر ہونا پس عمرو بعد وفات حضرت رسولخدا اپنے حال خود تھا تا وقتیکہ خلافت امیر المومنینؑ کو پہنچی اور آنحضرت نے کوفہ کو اپنا دار السلطنت بنایا اُسوقت کوفہ آکر توطن اختیار کیا - اور کتاب استیعاب مین نقل کیا ہے کہ عمرو اُن چار شخصون سے تھا جو عثمان کے گھر مین بقصد اُسکے قتل کے داخل ہوئے تھے اور شیعیان علی ابن ابی طالبؑ سے تھا اور حروب جمل و صفین و نہروان مین اُنکے ہمراہ تھا - بعد وفات امیر المومنینؑ حجر بن عدی کی اعانت کرتے اور بنی اُمیہ کو سب امیر المومنینؑ سے باز رکھنے مین اہتمام بلیغ رکھتا تھا - جب زیاد نے حجر کو گرفتار کیا تو عمرو بھاگکر موصل کو گیا - اور وہان ایک غار مین پنہان ہوا اور وہین ایک سانپ کے کاٹنے سے ہلاک ہوا جو لوگ زیاد کی طرف سے اُسکی تلاش مین گئے تھے اُنہون نے اُس غار مین اُسکو مرا پاکر سر کاٹ لیا - اور زیاد کے پاس لائے زیاد نے وہ سر معاویہ کے پاس بھیجدیا پس وہ پہلا سر تھا جو اسلام مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھیجا گیا اور روضۃ الصفا مین ہے کہ معاویہ مرض موت مین خواب ہائے پریشان دیکھتا تھا اور بہ خائف و ترسان ہوتا تھا شدت تشنگی سے پانی بکثرت پیتا - مگر تسکین نہوتی تھی - گاہ گاہ بیہوش ہوجاتا جب ہوش مین آتا تو کہتا کیا ہے تمکو لئے حجر بن عدی اور لئے عمرو بن الحمق میرے ساتھ - اور کہتا مخالفت کی بیٹے نے پسر ابوطالب تجھ سے - الہی و سیدی اگر تو مجھکو عذاب کرے تو مین اسکے لائق ہون - اور جو اپنے لطف و کرم سے بخشدے تو تجھ سے بعید نہین اور دمبدم قلق و اضطراب اُسکا زیادہ ہوتا تھا **صعصعہ بن صوحان عبدی** خطیب فصیح و فاضل دیندار تھا وہ اور اُسکا بھائی زید بن صوحان اصحاب خاص امیر المومنینؑ سے شمار ہوتے ہین استیعاب مین ہے کہ جب معاویہ کوفہ آیا اور جماعت شیعہ جنکے لئے حضرت امام حسنؑ نے اُس سے امان لی تھی اُسکی مجلس مین حاضر ہوئے صعصعہ بھی اُنکے درمیان تھا معاویہ نے اُسے دیکھکر کہا کہ واللہ کہ مین نہ چاہتا تھا کہ تو میری امان مین ہو صعصعہ نے کہا واللہ مین نہ چاہتا تھا کہ تیرا نام خلافت سے لون معاویہ ملعون نے کہا ممبر پر جاکر علی ابن ابیطالبؑ پر لعنت کر صعصعہ مسجد مین آیا اور ممبر پر جاکر بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا اے گروہ حاضرین مین اُس شخص کے پاس سے آیا ہون جس نے شر کو مقدم کیا اور خیر کو پیچھے ہٹایا - اور مجھکو حکم دیا ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام پر لعنت کرون پس لعنت کرو اُس پر خدا اُسپر لعنت کرے اہل مسجد نے باواز بلند

آمین کہی۔ پھر معاویہ کے پاس جاکر یہہ کیفیت بیان کی اُس نے کہا قسم بخدا کہ تو نے اِس عبارت سے میری لعنت کا قصد کیا ہے دوبارہ جاکر تصریح علیؑ پر
لعنت کر۔ صعصعہ پھر مسجد مین آیا اور کہا ایہا الناس معاویہ مجھکو علیؑ پر لعن کرنیکا حکم دیتا ہے تحقیق کہ مین اُس شخص پر لعنت کرتا ہون جو علیؑ پر لعنت کرے
حاضرین نے پھر آمین کہی۔ غرض جب معاویہ غاویہ نے جانا کہ صعصعہ کبھی ان خباثت کو روا نہ رکھے گا۔ تو اُسکو کوفہ سے نکلوا دیا۔ کتاب کامل بہائی مین منقول ہے
کہ ایکبار معاویہ جمعہ کے روز خطبہ کہہ رہا تھا کہ اثنائے خطبہ مین ناگاہ ایک گوز بآواز بلند اُس سے صادر ہوا حضار پریشان ہوئے کہ ممبر رسولخدا پر ایسی شنیع حرکت
کی اُس شوخ پرکار نے وہ خطبہ قطع کرکے دوسرا اِسطرح پڑھنا شروع کیا کہ حمد ہے اُس خدائے بزرگ و برتر کے لیے جس نے ہمارے ابدان کو پیدا کیا اور ارواح
انمین سکونت بخشی اور ریاح کو انمین داخل کیا اور خروج ریاح کو باعث راحت نفوس قرار دیا۔ صعصعہ وہان موجود تھا اُٹھا اور کہا اے معاویہ تو نے سچ
کہا کہ حقتعالی نے ابدان مین ارواح و ریاح پیدا کین اور خروج ریاح کو باعث راحت نفوس بنایا الا اُنکا خروج بیت الخلا مین راحت ہے ممبرون پر بدعت ہے
اے اہل شام اُٹھو کہ تمہارے امیر نے مقام رسول اللہ کو نجس کیا۔ اور اُسکی اور تمہاری نمازین باطل ہوگئین یہہ کہکر مسجد سے نکلا اور کوفہ کو چلا گیا **بیان میثم تمار**
ارشاد شیخ مفیدؒ مین ہے کہ میثم پہلے ایک عورت کے پاس تھا بنی اسد سے امیر المومنینؑ نے اُسکو اُس عورت سے خرید کر آزاد کیا پھر اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے
عرض کی سالم فرمایا مجھکو رسولخدا نے خبر دی ہے کہ تیرا نام جو تیرے والدین نے عجم مین رکھا تھا میثم ہے۔ کہا صدق رسولخدا نے راست کہا میرا اول یہی نام تھا امیرؑ نے
فرمایا جس نام سے تجھکو رسولخدا نے موسوم کیا ہے وہی رکھ اور سالم کو ترک کر اُسوقت سے میثم نام اور ابو سالم کنیت کی۔ ایک روز امیر المومنینؑ نے فرمایا اے میثم
تحقیق کہ میرے بعد تجھکو پکڑین گے اور گھر عمرو بن حریث کے آگے دار پر کھینچین گے تیسرے روز تیرے موہنہ اور دو نتھنون سے خون جاری ہوگا اور تیری ڈاڑھی
اُس خون سے رنگین ہوگی پس اُس خضاب کا منتظر رہ اور ساتھ لیجاکر وہ نخل خرما جسکی شاخ پر میثم آخرکار سولی دیا گیا اُسکو دکھایا۔ اُسکے بعد میثم ہمیشہ اوقات
اُس درخت کے پاس جاتا اور وہان نماز پڑھتا اور کہتا کیسا مبارک ہے تو اے نخل کہ مین تیرے لیے پیدا ہوا ہون اور تو میرے واسطے روزی پاتا ہے۔ اور
عمرو بن حریث سے ملتا تو کہتا۔ مین تیرے ہمسایہ مین آنیوالا ہون حق جوار کو اچھی طرح رعایت رکھنا عمرو کہتا معلوم ہوتا ہے کہ تو مکان ابن مسعود یا
مکان ابن حکیم خریدنا چاہتا ہے اور اصل حال سے واقف نہ تھا تا اینکہ جس سال شہید ہوا اُس نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور حضرت ام سلمہ زوجہ
رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوا ام سلمہؓ نے کہا اے میثم مین نے حضرت رسولخدا کو اکثر تیرا ذکر کرتے سنا ہے بوقت شب علیؑ کو تیرے مقدمہ مین وصیت کرتے
تھے میثم نے امام حسین علیہ السلام کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت کسی اپنے حائط مین بیرون شہر تشریف رکھتے ہین میثم نے کہا جب آئین میرا سلام
اُنکی خدمت مین پہنچانا تحقیق کہ مین عنقریب خدائے تعالی کے پاس جانیوالا ہون۔ ام سلمہؓ نے خوشبو منگا کر اُسکی ریش کو معطر کیا اور کہا یہہ ڈاڑھی خون
مین رنگین ہوگی القصہ میثم کوفہ مین واپس آیا تو عبید اللہ بن زیاد کے آدمیون نے اُسکو پکڑ کر اُس شقی کے سامنے حاضر کیا اور کہا کہ یہہ علیؑ کے نزدیک بہت
قرب و منزلت رکھتا تھا۔ ابن زیاد نے تعجب سے کہا یہہ عجمی قرب و منزلت رکھتا تھا پھر میثم سے کہا بتا تیرا رب کہان ہے میثم نے کہا ظالمون کی کمین مین ہے
اور تو ایک ظالمون سے ہے ابن زیاد نے کہا عجمی ہوکر تجھکو یہہ جرأت ہے خبر دے کہ تیرے صاحب یعنی امیر المومنینؑ نے تیرے کسطرح قتل ہونیکی خبر دی ہے
کہا تو مجھکو دار پر کھینچے گا کہا مین اُسکے برخلاف کرونگا اور اور طریق سے تجھکو مارونگا میثم نے کہا اُنہون نے حضرت رسولخدا و جبرئیل امین و رب العالمین
سے یہہ خبر دی ہے تو ان سب کے خلاف کسطرح کرسکتا ہے مین اُس مقام کو جانتا ہون جہان پر کہ سولی دیا جاؤنگا اور پہلا شخص ہے کہ موہنہ مین لگام دین گے

اسلام میں میں ہونگا۔ پس ابن زیاد نے اسکو قید کیا اور اسکے ساتھ ہی مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کو قید کیا۔ میثم نے مختار سے کہا کہ تو اس قید سے نجات پائیگا اور طلب خون امام حسین کے لیے خروج کریگا۔ اور اس ظالم کو جو ہمارا قاتل ہے قتل کریگا۔ پس وہی ہوا جو میثم نے خبر دی تھی جب مختار کو قتل کے لیے زندان سے نکالا ایک قاصد یزید کی طرف سے اسکی رہائی کا حکم لایا۔ اور اس نے رہائی پائی۔ اور میثم کو سولی کا حکم ملا وہ عمرو بن حریث کے دروازہ پر تختہ پہ چڑھایا گیا لوگ اسکے گرد جمع تھے اسوقت عمرو کو معلوم ہوا کہ میثم کا اس جملہ سے کہ میں تیرا ہمسایہ ہونگا کیا مدعا تھا پس اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ اس تختہ کے نیچے جھاڑو دے چھڑکاؤ کرے اور عود کو مجمر میں جلا دے میثم فضائل بنی ہاشم بیان کرتا تھا اور لوگ اسکے گرد کھڑے سنتے تھے۔ کسی نے جا کر ابن زیاد کو یہہ خبر دی کہ اس غلام عجمی نے تمکو فضیحت و رسوا کیا اس نے کہا اسکے منہہ کو لگام سے بند کر دیں وہ پہلا شخص تھا جسکو اسلام میں لگام دیا گیا۔ تین روز بعد اس پر ایک حربہ لگایا میثم نے اللہ اکبر کہا اور خون اسکے منہہ اور منخرین سے جاری ہوا اور شہادت پائی یہہ واقعہ دس روز پیشتر حضرت سید الشہدا کے عراق میں وارد ہونے سے ہوا۔ **رشید ہجری** مجالس المومنین میں ہے کہ حضرت امیر المومنین نے اسکا نام رشید البلایا رکھا تھا اور یہہ اشارہ ہے اسکی طرف کہ اسکو بجرم محبت اہلبیت بہت آزار کے ساتھ قتل کریں گے اور وہ اس مصیبت میں صبر کریگا اور اپنی رشادت دکھائیگا یا یہہ کہ آنحضرت نے اسکو علم بلایا و منایا تعلیم کیا تھا۔ چنانچہ جسکو چاہتا تھا کہہ دیتا تھا کہ تو فلان روز فلان مقام میں مریگا اور ویسا ہی ہوتا تھا۔ روایت ہے کہ حضرت امیر نے اسکو خبر دی کہ ابن زیاد اسکو تبرائے امیر المومنین کی تکلیف کریگا اور جب وہ اس سے انکار کرے گا تو اسکے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ کر قتل کریگا۔ پس جب بعد اسکے ابن زیاد نے اسکو پکڑ کر چاہا کہ آنحضرت سے تبرا کرے اور اس نے انکار کیا تو کہا تیرے صاحب نے کسطرح پر خبر دی ہے کہ میں تجھکو قتل کرونگا کہا تو میرے ہاتھ پیر زبان قطع کرے گا۔ اس ملعون نے کہا قسم بخدا کہ میں تیرے صاحب کی تکذیب کرونگا۔ پس حکم کیا کہ اسکے ہاتھ پاؤں کاٹیں اور زبان سلامت رکھیں جب دست و پا بریدہ ابن زیاد کے پاس سے باہر لائے تو اسکے لڑکے نے پوچھا کہ اعضا کے کٹنے سے تجھکو کسقدر درد و الم ہے کہا جسقدر کہ کسی کے پاس ہجوم و اژدحام مردم سے اسکو ہوتا ہے۔ پس لوگ اسکے پاس جمع ہو گئے اس نے دوات قلم منگایا کہ وقائع و حالات آئندہ جو باب مدینہ علم سے اخذ کئے تھے انکو لکھائے اور اسی اثنا میں مذمت ابن زیاد دیدہ و نہاد بھی کرتا تھا جب یہہ خبر اسکو پہنچی تو حکم دیا کہ زبان اسکی کاٹ لیں اور مقدمہ سابقہ اسکو فراموش ہو گیا بعد ازاں رشید کو دار پہ کھینچا اور صدق خبر امیر المومنین ظاہر ہو گیا **کمیل بن زیاد نخعی** صاحب اسرار امیر المومنین تھے مجالس المومنین میں ہے کہ آنحضرت کی عادت تھی کہ جب علوم و اسرار سینہ معارف گنجینہ میں جوش زن ہوتے تو کمیل کو بلا کر سامنے بٹھاتے اور جواہر زواہر عرفان اسکے روبرو بیان فرماتے کمیل نے نوے سال کی عمر میں سنہ ۸۳ ہجری کو وفات پائی۔ کتاب ارشاد میں منقول ہے کہ حجاج والی کوفہ ہوا تو اس نے کمیل کو طلب کیا کمیل اسکا مقصد سمجھکر روپوش ہو گیا حجاج نے اسکی قوم کے عطیات بند کر دئے کمیل کو یہہ حال معلوم ہوا تو سوچا عمر میری آخر ہوئی میں سن رسیدہ ہوں بہتر نہیں کہ میری وجہہ سے تمام قوم روزی سے محروم رہے پس خود حجاج کے پاس چلا آیا۔ حجاج نے کہا کہ میں چاہتا ہی تھا کہ تو میرے ہاتھ آئے کمیل نے کہا کہ میری عمر سے بہت تھوڑی باقی رہی ہے عبث میرا خون اپنی گردن پر لیتا ہے فردائے قیامت میری اور تیری بازگشت حقتعالی کیطرف ہونیوالی ہے اور تحقیق کہ مجھکو میرے مولائے امیر المومنین نے خبر دی ہے کہ تو مجھکو قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا ضرور قتل کرونگا تو بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے عثمان کو قتل کیا۔ یہہ کہکر حکم دیا کہ اسکی گردن ماریں چنانچہ قتل کیا گیا رحمۃ اللہ علیہ **قنبر مولائے امیر المومنین** ارشاد میں منقول ہے کہ ایک روز حجاج بن یوسف ثقفی نے کہا کہ

جمع مینہ بمعنی سوت ۱۲

مین دوست رکھتا ہون کہ کیسکو صحاب ابوتراب سے قربۃً الی اللہ قتل کرون حاضرین نے قنبر سوائے امیرالمومنینؑ کیطرف اشارہ کیا کہ اس سے زیادہ طول صحبت علیؑ
کیساتھ کسیکو نہین اُس ملعون نے کسیکو بھیجکر قنبر کو طلب کیا جب حاضر ہوا تو کہا تو ہی قنبر مولائے علی بن ابی طالبؑ ہے کہا خدا میرا مولی ہے اور امیرالمومنین علیؑ
میرے ولی نعمت ہین کہا اُنکے دین سے تبرا کر قنبر نے کہا ایسا کرون تو تو مجھکو کوئی دین بتا دیگا جو اُس سے افضل ہو حجاج نے کہا مین تجھکو قتل کرنا چاہتا ہون
جس طریق سے قتل ہونا پسند کرے بیان کر قنبر نے کہا جس طرح پر چاہے قتل کر جس طریق سے تو مجھکو قتل کریگا بروز قیامت مین بھی تجھے اُسی طریق سے قتل کرونگا
اور امیرالمومنینؑ نے خبر دی ہے کہ مین تیرے دست ستم سے ذبح ہونگا پس بحکم اُس ملعون کے ذبح کیا گیا اور ایک روایت مین ہے کہ حجاج نے اُس سے پوچھا علیؑ کی
کونسی خدمت تیرے سپرد تھی کہا آب وضو آنحضرت کے لئے حاضر کرتا تھا کہا وضو سے فرغت پاکر کیا کہتے تھے قنبر نے کہا اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرتے تھے فَلَمَّا نَسُوا
مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
یعنی جب بھول گئے وہ جو کچھ کہ اُنکو یاد دلایا گیا تو ہم نے اُن پر تمام اشیاء کے دروازے کھول دئے تھے کہ جب وہ خوش ہوئے اُن چیزون سے جو اُنکو دی گئین
تو ہم نے دفعتہً اُنکو پکڑ لیا پس ناگہان وہ نا امید ہوگئے۔ پس قطع کیا گیا دابر وانجام ظالمونکا اور حمد ہے خدائے رب العالمین کے لئے۔ حجاج نے کہا شاید اس
آیہ کو ہماری شان مین تاویل کرتے تھے اور ہمکو جماعۂ ظالمین سے جانتے تھے۔ قنبر نے کہا البتہ ایسا ہی ہے۔ حجاج نے کہا اگر حکم کرون کہ تجھکو گردن مارین تو تیرا کیا حال
قنبر نے کہا تب مین سعادتمندون مین شامل ہونگا اور تو گروہ اشقیا مین داخل ہوگا۔ پس امر کیا کہ اس سعید کو شہید کرین فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ **جویریہ**
بن مسہر عبدی بحار الانوار مین ہے کہ مرد صالح و دوست امیرالمومنینؑ تھا۔ ایک روز حضرت راہ مین جا رہے تھے جویریہ کو پیچھے آتا ہوا دیکھکر اپنے
پاس بلایا اور فرمایا تجھکو معلوم نہین کہ مین تجھکو دوست رکھتا ہون پھر فرمایا چند باتون کی تجھکو خبر دیتا ہون یاد رکھنا پس دونو آہستہ آہستہ کچھ باتین کرنے لگے
بعد ازان جویریہ نے کہا یا امیرالمومنینؑ مجھکو نسیان بہت ہے فرمایا مین بار بار اس حدیث کو بیان کرونگا تاکہ تجھکو یاد ہوجائیگی آخر مین فرمایا اے جویریہ ہمارے
دوستکو دوست رکھ جبتک وہ ہمارا دوست رہے جب وہ ہم سے دشمنی کرنے لگے تو اُسکا دشمن ہو اور ہمارے دشمن کو دشمن رکھ جسوقت تک کہ وہ ہماری دشمنی پر
رہے جب دوست ہوجائے تو اُس سے دوستی کر منقول ہے کہ ایک روز امیرالمومنینؑ لیٹے ہوئے تھے اور ایک جماعت اصحاب کی حاضر خدمت تھی جویریہ نے آواز دی
اَيُّهَا النَّائِم بیدار ہو تحقیق کہ تمہارے سر پر ایک ضربت لگائینگے جس سے تمہاری ریش خون مین خضاب ہوگی۔ امیرالمومنینؑ یہ سنکر تبسم ہوئے اور فرمایا اے جویریہ
پاس آ کہ تجھکو تیرے حال سے خبر دون قسم بخدا کہ تجھکو ایک حرامزادہ قتل کریگا۔ اول تیرے ہاتھ پیر جدا کرینگے پھر شاخ خرما پر تجھکو سولی دینگے راوی کہتا ہے
قسم بخدا کہ بعد شہادت امیرالمومنینؑ بہت مدت نہ گذری تھی کہ زیاد نے جویریہ کو گرفتار کیا اور بعد قطع دست و پا ابن مکعبر کے نخل پر دار پر کھینچا۔ وہ ایک شاخ
دراز تھی جسپر جویریہ لٹکایا گیا۔ کتاب خرائج مین اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ مین ایک روز جامع کوفہ مین امیرالمومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا کہ
انبوہ کثیر آدمیون کا وہان مجتمع ہے اور ایک غلام اسود اُنکے درمیان ہے جس نے دزدی کی ہے۔ امیرالمومنینؑ نے اس سے فرمایا اے غلام تو نے چوری کی کہا ہان
اے مولی میرے۔ دوبارہ سہ بارہ پوچھا تب بھی اُس نے اقرار کیا امیرالمومنینؑ نے اُسکا دست راست قطع کیا۔ غلام نے بائین ہاتھ سے اُس دست بریدہ کو اُٹھا لیا
حالانکہ خون اُس سے ٹپکتا تھا اور وہان سے چلا گیا راہ مین عبد اللہ بن الکوا خارجی دشمن امیرالمومنینؑ اُس سے ملاقی ہوا اور پوچھا کس نے تیرا ہاتھ قطع کیا تو
غلام نیک فرجام نے اس عبارت سے اُسکا جواب دیا۔ قطع کیا اسکو امیر نحل المومنین۔ باب الیقین۔ حبل اللہ المتین۔ شافع یوم الدین۔ المصلی احدی وخمسین

اور قطع کیا میرا ہاتھ۔ امام تقی۔ ابن عم مصطفیٰ شقیق نبی المجتبیٰ۔ لیث الثریٰ۔ غیث الوریٰ۔ حتف العدیٰ۔ مفتاح الندیٰ۔ مصباح الدجیٰ۔ نے اور قطع کیا میرے
ہاتھ کو امام برحق۔ وصی مطلق۔ فاروق دین۔ سید العابدین۔ امام المتقین فضل سابقین۔ حجۃ اللہ علی الخلق اجمعین نے اور قطع کیا میرے یمین کو امام بدری
احدی۔ مکی۔ مدنی۔ الطحی۔ ہاشمی۔ قرشی۔ جبری۔ تقوی۔ لوذعی۔ ولی۔ وصی نے اور قطع کیا اسکو قالع باب خیبر۔ قاتل مرحب و عنتر۔ فضل حاج و معتمر
صائم و مفطر نے اور قطع کیا اسکو جواد سخی۔ شجاع جری۔ اہل الاصول۔ ابن عم الرسول۔ زوج بتول۔ سیف اللہ المسلول نے اور قطع کیا اسکو صاحب قبلتین ضارب
بالسیفین الطاعن بالرمحین۔ وارث مشعرین۔ افصح کل فرق شفیقین۔ پدر حسنؑ و حسینؑ نے اور قطع کیا اسکو عین المشارق والمغارب تاج لوی بن غالب اسد اللہ الغالب
امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ غلام یہ صفت و ثنا کرکے آگے کو روانہ ہوا اور ابن کوا نے مسجد میں آکر تمام گفتگو موبمو امیر المومنینؑ سے
بیان کی حضرت کو یہ حال حسن عقیدت اس عبد اسود کا معلوم ہوا تو اسکو واپس اپنے پاس بلوایا۔ حاضر ہوا تو فرمایا اے غلام میں نے تیرا ہاتھ قطع کیا اور تو
میری مدح و ثنا کرتا ہے۔ عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ نے میرا ہاتھ بحکم خدا و رسول بحق قطع کیا ہے۔ فرمایا یہ دست بریدہ مجھکو دے اور اسکو لیکر جائے قطع سے ملا دیا
اور ردا اس پر ڈھانپ دی اور دو رکعت نماز پڑھکر دعائے خیر کی اسکے لیے پھر جو کپڑا اٹھایا تو ہاتھ بدستور سابق درست تھا۔ فرمایا یا ابن الکوا میں نے تجھسے
نہیں کہا کہ ہمارے کچھ دوست ہیں کہ اگر ہم انکو ٹکڑے ٹکڑے بھی کردیں تو انکی محبت زیادہ ہی ہوگی اور کچھ دشمن ہیں کہ اگر انکو شہد بھی کھلائیں تب بھی
عداوت زیادہ تر کریں گے۔ اسیطرح ہمارے دوست بروز قیامت ہماری شفاعت حاصل کریں گے۔

برخے از احوال صحابہ وغیر صحابہ آنان کہ لذات فانی دنیا دون در نظر شان بر نعمات باقی اخروی راجح آمد لاجرم با حضرت امیر المومنینؑ نفس رسول رب العالمین سر از طریق رفاقت بجا نیاوردند و از کماینبغی آنجناب انحراف ورزیدہ با امیر شام معاویہ بن ابوسفیان ملحق شدند

ابن ابی الحدید معتزلی
شرح نہج البلاغہ میں ایسے بہت سے اشخاص کا حال حسب عادت خود بہت طول تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ہم حسب حیثیت اس دیباچہ کے خلاصہ کے
طور پر کچھ کچھ اس کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ شارح مذکور نے اپنے شیخ ابوجعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ اہل کوفہ و اہل مدینہ سے اکثر اشخاص علی علیہ السلام
سے بغض و عداوت رکھتے تھے اور اہل مکہ و اہل بصرہ قاطبۃً اس جناب کے دشمن تھے عامہ قریش حضرت کی مخالفت میں ساعی و سرگرم تھے اور جمہور خلائق
بنی امیہ کے ہوا خواہ تھے امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ معاویہ کے ساتھ تیرہ قبیلے قریش سے تھے اور امیر المومنینؑ کے ہمراہ کل پانچ نفر انکے تھے محمد
بن ابوبکر کہ اسکو نجابت و شرافت انکی ماں اسماء بنت عمیس خثعمیہ کی طرف سے پہنچی تھی۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال جعدہ بن ہبیرہ مخزومی خواہرزادہ
امیر المومنینؑ جنکو عتبہ بن ابوسفیان برادر معاویہ نے کہا تھا کہ یہ شدت و حدت تجھکو تیرے خال (ماموں) علیؑ سے پہنچی ہے جعدہ نے اسکو کہا یا ابن ابوسفیان
اگر تیرا ایسا خال ہوتا جیسا کہ میرا تو باپ کو بھول جاتا۔ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ماموں زاد بھائی معاویہ کا۔ پسر ابوالعاص بن ربیع
داماد رسول خدا ہمزلف امیر المومنینؑ کا۔ یہی باعث ہے کہ شکایت قریش اکثر مواقع میں اس جناب نے کی ہے از انجملہ ایک مقام پر فرماتے ہیں اللہم انی
استعدیک علی قریش ومن اعانہم فانہم قطعوا رحمی واکفؤا انائی وغصبونی حقی واجمعوا علی منازعتی امرا کنت اولی بہ پروردگارا میں تجھسے قریش اور انکے
مددگاروں پر اعانت چاہتا ہوں بتحقیق کہ انہوں نے قطع رحم کیا اور میرے ظرف کو لنڈھا دیا اور میرے حق کو مجھسے غصب کیا اور تمام نے باتفاق

اُس امر مین مجھسے نزاع کی جبکی اُنسے زیادہ اہلیت رکھتا ہون اُنمین سے ایک کہنے والے نے کہا یا ابن ابیطالب تو خلافت پر بہت حریص ہے جنیے کہا چونکہ مین اُسکا اہل اور اس سے اقرب ہون تو میری حرص بیجا نہین تم باوجود بُعد استحقاق قسم بخدا کہ مجھسے زیادہ اُسکی حرص رکھتے ہو مین اپنا حق طلب کرتا ہون اور تم میرے اور اسکے درمیان حائل ہوتے اور مجھکو اس سے ہٹاتے ہو جب اُس معترض نے مجمع عام مین یہہ جواب مُسکت پایا تو مبہوت رہ گیا اور کچھہ نہ بول سکا پھر دوسرے مقام پر کتاب غارات سے نقل کرتا ہے کہ اہل بصرہ تمام عثمانی مبغضین علی علیہ السلام تھے اور کینہائے روز جمل اُنکے سینون مین پنہان تھے تحقیق کہ وہ جناب تالیف قلوب کمتر کرتے تھے اور دین خدا مین شدید تھے شرع کے موافق عمل کرتے تھے اور امر حق کی پیروی فرماتے اور پروا نہ رکھتے تھے کہ کوئی راضی ہو یا رنجیدہ - روایت ہے کہ ایک شخص مسافرون کے لباس مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مین ایسے شہر سے آتا ہون جسمین ایک متنفس بھی آپکا دوست نہین ہے فرمایا کہان سے آتا ہے - عرض کی بصرہ سے ارشاد کیا کہ اگر وہ قدرت رکھتے کہ مجھکو دوست رکھین تو دوست رکھتے تحقیق کہ مین اور میرے شیعیان میثاق خدا مین ہین نہ اُنسے ایک مرد کم ہو سکتا ہے نہ زیادہ تا بروز قیامت - اور نیز مروی ہے کہ ایک بار چند اشخاص صحاب امیر المومنین سے حاضر خدمت ہوئے اور از روئے دولت خواہی عرض کیا کہ تقسیم اموال مین مراتب مدارج کا لحاظ رکھین قریش و دیگر اشراف قبائل کو موالی و عجم سے زیادہ عطا کرین جن لوگون کیطرف سے اندیشہ ہے کہ معاویہ سے ملجائینگے اُنکو اپنے انعام و احسان سے بہرہ ور کرین تحقیق کہ یہہ لوگ عموماً دنیا و شروت دنیا کو دوست رکھتے ہین اور معاویہ بذل اموال مین دریغ نہین کرتا حضرت نے فرمایا تم لوگ مجھکو امر کرتے ہو کہ جور سے طلب نصرت کرون قسم بخدا کہ مین ہرگز ضلالت کو کبھی اختیار نہ کرونگا - جبتک کہ آفتاب و ماہتاب و ستارے آسمان سے طلوع کرین قسم بخدا کہ اگر یہہ مال میرا اپنا مال ہوتا تب بھی مین اسکو بالسویہ اُن پر تقسیم کرتا چہ جائیکہ اب یہہ خود اُنہین کا مال ہے کسطرح اسمین کمی بیشی کر سکتا ہون مین تمہاری رائے کو اُسی حد تک قبول کر سکتا ہون جہانتک موافق رضائے حق سبحانہ تعالی ہو تحقیق کہ اگر اُسکو منظور ہے کہ یہہ امر ہمارے لئے استوار ہو تو وہ جل شانہ تمام دشواریون کو سہل کر دے گا - پھر فرمایا کہ ہم آگے بھی عہد رسول خدا مین کثرت مردم سے فتحیاب ہوتے تھے کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ بہت سے چھوٹے گروہ بڑے گروہ پر غلبہ پاتے ہین باذن خدائے تعالے اور حق تعالے صابرون کے ہمراہ ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ بھی ویسی ہی حکایت ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ نے ابتدائے خلافت مین آنحضرت کو صلاح دی تھی کہ ابھی معاویہ کو امارت شام پر بحال رکھین بعد چندے جبکہ اساس خلافت مستحکم ہو جائے معزول فرمائین اور حضرت نے فرمایا تھا کہ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا مین گمراہون کو کبھی مددگار نہ بناؤنگا - ایسے ہی ایسے امور مین پر بعض کوتاہ بینون نے جنکی نظر دنیا اور فوائد دنیا پر محدود رہتی گرفت کی ہے کہ یہہ امور آئین ملکداری و سیاست کے خلاف ہین حضرت امیر المومنین نے جو جواب اس مقام پر دیا اُس سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت احکام شرع مین تھوڑا سا مداہنہ بھی روا نہ رکھتے اور حدود شرعیہ سے ذرا بھی تجاوز نہ فرماتے تھے خواہ کوئی ناراض ہو یا باغی ہو جائے الحق نیابت رسول اللہ اسکو کہتے ہین اور امامت حقہ حقیقیہ اسکا نام ہے وہ حضرت امام مسلمین و یعسوب الدین تھے کسطرح قیود دین کے پابند نہ ہوتے اور کتاب و سنت کی کیونکر پیروی نہ فرماتے خلافت پیغمبر کوئی سلطنت کسریٰ و قیصر نہ تھی کہ جس طریق مین کارروائی ہوتی نظر آتی اختیار کیا جہان نقصان کا کانٹا پیر مین چبھا چھوڑ دیا جیسا کہ اور لوگون کا شیوہ تھا خود حضرت خلیفہ ثانی ہی کے ہان کیا تھا وہی مصالح ملکی پیش نظر رہتی تھین برابر نصوص متروک اور قیاس و استحسان اجتہاد رائے پر عمل تھا - اور معاویہ بیچارہ کا تو کیا ذکر وہ تو از سرتا پا غرق دنیا روئی سے کذب

وزدرو غیرہ انواع و فسق و فجور مین کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اُسکے زیر مشق نہو اُسکا مذہب فقط خود پرستی اور زر و غرض تھا اور بس کہین عمرو عاص کو وعدہ حکومت مصر پر اُدھار خرید لیا کہین شرحبیل کو شہادت دروغ جعل دیا کسی مومن کامل کو برشوت دیکر زہر دلوایا کسیکو جعلی خطوط بنا کر ملزم بنایا۔ وغیرہ وغیرہ کجا یہہ حرکات جابرانہ ظالمانہ کہان نفس رسول وہان وہ بے لوث پاک و مقدس حکومت و عدالت تھی جو انبیا علیہم السلام حقتعالی کیطرف سے اُنکے بندون پر کرتے ہین لڑائی مین حکم تھا کہ جبتک مخالف ابتدا نہ کرے مت لڑو بھاگتے کا تعاقب نہ کرو زخمی کو دوبارہ نہ ستاؤ بند دروازہ کو نہ کھولو پردہ دری کسی کی نہ کرو۔ حکومت مین عدالت تقسیم مین مساوات حقوق کی رعایت غربا کی حمایت ضعفا و مساکین پر عنایت لیکن جسکا دیدۂ بصیرت کور ہو اُس سے تعجب نہین کہ دن کو رات کہے اور نور کو ظلمت سے تعبیر کرے سفید کو سیاہ سمجھے اور راہ کو چاہ بتلائے بالجملہ امیر المومنین نے خود ایک مقام پر فرمایا ہے کہ قسم بخدا کہ معاویہ مین مجھسے بڑھ کر عقل و دہا نہین مگر وہ غدر و فریب کرتا ہے اور فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے اگر مین بھی اُسکی طرح یہہ امور عمل مین لاؤن تو کوئی مجھسے زیادہ عاقل و داہی نہین وَلٰكِنْ كُلُّ غَدَرَةٍ فَجَرَةٌ وَكُلُّ فَجَرَةٍ كَفَرَةٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُعْرَفُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی مگر ہر مکر و زور فسق و فجور ہے اور مرتکب اُسکا حد کفر تک پہنچتا ہے اور ہر غادر کیلئے بروز قیامت ایک نشان ہوگا جس سے وہ شناخت کیا جائیگا **ولید بن عقبہ** بن ابی معیط وہ اور اُسکا باپ اشد دشمنان حضرت رسول خدا و حضرت امیر المومنین سے تھے عقبہ مکہ مین حضرت رسول کو اُنکے نفس و اہل کے بارے مین ایذا دیتا تھا۔ جب بروز بدر حضرت کو اُس پر دسترس ہوئی تو اُسکو قتل کیا مروی ہے کہ جب عقبہ کو قتل کیلئے حاضر کیا تو بولا مَنْ لِلصِّبْيَةِ يَا مُحَمَّدُ اے محمد صبیہ یعنی میرے بچون کیلئے کون ہے فرمایا اُنکے واسطے آتش ہے اِضْرِبُوْا عُنُقَهٗ۔ اُسکی گردن مارو۔ پس ولید نے جو بیٹا اُسکا تھا بغض و عداوت اہلبیت عصمت و طہارت کو اپنے باپ سے میراث مین پایا اور اس امانت کو تا دم مرگ ہاتھ سے نہ دیا۔ لاجرم حضرت رسول خدا کے نزدیک وہ آخر تک مذموم و معاتب رہا اور حقتعالی نے اپنی کتاب مجید مین دو مقام پر اُسکو بلفظ فاسق تعبیر فرمایا۔ ایک مقدمہ بنی المصطلق مین جبکہ اُس نے حضرت رسول خدا سے بدروغ بیان کیا کہ وہ لوگ ادائے زکوٰۃ سے انکار رکھتے ہین اور انہون نے تلوارین ننگی کین حضرت نے اس خبر کے سبب سے اُس قوم پر لشکر کشی کا قصد کیا پس حقتعالی نے ولید کی تکذیب اور بنی المصطلق کی برائت مین یہہ آیہ نازل کی اِذَا جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو تم اُسکو تحقیق کرو۔ دوم ایک مرتبہ اُسکے اور حضرت امیر المومنین کے درمیان کسی امر مین نزاع تھی ولید نے کہا میرا دل تجھسے ثابت تر اور زبان تیز تر ہے علی نے فرمایا اُسْكُتْ يَا فَاسِقُ خاموش رہ اے بدکار پس حقتعالے نے حضرت امیر کی تائید اور تصدیق کی اور یہہ آیہ نازل ہوئی اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ آیا جو شخص مومن ہو وہ فاسق کی مثل ہوگا۔ یہہ برابر نہین ہوسکتے پس ولید کو فاسق اور امیر المومنین کو مومن کہا۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنے اُستاد شیخ ابو القاسم بلخی سے نقل کیا ہے کہ اس عداوت کو زیادہ تر موکد کیا اس بات نے کہ امیر المومنین نے زمانہ عثمان مین ولید کو حد شرب خمر لگائی اور ولایت کوفہ سے معزول کیا۔ اور روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ولید سخت بیمار تھا حضرت امام حسن مع چند اشخاص اُسکی عیادت کو تشریف لے گئے اُس بدبخت نے کہا کہ مین تمام نزاع و اختلافات سے جو میرے اور خلائق کے درمیان ہوئی توبہ کرتا ہون الا جو کہ تیرے باپ علی ابن ابی طالب کے درمیان ہوا اُس سے توبہ نہین کرتا۔ بعد ازان ابو القاسم مذکور کہتا ہے کہ احادیث صحیحہ جو محدثین کے نزدیک مشتبہ نہین وارد ہوئی ہین کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا لَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ وَلَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ یعنی اے علی تجھکو دشمن نہین رکھتا مگر منافق اور دوست

نہین رکھتا الا مومن - اور نیز فرمایا حضرت علی نے کہ حقتعالی نے عہد و میثاق لیا ہے ہر مومن سے میری محبت پر اور ہر منافق سے میری عداوت پر اگر مومن کے سونہہ پر تلوارین لگاؤن تو وہ مجھسے دشمنی نہ کریگا اور جو تمام دنیا منافق کو بخشدون تو وہ مجھکو دوست نہ رکھے گا - اور ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ علی فرماتے تھے اگر مومن کی خیشوم بینی پر تلوار لگاؤن تو وہ مجھسے دشمنی نہ کریگا اور جو سونا چاندی منافق کے آگے پھیلا دون تو کبھی دوستی نہ کریگا - نہین دوست رکھتا مجھکو مگر مومن اور نہین دشمنی کرتا مگر منافق اور نیز کہتا ہے کہ اہل الحدیث نے بہت سے صحابہ سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا ہم عہد رسولخدا مین منافقین کی بغض علی سے شناخت کرتے تھے منجملہ مبغضین منحرفین امیر المومنین سمرہ بن جندب ہے یہہ ملعون آنحضرت کی وفات کے بعد زیاد کے لشکر مین محسوب تھا - حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ سمرہ کا ایک مرد انصاری کے باغ مین کھجور کا ایک درخت تھا اس سبب اُس انصاری کو ایذا دیتا تھا اس نے اُسکی شکایت حضرت رسولخدا سے کی حضرت نے سمرہ کو بلا کر فرمایا کہ اپنا درخت اس انصاری کے ہاتھہ فروخت کر اور قیمت اُسکی لے لے اُس نے قبول نہ کیا - فرمایا بجائے اس نخل کے ایک درخت اور جگہہ لے اور اسکو چھوڑ دے یہہ بھی نہ مانا فرمایا اس کا تمام باغ خرید لے اس سے بھی انکار کیا فرمایا یہہ درخت مجھکو دے اور بعوض اسکے باغ بہشت مین ایک نخل مجھسے لیلیجیو وہ بدبخت اس پر بھی راضی نہوا تب حضرت نے اُس مرد انصاری کو فرمایا - جا اور اُس درخت کو کاٹ ڈال تحقیق کہ اُسکا اس شجر مین کوئی حق نہین - نیز روایت ہے کہ معاویہ نے سمرہ سے کہا کہ اگر ایک آیہ مذمت علی کے شان مین حضرت رسولخدا سے روایت کرے ایک لاکھہ درہم اسکے عوض دونگا - اُس نے قبول نہ کیا دو لاکھہ کا وعدہ کیا اُسکو بھی نہ مانا تین لاکھہ کہا تب بھی انکار کیا چار لاکھہ درہم دئے تو راضی ہوگیا اور روایت کیا وہ آیہ یہہ ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد - اور شریک نے نقل کیا ہے کہ ایک مرد اہل بصرہ سے مدینہ مین ابوہریرہ سے ملا ابوہریرہ نے اُس سے پوچھا سمرہ کا کیا حال ہے کہا زندہ ہے ابوہریرہ نے کہا مجھسے بڑھکر کوئی اُسکی زندگی کا خواہان نہوگا سبب پوچھا تو کہا حضرت رسولخدا نے مجھکو اور سمرہ اور حذیفہ بن یمان کو فرمایا کہ جو تم سے آخر مریگا جہنمی ہے - پس حذیفہ نے ہم دونو سے سبقت کی اب مین چاہتا ہون کہ سمرہ سے پہلے مرجاؤن - راوی کہتا ہے کہ سمرہ ملعون واقعہ شہادت حضرت امام حسین تک زندہ و سلامت تھا اور وہ لشکر عبید اللہ بن زیاد پر امارت رکھتا تھا جب حضرت سید الشہدا مکہ سے کوفہ کو تشریف لاتے تھے تو وہ شقی کوفہ مین لوگون کو خروج کرنے اور آنحضرت کے ساتھہ قتال کرنے پر ترغیب و تحریص کرتا تھا مولف کہتا ہے کہ ابوہریرہ خواہ سمرہ سے پہلے مرا ہو یا پیچھے دخول جہنم سے نجات نہین پا سکتا اُسمین عداوت امیر المومنین کے سوا ایک بہت بڑی صفت دروغ گوئی اور افترا پردازی کی بھی تھی چنانچہ خوشامد خلفا و امرا کے لئے ہزارون حدیثین حضرت رسولخدا پر جھوٹی باندھین ابن ابی الحدید نے شیخ ابوجعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا ہمارے نزدیک ابوہریرہ مدخول اور غیر مرضی الروایہ ہے عمر بن الخطاب نے اُسکو دُرّہ سے ادب کیا اور کہا تو روایت کثرت سے کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسولخدا پر جھوٹ لگاتا ہے اور علی سے منقول ہے کہ کاذب ترین ناس حضرت رسولخدا پر ابوہریرہ دوسی ہے اور اعمش سے روایت کی ہے کہ سال جماعت جب ابوہریرہ معاویہ کے ساتھہ کوفہ آیا تو مسجد مین گیا اور کہا اے اہل عراق آیا تمہارا گمان ہے کہ مین حضرت رسولخدا پر افترا کرون اور بدین سبب آتش جہنم مین آپکو ڈالون تحقیق کہ مینے آنحضرت سے سنا ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک حرم ہے اور میرا حرم مدینہ ہے مابین عیر و ثور کے جو کوئی اُسمین احداث حدث کرے اُس پر خدا و رسول و فرشتگان و آدمیان کی لعنت ہے

مین شہادت دیتا ہون کہ علیؑ نے مدینہ مین احداث حدث کیا۔ معاویہ نے یہ سنا تو انعام و اکرام سے ابوہریرہ کو مالا مال کر دیا اور نیز مدینہ کا حاکم مقرر کیا
شیخ ابوجعفر بعد نقل روایت کے کہتا ہے کہ حاشا للہ کہ علی علیہ السلام نے مدینہ مین احداث کیا ہو آنحضرت نے ہنگام محاصرہ مین عثمان کی وہ امداد کی کہ
اگر جعفر بن ابوطالب بھی محصور ہوتے تو انکی بھی بقدر امداد کرتے۔ اور سفیان ثوری سے روایت کی ہے کہ جب ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ کوفہ آیا تو
ہر شب عشا کے وقت باب کندہ مسجد پر بیٹھتا لوگ اسکے پاس جمع ہو جاتے ایکبار ایک جوان اہل کوفہ سے اسکے پاس آیا اور قریب بیٹھکر کہنے لگا اے ابوہریرہ
تجھکو قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ راست کہنا آیا تو نے حضرت رسولخدا کو سنا ہے کہ علی ابن ابی طالب کے حق مین کہتے تھے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ
خداوندا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو اسکو دشمن رکھے ابوہریرہ نے کہا ہاں سنا ہے جوان کوفی نے کہا اَشْھَدُ بِاللّٰہِ فَقَدْ وَالَیْتَ
عَدُوَّہٗ وَعَادَیْتَ وَلِیَّہٗ یعنے مین شاہد دیتا ہون خدا تعالیٰ کو کہ تو نے اسکے دشمن سے دوستی کی اور دوست سے دشمنی یہہ کہکر اٹھا اور چلا گیا پھر **شیخ** ابوجعفر
کہتا ہے کہ دشمنان و مبغضان علی علیہ السلام سے ایک مغیرہ بن شعبہ ہے وہ ملعون ممبر کوفہ پر اس حضرت کو صریح لعن کرتا تھا چونکہ اس نے سنا تھا کہ علیؑ
کہتے ہین کہ اگر مجھکو قدرت ہو تو مغیرہ کو سنگسار کرون کیونکہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اور ابوبکرہ وغیرہ نے اسکی گواہی دی مگر زیاد نے ادائے
شہادت مین سستی کی اسلئے اجرائے حد نہوا پس مغیرہ اس وجہ سے اور دیگر اسباب جو اسکے دلمین تھے امیر المومنینؑ کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا تھا
لکھا ہے کہ یہہ مغیرہ سگ دنیا تھا دین کو ادنے فائدۂ دنیوی پر فروخت کرتا اور بہرحال معاویہ کو خوش رکھنا اسکا دُھا تھا۔ ایک روز اس نے معاویہ سے
کہا کہ رسول اللہ نے جو علیؑ کو اپنی لڑکی دی از روئے محبت و دوستی نہین دی بلکہ اس سے ابوطالب کے احسانات کا پاداش کرنا چاہا تھا اور منجملہ ان حضرت
جو کتمان فضائل اس جناب مین سعی رکھتے تھے انس بن مالک ہے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنینؑ رحبہ کوفہ مین خطبہ فرما رہے تھے اثنائے خطبہ مین فرمایا
تم سے جن لوگون نے حضرت رسولخدا سے حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ سماعت کی ہے۔ اٹھے اور گواہی دے بارہ اشخاص نے اٹھکر شہادت دی
انس بن مالک بھی حاضر تھا حضرت نے فرمایا اے انس کیا مانع ہوا تجھکو اس سے کہ گواہی دے حالانکہ تو نے اس حدیث کو آنحضرتؐ سے سنا ہے کہا یا امیر
مین بوڑھا ہو گیا ہون اور حافظہ مین ضعف آگیا اسلئے مجھکو یاد نہین رہا حضرت نے دست دعا بلند کئے اور فرمایا پروردگارا اگر انس اپنے اس قول
مین کاذب ہے تو اسکی پیشانی پر ایک سفیدی پیدا کر جسکو عمامہ چھپا نہ سکے راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا کہ مینے بعد اسکے اسکی دونو آنکھون کے درمیان ایک داغ
سفید اپنی آنکھون سے دیکھا۔ اور عثمان بن مطرف سے روایت کی ہے کہ مینے آخر عمر مین انس سے امیر المومنینؑ کے بارے مین کچھ سوال کیا اس نے کہا مین نے
رحبہ کے روز سے عہد کیا ہے کہ کوئی حدیث فضیلت علی بن ابی طالب مین پوشیدہ نہ کرونگا **جملہ** منحرفین امیر المومنینؑ سے اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ
بجلی ہین حضرت امیر المومنینؑ نے جریر کا مکان کوفہ مین منہدم کیا۔ اور اسمعیل بن جریر سے منقول ہے کہ اس نے کہا علیؑ نے ہمارا مکان دو مرتبہ خراب کیا کہتے ہین
کہ حضرت رسولخدا نے جریر کو دو نعل مبارک دئے تھے اور فرمایا تھا کہ انکی حفاظت کر تحقیق کہ جب یہہ تجھ سے گم ہو جائیگی تو تیرا دین جاتا رہے گا ایک جوتی انمین سے
بروز جمل کھوئی گئی دوسری جبکہ امیر المومنینؑ نے اسکو خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا تھا اسوقت جاتی رہی۔ پس اس نے حضرت سے مفارقت کی اور جنگ سے
بیٹھ رہا۔ اور اشعث بن قیس کو امیر المومنینؑ سے وہ نسبت تھی جو عبداللہ بن ابی منافق کو حضرت رسولخدا سے۔ یہہ ملعون ہمیشہ انواع و اقسام کی ایذا مین

اشعث مشتق ہے شعث مصدر سے جسکے معنی ژولیدہ مو ہونا ہے چونکہ ہمیشہ غبار آلود سر رہتا تھا اس لئے اشعث کے نام سے مشہور ہوا اور اصلی نام ترک ہو گیا اسکا اصلی نام معدی کرب بن قیس ہے ۱۲

اُن حضرت کو دیتا تھا - اور راس و رئیس منافقین تھا - مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرؑ خطبہ فرما رہے تھے - اشعث نے درمیان میں اعتراض کیا کہ یا امیر المومنین یہہ امر آپکے لئے مُضر ہے مفید نہیں حضرت نے نگاہ پھر اُسکی طرف دیکھا اور فرمایا تجھکو کیا معلوم ہے کہ کون امر میرے لئے فائدہ مند ہے اور کیا مضرت رسان - لعنت خدا اور لعنت لاعنان ہو تجھ پر اے حائک پسر حائک اور منافق پسر کافر دو مرتبہ تو اسیر ہوا ایک مرتبہ کفر میں دوبارہ اسلام میں دونو مرتبہ تیرے مال اور حسب نے تجھکو کچھ فائدہ نبخشا - جو شخص کہ تلوار کو اپنی قوم کیطرف راہ دکھلائے اور موت کو اُنکی طرف کھینچ لائے سزاوار ہے کہ قریب اُس سے دشمنی کرے اور بعید اُس سے بے خوف نہ بیٹھیں - جناب سید رضی علیہ الرحمہ کتاب مستطاب نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں - اور جو شخص کہ تلوار کو اپنی قوم کیطرف الخ اشارہ ہے اُس واقعہ کیطرف جو خالد بن ولید اور اشعث بن قیس کے درمیان یمامہ میں تھا اُس میں اُس نے اپنی قوم کو فریب دیکر خالد کے ہاتھ سے قتل کرا دیا چنانچہ وہ لوگ اس سبب سے اُسکو عرف النار کہتے تھے اور یہہ نام ہے غدار کا اُنکے نزدیک - اور حائک بن حائک (جُلاہا) اسلئے فرمایا کہ اہل یمن عموماً یہہ کام کرتے تھے اور اشعث ایک اُنمیں تھا - اور نیز مروی ہے کہ اشعث نے امیر المومنینؑ سے اپنے لئے آنحضرت کی دختر نیک اختر کی درخواست کی تو آپنے اُسکو جھڑکا کہ ابوبکر نے تجھکو دلیر کر دیا ہے یہہ اسلئے کہ ابوبکر نے اپنی ہمشیر اُمّ فروہ بنت ابوقحافہ کا جو نابینا تھی اشعث کے ساتھ نکاح کر دیا تھا - جس سے محمد اسمعیل اسحٰق تین بیٹے اسکے پیدا ہوئے اور نیز اُن لوگوں سے جو آنحضرت سے انحراف رکھتے تھے کعب الاحبار و نعمان بن بشیر انصاری تھے - کعب کو وہ جناب کذاب کے نام سے پکارتے تھے اور نعمان آپکا دشمن تھا معاویہ کیطرف ہو کر حضرت سے جنگ کرتا تھا معاویہ کے بعد امراء یزید بن معاویہ ملعون سے تھا تا اینکہ یزید بھی مر گیا - اور وہ زندہ تھا - اور جملہ مفارقین امیر المومنینؑ سے عقیل بن ابو طالب برادر اعیانی آنحضرت کے ہیں **روضۃ الصفا** میں ہے کہ عقیل امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور ضیق حال و کثرت عیال سے آپکی خدمت میں شکایت کی اور درخواست کی کہ بیت المال سے اُنکا وظیفہ زیادہ کریں - حضرت نے فرمایا تیرا حق تجھکو دیتا ہوں اور دن کا حق تجھکو نہیں دے سکتا عقیل نے پھر کہا کہ احتیاج و افتقار بدرجہ غایت ہے حضرت نے فرمایا تو اچھا آج شب کو میرے پاس آ کہ فلان مالدار کے گھر میں نقب لگاؤں اور اُسکا مال و متاع نکالکر تیرے حوالہ کروں عقیل نے کہا وا سوأتاہ بیگانہ مال چوری کرکے مجھکو دیتے ہو آپنے فرمایا کہ روز قیامت ایک شخص واحد کی خصومت سے عہدہ برآ ہونا آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ تمام مسلمانوں سے خصومت کروں تحقیق کہ بیت المال تمام مسلمانوں کا حق ہے اور بعضوں نے کہا ہے - کہ جب عقیل نے بہت اصرار کیا تو آپنے اُنکو کہا کہ توقف کرو اور خود گھر میں تشریف لیگئے اور ایک پارہ آہن کو آتش میں سرخ کرکے لائے اور عقیل کے ہاتھ پر رکھدیا عقیل چلائے کہ اگر بخشش و عطا نہیں ہے تو بارے اے برادر آگ سے تو مت جلا فرمایا اے عقیل اس آگ کی برداشت نہیں کر سکتا جو دنیا میں انسان نے روشن کی ہے آتش جہنم کی کسطرح تاب لائیگا جسکا روشن کرنیوالا قہر خدائے ذوالجلال ہے خلاصہ جب عقیل کو معلوم ہوا کہ یہاں کارروائی دشوار ہے تو موقعہ دیکھ کر کوفہ سے شام کو متوجہ ہوئے وہاں معاویہ نے اس قدر تواضع و تعظیم کی کہ مالا مال کر دیا کہتے ہیں کہ ایک لاکھ درہم اُنکو بخشے - کیونکہ ایام جاہلیت میں معاویہ اور عقیل کے درمیان نہایت درجہ کی دوستی تھی - یہہ روایت روضۃ الصفا کی ہے لیکن ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ صحیح یہہ ہے اور راویان ثقات سبھی پر اتفاق رکھتے ہیں کہ عقیل معاویہ کے پاس امیر المومنینؑ کی حیات میں نہیں گئے مگر وہ مدینہ میں تھا اور جنگ جمل و صفین میں جو حاضر نہیں ہوئے تو باجازت و اشارہ امیر المومنینؑ نہیں ہوئے چنانچہ بعد تحکیم حکمین جب حضرت کی خدمت میں خط لکھ کر اہل و اولاد کے ساتھ کوفہ میں آنیکی اجازت چاہی تو امیر المومنینؑ نے اُنکو مدینہ ہی میں توقف کرنے پر مامور کیا جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہوا اور نیز شارح مذکور کہتا ہے کہ

مشہور ہے کہ معاویہ نے سعید بن العاص کو صفین مین اسکے شریک نہونے پر ملامت کی تو سعید نے جواب مین لکھا کہ اگر تو مجھکو دعوت کرے گا تو مین شریک ہون - مگر مین تجھسے ایسا ہی علیحدہ ہون جیسا کہ عقیل وغیرہ بنی ہاشم علیؑ سے اگر مین ادھر آؤنگا تو وہ کوفہ چلے جاوینگے شیخ عبد الجلیل رازی کتاب نقض مین لکھتے ہین کہ عقیل کو حضرت امیرؑ سے ملال نتھا صرف اسلئے معاویہ کے پاس گئے تھے کہ ابلاغ حجت کرین اور فضائل و مناقب علیؑ کو ملک شام مین پھیلادین **بالجملہ** عقیل بڑے گویا اور حاضر جواب تھے ایک روز معاویہ نے پوچھا اے عقیل تمہارے لیے مین اچھا ہون یا علیؑ کہا وَجَدْتُ عَلِيًّا اَنْظَرَ لِنَفْسِهِ مِنْهُ لِي وَوَجَدْتُكَ اَنْظَرَ لِي مِنْكَ لِنَفْسِكَ یعنی پایا مینے علیؑ کو زیادہ نظر کرنیوالا اپنے نفس مین بہ نسبت میرے اور پایا تجھکو زیادہ نظر کرنیوالا مجھ مین بہ نسبت اپنے نفس کے مطلب یہ کہ علیؑ نے میرے واسطے اپنا دین نکھویا اور تونے میری خاطر بال مسلمین مین خیانت کرکے اپنے آپ کو برباد کیا - نیز ایک روز معاویہ کے پاس عمرو عاص بیٹھا ہوا تھا کہ عقیل آئے اُس نے ابن عاص سے کہا آو عقیل کے ساتھ مضحکہ کرین عقیل پاس آئے تو کہا مَرْحَبًا بِرَجُلٍ عَمُّهُ اَبُو لَهَبٍ مرحبا ہو اُس شخص کو جسکا چچا ابولہب ہے عقیل نے فی الفور کہا وَاَهْلًا بِرَجُلٍ عَمَّتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ اور اہل ہو اُسکو جسکی پھوپھی حمالۃ الحطب ہے جسکی گردن مین مونجہ کی رسن تھی یہہ اسلئے کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل بنت حرب بن امیہ معاویہ کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھی جسکے مرنے کی حقتعالی نے سورہ تبت مین خبر دی ہے معاویہ نے کہا اے ابو یزید ابولہب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے کہا جہنم مین داخل ہوا اور دست چپ کی راہ لی وہان تو اُسکو اپنی عمہ حمالۃ الحطب پر سوار پائیگا پس مین تجھسے پوچھتا ہون کہ آیا ان دونو جہنمیون مین کون بہتر ہے ناکح یا منکوحہ معاویہ نے کہا قسم بخدا کہ دونو بُرے ہین اور روضۃ الصفا مین ہے کہ معاویہ نے ایک مرتبہ سر مجلس کہا کہ عقیل وہ شخص ہے کہ ابوطالب اسکو علیؑ پر ترجیح دیتے تھے عقیل نے کہا ہیہات ہیہات اے معاویہ کوئی بینا ماہ کو آفتاب پر ترجیح نہ دیگا اور کوئی دانا چیونٹی کو سلیمان کی برابر نہ جانیگا ذرہ کو خورشید جہانتاب سے کیا نسبت اور قطرہ کو بحر محیط سے کون مناسبت اے معاویہ خود انصاف کر جب علیؑ صلوۃ جہاد مین مصروف تھے تو ہم بت پرستی کو اپنا شعار بنائے ہوئے تھے تنگدستی اور طمع دنیا شوم ہے کہ جس سے مین اُس قدوۃ اولیا و زبدۃ الاتقیا کی صحبت سے جُدا ہوکر تیرے پاس آیا ہون اور

بالجملہ منافقین سے جو سعادت ملازمت سے محروم ہوئے ایک نجاشی شاعر ہے یہہ شخص جنگ صفین مین شاعر اہل عراق تھا اور اُنکی طرف سے شعراء شام کو بحکم حضرت امیر المومنینؑ جواب دیتا تھا - بعد واقعہ تحکیم ایک روز ماہ مبارک رمضان مین اُنکا گذر ابوسماک اسدی کے مکان پر ہوا اُس نے شراب کباب کی تواضع کی نجاشی نے دعوت کو قبول کیا اور دونو نے داخل مکان ہوکر دروازہ بند کرلیا اور خوب فسق و فجور کی داد دی جب نشہ صہبا مین سرشار ہوئے تو لگے غل مچانے اور بیہودہ باتین بکنے ہمسایون کو حال معلوم ہوا تو کسینے جاکر اسکی خبر دارالامارہ مین کی وہان سے کچھ آدمی مقرر ہوئے اُنھون نے آکر ابوسماک کے گھر کو گھیر لیا خود اسدی تو بام خانہ سے فرار ہوگیا مگر نجاشی گرفتار آیا امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ اُسکو اسّی کوڑے لگائین اور بیس کوڑے علاوہ بران اور زیادہ کرین نجاشی نے کہا یا امیر المومنینؑ اسّی کوڑے حد کے تو مینے معلوم کئے مگر یہہ بیس علاوہ کیسے فرمایا یہہ اسکی سزا ہے کہ تونے ماہ رمضان مین یہہ جرأت کی اُسوقت وہ باتن عریان صرف پاجامہ پہنے ہوئے تھا ہند بن عاصم سلولی نے اپنی چادر اُسپر ڈال دی پھر تو جو آتا اُسپر ایک چادر ڈالتا حتےٰ کہ بہت سی چادرین اُس پر جمع ہوگئین ابراہیم بن ہلال کہتا ہے کہ نجاشی کی سزا پانے سے خیل یمانیہ مین نارضگی پیدا ہوئی از انجملہ طارق بن عبد اللہ

مرحبا - اہلا - سہلا وہ الفاظ ہین جو اہل عرب باہر سے آنے والے مہمان کی نسبت استعمال کرتے ہین ۱۲

ہمدانی کہ نجاشی کے ساتھ بہت خصوصیت رکھتا تھا حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین ہمکو معلوم نہ تھا کہ اہلِ طاعت و معصیت و ارباب فرقت و جماعت حکام عدل و نصفت کے نزدیک یکسان ہین نجاشی شاعر کے ساتھ جو سلوک آپنے کیا اس نے ہمارے قلوب کو دردمند کیا اور ہمارے امور مین تفرقہ ڈالا اور ہمکو اس راہ چلنے پر مجبور کیا جس سے کراہت کرتے تھے اور جسکو دوزخ کی راہ جانتے تھے حضرت نے فرمایا وَاِنَّہَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ اے اخو ہمدان وہ ایک شخص مسلمانون سے نہ تھا کہ محرمات خدا سے ایک کا مرتکب ہوا اور ہم نے اس پر اسلئے حد کیا تا کہ کفارۂ معصیت ہو اور حقتعالی فرماتا ہے لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ہُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یعنی نہ آمادہ کرے تمکو بغض و عداوت کسی قوم کی اس پر کہ تم عدالت نہ کرو انصاف کرو کہ وہ نزدیک تر ہے تقوی و پرہیزگاری کے ۔ پس طارق وہان سے نکلا تو راستہ مین مالک اشتر سے ملاقات ہوئی اشتر نے کہا تو نے امیر المومنین سے کہا ہے کہ تم نے ہمارے امور مین تفرقہ ڈالا اور ہمارے دلون کو دردمند کیا طارق نے کہا ہان اشتر نے کہا قسم بخدا کہ ایسا نہین بلکہ ہمارے قلوب آنحضرت کے لیے سامع و مطیع اور ہمارے امور انکی اطاعت مین مجتمع و متفق ہین طارق بولا اے اشتر تمکو معلوم ہو جائیگا کہ فی الواقع امر ایسا نہین جیسا کہ تو گمان کرتا ہے ۔ راوی کہتا ہے کہ اسی رات کو نجاشی و طارق شام کو بھاگ گئے معاویہ کے پاس داخل ہوئے تو اس نے طارق کی صفت سُنا اور حسب عادت خبیثہ خود امیر المومنین اور انکے اصحاب کی مذمت کی ۔ طارق کو یہہ امر ازبس ناگوار ہوا اور کھڑا ہو کر کہا اے معاویہ ہم امام بَرّ و تقی و عادل کی خدمت مین جماعت اصحاب رسول خدا کے ساتھ تھے جو ہمیشہ سے عَلَم ہدایت اور منار دین و دیانت ہین اور جامع ہین تمام خیر و خوبی کے کہ اہلِ دین ہین اور دنیا اپنے پاس نہین رکھتے پس جو شخص ہم سے اس مجمع ابرار سے منحرف ہوا صرف اسلئے ہوا کہ حق اسکو تلخ معلوم ہوا اور حرص دنیا نے اس پر غلبہ پایا وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اے معاویہ ہرگز فخر نہ کرنا اس بات پر کہ ہم تیرے پاس ملتجی ہوئے ہین ۔ مین یہہ کہتا ہون کہ اپنے اور تمام مومنین مسلمین کے لیے حقتعالی سے مغفرت طلب کرتا ہون معاویہ پر یہہ کلام عظیم دشوار آیا اور اسکو بہت غصہ آیا ۔ مگر اپنے آپ کو ضبط کیا ۔ اور بجائے اسکے کہ طارق کو زجر و توبیخ کرے سریر سلطنت پر اسکو اپنے پاس بٹھایا اور چند پارچہ قیمتی منگا کر اسکو خلعت دیا اور بہ بشاشت و کشادہ پیشانی اس سے ہمکلام رہا تا اینکہ طارق وہان سے اٹھا جب باہر آیا تو عمرو بن زمرہ جہنی نے اسکو ملامت کیا کہ کیسا ایسی درشتی سے معاویہ کے ساتھ خطاب کیا طارق نے کہا قسم بخدا کہ جب اسکا کلام سُنا تو آتش سی تمام بدن مین دوڑ گئی اور یہی چاہا کہ شکم زمین میرے لئے روئے زمین سے بہتر ہے ۔ پس مینے اس جگہہ قیام کیا جہان کہ راست گوئی کو حقتعالی نے مجھ پر واجب لازم گردانا اور کیا خیر ہے اس شخص مین جو اپنی آخرت مین نظر نہ کرے یہہ ماجرے امیر المومنین کو عراق مین معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر یہہ مرد ہمدانی (طارق) اس روز قتل ہوتا تو البتہ شہید راہ خدا تھا اور بعض آدمیون کا گمان یہہ ہے کہ طارق بن عبد اللہ نے امیر المومنین کی خدمت مین مراجعت کی اور اس کے ساتھ نجاشی بھی لوٹ آیا اور نیز فراریین اُن جناب کا یزید بن حجیہ تیمی ہے کہ آنحضرت کی طرف سے ملک رے پر حکومت رکھتا تھا ۔ اموال خراج مین خیانت کی حضرت نے اسکو نظر بند کیا اور سعد اپنے غلام کو اسکی نگہبانی پر مقرر فرمایا ۔ ایک مرتبہ سعد سو رہا تھا کہ یزید اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور رقہ کا راستہ لیا ۔ معمول یہہ تھا کہ جو کوئی عراق سے بھاگ کر شام کو جاتا اول رقہ مین ٹھیر کر معاویہ سے استمزاج کرتا جب وہان سے اجازت پاتا تو آگے جاتا ۔ رقہ رہا و قریسا حران یہہ بستیان معاویہ سے علاقہ رکھتی تھین اور ضحاک بن قیس اُن پر حکمران تھا ۔ بہت ابیات [illegible] امیر المومنین سے شکوہ او [illegible]

وہان کی حکومت سپرد تھی۔ اور انکے درمیان اکثر اوقات جنگ و جدل رہتی تھی۔ الغرض ابراہیم کہتا ہے کہ یزید مذکور نے شام مین پہنچکر چند شعر
مین اپنا سوء اعتقاد نسبت بجناب مرتضوی اور یہہ کہ وہ اعدا اُس جناب سے ہے ظاہر کرکے وہ اشعار کوفہ کو بھیجدیئے۔ اس سبب سے حضرت نے
اُس پر دعائے بد کی اور صحابہ نے آپکے ساتھ آمین کہی۔ ابو الصلت تیمی کہتا ہے کہ دعائے مذکور یہہ تھی اَللّٰهُمَّ اِنَّ يَزِيْدَ بْنَ حُجَيَّةَ هَرَبَ بِمَالِ الْمُسْلِمِيْنَ
وَلَحِقَ بِالْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ فَاكْفِنَا مَكْرَهٗ وَكَيْدَهٗ وَاجْزِهٖ جَزَاءَ الظَّالِمِيْنَ یعنی پروردگارا یزید بن حجیہ مسلمانون کا مال لیکر بھاگ گیا اور فاسقون سے جا ملا خداوندا
اُسکے شر و کید و مکر کو ہم سے کفایت کر اور اُسکو ظالمون کا بدلہ دے۔ حضرت یہہ دعا کرتے تھے اور صحاب ہاتھ اُٹھا کر آمین کہتے جاتے تھے عفاق بن شرحبیل
کہ جماعہ حضار سے تھا بولا قوم کسکے لئے دعائے بد کرتی ہے کہا یزید بن حجیہ کے لئے۔ اُس نے کہا برا ہو تمہارا اپنی قوم کے اشراف کے لیے بددعائین مانگ
رہے ہو۔ چند آدمی یہہ سنکر اُٹھے اور اُسکو خوب زد و کوب کیا حتٰی کہ قریب تھا کہ ہلاک ہوجائے زیاد بن حفصہ کہ شیعہ امیر المومنین تھا چلایا کہ میرے
برادر و ابن عم کو میرے لئے چھوڑ دو۔ امیر المومنین نے فرمایا اُسکے بھائی کی خاطر سے اُسکو رہا کرو پس اُسکو رہا کیا زیاد اُسکا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر
لے گیا اور گرد و غبار اُسکے چہرہ سے جھاڑتا تھا عفاق کہتا جاتا تھا کہ قسم بخدا کہ مین کبھی تمہارے پاس نہ آؤنگا قسم بخدا کہ تم سے نہ ملونگا جبتک زندہ
رہون زیاد اُسکو کہتا تھا یہہ تیرے لئے زیادہ مضر ہے بہت برا ہے عفاق نے کہا تم لوگون نے تین مقام مین خطا کی مجھکو امید نہین کہ اب کبھی فلاح
پاؤ اوّل اہل شام پر چڑھ کر گئے اور اُنکے ملک مین اُنسے جنگ کی جب فتح قریب ہوئی تو اُنھون نے تمہارے ساتھ تسخر کیا اور قرآن بلند کرکے تمہاری
تمام کوششین باطل کردین دوم دونو فریق نے حکم مقرر کئے تمہارے حکم نے تمکو خلع کیا اُنکے حکم نے اُنکو خلافت بخشی پس اُنکا صاحب الپس گیا حالانکہ
وہ امیر المومنین سے موسوم تھا اور تم لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرتے چلے آئے تیسرے تمہارے قرا اور تمہارے بہادر تم سے
پھر گئے تم نے تیغ سے اُنکے گلے کاٹ ڈالے۔ پس قسم بخدا کہ تم اسکے بعد ہمیشہ متفرق و متزلزل رہوگے اور کبھی تمہارا کام قرار و ہنجار نہ پکڑے گا
راوی کہتا ہے کہ اسکے بعد جب عفاق لوگون کے پاس سے گزرتا کہتا خداوندا مین ان لوگون سے بری ہون اور عثمان بن عفان کا دوست ہون
اور آدمی اُس سے کہتے پروردگارا ہم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دوست ہین اور ابن عفان سے برأت ڈھونڈتے ہین اور منجملہ مبغضین
آنحضرت سے کہ آپ کی مذمت کرتے تھے ایک حسن بن ابی الحسن معروف بہ حسن بصری ہے کتاب غارات مین حماد بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ حسن مذکور
کہتا تھا کہ اگر علیؑ مدینہ مین نان خشک کھاتے تو اُنکے لئے اس سے بہتر تھا جسمین کہ وہ داخل ہوئے۔ روایت ہے کہ وہ لوگون کو آنحضرت کی نصرت
سے باز رکھتا تھا۔ امیر المومنین نے ایک مرتبہ اُسکو وضو کرتے دیکھا از بسکہ صاحب وسواس و متوہم المزاج تھا۔ پانی کثرت سے گراتا تھا حضرت نے
فرمایا اے حسن تو نے پانی بہت گرایا کہا جو خون مسلمانان کا امیر المومنینؑ نے بروز جنگ جمل گرایا ہے وہ اس سے کہین زیادہ ہے حضرت نے فرمایا
کیا یہہ جنگ تیرے خلاف رائے اور باعث تیرے رنج و ملال کا تھا کہا ہان۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا تو ہمیشہ حزین و غمگین رہے گا پس حسن بصری
بتاثیر دعا آنحضرت کے مدام محزون و غمگین و حبین بجبین رہتا تھا حتٰی کہ انتقال کیا۔ نیز ابراہیم بن ہلال ثقفی صاحب کتاب غارات نے نقل کیا ہے
کہ امیر المومنینؑ ممبر پر فرماتے تھے سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ قسم بخدا کہ نہ سوال کروگے کسی گروہ کے حال سے جنھون نے سو آدمیون کو
ہدایت کی یا سو کو گمراہ کیا الّا یہہ کہ مین اُسکے سائق[1] و قائد سے تمکو خبر دونگا۔ یہہ سنکر ایک مرد اُٹھا اور کہا یا علیؑ بتلاؤ کہ میرے سر و داڑھی مین کسقدر

حسن بصری

[1] قائد پیشرو و سائق از پس راننده ۱۲

بال ہین فرمایا قسم بخدا کہ مجھکو میرے حبیب محمد مصطفےٰ نے خبر دی ہے کہ تیرے ہر ایک موئے سر پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو تجھکو لعن کرتا ہے اور ہر موئے ریش پر ایک شیطان ہے جو تجھکو اغوا کرتا ہے اور تیرے گھر مین ایک لڑکا ہے جو میرے اس فرزند حسینؑ کو قتل کرے گا - راوی کہتا ہے کہ سنان بن انس نخعی قاتل امام حسینؑ اُس زمانہ مین طفل کمسن تھا - اور نیز روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام ایک روز خطبہ کہہ رہے تھے ایک مرد زیر منبر سے اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ مین وادی القرے مین گیا تھا خالد بن عرفطہ نے وہان انتقال کیا آپ اُس کے لئے استغفار کرین فرمایا قسم بخدا کہ وہ نہین مرا اور نہ مریگا - جتبک کہ لشکر ضلالت کا قائد و پیش رو نہ بنے کہ علم بردار اُس لشکر کا حبیب بن حماد ہوگا - ایک دوسرا مرد تحت منبر سے اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ حبیب بن حماد مین ہون اور مین آپکا شیعہ و دوست ہون - فرمایا حبیب بن حماد تو ہے کہا ہان مکرر فرمایا کہ تو ہی حبیب بن حماد ہے عرض کی ہان قسم بخدا کہ مین حبیب بن حماد ہون فرمایا قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ تو اُس علم کو اُٹھائیگا - اور اس دروازہ (اشارہ کیا طرف باب الفیل مسجد کوفہ کے) سے داخل ہوگا - راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ مینے اپنی زندگی مین دیکھ لیا کہ عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد کو لشکر دیکر امام حسینؑ سے لڑنے کو بھیجا خالد بن عرفطہ اُسکا ہراول تھا اور حبیب بن حماد صاحب علم لشکر اور وہ علم لیکر باب فیل سے داخل مسجد کوفہ ہوا - اور اسی کتاب مین ہے کہ امیر المومنینؑ خطبہ فرما رہے تھے اور حالات آئندہ کی خبر دیتے تھے ایک جوان لو عمر مسمی اعشی باہلہ اُٹھا اور کہا یہہ حدیث خرافات سے زیادہ مشابہ ہے فرمایا تو دروغ کہتا ہے اور حقتعالی تجھ پر غلام ثقفی کو مسلط کریگا حضار نے پوچھا غلام ثقفی کون فرمایا وہ ایک لڑکا ہے بنی ثقیف سے کہ اس شہر پر غلبہ پائیگا اور تمکو خوار و بیمقدار کریگا اور اسکو قتل کریگا - پوچھا کتنی مدت وہ ہم پر حکومت کریگا فرمایا بیس سال پھر کثرت اسہال سے بعد یکہ اُسکی چارپائی کو سوراخ کردینگے فوت ہوگا راوی حدیث اسمعیل بن رجا کہتا ہے قسم بخدا کہ مینے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اعشی باہلہ کو حجاج بن یوسف ثقفی کے سامنے لائے اور وہ لشکر عبد الرحمن بن محمد بن اشعث سے قید ہوا تھا حجاج نے اسکو بہت زجر و توبیخ کیا پھر اسکو مروا ڈالا - ارشاد مین ہے کہ غیرا نام ایک مرد معاویہ کوفہ کی خبرین بھیجا تھا - امیر المومنینؑ نے اُس سے مواخذہ کیا تو انکار کیا حضرت نے فرمایا تو حلف کر کہ مین یہہ کام نہین کرتا اُس بدعاقبت نے قسم کھائی آپنے فرمایا اگر تونے جہوٹی قسم کھائی ہے تو حقتعالی البتہ تجھکو نابینا کریگا - ایک جمعہ بھی نہ آیا تھا کہ اُسکی بصارت جاتی رہی دوسرے کے سہارے سے باہر آتا تھا

پارۂ از عہود و وصایا کہ امیر المومنین علیہ السلام بعمال و امرائے خویش نوشتند

اکثر وہ فرامین کتاب مستطاب نہج البلاغہ مین مذکور ہین یہان بہت قلیل بطور خلاصہ کے مندرج ہوتے ہین ازانجملہ عاملان صدقات و محصلان زکوٰۃ کو یہہ وصیت لکھ کر دیتے تھے - تقوائے و پرہیزگاری خدائے وحدہ لاشریک پر روانہ ہو مسلمانون کو تخویف و آزار نہ کرا ور حق خدا سے زیادہ کا اُنسے طالب نہو - جب کسی قبیلہ پر وارد ہو تو اوّل اُنکے چشمہ و چاہ پر نزول کر پھر بسکینہ و وقار اُنکی طرف جا درمیان مین پہنچے تو اوّل سلام و تحیہ اُن پر بھیج بعد ازان کہہ کہ ولی خدا و خلیفۃ اللہ نے مجھکو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ حقوق الٰہی کو تم سے طلب کرون اگر کوئی بقدر مال انکار پیش آئے تو زیادہ متعرض نہو جو قبول کرے اُس سے زکوٰۃ طلا و نقرہ حاصل کر اگر شتر غنم بقر سے زکوٰۃ لینی ہو تو بلا اجازت مالک اُنکے گلے مین داخل نہو کیونکہ زیادہ تر اُنمین اُسکا مال ہے اور ہرگز قہر و سطوت کا اظہار نہ کر کہ بہائم رم کرین اور مالک کو ناگوار گزرے - پس کل مال کو دو قسم پر منقسم کر ایک اُنکا مالک حسب مرضی خود لیلے دوسرے کے پھر دو حصے کر کہ ایک اُنمے وہ پسند کرے پس اسیطرح کرتا جا تا اینکہ حق خدا باقی رہ جائے

پس اسکو تولے اور جو مالک دوبارہ قسمت چاہے تو طول ہونے کو مخلوط کر کے بدستور سابق عمل کر اور نہ زیادہ بوڑھا لنگڑا مریض بہت دبلا جانور زکوٰۃ
مین نہ لے جسوقت مال تیرے قبضہ مین آجائے تو اسکو ثقہ و امین مرد کے سپرد کر کہ برفق و مدارا اُنسے سلوک کرے سختی و درشتی عمل مین نہ لائے۔ اور
تاکید کر کہ شیر خوار بچون کو انکی ماؤن سے جدا نہ کرین تمام شیر کو اُنکے نہ نکال لین کہ یہ امر بچون کے لئے باعث مضرت و نقصان ہے سواری مین
طریق اعتدال و انصاف کو مرعی رکھین کسی ایک کو زیادہ نہ ستائین۔ لاغر کو آرام دین نقب ظالع کے ساتھ تاقی کرین تالابون کے پاس سے
گذرین تو پانی کو ان پر عرض کرین زمین ہائے پر گیاہ سے راہ ہائے رست کیطرف عدول نہ کرین اوقات گرم مین انکو راحت دین چشمون و
چراگاہون پر توقف کرین کہ ہمارے پاس تازہ و توانا ہو کر آئین اور ہم انکو بموجب کتاب خدا و سنت رسولخدا مستحقین پر قسمت فرمائین تحقیق
کہ یہہ امور تیرے لئے رشد و ثواب سے اقرب ہین سید رضی نہج البلاغہ مین فرماتے ہین کہ ہم نے چند جملے اُن وصایا سے نقل کئے تاکہ معلوم ہو کہ
وہ حضرت جزوی و کلی امور مین کسطرح اقامت عمود حق فرماتے تھے اور اعلیٰ و ادنےٰ کامون مین کیسے قواعد عدالت کی رعایت رکہتے تھے
شیخ ابو جعفر طوسی رح نے تہذیب الاخبار مین مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا امیر المومنین نے مضافات مدائن سے
چار مقامات بہقباذات بہر سیر نہر جوبر نہر الملک پر مجھکو عامل مقرر کیا۔ اور امر کیا کہ زراعت غلیظ و گنجان پر ڈیڑہ درہم فی جریب میانہ پر ایک درہم
رقیق پر دو ثلث درہم فی جریب کی شرح سے خراج وصول کرون اور باغہائے انگور و نخلستان جدا جدا و مخلوط پر دس درہم فی جریب اور
حکم دیا کہ درختہائے مفرد کو کہ قریات مین علحدہ ہون حساب مین نہ لاؤن کہ مسافر و راہ گیر اُنسے منتفع ہون۔ اور امر کیا کہ دہاقین سے جو اسپان
برذون[1] پر سوار ہون اور انگشتر طلا ہاتھ مین پہنین اڑتالیس درہم فی کس و مردم میانہ و اہل تجارت سے ۲۴ درہم اور اسافل و فقرا سے ۱۲ درہم
سالانہ وصول کرون پس مینے ایک سال مین انحضرت کے لئے اٹھارہ ہزار ہزار یعنی ایک کروڑ اسّی لاکھ درہم وصول کئے۔ اور نہج البلاغہ مین ہے
کہ آپنے محصلان خراج کو لکھا تحقیق کہ تم لوگ خازنان رعیت و وکلائے امت و سفرائے ائمہ ہو کسی شخص کو اُسکے مطلب مقصد سے باز نہ رکھو
لباس گرما و سرما کو اُنکے خراج مین فروخت نہ کراؤ نہ غلام و چارپایہ کو جس سے وہ کار و بار کرتے ہین بکواؤ روپیہ کے لئے کسیکو تازیانہ نہ لگاؤ کسی
مسلم و معاہد کے مال سے تعرض نہ کرو الا اسپ و سلاح سے جبکہ وہ انسے مسلمانون پر تعدی کا ارادہ کرین تحقیق کہ سزاوار نہین مسلمان کو کہ وہ اشیائے
اعدائے دین کے ہاتھ مین چھوڑے جو اُنکی شوکت و صولت کے باعث ہون پس نصیحت کو اپنے نفسون سے باز نہ رکھو اور لشکر کو حسن سیرت
کی تعلیم کرو رعایا کی اعانت فرماؤ اور دین خدا کو قوت دو اور جو تم پر واجب ہے راہ خدا مین اُسکی برداشت کرو تحقیق کہ ہم سب پر واجب ہے کہ نعمات
حق سبحانہ تعالےٰ کا بقدر وسع و طاقت خود شکر بجا لاوین اور اُسکے دین کی حمایت کرین وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور عثمان
بن حنیف والی بصرہ کو آپنے لکھا اما بعد مجھکو دریافت ہوا کہ اہل بصرہ سے ایک شخص نے تجھکو دعوت مین طلب کیا اور اطعمہ لذیذہ انواع
و اقسام کے کھلائے۔ مگر تو نے خیال نہ کیا کہ فقرا اس طعام سے مہجور رہین اور غنیا اس مین مطلوب و مدعو۔ یابن حنیف اکل طاہر و حلال طلب
اور مشتبہ و محذور شی سے اجتناب کر آگاہ رہ کہ ہر شخص کے لئے ایک امام و مقتدی ہے جسکی وہ پیروی کرے اور اُسکے اشعہ علم و عمل سے نور

[1] برذون اسپ ترکی ۱۲ [2] یہہ خراج کا قران ذمی سے جن پر جزیہ مقرر تھا وصول ہوتا تھا ۱۲ منہ عفی عنہ

دنیا حاصل کرے تمہارے امام نے اس دنیا دنی سے دو جامۂ کہنہ پر کفایت کی اور اُسکے طعامہائے لذیذ سے دو قرص جوین پر قناعت فرمائی تم ہرچند اُسکی طاقت نہین رکھتے الّا ورع و جہاد مین میری اعانت تم پر لازم ہے قسم بخدا کہ مینے تمہاری دنیا سے زر و سیم جمع نہین کیا اور اُسکے غنائم سے کوئی افزونی اپنے لئے نہین رکھی۔ پارچۂ قدیم کی جگہ پوشاکِ جدید کا انتظام نہین کیا اقطار ارض سے بقدر ایک شبر زمین اپنے واسطے علحدہ نہین کی۔ ہان کل روئے زمین سے جس پر آسمان باین وسعت سایہ افگن ہے ہمارے ہاتھ مین ایک قطعہ فدک تھا۔ چند نفوس نے اُس پر حرص و طمع کی۔ اور چند دیگر جوانمردی سے اُس سے درگزرے۔ اور حاکم اسکا فردائے قیامت خدا کے روبرو ہے۔ پھر فرماتے ہین مین فدک یا غیر فدک کو لے کر کیا کرون جبکہ انسان کا آخری ماوے و مسکن قبر ہے جسکی تاریکی اُسکے اخبار و آثار کو محو کر دے گی اور اُسکی وسعت و فراخی ضغطہ و تنگی کے ساتھ بدل جائیگی۔ آدمی کو چاہئے کہ صاحب تقوے و ریاضت کش ہو کہ اہوال قیامت سے امن مین رہے۔ اور وہان کی لغزشون مین اُسکے قدم تنزلزل نہون۔ اگر مین چاہتا تو شہد صافی و گندم خالص اپنی خورش کے لئے اختیار کرتا اور دیبائے و حریر سے پوشش تیار کراتا۔ مگر ہیہات کہ طمع نفسانی مجھ پر غلبہ کرے اور مین طعامہائے لذیذ و لطیف کیطرف راغب ہون حالانکہ ممکن ہے کہ حجاز و یمامہ مین کوئی شخص ہو کہ نانِ خشک اُسکو میسر نہوا ہو کسطرح پر مین شکم سیر ہون جبکہ میرے گرد مسلمان آتش جوع سے کباب رات بسر کرین۔ آیا مین قناعت کرون کہ مجھکو امیر المومنین کہین اور مکروہات زمانہ مین مومنین کا شریک نہون مین بہائم و انعام کی طرح کھانے پینے کے لئے پیدا نہین ہوا۔ تم سے ایک قائل نے کہا جبکہ پسر ابوطالب کی غذا یہ ہے تو وہ جلد ضعیف و ناتوان ہو جائیگا اور قتالِ اقران اور محاربۂ شجعان کی تاب نہ لائیگا۔ آگاہ رہو کہ اشجار صحرائی سخت و درشت ہوتے ہین اور نباتات سبزہ زار نرم و نازک بدن ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ سے بمنزلہ ذراع کے بازو سے ہون اگر تمام عرب میرے ساتھ جنگ پر تلجائے تو پشت نہ موڑون اور ممکن ہو تو تمام اپنے دشمنون کو تہ تیغ کرون اور مین چاہا کرونگا کہ عالم کو اس جسم معکوس و شخص منحوس یعنی معاویہ سے پاک و صاف کرون تا کہ حق و باطل مین امتیاز ہو۔ اے دنیا مجھ سے دور ہو کہ مینے تیرے چنگال سے نجات پائی اور تیرے رشتۂ دام سے چھوٹا۔ کہان ہین وہ لوگ جنکو تونے پھسلایا اور فریب دیا اور اپنے زخارف پر فریفتون و دیوانہ بنایا۔ بلا شبہ آج وہ قبور و لحود مین مرہون و ماسور ہین قسم بخدا کہ اگر تو جسم مرئی و قالب حسی ہوتی تو مین ضرور حدود خدا کو تجھ پر جاری کرتا کہ تونے بندگان خدا کو بامید ہائے دور و دراز مغرور کیا اور وہاں کت مصائب مین اُنکو ڈالا پھر بہت سی مذمت دنیا کے بعد آخر مین فرماتے ہین خوشا حال اُن لوگون کا جنہون نے فرائض خدا کو ادا کیا اور شدائد دنیا کے صبر و سکون کے ساتھ متحمل ہوئے راتون کو خوفِ خدا سے بیدار رہے تا آنکہ جب خواب اُن پر غلبہ کیا تو روئے زمین اُنکا بستر تھا اور کف دست تکیہ گاہ تھا اور وہ ایک گروہ مین شامل تھے جنکی آنکھون پر یاد آخرت نے نیند کو حرام کیا تھا اور اُنکے پہلو بستروں سے مس ہونے پاتے تھے اُنکے لب ہر وقت ذکر خدا مین ہلتے رہتے تھے اور کثرت استغفار نے اُنکے گناہون کو نیست و نابود کر دیا تھا اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ وہی لوگ حزب و گروہ خدا ہین اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ آگاہ رہو کہ حزب خدا ہی اہل صلاح و فلاح ہین پس اے پسر حنیف تقوے و پرہیزگاری خدا کو اپنا شعار بنا اور قرصہائے نان پر قانع ہو کہ آتش جہنم سے رہائی پاوے روایت ہے کہ شریح بن حارث قاضی امیر المومنین نے حضرت کے عہد خلافت مین ایک مکان اسّی دینار کو خرید کیا تھا امیر المومنین کو یہ حال معلوم ہوا تو شریح کو بلوایا اور فرمایا مینے سنا ہے کہ تونے اسّی دینار کو مکان خرید کیا ہے اور وثیقہ اس مقدمہ مین لکھا اور

گواہی گواہون کی اسپر ثبت کرائی عرض کی یا امیر المومنین ایسا ہی ہے آپنے درست سنا ہے حضرت نے بنگاہ تند اسکی طرف دیکھا اور فرمایا اے شریح عنقریب تیرے پاس وہ شخص آئے گا جو نہ تیرے وثیقہ کو دیکھے گا نہ گواہون سے سوال کرے گا اور تجھکو یکہ و تنہا اس گھر سے نکالے گا اور حفرۂ قبر مین ڈالے گا پس دیکھ اے شریح کہ مال غیر حلال سے تو تو نے یہہ مکان نہ خرید کیا ہو کہ دنیا و آخرت دونو کا خسارہ ہین ہے اگر تو اس بیع و شرا کے وقت میرے پاس آتا تو مین تجھکو ایسا قبالہ لکھدیتا کہ پھر اس مکان کو ایک درہم کو بھی نہ خرید کرتا صورت اسکی یہہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ ایک مکان ہے جسکو ایک بندۂ ذلیل نے دوسرے مہیائے رحیل کے پاس سے خرید کیا ہے وہ دار غرور ہے جو اہل عدم و فنا کے ساتھ اتصال رکھتا ہے اور خطۂ ہالکین سے ملحق ہے **حدود اربعہ** اسکے یہہ ہین پہلی حد دواعی آفات دوسری دواعی مصیبات تیسری ہوائے نفسانی کہ مہلک مردی ہے چوتھی شیطان مضل و مغوی اور اسی سمت مین دروازہ اس مکان کا کھلا ہوا ہے اس مغرور امل نے اس مرہون اجل سے اسکو مول لیا ہے قیمت اسکی یہہ ہے کہ عز راحت و قناعت سے نکل کر ذل طلب ضراعت مین داخل ہو پس جو نقص اس مشتری کو اس بیع سے ہوگا حوالہ اکال الموت ہے کہ مبلبل اجسام ملوک شاہان و سالب نفوس جباران و گردن کشان ہے وہی ہے کہ سلطنت کسرے و قیصر و تبع و حمیر کو زائل کرتا ہے اور گرد آورندگان مال و منال دنیوی کو نیست و نابود فرماتا ہے پس ضرور ہے کہ یہہ سب سامنے حضرت رب الارباب کے حاضر ہون تاکہ وہ جل شانہ انکے درمیان حکم بحق کرے وخسر هنالك المبطلون شاہد ہوئی اس بیع پر عقل جبکہ قید حرص و ہوا سے آزاد اور علائق دنیا سے بری ہو ۔

بدعاتی چند کہ در زمان خلفائے سابقین جاری شدہ و در عہد معدلت مہد آن سرور تغیر و تبدیل نیافتہ

واضح رہے کہ بموجب مذہب شیعہ امامیہ امیر المومنین کو زمان خلافت اپنی مین بھی ارتکاب تقیہ سے چارہ نہ تھا چونکہ پیروان خلفائے سابقین اسوقت بھی بکثرت و قدرت موجود تھے لاجرم مسائل خلافی بموجب انکے مذہب کے نافذ و جاری ہوتے تھے ۔ چنانچہ شریح[1] قاضی منسوب کردہ عمر بن الخطاب قضائے کوفہ پر مامور تھا امیر المومنینؑ کوفہ مین تشریف لائے تو اسکے احکام خلاف حق پاکر کچھ روز اپنی تشریف آوری کے بعد اسکو قضائے کوفہ سے معزول کرنا چاہا ۔ لیکن اہل کوفہ اس سے مانع آئے اور کہا ہم راضی نہین کہ قاضی نصب کردہ عمر معزول ہو امیر المومنینؑ نے بخوف فتنہ اسکو بحال رکھا ۔ اور ابراہیم ثقفی نے کتاب غارات مین نقل کیا ہے کہ حضرت نے شریح کو کہلا بھیجا کہ جس طریق سے آگے حکم کرتا تھا کرتا رہ جبتک کہ امر مسلمانان متفق و مجتمع ہو ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اسکو بوجہ اختلاف امت مجبورًا اجازت حکم دی ۔ نہج البلاغہ مین ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا لو قد استوت قدمای من هذه المداحض لغيرت اشياء یعنی اگر میرے دو قدم ان مزالق و مداحض مین قرار پذیر ہوتے تو مین بہت سی باتون کو بدل ڈالتا پس منجملہ ان بدعات کے ایک بدعت تراویح ہے کہ باوجودیکہ اسکا بدعت ہونا خود بقول حضرت خلیفہ ثانی ثابت و مسلم ہے ۔ مگر یہہ لوگ اسکو ترک نہ کرتے تھے اور ارشاد جناب امیرؑ کو اس مقدمہ مین نہ مانتے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امیر المومنینؑ کوفہ مین تشریف لائے تو امام حسنؑ کو امر کیا کہ منادی کرین کہ کوئی نماز نافلہ رمضان کو بجماعت

[1] شریح قاضی حارث بن قیس کندی تابعین سے ہے عمر نے اسکو قضائے کوفہ پر مقرر کیا ۷۵ سال برابر اس کام پر مامور رہا الا تین سال جس سے کہ زمانہ فتنہ عبد اللہ زبیر مین امتناع و انکار کیا آخرش عہد حکومت حجاج بن یوسف ثقفی مین مستعفی ہوا ازان بعد وہ شخصون کے درمیان حکم نہ کیا تا اینکہ فوت ہوا ۱۲ کذا فی مجمع البحرین

اوا ہو کرے حضرت امام حسنؑ نے حسب الحکم شہر کوفہ میں اسکی منادی فرمائی تو صدائے واعمراہ واعمراہ ہر چہار جانب بلد سے بلند ہوئی چنانچہ جب حسن مجتبیٰ
خدمتِ پدر عالی قدر میں واپس آئے تو حضرت نے اُنسے پوچھا کہ یہہ صدا کیسی ہے - عرض کی کہ لوگ واعمراہ واعمراہ پکارتے ہیں حضرت نے فرمایا انسے کہدو
کہ جسطرح چاہیں نماز پڑہیں - اور نیز منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے خطبہ فرمایا جبکہ مجمع اہل بیت و خواص شیعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے پس فرمایا کہ مجھسے
پیشتر والیان حکومت چند دیدہ و دانستہ خلاف سنت حضرت رسالت پناہ عمل میں لاتے تھے تاکہ آنحضرتؐ کے عہد کو نقض کریں اور سنت آنحضرتؐ کو
بدل دیں - اگر میں ان لوگوں کو امر کروں کہ ان امور کو ترک کریں اور موافق عہد رسولخدا عمل درآمد کرنے پر مجبور کروں تو تمام لشکر مجھسے متفرق ہوجائے
بحدیکہ تنہا و اکیلا رہ جاؤں اور بجز چند قلیل میرے شیعوں کے جو میری فضیلت کو پہچانتے ہیں اور میری امامت کو کتاب خدا و سنت رسول اللہ سے
فرض و واجب جانتے ہیں کوئی میرے ہمراہ نہ رہے قسم بخدا کہ مینے امر کیا تھا - کہ ماہ رمضان میں سوائے فرائض کے دیگر نمازیں بجماعت نہ پڑہیں اور کہا تھا
کہ نافلہ رمضان کو بجماعت ادا کرنا بدعت ہے پس میرے اہل لشکر جو میرے ساتھ ہو کر جہاد کرتے ہیں چلائے کہ سنت عمر کو بدلتے ہیں اور ہمکو نماز نافلہ
رمضان سے منع کرتے ہیں حتّٰے کہ مینے خوف کیا کہ فتنہ عظیم میرے لشکر میں حادث ہو جسکا تدارک حیز امکان سے باہر ہو - اور نیز فرمایا اُس جنابؑ نے کہ
اگر میں اجرائے احکام پر قدرت تام رکھتا تو امر کرتا کہ مقام ابراہیم کو اُس مقام سے جہاں عمر بن الخطابؓ نے بموجب عہد جاہلیت رکھ چھوڑا ہے اُٹھا کر
اور جہاں حضرت رسولخدا نے رکھا تھا نصب کریں اور فدک کو جو زمانہ خلیفہ اول میں مسلوب و مغصوب کیا گیا ورثہ فاطمہؑ کیطرف رد کریں اور صاع
و مدّ رسول بموجب عہد رسول اللہ مقرر کیا جائے اقطاع و جاگیریں جو حضرت رسولخدا نے عطا کی تھیں اور وہ ان لوگوں سے لے لی گئیں ہیں
انکی طرف واپس ہوں - دار جعفر بن ابی طالب کہ مسجد میں شامل کر لیا ہے اُس سے جدا ہو کر اُنکے ورثا کو دیا جائے - اموال خمس اُسکے اہل و مستحقین کو ملے
جو قضیے بجور و ستم فیصل ہوئے فسخ ہوں اور عورات کہ اُنکے موافق مردوں سے چھینی گئی ہیں اُنکے شوہروں کو مسترد ہوں - ذراری بنی تغلب کہ عمر نے
اہل ذمہ میں شامل کر کے رہا کر دئے دوبارہ اسیر ہوں اراضی خیبر تقسیم شدہ واپس لیجائے دیوان عطا محو ہو اور تقسیم بالسویہ موافق سنت رسول اللہ
رواج پائے تاکہ بہہ مال و دولت عنیا ہو نے پائے ہر روایت دیگر فرمایا کہ امر کرتا کہ قانون مساحت کو دور کریں اور امر نکاح میں درمیان وضیع و
شریف و عرب و عجم کے مساوات رکھتا - اور خمس رسول کو بموجب منزل من اللہ جاری کرتا مسجد رسول اللہ کو اُسکی اصلی ہیئت پر لاتا جسپر کہ وہ تھی
جو دروازے مسجد میں کھولے گئے اُنکو بند اور جو بند کئے گئے اُنکو کشادہ کرتا - مسح علے الخفین کو حرام کرتا اور شرب نبیذ پر اجرائے حد شرعی فرماتا متعتین
یعنی متعہ نساء و متعہ حج کو رواج دیتا - اور امر کرتا کہ نماز جنازہ میں بجائے چار تکبیروں کے پانچ تکبیریں کہیں اور بسم اللہ کو نماز میں با آواز بلند پڑہیں
اور جو کچہ مسجد رسولخدا میں داخل ہوا ہے اُسے خارج اور جو خارج رہا اُسکو داخل کرتا اور لوگوں کو بحکم قرآن - و طلاق و سنت رسول پر عمل کرتا

ملاحظہ ہو کہ یہہ کلام آنحضرت کا قبل خلافت کے ہو یا اگر زمان خلافت میں ہو تو گذشتہ زمانہ کا حال بیان کرنا مقصود ہو گا ہو گیونکہ یہہ امر مشہور ہے مستفیض سے کہ آنجناب اپنے عہد خلافت میں علے السویہ تقسیم فرماتے اور کوئی تقیہ اس بارہ میں نہیں فرمایا ۱۲ منہ عفی عنہ قانون مساحت سے مراد بدعت حضرت عمر ہے کہ ملک خطا ختن و مادہ کو اُنکی بد ختونا سے شمار کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اُسنے بجائے دہم و بیستم حصہ زکوٰۃ غلہ کے جو خدا و رسول کی طرف سے مقرر تھی - قانون خراج و لگان مقرر کیا کہ بحساب مساحت اراضی وصول کیا جاتا تھا چنانچہ عراق و بیشانانا عراق پر ہر جریب پر ایک درہم یا ایک قفیز غلہ حسب قاعدہ سلاطین فارس مقرر کیا اور دیہی و لواحق مصر پر ایک دینار یا ایک اردب فی جریب لگایا جیسا کہ شاہان سکندریہ لیتے تھے حالانکہ بغوی نے شرح السنۃ میں اور دیگر علمائے اہلسنت نے بھی ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ انحضرت نے فرمایا کہ شیوع عراق سے درہم و قفیز و شام سے دینار و اردب کو منع کیا اور سبب مصر یہ تھا کہ اس کا ہوتا ہے سبب اول شہر کوفہ کی مساحت کی گئی اکثر علما نے کہا کہ اس قاعدہ مساحت نے شرع اسلام کو محو کیا کذا فی البحار ۱۲

اور صدقات کو انکے اقسام وحدود کے ساتھ وصول کرتا۔ اور وضو وغسل وصلوٰۃ کو انکے مواقیت وشرائط ومواضع کی طرف راجع کرتا۔ اور اہل نجران کو انکے موضع ومقام کیطرف واپس بھیجتا اور اسیران فارس وسائر خلائق سے بموجب کتاب خدا وسنت رسول خدا عمل ودرآمد کرتا۔ اور عظیم ترین اشیے عطائے سہم وذوی القربیٰ ہے۔ حق تعالی فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل

ترجمہ آگاہ رہو کہ جو شئے تمکو غنیمت مین ہاتھ لگی ہے پس خدا کے لئے ہے اسکا پانچوان حصہ اور رسول کے لئے اور ذوی القربیٰ اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کے لئے۔ پس قسم بخدا کہ ذوی القربیٰ جنکو حقتعالی نے اپنے اور اپنے نبی کے قرین کیا ہم ہین کہ اس جل شانہ نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمارا اور اپنے نبی کا اکرام کیا اور چرک پلیدی دستہائے خلائق سے ہمکو محفوظ رکھا۔

شمہ از مکارم اخلاق ومحاسن اوصاف وعادات امیر المومنین کہ تعلق بزمان خلافت دارد تاریخ الخلفا مین مدائنی سے روایت کی ہے کہ جب علی علیہ السلام کوفہ مین تشریف لائے تو ایک مرد حکمائے عرب حضرت کی خدمت مین داخل ہوا اور عرض کی قسم بخدا اے امیر المومنین تم نے خلافت کو زینت دی اس نے تمکو زینت نہین دی اسکا مرتبہ تم نے بلند کیا اس نے تمہارا رتبہ نہین بڑہایا وہ تمہاری حاجتمند تھی تم اسکی احتیاج نہ رکہتے تھے۔ اور کتاب غارات ابراہیم ثقفی مین حکایت کی ہے کہ علی علیہ السلام کی زرہ کھو گئی تھی ایک نصرانی کے پاس اسکو پایا اس نصرانی کو شریح قاضی کے پاس لے گئے کہ دعوے پیش کرین شریح حضرت کو دیکھ کر تعظیم کے لئے اٹھا اور چاہا کہ مسند پر آنحضرت کو بٹھائے فرمایا کہ اپنے مقام پر بیٹھ اور آپ اسکے ایک طرف بیٹھ گئے اور کہا میرا خصم مسلمان ہوتا تو مین اسکے برابر بیٹھتا مگر وہ نصرانی ہے اور حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ انکی تصغیر وتحقیر کرو انکی بغیر اسکے کہ ان پر ستم کرو پھر فرمایا کہ یہہ زرہ میری ہے۔ نہ مینے اسکو بیع کیا ہے نہ ہبہ کیا ہے۔ نصرانی نے کہا زرہ میری ہے اور مین امیر المومنین کو بھی دروغگو نہین کہتا۔ شریح نے کہا یا امیر المومنین آپکے پاس کوئی گواہ ہے کہ زرہ آپ کی ہے فرمایا نہین پس شریح نے فیصلہ بحق نصرانی صادر کیا نصرانی زرہ لیکر چلا۔ تھوڑی دور جاکر پلٹا۔ اور کہا قاضی کے پاس پیادہ پا جائین اور قاضی برخلاف حکم کرے اسکو قبول فرمائین بیشک یہہ اوصاف انبیا کے ہین پس کلمہ شہادتین پڑہا اور مسلمان ہو گیا اور کہا قسم بخدا کہ زرہ آپکی ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا جبکہ تو اسلام لایا تو زرہ مینے تجھکو بخشی اور ایک گھوڑا اسکو اپنے پاس سے عنایت کیا۔ راوی کہتا ہے کہ مینے اس نصرانی کو جنگ نہروان مین دیکھا کہ حضرت امیر کے ساتھ مصروف جہاد ہے اور نیز غارات مین ہے کہ امیر المومنین نماز صبح سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب تک مصروف تعقیبات رہتے آفتاب طلوع ہوتا تو فقراء ومساکین طبقات ناس آپکے پاس جمع ہو جاتے انکو فقہ وقرآن تعلیم کرتے پھر ایک وقت معین پر مجلس برخاست کرتے تھے امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین ہر صبح بازارہائے کوفہ مین تشریف لیجاتے اور تازیانہ سبتیہ[سلہ] ذو طرفین دوش مبارک پر ہوتا پس ہر ایک بازار مین کھڑے ہوتے اور بآواز بلند فرماتے اے معشر تجار اپنے کاروبار مین استخارہ کو مقدم کرو اور سہولت سے برکت چاہو خریدارون سے قرین وحلم ووقار سے مزین ہو دروغ وقسم سے اجتناب کرو ظلم وحیف سے باز رہو مظلومون کا انصاف دو ربا کے پاس نہ جاؤ۔ کیل ومیزان کو پورا کرو اور اشیا کو کم وکوتاہ نہ کرو

[سلہ] سبتیہ نام ہے اس درہ کا جو علی علیہ السلام کے ساتھ رہتا تھا اور حدیث مین ہے کہ آپکے پاس ایک درہ تھا جسکے سابتان یعنی دو طرفین تھین ۱۲ مجمع البحرین

اور ملک میں تباہی و فساد نہ ڈالو پس تمام بازاروں میں گشت کرتے اور یہہ اشعار زبان فصاحت بیان سے ارشاد فرماتے تَفْنَى اللَّذَاذَةُ مِمَّنْ نَالَ شَهْوَتَهَا ؛ مِنَ الْحَرَامِ وَيَبْقَى الْإِثْمُ وَالْعَارُ ؛ تَبْقَى عَوَاقِبُ سُوءٍ فِي مَغَبَّتِهَا ؛ لَا خَيْرَ فِي لَذَّةٍ بَعْدَهَا النَّارُ ؛ نیز منقول ہے کہ وہ جناب پیادہ پا تنہا بازاروں میں تشریف لیجاتے راہ گم کردہ کو راستہ پر لگاتے بلکہ اسکے مقصود و مراد کو پہنچاتے ضعیف سے ملتے تو اعانت فرماتے کسیکو قرآن غلط پڑھتے دیکھتے تو تعلیم کرتے اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت کرتے جسکا مضمون یہہ ہے کہ ہمنے خانۂ آخرت کو اس جماعت کے لئے مقرر کیا ہے جو پلیدی و فساد کو زمین میں طلب نہ کرے۔ اور نیکی عاقبت کی پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ اور یہی منقول ہے کہ وہ حضرت نماز عشا سے فارغ ہوتے تو باآواز بلند جسکو تمام اہل مسجد سنیں تین مرتبہ ان کلمات طیبات کو تکرار فرماتے۔ ایہا الناس تجہیز سفر کرو کہ تمہارے درمیان کوچ کی منادی ہو چکی ہے نداے رحیل کے بعد دنیاے فانی کیطرف میل و رغبت کا اظہار کسلئے اس سفر میں بہترین زاد تقوے و پرہیزگاری ہے ساتھ لو آگاہ رہو کہ طریق معاد ہے و گزرگاہ پل صراط و ہول عظیم تمہارے آگے و عقبہ کوود و منازل مخوف پر تمہارا راستہ ہے جس سے گزرنا اور ان پر توقف کرنا لابد ہے۔ اگر اس ہول عظیم و وحشت خطیر و فصاحت منظر و شدت مخبر سے نجات ملی تو یہہ رحمت خدا ہے ورنہ وہ ہلاکت درپیش ہے جسکے لئے کوئی تلافی نہیں **نقل** ہے کہ کسینے حضرت امام جعفر صادقؑ سے کہا یا ابن رسول اللہ کچھ لوگ علیؑ کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ فرمایا کیا عیب جوئی کرینگے آنحضرت کی کوئی عیب و منقصت تھی کہ وہ رکھتے تھے قسم بخدا کہ کبھی دو امر اطاعت خدا کے آنحضرت پر وارد نہیں ہوئے مگر سخت تر و شاق تر کو انہے اختیار کیا۔ عمل کرتے تھے گویا کہ مابین جنت و نار کھڑے ہیں ثواب اہل جنت کو دیکھتے ہیں اور انکے اعمال بجالاتے ہیں اور عذاب اہل جہنم کا ملاحظہ کرتے ہیں اور انکی حرکات سے باز رہتے ہیں جسوقت نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ کہتے تو رنگ مبارک زرد ہو جاتا تھا ایک ہزار بردے اپنے دست رنج و عرق جبین سے راہ خدا میں آزاد کئے۔ اور عبداللہ بن حسن بن حسنؑ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے ایک ہزار غلام اپنی محنت و مزدوری سے صرف زمانہ رسولخدا میں آزاد کئے۔ ایام خلافت میں اموال اطراف و اکناف ملک سے آنحضرت کے لئے آتے تھے مگر انکا حلوا صرف خرما تھا اور لباس کرباس خشن سے ہوتا تھا محمد بن مسلم کہتا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے میرا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ امام تمہارے مثل بندوں کے بیٹھتے اور مثل بندوں کے طعام تناول فرماتے اور دوں کو نان و گوشت عنایت فرماتے خود نان جو روغن زیتون کے ساتھ نوش کرتے دو پیراہن خریدتے بہتر انمیں سے غلام کو پہناتے زبون تر آپ پہنتے آستین اسکی دراز ہوتی تو قطع فرماتے پیراہن بڑا ہوتا تو اسکو کوتاہ کرتے دو امر آنحضرت پر وارد ہوتے تو جسمیں مشقت زیادہ ہوتی اسکو اختیار فرماتے تھے اتنی بڑی بادشاہی آپ کی تھی۔ مگر کبھی خشت پر خشت نہ رکھی اور کبھی قطعہ زمین کا اپنے لئے خرید نہ کیا۔ زر سرخ و سفید سے کچھ آپنے میراث میں نہ رہا الا سات سو درہم کہ اپنے اہل کے لئے کنیز خریدنے کو رکھے تھے۔ کوئی شخص آپکی عبادت کی طاقت نہ لاتا تھا۔ ایک بار علی بن الحسین زین العابدینؑ کتاب حالات امیر المومنینؑ کو ملاحظہ فرماتے تھے بار بار اسکو دیکھتے اور زمین پر رکھتے اور کہتے کہ کون شخص آنحضرت کی عبادت کی طاقت رکھتا ہے ایک روز ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے کو تشریف لیگئے اور اس سے ارشاد کیا کہ دو جامے مجھکو درکار ہیں اس مرد نے کہا یا امیر المومنینؑ جیسے آپ کو مطلوب ہے میرے پاس موجود ہے جب آنحضرت نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے پہچانا تو دوسری دکان

جو لوگ کہ شہوات نفسانی کو حرام سے حاصل کرتے ہیں لذتیں انکے فنا ہو جاتی ہیں اور گناہ و عار انکے لئے باقی رہ جاتے ہیں انجام کار عاقبت بد انکے لئے باقی رہتی ہے اس لذت میں کوئی خیر و خوبی نہیں جسکے بعد آتش جہنم موجود رہے۔

تشریف لے گئے ایک لڑکا وہان بیٹھا تھا حضرت نے دو جامے اُسکے پاس سے خرید فرمائے ایک تین درہم کو ایک دو درہم کو جو تین درہم کو خریدا تھا قنبر کو عنایت کیا اُس نے عرض کی یا امیر المومنین یہہ جامہ نفیس ہے اسکو آپ پہنین کسلئے کہ آپ مجلس مین مجمع کے درمیان خطبہ فرماتے ہین فرمایا اے قنبر تو جوان ہے اور جوانون کے لیے پوشاک نفیس لائق تر ہے مجھکو خدائے تعالے سے شرم آتی ہے کہ پوشاک مین تجھ پر زیادتی لیجاؤن اسلئے کہ مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ آپنے فرمایا جو کپڑا آپ پہنے وہی لونڈی غلام کو پہنا دے جو کھانا آپ کھائے وہی انکو کھلائے غرضکہ کمتر جامہ آپ پہنا اور بہتر قنبر کو پہنایا نیز منقول ہے کہ وہ جناب پیراہن پہنتے تھے اگر آستینین اُسکی دراز ہوتین تو اُنکو قطع کروا کر اُسکی ٹوپیان فقراکو تقسیم کرتے الغرض جب اُس لڑکے کا باپ دکان پر آیا اور اسکو معلوم ہوا کہ حضرت دو جامے پانچ درہم کو خرید کر لے گئے ہین خدمت مین اُس جناب کی حاضر ہوا اور عرض کی میرے بیٹے نے آپ کو نہ پہچانا یہہ دو درہم آپکے نفع کے لئے حضرت نے فرمایا کہ مین اس قیمت پر راضی ہو کر لایا ہون اور درہم دیکر ہوئی چیز کو پھیر لیتے ہین کتاب غارات مین ہے کہ امیر المومنینؑ تلوار ہاتھ مین لئے بازار کوفہ مین کہتے تھے کہ کون ہے جو اس تلوار کو خرید کرے قسم بخدا کہ اگر میرے پاس پاجامہ کی قیمت ہوتی تو اسکو فروخت نہ کرتا ابو رجا کہتا ہے کہ مینے عرض کی کہ مین آپکے ہاتھ پاجامہ بیچتا ہون اور اسکی قیمت آپ پر قرض چھوڑتا ہون جسوقت مال آپکے پاس آئے ادا کرین پس مینے پاجامہ حضرت کو دیا اور آپنے بروقت تقسیم اموال اُسکی قیمت مجھکو عنایت فرمائی منقول ہے کہ فالودہ حضرت کے لئے لائے نوش نہ فرمایا علے ہذا ایک مرتبہ خبیص[1] حاضر کیا اُسکے بھی کھانے سے انکار کیا پوچھا آیا آپ اسکو حرام جانتے ہین فرمایا نہین لیکن اندیشہ ہے کہ میرا نفس ان چیزون کا شائق ہو پس اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ مین بروز عید جناب امیرؑ کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا مینے کہ نان خشک اور آرد شیر مین پکا ہوا حضرت کی روبرو رکھا ہے عرض کی مینے یا حضرت آپ بروز عید بھی یہہ طعام کھاتے ہین فرمایا عید اُس شخص کے لئے ہے کہ گناہ سے پاک اور عصیان سے آمرزیدہ ہو۔ اور نیز سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ مین ایک مرتبہ آنحضرت کی خدمت مین آیا دیکھا مینے کہ ایک پیالہ لبن آپکے سامنے رکھا ہے کہ اُسکی بوئے ترش مجھکو آئی اور دیکھا مینے کہ نان خشک دست مبارک مین ہے جسپر جو کی بھوسی لگی ہے اور وہ حضرت بمدد زانو اُسکے توڑنے مین مصروف ہین لونڈی حضرت کی فضہ آپکے پاس کھڑی تھی مینے کہا اے فضہ تمکو انکی ضعیفی پر ترس نہین آتا کہ آرد کو اُن کے لئے چھان لیتین فضہ نے کہا کیونکر نا فرمانی کرین ہمکو آرد چھاننے سے منع کیا ہے پس امیر المومنینؑ میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کیا کہتا ہے مینے عرض کی کہ اگر یہہ آرد چھانا جاتا تو بہتر تھا۔ امیر المومنینؑ یہہ سنکر گریان ہوئے اور فرمایا میرے مان باپ فدا ہون تم پر یا رسول اللہ کبھی آپنے طعام سیر ہو کر نہ کھایا جبتک کہ دنیا سے مفارقت کی اور کبھی آرد آنحضرت کے لئے غربال نہ کیا گیا عقبہ بن علقمہ کہتا ہے کہ مینے ایک بار دیکھا کہ لبن ترش آپ کے آگے رکھا ہے کہ اُسکی بوئے ترش مجھکو ناگوار معلوم ہوئی اور ریزہ ہائے نان خشک اُسمین پڑے ہین عرض کی مینے یا امیر المومنینؑ آپ یہہ کھانا تناول کرتے ہین فرمایا اے ابو الجنوب حضرت رسولخدا اس سے ناخوش تر کھانا کھاتے تھے اور اپنے لباس مبارک کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اس سے خشن تر لباس پہنتے تھے اگر مین آنحضرت کی ماکول و ملبوس مین پیروی نہ کرون تو خوف ہے کہ اُنکے ساتھ ملحق نہون نیز منقول ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنینؑ نے اے اہل کوفہ اگر مین تمہارے درمیان سے سوائے رخت ضروری و شتر بارکش و فلان غلام کے اور کوئی چیز لیکر جاؤن تو جاننا کہ خائن ہے نفقہ آنحضرت کا آپکے غلات مدینہ و ینبوع سے آتا تھا اور وہ

---

[1] خبیص کا ایک حلوا ہست کہ از خرما و روغن سازند و بفارسی افروشہ گویند ۱۲ منتہی

نان وگوشت کھلاتے تھے اور خود نان و روغن زیت نوش فرماتے اور دست مبارک شکم پر پھیرتے اور فرماتے تھے قسم بخدائے عزوجل کہ کبھی خیانت
سے اسکو پر نہ کرونگا اور خالی شکم دنیا سے جاؤنگا۔ نیز منقول ہے کہ ایک روز عمرو بن حریث ہنگام چاشت جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ فضہ ایک
تھیلا لیکر آئی اسپر مہر مبارک حضرت کی لگی ہوئی تھی۔ جب اسکو کھولا تو دیکھا کہ حضرت نے نان خشک بے چھنے آٹے کی اُس میں سے نکالی عمرو نے کہا اے فضہ
کسواسطے تم نے اس آٹے کو نہ چھانا اور صاف نہ کیا اُس نے کہا کہ میں پہلے آٹا چھان کر پکاتی تھی حضرت نے مجھے منع فرمایا اور کبھی اسکو لذیذ بھی کر دیا کرتی
تھی اس سبب سے حضرت نے اس پر مہر لگانی شروع کر دی پس اُس جناب نے نان خشک کو ریزہ کیا اور پانی اُس پر ڈالا اور نمک چھڑک کر تناول کیا پھر فرمایا
اے عمرو بن حریث اجل نزدیک پہنچی ہے اور دست مبارک محاسن پر پھیر کر فرمایا کہ اس ریش کو ہرگز آگ سے آشنا نہ کرونگا اور یہی میرے لئے کافی ہے منقول
ہے کہ منبر جسپر امیر المومنینؑ خطبہ فرماتے تھے آجر یعنی خشت سے تھا۔ ابو اسحاق سبعی کہتا ہے کہ میں بروز جمعہ اپنے باپ کی گردن پر سوار تھا دیکھا میں نے کہ امیر المومنینؑ
علی ابن ابی طالب خطبہ فرما رہے ہیں اور اپنی آستین مبارک کو ہلاتے جاتے ہیں میں نے اپنے باپ سے کہا کیا امیر المومنینؑ کو گرمی معلوم دیتی ہے کہا اُنکو گرمی سردی
کچھ نہیں لگتی مگر پیراہن کو دھویا ہے کیونکہ اسکے سوا دوسرا پیراہن نہیں رکھتے وہ تر ہے اسلئے اسکو حرکت دیتے ہیں کہ خشک ہو جائے نیز ابو اسحاق مذکور
کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھکو بلند کیا پس دیکھا میں نے کہ وہ حضرت سفید سر و سفید ریش عریض مابین منکبین وسیع الصدر ہیں نیز منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے
بازار کوفہ میں خرمے خریدے اور ردا میں باندھ کر گھر کیطرف تشریف فرما ہوئے اصحاب نے دیکھا تو چاہا کہ آپکے ہاتھ سے لے لیں فرمایا کہ صاحب عیال
احق و سزاوار ہے کہ بار اپنے عیال کا آپ اٹھائے بروایت دیگر فرمایا کہ کمال کامل کا اس سے کم نہیں ہوتا کہ اپنی عیال کو نفع پہنچائے۔ صالح کہتا ہے کہ
میری جدہ نے دیکھا کہ امیر المومنینؑ خرمے لیجا رہے ہیں سلام کیا آنحضرت پر اور عرض کی کہ یا حضرت یہ بار مجھکو دیں کہ آپکے گھر تک پہنچا دوں قبول نہ کیا اور
فرمایا صاحب عیال اس بار کے اٹھانے کے لئے سزاوار تر ہے پس فرمایا اَلَا تَاکُلِیْنَ مِنْهَا یا چاہتی ہے کہ ان میں سے کچھ کھائے عرض کی نہیں پس حضرت وہ خرما
لیکے گھر میں داخل ہوئے کچھ عرصہ بعد برآمد ہوئے تو وہی ردا جسمیں وہ خرمے بندھے ہوئے تھے اوڑھے تھے پس مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز جمعہ پڑھائی
حالانکہ چھلکے خرموں کے چادر میں نمودار تھے۔ اور نیز منقول ہے کہ جناب امیرؑ پانچ وقت برہنہ پا جاتے تھے اور نعلین کو دست چپ میں اٹھا لیتے تھے
بروز عید الضحیٰ بروز عید الفطر جبکہ نماز عیدین کو جاتے تھے و بروز جمعہ جبکہ نماز جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے چوتھے جب کسی بیمار کی عیادت کو تشریف لیجاتے
پانچویں جب کسی جنازہ کی مشایعت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ میں اسوقت واسطے خدا کے جاتا ہوں چاہتا ہوں کہ پا برہنہ ہوں امام صادقؑ سے
منقول ہے کہ علی علیہ السلام نے لیلیٰ بنت مسعود نہشلیہ کے ساتھ عقد کیا تو ایک حجلہ اُسکے لئے دولت سرائے اُس جناب میں ترتیب پایا گیا حضرت تشریف
لائے تو اُسکے پردوں کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا اہل علیؑ کے لئے بس ہے جس حالت میں کہ وہ ہیں۔ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ وہ حضرت تقسیم اموال میں
تعجیل فرماتے اور کمال عدالت کو اسمیں رعایت رکھتے تھے سب کو مساوی دیتے غریب امیر قریب بعید کا کچھ لحاظ نہ فرماتے تھے صاحب غارات نے نقل
کیا کہ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا کہ حبیب میرے محمد مصطفیٰ مال کو فوراً قسمت کرتے اور کل پر نہ چھوڑتے تھے اُنکے بعد ابوبکر کا بھی یہی وطیرہ رہا۔ عمر خلیفہ ہوا تو
اُس نے دفتر بنایا اور مال کو حبس کیا اور سال بسال تقسیم کرنے کا دستور رکھا لیکن میں بموجب سنت رسولخدا مال کو تقسیم کرتا ہوں پس جمعہ سے پیشتر
تقسیم فرماتے کبھی ایسا ہوتا تھا کہ جمعہ آئے اور بیت المال میں کچھ مال باقی ہو کہتے ہیں کہ شب پنجشنبہ کو بیت المال میں پانی چھڑکواتے تھے اور دو رکعت

نماز تسبیح بجالاتے اور فرماتے اے بیت المال بروز قیامت گواہی دینا کہ میں نے مال مسلمین کو تجھ میں حبس نہیں کیا منقول ہے کہ ایک بار ایک سال میں تین مرتبہ
مال عطا کیا پس خراج صفہان آیا تو فرمایا ایہا الناس صبح کو ہمارے پاس حاضر ہو اور اپنا مال لیجاؤ قسم بخدا کہ میں تمہارا خازن نہیں پس بروز دیگر تقسیم کیا اور
امر کیا کہ بیت المال کو جاروب کریں اور پانی میں چھڑکیں پس دو رکعت نماز پڑہی اور فرمایا اے دنیا کسی اور کو فریب دے کہ میں تیرے دام میں پھنسنے والا
نہیں ہوں۔ نیز ایک مرتبہ خراج صفہان آیا اسکو قسمت کیا ایک گردہ نان سمین سے نکلا اسکے بھی سات حصے کئے اور ہر حصہ مال کے ساتھ ایک ٹکڑا روٹی کا
رکھا۔ پس بدوسیلہ اسباع کو طلب کیا اور ایک ایک حصہ انکو عطا کیا اور کوفہ ان ایام میں اسباع یعنی سات حصوں پر منقسم تھا شعبی کہتا ہے کہ میرا
بچپن تھا میں کھیلتا کھیلتا لڑکوں کے ساتھ رحبۂ کوفہ میں جا نکلا دیکھا ہے کہ دو انبار زر وسیم کے لگے ہیں اور علی علیہ السلام وہاں کھڑے تازیانہ سے
لوگوں کو ہٹا رہے ہیں اور مال کو تقسیم کرتے جاتے ہیں حتے کہ تمام کو قسمت کیا اور کچھ قلیل و کثیر اپنے لئے باقی نہ چھوڑا اور خالی ہاتھ گھر کو چلے گئے میں اپنے
گھر آیا تو اپنے باپ سے کہا کہ میں نے آج بہترین آدمیان یا احمق ترین انسان کو دیکھا اس نے کہا کسکو تو نے دیکھا کہا علی بن ابی طالب کو اور ماجرا گزشتہ بیان
کیا۔ میرا باپ یہہ حال سنکر رونے لگا اور کہا اے فرزند بلکہ تو نے بہترین آدمیان کو دیکھا۔ نیز ابراہیم بن محمد ثقفی نے روایت کی ہے کہ قنبر مولائے امیر المومنین
نے عرض کی یا امیر المومنین آپ تمام مال تقسیم کر دیتے ہیں کچھ اپنے لئے باقی نہیں رکھتے میں نے کسیقدر مال حضرت کے لئے رکھ چھوڑا ہے فرمایا کہاں ہے عرض کی
فلاں مکان میں اور حضرت کو اس مکان میں لے گیا امیر المومنین نے دیکھا کہ چند جوال پر زر سرخ و سفید وہاں رکھے ہیں فرمایا چاہتا ہے کہ میرے گھر کو آتش سے
پر کرے پس تلوار نکالی اور ان جوالوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تمام درہم و دینار زمین پر بکھر گئے پس حکم کیا کہ اسکو تقسیم کریں حسب الحکم تمام تقسیم ہو گیا پس فرمایا
یا بیضاء و یا صفراء غری غیری اے زر سرخ و سفید کسی اور کو فریب دو نیز منقول ہے کہ دو عورتیں بوقت قسمت علی علیہ السلام کے
پاس آئیں ایک عربیہ ایک موالی سے آپ نے ہر ایک کو پچیس پچیس ۲۵ درہم اور ایک ایک کر غلہ مرحمت فرمایا زن عربیہ نے کہا یا امیر المومنین میں عربیہ ہوں
یہہ عجمیہ ہے فرمایا قسم بخدا کہ میرے نزدیک اس مال میں بنی اسمٰعیل کو بنی اسحاق پر ترجیح و تفضیل نہیں۔ نیز غارات میں ہے کہ ایک گروہ اصحاب امیر المومنین
سے حضرت کی خدمت میں داخل ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین تقسیم اموال میں آپ اشراف عرب قریش کو اہل عجم و موالی پر ترجیح دیں اور جنکی طرف سے
اندیشہ خلاف و فرار ہے انکی اعانت زیادہ تر ملحوظ و مرعی رکھیں یہہ اسلئے کہ معاویہ کے پاس جو لوگ ادہر سے بھاگ کر جاتے تھے وہ انکی مدارات
و خاطر داری کرتا تھا۔ امیر المومنین نے یہہ سنکر فرمایا تم امر کرتے ہو کہ بجور و ستم سے نصرت طلب کروں قسم بخدا کہ میں یہہ ضلالت و گمراہی اپنے لئے
کبھی پسند نہ کرونگا جبتک کہ آفتاب ستارے آسمان سے طلوع کریں واللہ کہ اگر یہہ مال میرا اپنا ہوتا تب بھی انکے درمیان بالسویہ تقسیم کرتا چہ جائیکہ
اب یہ مال خدا کا ہے پس قدرے خاموش رہے پھر فرمایا جسکو حقتعالے اپنے فضل و کرم سے مال عطا کرے لازم ہے کہ اسکو فاسد و ضائع نہ کرے
تحقیق کہ مال کا غیر حق میں خرچ کرنا اسراف و تبذیر ہے جو بے موقع اسکو اٹھاتا ہے اور غیر مستحقین کو دیتا ہے حقتعالے انکے شکر سے اسے محروم فرماتا ہے
اور اسکی محبت کو انکے دلوں سے دور کرتا ہے اگر کوئی انمیں احیاناً اسکے ساتھ اظہار محبت کرے تو وہ دروغ زن و خوشامد گو ہے چاہتا ہے کہ آئندہ بھی
اسکے خوان عطا و نوال سے بہرہ ور ہو اگر کبھی یہہ مال دینے والا اوسکے نزدیک میں اسکا محتاج ہو تو معلوم کرے گا کہ وہ شریر ترین و بدخلیل ہے پس جو چاہئے
کہ اموال کو امور خیر میں صرف کرے صلہ رحم و مہانداری بجالائے۔ دیت و خون بہا کا کسی کی طرف سے کفیل ہو قرضدار کی اعانت فرمائے فقرا و مساکین

ومہاجرین کے ساتھ سلوک کرے اور ادائے حقوق وتحصیلِ ثواب پر اسکو صبر کرنا چاہیئے - بتحقیق کہ ان خصائل میں برکاتِ دنیا وحسناتِ آخرت ہیں نیز مروی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب برادر زادہ امیر المومنینؑ نے آپکے عرض کی کہ مجھکو نفقہ مرحمت کریں قسم بخدا کہ میرے پاس کچھ خرچ کرنے کو نہیں الا یہہ کہ اپنا چارپایہ فروخت کروں حضرت نے فرمایا واللہ میرے پاس کچھ موجود نہیں کہ تجھکو دوں مگر یہہ کہ تو کہے تو تیرا چچا دزدی کرے اور تجھکو دے - اور نیز امیر المومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ قسم بخدا کہ بستر خار خشک پر استراحت کرنا اور غل وزنجیر گلے میں پہن کر کشان کشان راہ طے کرنا مجھکو آسان ہے اس سے کہ فردائے قیامت حق سبحانہ تعالےٰ سے ملاقات کروں بحالیکہ بندگانِ خدا پر ستم کیا ہو یا اُنکا کچھ مال غصب کیا ہو کیونکر اس نفس کے لیے کسی پر ظلم روا رکھوں کہ جو عرصۂ قلیل میں کہنہ وفرسودہ ہو جائیگا اور بمدت دراز زیر زمین مدفون ومستور رہے گا قسم بخدا کہ عقیل مبتلائے فقر وفاقہ ہو کر ایک صاع گندم کا بیت المال مسلمانان سے خواستگار تھا کہ اپنے عیال واطفال پر انفاق کرے اور اُسکے اطفال کو دیکھا میں نے کہ شدتِ گرسنگی سے چہرے اُنکے متغیر ہو گئے گویا وسمہ لگا کر سیاہ کیا ہے پس مکرر التماس کرتا اور اصرار والحاح کو حد سے گزرتا تھا - میں اپنا کان اُسکے پاس لے گیا تا اینکہ گمان کیا اُس نے کہ میں اپنا دین اُسکے ہاتھ فروخت کرونگا اور اپنا قاعدہ وقانون بدل دونگا پس میں نے لوہے کو گرم کیا اور اُسکے بدن سے لگایا حتےٰ کہ قریب تھا کہ داغ ہو جائے پس عقیل چلایا اور نالہ وفریاد کرنے لگا میں نے کہا ثکلتک الثواکل اُمّک تو اس آگ سے روتا اور غل مچاتا ہے جسے انسان نے براہ بازی روشن کیا ہے اور مجھکو اُس آتش کیطرف کھینچتا ہے جسکو قہر خدائے ذو الجلال نے سلگایا ہے تو اس ایذائے اندک سے شور کرتا ہے - میں زبانۂ آتش دوزخ سے شورش کروں اور اس سے بھی عجیب تر یہہ کہ ایک شخص رات کو کیتقدر حلوائے پوشیدہ سر ہمارے پاس لایا مجھکو اُسے دیکھ کر اسقدر نفرت ہوئی کہ گویا زہر مار میں اُسکو تیار کیا ہے پس میں نے کہا یہہ عطیہ ہے یا زکوٰۃ یا صدقہ ہم اہلبیتِ رسالت پر اُنمیں کوئی شے حلال نہیں کہا یہہ ہدیہ ہے کہ تمہارے واسطے لایا ہوں - میں نے کہا تیری ماں تیرا ماتم کرے تو آیا ہے کہ مجھکو میرے دین سے فریب دے - مگر دیوانہ وسودائی ہوا ہے قسم بخدا کہ اگر ہفت اقلیم مع ما فیہا مجھکو بخشیں کہ نافرمانی حق سبحانہ تعالےٰ کروں اور ایک پوست جو چیونٹی سے باز رکھوں تو قبول نہ کرونگا بتحقیق کہ میرے نزدیک تمہاری دنیا اُس تنکا سے کمتر ہے جو وہاں ملخ میں ہو ما لعلیٍّ ولنعیمِ الدُّنیا علیؑ کو نعماتِ دنیا سے کیا کام - جناب میرزا فصیح علیہ الرحمہ نے مثنوی نان نمک میں کتاب استطرابیہ مواعظ حسنیہ سے نقل کیا ہے ؎

ہے یہہ مضمونِ خبر اے بے خبر
چھوٹے سن میں سبطِ احمدِ نامور
انس رکھتے تھے بہت مہمان سے
کرتے تھے ممنوں اُسے احسان سے
ایک مسافر ایک دن مہمان ہوا
موردِ الطاف بے پایاں ہوا
اتفاقاً گھر میں اُس دن کچھ نہ تھا
تھے گرسنہ اہلِ بیتِ مصطفےٰ
قرض لیکر ایک درم منگوائے نان
تا گرسنہ رہ نہ جائے مہمان
بعد ازاں سوچا پیمبر کا حبیب
روکھی روٹی کھائیگا کیونکر غریب
خشک روٹی گر یہہ کھا دے حیف ہے
سبطِ ختم المرسلین کا ضیف ہے
صحن میں دو چار مشکیں تھیں ہری
مونہہ تلک تھی شہد سے تھیں بھری

۱؎ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں کہتا ہے کہ یہہ حلوا اشعث بن قیس نے حضرت کے لیے بھیجا تھا کہ دشمنانِ ومنافقانِ حضرت سے تھا لاجرم حضرت بھی اُسکو دوست نہ رکھتے تھے اور اُسکی اس ہدیہ بھیجنے سے کوئی دنیوی غرض تھی جو اُسکے دل میں پوشیدہ تھی مگر امیر المومنینؑ اُس پر مطلع ہو گئے اور اُسکو رد کیا ایسا نہ ہوتا تو قبول فرماتے کیلیے کہ پیغمبر خدا ہدیہ قبول فرماتے تھے اور خود امیر المومنینؑ نے ایک جماعت کے اپنے اصحاب سے ہدایا قبول کئے ہیں - ایک مرتبہ آپکے شیعوں سے ایک شخص نے نوروز کے دن حلوا تیار کیا اور امیر المومنینؑ کو اُس کی طرف دعوت کیا آپ یہہ سنکر خندان ہوئے اور فرمایا نوروزوا لنا کل یوم ان استطعتم ایسا نوروز ہمارے لیے ہمیشہ کرو اگر ہو سکے تم سے

تھا بھرا اک مین شہد بین — آئی تھین نزد جناب بو الحسن
منتظر تھا حکم کا وہ نیک نام — عرض کی حاضر ابھی لایا غلام
جن گھڑی حیدر نے کین شکلین طلب — وقت تھا تقسیم کا حاضر تھے سب
عرض کی اس نے حقیقت حال کی — اور سخاوت فاطمہ کے لال کی
یون ہوا فرمان دُرّہ جلد لاؤ — اور کہا شبیر کو گھر سے بلاؤ
بھائی سے جا کر کیا اظہار حال — ڈر گیا سنکر شہ نیکو خصال
تھر تھراتا جبکہ آیا بید وار — سرخ تھا رخ لے علی خورشید وار
ڈر کے بولا یون حسینؑ بن علیؑ — تکو جعفر کی قسم ہے یا ابی
قاعدہ تھا حیدر کرار کا — تھا یہہ شیوہ قدوۃ الابرار کا
بھائی سے حضرت کو بھی الفت کمال — وون ہی آجاتا تھا جعفر کا خیال
اے میرے نور نظر آرام جان — تھا عسل در اصل حق مومنان
یون لگا تب کہنے وہ عالی جناب — مومنین مین مین بھی ہون بوتراب
تب کہا حیدر نے اے سبط رسول — رسم کہتا ہے تو مومن ہے قبول
قبل قسمت کے نہین لینا ضرور — ہے بہت رسم مروت سے یہ دور
پھر دیا قنبر کو درہم اور کہا — جا کے آنا شہد جلدی مول لا

سوچ کر حضرت نے قنبر سے کہا — بہر مہمان شہد ہان مین سے لا
الغرض مہمان نے کھایا شہد و نان — شکر نعمت سے رہا رطب اللسان
دیکھ کر وہ مشک قنبر سے کہا — کیا سبب ہے شہد ہے یہین کم رہا
ظاہرا جرأت ہوئی وہ ناگوار — غیظ مین آیا شہ دلدل سوار
گھر گئے روتے ہوئے حضرت حسنؑ — اشک تھے آنکھون سے پیہم قطرہ زن
سامنے آنیکا کو یارا نہ تھا — پر بغیر آنے کے کچھ چارہ نہ تھا
گوہر تاج شرف پہچان کر — دُرّہ حضرت نے اٹھایا تان کر
عفو کیجے آج تقصیر حسینؑ — ہو معاف اس وقت تعزیر حسینؑ
جب کوئی دیتا تھا جعفر کی قسم — نام سنکر غیظ ہو جاتا تھا کم
الغرض وہ بادشاہ خاص و عام — یون لگا شبیر سے کرنے کلام
مومنون کے حق مین کہہ اے مہ لقا — کب تصرف تھا بھلا تجھکو روا
اپنا حصہ جانکر مین نے لیا — اپنے بدلے اپنے مہمان کو دیا
لیکن ہم تم عترت اطہار ہین — مومنون کے سید و سردار ہین
پہلے دے لیتے ہین تب لیتے ہین ہم — قبل قسمت حصہ کب لیتے ہین ہم
کیا سخاوت ہے پسر کی واہ وا — کیا عدالت ہے پدر کی واہ وا

عادل مین ہے رتبۂ حیدر بلند — ہے سخاوت مین سخی کا سر بلند

﴿ در رفع شبہہ خوارج ﴾

مجھکو ہے تیری حماقت سے یہ ڈر — تیرے دل مین ہو نہ شبہہ کا گزر
اسلئے کینچے دل نہ اپنا شاد کر — سجدۂ سہو پیمبر یاد کر
گر روایت کی سند مین ہووے شک — دیکھ اخبار صحیحہ ست بہک
ہے مواعظ مین رقم یہہ داستان — جسکا جامع ہے امیر راستان
رہنمائے شاہراہ اقتصاد — نخلبند بوستان اجتہاد
الشریف الہاشمی الاولوی — المجید التقی المولوی
مالک اقلیم زہد و اتقا — حکمران کشور حلم و حیا

یعنی تھے معصوم گر شاہ شہید — تھی یہہ جرأت انکے رتبہ سے بعید
تھا ہدایت کے لئے یہہ ماجرا — تا کہ ہووے رغبت عدل و سخا
ہے یہہ شیعون کی کتابون مین رقم — اسکے راوی ہین عقیل با کرم
عالم عامل فقیہ لوذعی — ہادی کامل امام یلمعی
ابر رحمت آفتاب مکرمت — کوکب دری سحاب مکرمت
گلبن شاداب گلزار علی — سید غطریف دلدار علی
حامی دین ماحی کفر و ضلال — سرگروہ عالمان با کمال

علم سے جسکے عقل توام رہا	دین جسکے زور سے محکم رہا	گلبن دین کھل رہا ہے باغ باغ	لا لسان اعداکے دلمین داغ داغ
لکھنؤ اب سبز وار ہند ہے	دمبدم افزون بہار ہند ہے	بحر عمان سے تبحر کم نہین	ہے لبالب چشمہ ہار تعلین

مجالس المومنین مین مجموعہ ورام ابن ابی فراس سے نقل کیا ہے کہ علی بن ابی رافع خازن بیت المال وکاتب امیر المومنین نے کہا کہ بیت المال مین ایک عقد مروارید یعنے موتیونکا ہار تھا جو بصرہ سے ہاتھ آیا تھا ایک مرتبہ عید الضحی نزدیک تھی ام کلثوم دختر امیر المومنین نے کسیکو میرے پاس بھیجا اور وہ عقد بعاریت مجھ سے طلب فرمایا کہ بروز عید اس سے زینت کرین مینے جواب دیا کہ بطریق عاریت مضمونہ دیتا ہون کہ اگر فوت ہوجائے تو اسکا تاوان آپ ادا کرین اُس مقدسہ نے پیغام بھیجا کہ قبول ہے عاریت مضمونہ پردے تین روز بعد بجنسہ تیرے پاس واپس آجائیگا پس مینے وہ عقد دولت سرا سے اس جناب مین بھیجدیا اتفاقاً امیر المومنین اندر تشریف لے گئے تو عقد کو انکے پاس دیکھکر پہچانا پوچھا یہہ ہار تیرے پاس کہانسے آیا عرض کی علی بن ابی رافع خازن بیت المال سے عاریتاً لیا ہے کہ بروز عید اسکو زیور کرون بعد ازان واپس کردون پس حضرت نے مجھکو بلایا اور فرمایا تو بیت المال مسلمین مین خیانت کرتا ہے مینے کہا پناہ لیتا ہون طرف خدا کے اس سے کہ بیت المال مسلمانان مین خیانت مجھ سے صادر ہو فرمایا تو نے عقد مروارید کہ داخل بیت المال تھا کسلئے میری دختر کو عاریتاً دیا۔ مینے عرض کی یا امیر المومنین آپکی صاحبزادی نے مجھ سے عاریتاً مانگا کہ بروز عید اُس سے زینت فرمائین مینے بعاریت مضمونہ مردودہ انکو دیا مین خود اسکا ضامن و ذمہ دار ہون کہ صحیح وسالم اسکے مقام پر پہنچاؤن فرمایا وائے ہو تجھ پر آج ہی اسکو لیکر داخل بیت المال کر اگر بار دگر تجھ سے ایسی حرکت سرزد ہوئی تو تجھکو عذاب کرونگا اور اگر میری دختر نے نہ بطریق عاریتاً مضمونہ مردودہ اسکو لیا ہوتا تو وہ اول ہوتی زنان ہاشمیہ سے جسکا ہاتھ بعلت سرقہ قلم کیا جاتا۔ علی بن رافع راوی حدیث کہتا ہے کہ یہہ خطاب عتاب کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا دختر مطہر آنحضرت نے سُنا تو عرض کی یا امیر المومنین مین آپکی دختر و پارہ جگر ہون مجھ سے زیادہ کون اس زیور کا سزاوار ہے حضرت نے فرمایا اے پارہ جگر میری خواہش نفسانی سے پیر دائرہ حق سے باہر نہ رکھ کیا تمام زنان مہاجرین اس عید مین ایسے زیورات سے مزین ہونگی کہ تجھکو بھی ہونا چاہئے راوی کہتا ہے کہ اس گفت و شنید کے بعد مینے وہ عقد واپس منگا لیا اور اُسکی جگہہ پر رکھدیا۔

ذکر واقعہ ہائلہ شہادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے امیر المومنین علیہ السلام کو انکی شہادت کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا اِنَّ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ شَقِیُّ عَاقِرِ نَاقَۃِ ثَمُوْدَ یُخْضِبُ ہٰذِہٖ عَلٰی فَرْقِکَ فَتَخْضِبُ بِہَا لِحْیَتَکَ یعنے اے علی بدبخت ترین اولین و آخرین نظیر پے کنندہ ناقہ ثمود یعنی عبد الرحمن بن ملجم لعین تمہارے سر پر تلوار لگائیگا جس سے ڈاڑھی تمہاری خون سر سے رنگین ہوجائیگی اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسولخدا نے بروز جمعہ آخر شعبان خطبہ فرمایا اُس مین فضائل و اعمال ماہ مبارک رمضان مفصل ارشاد کئے اسوقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ افضل اعمال اس مہینہ مین کیا ہے فرمایا اے ابو الحسن بہترین اعمال اُس مین اجتناب اور پرہیزگاری ہے امور حرام سے یہہ کہکر حضرت اس جناب پر طاری ہوئی) اور بے اختیار رونے لگے امیر المومنین فرماتے ہین کہ مین نے عرض کی

توقیع ولوذعی مرد جہت تیز خاطر زیرک زود فہم چرب زبان فصیح گویا بر کار آتش ہنتہ منتہی الارب یکے بفتح الیار الاول و ضد الیار الثانیہ مرد تیز خاطر روشن خرد ۱۲ منتہی الارب

یا رسول اللہ باعث اس گریہ و بکا کا آپکے کیا ہے فرمایا اے علی میں اُس حادثہ کو یاد کرکے روتا ہون جو تجھ پر اس مہینہ مین وارد ہوگا گویا
دیکھتا ہون مین کہ تو بحضور قادر بے نیاز مشغول نماز ہے کہ ناگاہ شقی ترین اولین و آخرین شبیہ عاقر ناقہ صالح نے ایک ضربت تیرے سر پر ماری
ہے کہ ڈاڑھی تیری تیرے سر کے خون سے رنگین ہوگئی ہے مینے عرض کی اے رسولخدا یہہ واقعہ میرے دین کی سلامتی مین ہوگا۔ فرمایا ہان
دین تیرا اُسوقت سلامت ہوگا۔ پھر فرمایا اے علی جو تجھے قتل کرے اُس نے گویا مجھے قتل کیا اور جو تجھ سے عداوت رکھے اُس نے مجھ سے عداوت
رکھی۔ اور جس نے تجھے ناسزا کہا اُس نے مجھے ناسزا کہا تحقیق کہ تو مجھسے بمنزلہ میری جان کے ہے تیری روح میری روح سے ہے اور تیری طینت
میری طینت سے ہے تحقیق کہ حقتعالے نے ہم دونو کو ایک نور سے پیدا کیا ہے اور تمام خلائق پر ہمکو بزرگی بخشی پس مجھکو نبوت اور تجھے امامت
کے لئے اختیار کیا۔ جو انکار کرے تیری امامت کا اُس نے میری نبوت کا انکار کیا۔ اے علی تو وصی میرا ہے اور باپ میرے فرزندونکا۔ اور
شوہر ہے میری دختر کا اور خلیفہ ہے میرا میری اُمت پر میری حیات مین اور بعد وفات کے تیرا امر میرا امر ہے اور تیری نہی میری نہی ہے۔ قسم ہے
اُس خدائے عزّوجل کی جس نے مجھکو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا اور بہترین خلائق گردانا کہ تو حجّتِ خدا ہے تمام خلقت پر اور امین ہے اُسکے رازون پر
اور خلیفہ ہے اُسکے بندون پر ۔ **اور** نیز مروی ہے کہ جب امیر المومنینؑ غزوۂ خندق مین عمرو بن عبدود سے لڑے قبل اسکے کہ حضرت اسکو واصل
جہنم کرین اُس ملعون نے ایک ضربت سر مبارک پر ماری کہ اُسکے صدمہ سے سر اقدس پھٹ گیا۔ پھر حضرت نے اُسکو قتل کیا اور خدمت بابرکت
حضرت رسالت مین حاضر ہوئے تو حضرت نے دستِ مبارک سے اُس زخم کو باندھا اور دہن مبارک سے اُس مقام کو پھونکا۔ وہ زخم بھر آیا
اور اچھا ہوگیا۔ پھر فرمایا کہان ہونگا مین اُسوقت جبکہ اس سر کے خون سے اس ڈاڑھی کو رنگین کرینگے ۔ **اور** ابن عباس سے منقول
ہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی خدائے تعالےٰ نے ہماری محبت کو آسمانون پر عرض کیا سب سے پہلے ساتوین آسمان نے اُسکو
قبول کیا خدائے تعالےٰ نے اُسکو عرش و کرسی سے زینت بخشی بعد اُسکے چوتھے آسمان نے قبول کیا اُسکو بیت المعمور سے زینت دی۔ پھر پہلے آسمان
نے قبول کیا اُسکو ستارون سے مزیّن فرمایا۔ پھر زمین حجاز نے اجابت کی اُس پر خانہ کعبہ بنایا اور اس سے اُسکو زینت دی۔ بعد ازان زمین شام
نے اجابت کی اُسکو بیت المقدس کے ساتھ زینت عطا کی پس ازان زمین مدینہ نے اجابت کی اُسکو میری قبر سے مزیّن کیا۔ پھر زمین کوفے
نے اجابت کی اُسکو تیری قبر سے مزیّن فرمایا۔ جناب امیر علیہ السّلام نے عرض کی یا رسول اللہ آیا مین کوفہ مین مدفون ہونگا فرمایا ہان اے علی تو
شہید ہوگا اور کوفے کے باہر سفید ٹیلون کے درمیان غریّین[1] کے مدفون ہوگا اور بدبخت ترین اُمت عبدالرحمٰن بن ملجم علیہ اللعنۃ تجھے قتل کریگا
قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جس نے مجھے پیغمبری پر بھیجا ہے کہ گناہ ابن ملجم کا خدا کے نزدیک زیادہ ہے پے کنندہ ناقۂ صالح کے گناہ سے۔ اور اے
علی ایک لاکھ شمشیر عراق سے تیری یاری کرینگی **کتاب** تاریخ مین مرقوم ہے کہ ایک بار معاویہ کو یہہ تردد ہوا کہ مین حضرت امیر المومنین علی بن
ابیطالب سے پہلے مرجاؤنگا۔ یا بعد تک زندہ رہونگا عمرو عاص سے اسکو بیان کیا اور تدبیر پوچھی اُس نے کہا کہ یہہ امر تحقیق نہین ہوسکتا اِلّا اُسی
جناب سے۔ کسلئے کہ اس قسم کے علوم مخصوص ذات بابرکات حضرت علی ابن ابیطالب ہین معاویہ نے کہا اُنسے کسطرح پر دریافت کیا جاوے۔ عمرو نے

[1] غری بروزن غنی عمارت عمدہ اور غریین دو عمارتین مشہور ہین کوفہ مین ۱۲ قاموس

کہا چند آدمیون کو متعین کر کہ وہ یکے بعد دیگرے کوفہ مین جائین اور شہرت دین کہ معاویہ فوت ہوا۔ اس پر جو کچھ اس بارے مین اُس جناب کو علم ہوگا
اُسکو ظاہر کردین گے معاویہ نے اسکو پسند کیا اور تین سوار نکو کوفہ بھیجا وہ قریب شہر پہنچکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پہلے ایک انمین سے داخل
کوفہ ہوا امیر المومنین اُسوقت مسجد مین مشغول وعظ و پند تھے جب معلوم ہوا کہ آپ مع صحاب مسجد مین تشریف رکھتے ہین جلد مسجد مین آیا اور
باواز بلند کہا اے اہل کوفہ بشارت ہو تمکو کہ معاویہ بن ابوسفیان فوت ہوا حاضرین یہہ خبر سنکر مسرور ہوئے اور آثار خوشی و نشاط کے اُنکے چہرون سے
نمایان ہونے لگے مگر امیر المومنین بدستور مشغول پند و نصائح تھے۔ بعد ایک ساعت کے دوسرا سوار آیا اور معاویہ کا مرنا بیان کیا لوگون کو زیادہ
خوشی ہوئی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ تیسرا سوار پہنچا اور موافق اپنے رفیقون کے معاویہ کا مرگ بیان کیا پھر تو کسی مین تاب تحمل باقی نہ رہی ایک بار
جوش و خروش اہل مسجد سے بلند ہوا۔ لیکن امیر المومنین بدستور اپنے شغل مین مصروف تھے کچھ ملتفت نہوتے تھے صحابنے عرض کی یا امیر المومنین
خبر ہلاکت معاویہ پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی تعجب ہے کہ دشمن قوی کے فوت نے آپ مین کچھ تغیر نہ کیا۔ اور کوئی اثر مسرت آپکے چہرہ پر نہ دکھائی دیا۔ حضرت نے
اپنے سر و ریش کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ معاویہ نہین مرے گا جبتک کہ یہہ اسکے خون سے خضاب نہوے **ابن** شہر آشوب نے روایت کی ہے
کہ ایک بار امیر المومنین علیہ السلام کو کوفہ مین عارضہ لاحق ہوا ایک جماعت آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئی اور عرض کی یا امیر المومنین ہم
اس مرض سے آپ پر خائف ہین فرمایا کہ مجھکو اپنے لئے اس عارضہ سے کچھ خوف نہین۔ کسلئے کہ مینے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے سُنا ہے
کہ شقی ترین اس اُمت کا مثل پے کنندہ ناقۂ صالح کے میرے سر پر تلوار لگائے گا اور میری محاسن کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے گا
اور بروایتے دیگر اصحاب نے عرض کی آپ کسلئے مجمع منافقین سے باہر نہین چلے جاتے اور مدینہ رسولخدا مین کیون تشریف نہین رکھتے تاکہ
آنحضرت کے جوار مین مدفون ہون آپ نے فرمایا کہ مجھے رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے خبر دی ہے کہ اسی شہر مین شہید ہونگا۔ اور اسکی پشت پر
دفن کیا جاؤنگا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک عالم علمائے یہود سے امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور چند مسائل حضرت سے
دریافت کیے منجملہ انکے یہہ بھی پوچھا کہ تمہارے پیغمبر کا وصی بعد انکے کے برس زندہ رہے گا آپ نے فرمایا تیس سال کہا آخر مین اپنی موت سے
مریگا یا کوئی اسکے تئین قتل کرے گا۔ فرمایا بلکہ قتل ہوگا اور ایک ضرب اسکے سر پر لگائین گے کہ اسکی داڑھی اُسکے خون سے رنگین ہو جائیگی
یہودی نے کہا قسم بخدا کہ تم راست و درست کہتے ہو مینے اسیطرح پڑھا ہے اس کتاب مین کہ ہارون نے اسکو لکھا ہے اور موسیٰ نے اسکو املا
کیا ہے منقول ہے کہ محمد بن ابی بکر نے جبکہ وہ حضرت کی طرف سے حاکم مصر تھے چند نفر اشراف مصر سے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین
بھیجے تھے ابن ملجم ملعون بھی انھین شامل تھا اور ایک فہرست جسمین نام اُن لوگون کے لکھے ہوئے تھے۔ ابن ملجم کے ہاتھ مین تھی حضرت نے وہ فہرست
اُس سے لیکر تمام پڑھی اُسکے نام پر پہنچے تو فرمایا کہ عبدالرحمن تو ہی ہے۔ اُس ملعون نے کہا ہان مین ہی ہون فرمایا کہ لعنت خدا ہو عبدالرحمن پر اُس ملعون
نے کہا یا امیر المومنین مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے۔ بخدا سوگند کہ تو مجھکو دوست نہین رکھتا اُس ملعون نے تین مرتبہ قسم کھا کر
کہا کہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون آپنے بھی تین ہی مرتبہ بقسم فرمایا کہ تو میرا دوست نہین اُس نے کہا یا امیر المومنین مینے تین مرتبہ قسم کھائی کہ مین آپکا
دوست ہون آپ یقین نہین کرتے حضرت نے فرمایا واے ہو تجھ پر حقتعالی نے ارواح کو ابدان سے دو ہزار برس پیشتر پیدا کیا اور انکو ہوا مین ساکن

فرمایا پس جن ارواح مین اسوقت باہمدیگر الفت وشناسائی ہوگئی وہ دنیا مین بھی آپس مین محبت والفت رکھتے ہین اور جنہین اُس عالم مین
تعارف نہین ہوا وہ یہان بھی ایک دوسرے کو نہین پہچانتے — اور میری روح کو عالم ارواح مین تجھ سے تعارف نہین ہوا — جب اُس لعین نے
پیٹھ موڑی تو آپنے فرمایا جو شخص چاہے کہ نظر کرے طرف میرے قاتل کی وہ اس مرد کو دیکھے — یہہ سنکر بعض حاضرین نے عرض کی یا امیر المومنینؑ
اگر ایسا ہے تو کیون آپ اسکو قتل نہین کرتے — فرمایا عجیب بات کہتے ہو تم کہ مین اُس شخص کو قتل کرون کہ ہنوز اُس نے مجھکو قتل نہین کیا آور قطب راوندی
علیہ الرحمہ نے ایک شخص سے کہ قبیلہ مزینہ سے تھا روایت کی ہے کہ ایک گروہ قبیلہ مراد سے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت مین آیا ابن ملجم بھی اُنکے درمیان
تھا اُنہون نے کہا یا امیر المومنینؑ ہم اسکو ساتھ نہین لائے یہہ خود ہمارے ساتھ چلا آیا ہے ہمین خوف ہے کہ مبادا آپ کو کچھ گزند پہنچائے حضرتؑ نے اُسکو
کہا کہ تو بیٹھ جا اور دیر تک اُسکے مونہہ کو دیکھتے رہے — پھر قسم دیکر فرمایا کہ جو بات تجھ سے دریافت کرون اُسکا صحیح صحیح جواب دینا بتا کہ ایام
طفولیت مین جبکہ تو لڑکون مین کھیلتا تھا لڑکے تجھکو دیکھ کر نہ کہتے تھے کہ یہ آیا فرزند چرانیوالے کتّو لکا — اُس ملعون نے کہا ہان پھر فرمایا جب کہ تو سن بلوغ
پہنچا ایک راہب پر تیرا گزر ہوا اُس نے تیز نظر سے تجھے دیکھ کر کہا کہ تو ہے شقی تر پئے کنندہ ناقہ صالح کا کہا ہان درست ہے پھر آپنے فرمایا کہ آیا تیری ماں
نے تجھے خبر نہین دی کہ وہ حیض مین تجھ سے حاملہ ہوئی تھی جب اُس ملعون نے یہہ سنا تو ایک اضطراب وتشویش سی اُس مین پیدا ہوئی آخر لاچار ہو کر کہا ہان سچ ہے
میری ماں نے بھی اسکا ذکر کیا تھا — آپنے فرمایا کہ مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ میرا قاتل شبیہ ہوگا یہودیون کے بلکہ یہودی ہوگا صاحب مناقب نے
روضۃ الشہدا سے نقل کیا ہے کہ جنگ نہروان مین امیر المومنینؑ نے اطراف واکناف مالک سے امداد طلب کی تو لوگ ہر طرف سے آپکی امداد کے لئے حاضر ہوئے
ازانجملہ یمن سے دس نفر آئے ابن ملجم انہین تھا ہر ایک نے ایک ایک تحفہ آپ کی خدمت مین پیش کیا جو قبول ہوا الا تحفہ ابن ملجم کہ ایک شمشیر قیمتی تھی اُس نے کہا یا
امیر المومنینؑ آپنے پیشکشین میرے رفیقون کی قبول کین میری تلوار کہ عرب مین اسکی مثل نہین قبول نہین فرماتے فرمایا کسطرح یہہ تلوار لون حالانکہ
تو مجھکو اسی تلوار سے قتل کریگا ابن ملجم جزع فزع کرکے زمین پر گر گیا اور کہتا تھا ہیہات ہیہات یا امیر المومنینؑ مین آپکی محبت مین وطن واہل کو
چھوڑ کر یہان آیا ہون مجھ سے ایسی حرکت کب ہو سکتی ہے اور اگر آپکو یقین ہے تو مجھے قتل کیجئے یا حکم دیجئے کہ میرے ہاتھ قطع کرین فرمایا جبتک کہ تجھ سے
کوئی امر مستوجب عقوبت سرزد نہین ہوا تو ایسا کب ہو سکتا ہے لیکن مخبر صادقؐ نے مجھے یہہ خبر دی ہے اور یہہ ضرور واقع ہوگا شیخ مفیدؒ وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت امیرؑ لوگون سے بیعت لے رہے تھے عبد الرحمن بن ملجم مرادی بھی آیا حضرتؑ نے اُسکی بیعت کو قبول نہ کیا یہانتک کہ
تین مرتبہ وہ لوگون کے شامل ہو کر آیا تیسری مرتبہ مین آپنے بیعت لی جب بیعت کرکے چلا تو آپنے بلایا اور بہت تاکید کی کہ جو عہد کیا ہے اُسکو پورا کرنا
اُس ملعون نے کہا یا امیر المومنینؑ جو معاملہ آپنے میرے ساتھ کیا کسی کے ساتھ نہین کیا اسکا کیا سبب ہے حضرتؑ نے فرمایا ؎ اُرِیدُ حِبَاءَهُ وَیُرِیدُ قَتْلِی
عَذِیرَکَ مِنْ خَلِیلِکَ مِنْ مُرَادِ یعنی مین اُسکے ساتھ نیکی اور احسان کرنا چاہتا ہون اور وہ ارادہ میرے قتل کرنے کا رکھتا ہے کہان ہے وہ شخص
جو یا قبیلہ مراد کی طرف سے تیرے پاس عذر خواہی کرے — یعنی اس ظلم مین اسکا کوئی عذر نہین — اور ایک روایت مین ہے کہ ابن ملجم امیر المومنینؑ کی خدمت
مین حاضر ہوا اور آپسے سواری طلب کی آپنے فرمایا عبد الرحمن بن ملجم تو ہی ہے اُس بدبخت نے کہا ہان مین ہی ہون آپنے فرمایا اے غزوان اسکو
اسپ کمیت دیدے غزوان نے حسب الارشاد اسکو گھوڑا دیدیا وہ اُس پر سوار ہوا اور وہان سے چلا اُسوقت حضرتؑ نے وہ شعر پڑھا جو پہلے مذکور ہوا پھر

فرمایا کہ بخدا مجھکو یہہ ملعون قتل کریگا۔ صحابہ نے عرض کی اگر حضرت اجازت دین تو ہم اسکو قتل کرین۔ فرمایا گناہ سے پہلے سزا نہین اور بروایتے فرمایا
اگر مین اسکو قتل کرون تو مجھکو کون قتل کرے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ابن ملجم نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی یا امیر عرب پناہ لیجاتا ہون
مین طرف خدا کی اُس گمان سے جو آپکو میری نسبت ہے۔ اور مین امیدوار ہون کہ حضرت حکم دین کہ میرے ہاتھ قلم کردیئے جاوین یا بہ بدترین وجہہ مجھکو
قتل کرین فرمایا قبل جرم قصاص نہین۔ مگر مجھسے حضرت رسولخدا نے فرمایا ہے کہ تیرا قاتل قبیلہ مُراد سے ہوگا۔ اور اپنے مراد کی حصول کے لیے تجھے قتل کریگا
مگر اُسکو یہہ نہ پہنچیگا۔ ابن ملجم ان باتونکو سنکر استبعاد اور استغفار کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مین تجھکو ایک راز سربستہ سے اطلاع دون جس سے
سوائے تیرے اور تیری دایہ کے اور کوئی واقف نہین تجھے قسم دیتا ہون خدائے عزوجل کی کہ بیان کر کیا تیری دایہ یہودیہ نہ تھی اور ایکبار روز اُس نے غصہ
ہوکر تجھسے نہ کہا تھا کہ اے بدبخت ترین پے کنندہ ناقہ صالح کے۔ ابن ملجم نے یہہ سنکر سر جھکالیا اور کہا ہان یہہ فرماکر امیر المومنین گریان ہوئے اور آپکے
رونے سے حُضار بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ یہہ نہ جاننا کہ مین موت سے خائف ہون یہہ نہین بلکہ ہمیشہ آرزومند مرگ و شہادت ہون **مولف**
کہتا ہے کہ اکثر احادیث مین ابن ملجم ملعون قاتل امیر المومنین کو عاقر ناقہ صالح پیغمبر سے مشابہت دی گئی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ مجملاً قصہ قتل ناقہ صالح
اور اُسکے پے کنندہ کا یہان پر مذکور ہو کہ ناظرین پر وجہہ مشابہت اُسکی اُس شقی ازلی سے اچھی طرح ظاہر ہوجاوے واضح رہے کہ نام اُسکا قُدار ابن
قاف بن سالف تھا اور وہ ولد زنا تھا جسطرح کہ ابن ملجم بھی ولد زنا تھا اور تمام قوم ثمود سے شقاوت اُسکی زیادہ تھی چنانچہ حقتعالے فرماتا ہے
اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا یعنی جبکہ برانگیختہ ہوا بدبخت ترین قوم۔ نقل ہے کہ جب حضرت صالح نے بموجب اصرار و الحاح قوم جناب باری مین
دعا کی کہ اونٹنی ایسی اور ایسی اس پہاڑ سے نکلے ایک آواز مہیب عظیم اُس پہاڑ سے ظاہر ہوئی اور لرزہ اُسمین پڑگیا جسطرح کہ بوقت وضع حمل
عورت کی حالت ہوتی ہے ساتھ ہی ایک اونٹنی قوی ہیکل اُس سے برآمد ہوئی۔ حضرت صالح نے مقرر کیا کہ ایک روز تمام پانی اُس شہر کا
اونٹنی پیے اور دوسرے دن تمام انسان و حیوانات اُس سے سیراب ہون اونٹنی جسقدر کہ پانی پیتی تھی اُسیقدر دودہ دیتی تھی اہل شہر ایکروز
پانی پیتے دوسرے روز اونٹنی کے دودہ سے سیراب ہوتے چندروز اس حال پر رہے پھر طغیان اور سرکشی کی اور صلاح ٹھیرائی کہ اس اونٹنی کو
کہ تمام پانی ہمارا پی جاتی ہے ہاتھ پیر کاٹ کر مار ڈالو اور ایک شخص کو کہ شقی ترین قوم قُدار نام تھا کچھ رشوت دے کر اس کام کے لیے راضی کیا اور
بعض روایات مین ہے کہ قُدار ایک عورت پر عاشق تھا جسکے مویشی بہت تھے اُسکے مویشی کو اونٹنی کی وجہہ سے سیر ہوکر پانی نہین ملتا تھا۔ اُس نے
اُس ملعون کو برانگیختہ کیا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا رسولخدا یعنی حضرت صالح نے فرمایا یہہ اونٹنی خدا کی ہے تم اس کے پانی
سے تعرض نہ کرو ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا فَكَذَّبُوْهُ انہون نے اُنکی تکذیب کی اور جھٹلایا فَعَقَرُوْهَا اور اسی قُدار نابکار نے مع اور چند
اشرار کے اُسکے پیر کاٹ کر ہلاک کیا اور اُسکا گوشت تمام قوم مین بانٹ کھایا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا پس نازل کیا اُن پر اُنکے
ربّ نے عذاب کو بوجہہ اُنکے گناہ کے اُس نے سبکو برابر کردیا اور کوئی زندہ نہ بچا انمین سے پس مشابہت ابن ملجم قُدار سے ظاہر ہے کسلئے اُس نے بھی
قُطامہ کے عشق مین اور اُسکے اکسانے سے یہہ حرکت کی مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ جسطرح قوم ثمود شیر ناقہ صالح سے نفع اُٹھاتی
تھی اُمت محمدیہ علوم نامتناہی باب علوم نبوی خطیب منبر سلونی سے مستفید تھی چنانچہ جب خواب مین دودہ دیکھتے ہین تو اُسکی علم سے تعبیر کرتے

ہین یہی وجہ ہے کہ اُس جناب کو ناقۃ اللہ کہتے ہین - اور جسطرح کہ بعد قتل ہونے ناقہ کے قوم ثمود پر عذاب ظاہری نازل ہوا اسیطرح آنحضرت کی شہادت کے بعد بھی یہہ امت اکثر ضلالت و گمراہی مین مبتلا ہوئی اور حکام جور نے تسلط پاکر اُنکے دین کو تباہ و برباد کر دیا اور یہہ مصیبت اس اُمت پر مستمر ہے جبتک کہ قائم آل محمد ظہور فرماوین اور شاہ عبد العزیز دہلوی مولف تحفہ اثنا عشریہ نے باوجود اپنے مشہور تعصب کے تفسیر عزیزیہ مین اس مقام پر ایک عمدہ کلام ایراد کیا ہے جو کہ بالفظہٖ نقل کرتا ہون اور وہ یہہ ہے - واگر کسے را شبہ بخاطر برسد کہ بسبب حرکت بدبخت ترین ثمود تمام فرقہ ثمود ہلاک شدند و بسبب حرکت بدترین این اُمت را آسیبے نرسید فرق از کجا است جواب آنست کہ فرق از دو وجہہ است اول آنکہ تمام فرقہ ثمود بکشتن ناقہ راضی شدند و از این اُمت اکثرے از اشخاص باین حرکت راضی نشدند بلکہ برآن حرکت کنندہ نفرین و لعنت فرستادند دوم آنکہ بعد از کشتن ناقہ بچہ اش غائب شد و بعد از وفات جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ اولاد کرام ایشان باقیماندہ وآن نور را کہ جناب ولایت مآب حامل آن بود ند طبقہ بعد طبقہ حاملے پیدا شد کہ امام وقت خود مے بود از ینجہت این اُمت را خرمان از ان نور نصیب نشد و بآن ہدایت مہتدی شدند انتہی

کیفیت شہادت امیر المومنین علیہ السلام

مورخین و محدثین نے لکھا ہے کہ بعد واقع جنگ نہروان و قتل و قمع ارباب بغی و عدوان ایک گروہ بقیہ خوارج سے مکہ معظمہ مین جمع ہوا اور اسلام کے اُمرا کا جو اُس عہد مین تھے ذکر کرکے اُنکی حرکات کی بدنامی کی اور معرکہ نہروان کو یاد کرکے بہت روئے اور اُنکے مقتولون پر افسوس و ترحم کیا - پھر سبنے بالاتفاق معاہدہ کیا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور معاویہ بن ابو سفیان اور عمرو عاص کو کہ اسوقت والی مصر تھا قتل کرین کہ تمام فتنے و فساد فرو ہون اور قلوب آرام پاوین اور اس عہد کو قسمہائے استوار سے مضبوط کیا اور کہا کہ کشتگان نہروان کا عوض بالخصوص علی بن ابی طالبؑ سے لینا چاہیئے عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے کہا مین علیؑ کو قتل کرونگا - برک بن عبد اللہ تمیمی معاویہ کے قتل کا متعہد ہوا اور عمر بن بکر السعدی نے عمرو عاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا قرار پایا کہ اُنیسوین [19] ماہ رمضان کو تینون اپنے اپنے وعدہ گاہ پر پہنچکر ان کامون کو انجام دین اس قول و قرار پر علیحدہ ہوئے ابن ملجم کوفہ کو - اور برک شام کو اور عمر بکر مصر کی طرف روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ جب برک بن عبد اللہ شام مین پہنچا تو تاریخ معینہ پر وہ اُس مسجد مین گیا جہان کہ معاویہ جماعت سے نماز پڑہا کرتا تھا جسوقت معاویہ رکوع مین گیا برک نے گھات سے نکلکر ایک تلوار اُس پر لگائی جو اُسکی ران پر پہنچی اور اسکو زخمی کیا جراح نے زخم دیکھا تو کہا کہ یہہ تلوار زہر مین بجھائی گئی ہے اگر شفا منظور ہے تو دو باتون مین سے ایک کو اختیار کر یا تو اس زخم کو داغ دون تب جان بچے یا ایک دوا تجھکو دیتا ہون اُس سے آرام ہوجائیگا الا نسل تیری منقطع ہوجاویگی - معاویہ نے کہا مجھکو آگ کی طاقت نہین داغ کا صدمہ نہ اُٹھایا جائیگا لیکن اولاد مین یزید و عبید اللہ بس ہین اور کی ہوس نہین پس وہ دوا کھا کر اچھا ہوگیا برک نے معاویہ سے کہا مین تجھکو ایک خوشخبری دیتا ہون پوچھا وہ کیا ہے کہا کہ میرا ایک رفیق کوفہ گیا ہے کہ آج ہی علیؑ کو قتل کرے - پس تو مجھے قید رکھ اگر اُس نے علیؑ کو قتل کیا تو جو چاہنا مجھ سے کرنا ورنہ مجھے چھوڑ دینا کہ مین جاکر اُسکو قتل کرون اور مین تجھ سے عہد کرتا ہون کہ اُسکو قتل کرکے تیرے پاس واپس آجاؤنگا اُسوقت جو چاہنا میرے حق مین امر کرنا معاویہ نے اُسکو قید رکھا تا اینکہ حضرت امیر المومنین کی شہادت کی خبر پہنچی اُسوقت رہا کیا - اور ایک روایت مین ہے کہ اُسکی بات نہ مانی اور اُسکو مار ڈالا - اور عمر بن بکر مصر مین پہنچکر عمرو عاص کے قتل

کی فکر مین مسجد مین گیا لیکن عمرو اُس رات کچھ بیمار تھا خود نماز کو نہ آیا ایک شخص کو جسکا نام خارجہ بن ابی حبیبہ عامری تھا اپنی عوض بھیجا عمرو نے عمرو عاص کے دھوکہ مین خارجہ کے تلوار ماری کہ وہ اُسکے صدمہ سے مرگیا اور عمرو عاص بچ گیا۔ لیکن ابن ملجم ملعون جب کوفہ مین پہنچا تو اپنے دوستون سے ملا۔ مگر اُس راز کو کسی سے بیان نہ کیا تھے کہ ایک روز وہ قبیلہ تیم الرباب مین اپنے ایک دوست کے ہان بیٹھا تھا وہان قطامہ بنت اخضر تیمیہ کو دیکھا یہ ملعون اُسکے حسن و جمال کو دیکھ کر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور جب معلوم ہوا کہ بے شوہر ہے تو اُس سے نکاح کی درخواست کی قطامہ کے باپ بھائی جنگ نہروان مین قتل ہوئے تھے اسلئے وہ حضرت امیر المومنینؑ سے سخت عداوت رکھتی تھی ابن ملجم سے کہا کہ مین تجھ سے نکاح کرنے کو راضی ہون مگر میرا مہر تین ہزار درہم ایک غلام ایک کنیز اور قتل علی بن ابی طالب ہے ابن ملجم نے مصلحتہً کہا اور سب کچھ تو منظور ہے الا قتل علیؑ ایک دشوار کام ہے اسکی مجھ مین طاقت نہین قطامہ ملعونہ نے کہا اگر اُسکو غافل کرکے قتل کرے تو میرے ساتھ عیش کرنا اور جو خود مارا گیا تو ثواب آخرت تیرے لئے بہتر ہے زندگانی دنیا سے القصہ جب اُس ملعون کو ثابت ہوگیا کہ قطامہ بھی میرے ہمراہ ہے اُسوقت صاف صاف کہدیا کہ مین اس شہر مین محض قتل علی ہی کی غرض سے آیا ہون قطامہ نے اپنے قبیلہ سے وردان بن مجالد کو اُسکی اعانت کے لئے مقرر کیا اور ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ خارجی سے ملاقات کرکے اُسکو بھی اپنا رفیق کرلیا۔ اور یہ تینون کوفہ مین ٹھیر کر وقت معینہ کا انتظار کرنے لگے **روایت** ہے کہ جناب امیر نے اُس ماہ رمضان مین جسمین وہ حضرت روضۂ رضوان کو تشریف لے گئے ممبر پر جا کر فرمایا کہ تم لوگ اس سال حج کو جاؤ گے اور مین تمہارے درمیان نہونگا۔ اور اس مہینہ مین ایک روز امام حسنؑ کے گھر مین اور ایک روز امام حسینؑ کے اور ایک روز اپنی دختر نیک اختر حضرت زینب زوجہ عبداللہ بن جعفر کے گھر مین افطار فرماتے تھے اور تین لقمون سے زیادہ تناول نہ کرتے تھے اسکا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا امر خدا کا قریب پہنچا ہے ایک شب یا دو شب سے زیادہ زمانہ باقی نہین رہا پس مین چاہتا ہون کہ رحمت حق تعالی مین داخل ہون تو شکم میرا طعام دنیا سے خالی ہو حضرت ام کلثوم دختر امیر المومنین فرماتی ہین کہ جب انیسوین شب ماہ رمضان کی آئی تو مین نے بوقت افطار اس جناب کے لئے دو روٹیان جو کی اور ایک کاسہ شیر اور تھوڑا سا نمک پسا ہوا حاضر کیا **نظم** کچھ نمک دو نان جو تھوڑا سا شیر ٭ سامنے رکھا کہ کھاوے وہ امیر ٭ دیکھ کر کھانے کو شاہ نامدار ٭ یون لگے فرمانے ہو کر اشکبار ٭ آج ہے معمول سے کھانا زیاد ٭ دودھ کا ہے اس مین پیمانہ زیاد ٭ نان کے ہمراہ ہین دو نانخورش ٭ نفس کی کیونکر کرون مین پرورش ٭ یا نمک روٹی ہو یا ہو شیر و نان ٭ ایک بس ہے دو نہین درکار یان ٭ الغرض جب شیر کو اُٹھوا دیا ٭ نوش جان نان و نمک اُس دم کیا ٭ پھر فرمایا اے دختر مین اپنے ابن عم و برادر حضرت رسول خدا کی پیروی کرتا ہون وہ حضرت جبتک زندہ رہے کبھی دو کھانے اُنکے لئے نہین لائے گئے اے دختر جس شخص کی دنیا مین خورش و پوشش اچھی ہے وہ آخرت مین خدا لے تعالی کے سامنے دیر تک حساب کے لئے کھڑا رہیگا۔ بتحقیق کہ حلال دنیا مین حساب ہے اور حرام مین وبال و عذاب ہے اے دختر میرے حبیب محمد مصطفی کے پاس جبرئیل تمام زمین کی کنجیان لائے اور کہا کہ حق تعالی بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہے کہ اے محمد اگر تم چاہو تو تمام تہامہ کے پہاڑون کو تمہارے لئے سونا بنا دون اور ثواب

تہامہ بکسر تا ر فوقانیہ وہ ملک ہے کہ نجد کی طرف مقام ذات عرق سے شروع ہوکر مکہ سے دو منزل یا کچھ زیادہ تک پھیلتا ہے اور کنارہ بحر تک تمام اس مین شامل ہے اور یہ مشتق ہے تہم سے جس کے معنے شدت حرارت اور سکون ہوا کے ہین ۱۲ کذا فی المجمع

آخرت سے جو تمہارے لئے مقرر ہے کچھ کم ہو حضرت نے فرمایا جبکہ دنیا کا انجام بہرحال موت ہے تو مجھکو اسی طرح سے رہنے دو کہ ایک روز مین گرسنہ
ہون اور طلب رزق کرون حقتعالے سے اور دوسرے دن سیر ہون اور اُس جل شانہ کا شکر بجالاؤن جبرئیل نے کہا توفیق خیر پائی تم نے
اے محمد پس اے دختر دنیا خانۂ فریب و ذلّت و خواری ہے جو شخص اعمال خیر یہان سے آگے بھیجتا ہے دار آخرت مین اُنکو پاتا ہے پھر اُٹھ کر مشغول
نماز ہوئے اور پیہم رکوع و سجود مین تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے درگاہ خدا مین اور بار بار اندر سے صحن خانہ مین تشریف لاتے اور آسمان کی طرف
نگاہ کرتے - اور بہت مضطرب گریان تھے یہی حالت مین سورۂ لیٰسین کو اول سے آخر تک تلاوت کیا اور سو گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ
پھر ترسان و خائف خواب سے بیدار ہوئے اور اپنا کپڑا مونہہ پر ڈال کر کھڑے ہوئے اور عرض کی پروردگارا برکت دے مجھکو اپنی ملاقات مین
اور کلمۂ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ ورد زبان تھا پھر کچھ دیر نماز پڑھتے رہے حتّٰے کہ رات کا بہت سا حصہ گزر گیا۔ تعقیب مین بیٹھے تھے کہ پھر
نیند آگئی پھر مضطربانہ بیدار ہوئے تو اپنی ازواج و اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ مین اس مہینے مین تمہارے درمیان سے جاؤنگا مینے ایک
ہولناک خواب دیکھا ہے کہ حضرت رسولخدا مجھسے فرماتے ہین کہ اے ابوالحسن تو بہت جلد ہمارے پاس آئیگا اور شقی ترین اس امت کا تیری ڈاڑھی
تیرے خون سے رنگین کریگا تحقیق کہ ہمکو تیری ملاقات کا بہت شوق ہے پس جلد آ اسلئے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ بہتر اور پائندہ تر ہے
سب اہل و عیال یہہ حال پُر ملال سُنکر رونے اور بے قرار ہونے لگے حضرت نے اُنکو قسم دے کر خاموش کیا اور کچھ نصیحت کی باتین کرکے پھر مصروف
نماز ہوئے مگر بے چین تھے دم بدم باہر آتے اور آسمان اور ستارون کو دیکھ کر فرماتے بخدا قسم کہ مینے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے دروغ
نہین سنا یہہ وہی رات ہے جسین مجھے وعدۂ شہادت دیا گیا ہے پھر فرماتے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ بار خدایا مجھے موت مین برکت دے اور
مکرر فرماتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بہت درود بھیجتے محمد و آل محمد پر ام کلثوم کہتی ہین مینے جو قلق
و اضطراب اپنے باپ کا دیکھا تو مجھکو تمام رات نیند نہ آئی عرض کی مینے اے پدر عالی قدر کیا وجہہ ہے کہ آج آپ اسقدر بے چین ہین اور مطلق
استراحت نہین فرماتے فرمایا اے دختر تیرا باپ بڑے بڑے شجاعون سے لڑا اور بڑی ہولین آپ کو ڈالا مگر کبھی اس پر ایسا خوف و رعب طاری
نہوا تھا جیسا کہ آجکی رات ہے پھر فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ام کلثوم نے عرض کی اے پدر بزرگوار آج رات بھر آپ خبر مرگ دیتے رہے ہین
فرمایا اے دختر موت میرے نزدیک پہنچی اور آرزوئین قطع ہوئین ام کلثوم یہہ سُنکر رونے لگین حضرت نے اُنکو منع کیا اور فرمایا لوقت اذان مجھے
خبر کرنا اور پھر مشغول عبادت ہوئے جب وقت نماز قریب پہنچا تو مینے پانی حاضر کیا آپنے تجدید وضو کیا اور کپڑے پہن کر متوجہ مسجد ہوئے صحن خانہ
مین پہنچے تو مرغابیان آپکے سر راہ آئین اور فریاد کرنے لگین فرمایا اللہ اکبر چند فریاد کرنے والیان ہین کہ بعد میرے نوحہ کرنے والیان ہونگی
اور فردائے صبح قضائے حقتعالے ظاہر ہوگی مینے کہا اے پدر بزرگوار آپ ایسی فال بد کیون زبان سے نکالتے ہین فرمایا اے دختر یہہ فال بد
نہین یہہ ایک سخن حق ہے جو میری زبان سے نکلا مین تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہون جو کہ تم پر ہے کہ ان جانورون کو میرے بعد چھوڑ دینا در نہ انکے
آب و دانہ کی اچھی طرح خبرگیری کرنا یہہ بے زبان جانور ہین - بروایتے حضرت ام کلثوم نے عرض کی آج آپ مسجد مین تشریف نہ لیجائین جعدہ کو حکم

جعدہ بضم جیم و سکون عین و فتح دال ثقات و خواص اصحاب امیر المومنین علیہ السلام سے ہین اور وہ منجملہ پانچ خواص اصحاب آنحضرت کے ہین اعنی محمد بن ابی بکر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال و محمد بن حذیفہ ابن عتبہ بن ربیعہ اور ابو الربیع ابن ابو العاص بن ربیع داماد حضرت رسول خدا اور پانچوین یہی جعدہ بن ہبیرہ مخزومی ۱۲ از رجال ابن داؤد

دین کہ نماز پڑھاوے فرمایا اے دختر قضائے الٰہی سے بھاگا نہین جاتا جب دروازۂ مکان کے قریب پہنچے تو دروازہ کی کنڈی مین پٹکا کمر کا اُلجھا اور کھلکر زمین پر گر پڑا آپنے اُسے اُٹھا کر باندھا اور یہہ شعر پڑھا ؎ اُشْدُدْ حَيَازِيمَكَ لِلْمَوْتِ ٭ فَإِنَّ الْمَوْتَ لَاقِيكَ ٭ وَلَا تَجْزَعْ مِنَ الْمَوْتِ إِذَا حَلَّ بِوَادِيكَ یعنی اپنی کمر کو مرگ کے لیے مضبوط باندھ بتحقیق کہ موت تجھسے ملاقات کرنے والی ہے۔ اور موت سے جبکہ وہ تیرے پاس آئے تو مت گھبرا پھر دروازہ کھولکر باہر تشریف لے گئے بیٹی دوڑکر امام حسنؑ کو بیدار کیا اور تمام رات کا حال اُنسے بیان کیا امام حسنؑ بے تابانہ دوڑے اور اثنائے راہ مین حضرت کے پاس پہنچے اور عرض کی اے پدر عالیمقدار ابھی رات باقی ہے ایسے سویرے حضرت کسلئے گھر سے نکلے فرمایا اے نور دیدہ مینے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے کہ جبرئیل کوہ ابو قبیس پر نازل ہوئے اور ایک ٹکڑا پتھر کا وہانسے اُٹھا کر خانۂ کعبہ کی چھت پر لیجا کر اسکو ریزہ ریزہ کرکے باریک کیا پھر اُس غبار کو ہوا مین اُڑایا پس کوئی گھر مدینہ و مکہ مین ایسا نہ رہا کہ وہ غبار اُسمین نہ پہنچا ہو امام حسنؑ نے عرض کی پھر آپنے اسکی کیا تعبیر کی فرمایا اے فرزند گرامی یہہ خواب دلالت کرتا ہے کہ تیرا باپ شہید ہوا اور کوئی گھر مدینہ و مکہ مین ایسا نہ رہیگا کہ جسمین اسکا رنج و اندوہ نہ پہنچے اے فرزند میرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ مین دہۂ آخر ماہ رمضان مین ابن ملجم مرادی کی ضربت سے شہید ہونگا شاہزادہ نے عرض کی اے پدر عالی جبکہ آپکو یہہ معلوم ہے تو کیون اُس ملعون کو قتل نہین کرتے فرمایا کہ جنایت سے پہلے قصاص نہین۔ اب اے نور چشم میرے اپنی خوابگاہ کو لوٹ جا شاہزادہ نے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ حضرت کے ہمراہ مسجد مین چلون فرمایا مین تجھکو قسم دیتا ہون کہ تو پھر جا امام حسنؑ ناچار واپس ہوئے اور ام کلثومؑ سے اپنے باپ کی باتین کرتے اور رو رو روتے تھے اُدھر حضرت داخل مسجد ہوئے تو قندیلین مسجد کی خاموش ہو کر تاریکی ہو رہی تھی آپنے چند رکعت نماز ادا کی اور کچھ دیر تک تعقیب پڑھتے رہے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر بام مسجد پر تشریف لے گئے اور اذان کہی کوئی گھر کوفہ مین ایسا نہ تھا کہ جسمین صدائے مبارک نہ پہنچی ابن ملجم لعین اُس رات کو رات بھر جاگتا اور فکر کرتا رہا کہ اتنے مین قطامہ نے اُس سے کہا کہ جو شخص ایسا عظیم ارادہ رکھتا ہو خواب اسپر حرام ہے اُٹھ اور جا کر علیؑ کو قتل کر اور آکر مجھ سے مراد حاصل کر اُس ملعون نے کہا مین خوب جانتا کہ علیؑ کو قتل کر کے مراد کو نہ پہنچونگا۔ اتنے مین آواز اذان اُسکے کان مین آئی قطامہ نے کہا جلدی کر کہ فرصت ہاتھ سے جاتی ہے پس وہ اور اُسکے رفیق تینون مسجد مین جا کر چھپ رہے حضرت امیر المومنینؑ اذان سے فارغ ہو کر تسبیح و تقدیس خدا اور درود بر محمدؐ و آل محمدؐ کہتے ہوئے نیچے آئے اور جو لوگ صحن مسجد مین پڑے سوتے تھے اُنکو بیدار کرنے لگے ابن ملجم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اوندھا پڑا ہے فرمایا اُٹھ اور نماز پڑھ اور اسطرح نہ سو کہ یہہ خواب شیطانی ہے بلکہ داہنی کروٹ پر سو کہ یہہ مومنون کا خواب ہے اور پشت پر لیٹنا خواب پیغمبران ہے اور اوندھا سونا خواب شیطان ہے اور جو تو نے قصد کیا ہے قریب ہے کہ آسمان اُس سے پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہون۔ اگر چاہون تو بتا سکتا ہون کہ کیا چیز تیرے جامہ مین پوشیدہ ہے پھر محراب مین جا کر مشغول نماز ہوئے اور رکوع و سجود کو حسب عادت خود طول دیا ابن ملجم اُس ستون کے نزدیک جہان حضرت نماز پڑھتے تھے جا کر کھڑا ہوا اور جب آپنے سجدہ سے سر اُٹھایا اُس ملعون نے سر مبارک پر تلوار لگائی یہہ ضربت اُس شقی کی اُس مقام پر بیٹھی جہان عمرو بن عبدود نے جنگ خندق مین ضربت لگائی تھی پس فرق مبارک تا پیشانی نورانی شگافتہ ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی

؎ حیازیم جمع حیزوم بمعنی وسط صدر ۱۲

مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللہِ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ فائز و رستگار ہوا میں بحق پروردگار کعبہ اہل مسجد نے جو صدا اُس جناب کی سنی تو محراب کی طرف دوڑے چونکہ تلوار کو زہر میں بجھایا تھا فوراً سر اور تمام بدن میں سرایت کر گیا لوگوں نے جو آکر دیکھا تو حضرت محراب میں پڑے ہیں اور خاک کو لیتے ہیں اور زخم پر ڈالتے ہیں اور یہہ آیہ تلاوت فرماتے ہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى یعنی ہمنے تمکو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی کی طرف پھیر دینگے اور پھر اسی سے دوبارہ تمکو نکالینگے پھر فرماتے ہیں آیا امر خدا کا اور راست نکلا فرمانا رسول خدا کا راوی کہتا ہے کہ پہلے شبیب علیہ اللعنۃ نے تلوار لگائی۔ مگر وہ طاق مسجد پر لگی پھر ابن ملجم نے لگائی وہ سر اقدس پر لگی۔ ایک روایت میں ہے کہ قطامہ اُس شب کو اعتکاف میں بیٹھی تھی اور ایک خیمہ مسجد میں اُسکے لئے لگا تھا ابن ملجم مع اپنے دو رفیقوں شبیب و وردان کے اسمیں تھا اُس ملعونہ نے پارچہ ریشمیں اُنکے سینوں میں لپیٹے اور تلواریں دے کر باہر بھیجا ابن ملجم نے اشعث بن قیس خارجی کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا وہ بھی انکی امداد کے لئے مسجد میں آیا حجر بن عدی کہ حضرت امیر المومنینؑ کے شیعوں اور دوستوں سے تھے اور اُس رات کو مسجد میں حاضر تھے کہتے ہیں کہ میں نے اشعث کو سُنا کہ ابن ملجم سے کہتا ہے جلد اپنی حاجت کو پورا کر قبل اسکے کہ صبح روشن ہو جائے اور تو فضیحت و رسوا ہو میں نے اسکے اس کلام سے شرارت کا احساس کیا اور کہا اے اعور لعین تو ارادہ قتل امیر المومنینؑ کا رکھتا ہے اور وہانسے چلا کہ امیر المومنینؑ کو اس ماجرہ کی اطلاع کروں اتفاقاً وہ جناب دوسری راہ سے مسجد میں داخل ہوئے اور ابن ملجم ملعون نے سبقت کر کے تلوار سر اقدس پر لگائی میں پلٹ کر آیا تو سُنا کہ لوگ کہتے ہیں امیر المومنینؑ قتل ہوئے پس بروایت اوّل اسوقت زمین کانپی اور دریا جوش میں آئے اور آسمانوں میں لرزہ پڑ گیا اور دروازے مسجد کے باہم ٹکرائے اُس جناب کو اُٹھا کر ردائے مبارک سر سے باندھی آپ خون سر لیتے تھے اور ریش اطہر پر ملتے تھے اور فرماتے تھے یہہ وہی امر ہے کہ جسکا وعدہ خدا و رسول نے دیا تھا راست ہوا قول خدا و رسول کا۔ پس شور ملائکہ آسمان سے بلند ہوا اور آندھی سیاہ چلنے لگی جبرئیلؑ نے مابین زمین و آسمان ندا دی کہ بخدا سوگند مسمار و خراب ہوئے ارکان دین کے اور تاریک ہوئے ستارہ ہائے علم و نبوت کے اور مٹ گئے نشان پرہیزگاری کے اور عروۃ الوثقیٰ الٰہی ہاتھ سے چھوٹ گیا مارا گیا پسر عم مصطفیٰؐ اور برگزیدہ مجتبیٰ اور شہید ہوا سید اوصیا علی مرتضیٰؑ ہاتھ سے نحس اور بدبخت ترین اشقیا کے جناب اُمّ کلثومؑ نے جو یہہ آواز سُنی تو اپنے موںہہ پر طمانچے مارے اور گریبان چاک کیا اور فریاد وَاَبَتَاهُ وَاعَلِيَّاهُ وَامُحَمَّدَاهُ وَاسَيِّدَاهُ کی بلند کی امام حسنؑ و امام حسینؑ گھر سے نکلکر مسجد کی طرف دوڑے وہاں آکر دیکھا کہ آدمی نوحہ و فریاد کر رہے ہیں کہ وَااِمَامَاهُ وَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بخدا سوگند کہ شہید ہوا امام عابد جس نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا اور شبیہ ترین مردم تھا ساتھ رسول خدا کے شاہزادوں نے آواز وَاَبَتَاهُ وَاعَلِيَّاهُ کی بلند کی۔ کہتے تھے کاش ہمیں موت آتی اور یہہ روز بد نہ دیکھتے جب محراب کے قریب پہنچے تو اپنے باپ کو دیکھا کہ محراب میں پڑے ہیں اور لوگ چاہتے ہیں کہ آپ اُٹھکر نماز پڑھائیں مگر ہرگز اُٹھ نہیں سکتے پس جناب امام حسنؑ کو اپنی جگہہ پر کھڑا کیا شاہزادہ نے نماز پڑھائی اور آپنے باشارہ نماز پڑھی اور خون کو روئے مبارک پر ملتے تھے۔ حضرت امام حسنؑ نے نماز سے فارغ ہوکر سر مبارک اپنے پدر بزرگوار کا اپنی آغوش میں رکھا اور کہا اے پدر تم نے پشت ہماری توڑ دی ہم تمہیں اس حال میں کیونکر دیکھیں جناب امیرؑ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے فرزند تمہارے باپ پر آج کے سوا غم نہوگا یہہ تیرے جد بزرگوار محمد مصطفیٰؐ اور جدہ خدیجۃ الکبریٰؑ اور مادر فاطمہ زہراؑ اور حوران جنت الماویٰ تیرے باپ کے پاس کھڑے ہیں اور انتظار آنے کا کر رہے ہیں پس خوش ہو اے فرزند اور رونا موقوف کرو کہ تمہارے رونے سے ملائکہ آسمان روتے

ہین جسوقت یہہ خبر دہشت انگیز کوفہ مین مشہور ہوئی تو مرد عورت گھرون سے نکلکر مسجد مین جمع ہوئے کیا دیکھتے ہین کہ سر مبارک امیر المومنین کا حضرت امام حسن کی آغوش مین ہے اور ہر چند بردائسر سے موضع زخم کو محکم باندہا ہے پھر بھی خون اُس سے ٹپکتا ہے اور رنگ مبارک زرد ہی بدل کر مائل بسفیدی ہو گیا ہے اور نظر آسمان کی طرف کئے ہوئے مشغول ذکر الٰہی ہین اور کہتے ہین خداوندا سوال کرتا ہون تجھسے رفاقت انبیا اور اوصیا اور اعلا درجات جنت الماوی کا پھر بیہوش ہو گئے حضرت امام حسن رونے لگے اور قطرات اشک آنکھے روئے انور پر ٹپکے تو آنکھین غش سے کھولدین اور پھر اُنہین کلمات سے اپنے نور چشم کی تشفی کی جسطرح پہلے کی تھی اور فرمایا اے فرزند گرامی تو بیقراری کرتا ہے حالانکہ تجھے بھی زہر ستم سے شہید کرین گے اور بھائی تیرا حسین شمشیر ظلم سے شہادت پائیگا۔ امام حسن نے کہا اے پدر بزرگوار کسنے آپکے ساتھ یہہ سلوک کیا۔ فرمایا فرزند یہودیہ عبد الرحمن بن ملجم نے مجھے زخمی کیا اور وہ اسیوقت باب کندہ سے داخل ہوتا ہے۔ اور اثر زہر بدن مبارک مین سرایت کرتا جاتا تھا اور کبھی آپ بیہوش ہوتے تھے کبھی ہوش مین آتے تھے لوگ روتے اور خاک سرون پر ڈالتے تھے کہ ناگاہ صدا در مسجد سے بلند ہوئی دیکھا کہ لوگ ابن ملجم کی مشکین باندھے لئے آرہے ہین اور اسپر لعنت کرتے ہین اور اُسکے موہنہ پر تھوکتے ہین اور کہتے ہین اے دشمن خدا تونے یہہ کیا کیا۔ اُمت محمدیہ کو ہلاک کیا اور بہترین مردم کو شہید کیا وہ ملعون چُپ تھا اور کچھہ نہ بولتا تھا۔ اور حُذیفہ نخعی ننگی تلوار لیے ہوئے اُسکے آگے لوگون کے غول کو چیرتا پھاڑتا آتا تھا۔ تا اینکہ اُسکو حضرت کے پاس لائے امام حسن نے اُسے دیکھا تو فرمایا او ملعون تو نے امیر المومنین کو شہید کیا آیا پاداش اُن احسانون کا جو آنحضرت نے تجھپر کئے یہی تھا اے بدبخت وہ بد امام تھے تیرے لئے وہ ملعون سر جھکائے کھڑا تھا کچھہ جواب نہ دیتا تھا امام حسن نے اُس شخص سے جو اُسے پکڑ کر لایا تھا پوچھا اس دشمن خدا کو کسطرح پکڑا اُس نے عرض کی اے مولا میرے مین آج شب کو اپنی زوجہ کے ساتھہ سوتا تھا بی بی میری جاگتی تھی کہ صدا اسے قتل امیر المومنین زمین و آسمان سے اُسکے کانون مین آئی اُس نے مجھکو بیدار کیا اور کہا کیا سوتا ہے کہ تیرے امام علی بن ابی طالب شہید ہوئے مینے گھبرا کر کہا خدا تیرے موہنہ کو توڑے تو کیا کہتی ہے امیر المومنین نے کسی سے کیا برائی کی ہے کہ اُنکو کوئی مارے وہ خیر خواہ مسلمانان ہین اور بابا ہین یتیمون کے اور شوہر ہین بیواؤن کے علاوہ برین کسکو طاقت ہے کہ ایسا ارادہ کرے وہ شیر ہین خدا کے عورت نے کہا مینے سُنا ہے کہ کوئی کہتا ہے قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ غرض مینے اپنی تلوار میان سے نکالی۔ اور سراسیمہ گھر سے نکلا اثنائے راہ مین اس ملعون کو دیکھا کہ بھاگا چلا آتا ہے اور چپ وراست دیکھتا جاتا ہے اور خوف اُسکے بشرہ سے نمایان ہے مینے کہا وائے ہو تجھپر کہا ہے کو اسقدر سرگردان ہے اور تو کون ہے کہان جاتا ہے اس نے اپنا نام بدلکر کچھہ اور بتایا اور کہا گھر سے آتا ہون اور حیرہ کو جاتا ہون مینے کہا تو نے نماز صبح امیر المومنین کے ساتھہ کیون نہ پڑھی کہا تاکہ ضرورت فوت نہو جاوے مینے کہا تو نے صدائے قتل امیر المومنین سُنی ہے کہا نہین کہا پھر اس خبر کو کیون نہین تحقیق کرتا۔ کہا مجھکو فرصت نہین کار ضروری کے لئے جاتا ہون مینے کہا اے بدبخت امیر المومنین و امام المسلمین کے دریافت حال سے بڑہ کر کونسی ضرورت ہو گی اور مجھے اُسکی باتون پر غصہ آیا مینے اُس کے ایک تلوار ماری وہ بچا گیا ناگاہ ہوا سے دامن اُسکا اُٹھا اُسکے نیچے تلوار دکھائی دی مینے کہا یہہ شمشیر برہنہ تیرے پاس کیسی ہے شاید تو ہی اُس جناب کا قاتل ہے اُس نے چاہا کہ نہین کہے حق تعالے نے اُسکی زبان پر ہان جاری کیا پس مینے اُسکے تلوار

حیرہ بکسر اول ایکسا بستی ہے قریب کوفہ کے چنانچہ جسکو اُسکی طرف نسبت کرنا ہو حیری کہتے ہین کبھی برخلاف قیاس حاری بھی کہتے ہین ۱۲ صحاح

ماری اور اُس نے مجھ پر لگائی دونوں وار خالی گئے تب میں نے جھپٹ کر تلوار چھین لی اور نیچے ڈال کر چھاتی پر چڑھ گیا اسمیں اور آدمی مدد کو آگئے
اور اسکو پکڑ کر یہاں لے آیا۔ یہہ حال ابن ملجم کا ہوا لیکن شبیب بن بجرہ جب گھر پہنچا تو اسکے چچا زاد بھائی نے دیکھا کہ وہ پارچہ ریشمین جو قطامہ نے
اسکے سینہ پر باندھا تھا کھول رہا ہے اس نے حالت اضطراب اسکی دیکھ کر پوچھا تو نے ہی امیر المومنینؑ کو قتل کیا ہے بے اختیار اسکے مونہہ سے نکلا
کہ ہاں اسکے بھائی نے اسی کی تلوار سے اسکا کام تمام کیا۔ مگر وردان مجالد لوگوں کے درمیان سے نکل گیا اور کسیکے ہاتھ نہ آیا القصہ جب نظر
مبارک امیر المومنینؑ ابن ملجم پر پڑی تو فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمن کو مخذول اور ذلیل کیا اور بآواز ضعیف و نحیف فرمایا اے
بدبخت تو نے امر عظیم پر اقدام کیا آیا میں برا امام تھا تیرے لئے آیا میں تم پر مہربان نہ تھا آیا مینے تجھکو اوروں پر ترجیح نہیں دی اور سب سے زیادہ
تجھکو نہ دیتا تھا اور تجھ پر احسان نہ کرتا تھا سبنے مجھ سے کہا کہ تجھکو قتل کروں مگر مینے تجھکو کسی طرح کا آسیب نہ پہنچایا بلکہ تیری بخشش میں زیادتی کی
میں جانتا تھا کہ تو میرا قاتل ہے مگر چاہتا تھا کہ حجت خدا تجھ پر تمام ہو پس شقاوت تجھ پر غالب ہوئی اور مجھکو قتل کیا وہ ملعون یہ باتیں سنکر
رونے لگا اور کہا اے امیر المومنینؑ آیا تم نجات دے سکتے ہو اس شخص کو کہ مستحق آتش جہنم کا ہو حضرتؑ نے امام حسنؑ سے اسکی سفارش کی کہ اسکو
آب و طعام دینا اور غل و زنجیر نہ پہنانا اور بہ رفق اور نرمی اسکے ساتھ پیش آتے رہنا جبکہ میں دنیا سے گذر جاؤں تو تم بھی ایک ضرب اسکے لگانا اور اسکے
بدن کو آگ میں نہ جلانا اور ناک کان ہاتھ پاؤں اسکے نہ کاٹنا اسواسطے کہ حضرت رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ مثلہ نہ کرو کسیکو اگرچہ سگ دیوانہ ہی ہو
بروایتے فرمایا اسکے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو قاتل انبیاؑ کے ساتھ کرتے ہیں یعنی اسکو قتل کر کے لاش کو آگ میں جلا دینا۔ پھر فرمایا کہ اگر مینے اس زخم سے
شفا پائی تو سزاوار تر ہوں کہ اسکا گناہ بخشدوں کیونکہ ہم اہلبیت صاحب کرم و عفو ہیں نیز مروی ہے کہ جب اس شقی کو سامنے حضرتؑ کے لائے
تو لوگ شدت غیظ سے اسکا گوشت مثل درندوں کے دانتوں سے کاٹتے تھے اور کہتے تھے اے دشمن خدا تو نے کیا کام کیا امت محمدیہ کو تباہ کر ڈالا
اور بہترین آدمیان کو قتل کیا وہ خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ ام کلثومؑ نے فرمایا اے دشمن خدا تو نے امیر المومنینؑ کو قتل کیا اس بے حیا نے
کہا اِنَّمَا قَتَلْتُ اَبَاکِ یعنے مینے امیر المومنینؑ کو قتل نہیں کیا تیرے باپ کو مارا ہے ام کلثومؑ نے فرمایا امیدوار ہوں کہ وہ جناب اس زخم سے شفا
پائیں اُس نے کہا مینے اس تلوار کو ایک ہزار درہم کو خریدا ہے اور ایک ہزار میں اسکے زہر میں بجھوایا ہے اور ایسا وار لگایا ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے
باشندوں پر قسمت کیا جاوے تو البتہ سب کو ہلاک کرے ام کلثومؑ نے فرمایا حقتعالی تجھے دنیا و آخرت میں معذب کرے پھر اس بدبخت کو زندان
میں لے گئے محمد بن حنفیہؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت امیر المومنینؑ کو مسجد سے گھر میں لائے لوگ انکے گرد شدت نالہ و آہ سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں
حضرت امام حسنؑ اپنے پدر بزرگوار کی حالت زار دیکھ کر بیقرار تھے اور کہتے تھے کہ آپکے بعد ہمارا کون ہوگا یہہ مصیبت ہم پر حضرت رسولخداؐ کی مصیبت
سے کمتر نہیں گویا ہم نے اسی مصیبت کے لئے گریہ و زاری کو سیکھا ہے حضرتؑ نے اپنے شاہزادہ کو اپنے نزدیک بلایا دیکھا کہ روتے روتے رخسارے
انکے مجروح ہو گئے ہیں دست مبارک سے انکے چہرہ سے آنسو پونچھے اور ہاتھ سینہ پر رکھ کر فرمایا اے فرزند حقتعالے تیرے دل کو صبر عنایت کرے
اور تجھکو اور تیرے بھائیوں کو اس مصیبت میں اجر جزیل عطا فرما دے پس گھر میں لیجا کر حجرہ میں قریب در حضرت کو لٹایا۔ زینبؑ و ام کلثومؑ

مُثلہ بالضم گوش و بینی بُریدگی اسم مصدر ہے ۱۲ منتہی الارب

آپکے سامنے بیٹھین اور نوحہ وزاری کرتی تھین کہ بعد آپکے آپکے بچون کی کون تربیت کریگا اور بڑون کی نگہداشت کس سے ہوگی اے
پدر بزرگوار غم واندوہ ہمارا دراز ہوا اور رونا ہمارا تم پر کبھی کم نہوگا پس بیرون حجرہ سے صدائے گریہ بلند ہوئی اسوقت حضرت آبدیدہ ہوئے
اور نہگاہ حسرت اپنے فرزندون کی طرف دیکھا اور حسنین علیہما السلام کو چھاتی سے لگایا اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا پھر زہر کے اثر سے بیہوش
ہوگئے اور یہی حال تھا کہ پیہم بیہوش ہوتے تھے اور ہوش مین آتے تھے جیسا کہ حضرت رسولخدا زہر کے اثر سے بار بار بیہوش ہوتے تھے پھر ہوش مین
آئے تو حضرت امام حسن ایک پیالہ شیر حضرت کے لئے لائے آپنے تھوڑا سا اسمین سے پیا اور باقی امام حسن کو واپس دیا کہ یہہ اس اسیر یعنی ابن
ملجم کو دو اور اسکی سفارش کی سبحان اللہ کیا کرم و مروت و لطف و رافت ہے کہ اس حال مین بھی اس بدبخت کا خیال ہے سفارش پر سفارش فرماتے
ہین اور طعام وشراب اسکے لئے بھجواتے ہین حقا کہ یہہ بشر کا کام نہین ہے یہہ مخصوص ذات با برکات اس جناب کے ہے خوب مصرعے لگائے ہین کسی نے
شعر سعدی شیرازی پر **نظم** یا علی ہے ترے کرم کی دھوم ۔ بھیجا شربت برائے قاتل شوم ۔ اس عنایت سے ہوگیا معلوم ۔ دوستان را
کجا کنی محروم ۔ تو کہ با دشمنان نظر داری ۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہین کہ جب امیر المومنین کو گھر مین لے گئے تو مین اور حارث ہمدانی اور سوید
بن غفلہ مع چند دیگر اصحاب امیر المومنین کے در دولت حضرت پر حاضر ہوئے صدائے گریہ اندر سے آرہی تھی ہم بھی رونے لگے حضرت امام حسن
برآمد ہوئے اور فرمایا امیر المومنین کہتے ہین کہ تم لوگ اپنے اپنے گھرون کو چلے جاؤ پس وہ سب چلے گئے الا مین رو رہا تھا۔ اسمین پھر حضرت تشریف
لائے مینے عرض کی یا بن رسول اللہ میرے پیر نہین اٹھتے اور دل گوارا نہین کرتا مین امیر المومنین کو دیکھے بغیر جاؤنگا پس آپ اندر گئے اور
پھر آکر مجھکو ہمراہ لے گئے مینے اپنے مولا اور امام کو دیکھا کہ تکیہ لگائے ہوئے ہین اور ایک عصابہ زرد روئے مبارک پر بندھا ہوا ہے چونکہ خون
جسم مبارک سے کثرت سے نکل گیا ہے رنگت ایسی زرد ہے کہ مین نہین کہہ سکتا کہ وہ رنگین کپڑا زیادہ تر زرد تھا یا روئے مبارک یہہ حال حضرت کا
دیکھ کر مجھکو تاب نہ رہی اور دوڑکر قدمون پر گر پڑا اور انکو چومتا تھا اور روتا تھا حضرت امیر المومنین نے فرمایا اے اصبغ رومت کسلئے کہ مین
بہشت کو جانیوالا ہون مینے عرض کی آپ پر فدا ہون مجھکو معلوم ہے کہ آپ بہشت کو تشریف لیجاتے ہین مگر مین اپنے حال پر روتا ہون
کہ آپکی جدائی مین کسطرح بسر ہوگی محمد حنفیہ کہتے ہین کہ جب ماہ مبارک رمضان کی انیسوین تاریخ گذر کر بیسوین شب آئی۔ تو زہر کا اثر میرے
پدر بزرگوار کے قدمون تک پہنچ گیا آپ اس رات کو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور ہمکو وصیتین فرماتے تھے اور تسلی دیتے تھے یہانتک کہ صبح ہوئی
پس اصحاب کو اجازت دی کہ اندر آئین لوگ آتے تھے اور سلام کرتے تھے حضرت جواب سلام دیتے تھے اور فرماتے تھے ایہا الناس جو پوچھنا چاہو
مجھسے پوچھو کہ پھر مجھکو نہ پاؤگے مگر سوالات کو اپنے سبک اور مختصر کرو یہہ سنکر سب رونے اور فریاد کرنے لگے اور حجر بن عدی نے اٹھکر چند
شعر آپکی مصیبت مین پڑھے جب پڑھ چکے تو فرمایا کیا حال ہوگا تیرا اے حجر جبکہ تجھے بلائینگے اور مجھسے بیزار ہونیکی تکلیف دینگے حجر نے عرض
کی بخدا سوگند کہ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالین اور آگ مین جلادین تو بھی آپسے بیزار نہونگا فرمایا تو نے توفیق خیر پائی اور حقتعالی تجھے
جزائے خیر دے اہل بیت کی طرف سے پھر تھوڑے سے شیر منگا کر نوش کیا اور فرمایا کہ یہہ آخری رزق میرا ہے دنیا سے اور دوسری روایت مین ہے

عصابہ پٹی و سربند و دستار سر ۱۲ منتہی

کہ جب اصحاب آپ کے گرد پیش جمع ہوگئے تو فرمایا مجھکو تکیہ دے کر بٹھلاؤ پھر فرمایا حمد و ثنا کرتا ہون مین خدائے بزرگ و برتر کی جسکی کہ سزاوار ہے
اور اُسکو پسند کرتا ہے درحالیکہ اُسکے حکم کا مطیع و فرمان بردار ہون اور شہادت دیتا ہون وحدانیت خدائے واحد احد صمد کی جیسا کہ خود
اُس نے اپنی مدح کی ہے ایہا الناس کوئی شخص موت سے نہین بھاگ سکتا موت سے بھاگنا بعینہ اُسکی طرف پہنچنا ہے آگاہ ہو کہ قضا ہر شخص کو
اُسکی اجل مقررہ کی طرف کھینچے لئے جارہی ہے مسئلہ قضا و قدر مین فکر نہ کرو کہ وہ علم مکنون الٰہی سے ہے میری وصیت تمکو یہہ ہے کہ حقتعالےٰ کو
وحدہٗ لاشریک جانو کسی شے کو عبادت مین اُسکا شریک و سہیم نہ گردانو اور سنت محمد مصطفےٰ کو ضائع نہ کرو ہمیشہ کتاب خدا و سنت رسول پر کاربند
رہو اور حسنؑ و حسینؑ دو چراغ ہدایت ہین اُنکو روشن رکھو کہ طریق حق سے منحرف نہو گے تحقیق کہ حقتعالےٰ نے ہر شخص کو بقدر اُسکی طاقت کی
تکلیف دی کم علم ناد انون سے ویسا ہی خفیف مواخذہ ہوگا آگاہ رہو کہ تمہارا پروردگار کریم و رحیم ہے اور تمہارا امام دانا و علیم ہے اور تمہاری
ملت دین قویم ہین کل تمہارا مصاحب تھا آج تمہارے لیے عبرت گاہ ہون اور کل کو تمہارے درمیان سے رحلت کرجاؤنگا۔ اگر مجھکو اس ضربت
سے شفا ہوئی تو شکر خدائے عزوجل بجالاؤنگا نہین تو مینے کبھی دنیا مین دل نہین لگایا اور اس دار ناپائدار مین ایسا رہا ہون کہ جیسے کوئی
درخت کے سایہ مین بیٹھے اور وہ سایہ جلد اُسکے سر سے دور ہو جاوے یا کسیکے نزدیک ہوا سے کچھ خس و خاشاک جمع ہوجائے اور دوسرا جھونکا
اسکو پھر ویسے ہی متفرق و پریشان کردے یا جیسے پارۂ ابر کسیکے سر پر سایہ افگن ہو پھر ایک دم کے بعد وہ سایہ رفع ہوجاوے میرا بدن چند روز
تمہارے ساتھ رہا مگر دل ہمیشہ ملاء اعلےٰ سے متعلق تھا تم بہت جلد میرے بدن کو روح سے خالی پاؤگے جو حرکتین ہمین مشاہدہ کرتے تھے اُسسے
مفقود ہونگی نہ وہ شجاعتین اُس مین نظر آئینگی نہ وہ بلیغ خطبہ اُس سے سنوگے نہ وہ علوم الٰہی اور معارف ربانی حاصل کروگے پس تمکو چاہیے
کہ میرے حال سے عبرت پکڑو کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی فصیح و بلیغ نصیحت کرنے والا تمکو نہ ملیگا۔ اب مین تمکو وداع کرتا ہون اور امیدوار ہون
کہ زمانہ رجعت مین یا بروز قیامت پھر ملاقات ہو کہ اُسوقت میری قدر و منزلت جو ابتک تم پر پوشیدہ تھی معلوم ہوجائیگی تحقیق کہ مین جب
تمہارے درمیان سے چلا جاؤنگا اور دوسرا شخص میری جگہہ پر بیٹھیگا تو مجھکو بہت یاد کروگے شیخ کلینی وغیرہ محدثین معتبرین نے باسناد معتبرہ
روایت کی ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ نے ارادہ وصیت کا کیا تو تمام فرزندون اور اہلبیتؑ اور رؤسائے شیعہ کو جمع کیا اور سبکے روبرو
حضرت امام حسنؑ کو اپنا وصی و جانشین مقرر کیا اور کتب آسمانی و صحف انبیا اور علوم گزشتگان اور زرہ و اسلحہ رسولخدا اور تمام اسباب و آثار
پیغمبر خدا اور باقی پیغمبرون کے جو آنحضرت کے پاس تھے امام حسنؑ کو تفویض کئے اور فرمایا اے فرزند گرامی بحکم خدا و رسولخدا مین یہہ سب اشیا تمہارے
سپرد کرتا ہون اور تمکو اپنا وصی و خلیفہ مقرر کرتا ہون تمہارے لئے آنحضرت کا یہہ حکم ہے کہ قریب بوفات تم اسیطرح اپنے بھائی حسینؑ کو
اپنا جانشین مقرر کرنا اور اے حسینؑ تم مامور ہو کہ بوقت شہادت اپنے اس فرزند علی بن الحسین زین العابدینؑ کو وصی و جانشین کرنا پھر امام
زین العابدینؑ (کہ اُسوقت تین سال کی عمر رکھتے تھے) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علی تمہارا وصی تمہارا فرزند ارجمند محمدؑ بن علیؑ باقر ہے
تو جب اُس سے ملے تو سلام میرا اور حضرت رسولخدا کا اُسکو پہنچانا۔ پھر امام حسنؑ سے فرمایا کہ تو ہے امام و خلیفہ میرا اور میرے قاتل کا تجھکو
اختیار ہے چاہے معاف کردینا ورنہ بہ یک ضربت اُسے قتل کرنا۔ پھر وصیت نامہ آنحضرت کے ہاتھ سے لکھوایا اور اُسمین نماز روزہ حج زکوٰۃ

وغیرہ تمام ضروریات دین کی سب کو تاکید کی اور بہت سی پند و نصائح بلیغ درج فرمائے اور تقوے و پرہیزگاری خدا کا امر کیا۔ پھر فرمایا اے فرزند بیٹے تیری نصیحت و خیرخواہی مین کمی نہین کی اب تم سے میری جدائی نزدیک ہے ایک وصیت اور تجھکو کرتا ہون کہ اپنے بھائی محمد حنفیہؓ سے نیک سلوک کرنا وہ تیرا بھائی اور فرزند تیرے باپ کا ہے اور تجھکو معلوم ہے کہ مین اُسے دوست رکھتا ہون لیکن حسینؑ پس وہ تیرا حقیقی بھائی ایک مان اور ایک باپ سے ہے اُسکے بارے مین تجھکو ضرورت وصیت کی نہین۔ اکیسوین[21] رات رمضان کی ہوئی تو اثر زہر تمام تر بدن مبارک مین ظاہر ہو گیا اور کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا تمام اولاد اہل بیت حضرت کے پاس جمع تھے اُنکو خیرات و مبرات کی وصیت فرماتے تھے اور اولاد کو جو غیر فاطمہ زہرا دیگر ازواج سے تھی امر کیا متابعت حسنؑ و حسینؑ کا اور تاکید کی کہ کسی امر مین اُنکی مخالفت نہ کرنا اور فرمایا مین اسوقت تم سے جدا ہوتا ہون اور اپنے حبیب محمد مصطفےٰؐ سے ملحق ہوتا ہون۔ اے حسنؑ جب روح میرے بدن سے مفارقت کر جائے تو تو مجھکو غسل و کفن کرنا اور کافور بہشت سے جو حضرت رسولخدا سے بچ رہا تھا حنوط کرنا اور میرے تابوت کو آگے سے فرشتے اُٹھائینگے پیچھے سے تم اُٹھانا جس مقام اگلا حصہ ٹھیرے وہین جنازہ کو زمین پر رکھدینا اور سات تکبیرون سے مجھ پر نماز پڑھنا اور یہہ بجز میرے اور ایک فرزند حسینؑ قائم آل محمدؐ کے اور کسی کے لئے حلال نہین نماز کے بعد جنازہ کو وہان سے اُٹھانا اور خاک اُس جگہہ کی دور کرنا کہ وہان ایک تیار قبر تمکو ملے گی اور ایک تختہ منقّا و منقوش جو میرے جدّ امجد حضرت نوحؑ نے میرے لئے رکھا ہے پاؤگے اُسپر مجھکو لٹا دینا اور سات خشت بزرگ ملینگی اُنکو میرے اوپر چن دینا اور مٹی اُسپر ڈال کر زمین برابر کر دینا اور یہہ جملہ امور رات مین کرنا صبح ہو تو ایک اور تابوت تیار کرکے اونٹ پر بار کرنا اور مدینہ کیطرف اُسکو روانہ کرنا کہ لوگ معلوم نہ کر سکین کہ مین کہان دفن ہوا ہون اور بعض روایات مین ہے کہ حضرت امیرؑ نے چار مقام پر قبر بنانیکا حکم کیا ایک مسجد کوفہ مین ایک رحبہ مین کہ محلہ تھا کوفہ کا ایک خانہ جعدہ بن ہبیرہ مین اور ایک نجف مین تاکہ فرقہ خوارج اور بنی اُمیہ کو اسکا حال معلوم نہو اور وہ ارادہ لاش کے نکالنے کا نہ کرین **المختصر** حضرت نے اولاد امجاد سے فرمایا کہ عنقریب تمہارے لئے چار طرف سے فتنے اُٹھینگے پس صبر کرنا کہ انجام صبر کا نیک ہے اور اے اباعبداللہ تو شہید اس امت کا ہے تمام بلاؤن کو صبر و شکر سے برداشت کرنا۔ پھر بیہوش ہو گئے ہوش مین آئے تو فرمایا۔ اسوقت حضرت رسولخدا اور میرے عم حمزہؓ اور میرے بھائی جعفرؓ میرے پاس تشریف لائے ہین اور کہتے ہین کہ جلد آ کہ ہم سب تیرے مشتاق ہین اُسوقت قطرات اشک جبین مبین سے مثل دانہ مروارید ٹپکتے تھے حضرت دست مبارک سے اُنکو پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مینے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ وقت وفات مومن اُسکی پیشانی سے عرق مثل مروارید ٹپکتا ہے پس مین تم سب کو خدا کو سونپتا ہون یہہ کہکر مشغول ذکر الٰہی ہوئے اور منہ طرف قبلہ کے پھیر لیا اور آنکھین بند کر لین اور پاؤن دراز کئے اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور روضہ رضوان کو تشریف لے گئے

پارۂ از حالات بعد مفارقت روح پرفتوح آنحضرتؑ از کفن و دفن وغیرہ

جلاء العیون مین بعض کتب قدیمہ سے روایت کی ہے کہ جب روح مقدس امیر المومنینؑ نے جسد مطہر آنحضرتؑ سے مفارقت کی تو صدائے نالہ و آہ کاشانۂ عرش آستانہ آنحضرت سے بلند ہوئی مردان و زنان کوفہ اسطرف دوڑے اور تمام خانہا کے کوفہ سے آواز گریہ و شیون بلند ہوئی مانند اُس روز کے کہ حضرت رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی تھی۔ جب رات تاریک ہوئی تو آفاق

آسمان مین تغیر نمودار ہوا زمین کانپی اور صدائے تسبیح و تقدیس ملائکہ درمیان ہوا سے لوگون کے کانون مین پہنچتی تھی اور آواز گریہ و نوحہ و مرثیہ
جنیان کو سنتے تھے **محمد** حنفیہ کہتے ہین کہ جب میرے بھائی حسنؑ و حسینؑ مشغول غسل آنحضرت کے ہوئے تو امام حسینؑ پانی ڈالتے تھے اور حسنؑ مجتبے غسل
دیتے تھے جب ایک جانب کو دھو چکتے تھے تو دوسری جانب خود بخود پھر جاتے تھے اور حاجت نہ تھی کہ کوئی بدن مبارک کو حرکت دے بوئے مشک
و عنبر بدنِ اقدس سے فائح تھی غسل سے فراغت ہوئی تو امام حسنؑ نے آواز دی کہ اے خواہر حنوط کو جو حنوط جد بزرگوار سے باقی ہے حاضر کر زینب
خاتون لقیہ حنوط لائین اسکو کھولا تو تمام کوفہ اسکی خوشبو سے معطر ہو گیا پس آنحضرت کو پانچ پارچہ مین کفن کیا اور تابوت مین رکھا تابوت کو آگے
سے جبرئیل و میکائیل نے اٹھایا پیچھے سے امام حسنؑ و امام حسینؑ نے قسم بخدا کہ دیکھا مینے کہ جنازہ آنحضرت کا جس دیوار عمارت و شجر کے پاس سے گزرتا
تھا وہ پئے تعظیم خم ہو جاتا تھا بعض آدمیون نے چاہا کہ جنازہ کے ساتھ چلین امام حسنؑ نے انکو واپس کیا پس حضرت امام حسینؑ روتے تھے اور
کہتے تھے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اے پدر بزرگوار ہماری پشت اس صدمہ سے ٹوٹ گئی
اور ہم تمہاری مصیبت کی شکایت خدا سے کرتے ہین جب تابوت مقام معین پر پہنچا تو خود بخود زمین پر اترا حضرت امام حسنؑ آگے ہوئے اور
نماز کو سات تکبیرون سے بجماعت آنحضرت پر پڑھا فارغ ہوئے تو خاک اس جگہہ کی دور کی ناگاہ ایک قبر تیار و مہیا زیر خاک سے ظاہر ہوئی ایک
تختہ اس مین فرش تھا اس پر تحریر تھا یہہ قبر ہے کہ ذخیرہ کیا ہے اسکو نوح پیغمبر نے واسطے بندہ شائستہ طاہر و مطہر کے جب چاہا کہ حضرت کو قبر مین
رکھین ہاتف نے صدا دی کہ بدن طاہر و مطہر کو تربت طاہر مطہر سے ملحق کرو کہ حبیب اپنے حبیب کا مشتاق ہے **مروی** ہے کہ ابن مسکان نے
حضرت صادقؑ سے سبب خم ہونے اس عمارت کا پوچھا جو سر راہ نجف اشرف واقع ہے اور جسکو اب حنّانہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ جب جنازہ
امیر المومنینؑ کا اسکے پاس سے گزرا تو میل کیا اس نے اور منحنی ہو گئی بوجہہ تاسف و حزن کے آنحضرت پر اور نیز مروی ہے کہ جب آنحضرت کو قبر مین
رکھا تو دیکھا کہ ایک پردہ سندس سے روئے قبر پر کھیچ گیا حضرت امام حسنؑ نے اس پردہ کو سرہانے کیطرف سے اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت رسولِ خدا
مع حضرت آدم و ابراہیم علیہم السلام کے امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ باتین کرتے ہین پس امام حسینؑ نے پائنتی کیطرف سے پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت
فاطمہ زہرا و حوّا و مریم و آسیہ آنحضرت پر نوحہ و بکا کرتی ہین ۔ نیز منقول ہے کہ آنحضرت کو دفن کیا تو صعصعہ بن صوحان عبدی قبر کے پاس کھڑا ہوا
اور ایک مشت خاک وہان کی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا میرے مان باپ فدا ہون تم پر اے امیر المومنینؑ گوارا ہو تمکو کرامتہائے خدا تحقیق
کہ ولادت تمہاری پاک و پاکیزہ تھی اور صبر تمہارا قوی اور جہاد تمہارا شدید تھا جس امر کی آرزو رکھتے تھے اس پر فائز ہوئے اور تجارت سودمند
کی اور اپنے پروردگار سے ملاقات فرمائی پس جملہ محامد و صفات و اخلاق امیر المومنینؑ کو بیان کر کے خود بھی گریہ کیا اور اورون کو بھی رلایا پھر
حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ صلوات اللہ علیہما و محمد و جعفر و عباس و یحییٰ و عون و عبد اللہ رضی اللہ عنہم و دیگر فرزندان آنحضرت کو تعزیت
کیا اور کوفہ کیطرف مراجعت کی صبح ہوئی تو ایک تابوت مصلحتاً خانۂ آنحضرت سے نکالا اور ایک شتر پر بار کیا ۔ اور مدینہ کو روانہ کیا ۔ منقول ہے
کہ ہشام بن عبد الملک نے جناب امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ جناب امیرؑ کوفہ مین شہید ہوئے تھے اور شہرون مین کسطرح آپ کی شہادت معلوم
ہوئی ۔ فرمایا کہ اس شب طلوع صبح تک جس جگہہ سے پتھر اٹھاتے تھے خون تازہ اسکے نیچے سے جوش مارتا تھا ۔ اس علامت سے سب کو انکے

قتل ہونیکا حال معلوم ہوگیا تھا۔ اسواسطے کہ جس شب ہارون حضرت موسٰے کے بھائی نے وفات پائی اور جس شب یوشع بن نون شہید ہوئے اور عیسٰے آسمان پر گئے اور امام حسین شہید ہوئے تھے اس روز بھی ہر پتھر کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور نیز منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو چالیس صباح زمین و آسمان اس پر روتے ہین اور جب عالم مرتا ہے تو چالیس مہینے اس پر روتے ہین اور جب پیغمبر مرتا ہے تو چالیس سال اس پر گریان ہوتے ہین پس فرمایا کہ اے علی جب تو شہید ہوگا تو آسمان و زمین چالیس سال تجھ پر روئینگے ابن عباس کہتے ہین کہ جب امیر المومنین شہید ہوئے تو تین روز آسمان سے خون برسا اور ہر سنگ کے تحت مین خون تازہ جوش کہاتا تھا۔ اور یہہ بات کہ اس روز زیر سنگریزہ سے خون جوش زن تھا کتب اہل سنت سے بھی ثابت ہے اور کتاب اخبار طالبین سے نقل کیا ہے کہ لشکر فرنگ ایک جماعت کو اہل اسلام سے قید کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے کفر کو ان پر عرض کیا انہون نے انکار کیا بادشاہ نے روغن زیتون کو گرم کراکے سب کو اسمین ڈال دیا کہ وہ سب ہلاک ہوگئے مگر ایک شخص کو اسنے چھوڑ دیا تا کہ مسلمانون کو انکے ہلاک ہونیکی خبر کرے اثنائے راہ مین اس شخص کو صحرا مین ایک جگہہ آواز گھوڑے کے پاون کی آئی اس شخص نے جب پیچھے مڑکر دیکھا تو اپنے رفیقون کو دیکھا کہا تم سب کو میرے روبرو روغن زیت مین ڈالکر جلا دیا تھا تم کیونکر زندہ ہوگئے انہون نے کہا کہ ہم نعمات خدا مین تھے ناگاہ منادی نے ندا دی کہ اے شہدائے صحرا و دریا آجکی رات علی بن ابی طالب شہید ہوئے تم سب انکی نماز کے لئے حاضر ہو پس اب ہم انحضرت پر نماز پڑہ کر آئے ہین اور اپنی قبرون کو واپس جاتے ہین۔ اور نیز منقول ہے کہ بروز شہادت امیر المومنین جبکہ صدائے نالہ و آہ آدمیون کی بلند تھی حضرت خضر بصورت ایک پیر مرد آئے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ آج خلافت پیغمبری منقطع ہوئی پس جس مکان مین حضرت امیر تھے اسکے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور کہا رحمت خدا ہو تم پر اے ابو الحسن اسلام تمہارا سب سے سابق و مقدم تھا اور ایمان تمہارا خالص اور یقین تمہارا استوار تم نے حضرت رسولخدا کی حفاظت سب سے زیادہ کی۔ مناقب و فضائل تمہارے بیشتر اور درجہ تمہارا بلند تر تھا تم رسولخدا کے ساتھ سب سے زیادہ قرابت قریبہ رکھتے تھے اور شبیہ ترین مردم تھے انحضرت کے ساتھ سیرت و سنت و اطوار و گفتار و کردار مین۔ مرتبہ تمہارا اس جناب کے نزدیک سب سے عالی اور سب اصحاب و جملہ مسلمانان سے قوی تر تھا تم مردانہ راہ خدا مین جہاد کو جاتے تھے جبکہ اور ڈرتے تھے اور حق کے ساتھ قیام کیا تم نے جبکہ اورون نے سستی اختیار کی۔ اور طریقہ رسولخدا پر قیام کیا جس وقت کہ ہر ایک اصحاب ایک ایک راہ پر چلا گیا اور خلیفہ برحق انحضرت کے تھے تنازع اور حق کو بیان کیا جبکہ اور اسکے بیان سے عاجز آگئے۔ اگر سب تمہاری متابعت کرتے تو ہدایت پاتے غرض اسطرح کے بہت سے کلام کہے وہ کہتے تھے اور لوگ سنتے تھے اور اصحاب رسولخدا انکے ساتھ روتے تھے جب اپنا کلام ختم کر چکے تو ہرچند تلاش کیا انکا نشان نہ ملا ابو الاسود دوئلی نے حضرت کی وفات پر مرثیہ کہا چند اشعار اسکے یہہ ہین۔ اَلَا یَا عَیْنُ وَیْحَکِ اَسْعِدِیْنَا ٭ اَلَا تَبْکِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَا

وَتَبْکِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ عَلَیْہِ ٭ بِعَبْرَتِہَا وَقَدْ رَاَتِ الْیَقِیْنَا ٭ اَلَا قُلْ لِلْخَوَارِجِ حَیْثُ کَانُوْا ٭ فَلَا قَرَّتْ عُیُوْنُ الْحَاسِدِیْنَا

اَفِیْ شَہْرِ الصِّیَامِ فَجَعْتُمُوْنَا ٭ بِخَیْرِ النَّاسِ طُرًّا اَجْمَعِیْنَا ٭ قَتَلْتُمْ خَیْرَ مَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا ٭ وَذَلَّلَہَا وَمَنْ رَکِبَ السَّفِیْنَا

وَمَنْ لَبِسَ النِّعَالَ وَمَنْ حَذَاہَا ٭ وَمَنْ قَرَاَ الْمَثَانِیْ وَالْمُبِیْنَا ٭ وَکُلُّ مَنَاقِبِ الْخَیْرَاتِ فِیْہِ ٭ وَحُبُّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَا

فَلَا تَشْمَتْ مُعَاوِیَۃُ بْنُ صَخْرٍ ٭ فَاِنَّ بَقِیَّۃَ الْخُلَفَاءِ فِیْنَا ٭ فَلَا وَاللّٰہِ لَا اَنْسٰی عَلِیًّا ٭ وَطُوْلَ صَلٰوتِہٖ فِی الرَّاکِعِیْنَا

یعنے ہان اے آنکھ والے ہو تجھ پر تو گریہ سے ہماری مدد کر کیا تو امیر المومنین علیہ السلام کو نہ روئے گی اور اُم کلثومؑ آنحضرت پر زار زار گریہ کنان ہے۔ حالانکہ اس نے (ایمان مین) یقین کا مرتبہ پایا ہان خارجیون سے جہان کہ وہ ہون کہو۔ کہ حاسدون کی آنکھین ٹھنڈی ہونگی آیا تم نے درد مند کیا ہمکو ماہ صیام مین اُس شخص کے قتل سے جو تمام آدمیون سے بہتر تھا قتل کیا تم نے اسکو کہ تمام شترپر سوار ہونیوالون اور انکو رام کرنیوالون اور کشتی مین بیٹھنے والون سے بہتر تھا اور نیز بہتر تھا اُن سب سے جو نعلین پہنتے ہین اور برابر رکھتے ہین انکو اور جو قرأت کرتے ہین سورۂ فاتحہ اور قرآن کی تمام مناقب خیر و خوبی کے اُسمین تھے اور دوست تھا حضرت رسولخدا کا اے معاویہ پسر صخر (ہمکو اس مصیبت مین) شماتت نہ کر تحقیق کہ بقیۂ خلفا یعنے حسن مجتبےٰ ہمارے درمیان موجود ہے قسم بخدا کہ مین علی علیہ السلام کو فراموش نہ کرونگا در آن حالیکہ انکی نماز دراز تھی درمیان نماز گذارون کے حدیث مین وارد ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ نے دار دنیا سے کوچ کیا تو امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت ادا کیا پس فرمایا آج رات تم سے اس شخص نے مفارقت کی ہے کہ سابقین اُنکے کمالات کو نہین پہنچ سکے اور لاحقین اُنکے رتبہ کو نہ پاینگے ایہا الناس اس رات قرآن نازل ہوا اور عیسٰی اسی شب آسمان پر تشریف لے گئے اور یوشع بن نون اسی شب کو شہید ہوئے۔ اور آج میرے پدر بزرگوار نے شہادت پائی بخدا کہ کوئی وصی بھی گذشتون اور آئندون سے پیشتر آنحضرت سے بہشت مین نہ جائیگا۔ حضرت رسولخدا جب اُنکو کسی جنگ پر بھیجتے تھے تو اپنا علم آنحضرت کے ہاتھ مین دیتے تھے جبرئیل اُنکے دستِ راست پر ہوتے تھے اور میکائیل دستِ چپ پر واپس ہوتے تھے جبتک کہ فتح نہ پاتے تھے۔ درہم و دینار سے کچھ آنحضرت سے میراث مین باقی نہین رہا الا سات سو درہم کہ عطایائے آنحضرت سے زیادہ آئے تھے چاہتے تھے کہ ایک کنیز اپنے اہل کے لئے خرید کرین۔ بدرستیکہ مصیبت آنحضرت نے اہل مشرق و مغرب کو صاحب تعزیت کیا۔ مین اس مصیبت مین صبر کرنیکا ثواب حقتعالی سے چاہتا ہون پس رقت آنحضرت پر طاری ہوئی اور آواز گلوئے مبارک مین بند ہو گئی صدائے نالہ و آہ اہل مسجد سے بلند ہوئی پھر فرمایا جو کوئی مجھکو پہچانتا ہے پہچانے جو نہین پہچانتا پس مین ہون حسن مجتبےٰ پسر محمد مصطفٰے بشیر و نذیر کا اور دعوت کنندۂ خلق کا طرف حقتعالی کی اور بیٹا سراج منیر کا کہ حقتعالے نے رحمتِ عالمیان کے لئے اُسکو بھیجا ہے اور اس اہلبیت سے ہون کہ رجس و پلیدی کو انسے دور کیا ہے اور گناہون سے انکو پاک گردانا ہے اور اُس خانوادہ سے ہون کہ جبرئیل اُن پر نازل ہوتا تھا پھر فرمایا میرے جد بزرگوار حضرت رسول مختارؐ نے خبر دی ہے کہ انکے بعد بارہؑ امام انکے اہل اور برگزیدون سے ہونگے کہ تمام شمشیر یا زہر سے شہید ہونگے پس منبر سے اُترے اور حاضرین نے بیعت کی مگر وفا بیعت نہ کیا **پارۂ از حالِ خسران مآل قاتل آنحضرت** احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ پے کنندۂ ناقۂ صالح ولد زنا تھا اور قاتل امیر المومنینؑ ولد زنا تھا۔ قبیلہ مراد کہتا تھا کہ ہم اسکے باپ کو نہین پہچانتے اور اُسکے نسب کو نہین جانتے۔ اور قاتل حضرت امام حسینؑ ولد زنا تھا تحقیق کہ پیغمبر و اولادِ پیغمبران کو قتل نہین کرتی مگر اولاد زنا۔ اور نیز حدیث مین ہے کہ جب اس لعین کو حضرت امام حسنؑ کے سامنے لائے تو کہا مین چاہتا ہون کہ ایک بات تمہارے کان مین کہون حضرت نے انکار کیا اور فرمایا چاہتا ہے کہ شدتِ عداوت سے میرے کان کو دانتون سے اکھاڑ ڈالے۔ اور نیز مروی ہے کہ جب بوقتِ شب امیر المومنینؑ کو دفن کیا اور صبح طالع ہوئی تو اُم کلثومؑ نے حضرت امام حسنؑ کو قسم دی کہ قاتلِ آنحضرت کو ایک دم کے لئے زندہ نہ رکھین پس حضرت برآمد ہوئے اور اپنے عزیزون اور خواص اصحاب کو جمع کیا اور

اسکے قتل میں مشورہ فرمایا عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا چاہئے کہ اسکے ہاتھ پیر اور زبان قطع کریں پھر قتل کریں محمد حنفیہ رضؓ نے کہا اوّل اسکو تیر باران کریں پھر آگ میں جلائیں ایک اور شخص نے کہا اسکو زندہ دار پر کھینچیں تا اینکہ مر جائے۔ پس حضرت امام حسنؑ نے فرمایا میں اپنے باپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور ایک ضربت شمشیر سے اسکو قتل کرونگا بعد ازان اسکے جسد پلید کو آگ میں جلا دونگا اور حکم کیا کہ اسکو دست بستہ حاضر کریں جب آیا تو فرمایا اے دشمن خدا تو نے امیر مومنان و امام مسلمانان کو قتل کیا اور فساد عظیم دین میں ڈالا پھر یک ضربت تلوار اسکو واصل جہنم فرمایا ام ہیثم دختر اسود نخعیہ نے آنحضرتؑ سے عرض کی کہ جسم پلید کو اسکے مجھے بخشیں تاکہ اسکو آگ میں جلاؤں اور اپنی سوزش قلب کو اس سے فرو کروں حضرتؑ نے درخواست اسکی قبول کی اور اس نیک عورت نے اسکو آگ میں جلایا۔ روایت ہے کہ استخوان ہائے پلید اس ملعون کو ایک گڑھے میں ڈالا اہل کوفہ ہمیشہ صدائے نالہ و آہ اس گڑھے سے سنتے تھے۔ قطب راوندی وغیرہ نے ابن رُفا سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں ایک روز مسجد الحرام میں تھا دیکھا میں نے کہ لوگ مقام ابراہیم کے گرد جمع ہیں سبب اس اجتماع کا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مرد راہب مسلمان ہوا ہے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک شخص فربہ اندام جبہ پشمینہ بدن میں پہنے اور کلاہ پشمینہ سر پر رکھے مقام ابراہیم کے برابر بیٹھا ہے پس سنا میں نے کہ اس نے اپنا حال اسطرح بیان کیا کہ میرا صومعہ کنارہ دریا واقع تھا۔ ایک روز اپنے صومعہ میں بیٹھا دریا کی طرف نظر کرتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک مرغ مثل کرگس ہوا سے اُترا اور ایک پتھر پر کہ درمیان دریا بلند تھا بیٹھ کر قے کی پس ایک ربع انسان اسکے حلق سے پتھر پر گرا پھر اُڑ کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں پھر آیا اور ایک ربع اور قے کیا حتے کہ چار مرتبہ ایسا کیا پس وہ اجزائے اربعہ باہم ملکر ایک مرد صحیح و سالم بنگیا اور ایستادہ ہوا مجھکو یہہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ مرغ آیا اور ایک ربع اسکا جدا کرکے نگل گیا اور پرواز کیا پھر واپس آیا اور دوسرا ربع اٹھایا اور بدستور پرواز کیا تا اینکہ چار مرتبہ ایسا کیا اور بالتمام اس مرد کو نگل گیا۔ اس پر تعجب میرا زیادہ ہوا اور پشیمان ہوا کہ کسلیے اس مرد سے حال نہ پوچھا اور حیرت سے اس پتھر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ وہ مرغ پھر آیا اور ایک ربع بدن انسان قے کیا تا اینکہ مرتبہ چہارم میں مثل سابق ایک مرد سالم ہو کر کھڑا ہوا پس میں لب دریا گیا اور اسکو آواز دی کہ تو کون ہے کچھ جواب نہ دیا کہا بحق اُس خداوند جل و علا کے جس نے تجھکو پیدا کیا ہے بیان کر کہ تو کون ہے اور کیا عمل تجھ سے سرزد ہوا ہے جسکی پاداش میں اس عذاب میں مبتلا ہوا ہے کہا میرا نام ابن ملجم ہے اور میں نے علی ابن ابی طالبؑ کو قتل کیا ہے اور حق تعالیٰ نے اس مرغ کو مجھ پر مقرر کیا ہے کہ مجھکو روز قیامت تک اسطرح پر عذاب کرے

قبر شریف آنحضرتؑ

احادیث معتبرہ میں وارد ہے کہ جب حضرت نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی آنحضرتؑ کی خانہ کعبہ تک پہنچی اور سات بار گرد خانہ کعبہ اُس نے طواف کیا تو حق تعالیٰ نے وحی کی طرف حضرت نوحؑ کی کہ کشتی سے نیچے آ اور جسد آدمؑ کو نکال کر کشتی میں داخل کر پس وہ حضرتؑ کشتی سے اُترے اور تابوت جس میں بدن آدمؑ تھا نکالا اور کشتی پر سوار کیا اور روانہ ہوئے جب کشتی مسجد کوفہ میں پہنچی تو بامر الٰہی اُس تابوت کو نجف اشرف میں دفن کیا اور پیش روئے آدمؑ ایک قبر اپنے لئے بنائی اور ایک صندوق حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لئے تراشا اور بعد دفن آنحضرتؑ کا اپنے سینہ کے آگے قرار دیا پس قبر آنحضرتؑ کی نجف میں اسی مقام مشہور میں ہے جہاں لوگ زیارت کرتے ہیں قریب غزی کے کہ عمارت نعمان بادشاہ عرب کی ہے۔ مگر چونکہ حضرت امیر المومنینؑ نے بخوف خوارج وغیرہم اعدائے دین وصیت کی تھی کہ بوقت شب پوشیدہ آنحضرتؑ کو دفن کریں اس سبب سے صدر اول میں موضع

قبر شریف اکثر خلائق پر مخفی تھا اور بجز خواص شیعہ کوئی اس سے واقف نہ تھا۔ چنانچہ اکثر مخالفین اور بعض عوام شیعہ سے مختلف اقوال اس مقدمہ میں منقول ہیں بعض کہتے ہیں کہ اپنے گھر میں دفن ہوئے بعض صحن مسجد کوفہ کو مدفن آنحضرت کا بتلاتے ہیں بعض محلہ کرخ میں شہر بغداد سے دفن ہونیکے قائل ہیں۔ لیکن حق وہی ہے جو مشہور ہے اور اسی پر اجماع شیعہ ہر طبقہ میں منعقد ہوا ہے۔ اور علمائے شیعہ نے علیٰحدہ کتابیں اس مقدمہ میں تصنیف کیں ہیں اور احادیث کثیرہ اس بارہ میں وارد ہیں اور معجزات بسیار اس مکان شریف پر ظاہر ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں اول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جبکہ زمانہ ابوالعباس سفاح[1] میں عراق میں تشریف لائے بہت سے شیعوں اور اپنے خواص اصحاب کو یہ مقام بتلایا اور فرمایا کہ علامت قبر اسمیں نصب کریں بعد ازان زیادہ تر ظہور اسکا ہارون رشید خلیفہ عباسی کے زمانہ میں ہوا۔ منقول ہے کہ ایک روز ہارون رشید صحرائے نجف میں شکار کھیلنے کے لئے گیا تھا اور دیگر جانوران شکاری اسکے ساتھ تھے جب اس موضع متبرک کے نزدیک پہنچا تو انکو چند ہرنوں پر چھوڑا تھوڑی دیر باہم شکاری جانوروں اور ہرنوں کے مطاردہ و مناطحہ رہا پھر آہو بھاگ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور سگان و جانوران شکاری واپس آئے۔ پس ہرن ٹیلے سے اترے اور کتوں نے انکا تعاقب کیا تو پھر وہ ٹیلے پر چڑھ گئے اور شکاری جانور لوٹ آئے غرضکہ تین مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تو ہارون کو بہت حیرت ہوئی اور اس نے ایک پیر مرد سے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا پوچھا کہ تو اس ٹیلے کو پہچانتا ہے اس نے کہا مجھکو امان دے تو بیان کروں ہارون نے امان دی تو اس نے کہا کہ قبر امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اس مقام پر ہے اس سبب سے جانوران کو جرأت نہیں کہ اس ٹیلے پر چڑھیں پس ہارون نے وضو کیا اور ادھر گیا اور نماز پڑھی اور دعا کی اور مراجعت کی محمد بن عائشہ کہتا ہے کہ میں اول اس قصہ کی تصدیق نہ کرتا تھا تا اینکہ ایک مرتبہ مکہ میں یاسر جمال رشید کے ساتھ اتفاق ملاقات ہوا اس نے بسبیل تذکرہ مجھ سے ذکر کیا کہ میں ایک بار رشید کے ہمراہ تھا اور ہم مکہ سے مراجعت کر کے کوفہ پہنچے تھے کہ ایک رات رشید نے مجھ سے کہا کہ اے یاسر عیسیٰ بن جعفر سے کہہ کہ آج ہمارے ساتھ چلے پس وہ دونو سوار ہوئے اور میں بھی انکے ساتھ سوار ہوا تا اینکہ ہم موضع غریین میں پہنچے پس عیسیٰ تو اتر کر ایک مقام میں لیٹ رہا لیکن رشید ایک پشتے کے قریب جا کر مصروف نماز ہوا ہر گاہ کہ دو رکعت تمام کرتا خاک پر لوٹتا اور کہتا اے پسر عم میرے میں آپکے فضل و سابقہ کا مقر ہوں اور جانتا ہوں کہ یہ جاہ و سلطنت کہ آج ہمکو حاصل ہے سب تمہاری بدولت ہے اور حق عظیم تمہارا ہماری گردن پر ہے لیکن تمہاری اولاد مجھکو ایذا دیتی ہے اور میرے اوپر خروج کرتی رہتی ہے یہ کہتا اور اٹھتا اور دو رکعت نماز بجالاتا اور پھر اس کلام کا تکرار کرتا اور رو رو کر دعا مانگتا۔ تا اینکہ صبح قریب پہنچی پس مجھ سے کہا کہ عیسیٰ کو بیدار کر میں نے اسے جگایا تو کہا اے عیسیٰ اٹھ اور اپنے ابن عم کی قبر کے پاس نماز بجالا کہا کس ابن عم کی قبر یہاں ہے رشید نے کہا علی بن ابی طالب کی پس عیسیٰ نے وضو کیا اور وہ دونو نماز پڑھتے رہے تا اینکہ صبح طالع ہوگئی پس اسوقت سوار ہوئے اور کوفہ کو مراجعت کی **مؤلف** کہتا ہے کہ ثواب ہائے زیارت روضہ منورہ حضرت امیرالمومنین اور ثواب بجا آوری عبادات کے اس مقام مقدس میں اور نیز مسجد کوفہ میں کتب اعمال شیعہ میں مفصل مضبوط ہیں جو انکو معلوم کرنا چاہئے چاہئے کہ ان کتب کی طرف رجوع کرے

ازواج تعداد ازواج امیرالمومنین میں اختلاف ہے اول[2] وافضل تمام میں حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

---

[1] ابوالعباس سفاح پہلا خلیفہ ہے خلفا بنی عباس سے کہ کثرت خونریزی سے سفاح کے نام سے مشہور ہوا تھا ۱۲ امنہ سینگوں سے لڑنا ۱۲

ہین کہ انکی زندگی مین آپنے دوسری عورت کے ساتھ عقد نہین کیا جیسا کہ ایام حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ مادر گرامی آنحضرت مین حضرت رسولخدا نے دوسرا نکاح نہین کیا تھا - مروی ہے کہ اگر امیر المومنین نہوتے تو فاطمہ زہرا کا دنیا مین کوئی ہمسر نہ تھا جس سے اس جناب کی شادی ہوتی بعد فوت اس معصومہ کے بموجب انکی وصیت کے امامہ بنت زینب دختر رسولخدا سے کہ ابو العاص بن ربیع سے تھین عقد کیا - امامہ نے اولاد فاطمہ کی مثل اپنی اولاد حقیقی کے غور و پرداخت کی سوم لیلی بنت مسعود دارمیہ چہارم ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی پنجم ام البنین بنت حزام بن خالد بن دارم ششم اسما بنت عمیس کہ اول زوجہ جعفر طیار برادر عالی وقار آنحضرت کی تھین پھر ابوبکر کے نکاح مین آئین بعد ازان امیر المومنین نے انکے ساتھ عقد کیا اور محمد بن ابوبکر و ام کلثوم بنت ابوبکر دو کمسن بچے انکے ہمراہ آئے اور آپ کی حفظ و حمایت مین مثل اولاد صلبی کے انہون نے پرورش پائی چنانچہ یہی ام کلثوم بنت ابوبکر مشہور بہ بنت علی علیہ السلام ہے جسکا نکاح خلیفہ ثانی کے ساتھ ہوا نہ ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اور یہہ بات روایات اہل سنت کے بھی مطابق ہے کسلئے کہ انکے یہان وارد ہے کہ یہ نکاح حضرت خلیفہ صاحب نے بزمانہ خلافت خود آخر عمر اپنی مین کیا تھا اور سن ام کلثوم کا اسوقت اسقدر کم تھا کہ مجمع عام مین چلی آئی اور عمر کے زانو پر بیٹھی بلکہ بقول فاضل ہندی صرف چار سالہ تھی عمر نے اپنے دامن مین بٹھایا اور اس نے ڈاڑھی پکڑ کر ایک طمانچہ لگایا پس اس صورت مین ممکن نہین کہ یہہ ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا ہو کسلئے کہ سن انکا زمانہ خلافت عمر خطاب مین خاصکر آخر خلافت مین اس سے بہت زیادہ تھا ہفتم خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ کہ زمانہ خلیفہ اول مین قید ہوکر آئین اور حضرت نے آزاد کرکے انکے ساتھ نکاح کیا اور دیگر ازواج و کنیزین **اولاد امجاد** شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب ارشاد مین فرماتے ہین کہ کل اولاد امیر المومنین ستائیس ہین گیارہ بیٹے سولہ بیٹیان - امام حسن امام حسین زینب کبریٰ زینب صغریٰ کنیت انکی ام کلثوم تھی حضرت فاطمہ کے بطن سے زینب کبریٰ عبد اللہ بن جعفر طیار سے منسوب ہوئین ام کلثوم محمد بن عقیل بن ابیطالب سے محمد معروف بہ محمد بن حنفیہ کنیت انکی ابو القاسم ہے حضرت رسولخدا نے انکی ولادت کی خبر دی تھی اور اپنا اسم و کنیت انکو بخشا تھا والدہ انکی خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ - عباس جعفر عثمان عبد اللہ یہہ چارون امام حسین کے ساتھ معرکہ کربلا مین شہید ہوئے والدہ انکی ام البنین بنت حزام کلابیہ عباس حسن صورت مین ماہ بنی ہاشم کہلاتے تھے اور نیز انکو سقائے اہلبیت بھی کہتے ہین کیونکہ کربلا مین اہل بیت رسول اللہ کے لئے دریائے فرات سے پانی لائے تھے فضائل انکے بہت ہین چونتیس سال کی عمر ہوئی عمر ام حبیبہ بنت ربیعہ تغلبیہ کے بطن سے اور یہہ مع اپنی بہن رقیہ کے توام پیدا ہوئے محمد اصغر کنیت انکی ابو بکر عبید اللہ یہہ دونو معرکہ کربلا مین شہید ہوئے لیلی بنت مسعود دارمیہ کے شکم سے یحیی اسما بنت عمیس سے انہون نے چھوٹے سن مین اپنے پدر عالی قدر کے سامنے انتقال کیا - ام الحسن رملہ یہہ دونو صاحبزادیان ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی کے شکم سے نفیسہ زینب الصغریٰ رقیہ الصغریٰ ام ہانی - ام الکرام جمانہ کنیت انکی ام جعفر - امامہ ام سلمہ میمونہ خدیجہ - فاطمہ یہہ سب مختلف ماؤن سے تھین - اور کتب فریقین مین ہے کہ بعد وفات حضرت رسالت پناہ کے جناب فاطمہ سے ایک حمل ساقط ہوا جسکا نام آنحضرت نے محسن رکھا تھا اس بنا پر عدد اولاد امیر المومنین اٹھائیس ہے نہ ستائیس

خاتمہ در بعضے از قضایائے عجیبہ کہ حضرت امیر المومنین بکمال عقل و فطانت فیصل فرمودہ و کلماتے چند مستحسن برگزیدہ واند رزکہ از آنحضرت یادگار ماندہ

مخفی نرہے کہ ذات بابرکات

مظہر العجائب و الغرائب حضرت امیر المومنین جسطرح جمیع فضائلِ جسمانی و روحانی و صفاتِ ظاہری و باطنی کو شامل شجاعت سخاوت حلم
مروت عدل و نصفت کے شامل تھی اسیطرح فضیلتِ علم و حکمت بھی کہ صاحبانِ حکومت و والیانِ امت کے لئے ضروریات سے ہے آپ
مین باحسن وجوہ موجود تھی حتّٰے کہ باتفاقِ موالف و مخالف اعلم ناس و افقہ امت بعد جناب ختمی مآب آپ تھے جیساکہ یہہ امر مقدمہ کتاب
مین ضمن کلام ابن الحدید مین گزرا اور حدیث شریف اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّؑ بَابُہَا و بروایتے اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَ عَلِیٌّؑ بَابُہَا یعنی مین
شہر یا مکان علم و حکمت کا ہون اور علیؑ اُسکا دروازہ ہے اس بات کے اثبات کے لئے دلیل کافی و برہان شافی ہے اور چونکہ دخول شہر یا مکان
بلا وساطت درگاہ ممتنع و مذموم ہے لاجرم جسقدر علوم و فنون و اسرار و حکم امت محمدیہ مین لئے یوماً شائع ہوئے سب کی ابتدا اُس جناب
سے ہے اور تمام علوم شرعیہ و فرعیہ مین بعد جناب رسالت مآب استادِ عالم و مرشد اولاد آدم وہ جناب ہین عبداللہ بن عباس کہتے ہین
کہ بخدا نو حصے علم و عقل کے علی علیہ السلام کو دیئے گئے ایک حصہ تمام عالم پر تقسیم ہوا۔ اور بخدا سوگند کہ اُس ایک حصہ مین بھی وہ حضرت تمام
کے ساتھ شریک ہین اور علم فقہ و فصل خصومات سے تو بحر خصوصیت آپکو حاصل تھی محتاج بیان نہین حدیث متواتر ہے اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّؑ
یعنی حضرت رسولخدا نے صحابہ سے خطاب کیا کہ عالم ترین تم سے از روئے علم قضا کے علیؑ ہے۔ عمر بن خطاب کا مقولہ تھا کہ اَقْضَانَا عَلِیٌّؑ یعنی علیؑ کو
ہم سب سے زیادہ علم قضا حاصل ہے اور منقول ہے کَانَ عُمَرُ یَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضَلَۃٍ لَیْسَ لَہَا اَبُو الْحَسَنِ یعنی حضرت خلیفہ
ثانی پناہ لیجاتے تھے طرف خدا کی اُس مشکل امر سے کہ ابو الحسنؑ اسکے حل کے لئے موجود نہون۔ اور قول عمر لَوْلَا عَلِیٌّؑ لَہَلَکَ عُمَرُ یعنی اگر علیؑ نہ ہوتے
تو عمر ہلاک ہوتا۔ اسقدر مشہور ہے کہ چھوٹے چھوٹے رسائل نحو مین جہان لَوْلَا کا بیان کرتے ہین مثال مین یہی فقرہ لاتے ہین مشہور ہے کہ جناب
خلافت مآب نے ستر معرکون مین اسکا اقرار کیا چنانچہ بعض شواہد اسکے اسی مقام پر آئندہ مذکور ہوتے ہین۔ اور اتفاق ہے کہ سَلُوْنِیْ قَبْلَ
اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ کہ سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ سوائے امیر المومنینؑ کے صحابہ وغیرہم مین کسی نے نہین کہا بقول صاحب تاریخ الخلفا
عمر سے منقول ہے کہ کہا لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیٌّؑ یعنے صحابہ مین بجز علی علیہ السلام کوئی نہ تھا کہ سلونی کہہ سکے
اور قول عمر لَا یُفْتِیَنَّ اَحَدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَ عَلِیٌّؑ حَاضِرٌ کہ مسجد رسول اللہ مین کوئی فتوےٰ نہ دے جبکہ علیؑ علیہ السلام حاضر ہون
کثرت شہرت سے محتاج بیان نہین۔ اور نیز تاریخ الخلفا وغیرہ مین ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ رسولخدا نے مجھکو قضا یمن پر مقرر کیا تو
مینے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے قاضی بناتے ہین حالانکہ مین نوجوان ہون اور اس علم کو اچھی طرح نہین جانتا آپنے دست مبارک اپنا
میرے سینہ پر لگایا اور فرمایا اَللّٰہُمَّ اهْدِ قَلْبَہٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ بار الہا اسکے دل کو ہدایت کر اور زبان کو ثابت رکھ۔ قسم ہے اس خدائے
عز و جل کی کہ جس نے دانہ کو شگافتہ کیا کہ مینے اسکے بعد کبھی دو آدمیون کے حکم مین شک نہین کیا۔ اور کتب شیعہ و سنی مین اُس جناب سے مروی
ہے کہ فرمایا قسم بخدا اگر منصبِ خلافت میرے لئے مہیا اور مسند حکومت آراستہ و آمادہ ہو تو حکم کرون درمیان اہل توریت کے موافق اُنکی توریت
کے اور درمیان اہل زبور کے موافق اُنکی زبور کے اور درمیان اہل انجیل کے بموجب اُنکی انجیل کے اور درمیان اہل قرآن کے بموجب انکے
قرآن کے واللہ کہ کوئی آیت خشکی تری۔ جنگل پہاڑ زمین۔ آسمان شب و روز مین نازل نہین ہوئی اِلّا یہہ کہ مجھکو معلوم ہے کہ کسکی شان مین

نازل ہوئی اور کسلیئے نازل ہوئی ہے **بالجملہ** قضایائے امیر المومنین جو آپنے اپنی تمام عمر مین فیصل کیئے بیشمار ہین کہ احصا و احاطہ انکا ممکن نہین اور کتب فقہ و حدیث انسے مملو ہین اس رسالہ مین بمفحوائے مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَایُتْرَکُ کُلُّہٗ چند قضیہ نقل ہوتے ہین **قضیہ** مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب مستطاب بحار الانوار مین مورخین اہل سنت سے مثل واقدی وغیرہ کے روایت کی ہے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ حنظلہ بن ابوسفیان نے حضرت رسولخدا کی ہجرت کے بعد عمیر بن وائل ثقفی کو برانگیختہ کیا کہ علی پر دعوے کرے کہ تینے محمد کے پاس اسی مثقال طلا امانت رکھا تھا تم انکے وکیل ہو زر امانت واپس دو ورنہ اور اگر علی شاہد طلب کرین تو ہم سب گروہ قریش تیری گواہی کو موجود ہین اور سو مثقال سونا اور ایک گردن بند زوجہ ابوسفیان کا جسمین بقدر دس مثقال سونا لگا تھا اس خدمت کی جلدو مین اسکو مرحمت کیا۔ عمیر حضرت امیر المومنین کے پاس آیا اور دعوائے امانت پیش کیا حضرت نے تمام امانتین ملاحظہ کین سب پر صاحبان امانت کے نام تحریر تھے عمیر کا نام کہین نہ ملا۔ آپنے عمیر کو بہت سمجھایا اور بہت نصیحت سے اسکے گوش ہوش کو گران بار فرمایا مگر اس نے ایک نہ سُنی اور کہا مین اس دعوے پر گواہ رکھتا ہون میرے گواہ ابوجہل عکرمہ پسر ابوجہل عقبہ بن ابی معیط اور ابوسفیان اور اسکا پسر حنظلہ ہین امیر المومنین نے فرمایا تم سے تجھے فریب کیا ہے جو عنقریب خود تمہاری جانب عود کریگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ یہہ سب گروہ گواہان خانہ کعبہ مین مجتمع ہون اور عمیر سے کہا بیان کر کہ یہہ امانت کس وقت تونے حضرت رسول کے سپرد کی تھی کہا بوقت چاشت آپنے اسکا ہاتھ پکڑ کر غلام کے سپرد کیا اور ابوجہل کو طلب کرکے اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے عمیر کے برخلاف وقت کا نشان دیا۔ پھر تو ہر ایک کو آپ طلب کرتے اور وقت امانت رکھنے کا پوچھتے تمام گواہ باہم مختلف نکلے کسینے غروب آفتاب کا وقت بتلایا کسینے دوپہر بیان کیا کوئی عصر کیوقت کا مظہر ہوا کسینے علی الصباح کہا۔۔ اور مال لینے کی کیفیت مین بھی اختلاف بیان تھا کسینے کہا کہ محمد نے یہہ زر ہاتھ مین لیکر آستین مین رکھ لیا تھا کسینے کہا کہ انکے سامنے رکھا رہا جبتک وہان بیٹھے رہے کوئی بولا اسیوقت اپنے گھر مین بھیجدیا تھا کسینے کہا حضرت فاطمہ کے گھر مین بھیجا تھا۔ یہہ اختلاف بیان شاہدان زور کا ملاحظہ کرکے امیر المومنین عمیر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا دیکھتا ہون کہ رنگت تیری زرد ہوگئی ہے اور تغیر تجھہ مین اثر کیا ہے اس نے کہا یا علی مین سچ کہتا ہون اور بغیر اقرار کے کہین نجات نہین قسم ہے خانہ کعبہ کی کہ محمد کے پاس میری کوئی امانت نہ تھی ان لوگون نے مجھسے یہہ دعوے کرایا ہے۔ چنانچہ میرے پاس وہ گلوبند اور دینار جو انہون نے رشوت مین دیئے ہین موجود ہین۔ امیر المومنین نے غلام سے کہا کہ جو تلوار فلان مقام مین رکھی ہے اٹھالا تلوار حاضر ہوئی تو آپنے فرمایا اسے پہچانتے ہو ابوسفیان نے کہا ہان یہہ تلوار حنظلہ کی ہے جو چوری گئی تھی حضرت نے فرمایا اگر سچ کہتا ہے تو بتلا کہ تیرا غلام سیاہ فام مہلع آجکل کہان ہے کہا وہ طائف ایک کام کو گیا ہے آپنے فرمایا سبحان اللہ اب بہت بعید ہے کہ وہ تمہارے پاس لوٹ کر آئے اور تو اسکے دیدار سے آنکھین روشن کرے اگر راست کہتا ہے تو کسیکو بھیج کہ اسکو وہان سے لے آوے ابوسفیان یہہ سنکر خاموش ہوگیا امیر المومنین وہان سے اٹھے اور بزرگان قریش آپکے ہمراہ تھے ایک مقام پر پہنچکر فرمایا کہ اس جگہہ کو کھود و کھودا تو لاش مہلع مقتول کی برآمد ہوئی لوگون نے اسکے قتل ہونیکا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ حنظلہ نے اسکو میرے قتل پر آزادی کا وعدہ دیا تھا۔ یہہ غلام راستہ مین میری کمین مین رہتا تھا ایک روز موقع پاکر میری طرف بڑھا مینے اسکی تلوار سے اسکا کام تمام کیا اور یہہ تلوار

اُس سے چھین لی جب یہہ تدبیر خالی گئی تو اُنہوں نے دوسرا حیلہ کیا اور عمیر کو دعواے امانت پر آمادہ کیا **قضیہ** نیز اُسی کتاب میں ابن عباس سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایک اعرابی سے چارسو درہم کو اونٹنی خرید کی تھی اُس نے زر ثمن وصول کرکے غل مچایا کہ درم اور ناقہ دونو میرے ہین اُسوقت ابوبکر وہان آئے حضرت رسولخدا نے فرمایا اے ابوبکر حکم کر درمیان میرے اور اس اعرابی کے اور قصہ اُس سے بیان کیا ابوبکر نے کہا حکم واضح ہے آپکو اپنے دعوے پر حجت و گواہ لانے چاہئین پس خلیفہ ثانی آئے آپنے اُنسے حکومت چاہی اُنہوں نے بھی وہی فیصلہ کیا جو شیخ اول نے کیا تھا ناگاہ امیر المومنین تشریف فرما ہوئے حضرت نے فرمایا اے اعرابی راضی ہے کہ یہہ جوان جو آرہا ہے ہمارے درمیان حکم کرے اُس نے کہا ہان راضی ہون امیر المومنین نے تمام قصہ سنکر تین مرتبہ اُس اعرابی سے فرمایا کہ ناقہ سے دست بردار ہو کہ وہ مال حضرت رسولخدا کا ہے مگر اعرابی اپنے دعوے سے باز نہ آیا امیر المومنین نے تلوار کھینچکر ایک ضربت لگائی اہل حجاز کہتے ہین کہ سر اُس اعرابی کا اس سے کٹ گیا مگر بعض اہل عراق قائل ہین کہ اُسکے اعضا سے ایک عضو جدا ہوا تھا پس عرض کی ہم وحی آسمانی مین آپ کی تصدیق کرتے ہین جانتے ہو ہم تصدیق نکرینگے جناب رسالتمآب شیخین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہہ ہے حکم اس قضیہ کا نہ کہ وہ جو تم نے کیا تھا۔ **قضیہ** شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد مین روایت کی ہے کہ یمن مین ایک غار واسطے شکار شیر کے کھودا تھا رات کو اسمین شیر گرا صبح کیوقت لوگ تماشے کے لئے کنار غار پر جمع ہوئے انہین سے ایک شخص کا پانو لڑکھڑایا وہ اندر گرا اور گرتے ہوئے اُس نے ایک دوسرے کو پکڑا اور اس نے ایک اور کو اور اس نے ایک اور چوتھے کو اور چارون غار مین گرے اور شیر نے چارون کی ہڈیان توڑکر اُنکو مار ڈالا غرضکہ اس قضیہ کا امیر المومنین امام المسلمین کے سامنے پیش ہوا آپنے حکم کیا کہ پہلا طعمۂ شیر تھا دوسرے کا ثلث دیت اسپر لازم ہے اور تیسرے کا دو تہائی خون بہا دوسرے پر اور چوتھے کا کل خون بہا تیسرے پر۔ یہہ خبر حضرت رسولخدا کو پہنچی تو آپنے فرمایا تحقیق کہ ابو الحسن نے اس مقدمہ مین وہ حکم کیا کہ حقتعالی نے بالاے عرش وہی کیا **قضیہ** اور نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ یمن مین دو مرد ایک کنیز کو کہ بحصّہ برابر اُسکے مالک تھے جناب امیر کی خدمت مین لائے چونکہ تازہ مسلمان ہوئے تھے اور احکام شرع شریف سے بخوبی واقف نہ تھے دونو نے بگمان حلال ہونیکے ایک طہر مین کنیز کی ساتھ جماع کیا تھا اور کنیز حاملہ ہوکر لڑکا جنی تھی اب اُسی لڑکے پر نزاع تھی دونو اُسکو اپنا اپنا بیٹا قرار دیتے تھے حضرت نے طفل بسبب قرعہ ڈالا جسکا نام نکلا لڑکا اُسکے حوالہ کیا اور نصف قیمت طفل اُس سے دوسرے کو دلوائی اور فرمایا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ تم نے دیدہ و دانستہ یہہ حرکت کی ہے تو تمکو سخت تعزیر کرتا اسکی اطلاع حضرت رسولخدا کو ہوئی تو آپنے اس حکم کو اسلام مین جاری فرمایا اور کہا شکر ہے اُس خداے عز و جل کا جس نے ہم اہلبیت مین ایسا شخص پیدا کیا ہے کہ سنت داؤد پیغمبر پر حکومت کرے یعنے بالہام خدا فصل خصومات فرمائے **قضیہ** نیز کتاب ارشاد مین ہے کہ ایک عورت نے براہ بازی و لعب ایک دوسری عورت کو اپنے دوش پر اُٹھایا ایک اور عورت آئی اور زن حامل کے چنگال مارا جسکے صدمہ سے محمول اُسکے ہاتھ سے چھوٹکر زمین پر گری اور ہڈیان اُسکی کچلکر جان بحق ہوئی یہہ قضیہ امیر المومنین کے سامنے پیش ہوا تو آپنے ثلث دیت حامل پر اور ثلث متعرض پر لازم کی اور ثلث باقی کو ساقط فرمایا کیا معنی کہ زن متوفاۃ خود بھی براہ بازی اُس پر سوار ہوئی تھی حضرت رسالت پناہ نے اس حکم کو اجرا کیا اور اسکے درست و صواب ہونے پر شہادت دی **قضیہ** شیخ ابو جعفر طوسی و محمد بن یعقوب

کلینی رحمہا اللہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا کے زمانہ میں ایک بیل نے ایک گدھے کو مار ڈالا مالک
حمار حضرت کے یہاں نالشی آیا۔ آپ اُسوقت مجمع صحاب میں تشریف رکھتے تھے اور ابوبکر و عمر حاضر تھے آپنے فرمایا اے ابوبکر حکم کرو درمیان
اس قضیہ کے عرض کی یا رسول اللہ حیوان نے حیوان کو مارا اُس پر کچھ لازم نہیں حضرت نے فرمایا اے عمر تو حکم کر عمر نے بھی مثل ابوبکر کے جواب
دیا تب حضرت رسولخدا امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علیؑ تو حکم کر درمیان اس قضیہ کے آپنے عرض کی یا رسول اللہ اگر گاؤ حمار
کے آرام گاہ میں داخل ہوا تو مالکان گاؤ قیمت خر کے ضامن ہیں اور جو گدھا خود بیل کے پاس آیا تو ضمان اُن پر نہیں حضرت رسالتؐ پناہ
نے یہ سُنکر دست مبارک اپنے طرف آسمان کی بلند کئے اور فرمایا شکر ہے خدائے عزوجل کا کہ ہم میں وہ شخص ہے کہ موافق پیغمبروں کے حکم
کرتا ہے **قضیہ** نیز اُن دو بزرگوار نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بعد وفات جناب رسالتمآب سبسے پہلا قضیہ جو ابوبکر پر وارد ہوا
وہ اس طرح پر تھا کہ ایک شخص کو اسکے سامنے لائے جس نے شراب پی تھی ابوبکر نے دریافت کیا کہ تو نے شراب کو کہ شرع میں حرام ہے کس لئے
پیا کہا میں تازہ مسلمان ہوں اسکی حرمت سے واقف نہ تھا کہ پرہیز کرتا اور میں ایسے لوگوں میں رہتا ہوں جو شراب کو حلال سمجھکر نوش کرتے
ہیں۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ اے ابوحفص اس مقدمہ میں کیا کہتے ہو عمر نے کہا یہ ایک مشکل ہے کہ ابوالحسنؑ اسکو حل کریں ابوبکر نے غلام کو اشارہ کیا
کہ امیر المومنینؑ کو طلب کرے عمر نے کہا حکم کے پاس جاتے ہیں اسکو نہیں بلاتے پس وہ سب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت واقعہ
آپکے سامنے بیان کی حضرت نے فرمایا کسیکو اسکے ہمراہ کریں کہ مجالس مہاجرین و انصار میں پھرائے کہ کسینے آیہ تحریم خمر اسکے سامنے پڑھی ہے یا نہیں
بموجب ارشاد امیر المومنینؑ تمام سے دریافت کیا کسینے گواہی نہ دی کہ آیہ تحریم اُس پر پڑھی ہے اسلئے حضرت نے اسکو رہا کیا سلمانؓ نے عرض
کی یا امیر المومنینؑ آپنے ان لوگوں کو ہدایت کی اور راہ شرع دکھلائی فرمایا میں نے چاہا کہ مضمون اس آیہ شریفہ کو ان پر تازہ کروں جو میرے
اور انکے باب میں نازل ہوئی ہے أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ یعنی آیا جو
شخص کہ حق کیطرف ہدایت کرے زیادہ لائق ہے کہ اُسکی پیروی کریں یا وہ کہ ہدایت نہ پاوے بغیر اسکے کہ دوسرے اُسکو ہدایت کریں کیا ہے تمکو
کیسا حکم کرتے ہو **قضیہ** خاصہ و عامہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں ایک مرد مالدار رہتا تھا اُسکی زوجہ فوت ہوئی اور
ایک لڑکا جو پہلے شوہر سے تھا وارث چھوڑا اُس نے دوسری عورت سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا اُسکے پیدا ہوا چند روز کے بعد وہ مالک
خود مر گیا۔ ان دونو لڑکوں میں اُسکی وراثت پر نزاع ہوئی ہر ایک دعوے کرتا تھا کہ میں اُسکا صلبی بیٹا ہوں یہ قضیہ ابوبکر کے پاس آیا ابوبکر
صورت نزاع سنکر حیران رہ گیا کہ کیا حکم دے عمار یاسر وہاں موجود تھے دونو لڑکوں کو امیر المومنینؑ کی خدمت میں لائے اور ماجرے بیان
کیا آپ مسجد رسول اللہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اس مقدمہ میں آج وہ حکم کرونگا کہ ملائکہ آسمان اُس سے تعجب میں رہیں۔ پھر سلمانؓ کو
کہا کہ فصاد کو حاضر کر اور قنبر سے فرمایا کہ قبرستان میں جہاں خواجہ مالدار مدفون ہے جاکے اور قبر کو شگافتہ کر ایک استخوان اُس کے جسم سے
لے آوے۔ فصاد حاضر ہوا تو آپنے طشت منگا کر ایک لڑکے کی ہیں فصد کرائی اور اس خون میں استخوان خواجہ کو ڈالا اثر خون ہڈی میں
کچھ ظاہر نہوا اور خون کو اس نے جذب نہ کیا پس دوسرے لڑکے کی فصد کرائی اور اسکے خون میں اُس ہڈی کو چھوڑا تو ہڈی نے لہو کو جذب کیا

بحدیکہ بستگی خون اسپر ہو رہی تھی حضرت نے اس لڑکے کو خواجہ کا بیٹا قرار دیا اور تمام زر و مال اسکو دلوایا۔ حاضرین نے یہہ سانحہ غریب ملاحظہ کر کے صدائے درود بلند کی اور کہا یا علیؑ غم و الم کو تم نے ہمارے دلوں سے زائل کیا۔ اور ابوبکر و عمر نے پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور کہا وہ دن نہو کہ کوئی واقعہ ہم پر وارد ہو اور تم یا علیؑ ہمارے درمیان موجود نہو حضرت نے حکم دیا کہ دوسرے لڑکے کو بیت المال سے کچھ دلوا دیں مؤلف عفی عنہ کہتا ہے کہ مناسب مقام ہے نقل کرنا چند مسئلوں کا جنکے جواب میں جناب خلیفہ اول حیران و عاجز رہے اور حضرت حلال مشکلات و کشاف معضلات نے بوساطت ناخن عقل و کیاست وہاں عقدہ کشائی فرمائی ازانجملہ بحار الانوار میں منقول ہے کہ کسی نے ابوبکر سے سوال کیا کہ ایک شخص نے صبح کو ایک عورت سے نکاح کیا عشا کے وقت اس سے لڑکا پیدا ہوا پھر وہ شخص مر گیا پسر و مادر نے اس سے میراث پائی یہہ کسطرح ہو سکتا ہے خلیفہ صاحب حیران رہ گئے اور کچھ جواب نہ بن آیا امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس شخص کے ایک کنیز تھی۔ جو کہ اس سے حاملہ تھی صبح کو اسکو آزاد کر کے اسکے ساتھ نکاح کیا شام کو وضع حمل ہوا اور لڑکا جنی اسکے بعد وہ شخص فوت ہوا پس زوجہ اور پسر دونوں وارث ہونگے اور وراثت انکی بحسب شرع درست ہے۔ علاوہ ہذا شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد میں نقل کیا ہے کہ ایک عالم علمائے یہود سے ابوبکر کے پاس آیا اور کہا توریت میں لکھا ہے کہ خلفائے انبیا کا علم تمام امت سے زیادہ ہوتا ہے پس اگر تم خلیفہ رسولخدا ہو تو بتلاؤ کہ خدا آسمان پر ہے یا زمین پر ابوبکر نے کہا کہ خدائے تعالیٰ آسمان پر بالائے عرش ہے یہودی نے کہا تو زمین اس سے خالی ہے اور بنا بر اسکے لازم آتا ہے کہ خدا ایک مکان میں ہو نہ دوسرے میں خلیفہ صاحب نے کہا یہہ کلام زندیقوں اور بے دینوں کا ہے دور ہو میرے پاس سے ورنہ حکم کرونگا کہ تجھکو قتل کریں یہودی تعجب کرتا ہوا چلا اور اسلام پر استہزا کرتا تھا۔ راہ میں وارث منصب ہارونی خطیب منبر سلونی سے ملاقات ہوئی آپنے فرمایا اے یہودی میں تجھکو جانتا ہوں اور جو سوال و جواب کہ تیرے اور ابوبکر کے درمیان اسوقت ہوئے مجھکو معلوم ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ خدائے عزوجل نے مکان کو پیدا کیا اسکے لئے کوئی مکان نہیں اور مرتبہ اسکا اس سے برتر ہے کہ مکان اسکو احاطہ کرے وہ ہر مکان میں ہے مگر نہ اسطرح پر کہ مکان اسکو مس کرے اور اسکے نزدیک ہو بلکہ علم اسکا محیط ہے تمام مکانوں کو اور جو کچھ اسمیں ہے اور کوئی مکان اسکی تدبیر سے باہر نہیں میں تجھے وہ بات بتلاتا ہوں جو کہ تمہاری کتابوں میں لکھی ہے اور میرے اس قول کی تصدیق کرتی ہے کیا تمہاری کتابوں میں نہیں لکھا کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک فرشتہ مشرق کی طرف سے آیا آپنے اس سے دریافت کیا کہ کہاں سے آتا ہے کہا خدائے عزوجل کے پاس سے پھر ایک فرشتہ جانب مغرب سے آیا موسیٰؑ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کہاں سے آتا ہے تو اس نے یہی کہا کہ خدائے عزوجل کے پاس سے پس تیسرا فلک ہفتم سے اور چوتھا طبقہ زیرین زمین سے وارد ہوئے اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ خدائے تعالیٰ کے پاس سے آتے ہیں موسیٰؑ نے یہہ دیکھ کر فرمایا کہ پاک ہے وہ خدائے بزرگ و برتر کہ کوئی مکان اس سے خالی نہیں اور کسی جگہہ سے بہ نسبت دوسری کے قریب تر نہیں یہودی نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّكَ اَحَقُّ بِمَقَامِ نَبِيِّكَ مِمَّنِ اسْتَوْلٰى عَلَيْهِ گواہی دیتا ہوں کہ حق یہی ہے اور تم جانشینی پیغمبر کے لئے زیادہ لائق ہو بہ نسبت اس شخص کے جو اسپر مستولی ہے بعض علما نے افادہ فرمایا ہے کہ معلوم ہوتا ہے گروہ مشبّہہ اور حنابلہ کے اقوال جو کہتے ہیں کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور ہر جمعہ کو اپنے گدہے پر سوار ہو کر زمین پر اترتا ہے

حضرت خلیفہ صاحب ہی کے کلام سے ماخوذ ہین جو اپنے کفر و زندقہ کو بیچارہ یہودی کے سر لگاتے تھے - اور نیز بحار مین تحریر ہے کہ سلطان
روم نے اپنے وکیل کی معرفت ابوبکر سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے کہ بہشت کی امید نہین کرتا اور دوزخ سے نہین ڈرتا خوف خدا اسکو نہین
نہ رکوع کرتا ہے نہ سجود میتہ اور خون اسکی غذا ہے بے دیکھی باتون پر گواہی دیتا ہے فتنہ کو دوست رکھتا ہے اور حق کو دشمن آیا یہہ شخص کیسا ہے
ابوبکر سے کچھ جواب اس کا بن نہ آیا عمر نے کہا اس نے اپنے کفر پر کفر کو بڑہایا جب یہہ خبر حضرت امیر کو پہنچی تو آپنے فرمایا کہ یہہ شخص اولیاء اللہ
سے ہے نہ بہشت کی طمع ہے نہ دوزخ کا ڈر خدا سے جو خوف نہین کرتا اسکے معنے یہہ ہین کہ اسکے ظلم سے خائف نہین نہ یہہ کہ عدل سے خوف
نہین کرتا اور رکوع و سجود نہین کرتا یعنی نماز جنازہ مین اور میتہ اور خون کھاتا ہے یعنی ماہی و ملخ سے پرہیز نہین کرتا اور جگر جانور ماکول اللحم کا
کہ در حقیقت خون بستہ ہے کھاتا ہے اور فتنہ سے جو محبت رکھتا ہے مراد اس سے اسکا مال و اولاد ہے کہ انکو دوست رکھتا ہے حق تعالے فرماتا ہے
اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ اور گواہی دیتا ہے بہشت و دوزخ کی حالانکہ انکو نہین دیکھا اور حق سے دشمنی رکھتا ہے یعنی موت سے
کراہت کرتا ہے وَالْمَوْتُ حَقٌّ اور بعض کتب مین یہہ چند فقرات اور زیادہ کئے ہین اور کہتا ہے کہ میرے لئے ہے جو خدا کے واسطے نہین
یعنی زن و فرزند اور مجھ مین ہے جو خدا مین نہین یعنی ظلم و جور اور تصدیق کرتا ہے یہود و نصارے کی یعنی انکا قول قَالَتِ النَّصَارٰی لَیْسَتِ
الْیَہُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَقَالَتِ الْیَہُوْدُ لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْءٍ درست جانتا ہے - مراد یہہ کہ نصارے کہتے ہین کہ یہود حق پر نہین اور یہود کہتے
ہین کہ نصارے حق پر نہین وہ انکے اس قول کی تصدیق کرتا ہے اور درست سمجھتا ہے - اور انبیا کی تکذیب کرتا ہے یعنے برادران یوسف کو کہ در واقع
ایک قول کے نبی تھے کاذب جانتا ہے اور انکا کلام فَتَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَکَلَہُ الذِّئْبُ یعنے یوسف کو اپنے اسباب پر چھوڑا
تھا بھیڑیے نے اسکو کھا لیا صحیح جانتا ہے وکیل شاہ روم نے یہہ جواب باصواب سنکر کہا یا علی آپ ہین وصی برحق و امام مطلق اور مستحق اس
مرتبہ کے آپ ہی ہین اور نیز ارشاد مین مروی ہے کہ کسینے ابوبکر سے لفظ کلالہ کے معنے پوچھے - کہا اپنی رائے سے کہتا ہون اگر درست ہے تو
خدا کی طرف سے ورنہ میرے اور شیطان کی جانب سے اور خدا اس سے بری ہے معنی کلالہ کے وہ رشتہ دار ہین کہ سوائے والد و ولد کے ہین امیر المومنین
نے یہہ سنا تو فرمایا کہ غنی نہین کیا اسکو حق تعالے نے اسکی رائے سے - اسکو معلوم نہین کہ مراد کلالہ سے بھائی بہنین ہین جو ایک ماں باپ سے ہون
یا دو باپ اور ایک مان یا دو مان ایک باپ سے مؤلف کہتا ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ مین جہالت مسئلہ کلالہ وغیرہ کو ابوبکر
کے مطاعن مین شیعون کی طرف سے نقل کر کے اول اپنی اصول کے موافق اسکا جواب دیا ہے کہ ہمارے نزدیک لازم نہین کہ امام کو تمام
احکام معلوم ہون پس اگر ابوبکر پر بھی بعض امور پوشیدہ رہے تو معذور رہے - بعد ازان بمقام الزام شیعہ مین بکمال بیباکی عدم علم بعض
مسائل کو امیر المومنین علیہ السلام کیطرف نسبت کیا ہے اور طرہ یہہ کہ اسکو بزعم خود کتب شیعہ سے ثابت سمجھا ہے - چنانچہ لکھتے ہین
اگر ابوبکر را مسئلہ کلالہ و جدہ معلوم نبودہ در امامت او نقصانے نمیکند زیرا کہ بموجب روایات شیعہ امیر المومنین علی را بعض مسائل
معلوم نبود حالانکہ بالاجماع امام مطلق بود رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ عَلِیًّا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَۃٍ فَقَالَ لَا عِلْمَ لِیْ بِہَا ثُمَّ قَالَ وَاَبْرَدُھَا عَلٰی کَبِدِیْ
سُئِلْتُ عَمَّا لَا اَعْلَمُ وَاَقُوْلُ اللّٰہُ اَعْلَمُ رواہ سعدان بن نصیر ترجمہ عبد اللہ بن بشیر نے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام سے کسینے ایک مسئلہ پوچھا انہون

کہا مجھکو اسکا علم نہین پھر کہا سبے زیادہ میرے جگر کو یہہ ٹھنڈا کرتا ہے کہ مجھ سے وہ مسئلہ پوچھین کہ مجھکو معلوم نہو اور مین کہون کہ خدا زیادہ دانا ہے بروایت کیا ہے اسکو سعدان بن نصیر نے بھی) اسکے جواب مین مختصر گزارش یہہ ہے کہ روایت عبد اللہ بن بشیر و سعدان بن نصیر کہ اس محدث عدیم النظیر نے عدیم علم جناب خطیب منبر سلونی پر دلیل سمجھ کر نقل کی ہے بلے اصل محض و موضوع ہے کتب شیعہ مین بروایت شاذ و ضعیف محتمل التقیہ بھی ذکر نہین ہوئی اور قول اہل سنت کا ان پر حجت نہین ہو سکتا **بعضے از قضایا کہ در عہد حکومت خلیفہ ثانی فیصل فرمودہ** معلوم ہو کہ قضیے جو کہ اس جناب نے عہد سلطنت جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب مین فیصل کئے باکثرت ہین حتّٰی کہ تمام مدت خلافت مین کمتر کوئی ہفتہ بلکہ کوئی دن ایسا گزرتا ہوگا کہ کوئی مشکل امر واقع نہوا ہو اور امیر المومنین اسکو حل نہ کرین موافق روایات اہلسنت کے بہتر معرکے تو صرف ایسے ہین جنمین خلیفہ صاحب نے لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اپنی زبان سے کہا چنانچہ بعض علمائے اعلام نے خصوص اس بارے مین ایک رسالہ تحریر کیا ہے اور ان بہتر قضایا کو تفصیل وار اسمین درج کیا ہے اور موقعہ و مقام ان معرکون کا بیان فرمایا ہے لیکن اس مقام پر چند قضیے نقل ہوتے ہین **از انجملہ** ایک روز تین شخص عمر کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہمارے پاس سترہ اونٹ ہین اور ہم تینون انمین شریک ہین ایک کا حصہ نصف ہے اور دوسرے کا تہائی تیسرے کا نوان ہم چاہتے ہین کہ شتر ہمارے درمیان حصہ وار تقسیم ہو جائین اور حاجت قطع برید کی نہو۔ عمر حیران رہ گیا کہ کیا کرے آخر حضرت کاشف معضلات کی جانب رجوع کی آپنے ایک اونٹ بیت المال سے منگا کر ان سترہ اونٹون مین شامل کیا۔ اور نصف مجموع یعنی نو شتر منجملہ اٹھارہ کے نصف کے حصہ دار کو دئے اور چھہ اسکا ثلث تہائی کے حصہ دار کو بخشے اور دو اونٹ نہم حصہ والے کو عطا کئے ایک اونٹ جو باقی رہا وہ بیت المال کو واپس فرمایا باہمہ حاضرین نے آواز تکبیر بلند کی اور عمر نے کہا کہ خدا ہمکو وہ روز نہ دکھائے کہ جسمین اے ابوالحسن تم ہمارے درمیان نہو [۸] **قضیہ** بحار الانوار مین حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک مرد انصاری کو مار ڈالا عمر نے قاتل کو پکڑ کر مقتول کے باپ کے سپرد کیا کہ اس سے قصاص اپنے بیٹے کا لے انصاری پدر مقتول نے دو ضربت تلوار اسپر لگائین اور بے جان سمجھ کر چھوڑ دیا اتفاقاً ایک رمق جان اسمین باقی رہ گئی تھی اسکے اقربا نے علاج کیا چند مہینے مین تندرست ہو گیا۔ انصاری نے راہ مین اسکو دیکھ کر پکڑ لیا اور کشان کشان خلیفہ صاحب کی خدمت مین لایا۔ عمر نے پروانگی دی کہ اسکو قتل کرے وہ مرد چلایا اور امیر المومنین سے دادخواہ ہوا آپنے عمر سے کہا کیا حکم تونے اس مرد کے بارے مین کیا ہے کہا اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ جان کی عوض جان ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا پیشتر قتل نہین کیا کہا کیا فرمایا تو دوبارہ اسکو قتل کیا چاہتا ہے عمر نے حیران ہو کر کہا یا علیؑ تم اس مقدمہ مین حکم کرو فرمایا حکم یہی ہے کہ اس مرد کو رہا کر انصاری نے شور مچایا کہ یا علیؑ آپ چاہتے ہین کہ میرے بیٹے کے خون کو باطل کرین آپنے فرمایا نہین لیکن انصاف یہہ ہے کہ اوّل اسکو قدرت دین کہ وہ اپنا بدلا تجھ سے لے اور جو کچھ تونے اسکے ساتھ کیا وہ تیرے ساتھ کرے بعد ازان اگر تو جان بر ہو تو اپنے بیٹے کا قصاص اس سے لے سکتا ہے انصاری نے کہا بخدا قسم کہ مین اس صدمے سے جان بر نہونگا آپنے فرمایا کہ ضرور ہے کہ وہ پہلے اپنا قصاص تجھ سے لے انصاری نے کہا مین خون سے درگزرا وہ میرے قصاص سے درگزرے پس دونون مین صلحنامہ تحریر ہوا اور ہر ایک اپنے دعوے سے دست بردار ہو کر دار الشفا رخصت ہوا عمر نے دونو ہاتھ اپنے بلند کئے اور کہا الحمد للہ کہ اس نے تم اہلبیتؑ کو ہدایت خلق کے لئے نصب فرمایا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اگر علیؑ اسوقت

ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا تھا **قضیہ** نیز بحار الانوار مین منقول ہے کہ کچھ لوگ شام سے حج کے لئے آئے تھے ایک مقام پر پانچ بیضے شتر مرغ کے اسکے آشیانہ سے نکال لئے اور پکا کر کہا گئے بعد مین یاد آیا کہ حالت احرام مین شکار کیا خطا کی مدینہ مین آئے اور ماجرے عمر کے آگے بیان کیا عمر نے اصحاب رسولخدا سے کہ حاضر تھے حکم اس مسئلہ کا دریافت کیا انمین اختلاف ہوا کسینے کچھ کہا کسینے کچھ عمر نے کہا جبکہ اختلاف ہوا تو یہان ایک مرد عالم ہین کہ جب ہمارے درمیان کسی مسئلہ مین اختلاف ہوتا ہے تو ہم انکی طرف رجوع کرتے ہین یہہ کہکر ایک عورت سے کہ اسکا نام عطیہ تھا حمار عاریتاً طلب کیا اور اسپر سوار ہوکر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا آپ اسوقت ایک مزرعہ مین کہ چشمہ آب اسمین جاری تھا تشریف رکھتے تھے عمر نے قصہ نقل کیا حضرت نے فرمایا کہ پانچ ناقہ پر شتران نر کو چھوڑین جب بچے انسے پیدا ہون تو انکو اس فعل کے کفارہ مین قربانی کرین عمر نے کہا یا ابا الحسن حمل کبھی ساقط بھی ہوجاتا ہے فرمایا ہان جیسا کہ بیضہ کبھی فاسد ہوجاتا ہے۔ عمر نے کہا مین اسی لئے کہا تھا کہ یا علی اس مقدمہ مین آپ حکم کرین۔

قضیہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین اصبغ بناتہ سے روایت کی ہے کہ عمر کے پاس ایک عورت کو لائے کہ ایک مرد کبیر السن نے اسکی ساتھ نکاح کیا تھا بوقت مجامعت اسکے شکم پر مرگیا عورت اس جماع سے حاملہ ہوکر ایک لڑکا جنی پسران شیخ نے دعوے کیا کہ عورت نے زنا کیا ہے یہہ بچہ ہمارے باپکے نطفہ سے نہین اور گواہون نے انکے دعوے کو تصدیق کیا عمر نے کہا کہ عورت کو سنگسار کرین سنگسار کرنے کو لیے جاتے تھے کہ راہ مین امیر المومنین ملے عورت نے عرض کی اے ابن عم رسولخدا مین مظلومہ ہون اور یہہ حجت میرے پاس موجود ہے اور ایک کاغذ حضرت کو دیا آپنے وہ کاغذ پڑھا اور فرمایا کہ یہہ عورت تاریخ نکاح وجماع سے خبر دیتی ہے اور کیفیت جماع کو بیان کرتی ہے اسکو واپس لے چلو دوسرے روز آپنے کچھ بچون کو بلوایا اس عورت کا بچہ بھی انمین شامل تھا اور انسے کہا باہم بازی کرو اور اچھی طرح کودو پھاندو پس وہ کھیلنے مین مصروف ہوئے حتے کہ گرم ہوگئے پھر آپنے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ سب بیٹھ گئے پھر کہا کھڑے ہوجاؤ سب ایکدم سے کھڑے ہوگئے الا پسر عورت کہ ہاتھون کو ٹیک کر اٹھا آپنے اسکو میراث مین شامل کیا اور پسران پیر مرد متوفی کو حد تہمت لگوائی۔ عمر نے کہا یا علی آپنے کسطرح یہہ حکم کیا۔ فرمایا مینے اس لڑکے کے ہاتھ ٹیک کر زمین سے اٹھنے سے معلوم کیا کہ یہہ اس بوڑھے کا بیٹا ہے کیونکہ باپ کا ضعف اسمین موجود ہے **قضیہ** تہذیب الاحکام مین ہے کہ عمر کے پاس پانچ آدمیون کو لائے سبنے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا عمر نے امر کیا کہ سب پر حد جاری کرین امیر المومنین وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا اے عمر ان اشخاص کا یہہ حکم نہین جو تونے کیا کہا یا علی خدا تعالے فرماتا ہے اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ کہ مرد و عورت زناکار کو سو سو کوڑے مارو آپنے فرمایا یہہ درست ہے مگر انکا حکم جدا ہے کہا وہ کیا ہے یا ابا الحسن آپنے کہا انکا حکم یہہ ہے کہ ایک کو قتل کرین دوسرے کو سنگسار تیسرے کو پوری حد لگائین چوتھے کو نصف حد لگائین پانچوین کو تعزیر یعنی صرف تادیب پر اکتفا کرین عمر حیران رہ گیا اور حاضرین نے دلیل ان احکام متضادہ مختلفہ کی دریافت کی فرمایا اول یہودی ہے کہ اس نے دین مین فساد کیا اسلئے قتل اسکا لازم ہے دوسرا محصن یعنی صاحب زوجہ ہے اور مستوجب رجم یعنی سنگساری تیسرا مجرد یعنی زوجہ نہین رکھتا اسلئے حد اسپر لازم ہے چوتھا غلام ہے اور سزاوار نصف حد ہے پانچوان مجنون ہے کچھ اسپر نہین تادیباً چاہئین لہذا پانچ اسکے لگانے چاہئین لوگون نے یہہ سنکر آواز درود بلند کی عمر نے کہا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ **قضیہ** سنی و شیعہ نے اپنی اپنی کتابون مین روایت کی ہے کہ رسولخدا کے زمانے مین ایک جوان اولاد انصار سے مدینہ مین رہتا تھا کہ زہد وتقوے و ورع و

عفت میں یگانۂ روزگار تھا شیطان کو اسپر دستِ قدرت نہ تھا اور نفس امارہ اُس پر قابو نہ پاسکتا تھا وہ ایک بار عمر بن الخطاب کے عہد حکومت میں
عازمِ حج بیت اللہ الحرام ہوا جناب امیر علیہ السلام بنفسِ نفیس امیرِ حاج کے پاس تشریف لے گئے اور جوان کے بارے میں سفارش کی کہ اسکو باعزاز
واکرام رکھیں اور روادار اسکی تکلیف و رنج کے نہوں اتفاقاً یہ جوان جیسا کہ نور تقوے و پرہیزگاری سے باطن میں آراستہ تھا اسیطرح ظاہر میں بھی حسن
خداداد و جمالِ مادرزاد سے غیرت سرو شمشاد تھا۔ ایک عورت قافلہ سے یہہ قدرت خدا دیکھکر عاشق ہوگئی ہمیشہ طالب قرب اتصال و تشنۂ زلال
وصال رہتی حتی کہ ایک روز موقع پاکر اپنے آپ کو اس جوان کے پاس پہنچایا اور نقاب حیا چہرۂ تمنا سے اُلٹ کر ہنگام مقصود درمیان لائی جوان نے
کہا دور ہو اے ملعونہ میرے پاس سے ورنہ شور و غل کرونگا کہ تو تمام قافلہ میں رسوا ہوگی عورت ناچار واپس ہوئی مگر آتشِ عشق کا کانون سینہ میں
مشتعل تھی اگلے روز دوسری منزل پر پھر اسیوقت اُسکے پاس پہنچی اور حکایت دوشینہ پیش کی جوان اُسیطرح انکار اور انکار پر اصرار کرتا تھا۔ حتیٰ کہ
تیسری منزل پر عورت نے ایک شعبدہ برپا کیا ایک سو ایک اشرفی اور ایک گردن بند مع ایک انگوٹھی یاقوتِ سرخ کے جسپر اسکے شوہر کا نام
کندہ تھا ایک تھیلی میں باندھ کر رات کو جسوقت کہ جوان صالح مشغولِ نماز تھا اور ذکر الٰہی میں ازخود رفتہ ہو رہا تھا اسکی منزل میں گئی اور آہستہ آہستہ
اسکے قریب جاکر وہ توڑا اسکے اسباب میں رکھ آئی علی الصباح جب قافلہ کے کوچ کا وقت آیا اور لوگ اپنے اپنے اسباب باندھنے میں مصروف ہوئے
تو چیخنا اور چلانا شروع کیا یہہ دیکھکر قافلہ والے اسکے پاس آئے اور سبب اس اضطراب کا پوچھا عورت نے کہا جسقدر مال میرے ہمراہ تھا سب
چوری گیا امیرِ قافلہ نے امر کیا کہ تمام اہل قافلہ کا اسباب کھولا جائے اور عورت کا مال تلاش کریں اِلّا جوان صالح کا۔ چونکہ امیر المومنین علیہ السلام
اسکے بارے میں وصیت کی تھی اور نیز آثار صلاح و سداد اسمیں اسقدر پائے جاتے تھے کہ لوگوں کو شرم آتی تھی کہ اس سے متعرض ہوں اور
اسباب کو اسکے ہاتھ لگائیں مگر زن مکارہ اسپر راضی ہوئی آخر الامر امیرِ قافلہ عورت کی تسلی کے لئے خود جوانِ صالح کے قریب گیا اور کہا اس عورت کا
مال چوری گیا ہے تمام قافلہ کا اسباب دیکھتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ تیرے اسباب سے شروع کروں خلاصہ جب جوان کا اسباب دیکھا تو اسمیں
وہ ہمیان بجنسہ برآمد ہوئی عورت نے شور کیا کہ یہی میرا مال ہے نشانات اس سے دریافت کئے گئے تو اُس نے سب نشان ٹھیک ٹھیک بتلائے امیر
قافلہ نے وہ توڑا عورت کو دلوا دیا اور قافلہ میں شہرت ہوگئی کہ چور اس مال کا وہی جوان تھا کہ بظاہر ہر وقت مشغولِ قیام و قعود و رکوع و
سجود رہتا تھا۔ معلوم ہوا کہ ظاہر و باطن اسکا یکساں نہ تھا اہل قافلہ یہہ معلوم کرکے اُس بیچارہ کو ایذا دیتے اور اہانت کرتے تھے حتیٰ کہ بعض اُس
غریب کے قتل کے درپے ہوئے آخر کچھہ لوگ درمیان آئے اور کہا اسکو ابن عم رسول خدا نے ہمارے سپرد کیا ہے اور سفارش کی ہے بہتر ہے کہ قید
کرکے اپنے ہمراہ رکھیں مدینہ پہنچکر انکی خدمت میں حاضر کریں اور یہہ تمام ماجرے بیان کریں وہ خود حدِ شرعی اسپر جاری فرمائینگے یہہ صلاح
کرکے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک اونٹ پر لادا جوان بیچارہ خاموش تھا کچھ نہ کہتا تھا۔ مکہ پہنچکر بھی بدستور دست و پا بستہ ایک پہاڑ کے تلے میں
ڈالدیا لوگ ارکانِ حج میں مشغول تھے وہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس میں دامنِ کوہ میں پڑا تھا اس حالت میں پھر وہ بے حیا اسکے
پاس آئی اور کہنے لگی میرا مقصود برلا کہ تجھکو رہائی دلواؤں جوان نے ویسے ہی جواب صاف دیا ناچار واپس ہوئی اور مکہ کے پہاڑوں میں پھرتی
پھرتی تھی اتفاقاً ایک غلام کو غلامان مغیرہ سے دیکھا اور اسکے ساتھ اپنا مونھہ کالا کیا چند روز کے بعد جب آثار حمل مشاہدہ ہوئے تو قافلہ والوں کے

پاس آئی اور دونو ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتی اور فریاد کرتی تھی لوگوں نے اس جزع و فزع کا سبب دریافت کیا تو کہا وا مصیبتاہ اُس جوان نے میرے
ساتھ زنا کیا چنانچہ میں اس سے حاملہ ہوں کہا ابتک کسلئے اس امر کو ظاہر نہ کیا تھا کہا میں نہ چاہتی تھی کہ آپکو رسوا کروں اب چونکہ کار اخفا حد امکان
سے گزر گیا اور آثار حمل مشاہدہ ہونے لگے ناچار ظاہر کیا تاکہ تم سب اس معاملہ میں گواہ رہو۔ القصہ اہل قافلہ نے کوچ کیا اور جوان صالح اُسی طرح
دست و پا بستہ انکے ساتھ تھا جب کہ مدینہ کے قریب پہنچے امیر المومنین علیہ السلام یہہ خبر سنکر جوان کے استقبال کے لئے بیرون شہر تشریف لے گئے اور
شروع قافلہ سے حال فرخندہ مآل جوان صالح کا دریافت کیا لوگوں نے کہا یا امیر المومنینؑ اسکو صالح نہ کہئے وہ چور اور زانی انکا عنقریب دست
پا بستہ آپکے سامنے آتا ہے جب تمام قافلہ آچکا تو دیکھا کہ جوان سب کے پیچھے ایک شتر پر لدا چلا آتا ہے امیر المومنینؑ نے اُس اونٹ کو قطار سے علیحدہ
کرلیا اور بنفس نفیس اُسکو ہنکاتے تھے کہ در مسجد رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ پر پہنچے اور حسنین علیہما السلام کو فرمایا کہ محلہ بنی نجار میں ایک مکان
عالیشان ہے وہاں جاؤ اور دروازہ پر دستک دو اور ایک عورت صاحب جمال وہاں سے نکلے گی اور تمکو کہے گی مَرْحَبًا بِكُمَا يَا سِبْطَيْ رَسُولِ اللهِ
اسکو کہو کہ قاضی موجود ہے کہ تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان بحق حکم کرے اگر پوچھے قاضی کون ہے تو کہنا ہمارا باپ علی بن ابیطالب ہے
بالجملہ عورت نے جب نام مبارک امیر المومنینؑ کا سنا تو کانپ گئی اور کہا وا فضیحتاہ اور مجبور حسنین علیہما السلام کے ساتھ ہولی حضرت
کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپنے فرمایا اس جوان کے حق میں کیا کہتی ہے کہا کیا کہوں میں اسکے حق میں اس نے میرا مال وزدی کیا اور میرے
ساتھ زنا کیا تمام قافلہ والے اس امر کے گواہ ہیں حضرت نے سلمان فارسیؓ سے کہا کہ حجرہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ میں جاکر آپ کی چھڑی جو
ایک قبہ سربمہر کے فلاں مقام پر رکھا ہے لے آئے جب چھڑی اور قبہ حاضر ہوا آپنے اس عورت کو پہلو پر لٹایا اور ایک گلیم اُس پر اُڑھا کر
چھڑی کو اُسکے پہلو پر لگایا اور فرمایا بنام خدا و برکت حضرت رسولخدا اسلام ہو تجہ پر اے جنین پیٹ میں سے آواز آئی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللهِ
آپ پر بھی سلام ہو اے پسر عم رسولخدا حضرت نے فرمایا اے بندہ خدا خبر دے مجھکو کہ تیرا باپ کون ہے آزاد ہے یا غلام سیاہ ہے یا سفید حلال سے
تیرا نطفہ منعقد ہوا ہے یا حرام سے شکم سے آواز آئی کہ گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور پسر عم آپکے رسولخدا ہیں اور میں بندہ خدا ہوں میرا باپ
ایک غلام سیاہ فام غلامان عامہ تغیرہ سے ہے۔ احکم الحاکمین میرے اور اسکے درمیان حکم کرے کہ میرے نطفہ کو حرام سے منعقد کیا۔ جناب امیر المومنینؑ
نے فرمایا کہ خبر دے یہہ حرکت تیری ماں کی شہوت سے واقع ہوئی یا تیرے باپ کی خواہش سے آواز آئی کہ دونوں اسمیں شریک تھے اسپر شور و بکا
بلند ہوا اور آوازیں صل علےٰ کی چاروں طرف سے اُٹھیں اہل قافلہ نے کہا ہم استغفار کرتے ہیں طرف حقتعالےٰ کی کہ یہہ خطا ہم سے صادر ہوئی
اور ایسا گمان یہ بر اس جوان نیک انجام کیطرف ہم نے کیا اسوقت امیر المومنینؑ نے اُس حقہ سربمہر کی مُہر کو توڑا اسمیں سے ایک عضو تناسل
اور دو خصیہ خشک شدہ برآمد ہوئے حاضرین نے حقیقت ان اشیا کی دریافت کی آپنے فرمایا یہہ چیزیں اس جوان سے ہیں حضرت رسولخدا ایک روز
ممبر پر خطبہ فرماتے تھے یہہ حاضر تھا اثنائے وعظ میں آپنے اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا اَلزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ کہ زانی عورت
مرد زناکار ہی مقاربت کرتا ہے یہہ جوان اسکو سنکر گھر گیا اور اپنا آلت تناسل کاٹ ڈالا جبرئیل نے حضرت رسولخدا کو اس ماجرے کی اطلاع کی
آپ اسکے گھر پر تشریف لے گئے دیکھا تو موضع قطع سے خون رواں ہے فرمایا تونے یہہ حرکت کسلئے کی عرض کی میں آیہ زنا سنکر عذاب جہنم سے خائف

ہوا پس یہہ حرکت بے اختیار مجبہ سے صادر ہوئی آپنے دست مبارک اپنا مقام قطع پر پھیرا فی الفور خون بند ہو گیا اور زخم بھر آیا پس ان اشیا کو
شیشہ میں رکھوا کر فرمایا یا علیؑ اس جوان پر میری وفات کے بعد زنا کی تہمت کرینگے تو ایسا اور ایسا کرنا تاکہ اسکی بیگناہی سب پر عیان ہو جائے عمر بن الخطاب
نے یہہ حال معلوم کرکے حکم دیا کہ زن زناکار کو سنگسار کریں امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اسوقت اسکو نہیں مار سکتے کیلئے کہ یہہ باردار ہے اسوقت اسکا رجم کرنا
موجب ہلاکت طفل بیگناہ ہے پس اسکو اسقدر مہلت دے کہ وضع حمل کرے اور مدت رضاعت تمام ہو اسوقت سنگسار کرنا **قضایاے**
زمانہ خلافت عثمان بن عفان خلیفہ ثالث اہل سنت قضیہ کتب معتبرہ خاصہ و عامہ میں روایت
کی ہے کہ عثمان کے پاس ایک عورت کو لائے جس نے عقد نکاح اور وقوع خلوت شوہر سے چھہ مہینے بعد بچہ جنا تھا عثمان نے کہا بالضرور اس نے
زنا کیا ہے اور یہہ بچہ حرام کا ہے سنگسار کریں امیر المومنینؑ یہہ سنکر عثمان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مدت حمل و فصال بموجب قول خدائے
متعال وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا دو سال چھہ مہینے ہیں اور جب دو سال بموجب آیہ وافی ہدایہ وَيُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ کہ عورتیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودہ پلائیں مدت رضاعت اس سے نفی کی تو اقل مدت حمل چھہ مہینے باقی رہے پس چھہ
مہینے میں بچہ جننے پر یہہ شبہہ اس امر کے تیقن زنا عورت کی نسبت نہیں ہو سکتا کیلئے کہ احتمال ہے کہ یہہ حمل اسکے شوہر سے ہو۔ عثمان نے یہہ سنکر
حکم دیا کہ عورت کو رہا کریں منقول ہے کہ قبل اسکے کہ فرستادہ عثمان اس معرکہ میں پہنچے اور رہائی قتل عورت ہو اسکا کام تمام ہو چکا تھا **قضیہ**
کتاب مستطاب بحار الانوار میں عبد اللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا بحالت احرام میں کچھہ چکور شکار کئے تھے انکو
پکا کر عثمان کے پاس لے گئے عثمان نے کہا یہہ ایک شکار ہے نہ ہمنے اسکو خود کیا ہے نہ ہمارے حکم سے شکار کیا گیا ہے پھر اسکے کھانے میں ہمکو کیا مضائقہ
ہے کیونکہ کہا علی بن ابی طالب اسکو منع جانتے ہیں عثمان نے امیر المومنین علیہ السلام کو بلوایا اور کہا یا علیؑ تم ہماری ہمیشہ مخالفت کرتے ہو
آپ اصحاب رسول خدا کی طرف جو اس انجمن میں حاضر تھے متوجہ ہوئے اور فرمایا تمکو قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ کیا یہہ صحیح نہیں کہ پیغمبر خدا صلعم حالت
احرام میں تھے آپکے لئے ایک گورخر وحشی لائے فرمایا کہ میں محرم ہوں اہل حل[1] پر اطعام کریں بارہ شخصوں نے شہادت دی کہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ قسم دیتا
ہوں خدائے بزرگ و برتر کی کہ کیا صحیح نہیں کہ آپکے سامنے پانچ بیضے بیضہاے شترمرغ سے لائے فرمایا میں محرم ہوں اہل حل کو کھلائیں پھر بارہ اشخاص اٹھے
اور گواہی دی کہ یہہ راست و درست ہے راوی کہتا ہے کہ عثمان یہہ سنکر دسترخوان سے اٹھا اور اس طعام کو ہمارے لئے چھوڑ کر خود خیمہ میں داخل ہوا **مولف**
کہتا ہے کہ حضرت خلیفہ ثالث نے رہی سہی شریعت کو بھی بالائے طاق رکھدیا تھا مہمات شرعیہ انکے نزدیک بہت سبک و خفیف تھیں فصل خصومات
میں بیشتر اپنی رائے سے جو چاہتے تھے حکم دیدیتے تھے اور حضرت حلال مشکلات کیطرف بہت کم رجوع کرتے تھے بلکہ توفیقات الہی یہانتک اس بزرگوار
سے سلب ہو گئی تھیں کہ آپکے ارشادات پر بکمال بے اعتنائی زید و عمر کے فتووں کو ترجیح دیجاتی تھی چنانچہ منقول ہے کہ ایک بار ایک کنیز مکاتبہ[2] کو عثمان کے
پاس لائے کہ تین ربع اس سے آزاد ہو چکے تھے اسوقت اس نے زنا کیا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آزادی کی رعایت سے تین ربع حد لگائی

---

[1] اہل حل وہ جو احرام میں نہوں ۱۲ [2] مکاتبہ مکاتب وہ لونڈی غلام ہے کہ اسکے اور اسکے آقا کے درمیان یہہ معاہدہ ہو کہ جس قدر روپیہ وہ اپنی قیمت سے آقا کو ادا کرے
اسی قدر آزاد ہوتا جائے جب کل قیمت ادا کردے تو کل آزاد سمجھا جائے ۱۲ منہ عفی عنہ

جائے عثمان نے زید بن ثابت سے یہہ مسئلہ پوچھا اُس نے کہا غلامی کے اعتبار سے ایک ربع حد لگنی چاہئے حضرت نے فرمایا چونکہ غالب حریت یعنی آزادی ہے تو حریت کے حساب سے اجرا حد ہونا چاہئے زید نے کہا اگر حد بحساب حریت لگائی جائے تو میراث بھی چاہئے کہ بحساب حریت پائے آپنے فرمایا ہاں میراث بھی بحساب حریت پائیگی زید لاجواب ہو کر ساکت ہوا مگر عثمان نے اُسکے قول پر عمل کیا اور ارشاد امیر المومنین کو کہ سر تا سر ہدایت تھا ترک فرمایا **قضیہ** عثمان کے پاس ایک شخص مردے کی کھوپری لایا اور کہا تم کہتے ہو کہ قبر مین آدمی کو آگ سے عذاب کرتے ہین مینے اس پر ہاتھ رکھا حرارت آتش محسوس نہین ہوتی عثمان خاموش ہو گئے اور کسیکو امیر المومنین کے پاس بھیجا جب حضرت تشریف لائے تو سائل سے کہا کہ مسئلہ کو مکرر بیان کرے اور حضرت سے عرض کی کہ یا ابا الحسن جواب دو آپنے سنگ چقماق منگا کر اس سے آگ نکالی اور مرد سائل سے کہا کہ اس پتھر پر ہاتھ رکھ اور دیکھ کہ گرم ہے یا نہین اگر گرم نہین تو وہ آگ جو اس سے نکلی کہان سے آئی مرد حیران رہ گیا اور صدائے تحسین مجلس عثمان سے بلند ہوئی **قضیہ** ازالۃ الخفا قضایا کہ در عہد عدالت مہد خویش فیصل فرمودند سنی و شیعہ نے روایت کی ہے کہ دو آدمی حضرت امیر المومنین کی خدمت مین آئے ایک نے کہا کہ یہہ کہتا ہے کہ رات کو تیری ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہون اسکو سزا دیجئے آپنے فرمایا کہ اسکو آفتاب مین کھڑا کر اور اسکے سایہ پر کوڑے لگا اسلئے کہ خواب مثل سایہ کے ہے **قضیہ** شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ چند شخص دریائے فرات مین باہم لعب بازی کرتے تھے ایک دوسرے کو دھکا دیتا تھا یہ اسکو وہ اسکو اس کشاکش مین ایک انمین سے غرق ہو کر مرگیا باقی پانچ اشخاص کے دو فریق ہو گئے ایک طرف دو اور ایک طرف تین دو کہتے تھے کہ ان تین نے اُسے غرق کیا ہے اور وہ ان دو کا نام لیتے تھے شدہ شدہ یہہ قضیہ حضرت امیر المومنین کی خدمت مین پیش ہوا آپنے حکم دیا کہ خون بہا کے پانچ حصے ہو کر تین انمین سے دو شخص ادا کرین بحساب اُس شہادت کے جو اُن پر گزری اور دو حصے باعتبار شہادت تین شخصون سے لئے جائین شیخ مفید فرماتے ہین کہ اس قضیہ مین اس سے بہتر حکم نہین ہو سکتا **قضیہ** نیز شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ زمان حکومت امیر المومنین مین ایک لڑکا پیدا ہوا جو کہ سینے تک ایک تھا اور اوپر دو سر اور دو دھڑ تھے اور کسیطرح امتیاز انہین نہ تھی کہ ایک ہے یا دو والدین طفل امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ حال اُس مولود کا آپسے دریافت کرین فرمایا کہ بوقت خواب ایک سر یا ایک بدن کو بیدار کرو اگر دونو جاگ جائین تو جاننا کہ ایک ہے ورنہ دو **قضیہ** بحار مین مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ایک خنثیٰ کے بارے مین حکم کیا کہ اگر رحم سے پیشاب کرے تو عورت کی میراث پائیگا ذکر کی راستہ سے کرے تو مردون کی اور جو دونو راہ سے پیشاب کرے تو استخوان ہائے پہلو کو اسکے شمار کرین اگر مرد سے زیادہ ہین تو عورت ہے ورنہ مرد اور شریح نے امر کیا کہ دیوار سے شکم ملا کر پیشاب کرے اگر دیوار پر پیشاب چڑھے تو مرد ہے نیچے گرے اور دیوار پر نہ چڑھے تو عورت (مؤلف کہتا ہے کہ میراث خنثیٰ کا سوال معاویہ نے آنحضرت سے کیا تھا چنانچہ تاریخ الخلفا مین مسطور ہے کہ علی علیہ السلام کہتے تھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ عَدُوَّنَا یَسْئَلُنَا عَمَّا نَزَلَ بِہٖ مِنْ اَمْرِ دِیْنِہٖ اِنَّ مُعَاوِیَۃَ کَتَبَ اِلَیَّ یَسْئَلُنِیْ عَنِ الْخُنْثٰی فَکَتَبْتُ اِلَیْہِ اَنْ یُّوَرِّثَہٗ مِنْ قِبَلِ مَبَالِہٖ

ترجمہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارا دشمن اپنے دینی معاملات مین ہمارا محتاج ہے اور ہم سے سوال کرتا ہے تحقیق کہ معاویہ نے مجھکو لکھا ہے اور خنثیٰ کا حکم دریافت کیا ہے مینے اُسکو لکھا کہ وہ پیشاب گاہ کے اعتبار سے میراث پائیگا مطلب یہہ کہ اگر عورتون کیطرح پیشاب کرتا ہے تو نصف حصہ اسکو ملے گا ورنہ مرد ہے اور پورے حصہ کا مستحق ہوگا۔ اور بعید نہین کہ کوفہ وغیرہ مین یہہ قضیہ دوبارہ بھی آپ کو پیش آیا ہو **قضیہ**۔ کتاب

ارشاد میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ شریح قاضی کوفہ کے پاس دو شخص آئے اور کہا یا ابا امیہ ہم خلوت میں تجھہ سے کچھہ کہنا چاہتے ہیں خلوت ہوئی تو ایک نے بیان کیا ایہا القاضی یہہ شخص جو میرے ہمراہ ہے بیٹے لڑکی سمجھ کر اُسکا نکاح ایک مرد کے ساتھہ کر دیا تھا اور ایک لونڈی خدمت کے لئے اُسکے جہیز میں دی تھی شہوت مردی اسپر غالب ہوئی اور اس لونڈی کے ساتھہ جماع کیا چنانچہ وہ اب اس سے حاملہ ہے شریح یہہ ماجری سنکر حیران رہ گیا اور انکو لیکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ حضرت کے روبرو بیان کیا آپنے فرمایا اسکی پسلیوں کو شمار کریں انکو شمار کیا تو معلوم ہوا دہنی طرف آٹھہ اور بائیں جانب سات ہیں فرمایا یہہ مرد ہے موئے سر مونڈا کر نعلین و کلاہ اُسکو پہنائی اور مردوں کے ساتھہ ملحق کیا **قضیہ** خاصہ و عامہ نے بروایات خود اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے کہ زمانۂ خلافت امیر المومنین میں دو شخص ہم سفر تھے راہ میں ایک مقام پر کھانا کھانے کے لئے بیٹھے ایک کے پاس تین روٹیاں تھیں دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں سامنے رکھ کر چاہتے تھے کہ کھانا شروع کریں کہ ایک تیسرا شخص آیا اور سلام علیک کر کے اُنکے شریک ہوگیا کھا کر فارغ ہوئے تو مرد اجنبی نے آٹھہ درہم اپنی جیب سے نکالے اور کہا یہہ قیمت اُس کھانے کی ہے جو میں نے تمہارے ساتھہ کھایا اور درہم اُنکے آگے ڈال کر چلا گیا ان دو رفیقوں میں تقسیم دراہم پر نزاع ہوئی پانچ روٹیوں والے نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ پانچ درہم میرے ہیں اور تین تیرے تین روٹی والا اس پر راضی نہوا اور کہا نصفا نصفی تقسیم ہونے چاہئیں یہہ جھگڑا شریح قاضی کے پاس لے گئے شریح نے حال سنکر تین روٹی والے کو سمجھایا کہ تیرا رفیق بہت کہتا ہے تین درہم لے لے اُس نے کہا لا و اللہ جبتک امیر المومنین اس مقدمہ میں حکم نکریں راضی نہونگا القصہ شریح فریقین کو لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا امر طعام میں نزاع مناسب نہیں۔ اور برو ئے انصاف تین روٹی والے کو ایک درہم سے زیادہ نہیں پہنچتا باقی سات درہم پانچ روٹی والے کے ہیں مدعی نے غل مچایا کہ یہہ کیسا انصاف ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کل روٹیاں آٹھہ تھیں تین تیری پانچ تیرے رفیق کی ہر ایک کے ان سے تین تین حصے ہو کر کل چوبیس حصے ہوئے آٹھہ حصے تو نے کھائے حالانکہ کل تیرے نو حصے تھے اور آٹھہ تیرے رفیق نے اور مجموع اُسکے پندرہ حصے تھے پس مہمان نے جو آٹھہ ٹکڑے کھائے سات رفیق کے مال سے اور ایک تیرے مال سے پس تجھکو ایک درہم سے زیادہ نہیں پہنچ سکتا **قضیہ** کتاب ارشاد میں منقول ہے کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے بعد جو غلام قدیم میری ملکیت میں ہو اسکو آزاد کر دینا یہہ کہکر مر گیا۔ وصی حیران تھا کہ کیا کرے اور غلام قدیم کسکو سمجھے حضرت امیر سے یہہ مسئلہ دریافت کیا آپنے فرمایا کہ جو غلام کہ مدت چھہ مہینے یا اس سے زیادہ سے اسکی ملکیت میں ہو اسکو آزاد کر اور تلاوت فرمایا اس آیۂ شریفہ کو وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ یعنی حقتعالے فرماتا ہے کہ ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کیں تا اینکہ (وہ انکو طے کر کے) پھر مثل شاخ کہنۂ خرما کے ہو جاتا ہے اور مقرر ہے کہ عرجون یعنی شاخ خرما کہ خشک اور باریک ہو کر بشکل ہلال بنجاتی ہے عرصہ چھہ ماہ میں ہوتی ہے چونکہ حقتعالے نے اسکو قدیم فرمایا امیر المومنین نے قدامت ملکیت کا اُس سے استنباط فرمایا اور چھہ مہینے یا اس سے زیادہ کے غلام کو قدیم سمجھکر اُسکے آزاد کرنے کا حکم دیا **قضیہ** نیز ارشاد میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہ حاملہ تھی غصہ میں اس قدر مارا کہ علقہ (خون بستہ) اُس سے ساقط ہوگیا جب یہہ معاملہ حضرت علی مرتضیٰ مشکل کشا کے سامنے پیش ہوا تو آپنے فرمایا کہ چالیس دینار دیت کے شوہر زوجہ کو ادا کرے اور قرأت کیا اس آیۂ شریفہ کو وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ

جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ
خلقا آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین حاصل ترجمہ یہہ کہ تحقیق کہ ہمنے انسان کو گل خالص سے پیدا کیا پس گردانا اسکو نطفہ درمیان رحم کے پھر بنایا نطفہ کو
پارۂ خون بستہ پھر کر دیا اس پارۂ خون بستہ کو لوتھڑا گوشت کا۔ پھر اس سے استخوان پیدا کئے اور استخوان کو کسوت گوشت کا پہنایا پھر ہمنے اسکو
اور نشو ونما بخشا پس برکت والا ہے خدا بہترین پیدا کنندوں کا پس جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خون بہا نطفہ کا بیس دینار ہیں اور علقہ کا
چالیس اور مضغہ کا ساٹھ اور استخوان کا قبل درست ہونے خلقت کے اسی دینار اور پوری خلقت کا قبل نفخ روح سو دینار اور جبکہ روح اس میں
داخل ہوگئی تو ہزار دینار اسکا خون بہا ہے **قضیہ** نیز ارشاد میں ہے کہ ایک شخص فوت ہوا اور وصیت کی کہ میرے بعد ایک جزو میرے ترکہ سے
فلان شخص کو دیا جاے اسکے انتقال پر ورثہ نے تعیین جزو میں اختلاف کیا آخر یہہ قضیہ حضرت امیر المومنین امام المتقین کی خدمت میں پیش ہوا آپنے
فرمایا کہ ساتوان حصہ کل متروکہ کا موصی لہ کو دیں اور تلاوت کیا اس آیۂ شریفہ کو لہا سبعۃ ابواب لکل باب منہم جزء مقسوم
کہ اسکے لئے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کے لئے ایک جزو ہے تقسیم شدہ **قضیہ** نیز اسی کتاب میں ہے کہ ایک شخص نے ایک کے لئے ایک سہم کی
وصیت کی اور اسکو معین نہ کیا۔ آپنے حکم دیا کہ آٹھوان حصہ نکالیں اور قرأت کیا آیۂ انما الصدقات للفقراء الخ کو کہ مستحقین زکوٰۃ وغیرہ
بموجب اس آیہ کے آٹھ قسم کے ہیں اور ہر ایک کے لئے انہیں سے ایک سہم مقرر ہے **قضیہ** بحار الانوار میں ہے کہ ایک شخص نے دس ہزار درہم ایک شخص کو
دئے اور وصیت کی کہ جب میرا لڑکا بالغ ہو جسقدر رچاہے اسمیں سے اسکو دیدے جب لڑکا بالغ ہوا تو وہ شخص امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور
ماجرے بیان کیا فرمایا تو کسقدر اپنے لئے رکھنا چاہتا ہے کہا نو ہزار درہم۔ فرمایا یہہ نو ہزار اسکو دے جو اپنے لئے دوست رکھتا ہے اور ایک ہزار خود لے
جو اسکو دینا چاہتا ہے۔ انچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند **قضیہ** نیز بحار میں ہے کہ ایک قبیلہ میں قبائل عرب سے نو یا دس بھائی تھے اور انکی
ایک بہن تھی بھائیوں نے بہن سے کہا تو نکاح نہ کر ہماری جمیعت اسکو گوارا نہیں کرتی۔ بہن نے قبول کیا اور بھائیوں کے ساتھ رہنے لگی بھائی اسکو
دوست رکھتے اور بہر نوع اسکی خاطر داری و خدمت گزاری میں مصروف رہتے ایک روز وہ عورت ایک حمام میں نہا رہی تھی کہ فرج کی راہ سے
ایک کرم (جونک) اسکے شکم میں داخل ہوا اور بڑھتا اور پرورش پاتا رہا تھے کہ چند عرصہ میں پیٹ اس عورت کا مثل شکم زن باردار کے دکھائی
دینے لگا۔ بھائیوں نے یہہ صورت دیکھکر گمان کیا کہ زنا سے حاملہ ہوئی اور خیانت اس سے عمل میں آئی ہے لاجرم اسکے قتل کی تجویز کی۔ پھر سوچے
کہ بہتر ہے کہ اس قصہ کو امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں بیان کریں جو کچھ وہ فرمائیں اسکے موافق عمل میں لائیں پس خدمت عالی میں آئے
اور احوال بیان کیا آپنے ایک طشت پر از گل منگایا اور اس عورت کو اس پر بٹھلایا کرم اندرونی کو بوئے گل پہنچی تو شکم سے جدا ہو کر طشت میں گر پڑا
وہ لوگ یہہ دیکھکر کہنے لگے یا علی تم ہمارے پروردگار ہو کہ حالات غیب پر اطلاع رکھتے ہو آپنے انکو زجر کیا اور اس کلام سے روکا اور فرمایا حضرت رسول خدا
نے مجھکو اس قضیہ کی خبر دی تھی کہ فلان روز فلان ماہ میں یہہ واقعہ پیش آئیگا **قضیہ** کتب معتبرہ میں مثل کافی کلینی وغیرہ کے روایت کی
ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام مسجد کو تشریف لیجاتے تھے کہ ایک جوان گریہ کنان حضرت کے سامنے آیا چند آدمی اسکے ساتھ تھے کہ اس کو
خاموش کرتے تھے آپنے اس سے باعث گریہ دریافت کیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین شریح قاضی نے میرے مقدمہ میں انصاف کو مرعی نہ رکھا ہے

لوگ میرے باپ کو سفر مین اپنے ساتھ لے گئے تھے یہ سب واپس آئے اور وہ نہ آیا مینے حال دریافت کیا تو کہا کہ وہ مرگیا مینے پوچھا کہ مال جو اسکے پاس تھا کہان گیا انہون نے کہا اُس نے کوئی مال نہین چھوڑا۔ مین انکو شریح قاضی کے پاس لیگیا اُس نے قسم لیکر انکو رہا کیا حالانکہ مجھکو تحقیق معلوم ہے کہ میرے باپ کے پاس مال کثیر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ شریح کے پاس پھر چلو پس اُن سب کو ساتھ لیکر شریح کے پاس آئے اور فرمایا اے شریح کیا فیصلہ کیا تو نے درمیان انکے اُسنے عرض کی مینے اس جوان سے پوچھا کہ تیرے پاس تیرے دعوے پر کوئی حجت ہے کہا نہین پس مینے ان لوگون سے قسمین لیکر انکو رہا کیا۔ فرمایا هیهات اے شریح ایسے مقدمہ مین اور یہہ حکم۔ عرض کی یا امیر المومنینؑ پھر کیا حکم ہے اس مقدمہ کا آپنے فرمایا بخدا سوگند اے شریح مین اس مقدمہ مین وہ حکم کرونگا کہ سوائے داؤد پیغمبر علیہ السلام کے مجھ سے پیشتر کسینے نہ کیا ہوگا یہہ کہکر سرہنگان لشکر سے چند اشخاص کو طلب کیا اور ایک ایک سرہنگ کو ایک ایک مدعا علیہ پر مقرر کیا اور فرمایا تمہارا یہہ گمان ہے کہ جو سلوک تم نے اس جوان کے باپ سے کیا مجھ پر پوشیدہ رہیگا بعد ازان حکم کیا کہ سب کو متفرق کردین اور چہرون کو انکے چادرون سے ڈھانپ دین بموجب حکم ہر ایک کو مسجد کے ایک ستون کے پیچھے کھڑا کیا اور سرون کو انکے کپڑون سے پوشیدہ کیا۔ پس عبداللہ بن ابی رافع اپنے کاتب کو بلوایا اور کہا کاغذ و قلم و دوات حاضر کر اور خود مجلس قضا مین جلوس فرمایا اور حاضرین سے فرمایا کہ جسوقت مین تکبیر کہون تم بھی ہمراہ تکبیر کہو پھر ایک کو اُنمے طلب کیا اور موہنہ کھلوا کر سامنے بٹھلایا اور عبداللہ سے کہا جو کچھ وہ کہے قلمبند کر اور اُس سے پوچھا کہ تم کس روز کس مہینے اور کس سال سفر کو گئے تھے۔ کہا فلان روز فلان ماہ و فلان سال مین۔ پوچھا کس منزل پر پہنچکر پدر اس جوان کا فوت ہوا کہا فلان منزل پر کہا کسکے گھر مین کہا فلان شخص کے فرمایا کے روز بیمار رہا کہا اس قدر عرصے رہا پوچھا کون تم سے اُسکی بیمارداری کرتا تھا اور کس روز اس نے انتقال کیا اور کسنے اسکو غسل دیا کسنے کفن کیا اور کسنے نماز پڑھی کسنے قبر مین اُتارا جو جواب وہ دیتا تھا عبداللہ مذکور اسکو لکھ لیتا تھا جب اوّل کا اظہار ختم ہوا تو امیر المومنینؑ نے تکبیر کہی اور اہل مجلس نے بھی آپ کے ہمراہ تکبیر کہی باقی مجرم جو ستونون کی اوٹ مین موہنہ چھپائے کھڑے تھے صدائے تکبیر سُنکر بہت گھبرائے اور انکو ظن غالب ہوگیا کہ اُنکے رفیق نے جرم کا اقرار کیا۔ پس حضرت نے حکم دیا کہ اسکے سر کو بدستور ڈھانپ کر زندان مین لیجائین۔ اور دوسرے کو بلا کر فرمایا تمہارا گمان یہہ ہے کہ مجھکو حال معلوم نہین اُس نے پہلے قدرے تامل کیا پھر صاف کہدیا کہ یا امیر المومنینؑ مین ہر چند ان مین شامل تھا مگر اس کے قتل پر راضی نہ تھا اور تمام حال من و عن کہدیا پھر تو حضرت ایک کو دوسرے کے بعد طلب کرتے اور دریافت فرماتے تھے سب نے اقرار کیا کہ ہمنے اسکو قتل کیا ہے اور تمام مال اسکا ہمارے پاس موجود ہے آپ نے مال اور خون بہا مقتول کا جوان کو دلوایا۔ اس قضیہ کے فیصل ہونے کے بعد شریح نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ارشاد فرمائیے کہ داؤد پیغمبر علیٰ نبینا و علیہ السلام نے کسطرح پر فیصلہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ چند اطفال خوردسال کے پاس سے کہ باہم بازی کر رہے تھے گزرے انمین ایک لڑکا تھا جسکو مَاتَ الدِّین (مرگیا دین) کہتے تھے اور وہ بے تامل انکے جواب مین بولتا تھا داؤد علیہ السلام وہان کھڑے ہوگئے اور لڑکون کو اپنے نزدیک بلایا اور اُس لڑکے سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہا مَاتَ الدِّین فرمایا کسنے یہہ نام رکھا ہے کہا میری مان نے حضرت اسکو ساتھ لیکر اسکے گھر پر تشریف لے گئے اور اُسکی مان سے فرمایا اَیَّتُهَا الْمَرْأَةُ اس لڑکے کا کیا نام ہے کہا مَاتَ الدِّین فرمایا کسنے یہہ نام رکھا ہے کہا اس کے باپ نے فرمایا وہ اب کہان ہے کہا چند آدمیون کے ہمراہ سفر کو گیا تھا یہہ لڑکا اسوقت میرے شکم مین تھا وہ

لوگ سفر سے واپس آئے اور اسکا شوہر نہ آیا تو بیٹے اسکے حال دریافت کیا کہا کہ وہ راہ مین مر گیا ترکہ کی نسبت جو استفسار کیا تو بیان کیا کہ اُس نے کچھ مال نہین
چھوڑا بیٹے کہا کچھ وصیت کی ہے اُنہون نے کہا ہان اُسکا گمان یہہ تھا کہ تو حاملہ ہے پس وصیت کی ہے کہ جو لڑکا یا لڑکی تیرے پیدا ہو اسکا نام مات الدین
رکھنا۔ پس یا نبی اللہ بیٹے اُسکی وصیت کی موافق اسکا یہہ نام رکھا ہے حضرت داؤدؑ نے فرمایا تو ان لوگون کو کہ تیرے شوہر کے ساتھ گئے تھے پہچانتی ہے
عرض کی البتہ جانتی ہون فرمایا زندہ ہین یا مر گئے عورت نے کہا کہ سب زندہ ہین حضرت نے فرمایا میرے ہمراہ چل اور اُنکے مکان تک مجھکو دلالت کر
پس عورت کے ساتھ انکے مکان پر تشریف لیگئے اور انکو جمع کیا اور انکے درمیان اس طرح پر فیصلہ کیا جیسا کہ مینے اسوقت کیا اور ثابت کیا ان لوگون پر
خون اور مال متروکہ متوفی کو اور عورت سے فرمایا کہ اب نام اس لڑکے کا بجائے مَاتَ الدِّیْنِ کے عاش الدین رکھ یعنی زندہ ہوا دین **تتمہ مہمہ**

در بعضے از جوابات لطیف کہ بے فاصلہ تامل و تفکر ارشاد فرمودند

ہر چند لطائف جوابات امیر المومنین کہ آپنے موقعہ بموقعہ فی البدیہہ فرمائے بکثرت ہین لیکن اس مقام پر کمتر اُسکے معرض ذکر مین آتے ہین کہ کتاب خالی نہ رہے **ازانجملہ**
منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ حضرت امیر المومنین و دیگر اصحاب کے ساتھ خرمے تناول فرما رہے تھے اور
بسبیل مزاح گٹھلیان اُنکی حضرت علیؑ کے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ دیگر اصحاب بھی باشارہ جناب ختمی مآب ایسا ہی کرتے تھے یہانتک کہ کھانے سے
فارغ ہوئے اسوقت حضرت رسالت پناہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کسنے ہم مین سے سب سے زیادہ خرمے کھائے صحابہ نے عرض کی یا
رسول اللہ مَنْ کَانَ نَوَاتُہٗ فَہُوَ اَکُوْلٌ جسکے آگے زیادہ گٹھلیان ہین وہی سب سے زیادہ کھانیوالا ہے امیر المومنین علیہ السلام نے بے تامل
فرمایا لَا بَلْ مَنْ اَکَلَ مَعَ النَّوَاۃِ فَہُوَ اَکُوْلٌ نہین جو خرمون کو گٹھلیون سمیت کھا گیا زیادہ خورندہ ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا
مشکل ہے کہ کوئی میرے بھائی سے کلام مین فائق ہو۔ ازانجملہ منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین تفرج کنان پیادہ پا جا رہے تھے اور عمر و ابوبکر
آپکے راست و چپ تھے چونکہ قد ان دونوکے دراز تھے اور قامت مبارک آپکا میانہ تو بمقتضائے مثل مشہور کُلُّ طَوِیْلٍ احمق مزاح کا امیر المومنین
کے ساتھ قصد کیا اور کہا یَا عَلِیُّ اَنْتَ فِیْنَا بِمَنْزِلَۃِ النُّوْنِ فِیْ لَنَا اے علی تم تو ہمارے درمیان ایسے ہو جیسے لفظ لنا کے بیچ مین نون
یعنی ہمارے قد مثل لام و الف کے کشیدہ و بلند ہین اور تم مثل شوشہ نون کے درمیان مین ہو۔ آپنے فرمایا درست ہے لَوْ لَا اَنَا بَیْنَکُمَا لَکُنْتُمَا لَا
اگر مین تمہارے درمیان نہون تو تم نیست و نابود ہو جاؤ اور محض لا کہ حرف نفی ہے رہ جاؤ **ازانجملہ** منقول ہے کہ ایکروز عثمان بن عفان نے
حضرت سے کہا اے علی اگر تم میرے مرنے کے منتظر ہو تو تعجب کا مقام نہین۔ جو مجھسے اور تم سے بہتر تھے تم نے انکے مرنیکا انتظار کیا ہے امیر المومنین
نے فرمایا وہ کون تھے کہ مجھسے بہتر تھے کہا ابوبکر و عمر فرمایا یہہ غلط ہے مین تم سب سے بہتر ہون تینتیس برس پیشتر خدا کی عبادت کی ہے اور تمہارے بعد تک
کرتا رہونگا **ازانجملہ** مشہور ہے کہ کسینے آپسے عرض کی یا امیر المومنین اَنَا اُحِبُّکَ وَ اَتَوَالٰی عُثْمَانَ مین آپکو دوست رکھتا ہون
اور عثمان سے بھی محبت ہے آپنے فوراً کہا اَلْاٰنَ اَنْتَ اَعْوَرُ فَاِمَّا اَنْ تَعْمٰی وَ اِمَّا اَنْ تُبْصِرَ تو اسوقت یک چشم ہے یا تو
اس طرف سے ناظرہ ہوکر نابینا محض ہو اور یا محبت عثمان ترک کرکے دو عین حاصل کر۔ گویا اسی مقام پر ارشاد فرمایا ہے شعر تَوَدُّ عَدُوِّیْ
ثُمَّ تَزْعُمُ اَنَّنِیْ ۔ صَدِیْقُکَ اِنَّ الرَّأیَ عَنْکَ لَعَازِبُ **ترجمہ** ۵ دوست داری دشمنم را وانگہ گوئی کہ من دوست

سیدارم تراین و دستی از عقل نیست ازانجملہ منقول ہے کہ کسینے کہا اَنتَ قَتَلتَ عُثمَانَ یا علی تم نے عثمان کو قتل کیا۔ آپنے فرمایا بَل
قَتَلَہُ اللّٰہُ وَاَنَا مَعَہُ بلکہ خدا نے اُسے قتل کیا اور مین اسکے ساتھ تھا ازانجملہ ایک شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور
عرض کی کہ کچھ خرمے رکھے تھے میری زوجہ نے ایک دانہ اُنمین سے اُٹھا کر موہنہ مین رکھ لیا اور براہ نادانی قسم کھائی کہ نہ اسکو کھاؤنگی نہ گراؤنگی
اب کیا کرنا چاہئیے۔ آپ نے فرمایا کہ نصف اس سے کھالے اور نصف باہر ڈالدے قسم سے بری ہو جائیگی ازانجملہ روایت ہے کہ ایک
روز ممبر پر خطبہ پڑھتے تھے ایک شخص اُٹھا اور مخرج کسور تسع کا آپسے دریافت کیا آپ نے فی البدیہہ فرمایا اِضرِب اَیَّامَ اُسبُوعِکَ
فِی اَیَّامِ سَنَتِکَ کہ ہفتہ کے دنون کو سال کے دنون مین کہ تین سو ساٹھ ہین ضرب کر جو حاصل ہو وہی مخرج ہے کسور تسع کا مؤلف
کہتا ہے کہ کسور تسع یعنی نو کسرین وہ کسور ہین جنکا زبان عرب مین ایک علیحدہ نام مقرر ہے اور وہ یہہ ہین نصف ثلث ربع خمس
سدس سبع ثمن تسع عشر اور انکے مخرج سے وہ عدد مراد ہے جس سے یہہ تمام حصے پورے پورے نکل سکین مثل چار کے کہ وہ
مخرج نصف اور ربع کا ہے نصف اسکا دو اور ربع ایک دونو کسر پوری نکل سکتی ہین پس حسب الارشاد امیر المومنینؑ معلوم ہوا کہ مخرج کسور
تسع کا ۲۵۲۰ ہے حاصل ضرب ۷ اور ۳۶۰ کا کہ اس سے یہہ تمام کسرین بلا کم و کاست نکل سکتی ہین ازانجملہ منقول ہے کہ ایک یہودی
نے تعریضاً آپسے کہا کہ تم گروہ مسلمین ہنوز اپنے پیغمبر کے دفن سے فارغ ہوئے تھے کہ تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوا۔ امیر المومنینؑ نے فی الفور
جواب دیا کہ ہم مین جو اختلاف ہوا وہ صرف ایک مسئلہ مین تھا۔ لیکن اے معشر یہود تمہارے پیر ابھی دریائے نیل کو عبور کرکے خشک ہونے پائے
تھے[1] کہ تم نے موسیٰؑ سے کہا اِجعَل لَنَا اِلٰہًا کَمَا لَہُم اٰلِہَۃٌ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مہیا کر جیسا کہ ہم بت پرستون کے پاس
دیکھتے ہین یہودی کو کچھ جواب بن نہ آیا اور اس تعریض سے سخت پشیمان ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ یہہ مسئلہ مختلف فیہا جس پر یہودی نے طعن کیا
مسئلہ محل دفن حضرت سرور کائنات تھا۔ بعد وفات اس جناب کے اس بارہ مین اختلاف ہوا کہ کس مقام پر آپ کو دفن کیا جائے بعض کہتے
تھے کہ مکہ لیجائین باقی مدینہ مین دفن کرنیکی رائے دیتے تھے اور اس گروہ مین بھی اختلاف تھا بعضون کی رائے تھی کہ بقیع الغرقد[2] مین دفن ہون
بعض اسکے برخلاف تھے آخر امیر المومنینؑ کی رائے سے سب کو طوعاً و کرہاً اتفاق کرنا پڑا اور آپکے محل قبض روح مین اُس جناب کو دفن کیا
ازانجملہ مسئلہ ممبریہ ہے شرح اسکی اسطرح پر ہے کہ حضرت ممبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ میرے
داماد نے انتقال کیا وَرثہ اسکی زوجہ میری دختر کو نوان حصہ بجائے آٹھوین کے دیتے ہین۔ مین آپسے دادرسی چاہتا ہون فرمایا معلوم
ہوتا ہے کہ تیرے داماد نے دو دختر اور والدین اور زوجہ کو وارث چھوڑا ہے۔ عرض کی ہان یہی وارث ہین فرمایا تو اس صورت مین اسکا
حصہ یہی نوان ہے زیادہ طلب نہ کر ازانجملہ مسئلہ مشہور بمسئلہ رکابیہ ہے و دیناریہ ہے۔ صورت اسکی یہہ ہے کہ ایک عورت حضرت کی خدمت

---

[1] قصہ اسکا اسطرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے عصا کو دریائے نیل پر مارا اور اسمین بارہ راستے بعدد اسباط بنی اسرائیل کشادہ ہوئے تھے کہ بنی اسرائیل بآرام تمام دریا سے گزر گئے اور فرعون مع لشکر انکے پیچھے دریا مین داخل ہو کر متلاطم امواج غرق ہوا تو باوجودیکہ اُنہون نے ایسا معجزۂ عظیم دیکھا پھر بھی جب کچھ آگے چلکر ایک قوم بت پرست کو دیکھا کہ بت ہیکل گاؤ بنا کر انکو پوجتے ہین حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے بھی ایک بت مثل اس قوم کے مقرر کر۔ موسیٰؑ نے فرمایا اِنَّکُم قَومٌ تَجہَلُونَ اور انکو جہالت سے نسبت دی

[2] غرقد بروزن جعفر ایک بڑی قسم کا درخت ہے بقیع الغرقد نام ایک قبرستان کا ہے مدینہ مین کیونکہ درخت مذکور اسمین بکثرت ہوتے تھے اب گو درخت نہین ہوتے نام چلا جاتا ہے

مین حاضر ہوئی جسوقت کہ آپ سوار ہوتے تھے اور پائے مبارک رکاب مین رکھ لیا تھا۔ عرض کی یا امیر المومنین میری فریاد کو پہنچو میرے بھائی
نے انتقال کیا اور چھ سو دینار چھوڑے مجھکو اس سے کل ایک دینار دیتے ہین آپنے بے تامل ارشاد کیا لَعَلَّ اَخَاكِ خَلَّفَ زَوْجَةً وَاُمًّا وَبِنْتَيْنِ
وَاثْنَيْ عَشَرَ اَخًا وَاَنْتِ لَكِ شاید تیرے بھائی نے زوجہ اور مان اور دو دختر اور بارہ بھائی اور تجھکو وارث چھوڑا ہے عورت نے کہا ہان
ہان۔ آپنے فرمایا اِذَنْ قَدِ اسْتَوْفَيْتِ حَقَّكِ تو تو نے اپنا حصہ پالیا تیرا سہم ایک ہی دینار ہے **مولف** کہتا ہے کہ غرض ان دو
مسئلون کے ایراد سے اس مقام پر اظہار قوت حدسیّہ و سرعت انتقال ذہن مبارک ہے معاملات شرعیہ مین ورنہ درحقیقت یہہ دونو مسئلے بوجہ
مستلزم ہونے عول و عصوبت کے اہلسنت کے مذہب کے موافق ہین۔ اور ارشاد جناب امیر ان مسائل مین بموجب مذہب شیعہ محمول بر حالت
تقیہ پر کس لئے کہ موافق طریقہ حقہ پہلے مسئلہ مین حق زوجہ آٹھوان حصہ ہوتا ہے اور حق والدین ایک ثلث لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ
اور باقی جو دو ثلث سے کمتر رہا وہ دختر کا حصہ ہے۔ اور اہل سنت اس مقام پر عول کے قائل ہین یعنی اصل فریضہ کو بڑھا کر نقصان کو تمام ورثا
عائد کرتے ہین پس انکے طریق کے موافق زوجہ کا حصہ نوان ہوتا ہے کہ حضرت نے تقیۃً اسکا امر کیا عَلٰی هٰذَا دوسرے مسئلہ مین ہمارے ہان بوجود
رشتہ داران قریبی یعنی والدین و اولاد کے بھائی بہنون کو کہ عصبہ ہین کچھ نہین پہنچتا فَاِنَّ الْاَقْرَبَ حَاجِبٌ لِّلْاَبْعَدِ اور موافق اس
جواب حضرت کے کل چھ سو دینار سے چار سو یعنی دو ثلث ترکہ دو لڑکیون کو اور ایک سدس یعنی سو دینار والدہ اور ایک ثمن یعنی پچھتر دینار
زوجہ کو اور باقی پچیس دینار سے چوبیس دینار بارہ بھائیون کو فی کس دو دو اور ایک دینار بہن کو پہنچا قِسْمَةُ التَّرِكَةِ پس اس تقسیم
مین بھائی بہن شریک اولاد و والدین کے ہوئے اور یہہ خلاف ہے مذہب اہل بیت عصمت و طہارت کے جو بعینہ مذہب شیعون کا ہے پس
معلوم ہوا کہ ارتکاب تقیہ سے آپ کو زمان خلافت مین بھی چارہ نہ تھا چونکہ پیروان خلفاء سابقین اسوقت بھی بکثرت موجود تھے
لہذا مسائل خلافی کو موافق انکے مذہب کے ارشاد کرتے تھے **از انجملہ** منقول ہے کہ ایک شخص نے آپسے دریافت کیا کہ اگر کسی کو ایک مکان
مین داخل کر کے اسکے دروازے چارون طرف سے بند کردین تو اسکا رزق کسقدر ہے کسطرح اس کے پاس پہنچے گا۔ فرمایا مِنْ حَيْثُ يَاْتِيْ اَجَلُهٗ
یعنے جسطرف سے اسکی موت آئیگی اسی طرح کسی نے پوچھا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کسقدر فاصلہ ہے فرمایا مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِّلشَّمْسِ کہ
بقدر آفتاب کے ایک روز کی رفتار کے **از انجملہ** منقول ہے کہ کسی نے آپ کی تعریف مین از حد مبالغہ کیا حالانکہ وہ شخص بغض و نفاق مین
حضرت کی جانب سے متہم تھا۔ آپنے فرمایا اَنَا دُوْنَ مَا تَقُوْلُ وَفَوْقَ مَا فِيْ نَفْسِكَ کہ مین جو تو بیان کرتا ہے اس سے کمتر ہون
اور جو تیرے دل مین ہے اس سے زیادہ **از انجملہ** منقول ہے ایک بار حسن بصری وضو کر رہا تھا امیر المومنین اس کے پاس سے گزرے فرمایا کہ
پانی زیادہ نہ گرا کہ اسراف آب وضو مین مذموم ہے اس نے کہا امیر المومنین نے بروز جمل خونریزی مین اسراف کیا ہے یہہ تو پانی ہے آپنے فرمایا
کہ اگر تیرے نزدیک مین اس روز بر سر ناحق تھا تو کسلئے میرے دشمنون کی اعانت تو نے نہ کی حسن نے کہا قسم بخدا یا امیر المومنین مینے غسل کیا اور
حنوط ملا اور ہتھیار لگا کر نکلا اور ذرا شک اسمین نہ کرتا تھا کہ ام المومنین عائشہ کی اعانت نہ کرنا باعث کفر ہے لیکن راستہ مین ایک آواز میرے کان
مین آئی کہ لوٹ جا کہان جاتا ہے تحقیق کہ وہان قاتل و مقتول دونو اہل جہنم سے ہین لاجرم خائف و ترسان مراجعت کی دوسرے روز پھر اسی

[1] تحقیق کہ نزدیکی رشتہ دار حاجب مانع ہے بعید رشتہ دار کا ١٢

ارادہ سے چلا پھر وہی کلمہ سنا واپس آیا حضرت نے فرمایا راست کہتا ہے جانتا ہے کہ وہ منادی کون تھا کہا نہیں فرمایا وہ شیطان تھا اور اس نے
بھی درست کہا کہ قاتل و مقتول دونوں لشکر عائشہ کے جہنمی ہیں **از انجملہ** مناقب مرتضوی بین العین زمخشری سے نقل کیا ہے کہ جب حدیث
شریف اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا خارجیوں نے سنی تو آتش حسد میں جلکر بیتاب ہو گئے اور دس نفر انکے معتبر علماء سے امیرالمومنین
علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا یا علی ہم چاہتے ہیں ہر ایک شخص تم سے ایک ہی سوال کرتا ہے اگر ہر ایک کا جواب علیحدہ علیحدہ دوگے تو ہم جانینگے
کہ تم بلاشک دروازۂ مدینۂ علم ہو آپنے فرمایا سوال کرو جو کچھ کہ چاہو پس ایک انمیں سے آگے آیا اور عرض کی فرمائیے کہ علم بہتر ہے یا مال آپنے
ارشاد کیا کہ علم کسلیئے کہ مال فرعون و ہامان و قارون کے متروکات سے ہے اور علم پیغمبروں کی میراث ہے **دوسرے** نے پوچھا مال
بہتر ہے یا علم آپنے فرمایا علم کسلیئے کہ مال کی تو نگہبانی کرتا ہے اور علم تیرا نگہبان ہے پس تیسرے نے یہی سوال کیا آپنے اسکو جواب دیا کہ علم بہتر ہے مال
سے کس لیئے کہ مالدار کے بیشتر آدمی دشمن ہوتے ہیں عالم کو برخلاف اسکے اکثر خلائق عزیز رکھتی ہے پس ایک ایک ان میں حاضر ہوتا اور یہی سوال پیش
کرتا اور آپ ہر ایک پر دلیل علیحدہ فضیلت علم ثابت کرتے چنانچہ چوتھے سے فرمایا کہ علم بہتر ہے کیونکہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم
دوسروں کو تعلیم کرنے سے جلا پاتا اور بڑھتا ہے پانچویں سے کہا کہ علم افضل ہے مال سے کسلیئے کہ صاحب مال کو کبھی بخیل بھی کہتے ہیں صاحب علم ہمیشہ
کریم ہی کہلاتا ہے۔ چھٹے سے فرمایا کہ علم نیکوتر ہے مال سے کس واسطے کہ مال کے لیئے چور رہزن کیسہ بر سو آفتیں ہیں علم ان سب سے ایمن ہے ساتویں
سے ارشاد کیا کہ علم خوبتر ہے مال سے اس لیئے کہ مالداروں سے بروز قیامت حساب لیا جائیگا علم پر کوئی حساب نہیں۔ آٹھویں سے فرمایا کہ
علم اعلیٰ ہے بہ نسبت مال کے اسلیئے کہ مال عرصہ تک رکھا رہنے سے کہنہ و فرسودہ ہو جاتا ہے اور علم کو امتداد زمان سے کچھ گزند نہیں پہنچتا نویں سے
فرمایا کہ علم کو مال پر ترجیح ہے اسلیئے کہ علم سے قلب نور و ضیا حاصل کرتا ہے اور مال سے دل تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔ دسویں سے فرمایا کہ علم بہتر
ہے اسلیئے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے دعوائے خدائی کیا اور کثرت علم سے حضرت رسولخدا نے فرمایا مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ
کہ ہم سے تیری بندگی جیسی چاہیئے ہو نہیں سکی۔ پھر فرمایا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی کہ علیؑ کی جان اسکے قبضۂ قدرت میں ہے کہ اگر تا دم مرگ
مجھ سے یہی سوال کروگے تو برابر جواب جدا جدا دیتا رہونگا اور ہرگز ایک بات کو مکرر نہ کہونگا جب خارجیوں نے یہ علم و دانائی اس منبع عقل و حکمت
سے معائنہ کی تو دسوں کے دسوں مع اپنے ساتھیوں کے عقیدۂ فاسدہ سے استغفار کرکے تائب ہوئے **کلمات چند حکمت**
و موعظت ارشاد فرمودند مع حاصل ترجمہ آنہا كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُونِ لَا ظَهْرٌ فَيُرْكَبَ وَلَا
ضَرْعٌ فَيُحْلَبَ فتنہ کے وقت آدمی شتر نر دوسالہ کی مثل ہو جائے کہ نہ اسکی کمر اس قابل ہے کہ سوار ہوں نہ پستان کہ انسے دودھ دوہیں
حاصل یہ کہ فتنہ انگیزی سے علیحدہ رہے اور کسی نوع کی اعانت میں نہ کرے اَلْمُقِلُّ غَرِيْبٌ فِي بَلْدَتِهِ مرد مفلس اپنے شہر میں
پردیسی و مسافر ہوتا ہے اسی مضمون کو دوسری عبارت میں اس طرح فرمایا اَلْغِنٰى فِي الْغُرْبَةِ وَطَنٌ وَالْفَقْرُ فِي الْوَطَنِ غُرْبَةٌ توانگری
مسافرت میں وطن ہے اور فقر و درویشی وطن میں مسافرت ہے یعنی مالدار کو سفر میں بھی وطن کے عیش و عشرت حاصل ہوتے ہیں اور مفلس
وطن میں شدائد سفر کی نسبت کمتر مبتلائے بلا نہیں ہوتا ہے ع منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست ٭ ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

وآنرا کہ برمرادِ جہان نیست دسترس ☆ در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت سَيِّئَةٌ تَسُوءُكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ بدکاری جس سے تو غمگین ہو خدا کے نزدیک اس نیکوی سے بہتر ہے جس پر عجب غرور کرے اَلتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ خلائق سے دوستی کرنا نصف عقل ہے یعنی تمام کاروبار کہ انسان عقل سے انجام دے ایک طرف ہیں اور آدمیوں کے ساتھ دوستی کرنا اور انکی عداوت سے احتراز کرنا ایک طرف اَلْمَرْأَةُ عَقْرَبٌ حُلْوَةُ اللَّسْبَةِ عورت کژدم ہے کہ اسکا کاٹنا حلاوت اور مزہ سے خالی نہیں اَلشَّفِيعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ شفاعت و سفارش کرنیوالا بمنزلہ بازوی طلبگار کے ہے أَهْلُ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ يُسَارُ بِهِمْ وَهُمْ نِيَامٌ صاحبان دنیا ان سواروں کی مانند ہیں کہ انکو لئے جا رہے ہیں اور وہ سوتے ہیں فَقْدُ الْأَحِبَّةِ غُرْبَةٌ دوستوں کا مفقود ہونا مسافرت ہے لَا تَسْتَحْيِ مِنْ إِعْطَاءِ الْقَلِيلِ فَإِنَّ الْحِرْمَانَ أَقَلُّ مِنْهُ تھوڑی چیز کے دینے سے شرم نہ کر کیونکہ کچھ نہ دینا اور محروم رکھنا اس سے بھی کمتر ہے اَلسَّخَاءُ مَا كَانَ ابْتِدَاءً فَإِذَا كَانَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَحَيَاءٌ وَتَذَمُّمٌ بخشش و سخاوت وہ ہے کہ بغیر سوال کے دے مانگنے کے بعد دینا شرم و لحاظ ہے اور ندامت سے احتراز سخاوت نہیں اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ قناعت ایک مال ہے کہ فنا کو اس میں راہ نہیں اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ مال مادہ ہے خواہشوں کا یعنی تمام ہوا و ہوس اس سے پیدا ہوتی ہیں اَللِّسَانُ سَبُعٌ إِنْ خُلِّيَ عَنْهُ عَقَرَ زبان ایک درندہ ہے روکا نہ جائے اور چھوڑ دیا جائے تو ضرر پہنچائے إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام کم ہو جاتا ہے یعنی مرد کامل خاموشی کو زیادہ پسند کرتا ہے اور کلام کم کرتا ہے نَفَسُ الْمَرْءِ خُطَاهُ إِلَى أَجَلِهِ انسان کا سانس اپنا موت کیطرف قدم بڑھاتا ہے یعنی آدمی دمبدم موت کے نزدیک ہوتا رہتا ہے رَأْيُ الشَّيْخِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ بوڑھے کی عقل و تدبیر میرے نزدیک جوان کی شجاعت و شمشیر سے پسندیدہ تر ہے یعنی جوانوں کی بہادری سے وہ کام نہیں نکلتے جو بوڑھوں کی دانائی سے درست ہو جاتے ہیں ☆ برائے لشکرے را بشکنی پشت و بشمشیر بچہ تا صد توان کشت بَقِيَّةُ السَّيْفِ أَنْمَى عَدَدًا وَأَكْثَرُ وَلَدًا بقیہ شمشیر کسی قوم سے قتل کے بعد باقی رہ جاتی ہے ان کی تعداد زیادتی پکڑتی ہے اور اولاد کثرت سے ہوتی ہے إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ فرصت کو ہاتھ سے دینا غم و غصہ کا باعث ہے ☆ نگہ در دستہ و بار بر سر شگاف ☆ نکند مرد ہوشیار درنگ مَنْ قَصَّرَ فِي الْعَمَلِ ابْتُلِيَ بِالْهَمِّ جو شخص کام کرنے میں قصور و کوتاہی کرے مبتلائے غم و الم ہو مَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِيبَةٍ حَبِطَ أَجْرُهُ جو کوئی مصیبت میں اپنے ہاتھوں کو زانو پر مارے اسکا ثواب کہ اس مصیبت میں صبر کرنے پر ملتا ضائع ہو جاتا ہے اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْأَكْبَرُ فقیری و مسکنت بڑی موت ہے یعنی مفلسی و فقر کی محنت ہر وقت تکلیف دیتی ہے موت کی سختی ایک دم کی ہے اَلْإِعْجَابُ يَمْنَعُ مِنَ الْازْدِيَادِ خود پسندی ازدیاد و ترقی سے روکتی ہے یعنی جو اپنے علم و عمل پر مغرور ہوتا ہے اور آپ کو کامل جانتا ہے ترقی سے محروم رہتا ہے آلَةُ الرِّيَاسَةِ سَعَةُ الصَّدْرِ ریاست و سرداری کا آلہ سینہ کی فراخی ہے مطلب یہ کہ جسکا سینہ تنگ ہے کہ سختی و سستی کی برداشت نہیں کرتا سرداری کے لائق نہیں اَلطَّمَعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ طمع ہمیشہ کی غلامی ہے یعنی صاحب طمع ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے ☆ تا مرد سخن نگفتہ باشد ☆ عیب و ہنرش نہفتہ باشد اَلْوِلَايَاتُ مَضَامِيرُ الرِّجَالِ والی مملکت ہونا مردوں کا میدان ہے یعنی آدمی کے نیک و بد اخلاق اسوقت معلوم ہوتے ہیں جب بلاد و شہر اسکی قدرت و اختیار میں ہو

صِحَّةُ الْجَسَدِ مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ بدن کی صحت حسد کی کمی سے ہے یعنی حاسد بیشتر اوقات مبتلائے غم و غصہ رہتا ہے اور اس سے فسادِ مزاج
پیدا ہوکر مریض ہوجاتا ہے اَلْمَرْءَةُ شَرٌّ كُلُّهَا وَشَرُّ مَا فِيهَا اَنَّهُ لَابُدَّ مِنْهَا عورت سرتا پا شر و بدی ہے اور سب سے زیادہ بدی جو اس مین
ہے یہ ہے کہ اسکے بغیر چارہ نہین مَاءُ وَجْهِكَ جَامِدٌ يُقْطِرُهُ السُّؤَالُ فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تَقْطُرُهُ تیری آبرو مثل آب بستہ کے ہے کہ سوال کرنے اور
مانگنے سے ٹپکنے لگے گی پس نظر کر کہ کسکے سامنے اسکو ٹپکانا چاہتا ہے اَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَهَانَ بِهِ صَاحِبُهُ سب سے زیادہ سخت وہ گناہ ہے
کہ گناہ کرنیوالا اسکو حقیر و خفیف جانے اور کچھ پروا نہ کرے اَكْبَرُ الْعَيْبِ اَنْ تَعِيبَ مَا فِيكَ مِثْلُهُ سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تو اورون کو اس امر
مین عیب لگائے کہ اسکی مثل تجھ مین پایا جائے مِنَ الْخُرْقِ الْمُعَاجَلَةُ قَبْلَ الْاِمْكَانِ وَالْاِنَاةُ بَعْدَ الْفُرْصَةِ دو خصلتین حماقت
سے ہین وقت سے پیشتر کسی کام مین جلدی کرنا اور وقت موقعہ پر سستی وکاہلی اَلدَّهْرُ يَوْمَانِ يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ فَاِذَا كَانَ لَكَ
فَلَا تَبْطَرْ وَاِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ زمانہ تمام دو روز ہے ایک روز تیرے لئے ہے یعنی تیری ثروت و فراغت کا ہے اور ایک تیرے اوپر یعنی تیری محنت
و مصیبت کا پس جو روز کہ تیرے لئے ہے اسمین مغرور نہو اور جو تجھ پر ہے اسمین اضطراب و بے صبری نہ کر مَا اَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْاَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ
طَلَبًا لِمَا عِنْدَ اللهِ وَاَحْسَنُ مِنْهُ تِيهُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْاَغْنِيَاءِ اتِّكَالًا عَلَى اللهِ کیا خوب ہے کہ دولتمند فقرا سے بتواضع و انکسار پیش آئین اور اس سے
مقصود و التجا طلب اجر و ثواب ہو حقتعالے سے اور اس سے خوبتر یہ ہے کہ فقرا اہل دول کے ساتھ استغنا و بے پروائی کام مین لائین اور
تکیہ و توکل انکا خدا پر ہو اَلْفَقْرُ وَالْغِنَا بَعْدَ الْعَرْضِ عَلَى اللهِ فقیری اور توانگری بعد اسکے ہے کہ آدمی کے اعمال حقتعالی کے سامنے پیش ہوچکین
یعنی توانگری اور فراخی وہ ہے کہ بعد احساب کتاب روز قیامت ثواب ابدی حاصل ہو اور تنگدستی و فقیری وہ کہ عذاب ابدی مین دنیاہ بلا
گرفتار آوے مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ طَالِبُ دِيْنَارٍ وَطَالِبُ الْعِلْمِ دو بھوکے کبھی سیر نہین ہوتے ایک دنیا کا طلبگار دوسرا طالب علم اَلدُّنْيَا
خُلِقَتْ لِغَيْرِهَا وَلَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا دنیا اپنے لئے پیدا نہین ہوئی غیر کے لئے بنائی گئی ہے مراد یہ ہے کہ دنیا کو خدائے تعالے نے اس
غرض سے پیدا کیا ہے کہ اسمین رہ کر اعمال خیر بجالائین اور سفر آخرت کی تیاری کرین نہ یہ کہ اس مین مشغول ہوجائین اور آخرت کو بھول
جائین كَفَاكَ اَدَبًا لِنَفْسِكَ اجْتِنَابُ مَا تُكْرِهُهُ لِغَيْرِكَ تجھکو اپنے ادب کے لئے اس قدر کافی ہے کہ جو امر اورون سے برا جانے
خود اس سے پرہیز کرے یعنی جو بات اورون سے بھلی معلوم نہو اسکو نہ کر لَيْسَ بَلَدٌ بِاَحَقَّ مِنْ بَلَدٍ خَيْرُ الْبِلَادِ مَا حَمَلَكَ کوئی شہر
دوسرے شہر کی نسبت بہتر نہین یعنی سکونت کے واسطے سب شہر برابر ہین سب سے بہتر وہ شہر ہے کہ تجھکو برداشت کرے یعنی تیرے اخراجات کا
کفیل ہو اور اسباب راحت کے تیرے لئے اسمین مہیا ہون مَنْ عَظَّمَ صِغَارَ الْمَصَائِبِ ابْتَلَاهُ اللهُ بِكِبَارِهَا جو کوئی چھوٹی
مصیبتون کو بڑی جانے حقتعالی اسکو بڑی مصیبتون مین مبتلا کرتا ہے عَلَى الْقَذَى وَالَّا لَمْ تَرْضَ اَبَدًا اپنی آنکھون کو خس و خاشاک سے
بند کر نہین تو کبھی خوش نہوگا یعنی زمانہ کے ایذا و آزار سے چشم پوشی کر ورنہ ہزار بار غمگین ہوگا تو کبھی آرام سے نہ رہیگا اَلْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ
وَالشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنٰى عفت اور پاکدامنی فقیری کی زینت ہے اور شکر توانگری کی زیبائش لَا يَعْدِمُ الصَّبُوْرُ الظَّفَرَ وَاِنْ طَالَ بِهِ
الزَّمَانُ جسکی عادت مصائب شدائد پر صبر کرنیکی ہے ضرور مراد حاصل کریگا اگرچہ عرصہ کے بعد ہو اَلْغِنٰى تَرْكُ الْمُنٰى عمدہ

تونگری و غنا یہہ ہے کہ آرزوہی کو ترک کیا جائے اَفْضَلُ الزُّهْدِ اِخْفَاءُ الزُّهْدِ سب سے اعلے زہد یہہ ہے کہ زہد اور پرہیزگاری کا اخفا کیا جاوے اور کیسے اسکا اظہار جائز نہ رکھیں مَنْ رَضِيَ عَنْ نَفْسِهٖ كَثُرَ السَّاخِطُ عَلَيْهِ جو کوئی اپنے نفس سے راضی ہو بہت لوگ اس سے ناخوش ہونگے اور اس پر اعتراض کرینگے اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اكْتِسَابِ الْاِخْوَانِ وَ اَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهٖ مِنْهُمْ بڑا عاجز وہ شخص ہے جو بھائیوں اور دوستوں کے بہم پہنچانے میں عاجز ہو اور اس سے بھی زیادہ عاجز وہ ہے جو دوست حاصل شدہ کو کھودے یعنی اسکو دوستی پر قائم نہ رکھ سکے مَنْ ضَيَّعَهُ الْاَقْرَبُ اُتِيحَ لَهُ الْاَبْعَدُ جن کے نزدیکی رشتہ دار مدد نہ کریں اور اسکو ضائع کر دیں حقتعالی دوروں اور بیگانوں کے دلمیں ڈالے کہ اسکی نصرت کو کھڑے ہو جائیں اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَاجْمَعُوْا لِلْفَنَاءِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ بتحقیق کہ ایک فرشتہ ہے کہ ہر روز حقتعالی کیطرف سے اہل دنیا کو آواز دیتا ہے کہ اولاد حاصل کرو مرنے کے لئے اور مال جمع کرو فنا ہونے کے لئے اور عمارتیں بناؤ خراب اور منہدم ہونے کے لئے یہہ پچاس مختصر فقرے ہیں جو حکمت و نصیحت میں کلام معجز نظام اس جناب سے ترجمہ کرکے تبرکاً و تیمناً اس مقام پر نقل کئے گئے طالب ہدایت کے لئے اسیقدر کافی ہے اگر در خانہ کس است حرفے بس است **تمام** ہوئی یہہ کتاب اس مقام پر بروز چارشنبہ تاریخ ۲۹ - ذی الحجہ ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۴ - جولائی ۱۸۹۴ عیسوی

ابیات لمؤلفہ

شکر صد شکر اے کریم لطیف	کہ ہوئی آج ختم یہ تالیف	فیض ہے تیرا سب یہ ہے شتاب	میں کہاں ورنہ اور کہاں یہ کتاب
ہوں اسیر عوارض و افکار	تجھ سے کب ہو سکے بھلا کوئی کار	نہ میرے ہاتھ اور قلم نے کیا	کیا جو کچھ تیرے کرم نے کیا
اب یہہ اک التجا ہے اور میری	اسکی توفیق تو نے جیسی دی	جلد اول جو باقی ہے اس سے	وہ بھی ہو جائے فضل سے تیرے
ختم حسب المرام یہہ ہووے	اور بقبول عام یہہ ہووے	پھر سے ہندوستان میں دست بدست	دوست بالا ہوں اور دشمن پست
جو کہ ہیں یہاں پہ دوستان علی	شیعیان و موالیان علی	عاشق با کمال حیدر ہیں	اپنی جو پائی حال حیدر ہیں
حاجتیں انکے دل کی برآئیں	سر بسر اس سے مدعا پائیں	یا الٰہی گناہگار ہوں میں	اپنے عصیان سے شرمسار ہوں میں
	بخش مجھ کو میرے گنہ غفار	بمحمدؐ و آلہ الاطہار	

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از جناب معلی القاب سید جمعیت علی صاحب سابق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر جمن حال پنشنر رئیس سہارنپور سلمہ اللہ تعالے

زہے مولوی میر مظہر حسن	کتابے چنین بے بہائے نوشتہ	پس از مرگ عثمان بحال علی	مفصل ہمہ ماجرائے نوشت

سبز شاخ طوبیٰ و اوراق او　　چنین دفترے را برائے نوشت
زروئے ادب سال تصنیف این شد　　عجب دفترے دلکشائے نوشت
مصنف بحق علیؑ مزد یابد　　خدایش دہد خوش جزائے نوشت
۱۸۹۴ء

ولہ ایضاً

چون جناب مولوی مظہر حسن　　در سپہر گفت این کتاب معتبر
سال تصنیفش کہ شد در کار ما　　گفت ہاتف قرۃ التاج سیر
۱۳۱۱ھ

ولہ ایضاً

طبع تہذیب چون بحسن خاص　　بر عیون و قلوب شد مطبوع
سال تاریخ طبع او ہاتف　　گفت بسیار خوب شد مطبوع
۱۳۱۲ھ

تاریخ طبع کتاب ہذا از جناب ممدوح الصفات

بحمد اللہ کہ تہذیب المتین مطبوع زیبا شد　　بتاریخ امیر المومنین مطبوع ولہا شد
بطبع یوسفی طبع فرید خرد و خالش شد　　ببین نور علیٰ نور این کتاب طبع سالش شد
۱۳۱۲ھ

ولہ

جس دم یہہ کتاب پاک سخن　　مطبوع ہوئی اے شفیق من
تاریخ پکارے اہل فن　　کیا خوب چھپی تہذیب حسن
۱۸۹۴ء

قطعۂ تاریخ کتاب ہذا از ابکار افکار جناب سید زاہد حسین صاحب برادر ابن عم مولف رئیس سہارنپور سلمہ اللہ تعالیٰ

باہل جہان مژدۂ تازہ باد　　کہ آمد ہمی بہشت آسا فضائے شد خریف
بدشت و جبل لالۂ شوخ رنگ　　بصحرا گہر بار ابر کثیف
ہوا مشک بیز و چمن لالہ خیز　　معطر چو سنبل گیاہ ضعیف
زجوش طبیعت زفیضان علم　　درین موسم و روزگار شریف
عجب دفتر نور رقم کردہ اند　　کہ زو حاسدان اندرون دل خفیف
عیان خورمی از رخ دوستان　　زہیبت دل دشمنان ستخیف
　　ندا از سپہر برین ناگہ رسید

بدوش شمیم گل آمد بہار　　صبا ہمرکاب و نمو ہم ردیف
ز فرط ضمیران و نسرین و گل　　بطرف گلستان بہار ظریف
نوا سنج در شوق مرغان باغ　　بحمد و ثنائے خدائے منیف

اخی مولوی میر مظہر حسن　　ذکی و ذہین و تقی و عفیف
زشادی دل مومنان باغ باغ　　چو برگ خزان زرد روئے حریف
بتاریخ پرداختم حسب حکم　　ندا فکار ہر چند بودم نحیف
بگو ان ہذا کتاب لطیف
۱۳۱۲ھ

اعلان واجب الاذعان

یہ کتاب تہذیب المتین فی تاریخ امیر
المومنین مصنف دام ظلہ العالی سے حق کاپی رائٹ لینے کے
بعد بموجب قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ء داخل فہرست رجسٹری کرائی گئی ہے بنابران
خدمت تاجران کتب و اہل مطابع سے گزارش ہے کہ کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں۔ اور
عوض نفع کے نقصان عظیم نہ اٹھائیں ۔

اطلاع ضروری

چونکہ یہ کتاب موافق عقاید مذہب شیعہ کے ہے
بنابران خدمتمیں حضرات اہلسنت و الجماعت کے گزارش ہے کہ نہ تو اس کتاب کو خریدکریں اور نہ
مطالعہ فرمائیں محض برادران دینی حضرات شیعہ پیروان ائمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ
علیہم اجمعین کی واقفیت کیلئے چھاپی گئی کسی مخالف یا موالف سے مکابرہ
یا مجادلہ منظور نہیں۔ بر رسول بلاغ باشد و بس

العبد

سید علی حسین مالک مطبع یوسفی

دہلی